قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

الحمد للہ والمنة کہ تفسیر نادر زمانہ موضح اسرار قرآن مجید بطرز محققانہ احسن

جلد پنجم مشتمل

تفسیر فتح المنان

المشہور بہ

تفسیر حقانی

مصنفہ عمدۃ المحدثین فخر المفسرین الشیخ العلامہ ابو محمد عبد الحق الحقانی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ

کہ جس میں پارہ ربما سورہ الحجر سے لیکر آخر سورہ نمل تک پارہ بیسواں سوا چھ پارہ کی تفسیر ہے

عالیجناب حاجی محمد اسحق صاحب ناظم انجمن ہدایت الاسلام دہلی نے زیر اہتمام اشتیاق احمد چشتی چھپواکر

دار الاشاعت [illegible] [illegible] پاکستان سے شائع کیا

بار ششم [illegible]

قیمت [illegible] علاوہ محصول ڈاک

البیان فی علوم القرآن

دنیا میں انسان کے لئے مذہب حق کی پیروی سے (ایک آنیوالی نئی زندگی) کوئی توشہ بہتر نہیں۔ اسلام کی ذا
خود دنیا کو ثابت کر دیا ہے کہ اب ایک ہی آسمانی برحق مذہب صفحۂ دنیا پر ہے ان کو ترقی دارین کی راہ دکھاتا۔
مگر ان پچھلی صدیوں میں اسلامیوں کی غفلت اور باہمی خصومات سے مخالفوں کو خالی میدان ہاتھ آیا انہوں نے اسلام
بناکر دکھانی شروع کی کہ جس سے ناواقفوں کو خواہ مخواہ نفرت پیدا ہو۔ ادھر دھریت اور فلسفہ کا دریا موجزن ہونے لگا اور سادہ
بجماعات وقت انہیں کی دستگاہوں میں داخل ہونا پڑا مگر انکے پاس نہ کوئی ایسی کتاب ہے نہ کوئی ایسا فاضل حقیقت شناس ہو جو
اسلئے بمصلحت وقت مقدمہ تفسیر حقانی کو جسکی وجہ سے ہزاروں گمراہوں کو ہدایت ہوئی ایک ایسے نئے اسلوب میں
بھی موڑ ہے اور جس میں اور صدہا ضروری مضامین کا اضافہ ہوا ہے۔ اسلئے اس کا نام بھی البیان فی علوم القران رکھا گیا
اس ضخیم کتاب میں جو تخمیناً … جز کی ہے نئے علم کلام کا بنیادی پتھر رکھکر ایک ایسی عمارت یا قلعہ؛ آلیا ہے جو مسلمانوں کیلئے ہمیشہ کیواسطے
اول علم و ادراک و اُسکے اقسام اور حقیقت پر دقیق بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ موجودات کا سلسلہ عالم محسوس ہی تک محدود نہیں بلکہ ایک عالم
تمام محسوسات و غیر محسوسات کا وہ وہ ایک ایسے قادر مطلق کیطرف ہے جو ہمارے حواس سے محسوس نہیں ہو سکتا نہ حواس میں اسکی قابلیت
نہ مادہ ہے نہ طبیعت پھر خدا تعالیٰ کی ذات و صفات پر بحث اور مذاہب باطلہ کا رد ہے۔ پھر ملائکہ جن ارواح وغیرہ حقائق ثابتہ پر بحث ہے جو جسم
ہونیکے سبب حواس سے محسوس نہیں ہو سکتیں پھر ملائکہ و جن و روح کی حقیقت و ملکیت آثار و خواص و نیز مرنیکے بعد روح کے حالات و اسپر جزا و
دونوں عقائد و نقلیہ کا بیان ہوا ہے۔ پھر جنت و دوزخ کی حقیقت پر بحث ہے اور مسئلہ نجات کا فیصلہ ہوا ہے اور ضمن میں جملہ مخالفوں کا رد ہے پھر نبوت کی حقیقت و انبیا
اسکے مع دلائل بیان ہوئے ہیں اور بعد میں آنحضرت صلعم کی نبوت ثابت کیگئی ہے اور آپ کا حلیہ مبارک و مختصر حال و سیرت پاک کا بھی بیان ہے اور اسکے ضمن میں
مخالفوں کے جملہ اعتراضات کا جواب شافی ہے اور مسئلہ نبوت میں جو کچھ مذاہب دیگر میں آمیزش وہم ہوئی ہے اُس کا بھی بیان ہے۔ پھر عالم کی آفرینش و نسل انسانی کا حال
ہے پھر قرآن نے جو کچھ نظریات و عملیات میں انسانی سعادت و شقاوت کی تصویر کھینچکر اس کو آمیزش وہم اور غلط فہمی سے نجات دلائی ہے جو نہ کسی حکیم و
فیلسوف سے نہ کسی ولی و صاحب کشف سے ممکن تھی۔ پھر علوم قرآنی کا اور جو جو قرآن و اسلام پر مخالفوں کے عقلی اور کتابی و تاریخی و فصاحت و بلاغت
کے متعلق اعتراض تھے سب کا جواب ہے۔ الغرض اس طرح سے بیش … حقائق کو دلائل سے مدلل کیا گیا ہے۔

اس قسم کی کتاب کی جو علوم اسلامیہ پر حاوی ہونیکے ساتھ موجودہ علوم … یہ متعلق ہو بھی اس زمانہ میں اشد ضرورت تھی۔ آریہ۔ ہندو۔ عیسائی
یہودی وغیرہ مذاہب کی انکی اصلی کتابوں سے حقیقت آشکارا کر کے اظہار … دکھلایا ہے کہ وہ انسانی سعادت و شقاوت کیلئے بالکل غیر کافی ہیں
قیمت پختہ مجلد پانچ روپیہ چار آنہ (عہ ۵) مقرر ہے اور ترجمہ البیان فی … انگریزی قیمت پختہ پندرہ روپیہ (عہ ۱۵)

پتہ: دارالاشاعت تفسیر حقانی۔ بک ڈپو۔ بلی ماران۔ دہلی

صحت نامہ تفسیر حقانی جلد پنجم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١	١	الرَّحِیۡم	الرَّحِیۡمِ ٥	٣١	١	لَکُمۡ مِن	لَکُمۡ مِّنۡ	٩٣	١	لَفِیۡقًا	لَفِیۡفًا ؕ
〃	٢٩	یَاکُلُوۡا	یَاۡکُلُوۡا	٣٩	١	اَلَسۡتُکُمۡ	اَنۡسِیۡتُکُمۡ	〃	٢	اُوۡتُوۡا	اُوۡتُوۡا
٢	〃	لَایُؤۡمِنُوۡنَ	لَایُؤۡمِنُوۡنَ	〃	٢	حَلَلٌ	حَلَلٌ	〃	٣	سُجَّدًا ؕ	سُجَّدًا ٥
〃	٣	مَسۡحُوۡرُوۡن ٥	مَسۡحُوۡرُوۡنَ ؕ	〃	-	عَلَی اللهِ	عَلَی اللّٰهِ	٩٩	١	اِلَی الۡکَهۡفِ	اِلَی الۡکَهۡفِ
٥	١	لِلۡمَلٰئِکَة	لِلۡمَلٰٓئِکَةِ	٣٤	١	لِیَلاَمِنَ	لِیَلَاَّمِنَّ	٩٩	١	رَحۡمَةً	رَحۡمَةً
〃	٥	اِلٰی یَوۡمِ	اِلٰی یَوۡمِ	٤٧	٥	لِیَسُوۡءُا	لِیَسُوۡءُا	〃	٤	لَنۡ نَدۡعُوَا	لَنۡ نَّدۡعُوَا
〃	〃	یَبۡعَثُوۡنَ ٥	یُبۡعَثُوۡنَ ٥	〃	〃	وَجُوۡهَکُمۡ	وُجُوۡهَکُمۡ	〃	〃	یَاۡتُوۡنَ	یَاۡتُوۡنَ
〃	-	الۡمَعۡلُوۡمِ ٥	الۡمَعۡلُوۡمِ ٥	٤٢	٢	حَسِیۡبًا	حَسِیۡبًا ٥	١٠٠	٣	وَکَلۡبُهُمۡ	وَکَلۡبُهُمۡ
٧	٢	فِیۡهَا	فِیۡهَا	〃	٣	نُوۡحٍ ط	نُّوۡحٍ ط	١٠٦	٢	وَکَبِتُوۡا	وَکَبِتُوۡا
〃	〃	بِمُخۡرَجِیۡنَ ٥	بِمُخۡرَجِیۡنَ ٥	〃	〃	خَبِیۡرًا	خَبِیۡرًا	١٠٧	١	بِالۡغَدَاوَةِ	بِالۡغَدٰوةِ
〃	〃	اَنِّیۡ	اَنِّیۡ	٧٥	٣	برحاشیہ	ع ١٢	〃	٣	لِلظّٰلِمِیۡنَ	لِلظّٰلِمِیۡنَ
٨	٢	فَاَسۡرِ	فَاَسۡرِ	٧٦	١	عِنۡدَکَ	عِنۡدَکَ	〃	〃	یَشۡوِی	یَشۡوِی
〃	٦	لَاٰیَةٍ	لَاٰیَةً	-	-	اُفٌّ	اُفٍّ	〃	٥	عَلَی الۡاَرَائِکِ	عَلَی الۡاَرَآئِکِ ط
٩	١	وَاِنَّ اَصۡحٰبُ	وَاِنۡ کَانَ اَصۡحٰبُ	〃	٧	وَیَقۡدِرُ ط	وَیَقۡدِرُ ط	١٠٨	١	رَجُلَیۡنِ	رَّجُلَیۡنِ
〃	-	مِنۡهُمۡ	مِنۡهُمۡ	〃	٦	برحاشیہ	ع ٣	〃	٥	بُخۡلِ	بِنَخۡلٍ
〃	٦	برحاشیہ	الربع	٨١	٣	فَضَلُّوۡا	فَضَلُّوۡا	〃	٢	وَاَعَزُّ	وَّاَعَزُّ
١١	٢	الۡمَلٰئِکَةَ	الۡمَلٰٓئِکَةَ	٨٢	٥	مِّنۡ قَرۡیَةٍ	مِّنۡ قَرۡیَةٍ	〃	٣	لِنَفۡسِهِ ط	لِّنَفۡسِهِ ط
〃	٣	مَنَاصِعُ	مَنَافِعُ	٨٣	٢	فِتۡنَةَ النَّاسِ	فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ	〃	٥	اُشۡرِکُ	اُشۡرِکُ
١٢	١	یُنۡبِتُ	یُنۡبِتُ	٨٤	٣	وَعِدۡهُمۡ	وَعِدۡهُمۡ	〃	٦	زَلَقًا ٥	زَلَقًا ٥
١٣	٢	الثَّمَرٰتِ	الثَّمَرَاتِ	٩٠	١	کَان	کَانَ	١٠٩	١	مُقۡتَدِرًا ٥	مُّقۡتَدِرًا ٥
١٨	〃	فِیۡهِمۡ	فِیۡهِمۡ	٩١	١	وَالۡجِنُّ	وَالۡجِنُّ	-	٣	فَلَمۡ نُغَادِرۡ	فَلَمۡ نُغَادِرۡ
١٩	٣	ادۡخُلُوۡا	ادۡخُلُوۡا	〃	٣	تَجِیۡرًا	تَجِیۡرًا	١١٠	٣	مُوَاقِعُوۡهَا	مُّوَاقِعُوۡهَا
٢٠	〃	مَنۡ یُضِلُّ	مَنۡ یُّضِلُّ	-	٣	عَلَیۡنَا	عَلَیۡنَا	-	〃	مَصۡرِفًا ٥	مَصۡرِفًا ٥
٢٣	٢	فَاِنَّ	فَاِنَّ	〃	٥	بُشۡرًا	بُشۡرًا	١١١	٢	وَمَاتُرۡسِلُ	وَمَا نُرۡسِلُ
٢٥	٦	فِی التُّرَابِ	فِی التُّرَابِ	٩٣	١	لَارَیۡبَ فِیۡهِ	لَا رَیۡبَ فِیۡهِ	〃	-	الۡمُوۡسَلِیۡنَ	الۡمُرۡسَلِیۡنَ
〃	-	الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمِ ٥	الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ٥	〃	٣	بَیِّنٰتٍ	بَیِّنٰتٍ	〃	٣	یَمۡنُ	یَّمُنَّ
٢٢	٣	فِیۡهِ لا	فِیۡهِ لا	〃	٣	لَاَظُنُّکَ	لَاَظُنُّکَ	١١٣	١	الجزء السادس عشرہ	-

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۳	بَثْنِكَ	يَثْنِكَ ط	۱۵۷	۳	النَّجْوٰى	النَّجْوٰى	۱۹۵	۳	فِي الْاَنْعَامِ	فِي الْاَنْعَامِ
〃	۴	اِنْ اَعِيْنُهَا	اَنْ اَعِيْنَا	〃	۷	الْمُسْرِفِيْنَ	الْمُسْرِفِيْنَ	۱۹۶	۴	بِاَعْيُنِنَا	بِاَعْيُنِنَا
۱۱۸	۲	حَقٌّ	حَقًّا	۱۵۹	۳	بَيْنَهُمَا	بَيْنَهُمَا	〃	〃	مِنْ كُلِّ	مِنْ كُلٍّ
۱۱۹	۴	قَالَ انْحُوْا	قَالَ اَنْحَوْا	〃	۴	مِمَّا	مِمَّا	۱۹۷	۱	وَاَتْزَفْنٰهُمْ	وَاَتْرَفْنٰهُمْ
۱۳۱	۲	يَحْسَلُوْنَ	يُحْسِنُوْنَ	〃	۲	تَفْسَدِ تَاج	كَفَسَدَتَا ج	〃	۵	غُثَاءً	غُثَاءً ج
〃	〃	كَفَرُوْا	كَفَرُوْا	۱۶۵	۱	اَمْرُهُمْ	اَمْرَهُمْ	۲۰۰	〃	كَرِهُوْنَ ۵	كٰرِهُوْنَ ۵
۱۳۲	۱	وَبَرٌّ	وَبَرًّا	〃	۲	الْعُمُرِ	الْعُمُرِ ط	〃	〃	بَلْ اٰيَنٰهُمْ	بَلْ اٰتَيْنٰهُمْ
〃	۳	بِالرَّحْمٰنِ اِنْ	بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ	۱۶۷	۴	اِبْرَاهِيْم	اِبْرٰهِيْمَ ۵	۲۱۲	۲	اُوْنٰئِكَ	اُولٰئِكَ
۱۳۶	۵	لِلَّذِيْنَ	لِلَّذِيْنَ	۱۷۱	۴	نُجِّي	نُجِّي	۲۱۹	۱	وَوَجَدَ اللّٰهَ	وَوَجَدَ اللّٰهَ
۱۳	۳	لَا بِرَحْمَتِكَ	لَا رُحِمْنَكَ	۱۷۲	۵	اَنْفُسَهُمْ	اَنْفُسَهُمْ	۲۲۰	۱	صَلَاتَه	صَلَاتَهٗ
۱۴۱	۷	فِيْكُهَا	فِيْهَا	〃	〃	لَا يَجْزُنُهُمْ	لَا يَحْزُنُهُمْ	۲۲۵	۲	اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ	اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
۱۴۳	۲	عِتِيًّا ۵	عِتِيًّا ۵	〃	۲	تُوْعَدُوْنَ	تُوْعَدُوْنَ ۵	۲۲۹	۴	يَحْشُرُهُمْ	يَحْشُرُهُمْ
۱۴۴	۱	اَفَرَايْتَ	اَفَرَءَيْتَ	〃	〃	عَلَيْنَا ط	عَلَيْنَا ط	〃	〃	وَمَا تَعْبُدُوْنَ	وَمَا يَعْبُدُوْنَ
〃	۳	نُؤْزُهُمْ	تَؤُزُّهُمْ	۱۷۵	۷	وَاَنْبَتَتْ	وَاَنْبَتَتْ	〃	۲	كَذَّبُوْكُمْ	كَذَّبُوْكُمْ
〃	〃	وَنَسُوْقُ	وَنَسُوْقُ	〃	〃	بَهِيْجٍ	بَهِيْجٍ ۵	〃	۸	فِتْنَةً اَ ط	فِتْنَةً ط
〃	۵	وَتَخِرُّ	وَتَخِرُّ	〃	۸	فِي الْقُبُوْرِ	فِي الْقُبُوْرِ ۵	〃	〃	اَ تَصْبِرُوْنَ	اَتَصْبِرُوْنَ ج
〃	〃	وَالْاَرْضِ	وَالْاَرْضُ	۱۷۷	۱	مُنِيْرَة	مُنِيْرٍ ۵	۲۳۳	۲	وَالنَّوْمُ	وَالنَّوْمَ
۱۴۰	۳	فَاعْبُدُوْنِي	فَاعْبُدْنِي	〃	〃	خِزْيٌ	خِزْيٌ	〃	۵	نُشُوْرًا	نُشُوْرًا ۵
〃	۲	ع	عِجٍّ	۱۷۸	۱	مَا يُرِيْدُه	مَا يُرِيْدُ ۵	〃	۳	حَلَقْنَا	خَلَقْنَا
۳۷	۲	نَسِحَكَ	نُسَبِّحَكَ	۱۷۹	۱	وَكَثِيْرٌ	كَثِيْرٌ	۲۳۴	۲	فَجَعَلَه	فَجَعَلَهٗ
〃	۵	كَيْ تَقَرَّ	كَيْ تَقَرَّ	-	〃	وَالَّذِيْنَ	فَالَّذِيْنَ	۲۳۵	۲	حَسَنٰتٍ	حَسَنٰتٍ ط
〃	۶	وَلَا يَتَّبِعَا	وَلَا تَنِيَا	۱۸۱	۱	اِسْمُ اللّٰهِ	اِسْمَ اللّٰهِ	۲۳۶	۳	الْمُقَرَّبِيْنَ	الْمُقَرَّبِيْنَ ۵
۱۴۹	۳	ثُمَّ اَتٰى	ثُمَّ اَتٰى	۱۸	۵	شَعَائِرِ اللّٰهِ	شَعَائِرَ اللّٰهِ	۲۴۶	۴	اُنَبِّئُكُمْ	اُنَبِّئُكُمْ
〃	۷	فَاَجْمِعُوْا	فَاَجْمِعُوْا	۱۸۳	۱	لِيَذَّكَّرُوْا [illegible]	[illegible]	۲۵۰	۱	الرَّحِيْمُ	الرَّحِيْمِ ۵
۱۵۰	۱	[illegible]	[illegible]	-	-	[illegible]	[illegible]	۲۵۲	۱	وَوَرَثَ	وَوَرِثَ
[illegible]	۳	مِنْ بَعْدِكَ	مِنْ بَعْدِكَ	[illegible]	۷	[illegible]	[illegible]	〃	۲	ضَاحِكًا	ضَاحِكًا
〃	۵	قَالُوْا اَتَ	قَالُوْا اَتَ	۱۹۰	۲	[illegible]	[illegible]	۲۵۸	۲	مَاءَ	مَاءً ج
〃	〃	وَلَا نَفْعًا ۵	وَلَا نَفْعًا ۵	۱۹۱	۳	وَاِنَّهٗ	وَاِنَّهٗ	〃	۳	عَ اِلٰهٌ	ءَاِلٰهٌ

سورۂ حجر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں ننانوے آیات چھ رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ

یہ آیتیں کتاب اور کھلے قرآن کی — منکر بڑی حسرت کرینگے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوجاتے اے پیغمبر — انکو چھوڑ دو کہ کھالیں اور برت لیں اور انکو آرزو بھلائے رکھے

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا

پھر آیندہ تو جلد معلوم ہی کرینگے اور ہم نے کوئی بھی ایسی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لئے اول ہی وقت مقرر نہ لکھا گیا ہو کوئی قوم اپنے وقت مقررہ سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے اور (کفار) کہتے ہیں کہ

الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوْٓا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ

اے وہ شخص کہ جس پر نصیحت نازل کی گئی تو تو ضرور دیوانہ ہے — ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر تو سچا ہے — ہم فرشتے آخر فیصلہ ہی کیلئے بھیجا کرتے ہیں اور تب انہیں مہلت بھی نہ ملتی

ترکیب رُبَ بالتخفیف والتشدید وضم الراء وفتحہا وما کافۃ لرب ویمکن ان یکون نکرۃ موصوفۃ ای رب شئی یودہ الذین ورب حرف جر لایعمل فیہ مابعدہ والعامل محذوف تقدیرہ رب کافر لو ودّ الاسلام الّا ولہا جملہ نعت ہے قریۃ کی لوما بمعنی ھلّا۔

تفسیر یہ سورۃ بھی مکے میں نازل ہوئی ہمیں حجر کے رہنے والوں کی ہلاکت زیادہ تر عبرتناک بات ہو یعنی قوم ثمود کا حال اور حجر شام اور مدینہ کے درمیان ایک وادی ہو اول سے مبین تک قرآن کا منجانب اللہ ہونا بیان کرکے دنیا کی لذات وشہوات میں مبتلا ہونیوالے کفار کا انجام کار بیان فرماتا ہو کہ ربما یود کہ قیامت کے دن یا بوقت مرگ یہ لوگ خواہش کرینگے کہ کاش ہم ایمان والے ہوتے رب کے معنی بعض کہتے ہیں بہت کے ہیں کہ بہت حسرت کرینگے اور بعض کہتے ہیں کم کے ہیں مگر مراد یہاں بہت ہی کو عرب کی عادت ہو کہ کبھی کثیر الوجود چیز کو یقین دلانیکے لئے بلفظ قلیل ذکر کرتے ہیں جیسا کہ اس شخص کی نسبت کہ جس سے ہمہ وقت یا اکثر اوقات یاد کرنا متوقع ہو کہتے ہیں کہ کبھی تو آپ یاد کرو گے۔ مکے کے مشرک آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں منحرف تھے اور خدا کی اس مہلت پرست تھے کہ اگر پیغمبر سچا ہو تو ہمپر کوئی آسمانی عذاب کیوں نہیں آتا ہم تو ہمیشہ کے نیسے مزے اڑاتے پھرتے ہیں۔ یہ انکی حالت تھی جسکے رد میں اول تو الٓر فرمایا جسمیں اشارہ ہو کہ یہ قرآن الف اللہ نے بواسطہ اللام جبرئیل رسول اللہ پر نازل کیا ہو اسمیں کوئی دروغ نہیں۔ دوم اس سورۃ حجر کی نسبت جو قرآن مبین کا ایک جزو ہو فرماتا ہو کہ یہ قرآن مبین اور کتاب الٰہی کی چند آیات ہیں انہیں کے مطالب میں غور کرو آپ معلوم ہو جائیگا کہ یہ مضمون اس فصاحت و بلاغت کیساتھ جسمیں ان کی خیال کا پورا لگتہ ہو من اللہ ہو۔ پھر مبین کے لفظ سے اشارہ ہو کہ قرآن کی سب ہدایتیں واضح ہیں۔ کوئی بھی خلاف عقل سلیم نہیں۔ پھر اسکے ماننے میں کیوں تردد ہے۔ سوم مرنیکے وقت جو قریب ہے یا مرنیکے بعد یہ اس جہل و نادانی پر افسوس کرینگے اور حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے چہارم مہلت کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ چند روزہ ہے۔ اس میں ان کو مزے کرلینے دو۔ ان کی لمبی چوڑی آرزوئیں دنیاوی کاروبار کی بابت کہ یوں کرینگے انہیں خود غفلت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ اور یہی طول امل غفلت کا پردہ ہو۔ پھر انکو جلد معلوم ہوجائیگا کہ ہائے کس غفلت میں پڑے ہوئے تھے خصوصا جبکہ اپنے اعمال بد کا نتیجہ دیکھیں گے۔ انسے پہلے بھی بہت قومیں تباہ ہوئی ہیں مگر انکا ایک وقت مقرر تھا۔ اسلئے آگے یا پیچھے نہیں ہوسکتے تھے ان کا بھی وقت معین ہو چنانچہ بدر میں اور قحط شدید میں ہلاک ہوئے پیشینگوئی صادق آئی وہ کفار آنحضرت صلعم کو دنیاوی مشاغل سے بیکار دیکھ آخرت کیطرف متوجہ دیکھکر کہتے تھے کہ اے محمد تو جو کہتا ہو کہ مجھپر نصیحت یعنی قرآن نازل ہو رہا ہو ضرور دیوانہ ہو چونکہ یہ قول دیوانوں کا تھا اسکا جواب کیا دینا تھا مگر وہ یہ جو کہتے تھے کہ اگر تو سچا ہو تو ہمیں فرشتے کیوں نہیں لاکر دکھاتا اسکا جواب دیا کہ فرشتے تو جب آتے ہیں فیصلے ہی کے لئے آتے ہیں خواہ عامہ ہلاکت کے وقت یا موت کے وقت پھر جب وہ آئی تو مہلت کہاں۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا

ہم نے ہی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے نگہبان بھی ہیں اور آپ سے پیشتر ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں اور وہ بھی جب کوئی رسول انکے پاس آتا تو

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَلَوْ فَتَحْنَا

اس سے شٹھا ہی کرتے رہے اسی طرح سے ہم گنہگاروں کے دلوں میں ڈالدیتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان نہیں لاتے اور یہ تو قدیم دستور چلا آیا ہے اور اگر

عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ۝ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ۝ ع

ان پر آسمان کا کوئی دروازہ بھی کھولدیں پھر وہ اسمیں چڑھنے بھی لگیں تو بھی کہیں گے کہ ہماری آنکھوں پر ڈھٹ بندی کر دی گئی ہے بلکہ ہمپر جادو کیا گیا ہے

ترکیب

نحن مبتدا نزلنا خبر جملہ انا کی خبر یا نحن انا کی تاکید۔ کذلک ای الامر کذلک۔ السلک ایک چیز کا دوسری میں داخل کرنا اور ممکن ہے کہ صفت ہو مصدر محذوف کی ای سلوکا مثل استہزائہم۔ والضمیر للاستہزاء اکمثل ادخالنا التکذیب فی قلوب اولئک نسلکہ ای ندخل الاستہزاء فی قلوب المجرمین ای کفار مکہ ولو فتحنا جملہ شرطیہ لقالوا اس کی جزاء۔

تفسیر

کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہا تھا جس سے ان کا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ رسول ہمکو سناتا ہے وہ کلام الٰہی نہیں دیوانوں کی بڑ اور بکواس ہے اور کفار جو انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایسی باتیں کہا کرتے تھے اس کے چند سبب تھے۔ اول یہ کہ رسول شہوات ولذات باطلہ کے ترک اور عبادت و نیک روی کی تاکید کرتے تھے یہ بات انپر شاق گذرتی تھی۔ دوم رسوم بد اور مذاہب باطلہ کا ترک کرنا جو پشت در پشت ان میں مروج ہونے کی وجہ سے ایک امر ناحق قرار پاگیا تھا اور بھی ناگوار معلوم ہوتا تھا اور اب بھی لوگوں کو رسوم وعادات خلاف شرع ترک کرنے میں یہی حال ہے۔ سوم انبیاء فقراء ہوتے تھے نہ ان کے پاس مال وجاہ تھا نہ اعوان وانصار اسلئے روساء پر ایسے لوگوں کا مطیع ہونا شاق گزرتا تھا۔ چہارم ان کا گمراہ ازلی ہونا بڑا سبب تھا اس کے جواب میں فرماتا ہے انا نحن الخ کہ ذکر یعنی قرآن ہمارا ہی نازل کیا ہوا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں اس پیشین گوئی کے مطابق آج تیرہ سو برس ہونے کو آئے قرآن ایسا محفوظ ہے کہ مشرق سے مغرب تک سب مسلمانوں کی زبان پر یکساں ہے ایک لفظ یا زیر وزبر کا بھی فرق نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لیکر اب تک بلکہ قیامت تک حفاظ اور قراء اور علماء کی جماعتیں اس کی محافظت پر کمربستہ ہیں یہ قرآن کا بڑا معجزہ ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں واعلم انہ لم یتفق لشیء من الکتب مثل ہذا الحفظ فانہ لا کتاب الا وقد دخلہ التصحیف والتحریف والتغییر۔ شیعہ میں جو متعصب اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن میں سے عثمانؓ نے فلاں فلاں سورتیں کم کر دیں اس آیت اور دیگر آیات سے مردود ہیں وہ بھی شیع الاولین میں داخل ہیں جنہوں نے رسولوں کا انکار کیا۔ ولقد ارسلنا فرماتا ہے کہ ان کا ایسی باتیں کرنا کوئی نئی بات نہیں بلکہ آپ سے پیشتر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلی قوموں میں بھی ہمنے رسول بھیجے تھے ان کا بھی یہی حال رہا کہ جو رسول آیا اسکو جھٹلاتے رہے اسی طرح ان کفار کے دلوں میں قضاء وقدر نے یہ انکار وتکذیب ڈالدیا ہے جسکی وجہ سے وہ قرآن پر ایمان نہیں لاتے وقد خلت سنۃ الاولین اور پہلوں کے ساتھ جو کچھ اللہ کا دستور تھا کہ انہیں وہ انکو ہلاک کرتا آیا ہے وہ بھی چلا آتا ہے ولو فتحنا الخ یعنی وہ جو کہتے ہیں کہ معجزہ کے طور پر فرشتے کیوں نہیں آتے فرشتے تو کیا اگر ہم ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولدیتے اور سیڑھی لگا دیتے کہ جس سے چڑھکر وہاں کے حالات دیکھ آتے (یعنی کہ آسمان کے دروازوں سے فرشتوں کو چڑھتے اترتے دیکھتے) تو بھی یہی کہدیتے کہ یہ نظر بندی ہے اور جادو ۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَزَيَّنَّاهَا لِلنَّاظِرِينَ ۝ وَحَفِظْنَاهَا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ

اور البتہ ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور اسکو دیکھنے والوں کے لئے مزین کردیا اور اسکو ہر شیطان مردود سے محفوظ رکھا مگر جو کوئی چوری سے سن بھاگا تو

فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ مُبِينٌ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْزُونٍ ۝ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا

اس کے پیچھے دہکتا ہوا انگارا پڑگیا اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اسپر لنگر ڈالدیئے اور اس میں ہر چیز اندازہ سے اگائی اور اس میں تمہارے لئے

مَعَايِشَ وَمَنْ لَسْتُمْ لَهُ بِرَازِقِينَ ۝ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ ۝ وَأَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ

روزی کیلئے سامان رکھے اور انکے لئے بھی کہ جنکے تم روزی دہندہ نہیں اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں کہ جسکے خزانے ہمارے پاس نہوں اور ہم صرف اسکو ایک اندازہ معین سے نازل کرتے ہیں اور بھیجے

لَوَاقِحَ فَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَسْقَيْنَاكُمُوهُ وَمَا أَنْتُمْ لَهُ بِخَازِنِينَ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ۝

بوجھل ہوائیں چلائیں پھر آسمان سے پانی اتارا پھر وہ تمہیں پلایا حالانکہ تم اسکے خزانے دار نہیں اور ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور آخیر مالک بھی ہم ہی ہیں

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۚ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۝

اور ہمکو تم میں سے اگلے اور پچھلے سب معلوم ہیں اور بیشک آپ کا رب ہی ان کو جمع کرے گا بیشک وہ حکمت والا خبردار ہے

ترکیب

الا من منصوب ہے استثنا منقطع ہونے کی وجہ سے اور جر بھی ہوسکتا ہے من استرق سے بدل ہوکر اور رفع بھی ہوسکتا ہے مبتدا ہوکر وجاز دخول الفا فیہ لتضمن المبتدا معنی الشرط والارض منصوب ہے مادونا محذوف سے ومن لستم منصوب ہے جعلنا پر ... العبید والبہایم فانہا مخلوقۃ لمنافعنا اور مجرور بھی ہوسکتا ہے۔ ای لکم ولمن لستم ٭

تفسیر

قرآن مجید کی عادت ہے کہ ایک مقصد کے بعد دوسرے مطلب کو بیان فرمایا کرتا ہے تاکہ سننے والے کے دل پر بار نہ معلوم ہو اس جگہ جبکہ مسئلہ نبوت میں کلام کرچکا تو مسئلہ توحید کو شروع کرتا ہے جس پر کہ اثبات نبوت موقوف ہے اور نیز توحید کے متعلق ایسا کلام کرنا گویا نبوت نبی کو اس کے اثر سے مشاہدہ کرا دینا ہے کہ جسکی منہ سے ایسی بات الہامی اور روح کو تازہ کرنے والی نکلی وہ قطعی نبی ہے نہ کہ مجنون ولقد جعلنا الخ توحید کے ثبوت میں دلائل سماویہ سے **یاول دلیل** ہے کہ ہم نے آسمان میں برج بنائے اور آسمان کو ستاروں سے مزین کیا اور شیاطین سے اسکو محفوظ رکھا کہ کوئی شیطان وہاں تک جانہیں سکتا اور جو کوئی چوری کے طور وہاں آسمانی بات سننے کو جا بھی پہنچا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے تو شہاب مبین یا شہاب ثاقب یعنی آگ کا شعلہ جسکو ستارہ ٹوٹا کہتے ہیں اس کے پیچھے دوڑتا ہے رجیم رجم سے مشتق ہے جس کے معنی پتھراؤ کرنا یعنی پتھر پھینک پھینک مارنا۔ گالی گلوچ اور بہتان لگانے کو بھی اسی لئے رجم کہتے ہیں کہ گویا بیہودہ باتوں کے پتھر مارے جاتے ہیں۔ منہ قولہ لا رجمنک ای لاسبنک اور اسی مناسبت سے تخمینی اور بے تکی باتوں کو بھی رجم کہتے ہیں۔ منہ قولہ رجما بالغیب گویا شیاطین پر آتشی شعلوں کے پتھر مارے جاتے ہیں ٭

مقدمۂ تفسیر میں بیان ہوچکا ہے کہ شیاطین کو لطافت مادہ کی وجہ سے ملائکہ کی باتیں سننے اور ان کے دیکھنے اور اونچے چڑھنے کی قدرت عطا کی گئی ہے ٭

بروج برج کی جمع ہے اسی طرح ایک جگہ قرآن میں آیا ہے تبارک الذی جعل فی السماء بروجا اور ایک جگہ ہے والسماء ذات البروج اس سے یہ مراد نہیں کہ

جس طرح اینٹ پتھروں کی گول گول عمارت قلعوں کی دیواروں پر اور دیگر جگہ ہوتی ہے اسی طرح آسمان پر برج بنے ہوئے ہیں بلکہ یہ مراد کہ آسمان میں مختلف ستاروں کے نمودار ہونے سے خربزے کی پھانکوں کی طرح آسمان کے بارہ حصے یا ٹکڑے جدا جدا معلوم ہوتے ہیں۔ اور انکے زبان عرب میں یہ نام مشہور تھے حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت ✦

جبکہ طبیعت فلکیہ ایک تھی اور اسی لئے حکمارت کے نزدیک اسکی شکل کروی یعنی گول بنی تو پھر یہ بروج مختلف الطبائع اور آسمان میں یہ گوناگوں چیزیں کس نے بنائیں انمیں کی وبیشی کس نے کی اور ان اجزا کو کس نے مرکب کیا؟ صرف ایک اللہ قادر مختار قوی قہار وجبار نے۔ پھر اس نے نہ صرف ستاروں کو آسمان کی زینت بنایا بلکہ وہاں کا انتظام لائق بھی کیا چوٹے شیطانوں کے لئے شہاب مبین کو کوتوال بنایا تو پھر کیا وہ نہ سیا کو بھیجکر انتظام نہ کرتا؟ اور نیز شیاطین کو تو عالم علوی کی طرف رسائی نہیں پھر اگر خدا کا الہام اور جبرئیل امین کی پیغام رسانی نہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم علوی کی باتیں کیونکر معلوم ہوگئیں؟ سبحان اللہ اس ایک جملہ سے کسقدر باتیں ثابت کردیں ✦

والارض مددنٰھا یہ عالم سفلی کے حالات سے دوسری دلیل ہے۔ اوّل زمین کو پھیلانا باوجود کروی ہونے کے اس کا ایسا سطح رکھنا کہ جس پر مخلوق بس سکے اُسی کی صنعت ہے۔ دوئم القینا فیھا رواسی مفرد راسی اور اس کی جمع راسیات اسکی جمع یعنی جمع الجمع رواسی ہے۔ رواسی ٹھیرنے اور جمنے والی چیزیں جس سے مراد پہاڑ ہیں۔ یہ مضمون بہت جگہ قرآن میں ہے منجملہ ان کے وفی الارض رواسی ان تمید بکم اور ان پہاڑوں کو اوتاد یعنے زمین کی میخیں بھی فرمایا ہے۔ خواہ یوں کہو کہ زمین پیدا کرنے کے بعد جو بارشیں ہوئیں تو بلند قطعات میں ادھر ادھر سے مٹی گر کے اونچے نیچے مختلف صورتوں کے ٹیلے جوڑہ گئے تھے متحجر ہوکر پہاڑ بن گئے یا یوں کہو کہ بدءالخلقت میں ساتھ ہی خدا نے پہاڑ بھی بنائے مگران کا زمین کے لئے میخ اور بار اور تھاؤ ہونا کلام تشبیہی ہے گویا فرش زمین پر یہ بھاری بھاری پتھر دھر دیئے ہیں کہ ہلنے نہ پاوے۔ اس میں بھی قدرت کاملہ کی بڑی نشانی ہے اور نیز پہاڑوں کے فوائد اور ان سے معاون اور نباتات کے منافع بہ آواز بلند اپنے خالق یکتا کی توحید وصناعی پر گواہی دے رہے ہیں۔ جن کی طرف وانبتنا فیھا من کل شئ موزون میں اشارہ ہے موزوں سے مراد اندازہ کی ہوئی چیز یعنی زمین میں یا پہاڑوں میں یہ بے انتہا جڑی بوٹیاں اس کے اندازے علمی سے باہر نہیں۔ یا یہ مراد کہ وہ وزن رکھتی ہیں یعنے بے فائدہ اور عبث نہیں عمدہ اور متناسب چیز کو موزوں کہتے ہیں جیسا کہ کلام موزوں وجعلنا لکم فیھا معایش سوئم نہ صرف بندوں کی معاش اور روزی زمین پر پیدا کی بلکہ من لستم لہ برازقین چارپائے اور تمہارے نوکر غلام بال بچے کہ جنکو اپنے زعم میں تم روزی دیتے ہو ان کی روزی بھی اسی نے پیدا کی نہ تم نے۔ یا یہ معنی کہ جن چیزوں کے تم روزی رساں نہیں ہو۔ چارپائے تمہارے غلام وغیرہ انکو بھی خدا ہی نے تمہارے لئے پیدا کیا ✦

وان من شئ یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ عالم وجود میں جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں وہ بقدر حاجت مخلوق ظاہر کرتے ہیں یہ نہیں کہ وہ ہمارے ہاں اسیقدر تھا۔ بلکہ اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں یعنے ہمارے ہاں بے انتہا ہے۔ بارش وغیرہ سب کا یہی حال ہو وارسلنا الریاح لواقح تیسری دلیل ہے کہ ابر اٹھانے والی ہواؤں کا چلانا اور مینہ برسانا اور بندوں کو نفع پہنچانا اسی کا کام ہے وانا لنحن نحی ونمیت الخ یہ چوتھی دلیل ہے کہ باوجودیکہ اپنی بقا میں کوئی کیسی ہی کوشش کرے مگر ہم مارتے ہیں اور ہم ہی پیدا کرتے ہیں۔ اسمیں کسی کو بھی دخل نہیں اور اگلے جو ہو چکے ہیں اور آیندہ جو ہوں گے وہ سب ہم کو معلوم ہیں اور پھر ہم سب کو جمع کرلیں گے۔ یہ بھی ہمارا ہی کام ہے کیونکہ ہم حکیم اور علیم ہیں اس میں دار آخرت کا بھی کس عمدگی سے اثبات ہے ✦

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۚ وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۝ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ

اور البتہ ہمنے انسان کو خشک مٹی سے خمیر دیکر بنایا اور جانّ کو اس سے پہلے آگ کے شعلہ سے بنایا تھا اور ہر وقت کو یاد کرو جبکہ آپکے رب نے فرشتوں سے

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ فَسَجَدَ

کہا کہ میں ایک بشر بنانیوالا ہوں خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے پھر میں جب اسکو ٹھیک بنا چکوں اور اسمیں اپنی روح پھونک دوں تو تم اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا پھر سب کے سب

الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ أَنْ يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلَّا تَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ

فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا خدانے فرمایا اے ابلیس تجھے کیا ہوا کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہوا اس نے کہا

لَمْ أَكُنْ لِأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ

میں ایسا نہ تھا کہ ایک ایسے بشر کو سجدہ کروں کہ جسکو تو نے خشک مٹی خمیر دی ہوئی سے بنایا۔ خدانے فرمایا یہاں سے دور ہو بیشک تو پھٹکار گیا ہو اور بیشک تجھ پر لعنت ہے

إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ۝ قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ۝ قَالَ رَبِّ

قیامت تک اس نے کہا اے رب مجھے مہلت دے اسدن تک کی مردے جی اٹھیں خدانے فرمایا البتہ تجھے مہلت ہو وقت معلوم (قیامت) کیدن تک اس نے کہا اے رب

بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ

تو نے مجھے (انسان کی خاطر) خراب تو کیا ہی میں بھی انہیں زمین پر نہ رہجاؤں اور سب کو گمراہی کرکے چھوڑونگا مگر انمیں سے تیرے خالص بندے (بچ رہینگے) خدانے فرمایا یہی (اطاعت کی)

عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ۝ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ۝ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ

ہم تک سیدھی پہنچتی ہے ہمارے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلیگا مگر کچھ لوگوں میں سے جو تیری پیروی کریگا (بیشک اسپر تیرا قابو چلیگا) اور جہنم تو ان سب کا ٹھکانا ہے کہ جس کے سات دروازے ہیں

لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ۝

ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک ایک فرقہ بٹا ہوا ہے

ترکیب

من حما موضع جر میں صفت ہے صلصال کی باعادۃ الجار۔ والجان منصوب ہے علی شریطۃ التفسیر۔ انی الخ جملہ مقولہ ہے قال کا فاذا شرط ونفخت عطف ہے سویتہ پر۔ فقعوا الخ جواب شرط ہیں اور قعوا امر ہے وقع یقع سے۔ تمام جملہ خبر ہے قال کے الا ابلیس اگر منقطع کہا جاوے تو ابی ان الخ کے ساتھ متصل ہوگا اے ولکن۔ اور اگر متصل مانا جاویگا تو جدا کلام ہوگا سائل کا جواب۔ الحما الطین الاسود قال ابو عبیدۃ الحما بسکون المیم والتحریک والجمع الحما مثل تمرۃ وتمر والحما مصدر مثل الہلع والجزع والمسنون قال الفراء ہو المتغیر واصلہ من سننت الحجر علی الحجر اذا حککتہ وما یخرج منہما یقال لہ السنانۃ۔ وقیل اصلہ من سن الماء اذا تغیر ومنہ قولہ لم یتسنہ وقولہ من ماء غیر آسن وقال ابو عبیدۃ المسنون المصبوب والسن الصب قال سیبویہ المسنون المصور صلصال طین یابس یتصلصل اذا حرک واذا طبخ بالنار فہو الفخار ۱۲ منہ

تفسیر

یہ پانچویں دلیل ہے توحید پر پہلی آیات میں عام حیوانات کے پیدا کرنے سے توحید ثابت کی گئی تھی۔ ان آیات میں انسان اور جن کے پیدا کرنے کا ذکر کرکے اپنی توحید ثابت کرتا ہے جب یہ ثابت ہو چکا کہ حوادث کا سلسلہ غیر متناہی نہیں ضرور اس کی ابتدا ہوتی ہے تو اب انسان کا

سلسلہ کو جن کی پیدائش یکے از دیگرے ہوتی ہے ضرور کسی ایک ایسے شخص سے ہوگا کہ جو ماں باپ سے پیدا نہ ہوا ہو اور چونکہ انسان زمین پر رہتا ہے محسوس ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے ملاقی ہوتا اور جسم کثیف رکھتا ہے اور اسی لئے اسکو بشر کہتے ہیں اما تفسیر کونہ بشرا فالمراد منہ کونہ جسما کثیفا یباشر ویلاقی۔ تفسیر کبیر۔

اِس لئے ضرور ہوا کہ اس کا مادّہ غالب خاک ہو ولقد خلقنا الانسان من صلصال مگر خاک سے بغیر خمیر کئے اور گارا بنائے اس کا پتلا نہیں بن سکتا من حما مسنون۔ لہٰذا اس سر سلسلہ کو جس کا نام آدم علیہ السلام ہے خاک سے گوندھ کر بنایا اور پھر اس پتلے میں روح ڈالی اور فرشتوں سے سجدہ تعظیمی کرایا۔ اگر غور کیا جاوے تو عاقل بہت جلد اقرار کر سکتا ہے کہ خاک اور پانی کا از خود جمع ہونا اور اس میں روح پڑنا از خود ممکن نہیں ضرور یہ کسی حکیم و علیم کا کام ہے۔ اور صرف آدمؑ ہی کو ہم نے قدرت کا ملہ سے پیدا نہیں کیا بلکہ والجان خلقناہ من قبل من نار السموم اس سے سینکڑوں ہزاروں برس پیشتر جنات کے سر سلسلہ جان کو آگ سے پیدا کر چکے ہیں ❖

جان۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جان سب جنوں کے باپ کا نام ہے اور یہی قول اکثر مفسرین کا ہے اور یہی ٹھیک بھی معلوم ہوتا ہے گو بعض نے جان سے مراد ابلیس لیا ہے جان کے معنی لغت میں ساتر یعنے چھپنے والے کے ہیں کہتے ہیں جن الشئی اذا استرہ چونکہ آدمؑ کے خلاف اس کا غالب مادہ آگ کا لطیف شعلہ ہے اسلئے یہ قوم محسوس نہیں ہوتی ہر ایک کو دکھلائی نہیں دیتی اور اسلئے اس قوم کو جن اور اس کے باپ کو جان کہتے ہیں ❖

خدائے تعالیٰ لطیف و خبیر نے اول ملائکہ کو بنایا ان کے بعد جن کی قوم کو جن کا مادہ ملائکہ سے ذرا قریب تر تھا۔ پھر انسان کو جس کا مادہ کثیف ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ دیگر حیوانات گدھا گھوڑا گائے بھینس وغیرہ کب بنائے۔ آدمؑ سے پہلے یا پیچھے لیکن اسمیں تو کوئی بھی شبہ نہیں کہ ان انواع کا بھی ایک ایک سر سلسلہ ہے جس سے یہ انواع پھیلے ہوں گے۔ اس آیت سے یہ بات تو صاف صاف معلوم ہو گئی کہ قوم جن انسان کے غیر ہے اور اس سے پہلے بنی ہے اور اس کا مادہ بھی انسان کے مادہ سے غیر ہے۔ پھر جو مسلمان کہلا کر غیر محسوس ہونے کی وجہ سے بہ تقلید فلاسفہ قوم جن کا انکار کرتا ہے اور توجیہ باطل کر کے ان کو انسانوں کے زمرے میں ملاتا ہے محض جاہل ہے ❖

ان جنوں کا سر سلسلہ جان نبی تھا یا نہیں قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس قوم میں جو کافر سرکش ہیں جن کا پہلا پیشوا ابلیس ہے ان کو شیاطین کہتے ہیں۔ قوم جن کی کیفیت کسی قدر ہم مقدمۂ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بحث کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر کس جگہ بنائے گئے تھے۔ سورۂ بقرہ کی تفسیر میں آچکی ہے ❖

ہر چند آدمؑ خاک سے بنایا گیا مگر اس میں وہ اسرارِ حکمت رکھے تھے کہ جن کی نہ فرشتوں کو نہ ابلیس کو خبر تھی اسلئے اسکے پیدا ہونے سے پیشتر ملائکہ کو خبر کر دی اور حکم دے دیا کہ جب وہ بن کے تیار ہو تو سب اس کے آگے جھک جانا تعظیم کے لئے۔ فرشتوں نے تو ایسا ہی کیا مگر ابلیس نے اسکے مادۂ خاکی پر لحاظ کر کے اسکو کمتر اور اپنے تئیں اچھا سمجھا اور تکبر کی راہ سے حکم الٰہی نہ بجالایا اس کی سزا میں نکالا گیا اور بنی آدم کے بہکانے کا بیڑا اٹھایا۔ اسلئے حشر تک زندہ رہنے کی دعا کی مگر وہاں سے وقت معین یعنے صور پھونکنے تک کی منظوری ہوئی موت سے چارہ نہ ہوا اور فرما دیا کہ میرے خالص بندوں پر تیرا بس نہ چلیگا اور جو تیرے کہنے میں آئے گا جہنم میں جائے گا جسکے سات دروازے یا طبقے ہیں یعنے جہنم بھی بڑی لمبی چوڑی تیار کر رکھی ہے ❖

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝

ضرور پرہیزگار باغوں اور چشموں میں رہیں گے (کہا جائیگا کہ) ان باغوں میں سلامتی اور امن سے جا کر رہو اور جو کچھ ان کے دلوں میں رنجش ہوگی ہم اسکو بھی دور کر دینگے وہ تختوں پر آمنے سامنے بھائی بھائی بن کر بیٹھے ہونگے

لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝ وَ

نہ انکو وہاں کچھ رنج پہنچے گا نہ وہاں سے نکالے جائیں گے (اے پیغمبر) ہمارے بندوں کو جتلا دو کہ میں بڑا معاف کرنیوالا رحم کرنیوالا ہوں اور یہ بھی جتلا دو کہ میرا عذاب بھی سخت ہے اور

نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ۝

ابراہیم کے مہمانوں کا حال بھی انکو سنا دو جبکہ وہ ان کے پاس آئے تو سلام کیا (ابراہیم نے) کہا ہم کو تو تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے وہ بولے کچھ خوف نہ کھائیے ہم آپکو مژدہ دیتے ہیں ایک دانا فرزند (اسحاق) کا

قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝ قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝ قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ

(ابراہیم نے) کہا کیا مجھے اب بڑھاپے میں مژدہ دیتے ہو سو اب کاہے کا مژدہ دیتے ہو (انہوں نے) کہا آپکو صحیح مژدہ دیتے ہیں پھر آپ ناامید نہ ہوں (ابراہیم نے) کہا اپنے رب کی رحمت سے ناامید تو

رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝ اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ

گمراہ لوگ ہی ہوا کرتے ہیں (ابراہیم نے) کہا اے خدا کے فرستادو تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک نافرمان قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں مگر لوط کا کنبہ کہ ہم ان سب کو

اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

بچا لیں گے بجز اسکی بیوی کے کہ ہم نے ٹھہرا لیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانیوالوں میں سے ہو

ترکیب بسلام حال ہے فاعل ادخلوا سے۔ لے سالمین او مسلما علیہم۔ اخوانا حال ہے ہم سے علی سرر بھی حال ہے اور متقابلین بھی علی ان موضع حال میں ہے لے بشر بتوتی کبیرا۔ تبشرون کے نون کو مکسور پڑھا ہے نون وقایہ ہے۔

تفسیر توحید ثابت کرتے کرتے اسکے ضمن میں دار آخرت کا ذکر آگیا اور وہاں گناہ گاروں کیلئے جہنم میں جانا بھی مذکور ہوا تو اسکے بعد نیک لوگوں کا حال اور انجام کا بیان کرنا گویا بیان کو تمام کر دینا ہے فرماتا ہے کہ متقین یعنی شرک و کفر سے بچنے والے یا کبائر سے بھی حتی المقدور باز رہنے والوں کو باغ اور ان میں نہر رواں ملیں گے اور فرشتے ان سے استقبال کر کے کہیں گے ان باغوں اور چشموں میں سلامتی اور امن سے داخل ہو جاؤ یا سلام علیکم کہیں گے اور بہشتیوں کے دلوں میں باہمی کدورت اور رنج نہوگا دنیاوی رنجشیں دل سے نکال دی جاوینگی بھائی بھائی بنے ہوئے سونے کے تختوں پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے کسی کو کوئی بیماری وغیرہ کی تکلیف نہوگی نہ وہاں سے نکلیں گے اس لئے فرماتا ہے کہ بندوں کو کہہ دو کہ میں غفور رحیم ہوں فرمانبرداروں کو جنت دونگا اور میرا عذاب بھی سخت ہے۔

توحید اور دار آخرت کا ذکر کر کے انبیاء سابقین اور انکی قوموں کے عبرتناک واقعات شروع ہوتے ہیں تاکہ ناظرین کو عبرت اور نصیحت ہو۔ یہاں سب سے اول حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ اور اسکے ضمن میں لوط علیہ السلام کی قوم پر ہلاکت آنیکا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک روز خیمہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انکے پاس چند مسافر آئے۔ مہمانی کے طور پر حضرت ان کے لئے تلا ہوا بچھڑا کھانے کو لائے وہ درحقیقت فرشتے تھے۔ کھانے سے انہوں نے ہاتھ روکا ابراہیم سمجھے کہ یہ دشمن ہیں کیونکہ اس عہد میں دشمن اپنے دشمن کے گھر کھانا نہیں کھاتا تھا یہی علامت عداوت تھی کہنے لگے مجھے تم سے خوف معلوم ہوتا ہے فرشتوں نے ابراہیم کی تسلی کی اور حضرت اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور لوط کی قوم کے ہلاک کرنیکا قصد بیان کیا بحیرۂ لوط کے کنارے قوم لوط کی کئی بستیاں تھیں جنہیں اغلام کی عادت تھی۔ فرشتوں نے کہہ دیا کہ ہم اس ناپاک قوم کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر لوط نبی اور اس کے خاندان کو بجز انکی بیوی کے کہ وہ قوم میں پیچھے رہجائیگی بچا لیں گے۔

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ۙ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۚ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۚ وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا

پھر جب لوط کے گھر فرشتے پہنچے تو (لوط نے) کہا کہ تم اجنبی لوگ ہو وہ بولے بلکہ ہم تمہارے پاس وہ چیز لائے ہیں جس میں یہ شک کرتے ہیں اور ہم تمہارے پاس مقرر کی ہوئی بات لائے ہیں اور ہم

لَصٰدِقُوْنَ ۚ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۚ وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ

سچے ہیں پس تم اپنے لوگوں کو کچھ رات رہے سے لے نکلو اور تم ان کے پیچھے ہو لو اور تم میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور جہاں کا حکم کیا جاوے (وہاں) چلے جانا اور ہم نے لوط کو قطعی طور پر

ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۚ وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۚ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۙ

یہ بات بتلا دی تھی کہ اس قوم کی صبح ہوتے ہوتے جڑ کٹ چکے گی اور (یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ) شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ لوط نے انسے کہا یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۚ قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۚ قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۚ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ

اور اللہ سے ڈرو اور مجھے بے آبرو نہ کرو وہ کہنے لگے کیا ہم تمکو پہلے دنیا بھر کی حمایت سے منع نہیں کر دیا تھا لوط نے کہا یہ میری بیٹیاں موجود ہیں اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے (اے محمد) آپکی جان کی قسم گویا وہ نشے میں

يَعْمَهُوْنَ ۚ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ۚ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اندھے ہو رہے تھے (لوط کی کیا سنتے) پھر تو دن نکلتے ہی انکو ہولناک آواز نے آ لیا پھر تو ہم نے ان بستیوں کو زیر و زبر کر دیا اور ان پر کنکر کے پتھر برسائے البتہ اس میں عبرت کرنیوالوں کو

لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ۚ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

بڑی نشانیاں ہیں اور بستیاں سیدھے رستے پر واقع ہیں البتہ اس میں ایمانداروں کے لئے نشانیاں ہیں

ترکیب اولم ننھک الاستفہام للانکار والواو للعطف علی مقدر ای لم تتقدم الیک لم ننھک عن ان تکلمنا فی شان احد اذ قصدناہ بالفاحشۃ لعمرک العمر بالفتح والضم واحد لکنہم خصوا القسم بالفتح اختیار الالاخف لکثرۃ الاستعمال واتفق المفسرون انہ قسم بحیاۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانہا الضمیر لقریۃ لوط وہی سدوم لبسبیل مقیم ای طریق ثابت والباء بمعنی فی سلے ہذا القریۃ فی سبیل واضح عن المدینۃ الی الشام یریٰ آثار غضب اللہ الی زماننا ہذا ہؤلاء مبتدا بناتی خبر یعمہون حال ضمیر سکرتہم سے والعامل السکرۃ او معنی الاضافۃ مشرقین وقت شروق الشمس حال ہے۔

تفسیر پھر جب فرشتے لوط کے گھر پہنچے تو لوط نے انکو امردشکلوں میں دیکھکر اور اپنی قوم کی عادت پر خیال کر کے انکا مکروہ سمجھا چونکہ مہمان تھے گھبرا گئے فرشتوں نے لوط سے بیان کر دیا کہ ہم اس قوم ناپاک کی ہلاکت کے لئے آئے ہیں صبح ہوتے ہوتے یہ غارت ہو چکیں گے تم اپنے خاندان کو لیکر بڑے سویرے چلدو اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھے انکی خبر بستی میں پہنچی پھر کیا تھا بدمعاش شہوت پرستوں نے آکر لوط علیہ السلام کا گھر گھیر لیا اس ارادے سے کہ ان لوگوں سے بدفعلی کریں لوط نے کہا یہ میرے مہمان ہیں انکی بے عزتی میری بے عزتی ہے خدا سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو قوم نے کہا ہم نے تجھے منع کر دیا ہے کہ تو دنیا بھر کی حمایت نہ کیا کر یہ تیرے کون ہیں جو تو انکی حمایت کرتا ہے؟ لوط نے کہا خیر اگر تمہیں یہی مقصود ہے تو میری یہ بیٹیاں[1] موجود ہیں انسے نکاح کر لو خدا تعالیٰ حضرت سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے تھے اور بدمست اور سرشار تھے لوط کی کیا سنتے۔

حقیقت میں جس قوم پر ادبار الٰہی نازل ہونیکو ہوتا ہے تب وہ اس بدفعلی میں ایسے اندھے ہو جاتے ہیں کہ کسی کی نہیں سنتے۔ آج کل امرائے اسلام کی عجب حالت افسوسناک ہے شرابخواری و عیاشی و کاہلی بدفعلی و فضولی میں انتظام دنیوی ملک کا بندوبست بیکار مغزی ہر کام میں ہوشیاری تو درکنار ملت و مذہب سے بھی ایسے غافل کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ انکا مذہب کیا ہے؟ نہ اسلامیوں کی سی صورت نہ سیرت نہ کسی اسلامی فریضے کے پابند اسپر بے دین ملحدوں کی صحبت جو اسلام کی پابندی کو بربادی کا ذریعہ بتلاتے ہیں۔

وانہا الخ یعنی وہ گاؤں الٹے ہوئے ذی شان کہ جب کہ ملک شام میں تجارت کیلئے جاتے ہیں تو سیدھے رستہ پر ملتے ہیں ان خرابات کے آثار موجود ہیں پھر کیوں عبرت نہیں کرتے؟

[1] قوم کی بیبیوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نبی قوم کا باپ ہوتا ہے۔ قوم کی بیٹیاں اسکی بیٹیاں ہیں مراد یہ کہ تمکو کیا قوم میں لڑکیاں کیا کم ہیں ان سے نکاح کر لو ۱۲ منہ

وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ۙ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ؕ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا

اور ایکہ کے لوگ بھی بدکار تھے پھر تو ان سے بھی ہم نے انتقام لیا اور وہ دونوں شہر کھلے شارع عام پر واقع ہیں اور البتہ حجر کے باشندوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں بھی

فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ۙ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ۚ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ؕ

دی تھیں پھر وہ ان سے روگردانی کرتے رہے اور وہ پہاڑوں میں خاطر جمع سے گھر تراشا کرتے تھے پھر ان کو صبح ہوتے ہوتے کڑک نے آلیا پھر تو کچھ وہ (اپنی حفاظت کیلئے) کرتے تھے کچھ بھی کام نہ آیا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۚ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۚ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور ان کے اندر کی چیزوں کو بغیر حکمت کے نہیں بنایا اور قیامت ضرور آنیوالی ہے پس آپ انسے خوش خلقی سے درگزر کیجئے بیشک آپکا رب ہی پیدا کرنیوالا بڑا جاننیوالا ہے اور ہم نے آپکو

سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۚ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۚ

سات آیتیں دہری (الحمد) اور قرآن عظمت والا دیا ہے آپ ان اقسام اقسام کی چیزوں کیطرف جو ہم نے انکو برتنے کے لئے دے رکھی ہیں اپنی نظر نہ دوڑائیے اور نہ ان پر رنج کیجئے اور (آپ) ایمانداروں کیلئے جھک جائیے

وَقُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ۚ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ۚ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ عَمَّا كَانُوْا

اور (کافروں سے) کہدو کہ میں (تو) کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں (ہم نے) اسی طرح نازل کیا جس طرح کہ تقسیم کرنیوالوں پر نازل کیا تھا اور ان پر کہ جنہوں نے قرآن کو جدا جدا کر دیا آپکے رب کی قسم ہم ان سب سے پرسش کرینگے کہ وہ کیا کیا

يَعْمَلُوْنَ ۚ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۚ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۚ

کرتے تھے پھر جسکا آپ کو حکم ہے وہ کھلم کھلا کہدو اور مشرکوں سے کنارہ کش ہو جاؤ ہم کافی ہیں آپکی طرف سے ٹھٹھا کرنیوالوں کیلئے اور ان کیلئے جو اللہ کیساتھ دوسرا خدا مقرر کرتے ہیں پس وہ ابھی معلوم کر لیں گے

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۙ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۚ

اور ہم جانتے ہیں کہ آپکا دل انکی باتوں سے گھٹتا ہے پس آپ تو اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کئے جائیے اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ آپکو موت آجائے

ترکیب الایکۃ مجمع الشجر وجمع الشئی والجمع الایک فی الاصل اسم للشجر الملتف والمراد بہا الموضعۃ التی ہی محل اشجار مزوجۃ وقیل اسم قریۃ قال ابو عبیدہ ایکۃ ولیکۃ مدینتہم کمکۃ و بکۃ واہلہا قوم شعیب کما ان اہل مدین امۃ علیہ السلام والحجر دیار ثمود قال ابن جریر ہی ارض بین الحجاز والشام ۔ کما انزلنا کاف موضع نصب میں ہے لغت سے مصدر محذوف کی ۔ ای لقد آتیناک سبعا من المثانی ایتانا کما انزلنا لان آتیناک بمعنی انزلنا ۔ وقیل ہو وصف لمفعول النذیر اقیم مقامہ ای مثل العذاب الذی انزلنا علیہم عضین اجزاء جمع عضۃ واصلہا عضوۃ ۔ بما تومر ما مصدریہ ہے تو حذف نہیں ورنہ بمعنے الذی ہے تو عائد محذوف ۔ والمثانی جمع مثناۃ من التثنیہ وہی التکریر وقیل جمع مثنیۃ وہی القراۃ بعد قراۃ قال الزجاج تثنی بما یقرء بعدہا معہا ۔ الازواج الاصناف ۔

تفسیر۔ وان کان یہ تیسرا قصہ اصحاب الایکہ کا ہے ایکہ درختوں کے بن کو کہتے ہیں یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے جو حوالی مدین میں رہتی تھی بعض کہتے ہیں اہل مدین ہی کو اصحاب الایکہ یعنی بن والے کہتے ہیں اس سبب سے کہ انکی بستی کے پاس درختوں کے بہت جھنڈ تھے مدین قلزم کے مشرقی کنارہ کی طرف عرب کے گوشہ مغرب و شمال میں آباد تھا وہاں کے لوگ بڑے بدکار تھے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہیں مانتے تھے تب خدا نے اس قوم بد سے انتقام لیا پہلے زلزلہ کی ہیبتناک آواز محسوس ہوئی اور زمین سے مادہ آتشیں اور گرم بخارات نکلکر دھواں سا ابر کی طرح نمودار ہوا اسی سے انکی ہلاکت کے دن کو یوم الظلہ کہتے تھے اس حادثہ میں وہ قوم نیست و نابود ہو گئی ۔ یہ قصہ بھی عرب میں مشہور و معروف تھا وانہما یعنی سدوم وغیرہ لوط کی بستیاں جو شام کے جنوبی حصہ میں بحیل مردار پر واقع تھے اور شعیب کی بستی مدین بعض کہتے ہیں انہما سے مراد مدین اور ایکہ ہے جو اسی کے پاس ایک دوسری بستی تھی ایکہ کے لوگ بھی قوم حضرت شعیب سے تھے اور وہ بھی بدکاری میں مدین والوں کے مانند تھے اسی حادثہ میں ساتھ ہی وہ بھی ہلاک ہوئے یعنی یہ دونوں مقام عبرت خیز بامام مبین کشادہ رستہ پر واقع ہیں آتے جاتے ہیں قریش مکہ کو وہاں کے آثار باقیہ نظر آتے ہیں ۔ عبرت عبرت !! ولقد کذب اصحاب الحجر یہ چوتھا قصہ اصحاب حجر کا ہے یعنی حجر کے رہنے والوں کا حجر اس وادی کو کہتے ہیں جو

عرب حجاز کے درمیان ان کی بستی اور قوم ثمود صالح پیغمبر علیہ السلام کی امت ہے قوم بھی بد کار تھی چٹانوں سے پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے۔ صالح علیہ السلام نے ناقہ کا معجزہ دکھایا اور نیز بہت سی آیات قدرت جو موجود تھیں کسی میں غور نہ کیا ہلاک ہوئے جسکی تفصیل سورہ اعراف میں گذری اگرچہ انہوں نے صرف ایک نبی صالح کو جھٹلایا مگر صالح وہی باتیں کہتے تھے جو اور انبیاء فرما گئے تھے اسلئے انہوں نے سب انبیاء کو جھٹلایا۔ وما خلقنا السموات الیٰ ہو الخلاق العلیم ان قصوں کو سنکر مکہ کے مشرک یہ خیال کرتے ہوں گے اور منکر بھی ایسا ہی خیال کرتے ہیں کہ پہلی قوموں کیلئے خدا تعالیٰ نشانیاں دکھلاتا تھا اب کیوں نہیں دکھلاتا اور پھر انکی سرکشی پر ہلاک کر دیتا تھا اب ایسا کیوں نہیں کرتا اور اس پر بہت اصرار کرکے پیغمبر علیہ السلام سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بس جو کچھ انسان کیلئے سعادت و شقاوت ہے وہ اسی دنیا میں ہے قیامت کیسی اور جزائے آخرت کیسا؟ اور اچھا یوں سہی تو پھر دنیا میں منکروں کو کیوں پیدا کرتا ہے اور کیوں انکو عیش و آرام دیتا ہے؟ ان چاروں باتوں کا جواب اس آیت کے چاروں جملوں میں کس لطف اور شان کبریائی کیساتھ دیتا ہے وما خلقنا السموات والارض وما بینہما الا بالحق یہ پہلی بات کا جواب ہے کہ آسمانوں اور زمین اور انکی ہر چیز کو اور انکی تغیرات کو دیکھو کہ انمیں ہماری کسقدر نشانیاں ہیں ہر چیز کو ہمنے کس اسلوب کے ساتھ بنایا ہے؟ اب غور کرنے والوں کے نزدیک اس سے بڑھکر اور کونسے معجزات آسکتے ہیں وان الساعۃ لاٰتیۃ یہ دوسری بات کا جواب ہے کہ اب قیامت بہت قریب آگئی ہے وہیں جزا سزا جلد ہو جاوے گی اور پہلوں کو تمہارے لئے نظیر بنا دیا ہے اب قرب قیامت میں تم کس کے لئے نظیر ہوگے معاملہ قریب آلگا نہ اب وہ عمریں ہیں نہ وہ قوتیں ہیں اسلئے تمسے ویسا نہیں کیا جاتا فاصفح الصفح الجمیل میں ایسے نادانوں حمقا سے اعراض کرنے کا حکم دیا۔ اسمیں تیسری بات کا جواب ہے وہو الخلاق العلیم میں چوتھی بات کا جواب ہے کہ اسمیں جو کچھ حکمتیں ہیں انکو وہی علیم جانتا ہے۔ ولقد آتیناک الیٰ قولہ النذیر المبین ان جملوں میں انکی تیسری بات کا اور بھی رد کرتا ہے کہ وہ اسباب دنیا۔ فانی پر فخر کرکے اے پیغمبر آپسے کیا تمسخر کرتے ہیں ہمنے آپکو دولت سرمدیہ عطا کی ہے وہ کیا؟ سبعا من المثانی (المثانی مثنیۃ یا ثنا سے مشتق ہے) اسمیں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی سات آیات مراد ہیں کہ جو نماز میں دوہرائی جاتی ہیں اور جن میں خدا کی ثنا و وصف بھی ہے اور قرآن عظیم بھی عطا کیا ہے جسکے مقابلہ میں اور کوئی دولت و نعمت نہیں اسلئے لاتمدن انکے اسباب دنیا اور اسکے تجملات کی طرف اے پیغمبر (خطاب گو حضرت کی طرف ہے مگر مراد اہل ایمان ہیں) نظر بھی نہ ڈال اور وہ اس دنیا فانی پر غرور و تکبر کرتے ہیں مگر آپ اس نعمت عظمیٰ پر اے پیغمبر ایمانداروں کیلئے جھکجاو نرمی اور فروتنی کرو چنانچہ آپ ایسا ہی کرتے تھے، اور کہدیجئے کہ میں کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں تمپر بلا آنے والی ہے۔ کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں صاف یہ ہے کہ ہم باقی مخالفین پر اسی طرح سے بلا نازل کرینگے کہ جیسے ہمنے ان لوگوں پر کی تھی کہ جنہوں نے قرآن کو بانٹ کر حصے کئے تھے۔ اسمیں بھی مفسرین کئی طریق سے بیان کرتے ہیں مگر عمدہ یہ ہے کہ مشرکین مکہ میں سے چند شریر اور سرکش تھے کہ جنہوں نے ایام حج میں مکہ کے رستے بانٹ رکھے تھے ہر ایک کو ایک رستے پر بٹھلا دیا تھا کہ جو لوگ اس راہ سے آئیں انکو کہدیجو کہ ہم میں محمد جادوگر ہے ایسا ہے ایسا ہے اسکی بات مت ماننا اور انہوں نے تمسخر کی راہ سے قرآن کی سورتوں کے ناموں پر خیال کرکے اسکے حصے کئے تھے کوئی کہتا تھا کہ بقرہ میں لونگا عنکبوت تجھے دیتا ہوں علیٰ ہذا القیاس یہ لوگ بری موت مرے اس پر اور لوگوں کو متنبہ کرتا ہے اور پھر حضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان تمسخر کرنیوالوں کو تمہاری طرف سے ہم کافی ہیں سو وہ کافی ہوا۔ چونکہ مشرکین کی باتوں سے آنحضرت صلعم کو رنج ہوتا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے اسلئے آپکو تسلی دی کہ آپ کیطرف سے ہم انکو کافی ہیں انکا کوئی کید آپ پر غالب نہ آئیگا نہ وہ اس چشمہ ہدایت کو بند کرسکیں گے سو ایسا ہی ہوا ابھی اسکے بعد جملہ ہموم و غموم دفع کرنیوالے عمل کیطرف رغبت دلاتا ہے اور تبلیغ رسالت کے بعد اصلی کام بھی یہی ہے جس سے روح کو قوت ہوتی ہے وہ کیا فسبح بحمد ربک الخ کہ اپنے رب کی حمد کیساتھ تسبیح کیا کر جب بندہ اپنے خالق و مالک کی جملہ اوصاف ذمیمہ سے تبری کرتا ہے اور اسکو تسبیح بھی کہتے ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ اسکی بیحد نعمتوں کی شکر گذاری اور اسکے اوصاف حمیدہ پر خوبیاں بیان کرتا ہے ایسے دلالت حال سے بیان کرتا ہے تو ایک انجذاب بارگاہ قدس تک پیدا ہوتا ہے پھر بارگاہ قدس میں بندہ کو بجز عبادت الٰہی کے خواہ ذکر ہو یا مراقبہ ہو چارہ ہی نہیں ہوتا اسلئے اس کے بعد یہ بھی فرما دیا واعبد ربک کہ اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہا کرو مگر جبتک یہ رابطہ دائمی قائم نہیں ہوتا بندہ کی تکمیل نہیں ہوتی اسلئے اسکو مقید کر دیا عارف و سالک کو حضور میں پہونچا آتا ہے بدر یقین پردہ ہائے خیال ✤ نماند سرا پردہ الا جلال ✤ یہ تسبیح عبادت کا دوبار رسالت کی تکان کیلئے ایک قوت بخش دوا ہے ہر چند پر خستہ دل ناتوان شوم ✤ ہر گاہ کہ یاد روئے تو کردم جوان شوم

سورۃ نحل مکیہ ہے اس میں ایک سو اٹھائیس آیات سولہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَتَىٰ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا

آپہنچا خدا کا حکم (عذاب) سو تم اس کی جلدی نہ کرو وہ پاک اور برتر ہے ان کے شریک ٹھیرانے سے وہ اپنے بندوں سے جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دیکر بھیجتا ہے کہ لوگوں کو متنبہ کرو کہ

أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ۝ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ تَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ

میرے سوا اور کوئی دوسرا معبود نہیں پھر مجھ سے ہی ڈرا کرو (لوگو) اسی نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا وہ پاک ہے انکے شریک ٹھیرانے سے آدمی کو اسی نے پانی کی بوند سے پیدا کیا پھر وہ یکایک کھلم کھلا جھگڑنے لگا

وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا ۗ لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ ۝

اور چارپایوں کو بھی اسی نے بنایا تمہارے لئے ان میں جڑاول ہے اور فائدے بھی اور بعض کو انہیں سے تم کھاتے بھی ہو اور تمہارے لئے ان میں زینت بھی ہوتی ہے جب تم ان کو شام کو (چرا کر) واپس لاتے ہو اور جبکہ صبح کو چرانے جنگل

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ ۚ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا

اور وہ تمہارے بوجھے (بھی) اٹھا کر ان شہروں تک لیجاتے ہیں کہ جہاں تک تم بجز جانکاہی کے نہیں پہنچ سکتے بیشک تمہارا رب بڑا شفیق مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے (بھی اسی نے) تمہاری سواری

وَزِينَةً ۚ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

اور زیبائش کیلئے پیدا کئے اور (ابھی) بہت سی ایسی چیزیں بناتا ہے جنہیں تم جانتے بھی نہیں اور سیدھا رستہ تو خدا تک پہنچاتا ہے اور بعض ٹیڑھے بھی ہیں اور اگر خدا چاہتا تو تم سب کو سیدھا رستہ ہی بتا دیتا

ترکیب

اتی صیغہ ماضی مگر معنی میں مستقبل کے ہے۔ ضمیر امر اللہ کی طرف راجع ہے بالروح اے بالوحی موضع نصب میں حال ہوکر ملائکہ سے ای ومعالروح من امرہ روح سے حال ہے۔ ان انذروا یعنی اے لان الوحی بدل علی القول فیفسر بان انہ الخ جملہ محل نصب میں ہے مفعول انذروا ہوکر۔

تفسیر

یہ سورہ بالاتفاق مکہ میں نازل ہوئی ہے حسن عکرمہ جابر بن عبداللہ ابن عباس ابی قتادہ کا یہی قول ہے اس کی ایک سو اٹھائیس آیتیں ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین عرب کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ وہ دنیا میں بھی عنقریب آنیوالا ہے منکرین کہتے تھے کہ ابھی تو نہیں آیا اگر تو سچا ہے تو جلد بھیج ہم بھی تو دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے اسلئے اس سورۃ میں سب سے اول انکی اس دلیری اور جلد بازی کا جواب آیا کہ امر اللہ یعنی عذاب الٰہی عالم غیب میں تم پر مقرر ہوچکا اور رتبہ آچکا گو ظہور اسکا کسی حکمت و رحمت سے وقت معین پر ہوگا پھر کس لئے جلدی کرتے ہو فصحا بلغا قطعی ہونے والی اور قریب تر ہونے والی بات کو ماضی کے لفظوں سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اچھا دنیا میں یا آخرت میں ہمارے ان فعال پر کوئی بلا بھی آئے تو کیا پرواہ ہے فلاں بزرگ فلاں فرشتہ فلاں دیوتا جو خدا کے ہاں کار مختار ہے اور اسکے ساتھ قضا و قدر میں شریک ہم ان کی مورتیں پوجتے ہیں نذر و نیاز کرتے ہیں وہ ہماری بلا کو دفع کر دیں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون کہ وہ جن کو تم اس کا شریک بناتے ہو ان سے بری ہے یعنی اس کا کوئی شریک نہیں اس کے کام میں کوئی دخل نہیں دے سکتا اور یہ بھی کہتے تھے کہ اگر ہماری یہ باتیں ناپسند ہیں تو ہم کو خدا فرشتے کے ذریعہ سے کیوں نہیں مطلع کر دیتا اے محمد تجھ میں کیا خصوصیت ہے جو تیرے پاس فرشتہ وحی لاتا ہے۔ اس کا جواب دیتا ہے ینزل الملائکۃ الخ کہ یہ اللہ کے اختیار کی بات ہے جسکو نبوت کے قابل دیکھتا ہے

اس کے پاس فرشتوں کو وحی دے کر بھیجدیتا ہے کہ لوگوں کو مطلع کردے کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کرو مجھی سے ڈرو۔ الملائکہ جمع کا صیغہ ہے مگر مراد اس سے ایک فرشتہ جبرئیل ہے یہ ابن عباسؓ کا قول ہے اور واحدی اس کی تائید کرتے ہیں کہ سردار اور رئیس کو محاورۂ عرب میں بلفظ جمع تعبیر کرتے ہیں قرآن مجید میں اسکے بہت سے نظائر موجود ہیں بالروح روح سے مراد وحی اور قرآن ہے قرآن مجید میں اور کئی موقعوں میں قرآن و وحی پر یہ لفظ بولا گیا ہے ازانجملہ قولہ تعالیٰ وکذالک اوحینا الیک روحا من امرنا وجہ اس کی یہ ہے کہ روح نورانی چیز کو کہتے ہیں جو حیات کا باعث ہو جسم ایک کثیف اور ظلمانی چیز ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب اسمیں روح انسانی ڈالی تو نور کے آثار اس کے حواس خمسہ میں ظاہر ہوئے مگر اس میں بھی کسیقدر تیرگی تھی تو عقل کے ساتھ اسکو منور کیا لیکن عقل بمنزلہ آنکھ کے ہے اور آنکھ جبتک کہ آفتاب یا کوئی اور روشنی نہو ہرگز نہیں دیکھ سکتی تو اس کی ظلمت کو آفتاب وحی و الہام کے ساتھ دور کی پس قرآن مجید ایک ایسا نور ہے کہ جس سے حیاتِ ابدی قایم ہوتی ہے۔ آیہؔ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ قرآن اور وحی سے مستفید نہیں وہ نہ صرف اندھیرے میں گرفتار ہیں بلکہ حیاتِ ابدی سے بھی محروم ہیں جب کہ خدا تعالیٰ نے اگلی آیت میں بذریعہ وحی توحید پر بقولہ انہ لاالہ الخ اور تقویٰ پر بقولہ فاتقون مطلع فرمایا تھا جو باعتبار تکمیل قوتِ نظریہ و عملیہ کے سعادت دارین کے دو رکن تھے اب خلق السموات والارض الخ میں اپنی خدائی اور یکتائی پر دلائل قایم کرتا ہے اور دلائل بھی وہ کہ جن میں اسکا بندوبست پر بے حد انعام و لطف پایا جاتا ہے جن کے سننے سے دانشمند کا دل اپنے مولیٰ منعم حقیقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور نیز ان دلائل میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہم تو تمھارے حال پر اس قدر مہربان ہیں پھر تم شرارت کرتے جاتے ہو اور اس پر اپنی سزا کی جلدی کرتے ہو جو انجام کار مفسدوں کے لئے مقرر ہے چنانچہ بدر کی لڑائی میں ان کا خاتمہ ہوا اور ایک قحط شدید پڑا اور متکبر انواع و اقسام کی بلاؤں میں مبتلا ہو کر کیڑے پڑ پڑ کر مرے اور اخری سزا جہنم کی طرف روانہ کئے گئے ❊

ان دلائل کے چند قسم ہیں **اول قسم** ۔ آسمانوں اور زمین کا ایک ٹھیک اندازے پر پیدا کرنا بآوازِ بلند اس کی یکتائی پر گواہی دے رہا ہے اور زمین و آسمان کا ہر ہر جزو بآوازِ بلند یہی کہہ رہا ہے تعالیٰ عما یشرکون ❊

دوسری قسم خلق الانسان من نطفۃ فاذا ھو خصیم مبین۔ آسمان اور زمین کے بعد دیگر اجسام سے اشرف انسان ہے انسان دو چیزوں سے مرکب ہے اول بدن دوم نفس۔ اب اس کی دونوں جزوں سے استدلال کرتا ہے۔ اول سے یوں کہ انسان کے بدن کی بنیاد نطفہ یعنی منی کے چند قطرے ہیں جو عورت کے رحم میں جانے کے بعد خون بن جاتے ہیں پھر گوشت کا لوتھڑا پھر اعضا نمودار ہوتے ہیں اور باوجودیکہ ایک مادہ ہے اور ایک جگہ میں ہے پھر اس میں سے کسی کے ہاتھ پاوں۔ ہڈی بنتی ہے کسی کے سر قلب وغیرہ اعضا۔ پھر وہ اعضا بے ڈول نہیں بلکہ ہر ایک مناسب بالوں کی جگہ بالوں کی جگہ بال آنکھ کی جگہ آنکھ اب دیکھو یہ کس کا کام ہے۔ ماں باپ کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ اندر کیا ہے اور کیا ہو رہا ہے اگر کہو طبیعت یا مادہ کا فعل ہے جیساکہ بعض کہتے ہیں تو پوچھنا چاہئے کہ اول تو افعال طبعیہ یکساں ہوتے ہیں۔ اس کا مقتضٰی یہ تھا کہ انسان کی شکل کروی ہوتی۔ آدمی ایک گول مول گیند سا ہوتا۔ جیساکہ حکما آسمان اور زمین کی شکل کی نسبت کہتے ہیں اور مان لو کہ طبیعت کا فعل ہے

ف۔ قرآن کا روح ہونا

تو پھر پوچھو کہ یہ طبیعت کس نے پیدا کی اس کل کو کس نے چلایا۔ آخر وہی حکیم و علیم اگر ٹھیرے گا۔ دوسرے جز و سے استدلال یوں ہے کہ پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی ہوشیاری نہیں رکھتے وہ تو انڈے سے نکلتے ہی دوست دشمن کو پہچاننے لگتا ہے بلی چیل سے بھاگتا ماں کے پیچھے ہولیتا ہے برخلاف انسان کے کہ انہیں کچھ بھی خبر نہیں ہوتی۔ پھر وہ کون ہے کہ جس نے اسکو چالاک اور صاحب ادراک کر دیا کہ صاحب ادراک ہوتے ہی آسمانوں اور زمین کے قلابے ملانے لگے دنیا میں ہزاروں صنعتیں اور بہت سی کلیں تو اس نے ایجاد کی ہی تھیں بارے اب پیغمبروں سے بھی مقابلہ کرنے لگے قیامت اور خدا کے منکر بن گئے۔ فاذا ہو خصیم مبین میں اسی طرف اشارہ ہے والانعام خلقہا الی قولہ ان ربکم لرؤف رحیم یہ **تیسری قسم** ہے۔ اس میں انعام کے پیدا کرنے سے اور ان سے انسان کے لئے فوائد حاصل ہونے سے استدلال کرتا ہے۔ الانعام بھیڑ بکری اونٹ گائے کو کہتے ہیں۔ اول تو ان کی پیدایش میں غور کیجئے کہ ہر ایک کو اس کے مناسب حال پر بنایا اگر اونٹ کی لمبی گردن نہ ہوتی تو بوجھ اٹھا کر اس سے اٹھا نہ جاتا۔ علی ہذا القیاس پھر جو ان سے انسان کو منافع اور فائدے پہنچتے ہیں ان میں فکر کیجئے پہلا ضروری فائدہ تو ان کے بالوں سے وہ کپڑے تیار ہوتے ہیں کہ جن سے سردی دفع ہوتی ہے اونٹ اور بھیڑ بکری کی پشم اس میں بہت مستعمل ہوتی ہے۔ دوم اور بہت سے فائدے ہیں و منافع۔ سوم بعض ان میں سے کھائے جاتے ہیں۔ یہ ضروری فائدے ہیں اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ ولکم فیہا جمال الخ کہ جب وہ شام کو جنگلوں سے چر کر گھروں میں آتے ہیں اور ان کے مالک ان گلوں اور ریوڑوں کے انتظار میں گاؤں کے کنارے نکل کر بیٹھتے ہیں تو پھر اس وقت ان کو جو کچھ رونق اور زینت ہوتی ہے۔ انہیں کے دل سے پوچھنی چاہئے اسی طرح جب صبح کو چرنے جاتے اور غل و شور مچاتے ہیں تو وہ بھی عجب کیفیت ہوتی ہے یہ بھی خدا ہی کا کام ہے کہ ان جانوروں کو تمہارے قابو میں کر دیا ورنہ زور و طاقت میں وہ بھی کچھ کم نہیں۔ اس کے سوائے ان پر بوجھ لاد کر ایسے دور دراز شہروں میں لے جاتے ہو کہ اگر خود اٹھا کر لے جاتے تو حقیقت معلوم ہوتی یہ سب باتیں اسکی رحمت سے ہیں ان ربکم لرؤف رحیم۔ اسپر بھی عذاب کی جلدی کرتے ہو۔

والخیل والبغال والحمیر الخ یہ **چوتھی قسم** ہے چارپایوں میں سے بالخصوص ان کے ساتھ استدلال ہے کہ جو بالخصوص سواری کے کام آتے ہیں اور زینت کا بھی باعث ..... ہوتے ہیں۔ ان چند چیزوں کو شمار کر کے اجمالاً ان سواریوں کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے جو ہنوز ظہور میں نہیں آئی تھیں یا آیندہ آئیں گی جیسا کہ ریل گاڑی اور دخانی جہاز یا جنکو عرب جانتے نہ تھے۔ ویخلق مالا تعلمون و علی اللہ قصد السبیل و منہا جائر ولو شاء لہدیکم اجمعین دلائل توحید بیان فرما کر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی رحمت خاصہ سے اللہ کا کام ہے کہ وہ سیدھا رستہ بیان فرما دے چنانچہ اس نے انبیاء بھیجے اور دلائل بیان فرمائے مگر کچھ رستے ٹیڑھے بھی ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر کوئی کہے اس نے ایسا کیوں ہونے دیا اس کا جواب دیتا ہے کہ اس کی مشیت یوں ہی ہے اگر وہ چاہتا تو سب کو ہدایت کرتا مگر نہ کی۔ بعض مفسرین وعلی اللہ الخ کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ راہ راست کہ جو انبیاء کی معرفت دنیا میں قایم کی گئی اللہ تک پہنچتی ہے یعنی شریعت انبیاء پر چلنے والا اللہ تک یعنی اسکی رضا تک پہنچتا ہے اور بعض ٹیڑھے رستے ہیں ولو شاء الخ میں قدریہ کا صاف رد ہے۔

هُوَ الَّذِيٓ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمۡ مِّنۡهُ شَرَابٌ وَّمِنۡهُ شَجَرٌ فِيۡهِ تُسِيۡمُوۡنَ ۝ يُنۡۢبِتُ لَكُمۡ بِهِ الزَّرۡعَ وَالزَّيۡتُوۡنَ وَ

(لوگو) وہی تو ہے کہ جس نے تمہارے (فائدے کے) لئے آسمان سے پانی برسایا جس میں سے تم پیتے ہو اور اسی سے پیڑ اگتے ہیں جن میں تم مواشی چراتے ہو تمہارے لئے اس سے کھیتی اور زیتون اور

النَّخِيۡلَ وَالۡاَعۡنَابَ وَمِنۡ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّتَفَكَّرُوۡنَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيۡلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ؕ

کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے بھی اگاتا ہو۔ البتہ اس میں اس قوم کے لئے جو غور کرتی ہے ایک بڑی نشانی ہے اور اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا اور آفتاب اور چاند کو بھی

وَالنُّجُوۡمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمۡرِهٖ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ۝ وَمَا ذَرَاَ لَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مُخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّذَّكَّرُوۡنَ ۝

اور ستارے اسکے حکم کے تابع ہیں البتہ اس میں عقلمند قوم کے لئے (قدرت کے) بڑے بڑے نشان ہیں اور جو زمین پر رنگ برنگ کی چیزیں تمہارے لئے پیدا کی ہیں البتہ اسمیں بھی اس قوم کیلئے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتی ہیں

منہ شراب جملہ اور نیز منہ شجر دونوں جملے ماء کی صفت ہیں وما ذرا ترکیب میں محل نصب میں ہے خلق یا انبت محذوف سے مختلفا حال ہے وصل السوم الابعاد فی المرعی قال الزجاج من السومۃ وہی العلامۃ لانہا تؤثر فی الارض۔ علامات برعیہا یقال سامت السائمۃ تسوم سوما رعت فہی سائمۃ

تفسیر

عالم سفلی میں حیوان کے بعد اشرف الاجسام نباتات ہیں پس حیوان کے عجائب حالات سے خدا تعالیٰ کا قادر مختار ہونا ثابت کر کے نباتات کے عجائب حالات سے ثابت کرتا ہے چونکہ نباتات کے پیدا ہونے کا سبب مینہ ہے اسلئے سب سے اول فرماتا ہے کہ ہو الذی الخ جس نے ہی تو آسمان سے یعنے بادل سے پانی اتارا یعنے برسایا جس کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ تم اسکو پیتے اور پیکر جیتے ہو، جہاں کنوؤں اور نہروں کا پانی نہیں وہاں تو اسی پر زندگی ہے اور کنوؤں نہروں کا پانی بھی برسات نہو تو خشک ہو جاوے دوسرا فائدہ ومنہ شجر الخ یہ کہ اس سے شجر یعنی گھانس اگاتا ہے جس سے تمہارے چارپایوں کی زندگی ہے نجم اس گھانس کو کہتے ہیں جو زمین پر لیٹی ہوتی ہو بیل اور شجر وہ جو اٹھا ہوا ہوتا ہو اور اگر شجر سے درخت بھی مراد لئے جاویں تو درختوں کے پتے بھی اکثر حیوانات کی روزی ہو حیوانات کی روزی بیان فرما کر اب اس پانی سے انسان کی روزی پیدا کرنا ذکر فرماتا ہے اور چونکہ اناج سب سے ضروری چیز ہے جس بغیر سرتا ہی نہیں سب سے اول اسی کا ذکر کرتا ہے ینبت لکم بہ الزرع یہ تیسرا فائدہ ہو والزیتون اسکے بعد بہت کارآمد چیز ہے والنخیل والاعناب پھر کھجور اور انگور میووں میں سب سے اسلئے بڑھکر ہیں کہ صرف انہیں کو کھا کر انسان مہینوں جی سکتا ہے اسکے بعد بیشمار میووں اور پھلوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ومن کل الثمرات اب غور کرو کہ بادلوں میں پانی کا ہونا اور پھر اس سے یہ چیزیں پیدا کرنا پھر ان کے پتوں اور پھولوں میں یہ گلکاری کرنا ایک دانہ کو زمین میں ڈالکر اس سے یہ باتیں ظہور میں لانا کیا بغیر کسی قادر مختار حکیم علیم کے ہو سکتا ہے ! آپ سے آپ یہ چیزیں (اس اسلوب سے کہیں ہو سکتی ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ بڑے حکیم کا کام ہو مگر ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون اس نشانی کو غور و فکر کرنے والے ہی سمجھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کوتاہ فہم ان چیزوں کو انکے اسباب ظاہری آفتاب مہتاب و ستاروں کی تاثیروں رات کی گرمی سردی کی طرف منسوب کرے تو اسکو خیال کرنا چاہئے کہ یہ اسباب کس کے بس میں ہیں کس نے انکو تمہارے کام پر لگا رکھا ہے وسخر لکم اللیل الخ اسی قادر مختار نے کیونکہ آفتاب و مہتاب اجسام ہیں ان میں یہ تفاوت اگر جسم من حیث الجسم ہونے کی وجہ سے ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ اس میں سب برابر ہیں۔ پھر آخر اور کوئی ہے جسنے یہ تفاوت کیا اسکو اہل عقل خوب سمجھتے ہیں ان فی ذالک لآیات لقوم یعقلون اچھا اگر انہیں کی تاثیر ہے تو پھر یہ تمام نباتات میں برابر ہونی چاہئے تھی ایک ہی درخت ہے ایک ہی ماہیت ہے ایک ہی پانی دیا جاتا ہے مگر پھر ما ذرا لکم فی الارض مختلفا الوانہ رنگ برنگ کے پتے ہیں۔ ان فی الخ۔ مگر اس بات کو بجز اہل عقل کے حمقاء کیا سمجھ سکتے ہیں +

وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ

اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے بس میں دریا کر دیا تاکہ تم اسمیں سے تازہ گوشت کھاؤ اور (تاکہ) اس سے زیور (موتی مونگا) نکالو جسکو تم پہنتے ہو اور (اے مخاطب) تو اسمیں جہاز دیکھتا ہو کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور اسلئے بھی (دریا کو)

فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ وَعَلَامَاتٍ ۚ

کہ تم اسکے فضل[1] کو تلاش کرو اور اسلئے بھی کہ تم شکر کرو اور وہی ہے تو ہو کہ جسنے زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیئے تاکہ تمکو لیکر نہ ڈگمگائے اور تمہارے لئے نہریں اور رستے بنا دیئے تاکہ تم راہ[2] پاؤ اور نشانیاں بھی بنائیں

وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لَّا يَخْلُقُ ۗ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور ستاروں سے وہ رستہ پاتے ہیں پھر کیا (ان سب کا) بنانیوالا اسکے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتا پھر تم کیوں نہیں سمجھتے اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو بھی تو شمار نہ کر سکو گے البتہ اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

ترکیب

وتستخرجوا معطوف ہے تاکلوا پر تلبسونہا جملہ حلیۃ کی صفت۔ وتری کا مفعول ثانی مواخر من المخر بمعنی شق الماء فیہ موخر سے متعلق جملہ البحر کے بیان حال کے لئے۔ ولتبتغوا عطف ہے لتاکلوا پر۔ ولعلکم اسپر ان تمید ای مخافۃ ان لحما طریا والمراد بہ السمک انما وصفہ بالطراوۃ اشعار ابلطافتہ۔ والطراوۃ ضد الیبوستہ ای غضا جدیدا یقال طریت کذا ای جددتہ واطریت فلانا ای بالغت فی مدحہ مدحتہ باحسن ما فیہ۔

تفسیر

اوّل بار ذاتِ الٰہی کا ثبوت اجرامِ سماویہ سے کیا تھا پھر دوسری مرتبہ میں انسان کے بدن اور اس کے نفس سے تیسری مرتبہ میں عجائب خلقت حیوانات سے چوتھی مرتبہ میں نباتات کے عجائب حالات سے اب پانچویں مرتبہ میں خدا کا موجود و قادر و یکتا ہونا اُس کی اس صنعت سے دکھاتا ہے جو عناصر کے ساتھ متعلق ہے۔ سب سے اول پانی کا ذکر کرتا ہے بقولہ ہو الذی سخر البحر بحر سے مراد سمندر ہے جو زمین کے چاروں طرف محیط ہے جسمیں سے تقریباً چہارم حصہ کے قریب زمین کھلی ہوئی ہے جس پر یہ حیوانات انسان رہتے ہیں۔ اب اول تو اس پانی کو دیکھئے کہ کہاں سے آیا اور کس نے اس کو پیدا کیا؟ پھر اسکو غور کیجئے کہ خدا نے ایسا گہرا پانی کہ جہاں آدمی کا پتہ بھی نہ لگے انسان کے لئے کس طرح سے مسخر کر دیا اس کے قابو میں کیسا کر دیا کہ اول تو اس سے لحم طری یعنی تازہ گوشت نکال کر کھاتے ہیں وہ کیا مچھلی اور عام اقوام کے لئے کچھوے وغیرہ دیگر چیزیں بھی کہ سمندر سے نکالکر کھاتے ہیں کیا قدرت ہے کہ آدمی جو پانی میں دم بھر میں ڈوب مرتا ہے وہ پانی کے جانوروں کو کس طرح سے پکڑتا ہے اور لطف یہ ہے کہ سمندر کا پانی شور اور وہاں کے جانوروں کا گوشت خصوصاً مچھلی کا شور نہیں دُوم تستخرجوا منہ حلیۃ الخ کس اطمینان کے ساتھ سیکڑوں گز گہرے پانی سے غوطہ لگا کے (لیکن وہ غوطہ یوں نہیں لگتا اسکی اور تدبیر ہوتی ہے جس کے ذکر کی یہاں گنجایش نہیں) زیور نکالتے ہو یعنی موتی اور اسکے عمدہ عمدہ سیپ اور مونگا جنکو طرح طرح سے زیور بنا کے پہنتے ہیں پہنتی تو عورتیں ہیں مگر مردوں سے اسلئے خطاب کیا کہ عورتوں کے پہننے سے مردوں کا دل خوش ہوتا ہے اور نیز بعض مرد بھی پہنتے ہیں سوم وتری الفلک الخ کہ بڑی بڑی کشتیاں جو ہوا کے زور سے چلتی ہیں پانی کو چیرتی پھاڑتی کس تیزی کے ساتھ آتی جاتی ہیں ہوا کو بھی انسان کے کیا بس میں کیا ہے عنصر ہوا کا بھی اور نیز آگ کا بھی اسمیں مجملاً ذکر آ گیا کیونکہ دخانی جہاز یا آگبوٹ یا سٹیمر سمندر میں اسطرح ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں کہ جس طرح زمین پر لگام کے اشارہ سے گھوڑا ادھر ادھر دوڑتا ہے گویا سمندر کو سطح زمین کر دیا لا کھوں من

[1] فضل سے مراد اسباب معاش ہیں جو دریا کے سفر سے حاصل ہوتے ہیں۔ تجارت ملک گیری اور دیگر اشیاء دریائی جو کارآمد ہیں اور علمی منافع بھی یہ سب اس کے فضل و کرم سے حاصل ہوتے ہیں ورنہ بہت سے جہاز ڈوب بھی جاتے ہیں جس کام کے لئے جاتے ہیں اسمیں ناکامی ہو جاتی ہے ۱۲ منہ [2] تمہارے اسباب معاش تمہیں حاصل ہو جاویں اور ان میں تمہیں کامیابی ہو اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ان اسباب سے مسبب الاسباب کی طرف ہدایت ہو عارف کو ہر نعمت میں اسیکا یہ ہدایت دکھائی دیا کرتا ہے ۱۲۔

اسباب دور دراز ملکوں سے کس سہولت کے ساتھ آتا ہے اور کیسی تجارت ہوتی ہے جو مالداری کا جلد باعث ہو جاتی ہے ولتبتغوا من فضلہ میں یہی مراد ہے[ف] کیونکہ فضل رب سے روزی اور فراخ دستی کیطرف اشارہ ہے۔

اب اس سے زیادہ کیا تسخیر بحر ہوگی اسی نے یہ تدابیر تمکو تعلیم فرمائیں لعلکم تشکرون تاکہ تم اسکا شکر کرو مگر شکر تو درکنار لوگ اپنی ہی تدبیر اور کاریگری پر نازاں ہو کر خدائے تعالیٰ ہی کو بھول گئے۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم الخ المید الحرکۃ والاضطراب یمینا وشمالا یقال ما د یمید میدا یعنی مید کے معنی ادھر اُدھر ہلنے کے ہیں اب عنصر خاک یعنی زمین کے حالات سے استدلال کرتا ہے کہ جسپر رہ کر یہ بنی آدم غرور کرتے ہیں اور بعض تو سرے سے خدا تعالیٰ کے ہی منکر ہیں اور بعض اسکے ساتھ اور معبود قرار دیتے ہیں۔ جمہور مفسرین کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ جس طرح خالی کشتی ادھر اُدھر ہلا کرتی ہے اور جب اس میں کچھ بوجھ پتھر ڈالدیتے ہیں تو اسکے دباؤ سے نہیں ہلتی یہی حال زمین کا تھا پھر جب خدا نے اسپر پہاڑوں کا بوجھ ڈال دیا تو ہلنے سے رک گئی ؎ زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ ✦ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ✦

[ف] اس میں بحری تجارت اور سفر کی طرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

مگر اس تفسیر کے ظاہری معنی پر چند اعتراض ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ جس طرح پانی اپنی جگہ پر میل طبعی کی وجہ سے ٹھیرا ہوا ہے تو زمین جو اس سے بھی ثقیل ہے بدرجہ اولیٰ اپنے حیز طبعی پر ٹھیری ہوگی پھر اسکے ہلنے کے کیا معنے۔ کچھ وہ پانی پر کشتی کی طرح نہیں بلکہ پانی اسپر ہے اس کے ارد گرد سمندر لپٹا ہوا ہے دوم اگر باوجود اس جسامت اور ثقل کے زمین کی طبیعت میں سکون نہ تھا تو پہاڑ بھی تو زمین ہی کے جزو بدن ہیں جیسا کہ آدمی کے بدن پر پھوڑے اور پھنسیاں ابھر آتی ہیں ایسا ہی پہاڑوں کو سمجھ لو پھر پہاڑوں کی طبیعت میں سکون کہاں سے آگیا؟ اور یہ بھی ثابت کرنا پڑیگا کہ پہاڑ بعد میں زمین پر رکھے گئے ہیں۔ اس اعتراض کو مخالفین اسلام نے بڑے شد و مد کے ساتھ بیان کیا ہے۔

[ف] زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈالنے پر اعتراض اور اس کا جواب ۱۲

اس کا جواب بھی مفسرین نے خوب دیا ہے مگر کاتب الحروف کے نزدیک میرے سے اس آیت پر اور نیز اسی قسم کی دیگر آیات پر کوئی اعتراض ہی نہیں پڑتا کیونکہ صاف معنی یہ ہیں کہ خدا نے زمین پر رواسی بوجھے ڈالے یعنی اسکی طبیعت میں ثقل اور بھاری پن رکھا اور پہاڑ چونکہ اسکے اجزا میں سخت اور ثقیل تر اجزا ہیں اسلئے یہ ثقل ان کی طرف منسوب کیا گیا اور انکو زمین کی میخیں قرار دیا ہوا کی طرح زمین کو خفیف نہیں بنایا جو ادنیٰ سے سبب سے حرکت کرنے لگتی اسلئے اسپر سکون مشکل ہے بلکہ زمین میں ثقل پیدا کیا جس سے وہ ہلتی نہیں۔ اس تقدیر پر اگر یہ مسئلہ بھی حکماء حال کا مان لیا جاوے کہ زمین حرکت کرتی ہے تب بھی کچھ اشکال وارد نہیں ہوتا کیونکہ اسکی یہ حرکت اینی یا وضعی جو کچھ ہو وہ نہیں کہ جس سے اس کے رہنے والے ہلنے لگیں اور پھرنا دشوار ہو جاوے جیسا کہ اسکی کرویت بساط ہونے کے منافی نہیں۔ یہ کیا احسان باری ہے۔

وانہارا وسبلا و علامات یہ تین باتیں اور بیان فرماتا ہے جو اسکی قدرت کاملہ کی دلیل اور بندوں کے حق میں احسان عظیم ہے یعنی زمین پر نہریں جاری کیں جنسے آبادی ملک ہے اور رستے بھی پہاڑوں اور دروں میں اسی نے رکھے اور پہاڑوں اور ٹیلوں کی علامتیں کر دیں اگر سب زمین یکساں ہوتی تو بڑی مشکل پڑ جاتی۔ وبالنجم ہم یہتدون یعنی نہ صرف زمین ہی کی چیزیں انکے لئے رستوں کی علامات ہیں بلکہ رات کو لق و دق بیابانوں میں ستاروں کی سیدھ میں قافلے چلتے ہیں افمن الخ پھر جس نے یہ چیزیں بنائیں کیا وہ تمہارے بتوں کے برابر ہو گیا جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ ان سب کے بعد فرماتا ہے کہ میری اور بیشمار نعمتیں ہیں جنکو تم شمار نہیں کر سکتے اسپر بھی تم ناشکرا اور غیر معبودوں کی طرف مائل ہو جسکی سزا میں یہ نعمتیں چھین لینا بجا تھا مگر اسپر بھی ہم بڑے غفور رحیم ہیں درگزر ہی کرتے ہیں ✦

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ

اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جنکو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے ہیں حالانکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں (اور) وہ تو مردے ہیں بیجان

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ

اور انہیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ کب لوگ زندہ کئے جاویں گے۔ تمہارا معبود تو خدائے واحد ہے۔ پھر وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انکے دل نہیں مانتے اور وہ ہیں بھی سرکش ضرور

اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

اللہ (خوب) جانتا ہے جو کچھ وہ چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک اوسکو غرور کرنے والے پسند نہیں آتے اور جب انسے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ کچھ نہیں اگلے لوگوں کے قصے

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

تاکہ قیامت کے دن اپنا بھی پورا بار گناہ اٹھاویں اور انکا بھی کہ جنکو نا سمجھی سے گمراہ کر رہے ہیں دیکھو کیا بڑا بوجھا ہے کہ جسے وہ اپنے اوپر لادے چلے جا رہے ہیں۔

ترکیب

لایخلقون خبر ہے والذین کی اموات خبر ثانی غیر احیاء تاکید ہے۔ ایان منصوب ہے یبعثون سے فالذین مبتدا قلوبہم جملہ خبر۔ ان اللہ الخ جملہ لاجرم بمعنی حق وثبت کا فاعل جملہ ان اللہ الخ ما استفہامیہ و ذا موصلہ والعائد محذوف اساطیر الاولین خبر ہے مبتدا محذوف کی لیحملوا ای قالوا ذلک لیحملوا الام العاقبۃ۔ و من اخفش کے نزدیک زائدہ ہے۔ والاساطیر جمع اسطورۃ کی جیسے احادیث جمع احدوثہ واضاحیک جمع اضحوکۃ واعاجیب جمع اعجوبۃ بغیر علم حال من الفاعل ای یضلون الناس جاہلین

تفسیر

واللہ یعلم الخ اس میں ایک اور فرق الہ حق اور فرضی معبودوں میں بتلایا ہے کہ اللہ کو ہر ایک ظاہر و باطن بات معلوم ہے تمہارے معبودوں کو نہیں۔

والذین یدعون من دون اللہ الخ جمہور مفسرین کے نزدیک انسے مراد انکے بت ہیں کہ جنکو وہ قادر زندہ اور دانا جانکر پرستش کرتے تھے جلالین میں ہے وہم الاصنام۔ تفسیر کبیر میں اس جملہ کی شرح یوں کی ہے فاعلم انہ تعالیٰ وصف ہذہ الاصنام بصفات کثیرۃ الخ پھر انکے بتوں کی قدرت کو یوں باطل کرتا ہے لایخلقون شیئاً وہم یخلقون۔ کہ وہ کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کئے جاتے ہیں سنگتراش انکو گھڑ گھڑ کر بناتے ہیں اور زندگی کا بطلان یوں کرتا ہے۔ اموات غیر احیاء۔ کہ بے جان ہیں حس و حرکت بھی نہیں انکے علم و دانائی کو یوں باطل کرتا ہے وما یشعرون کہ انہیں جو ضروری بات ہے وہ بھی معلوم نہیں کہ انسان مر کر کب زندہ ہونگے پھر جب یہ تینوں باتیں نہیں تو انکی خدائی کیسی اور انکی عبادت لغو اور بے فائدہ ہے اسلئے فرمایا الٰہکم الہ واحد کہ خدا صرف ایک ہی خدا ہے۔ مخالفین ان دلائل توحید سے بند ہو جاتے تھے اور دلمیں بھی سمجھتے تھے مگر قوم کی رسم و عادت سے انکی پرستش نہیں چھوڑتے تھے دلمیں توحید نہیں سماتی تھی اور نہ انکا تکبر پیغمبر علیہ السلام کی پیروی کی اجازت دیتا تھا اس بات کو فالذین سے لیکر لایحب المتکبرین تک بیان فرماتا ہے۔

واذا قیل لہم اب انکی ضد اور تکبر اور عناد کی ایک اور بات بیان فرماتا ہے کہ جب انسے کوئی قرآن کی نسبت سوال کرتا ہے کہ وہ کیسا ہے تو اُس کے الہامی مطالب سے قطع نظر کرکے طعن کی راہ سے اسکے پند آمیز قصوں کو اگلے لوگوں کی کہانیاں کہہ دیتے تھے جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لئے لیحملوا الخ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہاں یہ مراد نہیں کہ دوسروں کا گناہ اٹھا کر ان کو بری کر دیں گے بلکہ یہ کہ ایک تو اپنا ذاتی گناہ اٹھاویں گے۔ دوم جنکو گمراہ کیا ہے انکی گمراہی کا گناہ بھی انہیں کے سر پر رہیگا اور ولا تزر الخ میں یہ مراد کہ دوسرے کو بری نہ کرے گا۔

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ

ان سے پہلے لوگوں نے بھی مکر کیا تھا پھر اللہ نے بھی انکی عمارت کو جڑوں سے ڈھا دیا اور انکے اوپر چھت گر پڑی اور ان پر وہاں سے عذاب موجود ہوا کہ جہاں کی

لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاۗقُّوْنَ فِيْهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ

انکو خبر بھی نہ تھی پھر قیامت میں بھی انکو خدا رسوا کریگا اور پوچھیگا کہ کہاں ہیں میرے وہ شریک کہ جنمیں تم جھگڑا کیا کرتے تھے (انکو تو جواب بھی نہ آوے گا) لیکن (علم والے (انبیا) کہہ اٹھیں گے کہ

الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْۗءَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۠ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْۗءٍ ۭ بَلٰٓى

آج منکروں کی رسوائی اور برائی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جنکو فرشتوں نے ایسی حالت میں روحیں نکالی تھیں کہ وہ اپنے اوپر ستم کر رہے تھے پھر تو عذر مندہ ہو کر کہیں گے کہ ہم تو کچھ بھی برائی نہیں کیا کرتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

(فرشتے کہینگے) ہاں ہاں اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ کہ تم کیا کرتے تھے۔ پھر (حکم ہوگا) کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ کہ وہاں ہمیشہ رہا کرو پھر منکبروں کا کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

ترکیب

فاتی اللہ اے قصد من فوقہم متعلق ہے خر سے ویجوز ان یکون من لابتداء الغایۃ وان یکون حالا اے کائنا من فوقہم یوم القیامۃ ظرف ہے یخزیہم کا الیوم کا عامل الخزی الذین جملہ الکافرین کی صفت ہے ظالمی حال ہے ہم ضمیر تتوفہم سے السلم بمعنی القول جیسا کہ دوسری آیت میں ہے فالقوا الیہم القول ما کنا تفسیر السلم کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ کافر قرآن کو مکر و فریب سے قصے کہانیاں بتلاتے ہیں لوگوں کو بہکانے کے لئے اب فرماتا ہے کہ کچھ انہیں پر منحصر نہیں ان سے پہلوں نے بھی دین حق کے مقابلہ میں بہت کچھ مکر و فریب کئے تھے کہ جنکو خدا نے برباد کر دیا۔ فاتی اللہ الخ بعض مفسرین کہتے ہیں آیت کے ظاہری معنے مراد ہیں کہ از راہ مکر کے قدیم زمانہ میں کفار نے مقامات بلند بنائے تھے خدا نے انکو جڑ سے گرا دیا چھت انکے اوپر آ پڑی دبکر یکایک مر گئے جیسا کہ طوفان نوح کے بعد اہل شہر میں ایک نہایت بلند برج بنایا تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ ایک محاورے کی بات ہے کہ انکے منصوبوں کو ڈھا دیا جیسا کہ کسی منصوبے کے پورا نہ ہونیکے موقع پر کہتے ہیں کہ چنا چنایا گھر گر پڑا۔ ثم یوم القیامۃ پھر فرماتا ہے کہ کچھ دنیا ہی کی سزا پر منحصر نہیں بلکہ قیامت کے دن بھی اللہ انکو رسوا کرے گا کہ ان سے پوچھیگا کہ وہ میرے شریک جو تم نے اپنے نزدیک قرار دے رکھے تھے کہاں ہیں؟ ادھر طعن و توبیخ کے طور پر اہل علم (مومنین۔ یا انبیاء یا ملائکہ) انہیں کہیں گے کہ آج کفار کی رسوائی اور برائی ہے۔

الذین تتوفہم الملائکۃ[1] یہ کفار کی رسوائی و قیامت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ اس روز ان سے خدا پوچھیگا کہ جنکو تم نے دنیا میں میرا شریک بنا رکھا تھا وہ کہاں ہیں جواب نہ آئے گا سرنگوں ہو جائیں گے انکی سرزنش کے لئے علماء انبیاء۔ ملائکہ کہیں گے کہ یہ بڑے بدنصیب اور قابل سزا ہیں مرتے دم تک یعنی اسوقت تک کہ فرشتے جان نکالنے آئے اپنی اسی بت پرستی اور بدکاری میں اپنی جانوں پر ستم ڈھا رہے تھے اسوقت بھی انکو توبہ نصیب نہ ہوئی اسپر وہ بدبخت سر نیچا کر کے ان اہل علم کے جواب میں کہیں گے ہم تو دنیا میں کوئی بھی برا کام نہیں کرتے تھے انکی دروغ گوئی پر ملائکہ کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو تمہارے اعمال خدا کو معلوم ہیں اسکے بعد انکو فیصلہ سنایا جاویگا کہ چلو جہنم کے دروازوں میں گھسو جہاں تمکو سدا رہنا ہوگا یعنے عمر قید اسکے بعد خدا فرماتا ہے کہ کیا ہی برا ٹھکانا ان متکبروں کا ہے یعنی بہت بری سزا کے مستوجب ہیں۔

[1] کہاں ہے وہ نیچر مفسر جو فرشتوں کا انکار کرتا ہے اور انکو کبھی انسانی قوتیں اور کبھی صفات باری اور کبھی نباتات کی قوتیں بتلاتا ہے ۱۲ منہ

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۚ قَالُوا خَيْرًا ۗ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۚ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ ۚ وَلَنِعْمَ

اور پرہیزگاروں سے جو پوچھا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا؟ تو کہتے ہیں اچھی چیز جنہوں نے نیکی کمائی ہے انکے لئے اس دنیا میں بھی بہتری ہے اور البتہ آخرت کا گھر تو بہت ہی بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا

دَارُ الْمُتَّقِينَ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۝

کیا ہی خوب گھر ہے رہنے کے باغ کہ جنمیں وہ داخل ہونگے وہاں انکے نیچے نہریں بہتی ہونگی (اور وہاں) انکے لئے جو چاہیں گے موجود ہوگا۔ اللہ پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتا ہے

الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ طَيِّبِينَ ۙ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ

انکو کہ جنکی فرشتے ایسی حالت میں روح قبض کرتے ہیں (کہ وہ آلایش گناہ سے پاک) صاف ہوتے ہیں انسے آکر سلام کرتے اور کہتے ہیں کہ جنت میں چلو اپنے عملوں کی وجہ سے کہ جنکو تم کیا کرتے تھے کیا انکو اسی بات کے

تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ أَمْرُ رَبِّكَ ۚ كَذَٰلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

انکے پاس فرشتے آویں یا آپکے رب کا حکم آجاوے انسے پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے اور اللہ نے تو کچھ بھی ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے۔

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

پھر انکو انکے اعمال بد کے نتیجے ملکر رہے۔ اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی انپر آنازل ہوا۔

ترکیب ماذا محل نصب میں ہو انزل سے جیساکہ ماذا کے جواب قالوا خیرا سے انزل خیرا سے معلوم ہوتا ہے جنت عدن مخصوص بالمدح نعم کا یدخلونہا اس سے حال اور ممکن ہے کہ جملہ مستانفہ ہو کہ یدخلونہا اسکی خبر ہو یا محذوف ہو طیبین حال من المفعول وہو القوی وقیل من الفاعل مقارنۃ او مقدرۃ۔

تفسیر

کافروں کے مقابلہ میں مومنین کا ذکر کرتا ہے وقیل للذین الخ کہ انسے جو قرآن کا حال پوچھا جاتا ہے تو اسکو بہتر اور عمدہ بتلاتے ہیں۔ مکہ کے مشرکین ایام حج میں بدمعاش لوگوں کو مکے کے رستوں پر بٹھلا دیتے تھے اور عرب کے قبیلوں میں آنحضرت صلعم کے دین اور قرآن کا ایک حیرت خیز چرچا پھیلا ہوا تھا وہ اپنے ایلچی ان ایام میں اس امر کے دریافت کرنے کو بھیجتے تھے یہ رستوں پر بیٹھنے والے انسے کہدیتے تھے کہ قرآن بہت بری چیز ہے پھر بعض انہیں کے مزاج کے اسکو سچ جانکر اپنی قوم میں برائی سے یاد کرتے تھے۔ اور نیک طینت مکہ میں حضرت کے صحابہ سے ملکر اصل حال سے واقف ہوتے تھے اور اپنی قوم میں جاکر بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے اس آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے للذین احسنوا الخ یہاں سے نیکی کا نیک بدلہ ملنا بیان فرماتا ہو۔ فی ہذہ الدنیا کو بعض مفسرین احسنوا سے متعلق کرتے ہیں تب یہ معنی ہونگے کہ جنہوں نے اس دنیا میں نیکی کمائی ہے انکو دار آخرت میں نیک بدلا ہے اور اکثر حسنہ سے متعلق کرتے ہیں اور یہی قوی ہے یعنی نیکوں کو اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت کا اجر تو بہت ہی کچھ ہے۔ دنیا میں بھلائی ملنا عام ہے نیک نامی ہو یا فراغ دستی خوشحالی ہو یا مخالفوں پر فتحیابی ہو۔ یا سعی کا نور و سرور ہو۔ پھر دار آخرت کے اجر کا بیان فرماتا ہے کہ جنت ہے اور اسمیں یہ یہ نعمتیں ہیں۔ الذین سے نیکوں کی صفت بیان فرماتا ہے کہ فرشتے جو انکی جان قبض کرنے آتے ہیں تو اسوقت وہ طیب ہوتے ہیں اسکی بھی بڑا وسیع المعنی لفظ ہے شامل ہو گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہونیکو اور نیز علائق دنیا دل سے دور ہونیکو اصلی گھر میں جانیکی خوشی کو اور شوق دیدار الٰہی کو) فرشتے انسے سلام علیکم کہتے ہیں اور جنت کا مژدہ دیتے ہیں ہل ینظرون سے یہ بات بتلاتا ہے کہ منکر بجز موت کے فرشتوں کے دیکھنے کے یا عذاب الٰہی دیکھنے کے نہیں مانیں گے برخلاف ایمانداروں کے کہ وہ پہلے ہی سے ایمان رکھتے ہیں سو یہ کچھ نئی بات نہیں پہلے بھی ایسا ہی کرتے تھے جو بلا میں پڑے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ

اور مشرکین کہتے ہیں کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ہم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ بغیر اسکے حکم کے ہم کوئی چیز حرام قرار دیتے ان سے

فَعَلَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا

پہلوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا پھر رسولوں پر تو اس کے سوا اور کیا تھا کہ صاف صاف حکم پہنچا دیں اور ہم نے ہر قوم میں ایک نہ ایک رسول (یہی بات) دے کر بھیجا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور گمراہ کرنے

الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝

پھر ان میں سے کسی کو تو اللہ نے ہدایت دی اور کسی پر گمراہی سوار ہو گئی پھر ملک میں پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

ترکیب

نحن تاکید لضمیر عبدنا من دونہ من شیٔ من الاولی والثانیۃ زائدتان الطاغوت من الطغیان یذکر ویونث ویقع علی الواحد والجمع والمراد بہ کل معبود دون اللہ کالشیطان والصنم وکل من دعی الی الضلال۔

تفسیر

نبی علیہ السلام جب کفار کو انکی بری باتوں سے منع کرتے اور عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے تو وہ یہ بھی جواب دیا کرتے تھے کہ ہمارا یہ شرک کرنا بت پوجنا اور اسی طرح بتوں کے نام کی چیزوں کو تعظیماً حرام سمجھنا جیسا کہ بحیرہ اور سائبہ ہے کچھ آج سے نہیں بلکہ باپ دادا کے زمانۂ دراز سے چلا آتا ہے اگر یہ امر خدا کو منظور نہ ہوتا تو نہ انہیں کرنے دیتا نہ ہمیں خود کرنے دیتا کیونکہ بندہ اسکے بس میں ہے اب اسکو ای رسول تمہاری معرفت منع کرنے کی کیا ضرورت ؟ کذلک فعل الذین چونکہ یہ جبر و قدر کا نازک مسئلہ اس قابل نہ تھا کہ جسکو وہ سمجھتے کہ فی الجملہ بندہ کو بھی اختیار دیا گیا ہے اور نیز انکی یہ حجت معاندانہ بھی جس سے انکار نبوت مقصود تھا اسلئے فرمایا کہ انسے پہلے جہلا بھی یوں ہی حجت کرتے آئے ہیں انبیاء کا سلسلہ ہمیشہ سے جاری ہے انکا کام صرف سمجھا دینے کا ہے اور ہر قوم میں رسول آکر بت پرستی سے منع کرتے آئے ہیں اور توحید کا حکم دیتے آئے ہیں جس طرح آج تم میں سے جو ازلی نیک ہیں رسول کے مطیع اور بدبخت ازلی رسول کے نافرمان ہیں وہ بھی ایسے ہی تھے پھر تم نے یہ کہاں سے ثابت کر لیا کہ خدا ہمارے اس کام سے خوش ہے اگر ہمیشہ سے اللہ کی عادت یوں جاری نہ ہوتی کہ وہ انبیاء بھیجکر بری باتوں سے منع نہ کرتا تو اسکا سکوت رضامندی پر محمول کرتے حاصل یہ کہ ہمیشہ سے ہر جگہ رسول بری باتوں سے منع کرتے آئے ہیں انکا کام حکم پہنچا دینا تھا پہنچا دیا لیکن گمراہوں نے نہ مانا سو تم بھی انکی پیروی کر رہے ہو خدا تمہارے اس کام سے خوش نہیں اب تم زمین پر پھر کر دیکھ لو کہ رسولوں کے جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا ؟ کسی پر کچھ مصیبت آئی کسی پر کچھ گاؤں اور شہر اجڑے پڑے ہیں انکے آثار اور بقیہ علامات انکے حال زار پر اشک حسرت بہا رہے ہیں۔ یہ دلیل ہے اسبات کی کہ پہلوں کی بری باتیں بھی قابل سزا تھیں ◆

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ کچھ پہلوں ہی پر وبال الٰہی کا آنا منحصر نہیں گو اللہ تعالیٰ غصہ کا دھیما اور بہت فروگذاشت کرنیوالا ہے جھٹ پٹ انسان کو دنیا میں اسکے برے کام پر سزا نہیں دیتا مگر جب کسی قوم کی شرارت حد کو پہنچ جاتی ہے تو انتقام الٰہی کا وقت بھی آجاتا ہے اور مختلف طور پر دنیا میں عذاب اترتا ہے کسیکو دشمن کی تیغ بیدریغ کا لقمہ کرتا ہے کسی کو افلاس و نفاق کی بلا سے ہلاک کرتا ہے کسی کو ہیضہ سے کسی کو زلزلہ سے کسی کو پہاڑوں کے آتش فشاں مادے سے کسی کو قحط شدید سے ہلاک کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ

اگر آپ انکی ہدایت کی حرص بھی کریں (تو کیا) کس لئے کہ اللہ جسکو گمراہی پر رکھنا چاہتا ہو تو اسکو ہدایت نہیں دیتا اور نہ انکی کوئی مدد کر سکتا ہو اور وہ (منکر) اللہ کی سخت سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ مردے کو زندہ نہ کریگا

بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ۝

ہاں ہاں اسنے اپنے اوپر وعدہ کر لیا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ (وہ ضرور زندہ کریگا) تاکہ جو اس میں اختلاف کر رہے ہیں انکو معلوم کرا دے اور (اس لئے بھی) کہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹے تھے

ع نصف

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ

ہم جس چیز کے کرنیکا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا اتنا ہی کہنا بس ہے کہ ہم اسے کہتے ہیں ہو جا پھر وہ ہو ہی جاتی ہے

ترکیب

ان تحرص شرط۔ لا تقدر جواب محذوف فان اللہ اسکی جگہ قائم ہے۔ من یضل مفعول ہے لایہدی کا۔ لیبین بعث مقدر سے متعلق قولنا مبتدا الشئی موصوف اردناہ صفت قولنا سے متعلق ان نقول خبر۔ جہد ایمانہم الجہد بفتح الجیم المشقۃ وبضمہا الطاقۃ ونصبہ علی المصدریۃ والمعنی حلفوا جاہدین فاتیۃ اجتہادہم وذلک انہم کانوا یقسمون بآبائہم والہتہم فاذا کان الامر عظیما اقسموا باللہ تعالیٰ وعدا مصدر موکد لما دل علیہ بلیٰ

تفسیر پچھلی آیتوں میں ظالموں اور نبی کے منکروں کا انجام کار بیان فرمایا تھا اب آنحضرت صلعم کو تسلی دیجاتی ہے کہ آپکی ہدایت وتلقین میں کوئی قصور نہیں لیکن جس طرح پہلے زمانہ میں ازلی گمراہ ہدایت پر نہ آئے یہانتک کہ ہلاک ہوگئے آپ کی قوم کے ازلی گمراہوں کا بھی یہی حال ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے اب آپ تبلیغ کر چکے انکی ہدایت پر حرص نہ کریں فائدہ مند نہ ہوگا کیونکہ یہ ازلی گمراہ ہیں انکو کون ہدایت دے سکتا ہے واقسموا باللہ جہد ایمانہم یہ انکی ضلالت ازلی کی ایک بڑی بھاری بات تھی کہ جس کا ذکر کرنا یہاں مناسب تھا وہ یہ کہ انکو قیامت کا سخت انکار تھا وہ قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ مرکر کوئی زندہ نہ ہوگا اس خیال کو انکی اس کوتاہ فہمی نے اور بھی قوی کر رکھا تھا کہ جب آدمی مرگیا اور اس کے اجزاء بدن ریزے ریزے ہوکر خاک میں اس طرح مل گئے کہ جنکا بہم کرنا انکے خیال میں محال در محال تھا۔ پھر ان کا جمع کرنا اور روح ڈالنا ناممکن تھا اور جب انسان کو یہ خیال پیدا ہو جاوے کہ مرکر نیست ہو جاتا ہے تو پھر نیکی اور بدی کی اسکو کچھ بھی پروا نہیں رہتی دنیا ہی کی کامیابی اور ناکامی کو یہ نجات اور عذاب سمجھنے لگتا ہے جیسا کہ آج کل ہم دیکھتے ہیں۔ بلیٰ وعدا علیہ حقا سے انکے اس خیال باطل کو ایک دلیل نقلی اور ایک دلیل عقلی سے رد کرتا ہے اور نقلی دلیل چونکہ جلدی ساکت کردیتی ہے۔ اسلئے اسکو بلیٰ وعدا سے لیکر انہم کانوا کاذبین تک تمام کیا عرب کے مشرکین انبیاء سابقین کے حقیقی یا ادعائے پیروؤں سے یہ سنتے آئے تھے کہ خدا نے پہلی کتابوں میں پہلے انبیاء کی معرفت مرنیکے بعد زندہ کرنیکا وعدہ کرلیا ہے تاکہ وہاں انسان کے نیک و بدکام کی کامل سزا و جزا ملے لیبین ولیعلم میں اس طرف اشارہ ہے پس خدا اپنے وعدہ کو ضرور پورا کرے گا خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ انما قولنا الخ یہ دلیل عقلی ہے کہ ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ اس عالم گوناگوں کو قادر مختار نے بنایا ہے اور نیز وہ کسی بات میں عاجز نہیں جب کسی چیز کا پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسکو کن کہتا ہے یعنی ہو سو وہ اسی وقت ہو جاتی ہے اسکے اسباب بھی مہیا ہو جاتے ہیں پھر انسان کا بارِ دگر زندہ کرنا اور موجود کرنا اس کے نزدیک کیا محال ہے؟ وہ قادر مطلق ہے جس نے انسان کو قطرۂ منی سے بنایا وہ اسکو بارِ دگر بھی بنا سکتا ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الَّذِينَ وقف لازم

اور جنہوں نے ظلم اٹھانے کے بعد اللہ کے لئے ہجرت اختیار کی ہی تو البتہ ہم انکو دنیا میں بھی اچھی جگہ دیں گے اور آخرت کا بدلا تو بہت ہی بڑا ہے کاش انہیں معلوم تو ہوتا کہ جنہوں نے

صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ ۚ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

صبر کیا اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کئے رہے۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بھی تو انسان ہی بھیجے تھے جنکی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ پھر اگر تمہیں معلوم نہ ہوتا تو یاد رکھنے والوں (اہل علم) سے پوچھ دیکھو

نصف

بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۗ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

انکو ہم نے معجزے اور کتابیں دیکر بھیجا تھا اور (اے رسول) آپکے پاس بھی ہم نے قرآن بھیجا تاکہ جو کچھ لوگوں کے لئے حکم بھیجا گیا ہے آپ انکو بیان کردیں اور تاکہ وہ خود بھی سوچیں

ترکیب والذین الخ مبتدا۔ لنبوئنہم خبر حسنۃ لنبوئنہم کا مفعول ثانی کیونکہ نبوئنہم بمعنی اعطینہم ہے۔ اور ممکن ہے کہ یہی منزلہم ہو فالتقدیر منزلہم

فی الدنیا دار احسنۃ۔ الذین صبروا موضع رفع مین ہے علی اضمارہم۔ بالبینات متعلق ہے ارسلنا محذوف سے۔

تفسیر پہلی آیتوں میں تھا کہ کفار ستمگار قیامت کا انکار کرتے ہیں پھر جب مارجزا سے انکو بقدر انکار تھا تو ایسی حالت میں کہ مکہ میں انہیں کا غلبہ اور زور تھا دینداراسلمانوں پر کیا کچھ ظلم وستم نہ کرتے ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ آیت چھ صحابہ کے بارہ میں نازل ہوئی جو قریش مکہ کے غلام تھے اور اسلام لانے کی وجہ سے انپر بڑا ظلم وستم ہوتا تھا منجملہ انکے صہیب و بلال و عمار ہیں رک اسلئے والذین ہاجروا سے لیکر وعلی ربہم یتوکلون تک ایمانداروں کو صبر و برداشت اور توکل کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور دنیا اور آخرت میں انکے اجر کا وعدہ فرماتا ہے۔ والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ماظلموا یعنی اول کفار کی ایذائیں سہنا انکی مارپیٹ سب وشتم پر برداشت کرنا پھر لاچار ہوکر اللہ کے لئے وطن چھوڑ دینا جبکہ وہاں رہنا مشکل ہو جاوے جیساکہ ابتدار اسلام میں ہوتا تھا ایسے لوگوں کے لئے دو وعدے کرتا ہے اول لنبوئنہم الخ یہ کہ ہم دنیا میں بھی حیران وسرگردان نہیں رہنے دینگے بلکہ ان کو اچھے طور سے جگہ دیں گے جیساکہ صحابہ کو مدینہ میں عمدہ جگہ دی رحسن شعبی۔ قتادہ) دوئم ولاجر الاخرۃ اکبر یعنی دار آخرت میں انکے لئے بڑا اجر ہے وہ کیا سرور جاودانی اور حیات ابدی کی بادشاہت ان دونوں صفتوں کے مقابلہ میں دو انعام کا وعدہ ہوا۔ پھر ان دونوں وصفوں کی عام طور پر تشریح فرماتا ہے الذین صبروا یعنی مخالفوں کی ایذائیں سہارنا اور حق پر ثابت قدم رہنا وعلی ربہم یتوکلون یعنی خدا پر توکل کرنا جو اپنے رب سے بہتری کی امید پر ہجرت کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ صبر تو ظلموا سے متعلق ہے اور توکل ہاجروا سے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ کچھ کفار کے ستم اٹھا کر ہجرت کرنے ہی پر یہ وعدہ الٰہی منحصر نہیں بلکہ صبر و توکل پر جہاں کہیں ہو اور کسی بات میں ہو خواہ گناہوں کے ترک کرنے پر اور نفس ظالم کے صدمات اٹھا کر اسکو اسکی بری خواہشوں سے روکنے پر یا دین الٰہی میں کوئی محنت ومشقت کا کام اختیار کرنے پر اسلام کی ترویج وافشا پر خواہ کفر و بت پرستی چھوڑ کر خدا کی طرف آنے میں۔ گویا یہ آیت جس طرح اسکی راہ میں صبر و توکل کرنے والوں کے لئے انعام الٰہی کا پروانہ ہے اسی طرح اس بات کے لئے بھی اعلان ہے کہ خدا تعالیٰ سے رابطہ کرنا کوئی ہنسی کھیل نہیں اس رستہ میں بڑا مستحکم ہوکر مصائب پر صبر کرنا چاہئے وما ارسلنا من قبلک الخ ان آیتوں میں پھر اسی بات کی طرف رجوع ہے کہ جسکی وجہ سے مشرکین عرب مسلمانوں اور نبی علیہ السلام کو تکلیفیں دیتے تھے جن پر صبر اور برداشت اور توکل کا انکو پچھلی آیت میں حکم دیا گیا تھا۔

اور وہ بات یہ تھی کہ عرب کے لوگ حضرت صلعم کا وعظ سنکر کہ جسمیں حرام اور ناپاک اور مکروہ افعال کی مذمت اور بت پرستی کی قباحت اور مکارم اخلاق کی تاکید تھی یہ کہتے تھے کہ اگر خدا کو ہمیں سمجھانا ہی مقصود تھا تو ہمارے پاس آسمان سے فرشتہ کیوں نہیں بھیجدیا؟ چنانچہ یہ شبہ انکا مع الجواب قرآن مجید میں اور مقامات پر بھی ذکر ہوا ہے۔ اب اس شبہ کا اس آیت میں یوں جواب دیتا ہے کہ چند در چند اسرار مصالح کی وجہ سے ہمیشہ انسان ہی رسول ہوتے آئے ہیں اور وہی خدا کے صحیفے اور معجزات لائے ہیں اگر تمہیں یہ بات معلوم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ دیکھو۔ اور اسی لئے بھیجنے اے محمد آپ پر بھی ذکر یعنے قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کو آپ احکام الٰہی بتا دیں اور آیات قدرت سے نصیحت حاصل کرنا سکھا دیں اور تاکہ وہ خود بھی فکر و غور کریں۔

فوائد

(۱) فسئلوا اہل الذکر میں علما کے کئی قول ہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں اہل تورات یعنی یہود مراد ہیں۔ زجاج کہتے ہیں عموماً اہل کتاب مراد ہیں کیونکہ وہ سب جانتے ہیں کہ پہلے انبیا بھی انسان تھے۔ اور عرب کے مشرک اہل کتاب کو اہل الذکر یعنی اہل علم سمجھتے تھے اسلئے انسے دریافت کرنیکا مشرکین کو حکم دیا بعض کہتے ہیں عموماً اہل علم مراد ہیں۔

(۲) اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ اسوقت تورات یا انجیل اہل کتاب کے پاس بلا تحریف موجود تھی جیساکہ ظاہر ہے۔

(۳) بالبینات والزبر ارسلنا کے ساتھ متعلق ہے جیساکہ آیت کا سیاق اور سباق چاہتا ہے نہ کہ فاسئلوا سے

(۴) اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی بات خصوصاً شرعی مسئلہ از خود معلوم نہ ہو تو جو اسکو جانتا ہو اس سے دریافت کرلینا چاہئے۔ یہ بات بھی مان لینی چاہئے کہ دریافت کرنے میں کسی کی خصوصیت نہیں کہ کس سے دریافت کرے کوئی اہل علم ہو خواہ روایات احادیث و اقوال علماء سلف صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ماہر اور ان سے جواب ملے خواہ قرآن و احادیث سے استنباط کرکے اصول فقہ میں علماء نے اس بات کو طے کردیا ہے کہ اول قرآن سے پھر احادیث سے پھر اجماع سے حجت پکڑی جاتی ہے اور پھر جب کوئی مسئلہ صاف طور پر نہ قرآن میں ملے نہ احادیث میں نہ اجماع سے ثابت ہو تو پھر استنباط کی ضرورت ہے اور استنباط خود پیغمبر علیہ السلام نے بھی کیا ہے اور صحابہؓ نے بھی اسلئے دین میں استنباط بھی ایک مستند چیز مانی گئی اور ضرور ماننی چاہئے کیونکہ بغیر اسکے قرآن مجید تفصیلاً لکل شئی نہیں ہو سکتا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ استنباط کرنا ہر ایک کا کام نہیں اور اسکے شروط بھی ہیں اور استنباط کو فقہاء قیاس بھی کہتے ہیں پس جو استنباط نہ کرسکتا ہو اس مسئلہ میں جو اسکو کتاب و سنت و اجماع میں نہ ملے تو مستنبط یعنی مجتہد سے پوچھ کر اس پر عمل کرنا چاہئے اور اسی کو تقلید شرعی کہتے ہیں جسکی ضرورت سمجھی گئی واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب۔

أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَن يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ

پھر کیا جو لوگ بری بری تدبیریں کیا کرتے تھے (انکو اس بات کا کچھ بھی خوف نہیں رہا کہ) خدا انکو زمین میں دھسا دے یا ان پر وہاں سے عذاب آجاوے کہ جدھر کی انہیں خبر بھی نہ ہو یا خدا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لے

فِي تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَىٰ تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ

پھر وہ اسکو ہرا بھی نہ سکیں یا انکو خوفناک حالت میں آپکڑے اسمیں شک نہیں کہ تمہارا رب نہایت شفیق رحم کرنے والا ہے۔ کیا وہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے کہ

مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا

انکے سائے (کبھی) داہنی طرف (کبھی) بائیں طرف جھکے جا رہے ہیں اور نہایت عجز کے ساتھ خدا کو سجدہ کر رہے ہیں اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (اور)

فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

زمین پر سب چلنے والے وہ سب کے سب انکساری کے ساتھ اللہ ہی کو سجدہ کر رہے ہیں (اور) اپنے بالا دست رب سے ڈر رہے ہیں اور جو کچھ انکو حکم ہوتا ہے اسکو بجالاتے ہیں

ترکیب

السیئات صفت ہے المکرات مفعول محذوف کی لے مکر و المکرات السیئات ان یخسف جملہ مفعول امن او یاتیہم معطوف ہے یخسف پر اسی طرح یاخذ اور یاخذ ثانی علی تخوف موضع حال میں ہے فاعل یا مفعول سے جو یاخذہم میں ہے یتفیؤ میل ظلال جمع ظل۔ یا تو واحد کو موضع جمع میں استعمال کیا ہے یا ہر روز کے سایہ کے لحاظ سے یا وقتاً فوقتاً پھیلنے کے لحاظ سے سایہ کو متعدد سایوں کے ساتھ تعبیر کیا یعنی لفظ جمع ظلال استعمال کیا گیا عن واسطے مجاوزۃ کے تجاوز ظلال ایمیں لکی اشمال۔ شمائل جمع۔ سجداً حال ہے ظلال سے وہم داخرون بھی انہیں سے حال ہے ان کو ذی عقل قرار دیکر۔

تفسیر

اب ان سرکشوں کو (کہ جو بڑے مکر و فریب کرتے تھے یعنی مخفی طور پر اسلام کے مٹانے کی تدبیریں کیا کرتے تھے) اپنے قہر و جبروت سے دھمکاتا ہے کہ کیا ان کو چار باتوں سے بھی ڈر نہیں اور کیوں اطمینان اور امن ہو گیا؟ (۱) ان یخسف اللہ بہم الارض کہ اللہ انکو زمین میں دھسا دیوے پہلی بھی اور پچھلی صدیوں میں کیا بلکہ حال میں بھی زلزلہ آکر زمین پھٹ گئی اور بڑے بڑے جبار و شہوت پرست مع مکانات زمین میں سما گئے قارون بھی سما گیا تھا۔

(۱۲) اویاتیہم العذاب من حیث لایشعرون کہ ان پر ایسے طور پر ایسی جگہ سے عذاب آوے کہ جسکی انہیں خبر بھی نہو آسمان سے دفعۃً اولے کیا بلکہ بڑی بڑی سلیں برسنے لگیں چنانچہ ابھی کئی سال کا عرصہ گذرا کہ مراد آباد اور اسکے نواح میں بڑے بڑے اولے کیا آسمانی گولے برسے کہ جس سے صدہا آدمی اور جانور ہلاک ہوگئے اور سینکڑوں درخت گر پڑے خاص دہلی میں میرے ایک دوست نے جو ایک اولا تولا تو آدھ سیر کا تھا اور پہلی امتوں میں بھی اولے مائیت سے سجیل ہو کر پتھر ہیں آگئے تھے اور بڑے بھاری پتھر بنکر برسے جیسا کہ لوط علیہ السلام کی بستیوں پر واقعہ گزرا یا پانی سے دفعۃً رو آکر غارت کر دیگئے چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ آدھی رات کے قریب جبکہ لوگ خواب راحت میں تھے شہر ٹپالہ میں ایسی رو آئی کہ مکانوں اور بازاروں میں گزوں پانی تھا جس سے صدہا آدمی ڈوب مرے صدہا مکانات گر گئے یا ایسی تند ہوا آجاوے جو بربادی کا باعث ہو۔ الغرض خدا کی صدہا بلائیں ہیں جو دفعۃً آجاتی ہیں جنہیں بادشاہ سے لیکر رعیت تک کسی کا کچھ زور نہیں چلتا۔ (۲) اویاخذہم فی تقلبہم فماہم بمعجزین اسکی کئی طور پر تفسیر ہوسکتی ہے اول یہ کہ انکو سفر میں مبتلائے بلا کرکے ہلاک کرے کیونکہ جو وطن میں ہلاک ہوسکتا ہے وہ سفر میں بھی اور وہاں کی ہلاکت بسبب پردیس ہونے کے کہ جہاں نہ کوئی یار ہوتا ہو نہ غمگسار اور بھی سخت ہوتی ہے اور قریش مکہ سفر کے عادی تھے اور لفظ تقلب بمعنی سفر بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں لایغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد۔ دوسرے یہ کہ انکو حالات انقلابات اور تدابیر میں کامیاب نہونے دے اور ہلاک کردے اور یہ معنی اس آیت سے ماخوذ ہیں وقلبوالک الامور۔

(۳) اویاخذہم علی تخوف تفعل ہے خوف سے (یقال خوفت الشئ وتخوفتہ) یہ معنی کہ دفعۃً بلا نازل نہ کرے بلکہ اس کے پہلے علامات و آثار نمایاں کرے اور لوگوں میں ہلاکت سے پہلے خوف اور پریشانی پیدا ہو پھر ہلاک ہوجاویں جیسا کہ قحط شدید اور وبا یا دشمنوں کے غلبہ میں ہوتا ہے مگر خدا رؤف ہے اس لئے مہلت دیتا ہے اولم یروا الی ماخلق اللہ الخ اپنا رؤف رحیم ہونا ان آیات میں ظاہر فرماتا ہے کہ جنہیں اسکے آثار جبروت اور قدرت کاملہ کا بیان ہے جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تمام عالم اسکے آگے مسخر ہے تاکہ یہ بھی معلوم ہوجاوے کہ اسکو دفعۃً یا تدریجاً ہلاک کرنیکی بھی قدرت ہے پھر اس سے نڈر ہونا اور باوجودیکہ درختوں اور جمیع سایہ دار چیزوں کے سائے اسکو سجدہ کررہے ہیں (انکا زمین پر پڑنا گویا سجدہ کرنا ہے۔ اور اسی طرح آسمانوں اور زمین کے تمام رہنے والے چارپائے اور فرشتے اسکے آگے سربسجود اور اسکے فرمانبردار اور خائف ہیں پھر بندہ کا نافرمان ہونا اور حجتیں کرنا اور اسکے ہادیوں اور انکے پیرووں کو ستانا کیسی لغو بات ہے۔

یتفیؤا ظلالہ عن الیمین والشمائل یتفیؤا تفعل من الفئی۔ کہتے ہیں فاء الظل یفئی اذا رجع وعاد۔ فئی کے معنی اصلی رجوع کرنے کے ہیں جیسا کہ آیا ہے فان فاؤا فان اللہ غفور رحیم ازہری کہتے تفیؤ الظلال پچھلے پہر کے سایہ ڈھلنے کو کہتے ہیں مگر یہاں عام مراد ہے۔ موسم گرمی اور سردی اور آفتاب ومہتاب اور خط استوا کے قرب وبعد اور شام وصبح کے لحاظ سے کبھی سایہ دائیں طرف سے کبھی بائیں طرف سے جاتا ہے یمین مفرد اور شمائل جمع لانے میں کئی باتیں ہیں یا تو یہ کہ یمین گو لفظ مفرد ہے مگر مراد جمع ہے جیسا کہ یولون الدبر ہیں یا یہ کہو کہ شئی چونکہ لفظاً مفرد ہے اسکے لحاظ سے یمین لفظ مفرد آیا اور معناً جمع ہے اسکے لحاظ سے شمائل جمع آیا گویا دونوں کی رعایت کی۔ یا یوں کہو کہ عرب جب دو صیغے جمع کے لانا چاہتے ہیں تو ایک کو مفرد کرکے لاتے ہیں جیسا کہ جعل الظلمات والنور اور ختم اللہ علی قلوبہم وسمعہم میں سجدا للہ وہم داخرون سجدہ سے مراد مطیع ہونا جھکنا عرب کہتے ہیں سجد البعیر جبکہ وہ سوار ہونے کے وقت گردن جھکا دیوے چونکہ خدا تعالیٰ نے آفتاب ومہتاب وستاروں کو کہ جن سے اجسام کثیفہ پر سایہ پڑتا ہے ایک چال خاص پر مامور کررکھا ہے جس سے اون سایوں میں فرق نہیں آتا سو یہ فرق نہ آنا اور ایک خاص طور پر رہنا سجدہ کرنا ہے انہیں معنوں میں یہ آیت ہے والنجم والشجر یسجدان و قولہ وظلالہم بالغدو والاصال یا یوں کہو کہ سایہ زمین پر لگا ہوا چلتا ہے جس طرح عابد زمین پر سر رکھکر سجدہ کرتا ہے گویا تشبیہ مراد ہے۔ اور غرض اس کلام سے اسکا جبروت وتسلط عالم پر ظاہر کرنا ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ عالم حسی میں یہ اشیا جو وجود حقیقی کا ظل ہیں اسکے حکم کے پابستہ ہیں۔

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ

اور اللہ فرما چکا ہے کہ دو خدا نہ بناؤ خدا ایک ہی خدا ہے پھر مجھی سے ڈرا کرو اور اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے اور بندگی ہمیشہ اسی کے لئے

وَاصِبًا ۭ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ○ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔــرُوْنَ ○ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ

سزاوار ہے پھر کیا تم اللہ کے سوا اور دوسرے سے ڈرتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو کچھ نعمت ہو سب اللہ ہی کیطرف سے ہے پھر جب تم پر سختی آتی ہو تو اسی کی طرف آہ و زاری کرتے ہو پھر جب وہ تمہاری مصیبت دور کر دیتا

عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ○ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۣ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ

تم میں سے ایک جماعت اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتی ہے تاکہ جو کچھ نعمتیں ہمنے دیں ہیں انکی ناشکری کریں (تو خیر دنیا میں چند روز مزے کر لو پھر (آخرت میں) تو تمکو معلوم ہی ہو جائیگا اور جنکو وہ جانتے بھی نہیں (انکی) بات

لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۭ تَاللّٰهِ لَتُسْــَٔـلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ○ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ

انکے لئے ہماری ہی دی ہوئی چیزوں میں سے ایک حصہ مقرر کرتے ہیں قسم ہے خدا کی (یعنی اپنی) تمسے ضرور ضرور تمہاری افترا پردازی پر بازپرس ہوگی اور یہ لوگ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں سبحان اللہ اسکے تو بیٹیاں اور انکے لئے

مَّا يَشْتَهُوْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ○ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْۗءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ

اور جسکو دل چاہے (یعنی فرزند) حالانکہ جب انہیں سے کسیکو بیٹی (پیدا ہونے) کی خوشخبری دیجاتی ہے تو غم کے مارے چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے بیٹی کی خبر کی عار سے قوم سے چھپا چھپا پھرتا ہے۔

اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

سوچتا ہے آیا اسکو اس ذلت پر رہنے دے یا اسکو خاک میں گاڑ دے دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کر رہے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے حالت تو انہیں کی بری ہے اور اللہ کی تو بلند شان ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

ترکیب

اثنین تاکید ہے الہین کی اور مفعول ثانی لاتتخذوا کا بھی ہوسکتا ہے وفیہ ما فیہ۔ واصبا ای دائما حال ہے الدین سے اور عامل سبین معنی ظرف کے ہیں۔ ما بمعنی الذی بکم اسکا صلہ من نعمۃ حال ہے ضمیر سے جو جار میں ہے فمن اللہ خبر دوسری وجہ بھی ممکن ہے۔ تجئرون ترفعون صوتکم بالاستغاثۃ۔ سبحانہ جملہ معترضہ مسودا خبر ظل۔ یتواری حال ہے ضمیر کظیم سے اذا کشف الم اذا شرطیہ اذا فریق فجائیۃ جواب الشرط لیکفروا لام کے وقیل لام العاقبۃ۔

تفسیر

پچھلی آیتوں میں یہ ثابت کرکے کہ تمام عالم اسکے قبضۂ قدرت میں ہے اسی کے آگے سر تسلیم جھکائے ہوئے ہے قال اللہ سے لیکر فارہبون تک توحید خالص کا حکم دیتا ہے پھر ولہ ما فی السموات والارض سے لیکر تتقون تک اسپر اور دلیل قایم کرتا ہے کہ عبادت کا مدار دو چیزوں پر ہے اول یہ کہ کسی کا خوف ہو کہ اگر نذر و نیاز اور دیگر عبادت نکرینگے تو وہ ہمکو جانی یا مالی کوئی نقصان پہونچاویگا جیسا بت پرستوں کا اپنے معبودوں کی نسبت خیال ہے سو یہ بھی اللہ کے سوا اور کسی کا مرتبہ نہیں کس لئے کہ ایسا وہ کرسکتا ہے کہ جسکا مخلوق پر کوئی اختیار و اقتدار ہو سو یہ ہے نہیں اسلئے اول ایای فارہبون فرمایا اور وجہ اسکی ولہ ما فی السموات الخ میں ذکر فرمائی اسکے بعد اوسی بات کو بطور نتیجہ و دلیل اعادہ کیا افغیر اللہ تتقون دوئم یہ کہ کسی کی نعمت تندرستی مال و جاہ وغیرہ اوس سے حاصل ہو اس طمع میں عبادت کیجاتی ہے یہ بات بھی اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں کس لئے کہ وما بکم من نعمۃ فمن اللہ جو کچھ نعمتیں تمہارے پاس ہیں سب اللہ کی طرف سے ہیں اول تو اس لئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور کسی کے پاس دھرا ہی کیا ہے جو تمکو دیگا دوم جب تم پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو فطرت انسانیہ اللہ ہی کیطرف فریاد کرنیکو مجبور کرتی ہے اسوقت اپنے معبودوں کو بھول جاتے ہو عوارض جہل اٹھ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بنی آدم کے دلوں میں بھی اصلی اعتقاد اسی بات کا ہے مگر جب وہ وقت نکل جاتا ہے اور جہل و خود غرضی کے پردے نور فطرت پر کائی کیطرح پھر آپڑتے ہیں تو پھر اپنے فرضی معبودوں یا اسباب کے استقلال اور اپنی تدبیر کی درستی پر تکیہ کرنے لگتے ہیں اور یہ پوری نمک حرامی اور کامل ناشکری ہے جسکا بد نتیجہ عنقریب معلوم ہو جائیگا یا تو دنیا ہی میں بارہا گرفتار مصیبت ہونے پر یا دار آخرت میں منجملہ نمک حرامیوں کے ایک یہ بھی ہے کہ جن معبودوں کی اصل

حقیقت بھی انہیں معلوم نہیں کہ آیا وہ فرضی نام ہیں جنکو باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں یا وہ کچھ تھے بھی اور تھے تو انکا مخلوق پر کیا اختیار واقتدار تھا انکے لئے ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے مال میں سے اولاد میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں کھیتی میں سے ایک حصہ اور اولاد میں سے کوئی ایک بیٹا بتوں کے نام سے نامزد کرتے تھے اور بتوں پر اولاد مواشی کی قربانیاں کرتے تھے انکے نام کے سانڈ اور جانور چھوڑتے تھے اسپر چڑھانے کہا جاتا تھا کہ ان ارواح غیر مرئیہ کو خدا کے کارخانہ میں کیا دخل ہے اور وہ اس سے کیا تعلق رکھتے ہیں تو مشرکین کہہ دیا کرتے تھے کہ یہ خدا کی لاڈلی بیٹیاں ہیں انکی بڑی خاطر منظور ہے یہ جو کچھ چاہتی ہیں کرتی ہیں یہ دیویاں اور پری کالی پری ہند میں انہیں کے نمونہ ہیں ویجعلون اللہ البنات میں انکا ذکر ہے اسکے رد میں ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے لئے تو بیٹیاں ہونا پسند ہی نہیں کرتے حالانکہ خود بیٹیوں کے بقا نسل میں محتاج ہیں اسپر بھی بیٹی پیدا ہونیکی خبر سنکر غم کے مارے چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے زندہ گاڑ دینے کی کبھی ٹھیر لیتے ہو کبھی بڑی ذلت سمجھکر انکو رہنے بھی دیتے ہو پھر خدائے بے نیاز کو اولاد اور بیٹوں سے کیا تعلق ہے جس کی شان بلند اور اعلیٰ ہے حدوث واحتیاج سے پاک ہے برخلاف تمہارے ولہ المثل الاعلیٰ

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً

اور اگر خدا لوگوں کو انکے گناہوں پر پکڑا کرتا تو کسی جاندار کو بھی زمین پر نہ چھوڑتا لیکن ایک مدت مقرر تک انکو مہلت دیتا ہے پھر جب انکا وقت آتا ہے تو نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہیں

وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ

اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں اور یہ مشرک اللہ کے لئے وہ چیزیں تجویز کرتے ہیں کہ جنکو آپ بھی پسند نہیں کرتے اور زبان سے جھوٹے دعوے کرتے جاتے ہیں کہ آخرت کی بھلائی انہیں کیلئے ہے ضرور بھلائی

مُّفْرَطُوْنَ ۝ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَمَآ

جسمیں سب سے اول داخل کئے جائینگے (اے رسول)، اللہ کی قسم ہم نے آپ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے پر شیطان نے انکے اعمال (بد) انکو عمدہ کر دکھائے آج بھی انکا وہی دوست بنا ہوا ہے اور انکو

اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

ہمنے آپ پر اسلئے کتاب اتاری ہے کہ جن چیزوں میں وہ اختلاف کر رہے ہیں آپ انکو کھولکر بیان کر دیں اور نیز یہ کتاب ایمانداروں کیلئے ہدایت اور رحمت بھی ہے

ترکیب۔ الکذب بالنصب مفعول ہے تصف کا ان لہم الحسنیٰ اس سے بدل۔ الکذب بضم الکاف والذال والبا جمع کذوب جیسا کہ صبور وصُبُر تب یہ السنۃ جمع لسان صفت ہوگا واللسان یذکر ویونث۔ وہدی معطوف ہے لتبین پر لے للتبیین والہدایۃ والرحمۃ۔

تفسیر مشرکوں کے قبائح اور اقوال فاسدہ بیان کرکے یہ ظاہر فرماتا ہے کہ ہم صرف اپنی رحمت سے درگزر کرتے ہیں جو دنیا میں عمر معین تک جینے دیتے اور نعمتیں سلب نہیں کر لیتے ورنہ انکے گناہوں پر جاویں تو دنیا پر کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیں انکی نحوست سے بلا آجاوے۔ ویجعلون اللہ سے اس بیہودہ بات پر کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں بار دگر سرزنش فرماتا ہے بالخصوص اسلئے کہ اس نالایق قول وفعل واعتقاد پر دعوے کے ساتھ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ دار آخرت کے درجات ہمارے لئے ہیں کیونکہ ہمارے یہ وسیلے ہیں اسپر فرماتا ہے کہ آخرت کی بھلائی کی جگہ انکے لئے اس جرم پر ضرور نار جہنم ہے جسمیں سب سے اول داخل ہونگے وانہم مفرطون نافع اور قطیبہ اور کسائی کی روایت سے مفرطون کو بکسر الرا پڑھتے ہیں اور باقی بفتح الرا۔ اول قرات پر یہ معنی ہوئے کہ وہ گناہوں میں یا خدا پر جھوٹ بولنے میں افراط یعنی زیادتی کرنے والے ہیں۔ دوسری قرات پر یہ معنی انہم متروکون فی النار یعنی آگ میں ڈالے گئے وہاں چھوڑے گئے کہتے ہیں ما افرطت من القوم احدًا لے ماترکت یا یہ معنی انہم معجلون یعنی آگ کی طرف ان افعال سے جلدی کر رہے ہیں سب سے پہلے جا رہے ہیں۔ واحدی کہتے ہیں عرب بولتے ہیں فرط الرجل اصحابہ یفرطہم فرطًا وفروطًا اذا تقدمہم لتدبیر حوائجہم یعنی اور ونکے قافلہ سالار بنکر پہلے جہنم میں جھنڈے لئے جا رہے ہیں۔ تاللہ الخ سے یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی ہمنے قوموں کی طرف رسول بھیجے تھے سو شیطان نے ان قوموں کو ایسا بہکایا

کہ بری باتوں کو انکی نظروں میں بھلا کر دکھا دیا آج کے دن بھی وہی شیطان ان لوگوں کا رفیق بنکر بہکا رہا ہے جہنم کا رستہ بتا رہا ہے اسلئے ہمنے اے محمد تم پر قرآن نازل کیا کہ آپ انکو مطلع کر دیں اور نیز نیکوکاروں کے لئے یہ قرآن ہدایت و رحمت بھی ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ

اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے مرجانے کے بعد (خشک ہوجانیکے بعد) زمین کو زندہ کر دیا۔ بیشک اسمیں سننے والوں کیلئے بڑی نشانی ہے اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی ایک غور کا مقام ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝ وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

کہ انکے پیٹوں میں سے گوبر اور خون میں سے جدا کر کے انہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کو رچتا پچتا ہے اور کھجور اور انگور کے پھلوں میں بھی (عبرت ہے)

تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

جن میں سے تم نشا بناتے ہو اور عمدہ روزی بھی (قرار دیتے ہو) بیشک اسمیں بھی عقلمندوں کے لئے بڑی نشانی ہے

ترکیب

لعبرۃ اسم ان لکم خبر۔ بطونہ بطون جمع بطن بمعنی شکم۔ بطونہ کی ضمیر انعام کی طرف راجع ہے کیونکہ انعام مذکر بھی ہے اور مؤنث بھی من بین الخ للابتداء متعلق ہے نسقیکم سے لبنا مفعول ثانی ہے نسقیکم کا خالصا سائغا اس کی صفت ومن ثمرات الخ محذوف سے متعلق ہے اے نسقیکم من ثمرات الخ تتخذون جملہ مستانفہ یا صفت ہے محذوف کی تقدیرہ شیئا تتخذون منہ اے ومن ثمرات النخیل شیئا۔

تفسیر۔ قرآن مجید کا دستور ہے کہ وہ ایک اصول میں گفتگو کر کے دوسرے اصول کیطرف متوجہ ہوتا ہے الہیات کے بعد معاد اور کبھی نبوات اور کبھی اصلاح اعمال اور اعتقاد و عبادت کیطرف رجوع کرتا ہے اور یہ چاروں باتیں کتاب الہی کے اصل اصول ہیں اسی قاعدہ سے کلام تمام کر کے اب الہیات میں کلام کرتا ہے اور اپنا قادر و مختار ہونا ثابت کرتا ہے جسمیں توحید اور صفات باری کا کامل ثبوت ہے وہ دلائل ذکر جن سے خدا تعالیٰ کا وجود اور اسکا وحدہ لاشریک ہونا اور ہر چیز کا اسی کے دست قدرت میں ہونا ثابت ہوتا ہے، پانچ قسم کے ہیں اول آسمانی چیزیں جن میں سے یہاں پانی کا ذکر کرتا ہے واللہ انزل من السماء کہ اللہ نے آسمان سے یعنی بادلوں سے پانی برسایا جس سے مردہ زمین یعنی خشک زندہ ہو جاتی ہے یعنی ہری بھری جڑی بوٹیاں گھاس اور درخت اور کیا کیا کارآمد انسان چیزیں اگتی ہیں جسمیں اسکے آثار قدرت و رحمت نمودار ہیں دوم انسان کے حالات اور اسکی پیدائش سوم حیوانات کی پیدائش اور انکے انسان کے لئے نفع دینے والی چیزوں کا پیدا کرنا جنکی طرف وان لکم فی الانعام لعبرۃ الخ میں اشارہ ہے کہ حیوانات گائے بھینس بھیڑ بکری اونٹنی وغیرہ کا دودھ بھی ایک غور کرنے کی بات اور اسکی بڑی نشانی ہے اسکو ہم پلاتے ہیں پر یہ تو دیکھو کہ وہ کہاں سے پیدا ہوتا ہے ؟ جانور انکے شکم میں گھاس جاکر گوبر۔ لید مینگنی بنجاتی ہے اس کا عطر کھنچکر جگر میں رہا اور جگہ بقول حکماء اول خون بنتا ہے پھر عروق کے ذریعہ سے وہ خون ان جانوروں کے تھنوں میں (پستانوں میں) جو نرم گوشت ہے اور جسکی تاثیر یہ ہے کہ خون کو دودھ کر دے، دودھ بنجاتا ہے غور کرو گوبر اور خون میں سے جو شکم میں ملے جلے تھے ایک دوسرے کا کس طرح سے امتیاز کرتا ہے اور ان میں سے خوشگوار شیریں دودھ کس طرح نکالکر تمہیں پلاتا ہے پھر یہ کام بجز اسکے اور کون کر سکتا ہے ؟ دیکھو وہ کیسا منعم ہے۔ چہارم نباتات جسمیں سے یہاں کھجور اور انگور کا ذکر کرتا ہے کہ تتخذون منہ سکرا سکر سے مراد شراب ہے چونکہ خطاب قریش مکہ کی طرف ہے اور نیز مکہ میں شراب حرام بھی نہیں ہوئی تھی بلکہ مدینہ میں آکر حرام ہوئی اسلئے انکو ان کے فوائد بتلاتا ہے ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں سکر سے مراد نبیذ ہے کھجور یا انگور کا شیرہ جسکو یہاں تک جوش دیا جاوے کہ دو حصہ جل جاویں چونکہ اس میں نشہ نہیں ہے یہ حلال ہے ورزقا حسنا یعنی تم انگور اور کھجور سے سکر اور اچھی چیزیں کھانے کی بناتے ہو سرکہ اور شکر اور بہت چیزیں بنتی ہیں اور وہ خود بھی عمدہ غذائیں اور نفیس میوے ہیں پھر یہ کسکی بنائی ہوئی ہیں کس نے انمیں لذت اور شیرینی پیدا کی ؟ پانچویں پہاڑ زمین دریا جنکا ذکر آئندہ آتا ہے۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۙ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ

اور آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈالی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان ٹٹیوں میں جنہیں لوگ چھاتے ہیں اپنے چھتے بنایا کرے پھر ایک پھل کو کھایا کرے پھر سوراخوں میں سے سمٹ کر

رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝

آیا جایا کرے اسکے پیٹوں میں سے ایک ایسا شربت نکلتا ہے جسکی مختلف رنگتیں ہوتی ہیں اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے ۔ بیشک اسمیں بھی غور کرنے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے ۔

ترکیب ان مفسرہ ہے اتخذی جملہ تفسیر اوحی کی لفظ نحل اگرچہ مذکر ہے مگر معنی کے لحاظ سے مؤنث کا صیغہ آیا ہے بیوتا اتخذی کا مفعول ومن الشجر معطوف ہے من الجبال پر ذللا جمع ذلول کی یہ حال ہے ضمیر اسلکی سے یا سبل سے لے اسلکی سبل ربک وانت ذلل منقادۃ او اسلکی سبل ربک حال کونہا مذللۃ ذللہا اللہ تعالٰی وسہلہا یخرج جملہ مستانفہ جسمیں شہد کی مکھیوں کے الہام کا نتیجہ بتاتا ہے ۔

تفسیر

حیوانات میں چرندوں میں سے دودھ کا نکالنا بیان ہوچکا ۔ اب پرندوں میں جو کچھ منافع انسان کے لئے رکھے ہیں انکا ذکر فرماتا ہے یا یوں کہو وہاں چارپایوں سے دودھ نکالنا بیان کیا تھا جنکو انسان دانہ چارہ بھی کھلاتا ہے یہاں پرندوں سے شہد کا نکلنا بیان فرماتا ہے ان پرندوں میں سے کہ جنمیں زہر بھی رکھا ہوا ہے وہ کون شہد کی مکھیاں جنکو عربی میں نحل اور ہندی میں مہال کہتے ہیں اور اوحی کے لفظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ نہ صرف انسان کو انبیا کی معرفت ہم وحی الہام کے ذریعہ سے ان کے فوائد دنیاویہ واخرویہ تعلیم کرتے ہیں بلکہ حیوانات خصوصًا پرندوں کو بھی انکے کارآمد باتیں الہام ہوتی ہیں جسکو الہام فطری کہنا چاہیئے مگر کمبخت انسان اپنے روحانی سرداروں کا مقابلہ کرتا ہے برخلاف مہال کے کہ انمیں جو ایک بڑی مکھی ہوتی ہے جسکو یعسوب کہتے ہیں سب انکی اطاعت کرتی ہیں ان اتخذی الخ یہ پہلی بات ہے جو انکے دلمیں القا کی گئی ہے کہ پہاڑوں اور درختوں کی چوٹیوں یا پتوں میں اپنا گھر بنانے اور نیز ان چھتوں میں بھی کہ جنکو انسان چھاتے ہیں چھپر وغیرہ یا انگور کی بیلوں کے چھتوں میں تاکہ ہر ایک کا وہاں ہاتھ نہ پہنچے ان کے گھر کو کوئی نہ بگاڑے یا زمین سے مرتفع رہنے میں انجرات وقاذورات زمین کا ان تک اثر نہ پہنچے پھر انکے گھروں کو یعنی سوراخوں کو دیکھئے کہ مسدس بنے ہوئے ہوتے ہیں جس میں ذرا بھی جگہ بیکار نہیں جاتی اور کس پرکار سے نپے ہوتے ہیں کہ ذرا بھی کم زیادہ نہیں ہوتے ۔

ثم کلی من کل الثمرات پھر یہ القا ہوا کہ بلا قید ہر قسم کے پھل کھایا کرے بعض کہتے ہیں درختوں کے . . . پتوں پر شبنم کی وجہ سے ایک شیریں چیز جمی ہوتی ہے اسکو مکھیاں چاٹتی ہیں اور وہی شہد ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ ان کے پیٹ میں ہر چیز جاکر شہد ہوجاتی ہے اور چونکہ پھلوں میں مٹھاس ہی بیشتر شہد کی مکھیں انہیں کو کھاتی ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یہ وہ تیسری بات ہے جو انکو الہام کی گئی ہے ۔ جو علماء ذللا کو سبل ربک سے حال ڈالتے ہیں وہ یہ معنی قرار دیتے ہیں کہ آنے جانے کے رستے جو خدا نے مکھیوں کے لئے سہل کر رکھے ہیں انمیں چلنے کا القا ۔ کیا جیسا کہ اس آیت میں ہے جعل لکم الارض ذلولاً بعض کہتے ہیں یہ ضمیر اسلکی سے حال ہے تب ذللا کے معنی منقاد اور فرمانبردار ہوکر چلنے کے ہیں ۔ سبل ربک وہ اسکے سوراخ ہیں جنکو اللہ ہی نے بنایا ہے اور مسخر ہوکر چلنا بتایا یعنی سمٹ کر کیونکہ پر کھول کر کبھی ان میں نہیں گھس سکتی نہ نکل سکتی یہ ہیں ذللا کی معنی یخرج من بطونہا شراب یہ نتیجہ بیان فرماتا ہے کہ مختلف رنگ کا شہد انکے پیٹ سے نکلتا ہے سفید زرد جسمیں بیشتر امراض کے لئے شفا ہے بعض کہتے ہیں فیہ شفاء للناس قرآن مجید کی بابت جملہ ہے کہ قرآن میں ہر روحانی مرض کی شفا ہے وہ کس طرح دلائل سے توحید و دار آخرت و نبوت کا ثبوت کرتا ہے ۔ شہد میں شفا ہونے کے یہ معنی کہ اکثر امراض کی شفا ہے ۔

وَاللّٰهُ خَلَقَکُمْ ثُمَّ یَتَوَفّٰىکُمْ ۙ وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝ وَاللّٰهُ فَضَّلَ

ع ۹ ۱۵

اور اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر وہی تمکو مارتا بھی ہے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک بھی پہونچائے جاتے ہیں کہ جنکو علم کے بعد کچھ بھی معلوم نہیں رہتا بیشک اللہ بڑا علم اور قدرت والا ہے اور اللہ ہی نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ایک کو دوسرے پر روزی میں فضیلت دی ہے — پھر جنکو فضیلت دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے غلاموں کو نہیں دی ڈالتے — تا کہ پھر وہ انکے برابر ہو جائیں پھر کیا اللہ کی نعمتوں کا

يَجْحَدُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِا

انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ نے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے (یعنی بیبیاں) پیدا کئے اور تمہاری بیبیوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمکو اچھی اچھی چیزیں کھانیکو دیں پھر وہ کیوں

لْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۙ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ

جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھتے — اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں — اور اللہ کے سوا انکی عبادت کرتے ہیں کہ جو آسمانوں اور زمین سے انکی روزی کا انکے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں

ترکیب شیئاً بصریوں کے نزدیک مصدر سے منصوب ہے اور کوفیوں کے نزدیک یعلم سے فہم فیہ سواء مبتدا خبر سے ملکر یہ جملہ واقع ہے موقع میں فعل و فاعل کے فالتقدیر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ماملکت ایمانہم فیستووا اور یہ فعل منصوب ہے جواب نفی ہوکر اور مرفوع بھی ہو سکتا ہے شیئاً رزقا سے منصوب ہے اگر اسکو مصدر مانا جاوے اور اگر بمعنی مرزوق لیا جاوے تو اس سے بدل ہے۔

تفسیر ان آیات میں انسان کے حالات سے استدلال کرتا ہے اول اللہ خلقکم الخ کہ اللہ ہی نے تمکو پیدا کیا نطفہ کا رحم میں انسان بنانا اور اس کے موافق اسکو اعضاء عطا کرنا یہ ضرور کسی مدبر حکیم کا کام ہے طبیعت اور مادہ تو خود بے شعور ہے اور اچھا یہ بھی سہی تو پھر یہ طبیعت اسمیں کس نے رکھی ہے؟ ثم یتوفکم یہ بھی اسکے آثار قدرت کی برہان قاطع ہے کسی حکیم فیلسوف سے موت کا بندوبست نہیں ہوا نہو گا ومنکم من یرد الخ ایسی بڑی عمر تک پہنچا جسمیں کہ تمام علوم و فنون بھول جاوے پھر وہی لڑکپن آجاوے اسیکا کام ہے ان اللہ علیم قدیر ان امور کی حکمت کی طرف اشارہ ہے کہ انکو وہی جانتا ہے دوم واللہ فضل الخ کہ کوئی غنی ہے کوئی فقیر ہے یہ بھی اسکی طرف سے ہے اگر یہ بات عقل و علم پر موقوف ہوتی تو کوئی بدعقل جاہل مالدار اور عالم و دانا خوار نہوتا حالانکہ معاملہ بالعکس ہے۔ پھر فما الذین سے یہ بات ثابت کرتا ہے کہ ہر چند روزی رزق ہم دیتے ہیں مگر باینہمہ تم اپنے نوکروں غلاموں کو اپنا مساوی اور برابر کا اسمیں نہیں کرنا چاہتے پھر خدا تعالیٰ کیونکر اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنے برابر کر دیگا؟ لیکن تم اللہ کی نعمتوں کا انکار کرکے ان نعمتوں کو فرضی معبودوں کی طرف منسوب کرتے ہو کہ تندرستی فلاں دیوتا نے عطا کی بیٹا فلاں بزرگ نے دیا یہ کام فلاں ستارہ کی تاثیر سے ہوا یا یہ معنی کہ باوجودیکہ روزی میں تم اور تمہارے غلام برابر ہیں کچھ ان کو تم نہیں دیتے بلکہ ہم دیتے ہیں مگر پھر ہمنے تمکو فضیلت دے رکھی ہے اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے سوم واللہ جعل لکم من انفسکم الخ کہ اللہ نے تمہارے لئے بیبیاں بنائیں اگر مرد کو عورت نہ ملے تو دنیا کا عیش تلخ ہو جائے اسمیں کسی کی حکمت اور علم اور طبیعت کو کیا دخل ہے؟ پھر عورتیں کیسی تمہاری جنس اور قبیلے کی جنکی مجانست سے تمہیں پوری موانست ہوتی ہے پھر اگر اولاد اور اہل قرابت کام آنیوالے نہوتے تو بھی مشکل پڑ جاتی اسلئے بنین وحفدۃ بیٹے پوتے[1] اقارب بھی پیدا کئے اس پر رزقکم من الطیبات اچھی چیزیں کھانیکو دیں پھر اس پر بھی لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان لاتے اور اللہ کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں کیونکہ ان نعمتوں کو اوروں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور اللہ کو چھوڑ اوروں کی عبادت کرتے ہیں جنکو رزق روزی دینے میں نہ اختیار ہے نہ قدرت۔

فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ

پس اللہ کیلئے (اپنی عقل سے) مثالیں نہ گھڑو کیونکہ اللہ ہی خوب جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔ دیکھو اللہ ایک مثال بیان کرتا ہے کہ ایک غلام ہے تابعدار کہ جو کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتا اور ایک شخص ہے

ف انسان ہے کہ ماں کے پیٹ سے جو اسکی پہلی منزل ہے اپنی عمر کی منزلیں بے اختیار طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے اسکی عمر کی ریل گاڑی کس سرعت سے ساتھ رات دن کے سٹیشنوں کو طے کرتے ہوئی جا رہی ہے۔ یہ لاکھ چاہے کہ چند روز لڑکپن یا جوانی کے ملک میں ٹھہرے مگر کب ٹھہر سکتا ہے موت لانی حیات لانی تھنا بھلی چلے بد اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے سب کی منزل مقصود معبود حقیقی کے ہاں جانا ہے۔ پھر کوئی جلدی کوئی دیر میں ایسا بڈھا ہو کر جاتا ہے کہ لڑکوں کی طرح سب کچھ بھول جاتا ہے پھر قیامت میں اگر دوبارہ زندہ کرے تو کیا تعجب ہے جس پر کفار تعجب کرتے ہیں ۱۲ منہ

[1] حفدہ جمع حافد کی ہے اور حافد اسکو کہتے ہیں جو بلا عذر خدمت کرے خدمت کرنا ... پوتا بھی آتا ہے ... یہاں اس کا اطلاق ... پوتے ... بعض ... ۱۲

مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۖ هَلْ يَسْتَوُوْنَ ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ

جسکو ہمنے اپنے ہاں سے خوب روزی دے رکھی ہے سو وہ ہیں سے چھپا کر اور دکھا کر خرچ کرتا ہو کیا وہ دونوں برابر ہیں؟ (وہ کہینگے نہیں تو آپ کہیے الحمد للہ (اتنا تو سمجھے) مگر انمیں سے اکثر تو یہ بھی نہیں جانتے اور خدا (دوسری) ایک

اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

کہ انمیں سو ایک تو گونگا ہے (اور اپاہج) کچھ بھی نہیں کرسکتا اور وہ اسلیے اپنے آقا پر بار بھی ہو۔ جہاں کہیں جاتا ہو بھلائی لیکر نہیں آتا کیا یا وہ اور وہ برابر ہے کہ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہو اور وہ خود بھی سیدھے رستہ پر قایم ہے؟

ترکیب عبداً موصوف مملوکاً صفت اول لا یقدر صفت ثانی پھر یہ بدل ہے مثلاً سے ومن معطوف ہے عبداً پر یہ بھی مجموعہ میں شامل ہو کر مثل سے بدل ہوگا سراً وجہراً حال ہے ضمیر ینفق سے اور اسی طرح رجلین مثلاً سے بدل ہے پھر احدہما سے رجلین کا بیان ہے۔

تفسیر مشرکین رد شرک کے یہ دلائل سنکر جواب میں یہ مثالیں بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں کوئی شخص بادشاہوں سے انکے وزیروں اہل کاروں کے ذریعہ بغیر عرض حال نہیں کرسکتا اور نیز جس طرح بادشاہوں نے اپنے تمام کارخانوں کے مختار کر رکھے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ نے بھی ان کے جواب میں فرمایا ہے فلا تضربوا الخ کہ یہ مثالیں نہ بناؤ خدا کا معاملہ بندوں کا سا نہیں ان اللہ یعلم الخ میں اسی طرف اشارہ ہے اسکے بعد خدا تعالیٰ دو مثالیں بیان فرماتا ہے جن سے یہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ کے آگے اسکی تمام مخلوق عاجز اور اسی کی دست نگر ہے اسکے حکم بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کرسکتا خصوصاً بت پرستوں کے بت کہ وہ تو بے حس ہی ہیں پہلی مثل کو ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے شروع کرتا ہے کہ ایک تو غلام ہو اور غلام بھی کیسا مملوک آزاد کیا ہو یا اسے کاروبار تجارت میں اجازت نہو نہ مولیٰ نے اپنے مرنے کے بعد اس کی آزادی مقرر کی ہو نہ کسی قدر مال ادا کرنے پر اسکی آزادی معین ہوئی ہو اس پر طرہ یہ ہو کہ لا یقدر علی شیٔ خانہ داری کے امور میں بھی کسیکو دینے لینے کی اس کو کچھ بھی قدرت نہو اور ایک وہ امیر با اختیار ہو کہ جس کو اپنے مال میں چھپے کھلے ہر طرح کے تصرف کی نہ صرف قدرت ہی ہو بلکہ وہ تصرف بھی کرتا ہو پھر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں اللہ کے سوا جسقدر اسکی مخلوقات ہے کہ جسکو مشرکین پوجتے ہیں اور نئے نئے طریقوں سے انکو حاجت برآری کا ذریعہ جانکر انکو پکارتے اور انکی نذر و نیاز کرتے ہیں جیسا کہ عرب میں دستور تھا سب اسکے آگے اس غلام کی طرح محتاج ہے کہ جسکو اسکی اجازت بغیر کچھ بھی قدرت نہیں نہ لینے کی نہ دینے کی اور امیر با اختیار کی مثال اللہ قدیر کی ہے جسکو ہر طرح کے تصرف کی قدرت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے پھر کیسی بیوقوفی ہے کہ گھر کے مالک کو جو بڑا داتا اور کریم بھی ہو چھوڑ کر اسکے بلبسے بس غلام سے سوال کیا جاوے؟ اس مثال کے بعد یہی جواب دینگے کہ ہرگز برابر نہیں اسپر فرماتا ہے الحمد للہ کہ اسقدر تو سمجھے ہے کہ دونوں برابر نہیں۔ مگر اکثرہم لا یعلمون اکثر کو تو یہ بھی خبر نہیں اسقدر جاہل و بے تمیز ہیں۔ دوسری مثال وضرب اللہ مثلاً رجلین میں ہے یہ دو شخصوں کی مثال ہے جنمیں سے ایک تو گونگا ہو اور اپاہج بھی اور نکما بھی جہاں جاوے کوئی کام بنا کر نہ آئے دوسرا حکیم و دانا ہو کہ لوگوں کو بھی نیکو کاری عدل و انصاف کا حکم دیتا ہو اور خود بھی راہ مستقیم پر قایم ہو بھلا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں پہلے شخص سے انکے معبود دوسرے سے وہ خدائے قادر حکیم مراد ہے۔ مشرکین دو قسم کے تھے بلکہ اب بھی ہیں ایک وہ جو پتھر یا اور چیزوں کی مورتوں کو پوجتے تھے ان کے معبودوں کی مثال اخیر میں ذکر کی اور ایک وہ جو بزرگوں کو پوجتے تھے انکے لئے مثال اول ہے۔

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں تو اللہ ہی کو معلوم ہیں اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا ہے کہ جیسا پلک کا جھپکنا یا اس سے بھی قریب تر کیونکہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور اللہ ہی تو ہے کہ جسنے تمکو تمہاری

بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصٰرَ وَالْاَفْــِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۞ اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ

ماؤں کے پیٹ سے باہر نکالا (جسوقت) کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے اور تمکو کان اور آنکھ اور دل عطا کئے تاکہ تم شکر کرو کیا پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ آسمان کے فضا میں (اوہرا)

فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِکُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَکُمْ مِّنْۢ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنْ

تھم بیٹھیں انکو کون سنبھال رہا ہے اللہ کے سوا البتہ اسمیں بھی ایمانداروں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں اور اللہ ہی نے تمہارے گہروں کو تمہارے لئے آرام کی جگہ بنایا اور تمہارے لئے

جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُیُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا یَوْمَ ظَعْنِکُمْ وَیَوْمَ اِقَامَتِکُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ۝ وَاللّٰهُ

چارپایوں کی کھال کے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر اور اقامت میں ہلکے پاتے ہو اور انکی اُون اور رُوں اور انکے بالوں سے بھی بہت سے سامان اور ایک وقت تک کار آمد چیزیں بنائیں اور اللہ ہی نے

جَعَلَ لَکُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَکْنَانًا وَّجَعَلَ لَکُمْ سَرَابِیْلَ تَقِیْکُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِیْلَ تَقِیْکُمْ بَاْسَکُمْ ؕ کَذٰلِکَ یُتِمُّ

اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں میں سے بعض کو تمہارے لئے سایہ دار بنایا اور تمہارے لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں بنائیں اور تمہارے لئے کرتے بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور زرہ بھی جو تمہیں جنگ میں محفوظ رکھتی

نِعْمَتَهٗ عَلَیْکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝ یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا وَاَکْثَرُهُمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ ع

اپنی نعمتیں پوری کیا کرتا ہے تاکہ تم جھکو پھر بھی اگر نہ مانیں تو اے رسول اتیپر تو صرف کھولکر حکم پہنچا دینا ہے۔ وہ اللہ کی نعمتیں پہنچانتے بھی ہیں پھر منکر ہوتے ہیں اور بہت سے تو ناشکر ہی ہیں

ترکیب ۔ او ہو اقرب او للتمثیل او للتخییر وقیل لشک المخاطب وقیل بمعنی بل والجملۃ تمثیل لسرعۃ وقوع القیامۃ ۔ مسخرات حال من الطیر سکنا بمعنی مسکون لا تعلمون جملہ حال ہو ضمیر منصوب امہاتکم سے مایمسکہن جملہ حال ہے مسخرات سے ظعن سفر ۔ اثاثا معطوف ہے سکنا پر اور دونوں میں صوافہا جار مجرور کا فصل مستقبح نہیں ہے کیونکہ جار مجرور بھی مفعول ہے اور ایک مفعول کا دوسرے پر مقدم کرنا قبیح نہیں الظعن بفتح العین وسکونہا کالنہر وہو سیر اہل البادیۃ من موضع الی موضع والصوف للغنم والوبر للابل والشعر للمعز ۔ اکنانا جمع کن وہو ما یستکن بہ

تفسیر

ان آیات میں خدا تعالیٰ انکے ان معبودوں کے مقابلہ میں کہ جنکو وہ مثالوں میں عاجز اور کمزور ثابت کیا تھا اپنے کمال وقدرت واحسان کو ذکر فرماتا ہے وللہ غیب الخ میں اپنا علم بیان کرتا ہے اور غیب کی نادر چیزوں میں سے قیامت کا قایم ہونا تھا اسلئے اسکو بھی ذکر کرتا ہے کہ نہ صرف ہمکو اس کا علم ہے بلکہ وہ ہمارے قبضۂ قدرت میں بھی ہے پلک جھپکنے سے بھی جلد وہ ظاہر ہوگی ہمکو ہر چیز پر قدرت ہے اسمیں اسکی قدرت کا بھی اظہار ہے پھر اس قدرت کی دلیل کہ جسمیں بندوں پر احسان بھی ہے ۔ واللہ اخرجکم الخ سے شروع کرتا ہے کہ تمکو پیدا کیا تمکو علم وادراک دیا معدوم سے موجود کر دیا اگر اپنی وہ حالت یاد نہو تو ہوا میں اڑنیوالے جانوروں کو دیکھو کہ ادہر میں اسیکا ید قدرت انکو تھامے رہتا ہے اور اپنے اوپر روزمرہ احسانوں کو غور کرو کہ جن میں سے ایک تمہارے رہنے کے مکانات ہیں پھر سفر کے مکامات کہ جنکا ساتھ لیجانا آسان ہے جانوروں کی کھال اور بالوں کے خیمے تمکو دیئے عرب میں اونٹ یا اور جانوروں کی کہال کے رنگ کر خیمہ بناتے تھے اور دنبے بھیڑ کے بالوں سے جنکو اصواف (جمع صوف) کہتے تھے اور اونٹ کے بالوں سے جنکو اوبار (جمع وبر) کہتے تھے اور بکری کے بالوں سے جنکو اشعار (جمع شعر) کہتے تھے خیمہ وغیرہ بناتے تھے ان چیزوں کے بنانے کا تمکو علم دیا پھر انسے کیسے کیسے کپڑے اور دریاں تیار کرتے ہو جو مدتوں تمہارے کار آمد ہوتی ہیں ۔ اور مخلوق الٰہی میں سے ایسے اجسام بھی بنائے جنکے سایہ میں آرام پاتے ہو اور پہاڑوں میں غار وغیرہ بھی اس طور کے طیار کئے جنمیں چھپکر دشمنوں سے اماں پاتے ہو اور بارش وغیرہ سے بھی پناہ لیتے ہو اور تمہیں کپڑے سینے کا بھی علم دیا کہ اس طرح کرتے بناتے ہو جنسے دہوپ سے بچتے ہو اسکے سوا لوہے کے بھی کپڑے زرہ وخود وغیرہ بنانے سکھائے جن سے جنگ میں محفوظ رہتے ہو ۔ یہ سب ماؤں کے پیٹوں سے باہر آنے کے بعد کی انسانی علمی ترقی ہے اور اس ادراک عطا کردہ کا نتیجہ اسپر بھی اسکی طرف نہ جھکیں تو جہنم میں جائیں رسول پر بجز پیغام رسانی کے کوئی مطالبہ نہیں ۔ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ نعمتیں اللہ کی طرف سے ہیں جنمیں انکے معبودوں کا کوئی بھی دخل نہیں ۔ مگر بت پرستی کر کے سبکا انکار کئے دیتے ہیں ۔

لہ صاحب میں بھیڑ دنبہ کے بالوں کو ریشم کا دت سخت ریشمہ بکری کے بالوں سے کہیں ہیں ... لفظ کا استعمال ہوتا ہے بلکہ اونٹ کے بالوں کو بھی ... کے بالوں کو جب بھی ... میں کہتے ہیں

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ

اور (لوگو) اسدن کو یاد کرو جسدن کہ ہم ہر قوم میں سے ایک گواہ کھڑا کرینگے پھر تو نہ کافروں کو اجازت ملیگی اور نہ انکا کوئی عذر قبول کیا جاویگا اور جبکہ ستمگار عذاب دیکھیں گے پھر تو نہ انپر تخفیف (عذاب)

عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُو مِنْ دُونِكَ ۖ

ہوگی اور نہ انکو مہلت ہی دی جائے گی اور جبکہ مشرک اپنے معبودوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب یہی تو ہمارے وہ معبود ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارا کرتے تھے

فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا

پھر وہ انہیں جواب دینگے کہ تم سراسر جھوٹے ہو اور وہ اسدن اللہ کے سامنے سر جھکاویں گے اور دنیا میں جو ڈھکوسلے بنایا کرتے تھے سب گم ہو جائیں گے جو لوگ دنیا میں خود بھی منکر ہوئے اور

عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ

اللہ کی راہ سے روکتے رہے انکی بدمعاشی کی سزا میں ہم انکے لئے عذاب پر عذاب بڑھاتے جائیں گے (اسدن کو یاد کرو) کہ جسدن ہر ایک گروہ میں سے انکے اوپر انہیں میں کا ایک گواہ لا کھڑا کریں گے

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

اور (اے نبی) آپ کو انپر گواہ بنا کر لائیں گے (اسلئے) کہ آپ پر ہمنے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جسمیں ہر چیز کا بیان کافی ہے اور وہ مسلمانوں کیلئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے

ترکیب یوم اذکر محذوف سے منصوب یستعتبون لایطلب منہم العتبی لے الرجوع الی ما یرضی اللہ۔ قالوا ربنا جواب ہوا اذا رأ الذین کا۔

تفسیر

منکرین انعام الٰہی اور انکے ان بیہودہ حرکات کا ذکر کر کے جو آخرت میں بازپرس کے قابل ہیں یوم بعث سے لیکر آخر تک روزحشر کی کیفیت بازپرس اور حساب و کتاب بیان فرماتا ہے کہ ہر قوم میں سے ایک ایک گواہ بلائیں گے جو اس قوم مشرک کافر کے مقابلہ میں گواہی دیگا کہ ہمنے انکے پاس توحید و احکام الٰہی پہنچائے پر انہوں نے نہ مانا (گواہی دینے والے انبیاء یا انکے جانشین ہیں جن سے کوئی گروہ خالی نہیں) گواہی کے بعد وہ اجازت مانگیں گے کہ ہم پھر دنیا میں جائیں۔ یہ قبول نہوگا عذر و معذرت کریں گے یہ بھی نہ سنا جاوے گا۔ پھر مشرکین دنیا میں اللہ کے سوا جن معبودوں کو پوجتے اور انکو حاجت روا جانکر پکارتے تھے وہاں انکو دیکھکر کہیں گے کہ الٰہی ہم انکو پوجتے تھے یعنی انہیں کا اشارہ تھا گویا اپنے اوپر سے الزام اوٹھانا چاہیں گے اس کے جواب میں وہ کہیں گے تم جھوٹے ہو ہمنے تمسے کب کہا تھا کہ تم ہمکو حاجت روا جانو تبیانا لکل شئ اس سے دنیاوی باتیں مراد نہیں بلکہ دینی کیونکہ قرآن کے بعد اور کوئی کتاب نہیں آنے کی پھر اسمیں بھی سب دینی مسائل نہوں تو کیا ہو۔ تبیاں یعنی کھولکر بیاں کرنا قرآن کا سب مسائل کو حاوی ہونا دو[1] وکیلوں کے ذریعہ سے ہے اول سنت یعنی جو کچھ قرآن کے بعد مسائل تھے انکو انکے اصول موضوعہ سے جو قرآن میں ودیعت رکھی گئی ہیں رسول نے بیان کر دیا اور جو انسے بھی بچی ان کو مجتہدین نے استنباط کر کے بیان کر دیا اور آیندہ استنباط کے اصول فقہ میں قواعد مقرر کر دیے۔ اس اعتبار سے مجتہدین بھی قرآن کا وکیل یا ترجمان ہے غیر مجتہد پر بضرورت اسکی تقلید کرنا قرآن کو ماننا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝

ضرور اللہ انصاف کرنیکا اور سلوک کرنیکا اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور بری بات اور ظلم سے منع کرتا ہے تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تم سمجھو

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝

اور جبکہ تم عہد باندھو تو اللہ کے (نام کے) عہد پورا کیا کرو اور قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑ ڈالا کرو حالانکہ تم اللہ کو اپنا ضامن بھی کر چکے ہو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب جانتا ہے

[1] کیونکہ اگر یہ دو وکیل تسلیم نہ کئے جاویں تو دعوی تبیانا لکل شئ صحیح نہو کس لئے کہ بہت سے مسائل نصوص قرآنیہ میں نہیں ہاں احادیث میں ہیں اسی طرح بہت سے احادیث میں بھی نہیں وہ استنباط قرآن و احادیث سے ظاہر ہوتے ہیں اس لئے اس مقام پر بیضاوی وغیرہ کہتے ہیں من امور الدین علی التفصیل او الاجمال بالاحالۃ الی السنۃ والقیاس انتہی ۱۲ منہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۖ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا

اور اس عورت کی طرح نہ ہو جو اپنا سوت (مضبوط) کات کر توڑ ڈالے تاکہ تم اپنی قسموں کو آپس میں (اسلئے) حیلہ بنانے لگو (یہ سمجھ کر) کہ ایک جماعت دوسری جماعت سے زبردست ہے البتہ

يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

اسمیں تمہاری آزمائش کرتا ہے کہ تم زبردست کا لحاظ کرتے ہو یا قسم کا اور جس چیز میں تم اختلاف کرتے ہو اللہ تم کو ضرور قیامت میں ظاہر کر دے گا

ترکیب انکاثا جمع نکث بمعنی المنکوث اے المنقوض شکستہ مفعول ثانی ہے کیونکہ نقضت بمعنی صیرت اور حال بھی ہوسکتا ہے۔ غزلہا سے تتخذون جملہ حال ہے ضمیر تکونوا سے ان تکون لے مخافۃ ان تکون امۃ اسم کان ہی اربیٰ جملہ خبر کان۔

تفسیر روز حشر کی کیفیت کے بعد وہ باتیں ذکر فرماتا ہے کہ جنپر عمل کرنے سے محشر میں کامیابی ہو۔ ان اللہ الخ اس آیت میں انسان کے مکارم اخلاق و تدبیر منزل سیاست مدن کے سب مسائل آگئے جنکی تفصیل کو ایک دفتر درکار ہے انسان کے یا تو وہ معاملات ہیں جو خدا تعالیٰ سے متعلق ہیں عقائد صحیحہ و اعمال صالحہ یا وہ ہیں جو باہم آپس میں ایک دوسرے کے متعلق ہیں جیسا کہ سیاست ملک والدین و اولاد و اقارب کے ساتھ برتاؤ۔ ان دونوں قسموں کے پھر صدہا اقسام ہیں پس ان سبکو برابر اور پورا پورا ادا کرنا عدل ہے یہ عبادات معاملات سب میں ہے یہ حکم سب پر فرض ہے اسکے بعد اسپر ایک عمدگی کا مرتبہ ہے جسکو احسان کہتے ہیں عبادات میں احسان کی تفسیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تعبد اللہ کانک تراہ الحدیث رواہ البخاری کہ اللہ کی عبادت کرنے میں یہ خیال کر کہ میں اسکو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہو تو یوں خیال کر کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور معاملات میں احسان اپنے حقوق اور انتقام سے درگذر کرنا غیر کو اس کے استحقاق سے زیادہ نفع پہنچانا جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ جو تجھے گالی دے تو اسکو دعا دے جو تجھ سے توڑے تو اس سے رشتہ محبت جوڑ چونکہ اس احسان میں زیادہ تر منظور نظر اہل قرابت ہیں ان سے سلوک کرنے کی بھی تیسری مرتبہ میں تصریح فرمائی اسی طرح ان تینوں باتوں کے مقابلہ میں تین چیزوں سے منع کیا اول فحش سے خواہ وہ زبان سے ہو گالی دینا بے شرمی کی باتیں کرنا یا افعال سے جیسا کہ زنا و لواطت وغیرہ یا یہ قوت شہوانیہ کا اثر ہے پھر منکر سے یعنی ناپسند باتوں سے جو قوت غضبیہ کا اثر ہے پھر بغی سرکشی سے جو قوت وہمانیہ کا اثر ہے اور یہی تین قوتیں انسان کو ہلاکت میں ڈالتی ہیں۔ یہ ایسی جامع آیت ہے کہ کوئی بات اسمیں رہ نہیں گئی عثمان بن مظعونؓ وغیرہ بہت سے لوگ اس آیت کی وجہ سے مشرف باسلام ہوئے اسکے بعد قسم اور عہد کی پابندی کی تاکید فرماتا ہے جس پر تمام دینی و دنیاوی کاموں کا دار و مدار ہے اور فرماتا ہے کہ قسم کھا کر نہ توڑو جس طرح کوئی بیوقوف عورت سوت کات کر توڑ ڈالے بعض کہتے ہیں قریش میں ایک ایسی عورت تھی بعض کہتے ہیں محض تمثیل مقصود ہے۔ کسی خاص عورت کی طرف اشارہ نہیں۔ جاہلیت میں ایک قوم سے ہم قسم ہونے کے بعد جب ان کے مقابلہ میں دوسری زیادہ قوم کو دیکھتے تھے تو قسم توڑ کر ان کے ساتھ ہو جاتے تھے اسکی بھی منع کرتا ہے کہ یہ آزمائش کا مقام ہے عہد سے ہر عہد عموماً مراد ہے مگر اس میں بالخصوص اوس عہد الست اور اوسکے بعد اوس عہد یعنی بیعت کی طرف بھی ایما رہے جو مسلمانوں نے رسول کریم سے بوقت قبول اسلام باندھا تھا کہ جو کچھ ہو اسپر ثابت رہنا اور اسکے مقابلہ میں جو کفار اسلام سے پھیر لانے میں شبہات و شکوک پیش کریں انکی طرف التفات نہ کرنا کیونکہ وہ سب ملمع کاری ہے جسکو اللہ قیامت میں تخت عدالت کے سامنے کھولدیگا ان آیات میں کس خوبی کے ساتھ معاد کے مسئلہ کو احکام مفیدہ کے بعد بیان فرمایا ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَتَّخِذُوا

اور اگر اللہ چاہتا تو تم سبکو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن وہ جسکو چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور البتہ تم سے پوچھا جائیگا کہ تم کیا کرتے تھے اور نہ تم اپنی قسموں کو

عثمان بن مظعون صحابی ہیں ۔ اپنے اسلام کا سبب یہی آیت بتاتے ہیں ۔ ان کے بعد ۱۳ شخص اسلام لائے

اَیْمَانَکُمْ دَخَلًا بَیْنَکُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَتَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَکُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝

آپس کے فساد کا سبب بناؤ کہیں جمے پیچھے قدم اکھڑ جائیں اور تمکو اللہ کے رستے سے روکنے کا مزہ چکھنا پڑے　　اور تمہارے لئے بڑی سزا بھی ہو

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ

اور نہ اللہ کے دلائے کے اعہد کو تھوڑے سے داموں پر بیچو　جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ تو تمام ہو جاتا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے باقی رہتا ہے

وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ

اور ہم صبر کرنیوالوں کو انکے اچھے کاموں کا ضرور بدلہ دینگے　جو کچھ نیک کام کرے مرد ہو یا عورت　اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو دنیا میں بھی اسکی زندگی　اچھی بسر کرائیں گے

وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

اور آخرت میں بھی انکے کاموں کا نہایت عمدہ بدلہ　دیں گے

ترکیب۔ فتزل جواب ہے نہی لا تتخذوا کا وتذوقوا جواب پر معطوف انما متصل لکھا جاتا ہے ورنہ یہ ان اور ما موصولہ ہو ضمیر اسکی طرف راجع من ذکر الخ من کا بیان ہے۔ وھو مومن جملہ حال ہے من سے فلنحیینہ جواب ہے من عمل کا ولنجزینہم اسپر معطوف۔

تفسیر۔ پہلے فرمایا تھا کہ جس چیز میں تم اختلاف کر رہے ہو کہ بعض تم میں سے اپنے طریقے کو اچھا اور بعض اسکو برا کہتا ہے اس سے سوال ہوگا اسپر ناظرین کو تسلی دیتا ہے کہ یہ اختلاف بھی قضا و قدر سے ہے ورنہ خدا چاہتا تو سب کو امۃ واحدۃ یعنی متفق العقائد والمذہب کر دیتا مگر یہ ہدایت و گمراہی اسکے ہاتھ میں ہے پھر اس پر اس سے کون سوال کر سکتا ہے کہ تو نے یوں کیوں کیا بلکہ تم سے سوال ہوگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے موت کے بعد ہی اس سوال و حساب کا وقت آجاتا ہے ولا تتخذوا الخ یہاں سے پھر اسی قسم و عہد پر قائم رہنے کی تاکید و تہدید فرماتا ہے۔ دستور تھا اور اب بھی ہے کہ قسم کھا کر دوسرے کو فریب دیتے تھے اس سے منع کرتا ہے اور نیز نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض قبائل عرب ایسا کیا کرتے تھے۔ فرماتا ہے کہ اگر قسم توڑ کر بدعہدی کرو گے اور قدم جما کر پھسلاؤ گے تو دنیا ہی میں برا مزہ چکھو گے اور آخرت میں بھی عذاب الیم پاؤ گے۔ ولا تشتروا الخ عہد الٰہی دین اور خدا کے رسولؐ کی فرمانبرداری کا اقرار ہے جو ازل میں ہر ایک نے کیا تھا اور نیز دنیا میں بھی زبان سے لوگ حضرتؐ سے عہد کرتے تھے اور خدا کے نام پاک کی قسم کھا کر اقرار کرنا یہ بھی عہد الٰہی ہے۔ پھر اس عہد کو بیشتر لوگ دنیاوی طمع میں آکر یا اسپر قایم رہنے میں مال کا نقصان جانکر توڑ ڈالتے تھے اسکو تھوڑے سے داموں پر فروخت کرنا فرمایا اور اس سے منع کیا اور پھر دنیا کی بے ثباتی بیان کی کہ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اس کو فنا ہے خود تمکو ہی فنا ہے اور خدا کے ہاں جو کچھ اجر آخرت ہے اور ہمیشہ رہیگا اور جو اس امر میں تکالیف و خسارت مال کی برداشت کرے گا عہد الٰہی پر قایم رہیگا خدا اسکے اچھے عملوں کا اچھا بدلا دے گا۔

من عمل الخ سے عام بندوں کو بشرطیکہ وہ مومن ہوں اطلاع دیتا ہے کہ نیکوں کو دنیا میں بھی خوش رکھیں گے اور آخرت میں بھی اجر نیک دیں گے۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ۝

پھر اے محمدؐ نبی، جب آپ قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود کے شر سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ اسکا انپر کچھ بھی قابو نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے　رب پر بھروسہ　کرتے ہیں۔

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِکُوْنَ ۝ ع

اسکا قابو تو انہیں پر چلتا ہے کہ اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں اور خدا کے ساتھ شریک ٹھیرایا کرتے ہیں۔

ترکیب۔ فاذا قرأت ای اردت قرأتہ شرط فاستعذ جواب۔ سلطانہ ای الشیطان مبتدا علی الذین خبر یتولونہ ای الشیطان و الذین معطوف ہے الذین پر

مجروسہ علیٰ کا یہ تلے اسلاے سلطان الشیطان علی الذین یشرکون باللہ۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا من عمل صالحا الخ اور نیک کاموں میں قرآن مجید کا پڑھنا ایک اعلیٰ درجہ کا کام ہے۔ اور انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کی قوت ملکیہ کو غلبہ اور بہیمیہ کو (جو شیطان ابلیس یا اسکی ذریت کا مرکب ہے) کمزوری حاصل ہوتی ہے تب شیطان اس کی اعانت کے لئے اس فعل میں تشویشات ڈالتا ہے اس لئے اس کے دفعہ کے لئے خدا تعالیٰ سے پناہ لینی چاہئے منجملہ تشویشات شیطانیہ کے ایک یہی ہے کہ انسان کو اسکے نیک کام پر غرور و خود بینی کی طرف ابھارتا ہے اسلئے فرمایا فاذا قرأت القرآن الخ آیت میں گو خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے مگر مراد سب لوگ ہیں کس لئے کہ جب ایسے بڑے جلیل القدر انبیاء کو پناہ مانگنے کا حکم ہوا تو اوروں کو بدرجہ اولیٰ حکم ہے اور اسی طرح جب قرأت قرآن کی وقت استعاذہ کا حکم ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا بارگاہ الٰہی نے ذمہ بھی لیلیا ہے بقولہ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ وبقولہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون تو اور کاموں میں بھی استعاذہ بدرجہ اولیٰ ہونا چاہئے

جمہور کے نزدیک یہ حکم ندب کے لئے ہے خواہ قرآن نماز میں پڑھا جاوے یا نماز سے باہر تو اول میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا مندوب یعنی بہتر اور عمدہ بات ہے مگر عطاء ظاہر الفاظ پر خیال کر کے اس حکم کو وجوب پر محمول کرتے ہیں یعنی استعاذہ واجب ہے خصوصاً جبکہ قرآن نماز میں پڑھا جائے شافعیہ کہتے ہیں چونکہ نماز کی ہر رکعت میں قرآن کا پڑھنا ایک ایک مستقل پڑھائی ہے اسلئے ہر رکعت میں جبکہ قرآن پڑھا جاوے اعوذ کہنا چاہئے مگر حنفیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ سب رکعات کا حکم ایک ہے متعدد قرأت نہیں بلکہ یہ ایک ہی قرأت ہے سلام پھیرنے تک اسلئے ایک بار اعوذ کہنا اول میں کافی ہے فاستعذ کی ف تعقیب کے لئے ہے اسلئے ظاہری معنی پر خیال کر کے اہل علم کی ایک جماعت جنمیں ابوہریرہؓ اور امام مالکؒ اور داؤد ظاہریؒ وغیرہ ہیں یہ کہتے ہیں کہ قرأت کے بعد اعوذ کہنی چاہئے تاکہ جو اسکو اس نیک کام سے عجب پیدا ہو دور ہو جاوے مگر جمہور اسکے برخلاف ہیں کیونکہ محاورہ کے موافق افعال سے مراد ان افعال کا ارادہ کرنا ہوتا ہے جیسا کہ آیا ہے اذا اکلت فقل بسم اللہ و اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم جس سے یہ مراد نہیں کہ جب کھا چکو تب بسم اللہ کہو بلکہ جب کھانیکا قصد کرو پہلے بسم اللہ کہو اسی طرح یہاں حکم ہے اور اسیکو عقل چاہتی ہے۔ اس حکم سے یہ خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شیطان کو بھی انسانی کاموں میں قدرت تصرف ہے نیک و بد سب پر اس کا زور چلتا ہے اس شبہ کو اس قول سے دفع کر دیا انہ لیس لہ سلطان الخ کہ ایمانداروں اور خدا پر بھروسہ کرنے والوں پر اسکا کچھ بھی زور نہیں چلتا کبھی بشریت سے جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے دفع ہو جاتا ہے وہ اس پر جمتے نہیں اور جو گناہ بھی سرزد ہو جاتا ہے اسکے وسوسہ سے تو اسکے بعد وہ توبہ و استغفار کر کے اسکو دھو ڈالتے ہیں۔ ہاں اس کا زور تو انہیں پر چلتا ہے جو اسکو دوست بنائے رکھتے ہیں یعنی قوت بہیمیہ اور لذائذ شہوانیہ میں گرفتار ہیں اور خدا تعالےٰ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔

وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مُفْتَرٍ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ

اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں حالانکہ جو کچھ وہ نازل کرتا ہو اسکی مصلحت کو اللہ ہی خوب جانتا ہو تو کہتے ہیں کہ تو از خود گھڑ لیتا ہے نہیں ہیں بلکہ اکثر انمیں سے جانتے ہی نہیں۔ آپ کہدیں کہ اسکو تو روح القدس

مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۭ لِسَانُ الَّذِيْ

تیرے رب کے پاس سے سچائی کیساتھ لیکر آئے ہیں تاکہ جو ایمان لا چکے ہیں انکو ثابت قدم رکھے اور فرمانبرداروں کے حق میں ہدایت اور خوشخبری ہو اور البتہ ہمکو خوب معلوم ہے جو منکر کہتے ہیں کہ اسکو کوئی آدمی سکھایا کرتا ہے حالانکہ

يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا يَهْدِيْهِمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا

جسکی طرف یہ نسبت کرتے ہیں اسکی زبان تو عجمی ہے اور یہ (قرآن) تو فصیح عربی ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ بھی انکو ہدایت نہیں دیتا اور انکے لئے آخرت میں سخت عذاب ہے۔

يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝

جھوٹ تو وہی بنایا کرتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔

ترکیب ۔ اذا شرطیہ واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ شرط اور جزا میں قالوا جملہ جواب شرط مفتر صیغہ اسم فاعل افتری یفتری سے ہے گڑگئی مفتری تھا وہدیٰ و بشریٰ دونوں محل نصب میں ہیں مفعول لہ ہونے کی وجہ سے ان کا لیثبت پر عطف ہے تقدیرہ لان یثبت اعجمی لسان الذی کی خبر لا یعلمہم خبر ہے ان کی الذین یفتری کا فاعل ۔ افترا کسی پر جھوٹ سے کوئی بات بنانا العجمۃ الاخفاء وہی ضد البیان والعرب یقال رجل اعجمی وامرأۃ اعجمیہ ورجل اعجم وامرأۃ عجماء ای لایفصحان ۔ وقیل العجمی منسوب الی العجم والاعجمی من لایفصح سواء کان من العرب او العجم وقیل الاعجمی من لایفصح والاعجم الذی من العجم وقال الراغب الاصفہانی بالعکس یعنے الاعجمی الذی من العجم والاعجم من فی لسانہ عجمۃ وان کان من العرب ۔

تفسیر ۔ اس مقام سے منکرین نبوت کے شبہات کا جواب شروع ہوتا ہے (۱) ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب ایک آیت میں کوئی سخت حکم نازل ہوتا اور اس کے بعد کوئی ایسی آیت نازل ہوتی جس میں حکم نرم ہوتا تھا تو قریش کہتے تھے کہ محمد تمسخر کرتا ہے از خود جو چاہتا ہے بنا کر سنا دیتا ہے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تبدیل یعنی ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلنے سے مراد احکام آیات میں نسخ واقع ہونا ہے جس پر کفار قریش کو اعتراض تھا واللہ اعلم بما ینزل جملہ معترضہ ہے کہ انہیں کیا خبر ہے حقیقت قرآن و مصالح نسخ اللہ ہی جانتا ہے پھر اس کا جواب دیتا ہے کہ محمد میں از خود نہیں بنا لاتا بلکہ جبرئیل خدا کے ہاں سے لیکر نازل ہوتا ہے ۔ خلاصہ یہ کہ تم نسخ کی حقیقت سے جاہل ہو نسخ کی پوری بحث مقدمہ تفسیر میں ہو چکی ۔ (۲) ولقد نعلم یہ ایک اور بیہودہ شبہہ کا جواب ہے جو کفار قریش کرتے تھے مکہ میں بعض غلام فارسی یا رومی بھی تھے جنکو صاف طور سے عربی میں بات بھی کرنی نہیں آتی تھی چونکہ وہ عیسائی یا فارسی مذہب سے کسیقدر سن سنا کر واقفیت رکھتے تھے مکہ کے جاہلوں میں ہی لایق اور عالم سمجھے جاتے تھے جیسا کہ دیہات میں ادنیٰ ملا کو بڑا مولوی سمجھ لیتے ہیں قریش کو جب کوئی اور بات عیب کی معلوم نہ ہوئی تو یہی کہدیا کہ اسکو روح القدس نہیں بلکہ کوئی بشر یعنی وہی غلام تعلیم کرتا ہے ۔ اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اسکو تو عربی میں صاف طور پر بات بھی کرنی نہیں آتی اعجمی ہے اور قرآن فصیح عربی میں ہے یعنی اسکو خود کیا لیاقت ہے جو وہ اور کو ایسے مضامین الہامیہ تعلیم کریگا اور پھر انکو اس پاکیزہ عربی زبان میں بھی اس فصاحت سے لاوے گا کہ جسکا مثل مکہ کے تمام فصحا سے نہو سکا ۔

ف ۔ الحاد میل لحدا دانال عن القصد اور لحد جو قبر میں ایک طرف یعنی مائل وسط سے ہوتی ہے اسلئے اسکو لحد کہتے ہیں ۔ ملحد دین سے مائل یعنی برطرف ہوتا ہے اسلئے اسکو ملحد اور اسکے فعل کو الحاد کہتے ہیں ع ۔ ج ۔ م ۔ کا مادہ کلام عرب میں ابہام اور اخفا کے لئے موضوع ہے جسکے بیان میں صفائی نہو اسکو اعجمی کہتے ہیں اور اسی لئے چارپائے کو عجماء اور عرب کے سوا اور ملکوں کے رہنے والوں کو اعجام کہتے ہیں ۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ

جو کوئی ایمان لائے پیچھے اللہ کا منکر ہو جائے مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو اور اسکا دل ایمان پر برقرار ہو تو خیر لیکن وہ جو دل کھولکر منکر ہوگا تو اس پر اللہ کا غضب ہے

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ

اور انکے لئے بہت بڑا سخت عذاب ہے یہ اسلئے کہ انہوں نے دنیا کے جینے کو آخرت سے عزیز سمجھا اور نیز اسلئے کہ اللہ (ایسے) کافر قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا ۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنکے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی اور وہی غافل بھی ہیں ضرور وہی لوگ آخرت میں گھاٹے میں رہیں گے

ترکیب من کفر بدل ہے الکاذبون سے یا اولئک سے یا الذین لا یومنون سے اور ممکن ہے کہ مبتدا ہو اور علیہم اسکی خبر الا من استثنا مقدم ہے
ہے مقدم رہنہیں بلکہ لبید کے اس شعر کی طرح ہے ۔ الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل ۔ من شرطیہ جواب اسکا محذوف جسپر علیہم دال ہے یہ استثنا متصل ہے

تفسیر بیان ہے پھر اسی عہد پر جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بوقت اسلام باندھا جاتا تھا اسلئے اور بھی زیادہ تر قائم رہنے کی تاکید و تہدید ہے کہ جہلاء مکہ طرح طرح کے شبہات سے دلوں میں وسوسہ ڈالا کرتے تھے اسپر مار پیٹ بھی غریب ایمانداروں سے کیا کرتے تھے کہ جو کوئی اس عہد کو توڑ کر کافر ہوگا تو اسکو سخت سزا ہے مگر ان میں سے ان مسکینوں کو مستثنی کرتا ہے کہ جنکے دل میں ایمان تھا مار کے ڈر سے کلمات کو منہ سے نکالدیتے کیونکہ مکہ میں کفار قریش غرباء اہل اسلام پر بہت کچھ ظلم و ستم کیا کرتے تھے اور انکو مجبور کر کے آنحضرت صلعم اور اسلام کے خلاف باتیں کہلواتے تھے بعض مرنا اور مار کھانا گوارا کرتے مگر ایسی باتیں منہ سے نہ نکالتے تھے اور بعض نکالدیتے تھے اور دل سے ویسے ہی مطیع اسلام رہتے مگر اس پر بھی انکو بڑی پشیمانی ہوتی تھی اور مکہ کے کفار بھی کچھ عجب نہیں کہ انپر جھوٹھ بولنے کا طعن کرتے ہوں جیسا کہ آج کل کے متعصبین بھی کہا کرتے ہیں کہ اسلام نے جھوٹھ کی اجازت دی۔ اسلئے کذب کی برائی کے بعد اس مسئلہ کا بھی ذکر فرمادیا اور اسمیں ایمان لاکر کافر ہونیکی سزا بھی بیان ہوگئی من کفر باللہ الخ یعنی جھوٹھے وہی ہیں جو ایمان لاکر کافر ہوتے ہیں یا یوں کہو جو ایمان لاکر بغیر کسی کی زبردستی کے خود بخود کفر کرے گا تو اسپر اللہ کا غضب دنیا اور آخرت میں ہوگا الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان مگر وہ مستثنی ہے کہ جسکو کسی نے مجبور کردیا ہو بایں ہمہ اسکے دلمیں ایمان راسخ ہو اور وہ جان بچانیکے لئے کلمہ کفر زبان سے کہدے تو معاف ہے منقول ہے کہ مکہ میں بہت سے مسلمانوں کو سخت ایذائیں دی گئیں بعض تو درصل دین سے پھر گئے اور بعض نے ہر تکلیف گوارا کی مگر زبان سے بھی کلمہ کفر نہ نکالا جیسا کہ بلالؓ و خبابؓ و سالمؓ و یاسرؓ اور سمیہؓ انکو مار مار کر تھک گئے سمیہ کے پیشاب گاہ میں ابوجہل نے نیزہ گھسیڑ دیا وہ مرگئیں اسی طرح اسکا خاوند یاسر بھی شہید ہوا اور انکا بیٹا عمار ظاہر میں کلمۂ کفر کہہ بیٹھا لوگوں نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ عمار مرتد ہوگیا فرمایا کبھی نہیں اسکا دل ایمان سے بھرا ہوا ہے عمار روتے ہوئے حضرتؐ کے پاس حاضر ہوئے حضرت نے اپنے ہاتھوں سے انکے آنسو پونچھ کر فرمایا کچھ غم نہ کر۔ الغرض ایسی حالت اکراہ میں زبان سے کلمۂ کفر کہنے کی شرع نے اجازت دی ہے مگر صبر کرنے پر ثواب ہے۔ اکراہ کسیکو قتل یا کسی عضو کاٹنے کی دھمکی دیجائے اور اسکو یقین ہوجائے تو ایسی حالت میں بظاہر ایسے قول یا فعل کی رخصت ہے مگر نہ کرنا افضل ہے ذلک الخ سے کفر اختیار کرنے کی وجہ ذکر کرتا ہے کہ انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا یا ازلی گمراہ ہیں آخرت میں جلیں گے خسارہ میں رہیں گے ایسے لوگوں کو ہدایت ازلی سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ اس بات کو دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کرنے سے بطور استعارہ کے ذکر کیا۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَاْتِيْ

پھر اپکا رب انکے لئے کہ جنہوں نے مصیبت میں پڑنے کے پیچھے ہی گھر بار چھوڑ دیا پھر جہاد کیا اور مصائب کی برداشت کی ۔ بیشک اپکا رب انکی اس مساعی جمیلہ کے بعد غفور رحیم ہے جسدن کہ ہر شخص

كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً

اپنے ہی لئے جھگڑتا ہوا آئیگا اور ہر شخص کو اسکے عمل کا پورا بدلا دیا جائیگا اور انپر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔ اور اللہ ایک ایسے گاؤں کی مثال بیان فرماتا ہے کہ جو امن چین سے تھا اور اسکی روزی بھی

يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

بافراغت ہر جگہ سے چلی آتی تھی پھر اسنے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی پھر تو اللہ نے انکے ان برے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے اسبات کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو انکا اوڑھنا پہنا بنادیا اور البتہ انکے

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

انہیں میں کا رسول بھی آیا مگر انہوں نے اسکو جھٹلا دیا تب تو انکو ظلم کرتے ہوئے عذاب نے آپکڑا

ترکیب۔ ان ربک کی خبر لغفور رحیم اور ان دوسرا اور اسکا اسم تاکید کا مکرر آیا اور ممکن ہے کہ ان اول کی خبر محذوف ہو کیونکہ ان ثانیہ کی خبر اسپر دال ہو فتنوا مجہول کا صیغہ یعنی لوگوں نے انکو فتنہ میں ڈالا مار پیٹ کر کلمہ کفر منہ سے نکلوایا صیغہ معروف بھی آیا ہے یعنی انہوں نے ایسا کیا تھا اور رونکے ساتھ۔

تفسیر۔ عہد الٰہی توڑنے والوں کی سزا اور انجام کار بیان فرما کر انکے مقابلہ میں ان لوگوں کی جزا بیان فرماتا ہے جو ایمان پر ثابت قدم رہے کفار کی ایذاؤں کو برداشت کیا آخر الامر حضرتؐ کے ساتھ جا ملے اور وہاں بھی جا کر جان توڑ اسلام میں کوششیں کیں اور اطمینان دلایا کہ جو کچھ قصور ادائے اطاعت میں انسے اس حالت مصیبت میں ہو گیا ہے خدا غفور رحیم ہے اور اگر فتنوا معروف پڑھا جاوے تو یہ معنی ہوتے ہیں کہ عہد شکنوں میں سے یا کفار میں سے کہ جنہوں نے غریب مسلمانوں کے ساتھ طرح طرح کی بدسلوکیاں کر کے انکو فتنہ میں ڈالدیا تھا توبہ و استغفار کر کے اسلام میں مساعی جمیلہ کرنے اور مصائب پر ثابت قدم رہنے پر مغفرت اور رحم کا مژدہ دیتا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل کے رضاعی بھائی اور ابی جندل بن سہیل اور ولید بن المغیرہ و سلمہ بن ہشام و عبداللہ بن ابی اسید ثقفی کے باب میں نازل ہوئی ہے مشرکین نے انکو فتنہ میں ڈالکر شرپر برانگیختہ کیا تھا لیکن پھر یہ لوگ ہجرت کر کے حضرت صلعم کی خدمت شریف میں آئے اور جہاد کرتے رہے انکے گناہ معاف ہو گئے (معالم) ابن عامر فتنوا کو بفتح الفاء والتاء پڑھتے ہیں انکے نزدیک یہ آیت ان مشرکین مکہ کے لئے ہے کہ جنہوں نے مسلمانوں کو فتنہ یعنی مصیبت میں مبتلا کیا تھا لیکن پھر وہ مسلمان ہو گئے ہجرت کر کے جہاد میں شریک ہوئے جیسا کہ خالد بن ولیدؓ الغرض یہ آیت توبہ کرنے والوں کے لئے مژدہ ہے اس کے بعد اس ہولناک دن کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ یوم تاتی الخ جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اور ہر ایک کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اس دن جو کسی کے لئے مغفرت اور رحمت الٰہی ظہور کرے تو کیسی بڑی چیز ہے۔ اسمیں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آج جو قبیلہ کی حمایت اور اپنے معبودوں کی عبادت کے بھروسہ پر کچھ نافرمانی اور بدکاری کر رہے ہیں اسدن ان میں سے کوئی بھی کسی کے کام نہ آئے گا۔ تجادل تخاصم و تحتج اپنے ہی لئے برأت کی حجتیں پیش کرے گا۔ ضرب اللہ یہاں سے مکہ کے بدمست مشرکوں کو جو کعبہ کے طفیل امن سے تھے اور ہر طرف سے انکے لئے رزق آتا تھا ایک مثال سے سمجھایا جاتا ہے جو ہر ایک ایسی صفت کی بستی پر صادق آتی ہے جہاں کے لوگ خدا کی نعمت کی ناشکری کریں اور جو رسول سمجھانے آئے تو اسے بھی نہ مانیں اسی بدکاری کی حالت میں عذاب الٰہی آپڑے نعمتوں کے بدلے بھوک اور پیاس اور امن کے بدلے خوف پھر اس انپر ایسا طاری ہوا کہ لباس کی طرح ہر طرف سے گھر لے۔ پھر بتاؤ انکا کیا حال ہوگا مکہ کے مشرکوں کی امن اور نعمت پا کر رسول کی تکذیب و مقابلہ کرنے میں وہی حالت تھی اب صرف انپر عذاب الٰہی آنے کی دیر تھی جو بعد میں آیا بدر میں بڑے بڑے سردار مارے گئے گھر گھر ماتم چھا گیا ادھر سات برس کا سخت قحط پڑا کہ مردار اور ہڈیوں اور کتوں کے کھانیکی نوبت آگئی اور امن بھی جاتا رہا ہر دم آنحضرت صلعم کی چڑھائی کا دغدغہ رہنے لگا۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ قریہ سے مراد خاص مکہ ہے اور انہیں کی حالت موجودہ آئندہ کی تصویر کھائی گئی ہے بعض کہتے ہیں کہ اس صفت ماضیہ کا امم ماضیہ میں کوئی شہر تھا جن پر انکی ناشکری کے سبب ایسی مصیبت بھوک اور خوف کی پیش آئی تھی مگر مثل میں جو قریہ ہے وہ سب کو شامل ہے تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں لباس الجوع یہ استعارہ ہے کہ لباس کو جو انسان کو ہر طرف سے ڈھانک لیتا ہے انسان کی اس مصیبت ناک حالت کے لئے استعارہ کیا ہے جو اسپر لباس کی طرح چھا جائے یہاں دو چیزیں ہیں ایک مستعار یعنی لباس دوسری مستعار لہ انسانی زبون حالت بھوک ہر اس اسلئے ادراک کے لئے لفظ ذوق استعمال ہوا جو ایسی حالتوں کے ادراک میں مستعمل ہوتا ہے یہ استعارہ مجردہ ہے جیسا کہ اس شعر میں ؎ غمر الرداء اذا تبسم ضاحکا ✽ غلقت لضحکتہ رقاب المال۔

فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۞ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ

پھر تم کو اللہ نے جو کچھ حلال طیب روزی دی ہے اس میں سے کھاؤ اور پیو اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسکی پرستش کرتے ہو تمپر حرام تو صرف مردار اور خون

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

اور سئور کا گوشت کیا ہوا اور وہ چیز بھی جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام سے پکاری گئی ہو پھر جو بھوک کے مارے بے تاب ہی ہو جاوے نہ تو وہ باغی ہو نہ عادی ہو (ایسی حالتیں اگر ان چیزوں کو بھی کھا لیگا) تو خدا غفور رحیم ہے اور جھوٹ

هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

حلال اور یہ حرام ہے کہ خدا پر (الٹے) بہتان باندھنے لگو کیونکہ جو اس پر جھوٹے بہتان باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے دنیا تو تھوڑا سا اسباب ہے اور (آخرت) انکے لئے عذاب دردناک ہے۔

ترکیب۔ وما اہل سے رفع الصوت لغیر اللہ بہ والاہلال رفع الصوت عند رؤیۃ الہلال وبکاء الصبی والتلبیۃ غیر باغ منصوب علی الحلال من فاعل اضطر الکذب بفتح الکاف والباء وکسر الذال۔ یہ منصوب ہے تصف کی وجہ سے وما مصدریہ اور ممکن ہے کہ بمعنی الذی ہو اور عائد محذوف اور الکذب اس سے بدل اور بضم الکاف والذال وفتح الباء بھی آیا ہے یہ جمع ہے کذاب مخفف کی جیسا کہ کتاب وکتب اور بضم با السنۃ کی صفت ہوگا۔

تفسیر

کفار کا کفران نعمت اور اسپر زوال نعمت اور نزول عذاب بیان فرماکر مسلمانوں کو اپنی نعمتوں کے کھانیکی اجازت دیتا ہے کہ تم ہماری نعمتوں کو شوق سے کھاؤ پیو مگر شکر کرو کیونکہ نزول عذاب نعمتوں کے کھانے سے نہیں بلکہ کھا کر ناشکری کرنے پر وابستہ ہے۔ لیکن نعمتوں کے کھانے میں شتر بے مہار نہ ہو جاؤ بلکہ فلاں فلاں چیزیں جو مضر ہیں انکو حتی المقدور نہ کھاؤ اسکے بعد ممنوع اشیاء کا حال بیان فرماتا ہے اسکے بعد جو پہلے انبیاء کی معرفت اشیاء ممنوع کی گئی تھیں انکا اسلئے ذکر فرماتا ہے کہ یہ قید ممانعت کوئی بات مسلمانوں کیلئے نہیں اور کبھی بعض اشیاء کسی جرم کی سزا میں بھی حرام کردی گئی ہیں جیسا یہود کے ساتھ ہوا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کلوا کا خطاب ان کفار کی طرف جنکو ناشکری میں سزا ہوئی تھی بار دیگر انکو ہر قسم کی روزی عطا کرکے فرماتا ہے کلوا مما رزقکم اللہ کہ لو خدا کی دی ہوئی حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور اسکا شکر کرو۔ حلالاً طیباً سے مجملاً ناپاک اور حرام چیزوں کے کھانے کی ممانعت سمجھی جاتی تھی مگر اسکی تصریح بھی کردی۔ انما حرم علیکم الخ کہ مردار اور خون اور سئور کا گوشت اور وہ چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جاوے یا وقت ذبح غیر کا نام اسپر لیا جاوے پھر یہ چیزیں بھی بحالت اضطرار درست ہیں۔ انما حصر کا کلمہ ہے خدا نے حرام چیزوں کا انحصار ماکولات میں سے انہیں چار چیزوں پر کیا ہے یہاں بھی اور سورۂ انعام میں بھی بقولہ قل لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم اور یہ دونوں سورتیں مکیہ ہیں پھر سورہ بقرہ میں بھی انہیں الفاظ کے ساتھ حصر ہے اور سورۂ مائدہ میں احلت لکم بہیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم سے اور ما یتلی علیکم کو حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ میں کھولدیا اور یہ دونوں سورتیں مدنیہ ہیں۔ پس نطیحہ اور متردیہ وغیرہا حرام چیزیں انہیں میں داخل ہیں جیسا کہ ہم ان کے مواقع پر بیان کر آئے ہیں انما حرم سے افراط سے منع کیا تھا کہ شتر بے مہار نہ ہو جاؤ ناپاک اور گندی چیزیں نہ کھاؤ اسی طرح ولا تقولوا سے تفریط سے منع کیا کہ حلال چیزوں کو بھی حرام نکرو یہ افراط وتفریط ناشکری ہے۔ ایسی ناشکری پر بلا نازل ہوتی ہے۔ ناشکری کرکے جو انکی نعمتوں سے مزا اٹھاتے ہیں ادھر منعم سے غافل وسرکش رہتے ہیں ایسے نفس پروروں کے لئے خاتمہ آیت میں یہ بھی کہدیا کہ متاع قلیل یہ دنیا کے مزے چند روزہ آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں بہت ہی کم اور حقیر ہیں انکو برت لو آخر مرنے کے بعد تو ایسے ناشکروں اور منکروں کے لئے عذاب الیم بڑی دکھ دینے والی سزا ہے ان الوان نعمت کے بدلہ زقوم ہے اور ان عمدہ کپڑوں کے بدلہ رال اور گندھک کا لباس ہے۔

(فوائد)

(۱) حلال طیباً حلال کے بعد طیب کے لفظ میں اشارہ ہے کہ جو چیزیں حلال ہیں وہ طیب بھی ہیں یعنی پاکیزہ اور ستھری ان میں جسمانی یا روحانی کوئی بھی ناپاکی نہیں اور جنمیں ناپاکی ہے انہیں کو حکیم مطلق نے بندوں پر اس لئے حرام یعنی منع کردیا ہے کہ غذا کا اثر معدے میں ضروری پہونچتا ہے جسکا اطباء انکار نہیں کرسکتے حال کے

ڈاکٹروں نے ثابت کیا ہے کہ سور کے انچ بھر گوشت میں ہزار سے زیادہ کیڑے خوردبین سے دکھائی دیتے جو صحت جسمانی کے لئے سخت مضر ہیں۔

(۲) ناپاکی دو قسم پر ہے ایک جسمانی کہ وہ جانور یا وہ چیز گندی ہو جسکے کھانے سے طبائع سلیمہ نفرت کیا کرتی ہیں جیسا کہ گوہ موت پیپ جانوروں میں سے اور ہر قسم کے درندے شیر بھیڑیا وغیرہ پرندوں میں پنجوں اور چنگل سے شکار کرنے والے باز چیل وغیرہ یا زمین کے حشرات سانپ بچھو وغیرہ ایسے مردار جانور بھی شامل ہے کہ جو از خود مر جاوے جسکے علمار نے غیر مذبوح جانور مراد لیا ہے بسبب ان تشریحات کے جو پیغمبر علیہ السلام نے فرمائی ہے جنکا ذکر کتب احادیث میں موجود ہے۔ اسی طرح خون بھی کہ جسکو جاہلیت میں تودوں پر پکا پکا کر کھاتے تھے کیونکہ جس طرح غیر مذبوح کے گوشت میں وہ لطافت نہیں رہتی جو مذبوح کے ہوتی ہے یہاں تک کہ دونوں کی کھال میں بھی بڑا تفاوت ہوتا ہے مضبوطی اور غیر مضبوطی کے لحاظ سے اسیطرح خون کے کھانے یا پینے میں بھی صحت میں فرق آجاتا ہے اور دل پر بھی ایک قسم کی درندگی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ مشاہدہ سے معلوم ہوا ہے یہ وہ چیزیں ہیں کہ جنمیں جسمانی ناپاکی ہے اور صحت و اخلاق پر بھی بڑا اثر پیدا کرتی ہیں ان سب کی حرمت اس طیبا کی قید سے ثابت ہے جسکی تشریح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اسی لئے علمار کا بھی انکی حرمت پر اتفاق ہو گیا ہے دوسری قسم کی نجاست روحانی ہے وہ کیا ؟ کہ اس جانور یا اس چیز میں بت پرستی کی نجاست سرایت کر گئی ہو اس کا ذکر اس جملہ میں ہے وما اہل لغیر اللہ بہ یہ جملہ کہیں لفظ بہ کی تقدیم کہیں تاخیر سے قرآن مجید میں چار جگہ وارد ہے۔ بعض مفسرین نے اسکے بعد عند الذبح کی قید بڑھائی ہے کہ ذبح کے وقت جسپر غیر اللہ کا نام پکارا جاوے وہ حرام ہے مگر مطلق کو قید لگا کر مقید کرنا یا عام کو خاص کوئی ہلکا سا کام نہیں کس لئے کہ یہ بھی ایک قسم کا نسخ ہے اور آیت کو کسی کا قول منسوخ کر نہیں سکتا اس کے لئے یا تو کوئی آیت ہونی چاہئے ورنہ کم سے کم کوئی ایسی حدیث ہو کہ جو صریح الدلالہ بھی ہو اور اسکے ثبوت میں بھی کسیکو کلام نہو ہمنے ہر چند غور اور بہت تلاش کی مگر اس قسم کا کوئی نص ہمکو نہیں ملا۔ پھر صرف مفسروں کی اس قید سے یہ آیت کیونکر مقید یا خاص ہو سکتی ہے ان مفسروں نے بھی جہاں تک ہماری سمجھ میں آیا یہ قید احترازی نہیں لگائی ہے بلکہ ایک بیان واقع کیا ہے یعنی اسوقت اکثر بت پرست ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ بتوں پر جانوروں کو انکے نام سے ذبح کیا کرتے تھے۔ اب یہاں ایک تو لفظ قابل بحث ہے دوم اہل بہ۔ سوم غیر اللہ ما کا لفظ بھی عام ہے اسمیں جانور کی کوئی تخصیص نہیں جانور ہو یا کھانا کپڑا ہو جو بتوں کے نام سے پکارا جاوے یا انپر چڑھایا جاوے حرام ہے۔ اہلال لغت میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں جو چاند دیکھنے کے بعد پکار کر کہتے ہیں ہذا الہلال یعنے یہ چاند ہے پھر اس کا استعمال لڑکے کی آواز پر بھی ہونے لگا جو وقت ولادت ہوتی ہے کہتے ہیں استہل الصبی اور حج میں تلبیہ پکار کر کہنے پر بھی اور پھر اور مواقع پر آواز بلند کرنے پر بھی۔ یہاں یہی معنی مراد ہیں کہ جس چیز پر بہ قصد عبادت غیر اللہ کا نام پکارا جاوے عام ہے کہ ذبح کے وقت یا اوس سے پہلے کہ یہ جانور فلاں کے لئے ہے تو وہ حرام ہو گیا خواہ وہ جانور اصل میں حلال تھا بکرا بکری گائے بھینسا اونٹ وغیرہ یا نہ تھا اب وہ نجاست اللہ کا نام لیکر ذبح کرنے سے دور نہیں ہوتی جیسا کہ نجاست ظاہری اگر کوئی سور یا کتے کو اللہ کا نام لیکر ذبح کرے تو کیا وہ گوشت حلال ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں پھر نجاست روحانی تو اوس سے بھی زیادہ عند اللہ مکروہ ہے وہ تو جب ہی زائل ہو سکتی ہے کہ جب وہ شخص توبہ کرے اور پکار کر کہے کہ میں اس سے باز آیا تب اگر وہ بسم اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو درست ہو سکتا ہے ؟ لغیر اللہ بھی مطلق ہے اللہ کے سوا کسی کے نام سے بہ نیت تقرب کوئی چیز پکاری جاوے حرام ہے۔ نیت تقرب نہیں بلکہ تملیک وغیرہ کا اظہار مقصود ہے تو اس سے مستثنیٰ ہے مثلاً کسی بکرے کے لئے کوئی پکار کر کہدے کہ یہ فلاں کا ہے یعنی اسکا وہ مالک ہے یا میںنے ہمکو ہبہ کر دیا تو اس سے وہ حرام نہیں ہو جاتا کس لئے کہ اہلال لغیر اللہ میں تقرب ہی مقصود ہوتا ہے۔

(۳) اگرچہ حلالا طیبا کی قید سو جملہ ناپاک و گندی چیزیں جنمیں نجاست جسمانی ہو یا روحانی سب حرام ہو گئیں مگر ان میں سے ان چار چیزوں کو کہ ان میں زیادہ تر نجاست تھی

اور عرب کے مشرکین زیادہ تر استعمال کرتے تھے مخصوص کر کے حرام ہونا بیان کر دیا اور کلمہ انما جو حصر کا فائدہ دیتا ہے تو یہ حصر اضافی ہے یعنی حلال طیب چیزوں کے مقابلہ میں بالفعل بصراحت یہی چار چیزیں حرام ہیں کیونکہ غیر حلال و غیر طیب سب چیزیں حرام ہیں انہیں میں سے یہ چار چیزیں بھی ہیں جنکا اس آیت میں ذکر ہوا اور دیگر چیزوں کا وقتاً فوقتاً خود قرآن مجید نے یا حضرت پیغمبر علیہ السلام نے اظہار فرمایا جیسا کہ خمر یعنی شراب اور نطیحہ و متردیہ اور درندوں کا کھایا ہوا جانور اور بتوں پر ذبح کیا ہوا۔

کہتے ہیں کہ جس میں بھوک کے مارے ہلاک ہو جانے یا سخت بیمار پڑ جانے کا اندیشہ ہو جسکا اندازہ تین روز کا فاقہ عام حالت پر قیاس کر کے کیا گیا ہی ورنہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ سات روز میں بھی انپر ہلاکت کا اندیشہ نہیں اور بعض کسی مرض یا معدہ کی حرارت کے سبب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر ایک رات دن کھانا نہ ملے تو غشی طاری ہو جائے انکے لئے وہی حالت اضطرار ہے مگر اس اجازت میں بھی قید ہے وہ یہ کہ باغی اور حد سے بڑھنے والا نہو جسکے معنے اکثر علماء نے یہ کئے ہیں کہ کھانے میں سد رمق کھاوے پیٹ بھرنے کا قصد نہ کرے نہ عادی ہو کہ پھر ان چیزوں کے کھانے کا ارادہ کرے امام ابو حنیفہ اور انکے اتباع کا بھی یہی قول ہے بعض کہتے ہیں کہ باغی بغاوت سے مشتق ہے کہ امام برحق سے لڑنے میں اسکو یہ بھوک پیاس پیش آوے تو اسکے لئے اس حالت میں بھی رخصت نہیں غرض حالت معصیت میں رخصت نہیں کس لئے کہ رخصت رحمت و عنایت ہے جسکا عاصی مستحق نہیں اگر کوئی چوری کے لئے چلا یا فعل ناحق کے لئے یا زنا کرنے کے لئے یا اور کسی بڑے کام کے لئے پس نہ اوس کے لئے حالت اضطرار میں جسکو مخمصہ کہتے ہیں ان ممنوع چیزوں کے کھانے کی رخصت ہے نہ سفر میں قصر نماز اور افطار کی رخصت ہے امام شافعی کا یہی قول ہے پہلے قول کے موافق عاصی کو بھی رخصت ہے کیونکہ معصیت اور چیز ہے باقی احکام میں تعمیم ہے اسکے بعد فرمایا فان اللہ غفور رحیم کہ یہ کوئی اچھی بات نہ تھی بات تو بری تھی مگر اسکو خدا معاف کر دیتا ہے وہ غفور رحیم ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ کھانے میں سد رمق سے زائد اس حالت اضطرار میں کھایا جانا ایک معمولی بات ہے اسلئے غفور رحیم فرمایا ورنہ رخصت کے بعد ان اشیاء میں کوئی حرمت باقی نہیں رہتی۔

(۵) اب جیسا کہ بعض اشیاء سے بمقتضی حکمت روکا تھا اسی طرح اس بات سے بھی منع فرماتا ہے کہ تم جھوٹ موٹ بغیر علم یہ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ چیز حرام یہ حلال ہے کس لئے کہ اشیاء کی حلت و حرمت خدا ہی کے سپرد ہے۔ جاہلیت میں مشرکین اور انکے گرد حلال اشیاء کو اپنے اوپر خدا کی عبادت سمجھکر حرام کر لیتے تھے سائبہ بحیرہ وغیرہ بتوں کے نام سے چھوڑتے تھے انکو بھی حرام سمجھتے تھے بتوں کی عزت و تعظیم کے لئے کیونکہ ایسا کرنے میں خدا پر بہتان باندھنا ہے اور خدا پر بہتان باندھنے والے فلاح نہیں پاتے انکا آخرت میں انجام بد ہے دنیا میں تپنا۔ سو نرے مزے ہیں اور الیس پھر تو دردناک عذاب ہے ممکن ہے کہ متاع قلیل الخ سے انکے لئے تنبیہ ہو جو خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے نہیں بچتے یا اسکی حلال نعمتیں کھا کر شکر نہیں کرتے اور پوری شکر گذاری یہ ہے کہ اسپر ایمان لاتے اور اس کے اوامر و نواہی پر ایمان لاتے۔ بانی شکر کہہ دینا کافی نہیں ہے

وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِن قَبْلُ ۖ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

اور یہودیوں پر ہمنے وہ چیزیں حرام کی تھیں جنہیں تم کو پہلے بتا چکے ہیں اور ہمنے تو انپر کچھ بھی ظلم نہ کیا تھا لیکن وہی اپنے نفسوں پر آپ ظلم کیا کرتے تھے　پھر آپ کا رب ان کے لئے

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ

جو بیخبری میں برے کام کرتے رہے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدھر گئے۔ بیشک آپکا رب اسکے بعد غفور رحیم ہے۔ بیشک ابراہیم پیشوا ہو گزرے ہیں۔ وہ خدا کے بڑے فرمانبردار

حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○ شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ○ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ

ایک طرف بندہ ہو رہے تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے اسکی نعمتوں کے بڑے شکر گزار تھے خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا اور انکو راہ راست دکھائی تھی اور ہمنے انکو دنیا میں بھی خوبی دی تھی۔

وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ؕ

اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے

ترکیب علی حرمنا سے متعلق ہے من قبل قصصنا سے۔ انفسہم یظلمون کا مفعول۔ بجہالۃ عملوا سے متعلق۔ کان جملہ ان کی خبر امۃ اما کان کی خبر اول قانتا خبر ثانی اسی طرح حنیفا بھی خبر ہے ولم یک جملہ معطوف ہے کان پر۔ اسی طرح شاکرا بھی خبر کان۔

تفسیر یہاں سے وہ تحریم بیان کی جاتی ہے جو اگلے لوگوں پر انکی سرکشی سے واقع ہوئی تھی فرماتا ہے وعلی الذین ہادوا حرمنا یعنی یہود پر ہمنے وہ چیزیں حرام کر دیں تھیں جنکا ذکر اے نبی ہمنے پہلے آپ سے سورہ انعام وغیرہ میں کیا ہے جیسا کہ فرمایا تھا حرمنا علیہم کل ذی ظفر ومن البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما کہ ہمنے یہودیوں پر کھُر والا جانور حرام کر دیا تھا گائے اور بکری کی چربی بھی حرام کر دی تھی یہود پر اشیاء کے حرام ہونے کا مسئلہ تحریم اشیاء کے بعد اس لئے مذکور ہوا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو کہ تحریم دو قسم کی ہے ایک یہ کہ خود ان اشیاء میں کوئی مضرت ہے حکیم نے شفقت سے منع کر دیا دوم یہ کہ ان میں کوئی بھی مضرت نہیں بلکہ ان کی سرکشی کی وجہ سے انکو ان چیزوں کے استعمال سے روک دیا تاکہ اس سرزنش میں انکے نفس بدکی تیزی ٹوٹے جیسا کہ روزے میں ہوتا ہے مسلمانوں پر جو چیزیں حرام ہوئی ہیں تو قسم اول کی تحریم ہے برخلاف یہودیوں کے کہ ان پر قسم دوم کی بھی تحریم تھی یہ مسلمانوں پر احسان ہے کہ اونپر اس قسم کی تحریم جاری نہیں فرمائی اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے فرماتا ہے کہ یہ یہود ہی کا ظلم اپنے نفسوں پر تھا سرکشی کرتے تھے اشیاء ان پر حرام ہوتی جاتی تہیں اور سرکشی کے بعد توبہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ بقولہ ثم ان ربک کہ جو لوگ بےخبری میں گناہ کرتے رہے مگر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی ان کے لئے خدا غفور رحیم ہے۔ ایک آیت میں یہ آگیا کہ جو موت تک گرفتار گناہ رہتے ہیں اور موت طاری ہونے کے وقت توبہ کرتے ہیں انکی توبہ مقبول نہیں کما قال ولیست التوبۃ الایۃ اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر زندگی میں بھی کسی نے برائی کی ہے اور مرنے سے پہلے اس سے توبہ کر لی وہ بھی مقبول ہے جمہور اہل علم کا اسی پر اتفاق ہے مشرکین مکہ جو حضرت علیہ السلام کی نبوت میں کلام کرتے تھے بت پرستی کرتے تھے باایںہمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائل تھے انکے طریقہ کو اچھا جانتے تھے اسی طرح یہود بھی انکے قائل تھے اور اپنی خرافات کو انکی طرف منسوب کرتے تھے توراۃ میں جو کچھ احکام میں سختی ہوئی اور پاک چیزیں انپر حرام ہوئیں انکو سنت ابراہیمیہ سمجھتے تھے اس لئے ان دونو فریق کے سنانے کو ابراہیم علیہ السلام کا چند صفات حمیدہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ انکے خیالات فاسدہ کا بطلان ہو۔ پس فرماتا ہے ان ابراہیم الخ اول صفت انکے امۃ اسکے چند معنی ہیں وہ تن تنہا پیشوا دین ہونے کی وجہ سے بمنزلہ امت یعنی ایک جماعت کے تھے۔ مجاہد کہتے ہیں اپنے اول عہد میں تمام مشرکین کے مقابلہ میں وہی موحد تھے اس لئے وہ بھی ایک گروہ قرار دیئے گئے یا امۃ بروزن فعلۃ بمعنی مفعول جیسا کہ رحلۃ وبعنیۃ یعنی مقتدا (۲) قانتا یعنی حکم کے تابعدار (۳) حنیفا بمعنی مائل الی الاسلام (۴) لم یک الخ وہ مشرک نہ تھے (۵) شاکرا کہ بڑے شکرگزار تھے (۶) اجتباہ خدا نے انکو برگزیدہ کیا تھا ایک عالم انکو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے (۷) ہداہ انکو راہ راست کی طرف ہدایت کی گئی تھی (۸) اتیناہ الخ دنیا میں بھی وہ پہلے پھولے انکی نسل میں برکت دی گئی۔ (۹) دار آخرت میں مقام بلند پر پہنچے۔ اب جو ابراہیم کے رستہ پر ہے وہی ان کا وارث برکات کا مستحق۔

ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ

پھر ہمنے اے نبی آپ کی طرف یہ وحی بھیجی کہ آپ ابراہیم کے طریقہ کی پیروی کریں جو خدا کے ہو رہے تھے وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ ہفتہ تو انہیں پر مقرر ہوا تھا جو اسمیں اختلاف کرتے آئے ہیں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

اور آپ کا رب ہی قیامت کے روز ان باتوں کا کہ جن میں وہ اختلاف کرتے رہے فیصلہ کر دیگا اے نبی لوگوں کو اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت اور عمدہ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ وَإِنْ عَاقَبْتُمْ

وعظ سے بلائے اور ان سے بحث بھی کرو تو پسندیدہ طریقہ سے کرو۔ کیونکہ آپ کے رب کو خوب معلوم ہے کہ کون اس کے رستہ سے بہکا ہوا ہے اور انکو بھی خوب جانتا ہو جو ہدایت پر ہیں ۔ اگر تم سختی بھی کرو

فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُم بِهِ ۖ وَلَئِن صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ

تو اتنی کرو جتنی تمہے کی گئی ہو اور اگر صبر کرو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی بہتر ہے اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا اللہ ہی کے توفیق سے ہے اور نہ انپر کچھ رنج کیجئے　　　اور نہ آپ

فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ ۝

انکے مکروں سے دل تنگ کس لئے کہ جو پرہیزگاری اور لوگوں سے نیکی کرتے ہیں　اللہ ان کے　ساتھ ہے

ترکیب - ان اتبع اوحینا کی تفسیر ہے بالتی اے بالمجادلۃ التی - عاقبتم جمہور کے نزدیک الف تخفیف کے ساتھ ہے اور بعض نے بغیر الف کے تشدید کے ساتھ بھی پڑھا ہے عقبتم اے تبعتم بمثل ما ب زائدہ ہے بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ تقدیر یہ ہے بسبب مماثل لما عوقبتم لہو ضمیر صبر یا عفو کی طرف پھرتی ہے دونو پر - کلام دال ہے ضیق مصدر ہے ضاق کا جیسا کہ سار اسیر یا ضیق کا مخفف جیسا کہ میت میت کا الا باللہ اے بتوفیقہ

تفسیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف مذکورہ میں مشرکین و یہود پر تعریض ہے کہ تمکو بھی ابراہیم کا اتباع ضرور ہے تم تو انکے برخلاف کام کرتے ہو اسکے بعد انپر ایک اور تعریض کرتا ہے کہ ثم اوحینا الیک الخ اے ہمارے رسول ہمنے بعد اسکے کہ ابراہیم کا طریقہ لوگوں نے محرف کر دیا تھا لفظ ثم اسی طرف اشارہ کرتا ہے آپکی طرف اے نبی حکم بھیجا کہ طریقہ ابراہیم پر قایم رہو اور اسپر چلو یعنی محمد علیہ السلام نے دنیا میں کوئی نیا مذہب نہیں نکالا جو تم اسکے قبول کرنے میں یہ شش و پنج کرتے ہو یہ تو اسی برگزیدہ نبی کا رستہ ہے کہ جسکے اتباع کا تمکو دعوے ہے ہاں تمنے اس طریقہ کو بگاڑ دیا مشرکین نے تو شرک کرکے کیونکہ ابراہیم ہرگز مشرک نہ تھے یہود نے دیگر رسوم باطلہ سے ۔

یہود آنحضرت صلعم پر ایک اعتراض یہ بھی کرتے تھے کہ آپ طریقہ ابراہیمؑ کے کیونکر پابند ہو سکتے ہیں ابراہیم کے دین میں یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم خاص تھی وہ آپنے ترک کی اسکی جگہ جمعہ کا دن مقرر کیا اس کے جواب میں فرماتا ہے انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ کہ سبت کا دن ابراہیم علیہ السلام پر مقرر نہوا تھا بلکہ انہیں یہود پر موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں کہ جنہوں نے اس میں اختلاف کیا یعنی اسکی تعظیم بجا نہ لائے بہت نے ان کے بزرگوں میں سے اسکی بے حرمتی کی اس دن میں کاروبار و شکار کیا جسپر مبتلاے بلا ہوتے اختلفوا فیہ میں ایک قسم کی تعریض ہے کہ یہ جو آج اسکی تعظیم کا دم بھرتے ہیں انہیں نے اس میں اختلاف بھی کیا۔ اختلفوا فیہ کے یہی معنی ہیں کہ بالاتفاق سبنے اسکی تعظیم برابر نہیں کی یا یہ معنی کہ نصاریٰ بھی باوجودیکہ توریت کی پابندی کا دم بھرتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور انکے احکام کو بھی برحق مانتے ہیں لیکن سبت کو نہیں مانتے اس کی جگہ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں رکتب علی الذین میں نصاریٰ بھی داخل ہیں اور یہود بھی پھر انہیں میں باہم اس سبت میں اختلاف ہے یہودی اس کے قائل عیسائی نہیں بلکہ اسکی جگہ اتوار کو قایم کرتے ہیں اور ہر ایک دلیلیں قایم کرتا ہے اسلئے فرماتا ہے ان ربک لیحکم الخ کہ خدا قیامت کے دن انیں فیصلہ کر دے گا ابوہریرہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہم پچھلے ہیں مگر سب سے پہلے ہیں قیامت کے دن صرف فرق یہ ہے کہ ان کو پہلے کتاب ملی ہے اور ہمکو پیچھے پس وہ دن کہ جو خدا نے انپر فرض کیا تھا اسمیں انہوں نے اختلاف کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمکو وہ دن بتلا دیا کہ وہ ہمارے پیچھے رہ گئے یہود ایک روز نصاریٰ اسکے بعد ایک روز (صحاح)

جب آنحضرت صلعم ابراہیم علیہ السلام کی مسند نبوت پر بیٹھے اور ان سے بھی بڑھ گئے تو انکو حج کے لئے لوگوں میں منادی کا حکم ہوا تھا واذن فی الناس بالحج تو آپ کو تمام عالم کی دعوت کا حکم ہوا کہ سب کو راہ راست کیطرف بلائیں فقال ادع الی سبیل ربک مگر دنیا میں تین قسم کے لوگ ہیں اول اعلیٰ درجہ کے حکما و کملا جنکا مقصود

لے ہفتہ کا دن اس میں دنیاوی کاروبار سے بالکل پرہیز تھا

اہلی یقینیات کا دلائل قطعیہ سے حاصل کرنا ہے سو انکی دعوت بالحکمۃ ہوتی ہے دلائل قطعیہ یقینیہ کے ساتھ انکے دل میں عقائد و اعمال صالحہ کی رغبت پیدا کرنا اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ یہ دلائل قواعد منطقیہ پر مبنی ہوں یا نہ ہوں بلکہ انکے فہم و استعداد کے موافق دوئم اوسط درجہ کے لوگ انکے افہام و دلائل اقناعیہ ہی پر بس کر لیتے ہیں سو انکو بالموعظۃ الحسنۃ دعوت ہوتی ہے اور یہی دلائل موعظت حسنہ ہیں جو لطف و نرمی کے پیرایہ میں ادا کی جاتی ہیں سوئم ادنیٰ درجہ کے لوگ جنکی روح مکدر اور عالم غیب سے نورانیت کا حصہ نہیں پاتے ہوتے ہوتی ہے سو یہ لوگ دعوت کے قابل نہیں بلکہ انکے مسلمات سے انکا بند کر دینا ہی مطلوب ہوتا ہے اسلئے انکے لئے فرمایا وجادلھم بالتی ہی احسن اور اسی لئے اشرار اہل کتاب کے لئے ایک جگہ یوں آیا ہے ولا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن اور چونکہ یہ لوگ ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں الزام کہانے کے بعد بھی بک بک کئے جاتے ہیں اس لئے آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ الخ یعنی آپ کچھ غم نہ کریں کہ کیوں نہیں مانا کسلئے کہ خدا کو گمراہ اور ہدایت یافتہ معلوم ہیں سزا جزا اسی کے ہاتھ ہے جو شخص خلایق کی ہدایت پر کمر باندھکر انکو انکے مذہب آبائی اور رسوم و عادات موروثیہ سے منع کرنا چاہے تو لوگ اس کے اور اسکے اعوان و انصار کی تکلیف اور ایذا میں ہاتھ سے زبان سے کچھ اٹھا نہیں رکھتے اسلئے آنحضرت صلعم کو اور آپ کے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ کہ اگر بدلہ ہی لینا ہو تو اسیقدر کہ جسقدر تمکو تکلیف دی گئی ہے۔ یہ عام قانون عدالت کے موافق حکم ہے مگر انبیاء اور انکے پیروؤں کا مرتبہ اس سے بھی بلند ہے انکو صبر و برداشت کرنا ہی بہتر ہے اسلئے فرمایا ولئن صبرتم لہو خیر للصابرین اسپر آنحضرت صلعم کی شان اس سے بھی اعلیٰ تھا اسلئے آپکو بہ تاکید صبر کا حکم دیا واصبر الخ اور نیز آپ کو انکی گزشتہ حرکات ناشائستہ پر رنج کرنے اور آیندہ جو وہ مکر و فریب کریں گے یا کرتے ہیں اس سے دل تنگ ہونے کی بھی مامنعت کر دی ولا تحزن الخ اور اپنی مدد کا بھروسہ دلا دیا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون جس طرح سورۂ حجر کا خاتمہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یاد الٰہی کے حکم پر کیا تھا جس سے روح میں قوت اور تکالیف کی برداشت کی طاقت پیدا ہوتی ہے اسی طرح اس سورہ کا خاتمہ جملہ مصائب کی برداشت کیا جو خدا پرستی میں پیش آتی ہیں اس لئے کہا گیا ہے الصبر مفتاح الفرج صبر کشادہ کاری کی کنجی ہے دنیا کے کاموں سے لیکر خدا پرستی اور عرفان الٰہی تک جس نے صبر نہیں کیا کچھ بھی نہیں پایا اور یہاں صبر پر کامیابی بھی وعدہ ہے کس لئے کہ خدا کی معیت سے زیادہ اور کوئی کامیابی نہیں جس کے ساتھ خدا ہے اسکے ساتھ سب کچھ ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل مکی ہے اس میں ایک سو گیارہ (۱۱۱) آیتیں اور بارہ (۱۲) رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

پاک ہے وہ کہ جسنے راتوں رات اپنے بندہ (محمد) کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی کہ جسکے آس پاس ہمنے برکت دی رکھی ہے تاکہ اسکو ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں سننے والا دیکھنے والا وہی خدا ہے۔

ترکیب سبحٰن اسم ہے بمعنی تسبیح بمعنی التنزیہ ۔ اور کبھی علم ہی ہو کر مستعمل ہوتا ہے تب اضافت سے منقطع ہوگا اور غیر منصرف ہوگا ؎ قد قلت لما جاءنی فخرہ ٭ سبحان من علقمۃ الفاخر ٭ اور اسکا نصب فعل محذوف سے ہے جو متروک الاظہار ہے ۔ اسریٰ و سریٰ ایک معنی میں ہے لیلاً منصوب ہے اسریٰ کا مفعول فیہ ہو کر جو آ منصوب ہے مفعول بہ یا فیہ ہو کر بارکنا کا الذی اسریٰ سے متعلق ہے ۔

تفسیر چونکہ پہلی دونوں صورتوں کے خاتمہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت و تسبیح اور اسپر صبر یعنی اسکے تکالیف برداشت کرنے اور بیہر مداہنت کا حکم دیا گیا تھا جسکی آپ نے بخوبی تعمیل کی اب اس سورہ کی ابتدا میں اس عبادت و صبر کا نیک نتیجہ ظاہر فرماتا ہے وہ کیا ؟ حضرت کو معراج ہونا جسمیں صدہا اسرار غیب اور آسمانوں اور جنت دوزخ کے حالات دکھلائے گئے یہ امر نبوت کی اعلیٰ ترقی ہے ۔ جملہ مفسرین متفق ہیں کہ عبدہ سے مراد اس جگہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اسرا رات میں سیر کرانا لیجانا لیکن پھر لیلاً کا لفظ نکرہ کر کے لانا اسلئے ہے کہ تمام رات کی سیر نہ کوئی سمجھ لے بلکہ یہ واقعہ رات کے ایک خاص حصہ میں ہوا تھا وہ یہ کہ مسجد الحرام سے حضرت کو مسجد اقصیٰ تک لیگئے پھر وہاں سے آسمانوں تک پہنچے مسجد الحرام خانہ کعبہ اور اسکے آس پاس کی جگہ یعنی صحن ۔ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ میں خانہ کعبہ کے پاس حجر کے اندر کچھ بیدار کچھ سوتا تھا کہ جبرئیل میرے پاس براق لائے الخ اور بعض روایات میں ہے کہ اس رات آپ اُمّ ہانی کے گھر میں تھے اسکی تطبیق علماء نے یوں کی ہے کہ اُمّ ہانی کا گھر حرم میں واقع تھا اور یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم کو روحانی طور پر بھی کئی بار معراج ہوئی ہے اُمّ ہانی کے گھر سے شاید روحانی معراج ہوئی ہو نہ یہ کہ جسکا یہاں ذکر ہے اور اسی طرح وہ جو بعض اہل علم معراج کو خواب ہی کہتے ہیں غالباً انکی مراد بھی خواب کی معراج ہوگی نہ یہ کہ جو حالت بیداری میں روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہوئی اور مسجد اقصیٰ تک ایک رات کے کچھ حصہ میں جانا تو اس آیت سے ثابت ہے اور پھر آگے آسمانوں تک احادیث صحیحہ سے جو بحالت مجموعی حد تواتر کو پہنچ گیا ہے اور اسی پر جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے سلف سے خلف تک مسجد اقصیٰ سے مراد بیت المقدس ہے اور اسکو اقصیٰ بمعنی بعید اسلئے کہتے ہیں کہ خانہ کعبہ سے یہ اس دور فاصلہ پر ہے کہ پھر اس سے پرے اور کوئی مسجد نہ تھی ۔ غرض کوئی وجہ ہو مگر عرب خصوصاً اہل مکہ اسکو مسجد اقصیٰ کہتے تھے اسکے گرد برکت دینے سے مراد یہ ہے کہ پھل پھول کی جگہ ہیں مسجد اقصیٰ ہے ایسے سرسبز ملک اور محل میں یہ سرسبزی خدا کی عطا کردہ برکت ہے اور اسکے سوا اسکے گرد حضرت انبیاء علیہم السلام کے مزارات اور آثار باقیہ ہیں جو سراسر برکات ہیں اور یہ سیر کس لئے کرائی کہ خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو اپنے نشان قدرت اور عالم غیب کی چیزیں دکھائے منجملہ ان کے جنت و دوزخ کی چشم دید حالت اور ملائکہ اور عالم قدس کے لوگوں کی کیفیت تاکہ نبوت کے مرتبہ کی تکمیل ہو جائے جو تمام عالم کے نبی کے لئے ضروری تھی ۔ سمیع و بصیر اس مقام پر عجب لطف دے رہا ہے ۔ بصیر اس عجیب سیر میں حضرت کی نگہبانی کے لئے آیا ہے مسافر کو کہتے ہیں اللہ نگہبان اور سمیع منکروں کے بیہودہ سوالات پر تہدید کے لئے آیا ۔ آسمان اور بہشت و دوزخ کی سیر اور وہاں انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی کیفیت اور نماز پنجگانہ وہاں فرض ہونا احادیث صحیحہ میں مفصلاً مذکور ہے ۔

ابحاث

(۱) یہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینے میں ستائیسویں شب کو ہوا تھا جیسا کہ معالم التنزیل وغیرہ کتب سے ثابت ہے ۔ (۲) آنحضرت صلعم نے جب صبح کو اس معراج کی کیفیت بیان فرمائی تو اہل مکہ اور بھی تمسخر کرنے لگے چنانچہ قریش کے چند قافلے ملک شام میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے قریش مکہ نے آپ سے سوال کیا کہ اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو رستہ میں ضرور دکھائی دیئے ہونگے اگر آپ سچے ہیں تو انکی پوری کیفیت بیان فرمائیے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور انمیں کیا واقعہ ہوا تھا چنانچہ آپ نے انکی سب مفصل کیفیت بیان کر دی اور جب وہ قافلے واپس آئے تو لوگوں نے ان سے پوچھا کہ فلاں شب تم کہاں تھے اور کیا معاملہ تم میں گزرا تھا انہوں نے وہی بیان کیا جسکی آنحضرت صلعم نے خبر دی تھی جیسا کہ صحیح مسلم میں موجود ہے ۔

سوال - احادیث میں یہ موجود ہے کہ لوگوں نے آنحضرت صلعم سے بیت المقدس کے مکانات کا پتہ پوچھنا شروع کیا اور آپ جب بتلاتے بتلاتے گھبرا گئے تو جبرئیل نے بیت المقدس کو آپ کے سامنے لاکر حاضر کر دیا۔ اول تو بیت المقدس جو خاص ہیکل سلیمانی تھی عبارت ہے بخت نصر کے حادثہ میں گرا یا گیا اور پھر جو اسکی تعمیر ہوئی تو اسکو انطاکیہ کے بادشاہ انیٹوکس نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر ہی گرا دیا پھر اسکے بعد جو تعمیر ہوئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد تک تمام نہیں ہوئی تھی جس کی سرپرستی ہیرودوس حاکم شام کرتا تھا جو قیاصرہ روم کا گورنر تھا اسکو حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشین گوئی کے موافق حضرت مسیح علیہ السلام کے صعود سے تخمیناً چالیس برس بعد روم کے قیصر طیطوس نے بیخ و بنیاد سے گرا دیا اور اسپر ہل چلوا دے پھر جو کسی نے اسکی تعمیر کا قصد کیا تو نہ کرسکا اسکی بنیادوں میں سے مدتوں تک آگ کے شعلے نکلتے رہے جو یہود پر مسیح کے ساتھ بدسلوکی کرنے سے قہر الٰہی تھا آخر وہ تعمیر حضرت عمرؓ کے عہد تک خراب پڑی رہی وہاں خس و خاشاک اور بول و براز پڑا رہتا تھا پھر اسکو عمرؓ نے تعمیر کیا یہ بات عیسائیوں اور محمدیوں کی تاریخ میں بالاتفاق مانی گئی ہے پس آپنے نماز وہاں کیونکر پڑھی اور اسکے نشانات لوگوں کے سوال کے موافق کیونکر بیان فرماتے اس عہد کے پیشتر صدہا سال سے ہی اسکو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہ اسکے نشانات کیونکر پوچھ سکتے تھے؟ دوم جو کچھ ہو پھر اسکے حضرت کے روبرو مکہ میں حاضر ہونے کے کیا معنی؟ معلوم ہوا کہ اسلام ایسی ہی غلط باتوں اور توہمات پر مبنی ہے جنکو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

جواب - مسجد اس جگہ کا نام ہے جو وہ عمارت کے گرجانے یا بدل جانے سے نہیں بدلتی گو وہ خاص ہیکل منہدم تھی مگر اسکے آس پاس عیسائیوں نے مکانات تعمیر کر رکھے تھے جنکو خود عیسائی اور عوام ہیکل اور بیت المقدس ہی کہتے تھے جنکو قریش مکہ نے جب کہ وہ اس ملک و شہر میں تجارت کے لئے آتے جاتے تھے بارہا دیکھا تھا انہیں کو آنحضرت صلعم نے مطابق سوال کے بتلا دیا۔ رہا اس کا مکہ میں آپکے سامنے موجود ہو جانا جسے دیکھ دیکھ کر آنحضرت قریش کو جواب دیتے اور نشان بتلاتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ ان مکانات کو اٹھا کر ملائکہ مکہ میں لے آئے تھے بلکہ آپ پر انکشاف روحانی ہوا اور تمام عمارت قلبی آنکھوں کے سامنے آگئی آپ تو سید المرسلین موید بالہام تھے معمولی لوگوں کے سامنے غائب چیزوں کا تصور میں پورا نقشہ کھنچ جاتا ہے وہ چیزیں اوس عالم میں آنکھوں کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ پادری صاحب ایسے واہی تباہی شبہات سے جنکے پیش کرنے سے عاقل و اہل علم شرم کرتے ہیں جاہل مسلمانوں کے اعتقاد میں فتور ڈالا کرتے ہیں اور اسکو مشن کی عمدہ کارگزاری سمجھکر فخر کیا کرتے ہیں شرم شرم۔

(۳) جسم عنصری کا تھوڑی سی دیر میں مسجد اقصیٰ پہنچنا اور اس سے بڑھکر یہ کہ آسمانوں پر جانا اور آسمانوں سے گزر کر عرش تک جانا اور وہاں باوجود اس جسم عنصری کے روحانیات محضہ سے ملنا جنت و دوزخ دیکھنا عقلاً ممنوع ہے حکمار نے اسکے محال ہونے پر اور آسمان کے خرق و التیام کے محال ہونے پر دلائل قایم کئے ہیں اور نیز کوئی اہل ادیان حقہ یعنی عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں اسی لئے آجکل کے فلسفی مسلمان بلکہ کچھ اگلے زمانہ کے بھی جنکو معتزلہ کہتے تھے اس معراج کو خواب پر محمول کرتے ہیں عائشہؓ اور معاویہؓ کے قول سے ان اعتراضات کے بچنے کیلئے **جواب** جسم عنصری کا ایسی حرکت سریع کرنا خصوصاً جبکہ اسکی عنصریت روحانیت سے بھی لطافت میں بڑھ جاوے کچھ بھی محال نہیں آجکل ریل اور تار برقی کی حرکت کو ملاحظہ کیجئے اور اسی طرح آسمانوں کا خرق و التیام جن خیالات فاسدہ سے محال ثابت کیا تھا انکی پوری پوری حکمار اسلام نے علم کلام میں قلعی کھولدی ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ وہ حکمار یونان اپنے عقلی ڈھکوسلوں سے زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرتے تھے جنکے مسائل طبعیات و ہیئت کی آجکل حکمار یورپ کیسی خاک اڑا رہے ہیں۔ اور جو کوئی ملحد عیسائی ایسی باتوں کا قائل نہیں تو کیا ہوا پر جو انا جیل و بائبل کو مانتے ہیں انپر ان باتوں کا تسلیم کرنا ضرور ہے دیکھئے انجیل مرقس کے سولہویں باب انیسویں ورس میں یہ ہے یعنی مسیح خداوند لوگوں سے کلام کرنے کے بعد آسمان کی طرف چڑھ گیا اور خدا تعالیٰ کے داہنے ہاتھ پر جا بیٹھا یعنی حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے۔ اور اسی طرح دوسری کتاب السلاطین کے دوسرے باب میں مذکور ہے کہ ایلیا یعنی حضرت الیاس علیہ السلام اور الیسع باتیں کرتے جاتے تھے کہ ایک آگ کی گاڑی اور آگ کے گھوڑے نمودار ہوئے انہیں پر چڑھکر ایلیا آسمان پر چلا گیا۔ اور اسی طرح قسیس ولیم سمٹ اپنی کتاب طریق الاولیاء میں حضرت اخنوخ[ف] علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا بیان کرتا ہے۔ رہا اہل اسلام تو قاطبۃً اسپر متفق ہیں دس بیس ملحدوں کا کیا ذکر ہے اور عائشہؓ و معاویہؓ کی حدیث دوسری معراج کے بارہ میں ہو جو

ف یعنی ادریس علیہ السلام ۱۲ منہ

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ کَانَ

اور ہمنے موسیٰ کو (بھی) کتاب دی تھی اور اسکو بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا تھا انہیں حکم تھا کہ میرے سوا کسیکو کارساز نہ بنانا لے انکی نسل کہ جنکو ہمنے نوح کیساتھ کشتی میں اسوار کرلیا تھا بیشک وہ

عَبْدًا شَکُوْرًا ۝ وَقَضَیْنَآ اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْکِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا کَبِیْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ

شکرگزار بندے تھے۔ اور ہمنے کتاب میں بنی اسرائیل کے لئے ٹھیرا دیا تھا کہ تم زمین پر دو بارہ فساد کروگے　اور بڑی ہی سرکشی کروگے　پھر جب ان میں سے

وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْکُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَکَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ

اول وعدہ آیا تو ہم نے تمپر اپنے ایسے بندے کہڑے کردیئے جو بڑے لڑنے والے تھے (اور) وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے اور اللہ کا وعدہ تو پورا ہو نا ہی تھا پھر ہمنے تمکو

الْکَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَاَمْدَدْنٰکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَجَعَلْنٰکُمْ اَکْثَرَ نَفِیْرًا ۝ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ ۟ وَاِنْ اَسَاْتُمْ

دشمنوں پر غلبہ دیا اور تمکو　مال اور اولاد میں ترقی دی　اور تمکو بڑی جماعت والا بنادیا اگر تمنے نیکی کی تو اپنے ہی بھلے کے لئے کی تھی　اور اگر بدی کی تھی　تو

فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَکُمْ وَلِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ کَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِیُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِیْرًا ۝

اپنے ہی لئے کی تھی پھر جب دوسرا وعدہ آیا (تو پھر دشمنوں کو ابھار دیا) تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑدیں اور مسجد مقدس میں گھس پڑیں جیساکہ اس میں اول بار گھس پڑے تھے اور جس چیز پر قابو پاویں ملیامیٹ کردیں

عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا ۝

کچھ دور نہیں کہ تمہارا رب تمپر رحم کرے اور اگر تم پھر وہی کروگے تو ہم بھی پھر وہی کرینگے اور ہمنے جہنم کو منکروں کا قیدخانہ بنا رکھا ہے۔

حضرت کو اس سے پیشتر خواب میں ہوئی تھی (جیساکہ معالم میں ہے)

(۴) یہ معراج روحانیت کا کامل غلبہ ہے عبادت و تسبیح کے سبب جس سے روح جسم پر غالب آگئی اور جسمانیت میں سرایت کرگئی اور جسم بھی بمنزلہ روح کے لطیف ہوگیا تھا اور یہ بات اہل کمال پر مخفی نہیں۔

ترکیب

الا تتخذوا اصل میں ان لا تھا۔ ان مفسرہ ہو اس چیز کا کہ جسکو کتاب شامل تھی امر و نہی سے۔ وکیلا مفعول ہے لا تتخذوا کا اور مفعول ثانی یا ذریۃ ہے والتقدیر لا تتخذوا ذریۃ من حملنا وکیلا اے ربا مفوضا الیہ۔ اس صورت میں من دونی حال ہوگا وکیلا سے یا من دونی خود مفعول ثانی ہے۔ اس صورت میں ذریۃ کا نصب منادیٰ مضاف ہونیکی وجہ سے ہے یا باضمار اعنی مرتین مصدر ہے غیر لفظ سے وعدا و لٰہما ای موعود اولی المرتین خلال ظرف ہے جاسوا کا

تفسیر

آنحضرت صلعم کی بزرگی ذکر فرماکر (یعنی معراج کا ذکر کرکے) بتلاتا ہے کہ ہمیشہ سے انبیا کے ساتھ ہم یوں ہی انعام و اکرام کرتے آئے ہیں اس سے پہلے ہمنے موسے کو بھی کتاب یعنی توراۃ دی تھی جو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھی اس میں بڑا تاکید حکم یہ تھا کہ اے نوح اور اسکے ساتھ کشتی میں سوار ہونیوالوں کی نسل میرے سوا اور کسیکو کارساز حاجت روا نہ بنانا۔ مگر بنی اسرائیل نے بت پرستی کی ہلاکت میں پڑے

ذریۃ من حملنا مع نوح فرمانے میں اس طرف اشارہ ہو کہ اسوقت لوگوں کی شرارت سے انکو غرق کیا تھا اور نوح اور اسکے ساتھ والوں کو کشتی میں خدا پرستی کی وجہ سے بچالیا تھا اب جو تم دنیا میں پہلے ہوتے ہو سب انہیں عام بانفوں کی نسل ہو تمکو ذرا اپنے بزرگوں کا بھی خیال ہے کہ وہ کیسے تھے اور اب تم کیا کرتے ہو اور اس عذاب کا بھی کہ جو سوقت دنیا پر نازل ہوا تھا چونکہ کشتی والوں میں نوح علیہ السلام سردار تھے اسلئے انکا وصف بھی ظاہر کردیا انہ کان عبدا شکورا کہ وہ بڑا شکرگزار بندہ تھا اب تم اسکی اولاد ہو کر کس طرح سے کفران کرتے ہو شرماؤ۔ ثم اولاد من حملنا مع نوح میں اس شرارت پر سزا نازل ہونا اشارۃً ذکر فرماکر اس واقعہ کی تصریح فرماتا ہو جو کتاب میں

بنی اسرائیل کیلئے بطور پیشین گوئی کے ذکر ہوا تھا۔ بقولہ وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علواً کبیرا۔ فاذا جاء وعد اولٰہما بعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الخ

قضا قطع کرنا، فیصلہ کرنا، اور ادا کرنا، حکم کرنا۔ مگر یہاں مراد قطعی طور پر بتلا دینا ہے۔ وعد اولٰہما یعنی اولی المرتین باس قتال ومنہ قولہ تعالیٰ وحین الباس۔ قال اللیث الجوس والجوسان التردد۔ فجاسوا ابن عباسؓ اسکے معنی کرتے ہیں فتشوا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں طلبوا من فیہا ابن قتیبہ کہتے ہیں عاثوا وافسدوا۔ والخلال ہو الانفراج بین الشیئین والدیار دیار بیت المقدس۔

بعض مفسرین نے

فی الکتاب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توارات مراد لی ہے اور یہ ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معرفت بنی اسرائیل کو یہ بات اول سے سنا دی ہو کہ تم ملک میں دو بار فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے پہلی مرتبہ جب تم ایسا کرو گے تو تم پر ہم بڑے جنگ آور بندے مسلط کرینگے جو تمہارے گھروں میں گھس گھس کر تمہیں قتل کرینگے۔ اسکے بعد ہم پھر تمکو دولت و ثروت اولاد و حشمت دینگے مگر تم پھر فساد و شرارت کرو گے تو ہم پھر تم پر ایک قہار قوم مسلط کرینگے جو تمہارے منہ بگاڑ دے گی اور اول بار کی طرح بیت المقدس تک انکی نوبت آوے گی اسکے بعد شاید خدا تم پر مہربانی کرے اور جو تم پھر بدی و شرارت کرو گے تو ہم بھی پھر تمکو سزا دیں گے،، مگر اب بالفعل جو اہل کتاب کے پاس توریت کے نام سے ایک کتاب ہے اس میں اس صراحت کے ساتھ یہ مضمون نہیں ہاں اسکے بعض فقروں سے نکلتا ہے اس اصلی توریت میں یہ مضمون ہوگا بعض کہتے ہیں کہ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یعنی یہ بات بنی اسرائیل کے لئے پہلے دفتر قضا و قدر میں لکھدی تھی۔ وقال ابن عباسؓ وقتادہ یعنی قضینا علیہم فالی بمعنی علیٰ والمراد بالکتاب اللوح المحفوظ معالم۔ محمد بن اسحاق کہتے ہیں وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب ای اعلمناہم واخبرناہم فیما آتیناہم من الکتاب انہم سیفسدون (معالم)

اس قول سے توریت کی تخصیص نہیں سمجھی جاتی بلکہ عام ہے کوئی کتاب ہو جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھی اور کاتب الحروف کے نزدیک یہی قول قوی ہے اب ہم جو آجکل کی کتابوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکو اہل کتاب الہامی مانتے ہیں انمیں سے کتاب یسعیاہ (شعیا) اور یرمیاہ (ارمیاہ) اور حزقیل اور ہوسیع اور یوئیل اور عاموس اور میکیاہ اور حبقوق علیہم السلام کی کتابوں میں یہ مضمون بکثرت موجود اور باوجود تحریفات کے بہت کچھ مذکور ہے اسی کی نسبت فرماتا ہو وقضینا الیٰ بنی اسرائیل فی الکتاب الخ اب یہ بات باقی رہ گئی کہ پہلی مرتبہ بنی اسرائیل کی شرارت و بت پرستی پر کس جبار بادشاہ کو خدا نے انپر مسلط کیا تھا؟ اکثر مفسرین کہتے ہیں یہ بخت نصر بابل کا بادشاہ ہے مگر اسکی چڑہائی کا باعث جو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام کے خون کا انتقام کہتے ہیں وہ بڑی غلطی کرتے ہیں کس لئے کہ بخت نصر جسکو اہل کتاب بنوکد نضر کہتے ہیں حضرت یحییٰؑ سے صدہا سال پیشتر گزرا ہے اور پچھلے مرتبہ جسنے بنی اسرائیل پر چڑہائی کی ہو بعض کے نزدیک وہ شاہ انیٹوکس انطاکیہ کا بادشاہ ہے اسکے بعد پھر کچھ بنی اسرائیل کی حالت سنبھلی تھی جیسا کہ عسیٰ ربکم ان یرحمکم سے پایا جاتا ہے تو بنی اسرائیل نے یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ بھی بڑی بدسلوکی کی تو ان عدتم عدنا کے موافق خدا نے شہزادۂ روم طیطس کو چڑہایا جس نے بالکل ستیاناس کر دیا اسی کے گرائے ہوئے بیت المقدس کو حضرت عمرؓ نے تعمیر کیا ہے۔

اب ہم بیت المقدس کی مفصل تاریخ لکھتے ہیں جس سے ناظرین آپ سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مصداق ان بادشاہوں میں سے کون ہے اور کونسا واقعہ اس سے زیادہ چسپاں ہے۔ وہو حسبی ونعم الوکیل۔

تاریخ بیت المقدس

چونکہ مسجد اقصیٰ کا ذکر قرآن مجید کی ان آیات میں واقع ہوکہ جسکو مفسرین اسلام بیت المقدس یا بیت المقدس سے تعبیر کرتے ہیں تو ہم کو ضرور ہوا کہ اسکا مفصل حال بیان کریں تاکہ پھر شب معراج میں آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہاں تشریف لیجانا ذہن نشین ہو اور اس پر جو مخالفین نے شبہات کئے ہیں وہ بھی دفع ہوجاویں اور نیز پچھلی آیتوں کا مطلب بھی بخوبی واضح ہوجاوے۔

فصل اول

مسجد اقصیٰ یا بیت المقدس اوس مسجد کا نام ہے کہ جسکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا جسکو اہل کتاب ہیکل کہتے ہیں یہ مسجد شہر شلیم یا جیروسلم میں واقع ہو جو ملک فلسطین میں ہے اور اس ملک کو یہودیہ اور ارض مقدسہ (ہولی لینڈ) کنعان بھی کہتے ہیں اور کبھی ملک شام بھی جغرافیہ فرہاد کے صفحہ ۲۲۴ میں ہے وکنعان اسم قدیم شام است کما قال الیاقوت کنعان بالفتح ثم السکون وعین مہملۃ وآخرہ نون قال ابن الکلبی الشام ومنازل الکنعانیین ینسبون الی کنعان بن حام نوح۔ وکنعان موضع من ارض الشام کان منزل یعقوب علیہ السلام فی قریۃ یقال لہا سیلون بین سجل ونابلس وبہا الجب الذی التی فیہ یوسف علیہ السلام۔

کنعان شام کے اس حصہ کا نام ہے جسکی ایک گاؤں میں جس کا نام سیلون ہے سجل اور نابلس کے درمیان حضرت یعقوب رہا کرتے تھے اور یہیں وہ کنواں بھی ہے جس میں حضرت یوسف کو ان کے بھائیوں نے ڈالدیا تھا اور شام کے ملک میں ایک گاؤں کا بھی کنعان نام ہے اسی طرح فلسطین بھی اس ملک کو کہتے ہیں یعنے ملک شام کا وہ جنوبی و مغربی حصہ جو بحیرۂ روم کے کنارہ پر واقع ہے جسمیں عسقلون اور یقرون اور یافہ اور غازہ وغیرہ شہر آباد ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس ملک میں فرقہ کوش کے لوگ رہتے تھے جنکا مقابلہ بنی اسرائیل سے ہوا کرتا تھا اور سیریہ کہ جس کو زمانہ قدیم میں آرام کہتے تھے ایشیا ترکی کا ایک حصہ ہے جس میں شہر الیپو یعنی حلب واقع ہے کبھی شام وسیع معنی میں اطلاق ہوتا ہے جس سے ملک فلسطین بھی مراد لیا جاتا ہے اب ہم اس ملک فلسطین یا کنعان کا حال بیان کرتے ہیں کہ جسمیں شہر جیروسلم یا یروسلم واقع ہے اس ملک کے حدود اربعہ یہ ہیں شمال میں ملک سریا یعنی شام اور مغرب میں شمالی حصہ تک بحیرہ روم جس کے کنارہ پر طرابلس عسرہ یافہ صیدا عسقلون عکہ صور بیروت لاذقیہ قیساریہ وغیرہ شہر واقع ہیں اور جنوب میں ملک عرب کے شمالی حصے اور مشرق میں یردن ندی اور بحر المیت کہ جسکو بحر لوط بھی کہتے ہیں یعنی وہ شور جھیل کہ جسکا طول تخمیناً ستر میل اور عرض دس میل ہے جس کے کناروں پر حضرت لوط علیہ السلام کی نافرمانی سے وہ پانچ گاؤں جو غارت ہوگئے بستے تھے۔

اس ملک کا طول شمالاً وجنوباً سریا سے لیکر عمالیقیون کی زمین تک اسی کوس اور عرض پورب پچھم بحیرہ روم سے لیکر موآبیوں کی زمین تک چالیس کوس اور پھر حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے عہد میں اس ملک کے اور بھی حدود اربعہ وسیع ہوگئے تھے قدیم زمانہ میں اس ملک پر بابل اور

نینوی کے بادشاہوں کی حکومت تھی۔ شاہان نینوی کے عہد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اطراف بابل اپنے اصلی وطن سے ہجرت کرکے اس ملک یہودیہ یا
شام میں آرہے تھے اس عہد میں شاید یہاں نینوی کے بادشاہ کی حکومت نہ تھی یا ہوگی تو کامل طور پر نہ ہوگی بلکہ توریت سے یہ معلوم ہوتا ہے طوائف الملوکی تھی
اس ملک میں شمال کی جانب سے پہاڑوں کے دو سلسلہ جنوب و مغرب کی طرف چلتے ہیں اور اس مقام کو لبنان کہتے ہیں تھوڑی دور اسی طرح چلکر
مغربی سلسلہ شہر صور کے دو کوس اُترطرف بحیرہ روم کے کنارہ پر ختم ہوتا ہے اور دوسرے سلسلہ کی پھر دو شاخیں ہو کر دکھن کی طرف چلی ہیں ان دونوں
میں سے مشرقی سلسلہ کا نام ایک موقع پر حرمون ہے یہ پہاڑ بعض جگہ تو ہزار بعض جگہ گیارہ ہزار فٹ بلند ہے جسکی چوٹیوں پر ہمیشہ برف جمی رہتی ہے
پھر یہ سلسلہ دریائے جلیل کے قریب مشرق کی طرف لبن کہلاتا ہے پھر اور آگے یردن ندی کے قریب کوہ جلعاد کہلاتا ہے جہاں سے روغن بلسان
آیا کرتا تھا پھر آگے چلکر اسکو ابریم کا پہاڑ اور مدیانیوں کی زمین کے قریب اسکو کوہ شعیر کہتے ہیں جسمیں سے ایک چوٹی کا نام کوہ حور ہے جہاں حضرت
ہارون علیہ السلام نے وفات پائی تھی پھر یہ بحیرہ قلزم میں جاکر تمام ہوگیا اور اسی طرح مغربی سلسلہ چلتا ہے جسکو جلیل کے پاس کوہ بتور اور آگے چلکر
کوہ کرمل کہتے ہیں جسکے معنی اللہ کا باغ ہے یہاں کی سرسبزی اور انواع واقسام کے پھول ضرب المثل ہیں اسکی چوٹی پر جو سمندر کے قریب ہے
الیاس علیہ السلام نے بعل کے پجاریوں سے مقابلہ کیا تھا اس کے اور بتور پہاڑ کے بیچ سمندر سے لیکر دریائے یردن تک یزرائیل کی وادی
کہلاتی ہے اسکی لمبائی چودہ کوس اور چوڑائی چھ کوس ہے اور سیدھا دکھن کی طرف چلکر اسرائیل یا افرائیم کے پہاڑ اور یہودیہ کے پہاڑ کہلاتے ہیں انہیں
میں کوہ جرزین بھی ہے جسکی چوٹی پر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں سامریوں نے دوسری ہیکل بنائی تھی اور اسی سلسلہ میں کوہ موریہ ہے جسپر حضرت سلیمان
علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ یا ہیکل تعمیر کی اور کوہ صیحون بھی کہ جسپر یہ شہر یروسلم واقعہ ہے گویا موریا و صیحون اس ایک ہی پہاڑ کے نام ہیں یہ شہر چار
پہاڑوں پر آباد ہے ۔ موریہ صیحون ۔ اکرا ۔ بزیتہا زمانہ قدیم میں سب کو موریہ کہتے تھے اس وجہ سے کہ یہاں ایک قوم اموری بستی تھی اور صیحون ان کا
ایک بادشاہ گزرا ہے پھر اسی کے نام سے یہ پہاڑ نامزد ہوگیا ۔

یہ شہر یروسلم کہ جس میں مسجد اقصیٰ یا ہیکل سلیمانی واقع تھی بحیرہ روم سے ۳۲ میل کے فاصلہ پر سمندر کے سطح سے دو ہزار پانسو اڑتیس
فٹ بلندی پر واقع ہے اور دریائے یردن کہ جہاں حضرت مسیح نے اصطباغ لیا تھا جس کا پانی ہر سال ہزاروں عیسائی گنگا جلی کی طرح تبرکا
لیجاتے ہیں یروسلم سے اٹھارہ میل دور ہے اور شہر حبرون دکھن کی طرف دس بارہ میل اور سامریہ شمال کی طرف ۳۶ میل ۔ اور دمشق
سے یروسلم دکھن اور پچھم کے رخ ایک سو بیس میل پر ہے اور بغداد سے ساڑھے چار سو میل مغرب کے رخ میں ۔ نابلس کہ جس کے قریب حضرت
یعقوب علیہ السلام رہا کرتے تھے یروسلم سے شمال کی جانب ۳۳ میل اور بندر یافہ کہ جہاں سے ہیکل کے لئے لکڑیاں آیا کرتی تہیں یروسلم
سے دکھن طرف باسٹھ میل اور شہر ناصرہ کہ جہاں حضرت مسیح مصر سے آکے رہے تھے جسوجہ سے انکی امت نصاری کہلاتی ہے ستر میل اور
بیت اللحم کہ جہاں حضرت مسیح پیدا ہوتے تھے تخمیناً چار میل اور مصر وہاں سے جنوب و مغرب میں تخمیناً دو سو ساٹھ میل ہے اور کوہ طور دو سو میل اور
مدینہ منورہ تخمیناً چھ سو میل اور شہر یریحو کہ جس کے پاس سے بنی اسرائیل یردن ندی کو دو حصہ کرکے اتر آئے تھے پورب اور اتر کی طرف تخمیناً سولہ
میل ہے اور مکفیلہ کے غار جہاں کہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام کے مزار ہیں بیس میل آج کل اس جگہ کو کہ جہاں یہ
مزارات مقدسہ ہیں خلیل کہتے ہیں جو ایک عمدہ شہر آباد ہے ۔

یہ ملک شام یا سریہ حضرت سلطان ترکی خلد اللہ ملکہ کے قبضہ میں ہے اس ملک میں مسلمان یہودی عیسائی آرمنی رہتے ہیں بیشتر مسلمان ہیں اور تقریباً
کل ملک کی مادری زبان سیکڑوں برسوں سے عربی ہے ۔ زوار لوگ جو ہندوستان یا عرب سے جاتے ہیں تو سویز سے جہاز میں سوار ہو کر بحیرہ

روم کے کسی بندر پر اتر جاتے ہیں وہاں سے گھوڑا گاڑی میں سوار ہو کر ایک رات میں یروشلم پہونچ جاتے ہیں اونٹ اور گھوڑے کی سواری ملتی ہے۔اس شہر میں حضرت سلطان کی طرف سے ایک پاشا رہتا ہے شہر یروسلم سے مشرق کیجانب تھوڑے سے فاصلہ پر زیتون کا پہاڑ ہے یہ وہی پہاڑ ہے کہ جہاں رات کو حضرت عیسٰی علیہ السلام عبادت کیا کرتے تھے اور یہیں سے یہودی آپ کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لے گئے تھے اس پہاڑ اور شہر کے درمیان ایک نالہ بہتا ہے کہ جس کو کدرون کہتے تھے بارش کے ایام میں اسمیں زیادہ پانی ہوتا ہے مگر گرمی میں خشک ہو جاتا ہے اس پہاڑ کے دامن میں مغرب کے رخ شہر کے قریب ایک باغ تھا جسکو گتسمنی کہتے تھے اور اسی پہاڑ کے نیچے مشرق کیجانب بیت عینا اور بیت فاگا دو گاؤں آباد تھے۔

پادریوں

کی الکتاب کے مقامات المعروف چھاپہ رومن مرزاپور ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۵۔۱۶ میں لکھا ہے کہ شہر یروسلم کا بانی ملک صدق تھا جسکا ذکر کتاب پیدائش کے ۱۴ باب ۱۸ ادرس میں یوں ہے کہ ملک صدق سالم کا بادشاہ تھا اور اکثر سمجھتے ہیں کہ یہی اس شہر کا اصلی نام ہے آباد ہونے کے سو برس بعد اسکو یبوسیوں نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور شہر پناہ کو بڑھایا اور کوہ صیحوں پر ایک قلعہ بھی تعمیر کیا پہلا نام بدل کر یابوس نام رکھا گمان غالب ہے کہ یہی نام اصلی نام کے ساتھ شامل کیا گیا یعنی یبوسلم یا فصاحت کے واسطے یروسلم جیسا کہ آج تک جاری ہے ایجاد ہوا یشوع کے کتاب کے ۱۰ باب ۱۳ آیت میں ہے کہ جب یشوع نے ملک کنعان پر حملہ کے وقت اسکے (یعنی یروسلم کے) بادشاہ کو پکڑا اور قتل کیا اسوقت سے داؤد کے زمانہ تک یہودی اور یبوسی دونوں ملے جلے رہتے تھے۔پھر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یشوع نے یروسلم بنیامین کے فرقے کو سپرد کیا لیکن بسبب اس کے کہ یہ شہر فرقہ یہوداہ کی عین سرحد پر تھا اور بنی یہوداہ نے دوبارہ اس کو محاصرہ کر کے لے لیا تھا اسواسطے یروسلم کبھی بنیامین اور کبھی یہوداہ کا کہلایا اور جب سے خدا نے یروسلم کو اپنی ہیکل کے لئے چن لیا تب سے وہ تمام بارہ فرقوں کا دارالسلطنت مقرر ہوا اور کسی خاص فرقے کا حصہ نہ کہلایا۔ربی لوگ کہتے ہیں کہ شہر مذکور کی زمین تمام فرقوں کی زمین تھی یہاں تک کہ باشندوں میں سے بھی کوئی اپنے گھر کو اپنا نہ کہہ سکا اور عید کے ایام میں سب اپنے پردیسی بھائیوں کو بغیر کرایہ کے مکان میں ٹھہراتے تھے۔

تمام ملک کے یہودی یروسلم میں سال میں تین بار حاضر ہوتے تھے عید فصح میں یہ عید فرعون کے ظلم و قبضہ سے رہا ہونیکے یادگار میں تھی جس میں قربانی کرتے اور فطیری روٹی کھاتے تھے۔دوسری عید خیمہ یہ مصر سے نکلنے کے بعد چالیس برس بیابان میں رہنے کی یادگاری میں کیا کرتے تھے اسمیں پتوں اور شاخوں کے جھونپڑے بنا کر سات روز میدان میں رہتے تھے سوم عید پنتکوسٹ یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی پچاسواں یہ عید مصر سے نکلنے کے بعد کوہ سینا پر شریعت پانے کی یادگاری میں مقرر ہوئی تھی۔ان عیدوں میں ہزارہا بنی اسرائیل حاضر ہوتے تھے جس طرح اہل اسلام مکہ میں حاضر ہوتے ہیں

الغرض یہ شہر اسوقت سے آباد ہے کہ جب بنی اسرائیل ملک مصر سے کوچ کر کے پھر اس ملک کنعان میں داخل ہوئے مگر حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد میں انکا پایہ تخت ہونے کی وجہ سے نہایت رونق اور تجمل کی حالت میں تھا۔اسکی شہر پناہ اور اسکے عمدہ برج اور پھاٹک حیرت انگیز اور عبرت خیز تھے لیکن داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے عہد سے آگے ہی سے یہ جگہ متبرک اور مقدس سمجھی جاتی تھی کیونکہ حسب اعتقاد اہل کتاب حضرت ابراہیم اسی مقام پر اپنے بیٹے اسحاق کو قربانی کرنے کے لئے لائے تھے۔اسی سرزمین پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خواب میں باتیں کی تھیں اور اسی لئے اس جگہ کا نام بیت ایل یعنی خدا کا گھر رکھا۔یہی جگہ ہے کہ جہاں خدا تعالیٰ کے حکم و الہام سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد (ہیکل) بنائی پھر یہی مسجد اور یہی شہر ہزارہا انبیاء علیہم السلام کا قبلہ اور زیارت گاہ رہا ہے یہی کا قرب جوار انبیاء کا مدفن اور مورد برکات ہوا اَلَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ

اہل کتاب اب تک اس کی وادی یہوشفاط میں دفن ہونا موجب نجات خیال کرتے ہیں۔ آنحضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسکی طرف منہ کرکے مدتوں نماز پڑھی ہے اور شب معراج میں اس جگہ تشریف لائے ہیں۔ یہ شہر مقدس اور یہ مسجد متبرک بارہا ظالم بادشاہوں کے ہاتھوں سے برباد و منہدم ہوئی اور پھر بنائی گئی چنانچہ آگے چلکر آپ کو اسکی کیفیت بخوبی معلوم ہوگی مگر اب ہم ناظرین کو حال کے شہر اور مسجد کا ذکر سناتے ہیں۔

یروسلم جدید کی شہر پناہ کا گھیر جسکو ۹۴۳ھ میں سلطان سلیمان بن سلیم شاہ روم نے تعمیر کرایا تھا تخمیناً ڈھائی میل کا ہے۔ یوسفس مورخ کے وقتوں میں کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے قریب زمانہ کا ہے چار میل کا گھیر تھا اور شہر تین دیواروں سے گھرا ہوا تھا جس میں سے ایک میں ساٹھ دوسرے میں چالیس تیسے میں چھیاسٹھ برج بنائے گئے تھے شہر جدید پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قدیم بنیادوں پہ قایم کیا گیا ہے لیکن اس کے اطراف میں ایسی بھی زمین باہر پڑی نظر آتی ہے کہ جو قدیم زمانہ میں شہر میں داخل تھی چنانچہ نصف صیہوں کی پہاڑی شہر پناہ کے باہر ہے جو پہلے اندر تھی شہر حال کی چار دیواری بلند اور کنکریلے پتھروں سے ٹھوس بنی ہوئی ہے اور اس میں جابجا برج اور توپیں چڑھانے کے مورچے بنے ہوئے ہیں شہر کے سات دروازے ہیں دو شمال کی جانب ایک مغرب کیجانب اور ایک مشرق کی جانب ایک باب الحرم کہلاتا ہے اور دو دکھن کے رخ میں۔ شہر میں تین بڑی سڑکیں ہیں ایک وہ جس کو باب الدمشق کہتے ہیں جو شمال و مغرب کی طرف جاتی ہے دوسرے سوق الکبیر جو پورب پچھم جاتی ہے تیسرے غمخواروں کی سڑک اور یہ وہ رستہ ہے کہ جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودی سولی دینے لے چلے تھے انکے سوا سات سڑکیں اور ہیں جو ان سے چھوٹی ہیں جنکے یہ نام ہیں کوچۂ مسلمین کوچۂ نصاری کوچۂ یہود کوچۂ آرمنی۔ کوچۂ ظاہرہ کوچۂ مغربین کوچۂ باب حوت۔

پادری چارلس ٹبل ایم اے کہتا ہے کہ آخر اگست ۱۸۶۶ء میں جو لفٹنٹ وارن صاحب شہر مقدس کا حال دریافت کرنے گئے تھے انہوں نے اچھی طرح وہاں کا حال دریافت کیا انکے بیان کے موجب شہر کی شہر پناہ طول میں پورب کی طرف دو ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور شمال کیطرف تین ہزار آٹھ سو فٹ ہے اور مغرب کی طرف دو ہزار تین سو فٹ اور دکھن کی طرف سے تین ہزار تین سو پچاس فٹ ہے۔

اس جگہ بہت عمدہ عمارت بجز ہیکل (مسجد اقصیٰ) اور مسیح کی قبر کے اور کوئی نہیں ہے ان کے پاس اور بھی مقامات ہیں کہ جو اوسط درجہ میں خیال کئے جاتے ہیں۔

یروشلم کے مقامات کا بیان

الکتاب کے مقامات المعروف نامی کتاب میں اس شہر کے چھوٹے بڑے اکتیس [۳۱] مقامات گنوائے ہیں (۱) بیت اللحم کا پھاٹک (۲) دمشق پھاٹک (۳) افرائیم کا پھاٹک (۴) مقدس استیفان کا پھاٹک (۵) سنہرا پھاٹک یہ ہمیشہ بند رہتا ہے (۶) مسجد اقصیٰ کا پھاٹک (۷) غلیظ کا پھاٹک (۸) صیحون کا پھاٹک (۹) آرمینیوں کی خانقاہ (۱۰) پیلس کا قلعہ (۱۱) بنت سبع کا کنڈ (۱۲) حاجی ستورہ کا کنڈ (۱۳) لاطینیوں کی خانقاہ (۱۴) کھنڈر مکان (۱۵) قبر کا گرجا۔ قبرستان۔ کلوری (۱۶) ہیرودیس کا محل (۱۷) مقدس اناکی مسجد (۱۸) پلاطوس کا محل (۱۹) بیت حسدہ کا کنڈ (۲۰) حرم شریف الف سلیمان کا تخت ب محمد علیہ السلام کا تخت جاہل مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہاں آنحضرت قیامت میں عدالت کریں گے ج صدر عیسیٰ کے منارہ کا دروازہ (۲۱) الصخرہ (۲۲) مسجد الاقصیٰ (۲۳) چوک و بازار (۲۴) اناس کا محل (۲۵) یہود کا عبادت خانہ (۲۶) یروسلم کے حاکم کا محل (۲۷) قیافا کا محل (۲۸) داؤد علیہ السلام کا مزار (۲۹) عام قبرستان (۳۰) بادشاہ کا کنڈ (۳۱) سلوام کا کنڈ۔ اس شہر میں تخمیناً تیس ہزار آدمی بستے ہیں جس میں زیادہ مسلمان ہیں پھر یہود پھر عیسائی اور آرمنی مسلمان اکثر حرم شریف کے گرد و نواح میں رہتے ہیں اور عیسائی اپنی خانقاہوں اور گرجاؤں کے آس پاس اور یہودی کوہ صیحون کے دامن میں اور اس کے آس پاس کے نشیب میں۔ اس شہر میں یہودی بیوہ عورتیں بہت زیادہ

رہتی ہیں جو اپنی پرورش کا وسیلہ یروسلم کو سمجھتے ہیں۔

اس شہر میں دو خانقاہ بہت مشہور ہیں ایک لاطینی دوسری ارمنی شہر سے شمال و مغرب کی طرف اور لاطینی و کہیں پچھم کی طرف ارمنی خانقاہ میں ہزار آدمی رہ سکتے ہیں۔ آرمینیوں کا ایک گرجا بہت بلند اور کشادہ بنا ہوا ہے اور اس میں اسباب عبادت اس قدر اور ایسے قیمتی ہیں کہ دنیا بھر میں میسر نہیں آسکتے۔ کبھی کبھی ان دونوں قوموں میں علاوہ زبانی بحث کے لاٹھی سونٹے کی بھی نوبت آجاتی ہے۔

یروسلم کے جنوب میں سلوآم کا ایک تالاب ہے کہ جس کی گہرائی چوبیس فٹ ہے۔ یروسلم میں ملکہ انگلستان اور شاہ جرمن کے اتفاق سے ایک ایسے نئے گرجا کی تعمیر کا ارادہ ہوا تھا کہ جسمیں انگلستانی کلیسا کے طور پر عبادت ہوا کرے اسکے لئے سلطان کی طرف سے زمین ملی اور بنیاد بھی ڈالی گئی مگر ارمنی اور یونانی اور لاطینیوں کی ناراضی سے ہنوز وہ عمارت قایم نہیں ہونے پائی۔

یروسلم کے پورب طرف ایک وادی ہے کہ جسکا طول دو یا ڈیڑھ میل ہوگا اس کو وادی یہوشفات کہتے ہیں جسکے معنی یہوواہ (خدا) کی عدالت کے ہیں اسی بنا پر یہود اور عام عیسائیوں اور عام مسلمانوں کا خیال ہے کہ قیامت کے روز اس جگہ پر خدا عدالت کریگا۔ اسی لئے یہود یہاں دفن ہونا سبب نجات جانتے ہیں۔ اسی وادی کے پاس شہزادہ ابی سلوم کا ستون اور کئی ایک مقبرے ہیں جن میں سے بعض بلند اور عالیشان اور بعض ٹوٹے پھوٹے ویران پڑے ہیں۔

یروسلم کے جنوب میں ایک وادی گیہنوم یعنی جہنم کہلاتی ہے۔ یوسیا بادشاہ کے عہد سے آگے یہودی یہاں مالک بت پرستش کرتے تھے یہ بت پیتل کا تھا اور اس کا چہرہ بیل کا سا اور اس کے ہاتھ پھیلے ہوئے گویا یہ اپنے عابدوں کو گود میں لینا چاہتا ہے یہ بت پرست یہودی اس بت کو آگ سے نہایت گرم کر کے اپنے لڑکوں کو اس کی گود میں ڈالتے اور ان کے چلانے کی آواز دبانے کے لئے ڈھول بجاتے تھے اس عہد میں ان ڈھولوں کے نام سے اسکو وادی توفت (ڈھول) کہتے تھے پھر بابل کی اسیری کے بعد یہود اس مقام اور اس بت پرستی سے نفرت کرنے لگے اور اس وادی کو خراب کرنے کے لئے تمام شہر کا کوڑا اور غلیظ وہاں پڑنے لگا جسکے جلانے کے لئے ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی اس مناسبت سے اس کو جہنم کہنے لگے جس طرح فلسطی ایک بت داجون کی پرستش کرتے تھے جس کا مچھلی کا سا جسم اور انسان کے سے ہاتھ پاؤں تھے اسی طرح موابی اس مالک کی پرستش کرتے تھے اور غالباً اس سے مراد زحل ستارہ لیتے تھے باوجود سخت ممانعت کے بنی اسرائیل نے اون کی صحبت سے یہ بت پرستی اختیار کر لی تھی۔

قسطنطین شاہ روم کی والدہ نے جبکہ وہ یروسلم میں آئی مسیح کی قبر پر سے ایک بت جو اسپر قایم کیا گیا تھا اوکھڑوا کر وہاں ایک جدید گرجا عالیشان تعمیر کیا جو آجتک مسیح کی قبر کے نام سے مشہور ہوا اور جسقدر عیسائی یروسلم میں حج کو جاتے ہیں اسکی زیارت ضرورت کرتے ہیں اس میں گھستے ہی مجاور ایک بڑا پتھر دکھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسی پر حضرت مسیح کی لاش کو غسل دیا گیا تھا اس سے تھوڑی دور آگے بڑھکر ایک گنبد کے نیچے جو سولہ ستونوں پر مبنی ہے مسیح کی قبر بتاتے ہیں جسپر انہوں نے سنگ مرمر کا چھوٹا سا روضہ بنا رکھا ہے اسکے چھوٹے دروازہ سے ہو کر حاجی اس کمرے میں داخل ہوتے ہیں جو چٹان میں کندہ ہے یہ مقام ساڑھے چھ فٹ مربع سے زیادہ نہوگا یہاں سنگ مرمر کا ایک صندوق ہے اسی میں حضرت مسیح کی لاش کا رکھا جانا قرار دیتے ہیں اور اسکی چھت میں بڑے بڑے عمدہ جھاڑ لٹکتے ہیں جو بادشاہوں کی نذر گزرانے ہوتے ہیں اس مقام میں ایسی کشمکش کی راہ ہے کہ تین چار آدمی کے سوا اور کا گزر نہیں۔ اس گرجے میں یونانی لاطینی ارمنی عیسائی سب شریک ہیں۔ اور ہر سال وقت عقر مسیح کے مصلوب

ہونے اور زندہ ہونے کا سوانگ بناتے اور لاش نکالتے اور بڑا ماتم کرتے ہیں۔

اہل اسلام وہاں کے کل مقدس مقاموں کو مانتے ہیں بجز اس گرجا کے کیونکہ انکو حضرت مسیح کی مصلوبی سے انکار ہے بلکہ یہ مقبرہ یہودا اسکریوطی کا ہے جو ان کی جگہ دفن ہوا اور مسیح کے شبہہ میں سولی پر لٹکایا گیا۔

فصل دوم

اس شہر میں جو سب سے مقدس اور عمدہ اور متبرک مقام ہے وہ مسجد ہے کہ جسکو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعمیر کیا تھا جو مسجد الصخرہ کے نام سے نامزد ہے جسوقت مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کرکے اسکو لیلیا تو عیسائیوں کے بطریک یعنے امام سے مسجد کے لئے بہتر جگہ دریافت کی گئی اس نے سلیمان کی ہیکل کی اوجاڑ جگہ کو دکہایا اور کہا کہ یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں حضرت سلیمان نے ہیکل بنائی تھی۔ اسی مقام پر حضرت عمرؓ نے مسجد کی بنیاد ڈالی اور ایک متبرک عمارت بنائی اس مسجد کے احاطہ کو حرم شریف کہتے ہیں زمانہ حرب صلیب سے وہاں کوئی عیسائی جانے نہیں پاتا ڈاکٹر ریچرڈسن کہتا ہے کہ میں طبابت کے ذریعہ سے امام سے موافقت کرکے تین بار اسکے اندر گیا ہوں۔ اس لئے وہ وہاں کا مفصل حال لکھتا ہے حرم شریف لمبائی میں ایک ہزار چار سو ننانوے فٹ ہے یعنی مسجد اقصیٰ کی محراب نماز سے باب السلام تک اور عرض میں نو سو پچانوے فٹ ہے اس احاطہ میں نارنگی زیتون اور سرو کے متعدد درخت ہیں۔ اسی احاطہ کے درمیان ایک پختہ سنگ مرمر کا تخت ہے یا چبوترہ جو چار سو پچاس فٹ مربع ہوگا جس کی بلندی احاطہ کے سطح سے بارہ چودہ فٹ ہوگی اس پر چڑہنے کے واسطے چاروں طرف سے اچھی اور کشادہ سیڑہیاں بنی ہوئی ہیں چنانچہ مغرب کے رخ تین اور شمال کے رخ دو اور پورب کے رخ ایک اور دکھن سمت دو اور ہر ایک زینہ پر نہایت خوشنما محراب بنی ہوئی ہے اسکی کرسی بالکل سفید اور آسمانی رنگ سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اسکے بعض پتھر بہت پرانے ہیں جنپر طرح بہ طرح کی صورتیں تراشی ہوئی ہیں جنسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم عمارت کے پتھر ہیں۔ اس تخت کے اردگرد بہت سے حجرے بنے ہوئے ہیں جن میں موذن اور خدام اور سامان مرمت رہتا ہے لیکن سب سے زیادہ حسین وہ مسجد ہے کہ جو اس تخت کے بیچوں بیچ ہے جسکو مسجد الصخرہ کہتے ہیں اس وجہ سے کہ اسکے اندر ایک پتھر لگا ہوا ہے جس کی نسبت خیال ہے کہ یہ پتھر اسوقت سے آسمان سے گرا ہے جب سے کہ پہلے پہل نبوت ہوئی جب سے یہیں پڑا ہے کہتے ہیں کہ سب اگلے نبی اسی پر بیٹھکر نبوت کرتے تھے یہ پتھر اوڑکر جانے کو تھا کہ جبرئیل نے ہاتھ سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آنے تک اس کو روک دیا پھر حضرت نے اسکو ہمیشہ کے لئے قایم رکھا (یہ روایات اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں)، یہ مسجد ہشت پہل ہے اور ہر ایک پہل ساٹھ فٹ کا ہے اس میں چار باب ہیں باب الغربی باب الشرقی باب القبلہ باب الجنۃ ایک دروازہ پر سائبان پڑا ہوا ہے برآمدہ کے طور پر اس کا پہلا درجہ سنگ مرمر بنا ہوا ہے اس کے پتھروں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ہیکل کے پتھر ہیں سب دیواریں دلدار بنی ہوئی ہیں ایک دیوار کے پتھر مربع دوسرے کے ہشت پہل اسکے سنگ مرمر کا رنگ سفید ہے مگر خوبصورتی کے لئے جابجا نیلاہٹ کی ہوئی ہے اس درجہ میں کوئی کہڑکی نہیں ہے مگر اوپر کے درجہ میں ہر ایک پہل میں ساڑھے ساڑھے اونچی کھڑکیاں ہیں اور سنگ مرمر کی عوض تمام دیوار رنگین خشت پختہ سے بنی ہے جنپر چاروں طرف قرآن مجید کی آیات بخط جلی لکھی ہیں یہ سب عمارت ایسی خوبصورت بنی ہوئی ہے کہ جسکی نسبت ڈاکٹر موصوف کہتا ہے کہ مجھے اسکے دیکھنے سے ایسی خوشی ہوئی جو دوسری عمارت سے ہرگز نہیں ہوئی مسجد مذکور

میں صخرہ کے سوا چند اور تبرکات ہیں جنکو اہل اسلام متبرک جانتے ہیں چنانچہ ایک اور بڑا پتھر ہے جسکی نسبت کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ لگاکر بیٹھے تھے سنگ مذکور بیچ سے ٹوٹا ہوا ہے۔

اور ایک صندوق ہے جس میں ایک سوراخ ہاتھ جانے کے قابل ہے اسکے اندر قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بتاتے ہیں پھر ایک سبز پتھر چودہ انچ مربع ہے جس میں اٹھارہ سوراخ کیل کے لائق بنے ہوئے ہیں۔ اسکی یہ خاصیت بتلاتے ہیں کہ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد اسمیں سے ایک کیل غائب ہوجاتی ہے چنانچہ اس میں سے ساڑھے چودہ غائب ہوگئے ہیں اور ساڑھے تین باقی ہیں کہتے ہیں انکے غائب ہوجانے کے بعد دنیا کا خاتمہ ہوجائیگا یہ بھی اسلام میں سند صحیح سے ثابت نہیں خیالات عامہ ہیں، یہ بھی کہتے ہیں کہ اس مقام پر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا مزار ہے یہ مسجد مذکور کا گنبد نوے فٹ بلند ہے اور اسکا قطر چالیس فٹ اسکی چھت سیسے کے پتھروں سے بنی ہے جسپر سے تمام یروسلم دکھائی دیتا ہے انتہی ملخصًا۔

یہ عمارت حضرت عمرؓ کے عہد کی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد بنی اُمیہ نے اسکو ازسرنو تعمیر کیا پھر اور اور تعمیرات ہوتی رہیں حال کی عمارت سلاطین عثمانیہ سلطان سلیمان کی ہے۔

حال میں صحن مسجد میں سنگ مرمر کا فرش بنایا گیا ہے اور مسجد کے نیچے ایک تہ خانہ بھی ہے جو مسجد میں سے ایک کھڑکی میں سے شمع لیکر نیچے اترتے ہیں نیچے جاکر حضرت سلیمان علیہا السلام کی بنیاد کے نشان معلوم ہوتے ہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک اس مسجد کی زیارت اور وہاں جاکر نماز پڑھنا نہایت ثواب اور قبولیت کا کام ہے اسلئے سیکڑوں زوار جاتے ہیں شہر میں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہ کیطرف سے ہر قوم اور ہر ملک کے مسلمان زوار کے لئے ایک عمدہ مسافر خانہ بنا ہوا ہے جس کو وہاں تکیہ کہتے ہیں وہاں کھانا پینا سب شیخ تکیہ کی معرفت سلطان کی طرف سے ملتا ہے۔

فصل سوئم

ہیکل سلیمانی کی کیا صورت وہیئت تھی

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے لاکھوں بنی اسرائیل کو ملک شام میں وعدہ الٰہی کے بموجب لیجانے کے لئے نکلے اور وہ مہینے اور سوا مہینے کا راستہ بنی اسرائیل کی نافرمانیوں اور سرکشیوں سے چالیس برس کا سفر بن گیا چنانچہ قادس اور شمالی حصہ عرب کے ریگستان میں اس بے شمار بھیڑ کو ٹکراتے پھرے یہانتک کہ بجز چند آدمیوں کے موسیٰ اور ہارونؑ اور تمام نوجوان بنی اسرائیل جو مصر میں بیس برس کے عمر کے تھے رستہ ہی میں مرکھپ گئے پھر ان کے بعد موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع بن نون نے ملک فلسطین فتح کیا اور بنی اسرائیل کنعان کے وارث ہوئے ان میں یوشع سے لیکر ساؤل یعنی طالوت تک سردار ہوتے تھے پھر انکے بعد سے سلطنت اور بادشاہت قایم ہوئی ساؤل کے بعد سب سے اول بادشاہ بنی اسرائیل کے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ یہ بموجب قول یوسفس مورخ کے حضرت یشوع سے پانسو پندرہ برس بعد تخت نشین ہوئے تھے انکا پہلا اہم کام یہ تھا کہ انہوں نے یبوسی لوگوں کو جو کنعان کی اولاد اور شہر یروسلم میں رہتے تھے مغلوب کیا داؤد نے یبوسیوں کو نکالکر شہر یروسلم کو ازسرنو بنایا اور اسکا نام داؤد کا شہر رکھا اور دارالسلطنت قرار دیا۔

انہیں بیابانوں میں مارے مارے پھرنے کے زمانہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیمۂ عبادت بنانیکا حکم دیا تھا اور اسکی سب ترکیب بتلائی کہ اتنا لمبا ہو اور اس کے ایسے درجے ہوں اور اس کی ایسی قنات ہو اور اسکے اندر صندوق شہادت رکھنے کا ایسا کمرہ ہو اور قربانی کرنے کا فلاں

مقام ہو اور اسکے عود سوز اک اور دیگر آلات سنہری رو پہلی اتنے اور ایسے ہوں اور اسکے کاہن یا امام فلاں اور ان کا ایسا لباس ہو اور خیمہ کے محافظ اور اسکے اوٹھانے والا اسرائیل کا فلاں فرقہ اور فلاں لوگ ہوں جس کی مفصل کیفیت توریت میں موجود ہے جسکو ہمنے بخوف تطویل ترک کرنا مناسب جانا۔

چنانچہ حضرت موسٰی جس مقام سے کوچ کرکے جس مقام پر جاتے تھے وہ خیمہ مع سازوسامان ساتھ جاتا تھا اور ایک جگہ اکھیڑ کر دوسری جگہ نصب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت موسٰی سے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام تک بنی اسرائیل کے لئے یہی کپڑے کی مسجد یا ہیکل رہی پھر جب یہ خیمہ یا مسکن بمقام سیلا استادہ تھا تو وہیں حضرت سموئیل علیہ السلام کی ماں نے دعا مانگی تھی کہ جس سے سموئیل پیدا ہوئے عیلی کاہن کے عہد میں۔ اسی زمانہ میں صندوق شہادت جسکو تابوت سکینہ کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ایک لڑائی میں فلسطینوں کے ہاتھ آگیا تھا پھر ساول کے عہد میں وہ خیمہ شہر نوب میں قایم ہوا پھر حضرت داؤد علیہ السلام بادشاہ ہوئے تو انہوں نے اس وعدہ کے موجب جو خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کیا تھا اوس جگہ پر استادہ کیا کہ جو زمین خدا نے ہمیشہ سے اسکے لئے پسند کر رکھی تھی جس کا کتاب استثنا کے ۱۲ باب ۱۴ ورس اور دیگر مقامات میں اشارہ ہے یعنی شہر یروشلم میں کوہ صیحون پر جس جگہ کا نام حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت ایل رکھا تھا اور ایک پتھر بھی گاڑ دیا تھا۔ اب خدا تعالیٰ کا منشا ہوا کہ میری عبادتگاہ پختہ بنے مگر حضرت داؤد علیہ السلام کو دشمنوں کے قتال وجدال سے اس کی تعمیر کی مہلت نہ ملی گو سامان مہیا کیا تھا اس لئے مرتے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی اور وہ سب سازوسامان بھی حوالہ کیا اور ہیکل کا نقشہ بھی دیا کہ جسکے مطابق سلیمان نے ہیکل بنائی ؎ اور اس خیمہ کی عبادتگاہ کو پتھر اور لکڑی اور سونے چاندی کا بنا دیا اسکی پوری کیفیت اول کتاب السلاطین میں نہایت تشریح کے ساتھ مذکور ہے مگر ہم بھی ناظرین کے لئے یوسفس مورخ کی کتاب سے کسیقدر نقل کرتے ہیں وھو ہذا۔ تاریخ یوسفس حصہ ہشتم باب سوم۔

(۱) سلیمان نے اپنے تخت نشینی سے چار برس دو ماہ بعد ہیکل کا بنانا شروع کیا اور خروج (موسیٰ از مصر) سے پانسو بانوے برس بعد اور ابراہیم کے سو پچیس برس بعد ... میاسے بکل کے ملک کنعان میں آباد ہونے سے ایک ہزار بیس برس بعد اور طوفان نوح سے ایک ہزار چار سو چالیس برس بعد اور آدم کی پیدایش سے کہ سب کا باپ اور سب سے پہلا آدمی تھا ہیکل کے زمانہ تک تین ہزار ایک سو دس برس گزرے تھے اور شہر سور کے آباد ہونے سے دوسو چالیس برس بعد اور حیرام شاہ سور کے تخت نشین ہونے سے گیارہ برس بعد ہیکل کی تعمیر شروع ہوئی۔

(۲) بادشاہ سلیمان نے بڑے بڑے پتھر اور نہایت مضبوط ہیکل کی نیو کے واسطے درست کرائے اور بڑی گہری زمین کھدوا کے ہیکل کی بنیاد رکھی تاکہ مدتوں قایم رہے یہ عمارت سنگ مرمر سے تیار ہوئی تھی ہیکل ساٹھ ہاتھ عرض اور ساٹھ ہاتھ طول[۱] اور ساٹھ ہاتھ بلند تھی اور اس کے اوپر ایک اور مکان بطور بالاخانہ کے بنا تھا اور اس طرح ہیکل کی بلندی ایک سو بیس ہاتھ ہوئی اور اس کا رخ پورب کی طرف تھا اور ہیکل کے سامنے ایک برآمدہ بیس ہاتھ چوڑا اور بارہ ہاتھ لمبا اور ایک سو بیس ہاتھ اونچا بنایا اور ہیکل کے چاروں طرف تیس چھوٹے چھوٹے کمرے برابر بنائے اور

؎ ملک عراق کا پہلانی بیں نام ہے ۱۲ منہ

[۱] کتاب اول سلاطین کے ۶ باب میں ہے۔ وہ گھر جو سلیمان نے خداوند کے لئے بنایا طول اوس کا ساٹھ ہاتھ اور عرض بیس ہاتھ اور بلندی اسکی تیس ہاتھ تھی۔ اور کتاب ۲ تواریخ کے ۳ باب ۳۔۴ ورس میں یوں ہے طول ساٹھ اگلی انداز کے موافق اور عرض بیس ہاتھ اور سامنے کے اسارہ کی لمبائی گھر کی چوڑائی کے موافق بیس ہاتھ اور اونچائی ایک سو بیس ہاتھ۔ ان کتابوں کو عیسائی الہامی کہتے ہیں پھر ان کے اختلاف کی تطبیق کچھ انہیں کی سمجھ میں آتی ہوگی یوسفس کے عہد میں شاید ان کتابوں میں ایسا نہو یا یوسفس کو یہ کتابیں نہ ملی ہونگی یا وہ سمجھ نہ سکا ہوگا ۱۲ منہ

ہر ایک کمرہ پانچ ہاتھ اور اسی قدر چوڑا تھا اور بیس ہاتھ اونچا دو کمرے زیر و بالا سہ منزلہ بنائے گئے اور انکی بلندی ہیکل کی نصف بلندی تک پہونچی اور تمام ہیکل کی چھت سرو کی مصفا شہتیروں اور تختوں سے پاٹی گئی اور سونے کی چادروں سے چھت اور دیواروں کو مڑھ دیا کہ جس سے تمام ہیکل روشن ہوگئی اور ہیکل کی تعمیر ایسی حکمت اور درستی سے کی گئی تھی کہ کہیں جوڑ نہ معلوم ہوتا تھا اور بالاخانہ پر جانے کیلئے ایک زینہ دیوار سے متصل بنایا گیا اور بالاخانہ کے کمروں میں کھڑکیاں بنائیں۔

(۳) اور بادشاہ نے ہیکل کو دو درجہ میں تقسیم کرکے اندر کے درجہ کو جو چوبیس ہاتھ عرض و طول میں یکساں بنایا اسکو نہانی مکان مقرر کیا اور دوسرا درجہ چوبیس ہاتھ عرض میں اور چالیس ہاتھ طول میں تھا اسے مقدس کمرہ قرار دیا اور اسمیں سرو کی لکڑی کے دروازے لگائے اور سونیکی چادروں سے اوسے منڈھ دیا اور اوسپر قسم قسم کی تصویریں بنائیں اور ان کے آگے نیلے وارغوانی و قرمزی رنگ کے باریک کتان کے پردے بنائے اور انکو لٹکا کر اونپر بھی عجیب و غریب نقش و نگار بنائے پھر اوس کے نہانی درجہ کے لئے دو کروبی خالص سونیکے بنائے کہ وہ پانچ ہاتھ اونچے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے بازو پانچ ہاتھ لمبے پھیلے ہوئے تھے اور ایک کروبی کا بازو دیوار جنوبی سے ملا تھا اور دوسرے کروبی کا دوسرا بازو شمالی دیوار سے ملا تھا اور بیچ میں عہد کا صندوق رکھا اور ہیکل کے دروازے میں بڑے بڑے کواڑ لگائے اور اونپر سونیکی چادریں جڑوائیں اور کل ہیکل کو اندر اور باہر سے سونیکی چادروں سے منڈھ دیا تھا اور باہر کے دروازوں پر اندر کے دروازوں کی مانند پردے تھے مگر برآمدہ پر پردہ نہ تھا

(۴) سلیمان نے ایک کاریگر حیرام نامی ملک سوریہ سے بلایا کہ اس کے والدین اسرائیلی تھے یہ شخص ہر کام میں ہوشیار تھا مگر سونے اور چاندی اور پیتل کا کام نہایت عمدہ کرتا تھا اس نے ہیکل کا سب کام سلیمان کی مرضی کے موافق بنایا تھا اور دو ستون اٹھارہ ہاتھ بلند کہ جنکا محیط بارہ ہاتھ تھا اور ان کے سر پر پانچ ہاتھ اونچے سوسن کے درخت کی صورت بنائی اور ایک جالی کہ جس پر کھجور اور سوسن کے پھول بنائی تھی اور ان پر دو سو انار بنائے اور ان ستونوں میں سے ایک برآمدہ کے دہنی طرف رکھا گیا اوس کا نام بوعز تھا۔

(۵) سلیمان نے ایک کلاں حوض نصف کرہ کی مانند پیتل کا ڈھلا ہوا بنوایا اوس کا قطر دس ہاتھ کا تھا اوس کا دل چار انگشت اور اس کے نیچے پیتل کا ایک ستون تھا کہ جس کا قطر دس فٹ تھا اور چار طرف بارہ بیل ڈھلے ہوئے تھے تین تین ہر طرف اون کی پشت پر یہ حوض تھا اس کو بحر کہتے تھے۔

(۶) اور حوض کے لئے دس چوکونے ستون بنائے ان کی لمبائی پانچ ہاتھ چوڑائی چار ہاتھ اور بلندی چھ ہاتھ تھی اور ان کے چاروں کونوں میں بھی چھوٹے چھوٹے ستون اور دو ستوں کے درمیان ایک بیل تھا اور دو کے درمیان ایک بیل اور دو کے درمیان ایک شیر ببر اور دو کے درمیان عقاب اور چھوٹے ستونوں میں بھی چھوٹے قد کے جانور بنائے تھے اور ان دس ستون کے واسطے دس حوض بنائے تھے جن میں سے پانچ حوض ہیکل کے دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف اور بڑا حوض سامنے تھا اوس میں کاہن لوگ اپنے ہاتھ پاؤں دہو کے (یعنی وضو کرکے) قربان گاہ میں جاتے تھے اور حوضوں میں ان جانوروں کو دہوتے تھے کہ جنکو قربانی میں گزرانتے تھے۔

(۷) ایک اور قربان گاہ پیتل کی بنائی سوختنی قربانی کے لئے کہ جس کا عرض بیس ہاتھ کا اور طول بھی بیس ہاتھ کا اور دس ہاتھ بلند تھی اور اس کے تصرف کے لئے دیگ اور چمچے اور دست پناہ وغیرہ یہ سب چیزیں نہایت پیتل سے بنائیں تھیں اور اسنے دس ہزار میز دوسرے کاموں کے واسطے بنائیں کہ جنپر شیشیاں اور پیالیاں رکھی جاتی تھیں اور دس ہزار شمعدان جن میں سے ایک بڑا شمعدان رات دن ہیکل میں روشن رہتا تھا یہ جنوب میں رکھا گیا او

لے یعملون له ما یشاء من محاریب وتماثیل وجفان کالجواب وقدور راسیات الایہ سورہ سبا۔

وہ سونے کی میز کہ جس پر خدا کے نام کی روٹیاں رکھی جاتی تھیں شمال کی جانب اور سونے کی قربان گاہ انکے درمیان رکھی اور باقی برتن اس مکان میں رکھے جو چالیس ہاتھ لمبا تھا الخ۔ اور ہیکل کے چاروں طرف تین ہاتھ بلند ایک دیوار بنائی تاکہ ہر کوئی اس میں جانے نپاوے کیونکہ وہ مکان متبرک تھا وہاں خاص پاک لوگ جاتے تھے۔

اور اس دیوار کے باہر ایک غار پٹوا کے زمین کو بلند کرکے اوسپر ایک دوسری ہیکل چھوٹی بہ نسبت اس بڑی کے تعمیر کرائی اور اسکے اندر بڑے بڑے کمرے بنائے چار دروازے لگائے اور اس چھوٹی ہیکل کے سامنے دور تک دو رویہ مکانات کی قطار بنائی اور اس میں چاندی کا ملمع کیا۔

یہ ہیکل مع سازو سامان سات برس میں بنکر تیار ہوئی۔ اس کی تعمیر میں سور کے پادشاہ حیرام نے لکڑیوں کی بہت مدد کی اور خود سلیمانؑ نے اس کام کے لئے تیس ہزار آدمی مقرر کئے تھے کہ جو کوہ لبنان پر لکڑیاں چیرتے اور تراشتے اور یہاں بھیجتے تھے ان کے علاوہ وہ غیر لوگ بھی تھے کہ جنکو داؤد نے مقرر کیا تھا ستر ہزار آدمی بار برداری کا کام اور اسی ہزار سنگ تراشی کا کام کرتے تھے اور تین ہزار ان سب کے محافظ تھے اور بادشاہ کا حکم تھا کہ سنگ تراش ہیکل کی نیو کے واسطے بڑے بڑے پتھر تراشیں اور انکو وہیں درست کرکے شہر میں لاویں۔

جب یہ ہیکل اور اس کا سب سازو سامان تیار ہو چکا تو حضرت سلیمان نے تمام بنی اسرائیل کو دور دراز سے جمع کیا اور ان کی دعوت کی اور بڑی دھوم دہام سے صندوق شہادت اندر رکھا جب کاہن لوگ سب چیزوں بترتیب اندر رکھکے باہر آتے تو ایک سیاہ ابر کا ٹکڑا کہ جس سے اندھیرا ہو گیا ہیکل کے اندر گیا جس سے لوگوں کو اسکی مقبولیت کا یقین ہوا تب سلیمان علیہ السلام نے سر سجدہ میں رکھکے یہ مناجات کی کہ تو آسمان و زمین بر و بحر کسی مکان میں سما نہیں سکتا اب اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کہ اس مکان میں جسوقت بندے تیرے عبادت کرنے آئیں دعا مانگیں تو ان سب کی بندگی قبول کر اور ان کی دعائیں سن اور ان کی حاجات کو بر لا اگرچہ تو اپنے تمام بندوں کی نگہبانی کرتا ہے جو تجھسے ڈرتے ہیں تو ان کا زیادہ تر نگہبان اور نہایت بڑا مہربان ہے اس کے بعد خدا تعالی کا شکر ادا کیا پھر قربانی بیشمار جانوروں کی گذرانی جنکو سب کے روبرو آسمان سے آگ اترکر کہا گئے جس سے سب کو مقبول ہونے کا یقین ہوا پھر تمام لوگوں کو رخصت کیا وہ سب خوشیوں کے نعرے مارتے ہوئے اپنے اپنے شہروں اور گاؤں اور گھروں میں چلے گئے۔

ف سلیمان کی دعا

آج کے دن سے بھی زیادہ کوئی دن خوشی اور اقبال کا بنی اسرائیل کے لئے نہوا ہوگا آج آفتاب اقبال و دولت نصف النہار پر تہا پھر زوال شروع ہوا

فصل چہارم

سلیمان علیہ السلام چالیس برس سلطنت کرکے چورانوے ۹۴ برس کی عمر میں جاں بحق ہوئے انکے بعد انکا بیٹا رحبعام تخت نشین ہوا یہ شخص اوباش اور بدعقل اوباشوں کا دوست تھا تھوڑے ہی دنوں میں اقتدار سلطنت حاصل کرکے پورا بیدین ہو گیا جسکا ثمرہ یہ ہوا کہ بارہ فرقوں میں سے صرف دو فرقے بنی اسرائیل کے اسکی حکومت میں رہگئے اور دس کا ایک شخص یربعام نامی بادشاہ ہو گیا۔

ف ہیکل کی بربادی

اس کے چند روز بعد سیساق شاہ مصر دو سو رتھ اور ساٹھ ہزار سوار اور چار لاکھ پیادہ لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اگرچہ شہر کو ڈہایا جلایا نہیں ہیکل کو گرایا

ف سیسق کا حملہ

ف یوسفس مورخ اپنی کتاب کے حصہ ہشتم باب ۲ میں کہتا ہے کہ سلیمان کے پاس ایسے ہی منتر تھے کہ جن سے دیو دفع ہو جاتے تھے پھر ان کے ایک منتر کا اثر اپنے مشاہدہ میں آنا بھی لکھتا ہے یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن اور دیوان کے مسخر تھے اس بات کا استعجاب انکو ہے کہ جو دیو اور جن کا صرف اپنے مشاہدہ میں نہ آنے سے انکار کرتے ہیں جسکے لئے تاریخی واقعات کی غلط توجیہیں کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اس تقدیر پر جنوں سے کام لینا بھی کچھ بعید نہیں جیسا کہ قرآن مجید سے پایا جاتا ہے ۱۲ منہ

مگراس میں جسقدر سونے چاندی کا اسباب بے تعداد قیمت کا تھا سب لے گیا جس کے بعد رحبعام نے پیتل کا سامان بنایا۔ یہ پہلی مصیبت تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد ہیکل اور یروسلم پر آئے۔

بار دوم

رحبعام سے یوسیا کے عہد تک جو تخمیناً چار سو برس کا زمانہ ہے یروسلم میں متعدد بادشاہ گزرے اور ان میں اور بنی اسرائیل کی دوسری سلطنت میں دو ٹکڑے ہوکر دو سلطنت قایم ہوگئیں تھیں باہم بہت کچھ جدال دقتال بھی ہوتے جس سے بنی اسرائیل کی سلطنت میں ضعف آگیا تھا اوران میں بت پرست بادشاہ بھی ہوتے جن کی بے التفاتی سے ہیکل خراب وخستہ اور بے مرمت پڑی رہی اوراسی عرصہ میں توریت بھی اور صندوق شہادت کے تبرکات بھی جاتے رہے مگر یوسیانے پھر ہیکل کی مرمت کی اور اسکی مرمت میں بہت کچھ روپیہ صرف کیا یہ بادشاہ دینداد تھا اس کے عہد میں مصر کے بادشاہ فرعون نیکوہ نے ملک آسور پر چڑھائی کی اس کا ایک صوبہ شاہ بابل نیو پلزبخت نصر کا باپ بھی تھا یوسیا کا ملک چونکہ بیچ میں حائل تھا یہ شاہ مصر کا معارض ہوا آخر باہم جنگ ہوئی جس میں یوسیا زخمی ہوکر مرگیا ارمیاہ علیہ السلام کا زمانہ ہے اس کے بعد اس کا بیٹا یہوآخذ یروسلم کے تخت پر بیٹھا اسکی تخت نشینی کے تیسرے مہینے پھر وہی مصر کا بادشاہ یروسلم پر حملہ آور ہوا اور اس شہزادہ کو زنجیروں میں جکڑ کر مصر لے گیا اور یہ وہاں جاتے ہی مرگیا اور شہر یروسلم اور ہیکل پر بھی قدرے دست نظال دراز کیا اور اسکی جگہ یوسیا کے دوسرے بیٹے الیقیم کو تخت یروسلم پر بیٹھا دیا اور اس کا نام بدل کر یہویقیم رکھا اور چار لاکھ چار ہزار تین سو اکیاون روپیہ سالیانہ باج گزاری کا مقرر کیا یہ شہر یروسلم پر دوسری دفعہ کی مصیبت تھی مگر ابتک سلیمانی ہیکل اور شہر کے شاہی مکانات اور شہر پناہ بدستور قایم تھی جنکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا تھا۔

بار سوم

اس واقعہ کے چند سال بعد بابل کے بادشاہ بخت نصر نے ملک یہودیہ پر چڑھائی کی اور یروسلم کو فتح کرکے یہویقیم کو اپنا باج گزار بنایا اور بہت کچھ مال دولت لوٹا اور خاندان شاہی میں سے ایک گروہ کو اپنے محل کا خواجہ سرا بنا کرلے گیا۔ ان اسیروں میں حضرت دانیال پیغمبر علیہ السلام اور انکے تین رفیق بھی تھے۔

اس کے تھوڑے دنوں بعد یہویقیم نے بدعہدی کرکے شاہ بابل کی اطاعت سے انحراف کیا شاہ بابل ان دنوں اپنی ماں کے ماتم اور دیگر علایق میں مبتلا تھا خود تو نہ آسکا لیکن اسنے یہودیہ کے آس پاس کے سرداروں کو جو سریانی اور موابی اور عمونی وغیرہ تھے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں نے چاروں طرف سے ملک پر تاخت وغارت گری کرکے گیارہ برس تک یہویقیم کا ناک میں دم کردیا آخر اسکو قتل کرکے یروسلم کے پھاٹک کے باہر پھینکدیا۔
اس کے بعد اسکا بیٹا یکونیاہ یروسلم کے تخت پر بیٹھا اسکے تیسرے مہینے خود بخت نصر ایک جرار لشکر لیکر یروسلم پر چڑھ آیا شہر کو فتح کرکے یکونیا اور اسکی ماں اور دیگر بیگموں اور شہر کے امیروں اور ہر قسم کے کاریگروں لوہاروں اور سنگتراشوں کو اور شاہی خزانہ اور ہیکل کے سب سونے کی برتنوں اور دیگر سامان کو لوٹ کر لے گیا اور یکونیاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص صدقیاہ کو حکومت دے گیا اور اس سے فرمانبرداری کا عہد لکھالیا بخت نصر کا واپس جانا تھا کہ اس پاس کے سرداروں نے اپنی دوستی اور بخت نصر کی بغاوت پر آمادہ کرنیکیلئے ایلچی بھیجنے شروع کئے ادھر شاہ مصر نے ہمت دلائی آخر اپنی سلطنت کی نویں سال یہ بدعقل

شاہزادہ شاہ مصر کا اعلانیہ معاہدہ ہوگیا اور شاہ بابل سے کھلم کھلا انحراف ظاہر کر دیا۔

باب چہارم

اس کے دو برس بعد بخت نصر بڑے بھاری لشکر کے ساتھ یروشلم کی طرف متوجہ ہوا ادہر شاہ مصر نے بھی اپنی کمک صدقیاہ کے لئے بھیجی مگر اس خونخوار فوج کے سامنے کون ٹھہر سکتا تھا جو بنی اسرائیل کے اوباش اور فاسق اور مرتد بادشاہوں سے انتقام لینے کے لئے قہر الٰہی کا نمونہ تھی آخر فتح کر لیا صدقیاہ روپوش ہوکر بھاگتا ہوا گرفتار ہوا اور شہر ربلہ میں قید کرکے بھیجا گیا وہاں اسکے بیٹے قتل ہوئے اور اسکی آنکھیں پھوڑ کر زنجیریں پہنا کر بابل میں بھیجا گیا جہاں جاکر وہ جلد مر گیا۔

بخت نصر کے سپہ سالار نے یروشلم اور ہیکل کے سب مال و اسباب کو جمع کرکے باقی تمام شہر اور ہیکل میں آگ لگادی اور سب کو جلاکر خاک کر دیا اور ہیکل اور شہر کو بنیادوں تک اکھاڑ کر میدان بنا دیا اور ہزارہا مرد و زن کو اسیر کرکے بابل میں پہنچا دیا اور ہیکل کے وہ برنجی ستون اور وہ حوض اور وہ ڈھلے ہوئے جالیدار پیتل کے سامان اور وہ بیل اور وہ کروبی جنکو زمانہ کے منتخب کاریگروں نے کس محنت سے بنایا تھا سب کو بابل روانہ کیا اور بہتیرے کو توڑ پھوڑ کر ریت کو بھی جو ایک نقلی نسخہ تھا وہیں جلادیا آج یہود کے اقبال کا خاتمہ ہوگیا آج وہ ہیکل سلیمانی جسکا دنیا میں نظیر نہ تھا منہدم ہوگئی شہر کے عمدہ مکانات اور بازار برباد ہوگئے آج یہودیہ کا ملک اور کوہ صیون بنی اسرائیل کو کس اشک حسرت کے ساتھ رخصت کرتے اور بابل کے سفاک سپاہیوں کے ہاتھ میں انکی زنجیریں دیتے ہیں

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ حادثہ عبرت خیز حضرت مسیح علیہ السلام سے بقول اکثر مورخین پانسو چھیاسی برس پیشتر گزرا ہے یعنی تخمیناً چارسو پندرہ برس بعد تعمیر ہونے کے ہیکل برباد ہوئی تھی[۱] حضرت یرمیاہ علیہ السلام چونکہ صدقیاہ بدبخت کو اس پیش آنیوالی مصیبت سے مطلع کرکے اسکی بدکاری اور بت پرستی سے نصیحت فرماتے تھے اسلئے انکو صدقیاہ نے قید کر دیا تھا اسی طرح اس سے پیشتر بھی یروشلم کے بدبخت بادشاہوں نے انبیاء علیہم السلام کو قتل و قید کیا تھا۔

شاہ بابل کے ملازموں نے حضرت یرمیاہ کو قید سے رہائی دیکر انکے ساتھ نیک سلوک کیا اور آزادی دی کہ جہاں چاہو رہاکرو اب شہر بلکہ ملک اجاڑ پڑا ہے اور جو چند کنگال یہودی گرد و نواح میں باقی تھے جنکو کاشت و خدمت کے لئے رکھا تھا ان پر جدلیاہ بن اخی عام کو حاکم مقرر کرکے مصفاہ میں رہنے کا حکم دیا غالبًا وہ شخص کہ جسکا قصہ قرآن مجید میں ہے قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ ھٰذِہِ اللّٰہُ بَعْدَ مَوْتِھَا یہ بھی حضرت یرمیاہ ہیں جو ہیکل اور یروشلم کی بربادی دیکھکر دل میں کڑہتے اور روتے تھے انہوں ہی نے حسرت سے یہ کہا تھا کہ یہ شہر اب کیونکر آباد ہوگا خدا نے کرشمۂ قدرت دکھانیکے لئے انکی روح قبض کر لی اور انکی سواری کا گدھا بھی مرگیا اس پر سو برس کا عرصہ گزر گیا لیکن اس عرصہ میں بنی اسرائیل بابل سے رہا ہوکر پھر یہاں آئے اور دوبارہ ہیکل اور شہر تعمیر ہوگیا اسکے بعد خدا نے یرمیاہ کو بھی زندہ کر دیا اور ان سے پوچھا کہ کتنی دیر تک تم مرے پڑے رہے انہوں نے کہا ایک دن یا کچھ کم پھر خدا نے ان کے روبرو ان کے گدھے کو بھی زندہ کر دیا اور فرمایا کہ تم پورے سو برس تک مرے رہے اور انہیں کے سامنے انکی سواری کے گدھے کو بھی زندہ کیا اور فرمایا ہماری قدرت دیکھو کہ ہمنے اجڑے شہر کو کیسا آباد کر دیا؟

---

[۱] وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا فاذا جاء وعد اولھما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلال الدیار الایہ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مطلع کر دیا تھا کہ تم دو بار سرکشی نہایت درجہ کی کروگے پس جب اول سرکشی ہوگی تو ہم تم پر ایک زوراور قوم مسلط کریں گے یہیں بخت نصر کیطرف اشارہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل کی سرکشی اور فساد کا ان زمانہ میں انتہا تھا بلاء پر بخت نصر مسلط ہوا جسنے انکو برباد کر دیا اسکے بعد پھر جب بہتر برس ملک ویران آباد ہوا اور ہیکل اور شہر آباد ہوا تو پھر ثانیاً سرکشی اور کفر و بت پرستی کرنے لگے اسکو دوبارہ کہتے ہیں انپر نازل ہوئی جیسی انیتوکس یا طیطس شاہ روم کی چڑھائی کیطرف اشارہ ہے ۱۲ منہ

بعض لوگ اسکی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یرمیاہ سو گئے تھے اور خواب میں انکو خدا تعالیٰ نے یہ کیفیت دکہلائی تھی اسی طرح یہودی اور عیسائی مورخ بہی اس قصے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ یرمیاہ مصر چلے گئے تھے وہیں مرے ۔

ہیکل کی دوبارہ تعمیر

بابل میں ستتر برس تک یہودی رہے اس عرصہ میں اپنے دینی دستورات بلکہ اکثر اپنی اصلی زبان سے بہی ناآشنا ہو گئے تھے جب شاہان بابل کا ایران کے بادشاہ خسرو کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا تو مسیح سے تخمیناً پانسو برس بیشتر خسرو شاہ ایران کے حکم سے بیالیس ہزار یہودی جنہیں یشوع سردار کاہن اور زروبابل بہی تھے پھر اپنے ملک یہودیہ کو روانہ ہوئے اور ان کو شہر اور ہیکل کی تعمیر کی اجازت بہی ملی اور ہیکل کا بچا کچا اسباب بہی ملا مگر باقی یہودی بابل ہی میں رہے حضرت حزقیل اور دانیال علیہ السلام یہیں فوت ہو گئے تھے بنی اسرائیل نے آکر تعمیر شروع کی مگر لوگوں کی غمازی سے کم بی سیس نے روک دیا نو برس تعمیر رکی رہی پھر شاہ دارا کے حکم سے تعمیر شروع ہوئی اور کئی برس میں ہیکل اوسی جگہ اور اسی نمونہ پر تعمیر ہوئی فرقہ سامری نے بہی شریک ہونا چاہا مگر یہود نے ان کی شرکت سے انکار کیا سامری بہی یہودی تھے انکو آسور کا بادشاہ شالمنذر مسیح سے سات سو اکیس برس بیشتر اسیر کر کے لے گیا تھا اور وہاں انکی نسل غیر قوموں سے مخلوط ہو گئی اور عرصہ کے بعد پھر یہ دوغلی قوم اپنے ملک سامریہ میں آبسی یہ لوگ بنی اسرائیل میں سے اس دوسری سلطنت کے لوگ ہیں جنہوں نے رحبعام کی ماتحتی میں ایک دوسری سلطنت قایم کی تہی تب سامریوں نے ایک کو لاوی کے فرقہ میں سے اپنا کاہن یعنی امام بنا کر ان کے مقابلے میں اپنے لئے کوہ جرزین پر ایک اور ہیکل بنائی ع اپنا کعبہ جدا بنائیں گے ہم * توریت میں جو عیبال پہاڑ پر معبد بنانے کا اشارہ ہے (استثناء، ۲ باب ۴ درس) انہوں نے اس لفظ عیبال کو بدل کر جرزین بنایا اور یروشلم کے منکر ہو گئے اور ایک دوسرے کو تحریف توریت کا الزام دینے لگے اور یہ جھگڑا ان میں قرنوں تک باقی رہا چنانچہ ایک بار سکندریہ کے یہودیوں اور سامریوں میں یہ مباحثہ پیش ہوا اور شاہ مصر کے روبرو ایک سو پچاس برس مسیح سے پیشتر سامریوں نے شکست کہائی ۔

سامری توریت کے پانچوں حصوں کو تو مانتے ہیں باقی عہد عتیق اور عہد جدید میں سے اور کسی کتاب کو الہامی نہیں جانتے یہ لوگ اب بہی شام میں موجود ہیں ۔

الغرض ہیکل دوبارہ پھر اوسی طور سے تعمیر ہوئی ۔ زروبابل بن سلتائیل اور یوشع بن صدق اسکے مہتمم تھے اور حجی اور ذکریا بن عیدو علیہما السلام مذہبی دستور کے موافق ہدایت کرتے جاتے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے تعمیر کا خرچ اور لکڑی پتھر کی مدد ملتی تھی اور ان ضلاع کے صوبے نہایت سرگرمی سے فرمان شاہی کے موجب مدد دیتے تھے عرصہ کے بعد حضرت عزیز علیہ السلام بہی مع بہت سے ساز و سامان اور ایک جماعت کے آکر شریک ہوئے اور حضرت عزیز نے اپنی یاد پر ان دونوں نبیوں کی مدد سے یہود کے لئے ایک کتاب بہی مرتب کی جسکو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توریت کہتے تھے اور نیز ان کے دین اور رسوم عبادت کا بہی انتظام کیا ۔ دارا کے عہد میں سات برس کے اندر ہیکل بنکر تیار ہوئی اور جب بنی اسرائیل کے لوگ قربانی کرنے کو جمع ہوئے اور بہت سے لوگ دف لیکر خدا کی حمد و ستایش گانے لگے تو نو عمر ہیکل کی خوشی میں نعرہ مارتے اور پرانے لوگ قدیم ہیکل کو یاد کر کے زار زار روتے تھے ۔

دارا کے بعد اسکا بیٹا اخشنشاہ تخت نشین ہوا یہ بہی بنی اسرائیل پر بڑا مہربان تھا اس کے مقرب حضرت نحمیا علیہ السلام تھے جو شہر سوسن دار السلطنت

ایران میں بستے تھے لئے چند بنی اسرائیل نے بیان کیا کہ شہر پناہ بہت دنوں کی وجہ سے اطراف کے لوگ ہم کو لوٹتے ہیں حضرت نحمیاہ نے بادشاہ سے اجازت
اور پروانہ لیا اور خود بھی گئے اور شہر پناہ بھی بنائی یوسیفس کا بیان ہے اس سے معلوم ہوتا ہوگا کہ جب سکندر رومی نے مغلوب کیا کیونکہ اس
دارا کا کوئی چارہ نہ تھا اسکے بعد سے یروشلم اور اسکے باشندے شاہان ایران کے مطیع ہو گئے انکی مستقل حکومت باقی نہ تھی سکندر رومی کے عہد تک سکندر فیلبس
نے یونان سے خروج کر کے مشرقی ملکوں پر حملہ کرنا شروع کیا اور آخر دارا شاہ فارس کو شکست دیکر ملک فارس اپنے قبضہ میں کر لیا اور اسکے بعد ہندوستان
پر حملہ آور ہوا یہ واقع حضرت مسیح سے تین سو تینتیس برس پہلے گذرا ہے پھر شہر بابل میں آکر عین شباب میں مر گیا۔
اس کے عہد میں یروشلم کے کاہنوں نے اسکی حکومت قبول کر لی تھی اسی لئے ہیکل اور یروشلم جدید پر کوئی نئی مصیبت نہیں آئی اور نیز یہود اپنے
افعال قبیحہ پر نادم اور تائب بھی تھے کہ جسکی وجہ سے تازہ مصیبت میں گرفتار نہ ہوئے مگر اسکے بعد پھر بدکاری اور گناہ کی طرف قدم بڑھانے لگے۔ بموجب
ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا اسکے بعد پھر مورد بلا ہوتے۔
سکندر کے بعد اسکا تمام ملک اسکے سرداروں پر تقسیم ہو گیا انٹی گونس نے ایشیا کو سلوکس نے ملک بابل کو اور لسی ماخس نے پلس پانٹ کو اور کسن ڈر نے
مسڈون کو اور ٹولمی ابن لاگس نے ملک مصر پر قبضہ کیا زیوسفس، اس ٹولمی نے ملک یہودیا اور یروشلم پر بھی قبضہ کر لیا تھا اور یہودیوں کو اپنا رعیت بنایا
اور ان کو دیندار سمجھکر بہت کو عمدہ عمدہ عہدے بھی دیئے اسلئے بہت سے یہود اسکی قدردانی سے ملک مصر میں چلے گئے اور ہزاروں سکندریہ میں سکونت پذیر
ہوئے پھر مصری بادشاہ کو یہودی کتابوں کے جمع کرنے اور عبرانی سے یونانی زبان میں ترجمہ کرانے کا شوق ہوا تو الی العزر یہودیوں کے سردار کاہن کے
نام ایک خط لکھا اور چند اقسام بیش بہا ہدیہ دیکر بھیجا کہ آپ ہر فرقہ سے چند منتخب علما میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ وہ مجھے ترجمہ میں مدد دیں کاہن نے بڑے
شکریہ کے ساتھ جواب لکھا اور بہتر یہودی عالم کتابیں دیکر ترجمہ کرنے کو بھیجے جنہوں نے شریعت کا عبرانی سے یونانی میں ترجمہ کیا اس ترجمہ کو سپٹواجنٹ
کہتے ہیں جسکے معنی بہتر کے ہیں۔ اسکے عہد میں یہودیوں نے بڑی عزت پائی تھی۔
اسی طرح ایشیا کے بادشاہوں نے بھی یہود کی نہایت عزت و حرمت کی تھی چنانچہ سلوکس نے ایشیا اور شام سرحد میں قلعے بناکے یہودیوں کو ان کا
سردار بنا دیا تھا اور اپنی دار السلطنت انطاکیہ میں بھی انکو بہت کچھ دخل دیا تھا۔

واضح ہو

کہ سکندر کے بعد جب ملک کے ٹکڑے ہو گئے تو ایک شخص انٹی گونس نے حضرت مسیح سے تین سو برس پیشتر یعنی سکندر کی وفات کے تینتیس برس بعد شہر انطاکیہ
انطاکیہ آباد کر کے اسکو اپنا دار السلطنت ٹھہرایا۔ یہ یونانی سلطنت کہلاتی تھی اور اس خاندان کے بادشاہ انیٹوکس کہلاتے تھے انکی اور مصر کے بادشاہوں اٹالمی
خاندان کی ہمیشہ لڑائیاں ہوا کرتی تھیں یہودی بیچارے ان دونوں پتھروں میں پسا کرتے تھے۔ آخر انیٹوکس چہارم کا تسلط یروشلم پر ہو گیا جسنے کہانت کا عہدہ
تیرہ لاکھ میں لیسون یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اس سے واپس لیکر اسکے بھائی منلاوس کے ہاتھ چوبیس لاکھ چھپن ہزار پر فروخت کر ڈالا انیٹوکس کی
خبر وفات سنکر لیسون اپنے بھائی پر حملہ آور ہوا اور اسکو قتل کر دیا چونکہ یہ بادشاہ ہنوز زندہ تھا طیش میں آکر حضرت مسیح سے ایکسو ستر برس پہلے

یروشلم پر پانچواں حادثہ

یروشلم پر چڑھ آیا چالیس ہزار یہودیوں کو قتل کیا اور چالیس ہزار کو قید کر کے لیگیا اور ہیکل کا اسباب چار کروڑ اسٹھ لاکھ ساٹھ ہزار کی مالیت کا تھا لوٹ کر لیگیا اور ہیکل کی

مسیح سے ۱۳ برس آگے انیٹوکس نے ملک یہودیہ کو ٹولمی شاہ مصر کے ہاتھ سے چھوڑا لیا تھا مگر مسیح سے ۲۰۰ سو برس آگے پھر ٹولمی نے ملک یہودیہ کو لیلیا اور ۲۰۰ برس پیشتر تک مصریوں ہی کے قبضہ میں سا یہ زمانہ بھی
کے لئے بڑے امن کا تھا اسی عہد میں یہودیوں نے پہلی کتابوں کو اور دیگر روایات کو جمع کیا۔ توریت صحیفہ مصحف انبیا اسی عہد کے تالیف ہیں۔ اسی عہد میں سپٹواجنٹ ترجمہ بھی ہوا ہے۔ ۱۲ منہ

عبادت سے روکی گئی اور ایک ظالم گورنر یروسلم کا حاکم مقرر کیا گیا۔

پھر مسیح سے ۱۷۱ برس پیشتر شاہ انطاکیہ نے مصر پر حملہ کیا لیکن یہود اس حملہ میں شاہ مصر کی طرفدار ہو گئے اور شاہ انطاکیہ شکست کھا کر واپس آیا تب اسنے اپنے سپاہ کو حکم دیا کہ یروسلم کو برباد کر کے چنانچہ اسنے اکثر قتل عام کیا اور شہر میں آگ دیدی اور شہر پناہ اور دیگر عمدہ مکانات کو گرا دیا کہ ہیکل بھی نہ بچا پھر اینٹوکس کو انطاکیہ میں کچھ یہ خبط پیدا ہوا کہ سب لوگوں کو یونانیوں کے مذہب بت پرستی پر چلا دے چنانچہ اسنے اپنے نائب ہیتیوس کو یہودیوں کا حاکم مقرر کر کے بھیجا اور حکم دیا کہ جو مذہب بت پرستی نہ مانے تو اسکو قتل کر ڈالنا حاکم نے یروسلم پہنچکر چند بیدین یہودیوں کو اپنا شریک کر کے لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کیا اور تمام کتب یہود کو تلاش کر کے جلا دیا اور ہیکل میں جوپیٹر کی مورت قایم کی اور جس نے اس حکم کی تعمیل نہ کی اسکو قتل کیا۔

اسموئی خاندان

کا ایک بوڑھا کاہن مست تاتھیس اپنے پانچ بیٹوں یوحنا، شمعون، یہوداہ، ایلعازر، یونتان کو لیکر اپنا دین بچانے کیلئے یروسلم سے بھاگ کر اپنے وطن اور شہر مودن میں آرہا یہاں بھی اسکے تعاقب میں اینٹوکس کے لوگ آئے اسنے پانچوں بیٹوں اور بہت سے دیندار یہودیوں کو جمع کر کے جہاد کیا جس میں شاہی لوگ شکست کھا کر بھاگے پھر اسنے بتوں کو توڑا اور بت پرستوں کو قتل کیا مسیح سے ایک سو سٹھ برس پیشتر۔

اسکے بعد اسکا بیٹا یہوداہ جس کا لقب مقابیس اسکے قایم مقام ہوا یہ وہی مقابیس ہے جسکی دو کتابیں مقابیس اول و مقابیس دوم عبرانی زبان میں ہیں اور یونانی اور سریانی و رومن کیتھولک عیسائی ابتک انکو آسمانی کتابوں کے مجموعہ میں شمار کرتے ہیں۔ مقابیس نے یروسلم کو لیا اور کھنڈر شہر کی مرمت کی اور ہیکل کو بتوں سے پاک وصاف کیا اینٹوکس نے انتقام کا قصد کیا مگر وہ تھوڑے دنوں کے بعد بیمار ہو کر مرگیا پھر مسیح سے ایک سو اکسٹھ برس پیشتر مقابیس ایک لڑائی میں شہید ہو گئے[1]۔

اس کے بعد ان کا بھائی یونتان قایم کیا گیا اسنے بھی اپنے بھائی شمعون کی مدد سے دین یہود کا انتظام نہایت عمدگی سے کیا لیکن وہ بھی سوریا کے بادشاہ کے ہاتھ سے شہر بطولمیس میں مارا گیا اس کے بعد اس کا بھائی شمعون مسیح سے ایک سو چوالیس[۱۴۴] برس پہلے اسکا قایم مقام ہوا اور اسنے بھی یہودیوں کو غیر قوموں کی حکومت سے آزاد کرانے میں بڑی کوشش کی لیکن یہ بھی اپنے داماد کے ہاتھ سے یریحو شہر کے قلعہ میں جبکہ وہ کسی مہم سے واپس آرہا تھا دغا سے مارا گیا۔

اسکے بعد شمعون کا بیٹا یوحنا حاکم اور سردار کاہن ہوا اس نے چند یہودیہ کے صوبوں پر اپنا قبضہ کر لیا اور سامریوں کی ہیکل کو بھی غارت کر دیا اور بہت سے یہودیوں کو انطاکی مذہب سے پھیر لیا اور رومیوں سے بھی از سر نو پھر عہد و پیمان مستحکم کیا اسکے فوت ہونے کے بعد اسکا بیٹا ارسطوبولس اسکی گدی پر بیٹھا[۱۰۵]۔

اسنے اگلے زمانہ کی طرح پھر یہودیہ میں بادشاہت قایم کی اسیری بابل کے بعد یہ اول شخص ہے کہ جو یہود کا بادشاہ کہلایا۔ اسنے یہودیوں کا ایک بڑا دفینہ برآمد کیا تھا۔

اسکے بعد اسکا بیٹا سکندر جن نیوس تخت نشین ہوا ستائیس برس حکومت کر کے مسیح سے اناسی برس پیشتر انتقال کر گیا ان دونوں میں دو یہودی بھائیوں میں عہدۂ کہانت کی بابت جھگڑا پیدا ہوا اور ہر ایک نے اپنی عرضی پومپی شاہ روم کے پاس بھی جو آس پاس کے ملکوں کو فتح کر چکا تھا۔

---

[1] انہیں دنوں میں رومی سلطنت نے جسکا پایہ تخت شہر رومہ ملک اٹلی میں تھا بڑا زور پکڑا تھا یہ سلطنت کمزوروں کی اعانت کیا کرتی تھی یہ سمجھکر مقابیس نے وہاں اپنے ایلچی بھیجے اور انطاکیہ کے بادشاہوں سے محفوظ رہنے کے لئے اس نئی سلطنت سے اتحاد پیدا کیا سلطنت رومی نے ڈمٹریوس گورنر اینٹوکس کو دھمکایا تو ڈیمٹریوس کی فوج نے یروسلم کو آگھیرا لیکن روم سے کچھ بھی مدد نہ آئی اور مقابیس کے ساتھی بھاگ گئے مقابیس خود بڑے استقلال کے ساتھ لڑ کر شہید ہو گئے ۱۲ منہ ۱۶۱ مسیح سے ایک سو سات برس پہلے ۱۲ منہ

یہ بادشاہ یروسلم پر چڑھ آیا اور تین مہینے کے محاصرہ کے بعد یروسلم کو فتح کر لیا اس لڑائی میں بارہ ہزار یہودی مارے گئے۔ اور اپنی طرف سے ایک کو سردار کاہن مقرر کر گیا اسوقت سے ملک یہودیہ روم کے بادشاہوں کی حکومت میں آگیا جن دنوں میں کہ رومی سرداران ملکوں کی فتوحات میں مصروف تھے ایک شخص ادومی انٹی پیٹر نے رومیوں کو بڑی مدد دی تھی جسکے صلہ میں جولیس قیصر روم نے اسکے بیٹے اینٹی پیٹر کو ملک یہودیہ اور اسکے پاس کے ملکوں کا حاکم مقرر کر دیا جسکے تحت میں یہودا کا کاہن یعنی امام یروسلم کا حاکم بھی تہا۔

مسیح سے چالیس برس پیشتر انٹی پیٹر مذکور مر گیا اور اسکی جگہ اسکا بیٹا ہیرودیس سوریا اور جلیل کا حاکم مقرر ہوا لیکن ان دنوں میں یہودا کا کاہن اور حاکم انٹی گونس یہودی تہا اسنے ہیرودیس مذکور کی یہانتک مخالفت کی کہ اسکو شہر روم میں بہاگ جانیکے سوا چارہ نہ ہوا شاہ روم نے اسکی خاندانی خدمات کے لحاظ سے پہر اسکو یہودیوں کا حاکم بنا کر بہیجا اسپر بھی اس کو کاہن مذکور سے تین برس تک لڑنا پڑا آخیر یروسلم کا محاصرہ کر کے اسکو فتح کر لیا اور مریمن یہودن سے شادی کر کے یہودا کا بادشاہ ہو گیا اسکی حکومت پینتیس برس تک رہی۔ اسکے اخیر عہد میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوتے (صحیح یہ ہے کہ اسکے بعد)

اسنے یہود کے عوض کرنے کے واسطے ہیکل کو رفتہ رفتہ از سر نو تعمیر کرانا شروع کیا اس طرح پر کہ جب تہوڑے سے ٹکڑے کو توڑ کر بنا چکتے تھے تب دوسرے ٹکڑے کو توڑتے تھے اس طرح پر تمام عمارت نئے سر سے بہت خوبصورت اور خوشنما بنکر مسیح سے آٹھ برس آگے عبادت کیلئے تیار ہو گئی مگر اسکی تکمیل چھیالیس برس تک ہوتی رہی مسیح کی تیس برس کی عمر تک۔ اٹھارہ ہزار آدمی نو برس تک اسمیں کام کرتے رہے۔ اور جبکہ موریہ پہاڑی کی چوٹی اسکی وسعت کے لئے کافی نہ ہوئی تو پہاڑی کے چاروں طرف بڑا سنگین پشتہ باندہا گیا۔ یہ بہت بلند تہا خصوصاً دکن کی طرف چھ سو فٹ کی بلندی تھی۔ احاطہ کے باہر والی دیوار اسی پشتہ پر بنی تھی جسکی بلندی ۲۵ فٹ تھی اور آدہے میل کا گھیر تھا اسکے اندر چاروں طرف دیوار کے پاس بہت خوشنما برآمدے بنے تھے۔ ان برآمدوں میں لوگ ٹہلتے اور انہیں میں صراف اور کبوتر فروش بیٹھتے تھے جو ہیکل کی نذر و نیاز والوں کے لئے چیزیں فروخت کرتے تھے اور اسی جگہ ایک مکان تہا کہ جہاں بیٹھکر یہودی معلم جو ربی کہلاتے تھے مسائل تعلیم کیا کرتے تھے اسی جگہ ربیوں کو مسیح نے لاجواب کیا تھا (لوقا ۲ باب ۴۶) پہلے عیسائی بھی یہاں جمع ہوا کرتے تھے (اعمال ۲ باب ۴۶)

اس احاطہ کی دیواروں میں نو پہاٹک تھے اور انمیں داخل ہونے کیلئے بڑے بڑے زینے پشتہ پر بنے ہوئے تھے یہ سب پہاٹک بڑے خوشنما تھے خصوصاً پورب کی طرف کا پہاٹک جو زیتون کی پہاڑی کے سامنے تھا یہ پہاٹک عمدہ پیتل کا تھا اسکی بلندی سینتیس ہاتھ تھی اور اسکے پاس کے برآمدہ کو سلیمان کا برآمدہ کہتے تھے۔ باہر والا احاطہ عام لوگوں کے لئے تھا اسکے اندر ایک اور احاطہ تہا کہ جہاں صرف یہودی عورتیں جا سکتی تہیں وہ بھی اسوقت جبکہ قربانیاں لاتی تہیں اسکے آگے اسرائیلیوں کا احاطہ تہا اور اسکے آگے لاویوں کا جہاں قربانگاہ۔ اور پیتل کا حوض خاص ہیکل کے سامنے رکھا تہا خاص ہیکل بہت بلند اور نہایت خوشنما تھی اسکے سامنے ایک برآمدہ ڈیڑھ سو فٹ بلند اور اتنا ہی چوڑا تہا ہیکل کے اندر دو دالان یا کمرے تھے ایک جو قدوس کہلاتا تھا ساٹھ فٹ لمبا اور اتنا ہی اونچا اور تیس فٹ چوڑا تھا اسمیں نذر کی روٹیاں رکھنے کی میز اور بخور جلانے کی قربانگاہ اور سونے کے شمعدان رکھے ہوتے تھے اس سے آگے دوسرا کمرہ قدس الاقداس کہلاتا تھا یہ بیس فٹ چوڑا اور اتنا ہی لمبا اور اتنا ہی اونچا کمرہ تھا پہلی ہیکل کے وقت اسی کمرہ میں عہد کا صندوق رہتا تھا کہ جسمیں شریعت کی دو لوحیں اور من کا مرتبان اور ہارون کا عصا تھا اسمیں بجز سردار کاہن کے اور کوئی نہیں جا سکتا تھا وہ بھی سال میں ایک بار ان دونوں کمروں کے درمیان کتان کا ایک باریک پردہ بڑا قیمتی پڑا رہتا تھا خاص ہیکل کے چاروں طرف سہ منزلہ بہت سے کمرے کاہنوں کے رہنے کے لئے بنے تھے اور احاطہ میں بہت سی اسی قسم کی عمارات تھیں۔ یہ سب عمارات سنگ مرمر سے بنائی گئیں تہیں (تفسیر پادری اسکاٹ)

جو ہیکل کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے عہد میں تھی وہ یہی تھی اسی کے کسی کمرہ میں حضرت مریم نے ذکریا علیہ السلام کے پاس پرورش پائی تھی۔ اسی ہیکل میں حضرت مسیح اور انکے حواری عبادت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔

یہ ہیرودیس شہر یریحو میں مرگیا اسکے ظلم وستم سے بنی اسرائیل سخت ناراض تھے اسکے بعد اسکا بیٹا ہیرودیس ثانی اپنے باپ کا جانشین ہوا اسی کے خوف سے حضرت مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ مصر کی طرف بھاگ گئے تھے اور اسی کے عہد میں اسی کے حکم سے حضرت یوحنا یعنی یحیٰی علیہ السلام کا سر مبارک اسکی جورو اور بیٹی کے کہنے سے کاٹ کر ایک طشت میں اس کے سامنے لایا گیا تھا۔

ہیرودیس اول کے تین بیٹے تھے اس لئے اسکے بعد اسکے ملک کے بھی تین حصہ ہوگئے ملک یہودیہ وادومیا و سامریا ارکلاؤس کو ملا اور بیت عینا اور تراخونیتس وغیرہ فلپوس کو گلیلہ اور پریہ انطپاس کو۔ اور سب کو ہیرودیس ہی کہتے تھے۔ یہ ارکلاؤس اپنے باپ کی طرح بڑا ظالم اور سنگدل تھا اسی لئے اسکی حکومت کے نو برس بعد اسکو اگستس قیصر روم نے بیدخل کر کے ملک گال افرانس میں بھیجدیا اور وہ وہیں جاکر مرگیا۔

انہیں دنوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہوا اور جا بجا انہوں نے وعظ و پند و معجزات دکھانے شروع کئے گو یہودی انبیاء سابقین کی پیشین گوئی سے منتظر تھے کہ کوئی اولوالعزم رسول پیدا ہونے والا ہے مگر اپنی بداقبالی اور شامت سے اولئے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے حواریوں کے دشمن جانی ہوگئے آخر حضرت مسیح کو گرفتار کر کے پلاطوس کے پاس لیگئے جو قیصر روم کی طرف سے تھا اسکے پاس الزام بغاوت لگاکے سولی دینے لے گئے تھے اسنے انکی خاطر سے انکو سولی دینا چاہا اور خدا نے حضرت کو اوپر اوٹھالیا اور انکی صورت میں کسی اور کو کردیا جو وہ سولی دیا گیا حضرت مسیح کے بعد حواریوں پر بھی بڑا ظلم وستم ہوتا رہا نہ صرف یہودیوں کی طرف سے بلکہ شاہان روم کی طرف سے بھی۔

حضرت مسیح نے اثناء وعظ میں بارہا یہود کو ایک آنیوالی بلا سے ڈرایا تھا کہ عنقریب تم پر آفت آنیوالی ہے اور ہیکل اور شہر کو برباد کرنیوالی ہے مگر وہ اسکا کب باور کرتے تھے؛

چنانچہ حضرت مسیح کے بعد جبکہ ملک یہودیہ میں خاندان ہیرودیس کی بدنظمیوں کے سبب قیصر کیطرف سے ایک مستقل گورنر اس ملک میں قایم ہوا اور یروشلم میں رومی لشکر رہنے لگا یہودی اوہر تو رومیوں کی سخت حکومت سے بیدل تھے ادہر کچھ انکے دل میں یہ اپنی قوم کے بادشاہوں اور ان کے اقبال کے افسانہ سنکر جوش اٹھتا تھا کہ کسیطرح رومیوں کی حکومت سے آزادی حاصل ہو انبیاء کا فرمودہ اور اعمال بد کا نتیجہ کب ٹلتا ہے یہ تدبیر الٹی انکی ہلاکت کا باعث ہوگئی جسکی تفصیل یہ ہے کہ یہود نے ملک میں بغاوت شروع کی اور آخر کار فوج یروشلم کو بھی محاصرہ کر کے قتل کر ڈالا اور بہت سے رومی انکے ہاتھ سے قتل ہوئے اور یروشلم میں یہود کا پھر عمل ودخل ہوگیا لیکن عیسائی اس فساد میں شریک نہ تھے بلکہ اسی لئے وہ وہاں سے مسیح کی خبر کے بموجب (لوقا، باب ۲۱) باہر بھاگ گئے تھے سپاسین رومی سردار ایک لشکر مہیب لیکر یروشلم پر چڑھ آیا اور شہر کا محاصرہ کرلیا بہت دنوں تک باہم لڑائیاں ہوتی رہیں رومی سردار نے بارہا اطاعت کے پیغام بھی بھیجے مگر یہود نے نہ مانا اس عرصہ میں طیطوس اس لشکر کا سپہ سالار ہوکر آیا اور پھر جب وہ قیصر ہوگیا تو اسکی جگہ شہر کا محاصرہ اسکے بیٹے طیطس نے اپنے ذمہ لیا۔

یروشلم اور ہیکل پر چھٹا حادثہ

شہر کا سخت محاصرہ کیا اور یوسفس مورخ کو کئی بار یہود کے پاس بھیجا کہ بغاوت سے باز آؤ اور شہر میرے حوالہ کردو تاکہ تم امن میں رہو مگر یہود کو اپنی شہر پناہ پر گھمنڈ اور نافرمانی کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کی مدد پر بڑا بھروسہ تھا نہ مانا اور حتی المقدور دل توڑ کر مقابلہ کیا آخر غلہ نہ ہونے کی وجہ سے مردار خوری کی نوبت پہنچی اور آپس میں بھی فساد پڑگیا رومی لشکر شہر میں گھس پڑا اور جو سامنے آیا اسکو قتل کیا مرد عورت چھوٹے بڑے کی کوئی تمیز نہ تھی اور شہر میں آگ لگادی، رومی سپہ سالار نے بہت چاہا کہ ہیکل نہ جلنے پاوے مگر اوس ہلڑ میں کون سنتا تھا خصوصاً جبکہ چھ ہزار یہودی اس میں پناہ گزیں تھے آخر وہاں بھی آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور ہر طرف سے آگ بھڑکنے لگی اور ہر جانب شہر میں خون کی دھاریں بہنے لگیں شہر کی بنیادیں تک اکھاڑ دیں گئیں اور ہیکل کی بھی اینٹ سے اینٹ بج گئی شہر اور ہیکل پر ہل چلا دیا گیا اور ترجمہ سپٹواجنٹ بھی ساتھ ہی جل گیا بعض کہتے ہیں کہ اسکو طیطس شہر رومہ میں لے گیا تھا (مفتاح الکتاب صفحہ ۱۹)

اس حادثہ میں تخمیناً گیارہ لاکھ بنی اسرائیل قتل ہوئے اور لاکھ کے قریب غلام بنائے گئے (اسمیں کسی قدر مبالغہ ہے)

اس حادثہ سے پہلے چند آثار عجیبہ بھی ظہور میں آئے تھے (۱) ایک ستارہ تلوار کی صورت شہر کے اوپر نمودار ہوا (۲) ایک دمدار ستارہ تمام سال دکھائی دیتا رہا (۳) عید فصح کی شب میں قربانگاہ کے پاس آدھے گھنٹے تک ایسی روشنی چمکتی رہی کہ گویا دن ہو گیا۔ (۴) ہیکل کا شرقی دروازہ جو پیتل کا تھا اور بیس آدمیوں سے بمشکل بند ہوتا تھا ایک رات آپ سے آپ کھل گیا۔ (۵) عید فصح کے تھوڑے دنوں بعد غروب آفتاب کے بعد بادلوں میں لڑائی کی گاڑیوں اور ہتھیار بند سپاہیوں کی شکل نمودار ہوتی رہی دیر تک (رومن تفسیر اسکاٹ صفحہ ۷۰)

یہ حادثہ مورخین کے نزدیک سن ستر عیسوی میں ہوا یعنی حضرت مسیح کے صعود کے چالیس[1] برس بعد اسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے صرف یوحنا شہر افسس میں زندہ تھے (ہندی تاریخ کلیسا صفحہ ۱۲)

اسکے بعد بھی یہود کی شرارت کم نہوئی چنانچہ اس حادثہ کے چونسٹھ برس بعد آدریان قیصر روم نے یہود پر سخت تشدد کرنا شروع کیا اور حکم دیا کہ جو کوئی ختنہ کریگا قتل ہوگا اسی وجہ سے عیسائیوں نے بھی توریت وحواریوں کو بلکہ کلیسا یروشلم کو بالائے طاق رکھکر پولوس کے کہنے سے رسم ختنہ کو ترک کیا تاکہ یہودیوں کے شبہ میں مارے نہ جائیں پھر اس قیصر نے یروشلم پر ہیکل کی بنیادوں پر دوبارہ ہل چلوائے اور اس شہر کا نام بدلکر اپنے خاندان کے نام سے دوسرا نام ایلیہ رکھا یہ پادشاہ ۱۳۸ء میں فوت ہوا۔ اسکے بعد روم میں اور بھی بادشاہ ہوئے جو اکثر مذہب عیسائی بلکہ یہودی دونوں کے سخت دشمن تھے اور انکے ہاتھ سے عیسائیوں کو وہ وہ تکالیف پہونچیں کہ جنکا بیان نہیں ہو سکتا آخر ۳۲۳ء میں قسطنطین اول قیصر روم جو بڑا ظالم اور سنگدل تھا اپنے ملک کی استحکام کیلئے عیسائی ہوا اسنے اور پھر اسکے بعد قسطنطین ثانی نے لوگوں کو زبردستی عیسائی بنانا شروع کیا لیکن اسکے بیٹے کا جانشین جولین قیصر عیسائی مذہب کے برخلاف ہوگیا۔ اور اسنے صرف مسیح کی اس پیشین گوئی کی تکذیب کرنے کیلئے جو انجیل لوقا کے ۲۱ باب ۲۴ درس میں ہے[2] یروشلم میں ہیکل کی تعمیر کرنیکا ارادہ کیا اسلئے اسنے کاریگر بھیجے جب مزدور ہیکل کی بنیاد کھودنے لگے تو زمین سے آگ کے ایسے شعلے نکلے کہ کوئی مزدور نیو نہ کھود سکا گرچہ بار بار قصد کیا مگر ہیکل کی تعمیر پر قادر نہوئے یہ ماجرا سن چار سو عیسوی سے کچھ پہلے کا ہے اسکے بعد پھر اور بھی قیاصرہ گزرے ہیں لیکن کسی نے ہیکل کو تعمیر نہ کیا الغرض طیطس کے عہد سے لیکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد تک گو یروشلم آباد ہوا اور عیسائیوں نے وہاں اپنے معبد بنائے یہودی بھی بسنے لگے مگر ہیکل اس عرصہ تک جو تخمیناً چھ سو سال کا ہوتا ہے ویسی ہی اجاڑ پڑی رہی کچھ بنیادوں کے نشان باقی تھے اور کچھ نہ تھا۔

ہیکل کی تعمیر چوتھی بار

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکو از سر نو تعمیر کیا جسکی تفصیل یہ ہے اگرچہ ہمارے مورخین واقدی وغیرہ نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن ہم مخالفوں کو سکوت کیلئے عیسائی مورخوں سے ہی نقل کرتے ہیں[3] ہونہار

[1] مفتاح التواریخ میں ہے کہ سن عیسوی کا رواج حضرت مسیح کے پیدا ہونیکے چار سال سات روز بعد سے ہے حضرت نے تیس برس کی عمر میں دعوت دین کی یعنی ۲۶ عیسوی میں۔ اور ۳۳ برس کی عمر میں پلاطوس کے ہاتھ سے جمعہ کے روز ۳۔ اپریل ۳۳ء میں وفات پائی اس روز یہود کی عید فصح کا دن تھا انتہی اسکے بموجب سنہ ء تک صعود مسیح کو چالیس برس نہیں گزر سکتے بلکہ تین کم چالیس پھر عیسائی مورخ چالیس جانے کیا سمجھ کر کہتے ہیں اور تیس بھی جو بتلاتے ہیں صریح غلطی کرتے ہیں۔ فافہم ۱۲ منہ

[2] مسیح کا قول تھا کہ جبتک غیر قوموں کا وقت پورا نہو یروشلم غیر قوموں سے روندی جائیگی الخ اس درس کا مطلب عیسائیوں نے یہ سمجھا ہے کہ بیگانہ قوم ہیکل یا یروشلم کو تعمیر نہ کر سکے گی چنانچہ جولیس قیصر چونکہ غیر تھا یعنی بت پرست دکافر وہ آباد نہ کر سکا اسیلئے ہم اسکے یہ معنی تسلیم کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے اسکو تعمیر کیا تو وہ غیر قوم نہوئے بلکہ اللہ کے مقبول ہیں ایک دلیل اسلام کی منجانب اللہ ہونے پر کافی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عیسائی اللہ کی قوم نہیں یعنی پسندیدہ جماعت نہیں کس لئے کہ اسی ہوس پکئی سو برس تک عیسائیوں نے جمع ہو کر بیت المقدس لینے کا قصد کیا مگر بجز ایک عارضی قبضہ کے انکا قبضہ نہوا برخلاف اس کے کہ آج ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ ہوا۔ کہ مسلمان نہ صرف یروشلم بلکہ اس کل ملک کے مالک ہیں کہ جسکا وعدہ خدا نے ابراہیم اور اسکی نسل کے لئے ابد تک کیا تھا۔ آنحضرت علیہ السلام کے عہد سے آگے روم کے قیصر ہرقل نے پھر یروشلم کی عمدہ شہر پناہ اور اسمیں برج اور خندق بنا دے تھے جسکا محاصرہ آکر خلافت عمرؓ میں ابو عبیدہؓ نے کیا اور چار مہینے کے محاصرہ کے بعد حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر مسلمانوں کے حوالہ کیا گیا ۱۲ منہ

[3] یعنی آدرین قیصر نے ۱۳۰ء شہر کی آبادی شروع کی پھر ۳۴۴ء میں کوتن یوداکشیہ نے شہر پناہ بنائی مگر ہیکل ایسی ہی خراب عہد حضرت عمرؓ تک پڑی رہی ہاں اسکے متصل قسطنطین کے گرجے بنے ہوئے تھے ۱۲

فصل ۵

حضرت ابوبکرؓ نے خلیفہ ہوکر ایک لشکر جمع کیا اور ۶۳۳ء میں ملک شام کے لینے کا ارادہ کیا اور یزید بن ابی سفیان کو امیر لشکر بنا کر اور بہت سی نصیحتیں کرکے روانہ کیا ہرکلیس (ہرقل) نے اپنی رعیت کو لڑائی کے لئے بھڑکایا مگر کچھ کارگر نہوا یزید کے پاس سے متواتر خلیفہ کے پاس فتحیابی کی خبریں آتی تھیں ادہر ایک اور لشکر تسخیر بیت المقدس کے لئے تیار کیا آخر شہر بصرہ کو فتح کیا اسکے چار دن بعد قوم سراسن (اہل اسلام) دمشق کی دیواروں تلے آپہنچے یہ شہر شام کا قدیم تخت گاہ ہے اہل اسلام سے مقابلہ ہوا سراسین کی وہ فوجیں جو شام اور بیت المقدس کی فتح کے لئے پھیل گئیں تھیں اینزناڈن کے میدان میں جمع ہوئیں یونان کے ستر ہزار عمدہ سپاہی انکے مقابلے کو آئے خالدؓ نے صلح کے پیغاموں کو اس شرط پر کہ عرب اپنے وطن کو پھر جاویں منظور نہ کیا اور اپنے لشکر کو جنگ کی ترغیب دیکر مقابلہ پر آمادہ کیا طرفین میں مقابلہ ہوا یونانی حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے بہت سے عیسائی مارے گئے باقی تتر بتر ہوگئے اور جو بچے تھے وہ قیصریہ وانٹی اوک اور دمشق کو بھاگ گئے اہل اسلام نے سونے چاندی کی صلیبوں اور انکے عمدہ ہتیاروں سے اپنے تئیں آراستہ کیا اس جنگ میں پچاس ہزار عیسائی مارے گئے اور چار سو ستر مسلمان شہید ہوئے یونانیوں کے سپاہ گری کے فن سے واقف ہونیکی وجہ سے محاصرہ نے طول کھینچا جب مسلمانوں نے رومیوں پر سخت محاصرہ کیا اور غلہ اور گھاس بند کرکے انکو تنگ کیا تو انہوں نے سو ایلچی ابوعبیدہؓ کے پاس بھیجے۔ چونکہ ابوعبیدہ نرم دل اور نیک نیت تھے اور اہل یونان کو اس امیر کی آدمیت اور خلق پر اعتماد تھا اسلئے صلح ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ جو باہر جانا چاہیں چلے جاویں اور یہاں کا امیر خلیفہ کو محصول دیا کرے۔

ابوبکر صدیقؓ نے دمشق فتح ہونیسے پہلے ۲۴ جولائی ۶۳۴ء میں وفات پائی اور مرنیسے پہلے وصیت کی کہ میرے بعد عمرؓ کو خلیفہ کرنا عمرؓ نے اس عہدہ سے انکار کیا تھا کہ مجھے اسکی آرزو نہیں مگر ابوبکر صدیقؓ کے فرمانیسے قبول کیا حضرت عمرؓ نے خلافت کے بعد خالدؓ کو معزول کرکے انکی جگہ ابوعبیدہ کو سردار کیا خالد بن ولید سیف اللہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ عمرؓ مجھ سے محبت نہیں رکھتے لیکن وہ میرے آقا ہیں اونکا تابعدار رہوں میں پہلے کی طرح ہر کام میں تندہی کرونگا اور ممکن نہیں کہ میں جانفشانی میں جو خدا کی راہ میں کرتا تھا قصور کروں اب میں ان واقعات فتح بلاد شام کو مختصراً بیان کرتا ہوں۔

لشکر اسلام نے شہر ایمیا یعنی ایمسؔ اور ہیلیوپولس یعنی بعلبک کو ۶۳۵ء میں فتح کیا۔ ندی یرموک یعنی ہرمیکس پر جو بحیرہ تبرس (تبریا جہیل) میں گرتی ہے اسکے کناروں پر قسطنطنیہ کی طرف سے اسی ہزار لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کو جمع ہوا اور اپنی سپاہ گری سے ڈرایا لوگوں نے خلیفہ کے پاس اس امر کے مطلع کرنیکو قاصد بھیجے خلیفہ نے آٹھ ہزار کی جمعیت اور بھیجی ابوعبیدہ نے خالد کو فوج کے تمام اختیارات دیدیے۔ خالد نے لوگوں کو کہا کہ بہشت تمہارے آگے ہے اور شیطان اور دوزخ پیچھے اور ابوعبیدہؓ نے فرمایا زخم اور تکلیف میں تم اور دشمن دونوں برابر ہیں لیکن انعام اور خوشی انکو نصیب نہیں (فانہم یالمون کما تالمون وترجون من اللہ ما لا یرجون) اس کہنے سے بہادران اسلام کے دل پھر ترو تازہ ہوگئے اور اپنے سے بہت زیادہ لشکر کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ رومی سواروں کے حملوں سے قریب تھا کہ مسلمان بھاگ اٹھیں مگر قوم حمیر کی عورتوں کی لعنت و ملامت سے جو پچھلی صف میں کھڑی تھیں پھر عرب کو حمیت آئی پھر تو رومیوں کو تلواروں کی دہار پر دہر لیا بہت سے رومی مارے گئے بہت سے دریا میں ڈوب مرے باقی پہاڑوں اور جنگلوں میں جا چھپے یہ مژدہ خلیفہ کے پاس گیا چونکہ اب حلب اور یروشلم اور انٹی اوک کا نگہبان بجز اس مغلوب لشکر کے اور کوئی نہ تھا اس لئے خلیفہ کے حکم سے بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا جب پانچ ہزار مسلمانوں نے حملہ کیا اور کامیاب نہوے تو ابوعبیدہ نے اپنے تمام لشکر کیساتھ اس شہر کو گھیر لیا اور ایلیہ یعنی یروشلم کے بڑے بڑے سرداروں کو یہ

خط لکھا

صحت اور خوشی ان لوگوں کو ہے جو راہ راست پر چلتے اور اللہ اسکے رسول پر ایمان لاتے ہیں تمسے ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم اللہ اور اسکے رسول محمد صلعم پر ایمان لاؤ۔ اور جب تم ایمان لاؤگے

تو ہمیں حرام ہو کر تمہیں ماریں یا تمہارے بال بچوں کو ہاتھ لگاویں اور اگر تم ایمان نہیں لاتے تو خراج دو اور ہماری حمایت میں رہنا اختیار کرو اور جو اسکو بھی نہیں مانوگے تو ہم تمہارے مقابلہ میں ایسے لوگ لاوینگا جو اللہ کی راہ میں شہید ہونیکو زیادہ عزیز رکھتے ہیں تمہارے شراب پینے اور سور کھانے سے (یعنی جس طرح تم شراب اور سور کو عزیز رکھتے ہو وہ شہید ہونے کو اس سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں) اور ہم بغیر فتح کے یہاں سے نہیں ٹلیں گے۔ شدت سرما میں مسلمان چار مہینے تک شہر کو گھیرے رہے آخر پادری سوف رونیس نے صلح کی شرط کو منظور کیا اور کہا کہ یہ پاک جگہ ہے اسکو ہم خلیفہ کے سوا اور کسیکو سپرد نہیں کرینگا مسلمانوں نے خلیفہ کو لکھا کہ شہر کا دینا آپکے آنے پر موقوف کیا آخر حضرت علیؓ کے مشورہ سے خلیفہ کا جانا ہی قرار پایا۔ انکا سفر باوجودیکہ دنیا کے بڑے مقاصد کے حاصل کرنیکے لئے تھا مگر سادگی اور پاسداری مذہب اور حقیر سمجھنے اسباب وسامان دنیا پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ قدرے بیان کرنا مناسب ہے۔

میں اوکلی صاحب کے بیان کو موافق لکھتا ہوں جو صاف صاف ہے خلیفہ نے اول مسجد میں نماز پڑھی اور بعد زیارت کرنے مزار رسول مقبول صلعم کے حضرت علی کو اپنی جگہ پر مقرر کیا اور چند رفیقوں کے ساتھ باہر نکلے جو تھوڑی سی دور سوار ہوکر پھر آئے ایک سرخ رنگ کے اونٹ پر سوار ہوئے اور دو تھیلے ساتھ لئے ایک میں جو کے ستو دوسرے میں کھجوریں تھیں اور کاٹھ کا طباق اونٹ کے پیچھے باندھ لیا اور پانی کی مشک آگے رکھلی جہانگہ رات کو اوترتے وہاں صبح کی نماز پڑھکر چلتے اور ہمراہیوں کو مخاطب کرکے خدا کی حمد و ثنا کرتے کہ اسنے ہمکو راہ راست پر چلایا اور گمراہی سے بچایا اور باہم محبت دی اور مخالفوں پر غالب کیا تم اسکا شکر کرو۔ جو شکر کرتا ہے وہ خدا کی نعمتیں زیادہ پاتا ہے۔ پھر طباق ستوؤں سے بھر کر بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے مصاحبوں کیساتھ کھاتے۔ اسی سفر میں ایک مسلمان کا مقدمہ پیش ہوا جسنے دو بہنوں سے شادی کر رکھی تھی آپنے ایک کے ترک کرنے کا حکم دیا پھر ایک شخص حریر پہنے ہوئے پیش کیا گیا اسکو عیاشی کے لباس سے منع کیا اور کئی ایک باجگزاروں کو دھوپ میں بیٹھا دیکھا انپر رحم فرماکر رہائی دی اور رحمدلی اور سلوکاری کی عاملوں کو تاکید کی جب شہر کے قریب پہنچے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا گیا۔ اور ایک موٹی اون کے خیمہ میں زمین پر بیٹھ گئے رئیس قوم نے (نصاری) اپنو سرداروں سے کہا ان لوگوں سے بغیر مدد آسمانی مقابلہ کرنا بیفائدہ ہے انکے رسول نے حکم دیا ہے کہ حلم و حیاوتابعداری کو عمل میں لاویں اور ان اوصاف سے انکی ترقی ہوگئی ہے تو تھوڑے دنوں میں سب قانون پر انکی شرع کو غلبہ ہوگا اور انکی حکومت مشرق سے مغرب تک پھیل جائیگی ان کے بعد شرائط صلح منظور ہوگئیں اور شہر کے دروازے کھولدئے گئے خلیفہ اور رئیس نصاری باتیں کرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے اور عبادت گاہ سلیمان پر خلیفہ کے حکم سے ایک نہایت عمدہ مسجد تعمیر کرائی گئی خلیفہ دس روز مقام کرکے وہاں سے مدینہ کو واپس آئے۔ (ملخصاً از سیر الاسلام، یہ کتاب انگریزی سے ترجمہ ہوکر طبع ہوئی ہے۔

فصل ششم

حضرت عمر کی بنوائی ہوئی مسجد مدتوں تک قایم رہی۔ اور ملک شام اور شہر یروسلم بھی اس وقت سے آجتک مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیگا اتنی مدت اس ارض مقدسہ پر نہ تو بنی اسرائیل کی حکومت رہی نہ کسی اور کی۔ خلفاء اربعہ کے بعد خاص ملک شام میں شہر دمشق امیر معاویہؓ کا پایہ تخت قرار پایا اور عرصہ تک انکے بعد دیگر بنی امیہ کے بادشاہ ہوتے رہے انکے بعد حضرت عبد اللہ بن عباس کی اولاد میں سلطنت آئی خلفاء عباسیہ مامون رشید ہارون رشید وغیرہ نے اپنے عہد میں یورپ کے اور ملک بھی ماتحت کرلئے تھے انکے عہد میں شہر بغداد دار السلطنت تھا ایران عرب مصر شام ودیگر بلاد سب انکے ماتحت تھے ۲۹۶ھ ہجری میں ملک مصر میں ایک شخص مہدی نے خلفاء عباسیہ کے برخلاف اپنی خلافت قائم کی تھی یہ مہدی اپنے آپ کو امام حسینؓ کی اولاد میں سے شمار کرتا تھا اور یکے بعد دیگرے انکے خاندان میں بھی چودہ خلیفہ قایم ہوئے انکی سلطنت پانسو سرسٹھ ہجری تک رہی انکا اخیر خلیفہ عاضد لدین اللہ ابو محمد عبد اللہ تھا اس دولت علویہ کا خاتمہ سلطان صلاح الدین یوسف ابن ایوب کے ہاتھ سے ہوا جو انکی ہاں آکر وزیر ہوا تھا۔ سلطان مذکور اپنے چچا شیرکوہ کو ساتھ سلطان نور الدین محمود شاہ شام کیطرف سے جو متعلقین سلاطین سلجوقیہ میں سے تھا اور

؎ بطریک کا حضرت عمرؓ کے آنے پر شہر یروسلم کا سپرد کرنا بجز اسکے اور کوئی وجہ نہیں رکھتا کہ اسنے آنحضرت صلعم اور حضرت کے خلیفہ عمرؓ کے اوصاف اور انکا اس شہر کو فتح کرنا اپنی کتابوں میں دیکھا ہوگا سو وہ سمجھ گیا کہ یہ وہی شخص برگزیدہ الہی ہے تو لڑنا بیفائدہ ہے وہ بدون شہر سپرد کرنے میں امن و عافیت ہے اسلئے اسنے حضرت عمرؓ کو بلایا ہماری مورخین اسی کے قائل ہیں اور لوگوں کا خاص بطریک کا بغیر شہر پناہ سے حضرت کو دیکھنا اور کلام کرنا اسکا مؤید ہے ان چاروں انجیلوں کے سوا عیسائیوں کے ہاں اور بھی بہت سی اناجیل ہیں کہ جنکو وہ اسدرجہ میں تو نہیں سمجھتے مگر تاہم انکو بمنزلہ کتب حدیث کے اور متبرک جانتے تھے غالباً انہیں یہ اوصاف اسنے دیکھے ہوں گے گو زبور و دیگر کتب عہد عتیق میں بھی حضرت عمرؓ کا بیت المقدس کو فتح کرنا اور انکا برگزیدہ ہونا ثابت ہے چنانچہ کتاب ملاکی علیہ السلام کے ۳ باب ۱-۲ جملہ و زبور ۱۱۰ کا ۲ جملہ اور کتاب حزقیل کا ۴۰ باب، ودر من راس زمانہ کے عیسائی خصوصاً انکے مذہبی پیشوا اور علما ایسے متعصب بھی نہ تھے جیسا کہ آجکل فرقہ پروٹسٹنٹ کے پادری اور انکے مورخ میں انمیں ایک قسم کی سادگی اور فرینی ہیا تھی

یہاں آیا تھا اور اپنے آپکو خلفاء عباسیہ کا ماتحت شمار کرتا تھا خلفاء عباسیہ کے عہد میں بخارا و خراسان و ایران وغیرہ بلاد میں متعدد بادشاہ قہار پیدا ہو گئے تھے جو اپنے تئیں برائے نام خلفاء عباسیہ کا ماتحت سمجھتے تھے اور انکے ہاں سے خطاب اور سند حاصل کرنے کے لئے نذریں اور تحائف بھیجا کرتے تھے منجملہ انکے ایک دولت سامانی بخارا میں بڑے زور و شور کے ساتھ تھی جنکے متعلقین میں سے سبکتگین اور اسکا بیٹا سلطان محمود بھی تھا جسنے ہندوستان کو فتح کیا ترکوں کے حوصلہ متواتر فتوحات سے بڑھ گئے تو ان میں سے اقبالمند لوگ بھی ظاہر ہونے لگے چنانچہ انہیں سے ایک شخص دقاق ترکوں کا سپہ سالار تھا اسکا بیٹا سلجوق سلطان بیغو شاہ ترکستان کا سپہ سالار معتوب ہو کر نواحی جند میں آرہا اور کافر ترکوں سے جہاد کرنا شروع کیا اسکے بعد اسکے تین بیٹے ارسلان موسیٰ میکائیل بھی اسی طرح جہاد کرتے رہے میکائیل شہید ہو گیا اسنے بیغو طغرل بک جغرہ بک داؤد چار جوانمرد بیٹے چھوڑے داؤد اور طغرل بغراخاں شاہ ترکستان کے ہاں ملتجی ہوئے اسنے دغا کی اس سے بھاگ کر یہ پھر جند میں آرہے یہاں تلک کہ دولت سامانیہ کا خاتمہ ہو گیا اور ایلک خاں بخارا کا بادشاہ ہوا اسکے مصاحبوں میں ارسلان بن سلجوق داخل ہو گیا یہاں تک کہ جب سلطان محمود نے ایلک خاں کو بھگایا تو اسکی رفاقت میں ارسلان بھی بھاگا تھا ارسلان کی جماعت آذربیجان تک پہنچی ادھر طغرل آس پاس کے بادشاہوں سے لڑنے بھڑنے لگا اسکے ہاتھ سے مسعود بن محمود نے شکستیں پائیں اور آخر کو ملک خوارزم کے بادشاہ بن بیٹھے ۴۳۲ھ ہجری میں پھر رفتہ رفتہ انکی سلطنت زور پکڑتی گئی یہانتک کہ ملک شام اور ایشیا کوچک پر بھی ان کا تسلط ہو گیا قسطنطنیہ میں اسکا خطبہ پڑھا گیا اور اسنے اپنے اقارب میں سے کسیکو شام کا کسی کو دیگر صوبجات کا حاکم اور بادشاہ مقرر کر دیا یہ وہ زمانہ ہے کہ مصر میں المستنصر باللہ علوی خلیفہ ہے اور بغداد میں القائم بامر اللہ عباسی ہے ایران میں شاہان بنی بویہ تھے جو خلفاء بغداد پر قابض ہو گئے تھے انہیں کے عہد میں یہ خاندان تمام ہوا طغرل خلیفہ بغداد کا نائب گنا جاتا تھا طغرل لاولد مر گیا اسکے بعد ۴۵۵ھ ہجری میں اسکی جگہ اسکا بھتیجا الب ارسلان بن داؤد بن سلجوق وارث سلطنت ہوا اسنے بھی بڑی بڑی فتحیں پائیں اور اوسکے وزیر نظام الملک نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ قائم کیا ۴۶۵ھ ہجری میں الب ارسلان مر گیا اور ملک شاہ اسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان سنجر ہوا اور قائم کی جگہ اوسکا پوتا مقتدی بامر اللہ ہوا ۴۶۷ھ ہجری میں الغرض سلجوقی خاندان کے متعدد بادشاہ ہو گئے تھے جنمیں باہم لڑائیاں بھی ہوا کرتی تھیں اور شام کا ملک خصوصاً بیت المقدس کبھی خلفاء مصر کے نوابوں کے قبضہ میں آجاتا تھا کبھی خلفائے عباسیہ کے برائے نام مطیعوں شاہان سلجوقیہ کے قبضہ میں رہتا تھا مسلمانوں کی اس باہمی خونخوار لڑائیوں اور طوائف الملوکی نے عیسائیوں خصوصاً فرنگستان (یورپ) کے بادشاہوں کے دلوں میں مسلمانوں سے لڑنے اور بیت المقدس کے لینے کا حوصلہ پیدا کر دیا اسکی ابتدا یوں ہوئی۔

حرب الصلیب

بیت المقدس کے حج کو ہر طرف کے عیسائی جوق جوق آیا کرتے تھے ان میں ایک شخص پیٹر نامی ایمیس صوبہ پکارڈی ملک فرانس کا رہنے والا بھی آیا جو کوتاہ قد حقیر صورت تھا شاید اسنے وہاں مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ تکلیف پائی ہو اسنے وہاں کے بڑے پادری سے شکایت کر کے یہ کہا کہ تم شاہان یونان سے مدد کیوں نہیں مانگتے اوسنے کہا وہ عیش و غفلت میں پڑے ہوئے ہیں انسے کیا ہو سکتا ہے پیٹر نے کہا تو میں شاہان یورپ کو آمادہ کرتا ہوں پیٹر وہاں سے چلا اور اربن ثانی اس زمانہ کے پوپ سے ملا پوپ نے وعدہ کیا کہ میں مجلس عام میں اسکی تحریک کرونگا مگر اتنے عرصہ میں تم منادی کرتے پھرو حضرت مجنونانہ صورت بنا کے ایک گدھے پر سوار ہو کر اور بھاری سی صلیب لیکر تمام ممالک فرانس اور اطالیہ میں منادی کرتے پھرنے لگے شاہراہوں گرجا گھروں میں جہاں کہیں وعظ کرتے زوار و نکی تکالیف بیان کرتے لوگ سنکر رو دیتے اسپر حضرت واعظ کی ہچکیاں اور آہیں اور لمبے لمبے آنسو اور حضرت عیسیٰ اور مریم کی دہائی دینا اور بھی غضب کرتا تھا آخر ملک فرانس میں نومبر ۱۰۹۵ء میں ایک مجلس جمع ہوئی جسمیں بہت سے

جا سور سردار اور مشہور امیر بھی آئے آٹھ روز مجلس رہی لوگ پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے ادہر اس جہاد کا ثواب سنتے ہی چیخ اوٹھے کہ ہاں یہی مرضی خدا ہے ہاں یہی مرضی خدا ہے پیٹر کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا جسمیں رؤسا اور شہزادے بھی تھے اس لشکر کا سرخ لباس اور صلیب نشان تہا یہ لشکر کہ جس کی تعداد لاکھ سے زیادہ تھی اور جوق جوق لوگ ان میں شامل ہوتے گئے ہنوز ملک شام میں پہنچنے نہ پایا تھا کہ سلطان سلیمان نے مار کر اونکے چھکے چھڑا دئے اور ڈالے لاکھوں آدمیوں کی ہڈیوں کا ڈھیر اس جنگ کی یادگاری میں لگا دیا مگر ایک دوسرا لشکر اور بھی تیار ہوا تہا جسکا سپہ سالار فرانسیسی شہزادہ مسمی گاڈفری توالوں تہا اس لشکر نے جاکر یروشلم کا محاصرہ کیا آخر فرنگی رسالے اور پلٹنیں شہر میں گھس آئے اور گلی کوچوں میں مسلمانوں کے زن و فرزند کو تہ تیغ کرنا شروع کیا صرف مسجد مقدس میں جو کئی ہزار مسلمان پناہ گزیں تھے قتل کئے گئے ہرچند مسلمان رو رو کر امان امان پکارتے تھے مگر ان دیندار عیسائیوں کی رحمدلی کب امان دیتی تھی؟ آخر صلیب کا نشان اڑنے لگا یہ واقعہ ایکہزار ننانویں عیسوی میں ہوا اگرچہ تخمیناً ستر ہزار مسلمان تو شہید ہوئے مگر بیچارے یہودی بھی اپنی عبادت گاہوں میں قتل کئے گئے۔ گاڈفری اول ہی سال میں مرگیا مگر تخمیناً نوے برس تک نہ صرف بیت المقدس پر بلکہ آس پاس کے ملکوں پر بھی عیسائیوں کا قبضہ رہا۔

واضح ہو کہ ۴۶۳ھ ہجری میں یوسف بن آبق خوارزمی نے جو ملک شاہ بن الب ارسلان کا امیر تھا ملک شام میں جاکر شہر رملہ اور بیت المقدس کو مستنصر خلیفہ مصر کے نواب سے چھین لیا تہا پھر ۴۸۹ھ میں خلیفہ مصر نے ارتق کے بیٹوں ایلغازی اور سقمان سے چھین لیا پھر اس جنگ تک مصریوں کے پاس رہا ابوالفدا[1] سلیمان جسنے پیٹر کے لشکر کو تہ تیغ کیا تھا قطلومش سلجوقی کا بیٹا ہے جو قونیہ و دیگر بلاد روم کا بادشاہ تھا وہ ۴۸۸ھ ہجری میں اپنے چچازاد بھائی سلطان تاج الدولہ تتش بن الب ارسلان کی جنگ میں مارا گیا (ابوالفدا) اس حادثہ کے دنوں میں مستظہر باللہ عباسی خلیفہ بغداد تھا اور سلجوقیوں میں سے سلطان محمد ابن ملک شاہ بڑی شان و شوکت سے ملک اپنے بھائیوں سے فتح کرتا پھرتا تھا۔

[1] ابو الفدا اسکو ۴۸۸ھ کا واقعہ بتلاتا ہے جلد ۲ صفحہ ۱۱

دوبارہ حملہ

اول جنگ کے تخمیناً اڑتالیس برس بعد جب عیسائیوں نے یہ سنا کہ فرات کے اس طرف جو عیسائیوں نے ایک بڑا قلعہ مسلمانوں کے روکنے کے لئے بنایا تھا اس کو زنگی امیر موصل نے لیلیا تو ان کے دلوں میں پھر جہاد کی آگ کا شعلہ بھڑکا اور اب پیٹر کی جگہ برنارڈ منادی کرنے لگا آخر اس نے لوئیس ہفتم شاہ فرانس اور کان رڈ جرمنی کو معتقد کر لیا، یہ دونوں بادشاہ تین لاکھ لشکر لیکر ہنگری کے رستہ قسطنطنیہ پہنچے۔ منوئیل شاہ قسطنطنیہ کی بدسلوکی سے انکی طاقت گھٹ گئی آخر کیدوشیا کے پہاڑوں میں انہوں نے سخت ہزیمت مسلمانوں سے اٹھائی اور بڑی بڑی مصیبتیں اوٹھا کر واپس آئے۔

تیسرا حملہ

سنہ ۵۸۳ھ ہجری میں سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ان عیسائیوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا جو نوے برس تک ان ممالک پر حاکم اور مسلط تھے اول طبریہ پر ہفتہ کے روز پانچویں ربیع الاول کو لڑائی ہوئی عیسائیوں نے شکست کہائی جسمیں فرنگستان کا ایک بادشاہ اور ایک گرجستان کا عیسائی بادشاہ گرفتار ہوا۔ اسکے بعد شہر عکہ کا محاصرہ کیا اس کو بھی فتح کیا پھر بیروت اور قساریہ اور صفوریہ اور رملہ بیت لحم وغیرہ شہروں کو فتح کرتا ہوا خاص بیت المقدس کی شہرپناہ کا بھی آکر محاصرہ کر لیا سنگین لگا دین اور شہرپناہ کو اکھیڑ کر پھینک دیا فرنگیوں نے امن

چاہا کہا جسطرح تمنے اس کو بزور شمشیر فتح کیا تھا میں بھی اسکو اسی طرح فتح کرونگا پھر فرنگیوں نے ایلچی بھیجا کہ ہم بہت ہیں تم تھوڑے امن دو ورنہ مرتا کیا نہ کرتا ہم دل توڑ کر لڑیں گے سلطان نے فرمایا ایک شرط پر امن دیتا ہوں وہ یہ کہ ہر ایک مرد تم میں سے دس دس دینار (اشرفی) اور ہر ایک عورت پانچ دینار اور بچہ دو دو دینار دیوے تو شہر سے باہر چلا جاوے ورنہ قید ہوگا چنانچہ فرنگیوں نے اس شرط کو منظور کیا اور بروز پنجشنبہ ۲۷ رجب کو بادشاہ شہر میں داخل ہوا اور سلطانی لوگوں نے عیسائیوں سے دروازوں پر جزیہ وصول کرنا شروع کیا اشرفیوں کے ڈھیر لگ گئے اور فصیل پر اسلام کا جھنڈا کھڑا کر دیا گیا تھا عیسائیوں نے الصخرہ کے قبہ پر ایک صلیب سونے کی کھڑی کر دی تھی مسلمانوں نے نعرہ اللہ اکبر بلند کرکے اسکو جب اکھیڑ کر پھینکا تو عجب خوشی کا شور وغل تھا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا ہوگا اور عیسائیوں میں رونے پیٹنے کا غل تھا۔

شہر فتح کرکے سلطان نے پھر مسجد کو اسی طور سے تعمیر کرا دیا اور جانب غربی میں جو ایک کمرہ بنایا تھا اوسکو گرا دیا۔ نورالدین محمود بن زنگی نے ایک ممبر حلب میں اس نیت سے بنوایا تھا کہ اسکو بیت المقدس میں رکھوں گا سلطان نے اسکو منگا کر مسجد میں رکھا اس بادشاہ نے عیسائیوں کا نہ صرف بیت المقدس اور ملک شام سے استیصال کیا بلکہ حوالی مصر سے بھی۔

جب یورپ میں یہ خبر پہونچی تو پھر جوش پیدا ہوا اور انگلستان کا بادشاہ رچرڈ اول اور فرانس کا فلپ آگسٹس جرمن کا فریڈرک بڑی خونخوار فوجیں لیکر بیت المقدس پر چڑھ آئے۔ مگر یروسلم میں جانا نصیب نہوا صرف عکا میں گئے کہ جہاں ایک عیسائی بادشاہ کا صلاح الدین نے محاصرہ کر رکھا تھا طرفین میں بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر سب پسپا ہوکر بھاگے اور تھوڑے دنوں کے بعد عکا بھی سلطان نے فتح کر لیا۔ اس جنگ میں صلاح الدین نے وہ فیاضی کی ہے کہ آجتک کوئی اپنے مقابل کے ساتھ نہ کریگا وہ یہ کہ یورپ کے بادشاہ اور اون کے لشکری جو بیمار ہوگئے تھے اون کے لئے برف اور آتار اور دیگر سامان ضروری بھیجا اور یہ کہا کہ تندرست ہوکر مجھسے لڑو کہیں تمہارے دلوں میں ارمان باقی نہ رہ جائے۔ آخر سب شکست کھا کر پریشان ہوکر اپنے ملکوں میں واپس گئے اسی سال شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر بڑے زور شور سے حملہ کیا تھا صلاح الدین غازی کے مرنے کے بعد پھر عیسائی دینداروں کے دلوں میں جہاد کے ثواب نے جوش مارا۔

چوتھا حملہ

سن گیارہ سو چھانویں سے لیکر ستانویں عیسوی تک اس لڑائی کا خاتمہ ہوا شہنشاہ ہنری نے اپنے لشکر کے تین حصہ کرکے ارض مقدسہ کیطرف روانہ کئے اور سب نے جمع ہوکر بڑا زور لگایا مگر صلاح الدین کے جانشینوں سے شکست کھا کر نہایت بدحواسی کے ساتھ پسپا ہوئے

پانچواں حملہ

۱۱۹۸ء سے لیکر ۱۲۰۴ء میں اور پوپ پاپا انوسنٹ نے جہاد کے احکام بھیجے اور فولک پادری نے وعظ سے ترغیب دی وینس کے رئیس سے جہاز کرایہ کئے مگر جب اسکی اجرت نہ دے سکے تو اوسنے انسے اسکی عوض میں شہر ضارا فتح کرا دینا چاہا چنانچہ فتح کرا دیا۔ اسکے بعد قسطنطنیہ کے عیسائی بادشاہ سے اولجھ پڑے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا سب زور یہیں تمام ہوگیا اور واپس چلے آئے ۱۲۱۲ء میں ملک فرانس میں اسٹیفن نامی ایک چرواہے کا لڑکا بھی وعظ اور الہام اور تائید غیب کا مدعی ہوکر غل مچاتے پھرنے لگا اسکے وعظ سے تیس ہزار لڑکے بارہ برس کے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوگئے اور نعرے مارتے ہوئے بیت المقدس کیطرف چلے جو رستہ میں کچھ ڈوب گئے اور کچھ غلام بنا کر فروخت

کئے گئے اسی طرح جرمن میں سے بھی لڑکوں کے وولشکر چلے تھے جو راستہ ہی میں مفقود الخبر ہوئے۔

چھٹا حملہ

سنہ ۱۲۲۸ء میں اور ہوا۔ پوپ گرگوری کے حکم سے فریڈرک دوم فوج لیکر نکلا اسنے سلطان ملک کامل کو یار بنا کر دس برس کے لئے یہ شرط لکھوائی کہ یافہ سے لیکر تلمیس تک کا فریڈرک مالک رہے مگر پادری اس سے ناخوش ہوگئے اسلئے بیچارہ بہت جلد اٹلی واپس چلا آیا۔

ساتواں حملہ

فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے پھر کیا اس نے ڈمیٹا کا محاصرہ کر لیا تھا مگر انجام کار سنہ ۱۲۵۰ء میں مسلمانوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوا جو چار لاکھ سکہ طلائی دیکر چھوٹا اور چار برس عاقر میں پڑا رہا لاچار ہو کر فرانس میں آیا۔

آٹھواں آخر حملہ

فرانس کے بادشاہ اور انگلستان کے بادشاہ اڈورڈ اول نے کیا سنہ ۱۲۷۰ء میں مصر اور حبش فتح کرنے کے لئے لوئیس تو مبش ہی میں مرگیا اور اڈورڈ عاقر تک آیا ناصرہ کے مسلمانوں کو نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل کیا مگر عاقر میں زخم کھا کر پچھلے پاؤں انگلستان بھاگ آیا۔ یہ شہر عاقر جو عیسائیوں کا مرکز ہوگیا تھا اسکو سلطان خلیل نے آگھیرا آخر فتح کر کے ساٹھ ہزار عیسائیوں کو قتل کیا باقی کو غلام بنالیا۔

واضح ہو

کہ مسلمان اندلس باہمی قتال وجدال میں مصروف تھے جسلئے عیسائیوں کو چڑہائی کی جرات ہوئی اور تخمیناً دوسو برس تک بار بار حملہ کرتے رہے وہ بھی ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی بادشاہ متفق ہوکر خصوصاً صلاح الدین کے بعد مشرقی جانب سے تاتاری کافروں چنگیز خانیوں کے وہ زور شور تھے کہ الامان الامان ادہر مغرب کی طرف سے عیسائی بادشاہ زور آزمائی کرتے تھے ایسے موقع پر اسلامیوں کا نیست و نابود اور یہود کی طرح متبذل ہوجانا قرین قیاس تھا مگر یہی وعدہ الٰہی کا اثر ہے کہ ان زلزلوں کے بعد پھر اسلام نے کروٹ لی ادہر چنگیز خاں کے پوتے کے بعد سے اسکی نسل میں اسلام آیا ادہر سلاطین عثمانیہ کا ستارہ بلند ہوا جنے یورپ کو نیچا دکھایا اور ان کے دلوں سے حملوں کی ہوس نکال دی للہ الحمد۔

صلاح الدین کے قبضہ کے بعد سے پھر بیت المقدس مسلمانوں کے ہی قبضہ میں ہے آج کل گو عیسائیوں کا پھر اقبال نصف النہار پر ہے اور صنعت وحرفت اور عیاری اور ہوشیاری میں بھی طاق ہیں آلات وحرب وضرب میں بھی ضرب المثل ہیں اور سب کے دلوں میں بیت المقدس لینے کا ارمان بھی ہے باوجودیکہ مسلمان ان سب باتوں میں اتنے بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر پھر بھی بیت المقدس اسکے حقیقی وارثوں اہل اسلام ہی کے قبضہ میں ہے یہ بھی ایک قدرت کا کرشمہ اور اسلام کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

نوٹ ۱۲۱۳ ہجری ماہ رمضان میں چند دن کے لئے فرانس کے بادشاہ نپولین نے بھی قبضہ کر لیا تھا مگر آخر چھوڑ کر بھاگ نکلا تتمہ فوائد جلد ۱۲ صفحہ ۲۰۹

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا وَأَنَّ الَّذِينَ

بیشک یہ قرآن وہ رستہ　بتلاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے　اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے ہیں　خوشخبری دیتا ہے کہ انکے لئے بڑا ہی اجر ہے　اور یہ بھی کہ جو

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ ۖ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ وَجَعَلْنَا

قیامت پر ایمان نہیں رکھتے انکے لئے ہمنے دکھ دینے والا　عذاب تیار کر رکھا ہے　اور انسان برائی مانگنے لگتا ہے جیسا کہ وہ بھلائی مانگتا ہو　اور انسان بڑا ہی جلدباز ہے اور ہمنے

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ ۖ فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ

رات اور دن کو دو نمونے بنا دیئے ہیں پس رات کے نمونے کو دھندلا کر دیا اور دن کا نمونہ نظر آنیکے تو روشن کر دیا کہ تم اپنے رب کے فضل کو (روزی) ڈھونڈو اور تاکہ برسوں کی گنتی

وَالْحِسَابَ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ۝

اور حساب معلوم رہے　اور ہمنے　ہر چیز کی تفصیل کر دی ہے

ع ۱

ترکیب

للتی ای للحالۃ او الطریقۃ التی ہی اقوم الحالات او الطرق۔ یہ یہدی کا مفعول ثانی ہو ان اسے بان مفعول یبشر کا یا اسکی تغیر دعاءہ ای یدعوا بالشر دعاءً مثل دعایۃ بالخیر والمصدر مضاف الی الفاعل والتقدیر یطلب الشر فالباء للحال او بمعنی السبب وکل شئ فصلنا محذوف کا مفعول ہے جسکی تفسیر فصلنا کر رہا ہے اور حال یہی ہے کل انسان کا۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا وآتینا موسیٰ الکتاب کہ ہمنے موسیٰ کو توریت دی تھی اسکے بعد حصیرا تک تورات کے اوپر عمل نہ کرنے سے جو کچھ بنی اسرائیل پر دینی و دنیاوی مصیبتیں آئیں انکا ذکر فرمایا کہ بطور پیشین گوئی کے انکو مطلع کر دیا تھا کہ تم ایسا کرو گے تو یوں برباد ہو گے مگر انہوں نے نہ مانا اب یہاں سے امت محمدیہ اور اخیر دور کی کتاب قرآن مجید کا ذکر فرماتا ہے ان ہذا القرآن الخ کہ اس قرآن میں دو باتیں ہیں اول یہدی کہ تمام دینی و دنیاوی دستورات میں جو کچھ اچھے دستور اور منزل مقصود کا سیدھا رستہ ہو یہ وہی بتلاتا ہے اسنے کوئی بات انسان کی سعادت و شقاوت کی باقی نہیں چھوڑی چنانچہ انہیں آیات میں آخر جا کر فرمایا وکل شئ فصلناہ تفصیلا۔ دوم یبشر کہ یہ نیک و بدکاموں کے اس نتیجہ سے بھی خبر دیتا ہے کہ جسکا ظہور عالم آخرت میں ہوگا۔ (تورات میں یہ بات نہ تھی اور جو تھی تو بہت کم) پھر جو کوئی اسکے بعد نیک کام کریگا ایمان لائیگا اسکے لئے قرآن اجر عظیم کی بشارت دیتا ہے دنیا میں بھی وہ لوگ بنی اسرائیل کی طرح ذلیل و خوار نہ ہونگے آخرت میں بھی حیات ابدی پاوینگے اور جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ دنیا ہی کے عیش کامرانی کو فوز المرام جانتے ہیں پھر نفس سرکش کی باگ تھام کر لذات و شہوات خبیثہ سے بچنا کیا خدا پر ایمان لا کر نیک کاموں میں تکلیف اٹھانا کیا انکے لئے دردناک سزا کا مژدہ دیتا ہے کبھی وہ دنیا میں بھی واقع ہوتی ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر واقع ہوئی اور اس عالم باقی میں تو لازمی ہے مگر انسان جلدباز ہے دیر میں نتیجہ نیک برآمد ہونے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا وہ چاہتا ہے کچھ ہو اب ہو اسلئے آخرت کی نعمتوں کی پروا نہ کر کے دنیاوی لذت پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور دلیل اسکی جلدبازی کی یہ ہے کہ جب کبھی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا تو جس طرح آرام میں زندگی کی دعا کیا کرتا ہے اور مال کی مراد مانگتا ہو اسی طرح اس حالت میں مرنیکی دعا مانگتا ہو اولاد کو بھی کوسنے لگتا ہے صبر نہیں کرتا حالانکہ دنیا میں ہمارے دو نمونہ قدرت ہیں انکو ثبات نہیں رات جاتی ہے تو دن آتا ہے پھر انسان اپنے رنج و راحت کو انقلاب زمانہ دیکھکر بھی کیوں وہی سمجھ لیتا ہے جسمیں کوسنے لگتا ہو اور یہ رات جو بری حالت سے مشابہ ہے جا کر دن ہو جاتا ہے جو فضل و کرم اور کشورکاری سے مشابہ ہے جسمیں اشارہ ہو کہ ہر مصیبت کے بعد راحت ہو اور رات ظلمت کدہ ہے جسمیں نیک بدکا

وَكُلَّ إِنسَانٍ أَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِي عُنُقِهِ ۖ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنشُورًا ۝ اقْرَأْ كِتَابَكَ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ

اور ہم نے ہر آدمی کا عمل اسکی گردن میں باندھ دیا ہے ۔ اور قیامت کے دن ہم اسکے لئے ایک کتاب نکالیں گے جسکو وہ کھلی ہوئی پاوے گا (کہیں گے) اپنی کتاب پڑھ لے آج

عَلَيْكَ حَسِيبًا ۝ مَّنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ وَمَا كُنَّا

اپنا حساب لینے کیلئے تو آپ ہی کافی ہے جو کوئی ہدایت پر چلتا ہے تو اپنے ہی لئے ہدایت پر چلتا ہے اور جو کوئی بہکا تو اپنی ہی خرابی کے لئے بہکتا ہے اور کسی کا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائیگا اور ہم ایسے نہیں تھے

مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝ وَإِذَا أَرَدْنَا أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا

کہ کسی کو بے رسول بھیجے عذاب دینے لگتے اور ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں پھر وہ تو وہاں بدکاری کرنے لگتے ہیں تب اس پر حجت تمام ہوجاتی ہے پھر تو ہم اسکو غارت ہی کر دیا کرتے

تَدْمِيرًا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝

اور نوح کے بعد ہم کتنے ایک قرنوں کو ہلاک کر چکے ہیں اور آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں کی خبرداری اور دیکھنے کو بس ہے

ہوش نہیں اس کے بعد دوسری زندگی کا دن روشن ہونے والا ہے جسمیں سب امور کی حقیقت کھل جائیگی وجعلنا الیل والنہار اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ عہد موسوی کے منقضی ہوکر عہد محمدی کے قایم ہونے پر اور تورات جاکر قرآن آنے پر تعجب نہ کرو ہم عالم میں یوں ہی تصرف کیا کرتے ہیں اسکی مصلحتیں ہم ہی خوب جانتے ہیں آپ روزمرہ رات دن کا انقلاب دیکھو کہ رات کو مٹاکر دن بناتے ہیں جسکے فوائد بیشمار ہیں از انجملہ دن میں رزق روزی کا بہم پہنچانا اور برسوں کی گنتی ہے اگر یکساں رات ہی رہتی یا دن رہتا یہ بات کب حاصل ہوتی ۔

ترکیب

یلقاہ جملہ کتابا کی صفت جو حال ہے مفعول محذوف سے وہو ضمیر الطائر یا مفعول ہے امرنا جواب ہے اذا کا ۔ کم اسجگہ خبریہ ہے محل نصب میں اہلکنا سے بربک میں ب زائدہ ہے جیسا کہ بنفسک میں اور جس طرح حسیبا تمیز ہے من نفسک کی اسی طرح خبیرا بصیرا تقدیم خبیرا کی اسکے متعلق کے تقدم سے ہے ۔

قال الفراء انما یجوز ادخال الباء فی المرفوع اذا یذم او یمدح بہ صاحبہ مثل کفاک بہ واکرم بہ رجلا ولا یقال قام باخیک وانت ترید قام اخوک ۔

تفسیر

ہر شئے کی تفصیل کے بعد انسان کی آنے والی حالت کا بیان کرنا اس دعوے کی دلیل بیان کر دینا ہے کیونکہ یہ ایک بڑی اہم بات ہے جو کتب سابقہ میں بھی نہ تھی اسلئے فرماتا ہے وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ عرب میں اپنے ہر کام کا نیک وبد انجام طائر یعنی پرندوں کی پرواز سے معلوم کرتے تھے اگر دائیں سے اوڑا تو خیر اور بائیں سے اوڑا تو شر وغیرہ ذلک پھر جب اسکا استعمال زیادہ ہوا تو ہر خیر وشر کو طائر کہنے لگے تسمیۃ الشئی باسم لازمہ اسکی نظیر سورہ یٰسین میں ہے قالوا انا تطیرنا بکم الی قولہ طائرکم معکم پس آیت کے یہ معنی ہوتے کہ ہر ایک آدمی کا عمل نیک یا بد اسکی گردن میں باندھ دیا ہے جو کچھ یہ کرتا ہے وہ اسکے ساتھ لازم ہو رہا ہے یا جو کچھ نیکی بدی سعادت نحوست اسکی تقدیر میں ہے اسکے لئے لازم ہو رہی ضرور پیش آکر رہیگی اور پھر قیامت کے دن ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا یہی نیک وبد عمل جو دنیا میں اسکے گلے کا ہار تھا ایک کتاب بنکر ظاہر ہوگی جو اسکے تمام اعمال نیک وبد کا ایک روزنامچہ ہوگا حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ دیکھ تو نے دنیا میں کیا کیا تھا ؟ اسمیں ہر ہر بات ہوگی ۔ اسی کو قرآن میں اور احادیث میں اکثر بلفظ کتاب ذکر کیا ہے پھر اسکی تفصیل ہے کہ اہل خیر کو یہ کتاب دائیں طرف سے اور بدوں کو بائیں طرف سے ملیگی ۔ مگر اس سے مراد دنیا کی طرح کوئی مجلد کتاب شیرازہ بندھی پٹھے لگی ہوئی نہیں بلکہ اسکے اعمال کا صحیح اندازہ جو ہر ایک پر واضح کیا جاویگا اسکے پڑھنے سے یہی مراد ہے پھر جب یہ حالت ہے تو من اہتدی لنفسہ الخ ہر ایک کو ہدایت کیطرف توجہ کرنی چاہئے کیونکہ اسکی برائی بھلائی کا یہی ذمہ دار ہے اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاویگا اپنی کرنی آپ ہی بھرنی اور اسی لئے حجت تمام کرنے کے لئے دنیا میں رسول بھیجے گئے کیسکو عذاب ہوگا جبتک کہ رسول کی معرفت اسپر حکم نہ ظاہر

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ

جو کوئی دنیا چاہتا ہے تو ہم اسکو اسی دنیا میں سے جو جس قدر چاہتے ہیں دیدیتے ہیں پھر تو اسکے لئے ہم نے جہنم تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا اور جو آخرت چاہتا ہے

وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۝ كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ

اور اسکے لئے اسکے موافق کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو انہیں لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی ہم ہر ایک کو دیئے جاتے ہیں انکو بھی اور انکو بھی اپنی عنایت سے اور تیرے

عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝ انْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۝ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ

رب کی بخشش کسی پر بند نہیں ہے۔ دیکھو ہم نے ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے اور آخرت کے تو بڑے درجے اور بڑی فضیلت ہے (اے انسان) اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود

إِلَٰهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولًا ۝

نہ بنانا ورنہ تو پشیمان و خوار ہو کر بیٹھے گا

کیا جاوے وما کنا معذبین الخ احکام شرعی کے لئے تو رسول انسانی ضرور ہیں اور توحید و خدا پرستی کیلئے رسول عقل بھی کافی ہے وا ذا اردنا سے دنیا میں جو بلائیں سو لوگوں کے خلاف کرنے سے آتی ہیں انکا ذکر کرتا ہے کہ جب قضاء قدر میں کسی قوم یا شہر کے برباد ہونے کے دن نزدیک آجاتے ہیں تو پیشتر امرنا مترفیہا وہاں کے سرداروں دولتمندوں کو رسولوں یا انکے نائبوں کی معرفت سمجھایا جاتا ہے اول وہ نافرمانی کرتے ہیں تو برباد ہو جاتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں کہ امرنا کے معنی یہ ہیں کہ انکی توسعہ کے موافق وہ خدا کی طرف سے برائی پر مامور ہوتے ہیں اسکے بعد فرماتا ہے کہ نوح کے عہد سے لیکر اب تک دیکھو کسقدر قرون امم یعنی قومیں ہلاک ہوئی ہیں ہ

ترکیب

من مبتدا ما در یہ شرطیہ ہے اور عجلنا اسکا جواب لمن نرید بدل ہے من سے باعادہ جار یصلہا حال ہے جہنم سے یا ضمیر لہ سے مذموما حال ہے فاعل یصلے سے جو ضمیر ہے اور اسی طرح مدحورا ہولاء ہولاء بدل ہے کلا سے و حرہ حواطرد ہ من باب خضع۔ محظورا ممنوعا یقال حظرہ یحظرہ حظرا منعہ۔

تفسیر پہلے فرمایا تھا ہم خبیر بصیر ہیں ہر ایک کی نیت جانتے اور اسکے ظاہر حال کو دیکھتے ہیں اسکے بعد دنیا میں جو کچھ لوگ کر رہے ہیں اور جس جس چیز پر مر رہے ہیں اسکا بیان اور انجام بیان فرماتا ہے تاکہ خبیر و بصیر ہونے کی تصریح ہو جائے دنیا میں دو قسم کے آدمی ہیں ایک وہ کہ جنکا دار آخرت پر یقین نہیں اور جو کچھ ہے بھی تو اس کے نزدیک دنیا ہی مقدم ہے اسی کے حاصل کرنے کو وہ اصلی مقصد جانتا ہے اسکے مقابلہ میں اسکو دار آخرت کی ذرہ بھی پروا نہیں جیسا کہ فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ یعنی جو عاجلہ دنیا اور اسکے فوائد ہی چاہتا ہے تو ہم بھی اسکو جلد یہیں بدلا دیتے ہیں عجلنا لہ فیہا مگر یہ نہیں کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی اسکو ملجاتا ہے بلکہ ما نشاء جس قدر ہمکو دینا منظور ہوتا ہے اور یہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ لمن نرید جسکو ہم چاہتے ہیں ورنہ سیکڑوں نے بے دینی اختیار کی کوئی برا کام دنیا کے حاصل کرنے میں اٹھا نہیں رکھا مگر پھر بھی وہی افلاس وہی تنگدستی۔ بیدینوں کے لئے یہ بڑی تہدید ہے مگر اس چند روزہ عیش کے بعد تو ثم جعلنا لہ جہنم یصلاہا مذموما مدحورا وہ جہنم میں جائے گا اور دنیا میں عمر رائگاں کرنے پر ندامت اٹھائیگا۔ ذلیل ہوگا دوسرا وہ کہ جنکو مدنظر دار آخرت ہے ومن اراد الاخرۃ مگر اس میں دو شرط ہیں اول وسعی لہا سعیہا کہ اسکے موافق کوشش بھی کرے یہ نہیں کہ ارادہ کر کے چپ بیٹھ رہے اور کوشش اسی کے مطابق ہو کیونکہ بہت سے لوگ دار آخرت کی کوشش تو کرتے ہیں لیکن عناصر اور سیاروں اور بزرگوں کی عبادت کو آخرت کا ذریعہ جانتے ہیں اور اسی طرح نکمی ریاضتیں بھی کرتے ہیں کوئی سات دن گنگا میں رہتا ہے کوئی پہاڑ پر گرتا ہے کوئی حلال چیزیں کھانی چھوڑ کر جسم کو ہلاک کرتا ہے سو یہ کوشش اور یہ رستہ دار آخرت کا نہیں ہے ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ٭ کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان ست ٭ بلکہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمودہ کے موافق ہونا چاہئے دوسرا یہ کہ وہو مومن اسکو ایمان بھی ہو اللہ اور اسکے رسول کی دل سے تصدیق ہو کیونکہ یہ اصل اور بنیاد ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں وہ خدا کی جماعت میں

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ

اور آپکے رب نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ اسکے سوا اور کسیکی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ سے نیک سلوک کرنا اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچیں تو نہ انکو دھوں کہنا اور

لَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ رَبُّكُمْ

نہ انکو جھڑکنا اور انسے ادب سے بات کرنا اور انکے آگے مہربانی سے جھکے رہنا اور انکے لئے دعا کرتے رہنا کہ اے رب جسطرح انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم کر۔ تمہارا رب

اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ۝ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ

خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اگر تم سعادتمند ہو (اسپر بھی کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو تو) وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔ اور اہل قرابت اور غریب اور مسافر کا حق ادا کرتے رہنا

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور مال کو بیہودہ نہ اڑانا کیونکہ بیہودہ اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان تو اپنے رب کا ناشکر ہے اور جو تجھے ان لوگوں سے منہ پھیرنا پڑے

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ

اپنے رب کے فضل و کرم کے انتظار میں کہ جسکی تجھے امید ہے تو انسے نرم بات کہنا اور نہ تو اپنے ہاتھ کو سکیڑ کر گردن میں باندھ اور نہ اسکو بالکل کھول ہی دے کہ تو پشیمان ہو کر

مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

تہی دست ہو کر بیٹھ رہے (ای رسول) آپ کا رب جسکے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور وہی تنگ روزی دیتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار انکے حال کو دیکھ رہا ہے

داخل نہیں پس اولئک کان سعیہم مشکورا انکی کوشش کارآمد ہوگی انکو دار آخرت اور حیات ابدی نصیب ہوگی رہی دنیا سو کلا نمد ہؤلاء وہؤلاء من عطاء ربک ہم اپنی عنایت سے

ہر ایک فریق کو دنیا میں دیتے ہیں دین و تقوی سے دنیا فوت نہیں ہوتی اور نہ زیادہ دنیا ملنے سے خدا کے ہاں کوئی زیادہ عزت ہی حاصل نہیں ہوتی ہے ؎ چہ دشمن بریں خوان

یغما چہ دوست ۔ انظر کیف فضلنا الخ دیکھو دنیا میں ایک کو دوسرے پر کیسی فضیلت دے رکھی ہے بہت سے احمق و جاہل مالدار اور دانا خوار اور بہت سے

کفار محتاج اہل ایمان اہل ثروت اور کہیں بالعکس باعث فضیلت آخرت کے درجات ہیں انہیں کی زیادہ رغبت کرنی چاہیے وہیں کی فضیلت فضیلت حقیقی

ہے وللآخرۃ اکبر درجات و اکبر تفضیلا چونکہ دار آخرت کیلئے اصل اصول توحید ہے اسلئے حکم دیتا ہے لا تجعل الخ کہ خدا کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنانا ورنہ ذلیل و خوار ہوگا۔

ترکیب الا مخفف ان لا یہ تفسیر ہے قضی کی وبالوالدین معطوف ہے الا تعبدوا پر اے قضی بالوالدین تقدیرہ وبان تحسنوا بالوالدین احسانا۔ اما یبلغن اما ان

ماتہا ان شرطیہ ما زائدہ تاکید کے لئے یبلغن فعل شرط فلا تقل جواب۔ اُفٍ اسم الفعل الذی ہو التضجر وہو مبنی علی الکسر لالتقاء الساکنین وتنوینہ فی قرأۃ نافع وحفص

للتنکیر ومن فتح طلب التخفیف مثل رب ومن اتبع ومن لم ینون اراد التعریف جناح الذل بالضم ضد العز وبالکسر ضد الصعوبۃ ہو الانقیاد۔ وجعل للذل

جناحا کما فی قول لبید ؎ وغداۃ ریح قد کشفت وقرۃ ٭ اذ اصبحت بید الشمال زمامہا ٭ للشمال ید وللقرۃ زمام۔

تفسیر۔ دار آخرت کی سعی کا مجملاً ذکر ہوا تھا اب یہاں اسکی تفصیل کرتا ہے کہ دار آخرت کا یہ رستہ ہے اور اسکی کوشش اصلی یہ ہے۔ سب سے اول بات

دار آخرت کے لئے یہ ہے کہ منعم کا شکر کرے اور اپنے محسن کے ساتھ ادب اور سلوک سے پیش آوے اور منعم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اسی نے ہمکو پیدا کیا ہے اسی نے

بیشمار نعمتیں عطا کی ہیں اور پھر اس جہان میں بھی اسی سے امید ہے وہ کسی کے احسان اور خدمت کا تو محتاج نہیں اسکی شکر گذاری اور لحاظ اور حق پرورش

ہے تو یہی ہے کہ اسکے ساتھ کسی کو خدائی میں شریک نہ کرے خالص عبادت اسی کی کرے سب سے **اول حکم** یہی دیا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ اب

لطف کلام دیکھو کہ ربک کا لفظ فرمایا حق تربیت جتلانے کو۔ لئے اور امر کی جگہ قضی تاکید کا کلمہ فرمایا یعنی حکم قطعی دیدیا اور نیز اسی حکم کو اس سے پہلی آیت

میں لا تجعل مع اللہ الہا آخر کے ساتھ بھی ذکر کر دیا تھا اب یہاں اور بھی تاکید فرما دی۔

خدا تعالیٰ کے بعد دنیا میں اسکے وجود کا سبب مجازی اور منعم اور محسن ماں باپ ہیں جو اسکی بے چینی سے بیتاب ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے میں اپنے نفس سے اسکو زیادہ عزیز رکھکر آپ نہیں کھاتے اسکو کھلاتے ہیں اور اسکے بچپن میں اسکی پرورش میں بلا غرض جان و مال کو صرف کرنا اپنی راحت سمجھتے ہیں اس لئے **دوسرا حکم** وبالوالدین احسانا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو۔ احسان کا لفظ ایسا وسیع المعنی ہے کہ جسمیں سب کچھ آگیا مگر اس کی کسیقدر شرح بھی فرماتا ہے (۱) امایبلغن الخ کہ اگر تیری زندگی میں تیرے ماں باپ بڑھاپے کو پہنچیں تو یہ زمانہ بڑی بیکسی کا ہوتا ہے اور نیز اس کے سبب اقتدار اور زور و قوت بھی جاتے رہتے ہیں اور نیز بڑھاپے میں اس سے بچوں کی سی بے معنی باتیں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں پس تجھکو انسے اُف یا اُف کہنا نہ چاہئے نہ جھڑکنا چاہئے **ف** دلالۃ النص کے طریق پر اس سے ہر ایک قسم کی ایذا اور تکلیف دینا ماں باپ کو حرام سمجھا گیا وعلیہ الجمہور (۲) وقل لہما ان سے نرم اور ادب سے کلام کر (۳) واخفض انکے آگے جھک یعنی ہر قسم کی دل سے فرمانبرداری و تواضع کر (۴) وقل رب انکے لئے دعا خیر کرو۔

بارہا تجربہ میں آیا ہے کہ جس نے ماں باپ کو ستایا وہ دنیا میں بھی ناشاد نامراد رہا جوانا مرگ مرا ہے اور جس نے عزت و توقیر و احسان کیا ہے اسکو شاد و خرم دیکھا ہے **ف** ماں باپ کی ان باتوں میں فرمانبرداری نہیں کہ جن سے خدا کی گناہگاری ہوتی ہے کیونکہ ماں باپ سے اللہ کا حق اور مرتبہ مقدم ہے پھر یہ نہیں کہ تم یہ سب باتیں ظاہرداری کے طور پر کرو بلکہ دل سے اور اخلاص سے کیونکہ ربکم اعلم بمافی نفوسکم الخ تمہارا رب تمہارے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے کہ اگر تم نیک بختی اختیار کروگے اور ایسی حالت میں بشریت سے گر تم سے کچھ خدمت گزاری میں کبھی فروگذاشت ہو جاوے گی اور اپنی دلی نیک بختی سے تم اس کی طرف رجوع کروگے تو وہ رجوع کرنیوالوں کے لئے معاف کرنیوالا ہے

ف اوّاب بروزن فعّال اوب بمعنی رجوع سے مبالغہ کا صیغہ

تیسرا حکم۔ وآت ذا القربیٰ حقہ والمسکین وابن السبیل کہ اور جس قدر قرابت دار ہیں بھائی بہن ماموں چچا خالہ پھوپھی وغیرہم انکا حق بھی ادا کر حق ادا کرنا بھی بڑا عام لفظ ہے جس میں ہر ایک قسم کا حق آگیا اگر محتاج ہیں تو انکی مال سے مدد کر اور نہیں ہیں تو ادب اخلاص ہمدردی صلہ رحمی کر اور انہیں پر منحصر نہ رکھ بلکہ ہر ایک مسکین یعنی محتاج کے ساتھ نیک سلوک کر خواہ قرابت دار ہو خواہ کوئی غیر ہو بلکہ پردیسیوں مسافروں کا بھی تجھ پر حق ہے انکے ساتھ بھی نیک سلوک کر ضیافت کر نقد دے اترنے کو آرام سے جگہ دے نرم کلام کر پس اس تیسرے حکم میں تین حکم ہیں۔

یہ سب خدمتگزاری مال سے ہوا کرتی ہیں اسلئے مال کی بابت حکم دیتا ہے **چوتھا حکم** ولاتبذر الخ کہ ہمنے ایسے کار خیروں میں صرف کرنیکو کہا ہے اڑا دینے کا حکم نہیں دیا ہے لغویات میں مال برباد کر بے ضرورت مکانات بنانا اسباب خریدنا گھوڑے وغیرہ اشیاء بے ضرورت مول لینا سب میں تبذیر ہے اسی طرح بیاہ شادی دعوت۔ تہائی کھانے پینے میں بھی اعتدال سے بڑھنا تبذیر ہے اور ناچ رنگ آتش بازی وغیرہ تو اور بھی ممنوع ہے سائلوں اور حقداروں کے دینے کا حکم دیا تھا اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ پاس کچھ نہیں ہوتا وہ طلب کرتے ہیں سخت سست بھی کہنے لگتے ہیں ہر وقت آدمی کو غصہ آجاتا ہے برا بھلا کہنے لگتا ہے سو اس سے بھی منع کرتا ہے اور ایسی حالت میں کیا کرنا چاہئے اسکی تعلیم دیتا ہے واما تعرضن الخ کہ اگر تیرے پاس کچھ دینے کو نہیں اور تجھکو خدا سے امید ہے کہ آئیگا ایسی حالت میں انسے تو جو منہ پھیرے تو انکو سخت بات نہ کہہ بلکہ نرم بات کہ بھائی اللہ کا فضل ہے برکت ہے یا وہ دیگا تو دونگا یا اللہ تجھے غنی کرے

پانچواں حکم ولاتجعل یدک الخ میانہ روی کر نہ تو ہاتھ کو سکیڑ کر سمیٹ کر مٹھی بند کر کے گلے میں ہاتھ رکھ لے (یہ کنز پنے کے معنی میں محاورہ ہے) اور نہ ہاتھ کو بالکل کھول کہ سب کچھ ایک روز دیکر خود محتاج ہو جاوے آپ مانگتا پھرے کیونکہ دنیا میں فقیر بھی خدا نے پیدا کئے ہیں تیرا کام نہیں کہ سب کو غنی کرے غنی اور فقیر وہی کرتا ہے اور اسکی مصلحت وہی جانتا ہے انہ کان بعبادہ الخ بعض ایسے بھی فقیر ہیں کہ اگر انکے پاس دولت ہو تو آفت برپا کریں۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ

اور مفلسی کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا ہم انکو بھی روزی دیتے ہیں اور تمکو بھی بے شک انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے اور زنا کے پاس بھی نہ جاؤ کیونکہ وہ بےحیائی کا کام ہے

وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي

اور بہت ہی برا طریقہ ہے اور جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اسکو ناحق قتل نہ کرنا اور جو کوئی ظلم سے مارا جاوے تو ہم نے اسکے وارث کو اختیار دیدیا ہے (قصاص و معاف کرنیکا جسکو چاہے) کہ قصاص لینے میں زیادتی نہ کرے

الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ

کیونکہ انصاف سے قصاص لینے میں بھی جیت ہے اور جب تک یتیم اپنی جوانی کو نہ پہونچے اسکے مال کے پاس بھی نہ جانا لیکن اس طریق سے کہ جو بہتر ہو اور عہد کو پورا کیا کرو کیونکہ عہد کی پرسش ہوگی

مَسْـــُٔوْلًا ۝ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ

اور جب ناپ کر دینا ہو تو پورا پیمانہ دیا کرو اور تولتے ہیں برابر کی تول تولو کیونکہ یہ عمدہ بات ہے اور (اسکا) انجام بھی اچھا ہے اور اس بات کے پیچھے نہ پڑا کرو جسکا تمہیں علم ہی نہ ہو۔

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــــُٔوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ

کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پرسش ہوگی اور زمین پر اکڑتا ہوا نہ چلنا کیونکہ نہ تو زمین کو پھاڑ ہی ڈالیگا اور نہ بلندی میں

الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰــهًا

پہاڑوں کو پہنچیگا ان میں سے ہر ایک بات تیرے رب کے نزدیک ناپسند ہے یہ بیان اس حکمت میں کا ہے کہ جسکو آپ کے رب نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اور اللہ کیساتھ اور کسیکو معبود نہ ٹھہرانا

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنَاثًا ۭ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝ۧ

ورنہ تو ملزم راندہ درگاہ بنا کر جہنم میں ڈالدیا جاویگا (اے مشرکو) کیا تمکو تمہارے رب نے بیٹوں کیلئے مخصوص کر لیا ہے اور فرشتوں کو بیٹیاں بنا لیا ہے تو تم بہت ہی بڑی بات کہتے ہو۔

ترکیب

خشیۃ املاق مفعول لہ ۔ املاق فقر ۔ الخطاء بکسر الخاء وسکون الطاء والہمز مصدر خطی وجاء بکسر الخاء وفتح الطاء من غیر ہمز ہوالاثم یقال خطی خطاء کاثم اثما لا تقف الماضی منہ قفا اے تبع ویقر بضم القاف واسکان الفاء مثل تقم وماضیہ قاف یقوف اذا تبع کل اولئک مبتدا و اولئک اشارۃ الی السمع و البصر والفواد وان کان الاشارۃ باولئک فی الاکثر الی من یعقل ولکن قد جاء لمن لا یعقل سیئۃ بضم الہاء والہمزۃ بالاضافۃ اے سیئ بعض المذکور المنہی عنہ مکروہ عند اللہ پس سیئہ کان کا اسم مکروہا خبر جملہ خبر کل ذلک نافع ابن کثیر ابو عمرو نے سیئۃ پڑھا ہے۔

تفسیر

چھٹا حکم ولا تقتلوا اولادکم اپنی اولاد کو افلاس کے خوف سے قتل نہ کرو۔ عرب میں دستور تھا کہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالا کرتے تھے یہ سمجھکر کہ لڑکیاں کچھ کما نہیں سکتیں لڑکے کما سکتے تھے کہ وہ ان کے ساتھ لوٹ مار میں شریک ہوتے تھے اور نیز مفلسی میں اہل کفو اس لڑکی سے نکاح نہیں کرتے تھے غیر کفو میں دیجاتی تھی یہ بڑی عار کی بات تھی۔ اس بدرسم کو کس لطف کے ساتھ منع فرماتا ہے۔ اول تو لفظ اولاد کہہ کے شفقت دلائی۔ دوم نحن نرزقہم الخ کہ تم کیوں رزق کی فکر کرتے ہو رزق تو ہم دیتے ہیں ان کو بھی اور تمکو بھی سوم ان قتلہم کہ انکا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ ساتواں حکم ولا تقربوا الزنیٰ کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ زنا کی قباحت میں سلف سے خلف تک عقلاء کو اتفاق ہے

اس میں یہ چند قباحتیں ہیں (۱) انساب کا خلط ملط ہوتا یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کس کا بیٹا ہے پھر باہمی حصہ ترکہ میں خرابی آتی ہے (۲) عورت کو شرعی یا عرفی طور پر اگر ایک شخص خاص سے تعلق نہو جسکو نکاح کہتے ہیں تو اسکے پاس آنیوالوں میں باہمی قتال و جدال کی نوبت آویگی جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے اور یہ بات تخریب عالم کا باعث ہے (۳) عورت سے مقصود صرف شہوت رانی ہی نہیں بلکہ باہم ملکر خانہ داری کے امور میں ایک دوسرے کا معین ہونا مرد کماکر لاوے عورت دردمندی اور کفایت کے ساتھ اسکو گھر میں اٹھاوے دونوں ملکر بچوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کریں اور نیز بیماری اور پیری میں بھی ایک دوسرے کا ساتھ دے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کمال درجہ کی دردمندی ہو اور یہ بات جبتک ممکن نہیں کہ عورت کی نظر ایک ہی شخص پر رہے اوروں سے علاقہ نہ رکھے اور یہ بغیر اسکے کہ زنا کو حرام کیا جاوے ممکن نہیں (۴) اگر زنا کا دروازہ کھلجاوے تو انسان اور بہائم میں کیا فرق رہے جس عورت کو چاہے رکھے اور نیز باہم الفت و محبت کبھی پیدا نہو ان سب باتوں کے لحاظ سے شرع نے زنا کو حرام کیا اور یہانتک تاکید کے لفظ استعمال کئے کہ اسکے پاس جانیکی ہی ممانعت کردی یعنی اسکے اسباب سے بھی روکا اور انکی ان قباحتوں کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا۔ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا

آٹھواں حکم۔ ولاتقتلوا النفس التی حرم اللہ الخ کہ جن جانوں کا قتل کرنا شرع نے حرام کیا ہے ان کو ناحق قتل نہ کرو انسان خدا تعالیٰ کا مظہر اور اس کی خدائی کا آئینہ ہے اسکے قتل کا ارادہ کرنا خدائی کا مقابلہ کرنا ہے پس یہ نہایت سنگین جرموں پر قتل کیا جاتا ہے بضرورت اور وہ دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خدائی جرائم کا ارتکاب کرے مرتد ہوجاوے بغاوت کرکے امن عام میں خلل انداز ہو یا نکاح کرنے کے بعد بھی حرام کاری کرے ان صورتوں میں انسان کی حرمت جاتی رہتی ہے اسکی طرف التی حرم اللہ الخ میں اشارہ کردیا وہ احادیث صحیحہ جنمیں مرتد اور باغیوں اور رجم کا ذکر ہے گویا اسی جملہ کی شرح ہیں۔ دوسری یہ کہ کسیکو مار ڈالے اسکے بدلے میں اسکو مارا جاوے جسکو قصاص کہتے ہیں چونکہ یہ بات قتل عمد ہی میں ہے جو عرب میں کثیر الوقوع تھا اسلئے اولاً تو اسکی طرف الا بالحق میں اشارہ کیا پھر ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل میں اسکی صراحت کردی کہ جو مظلوم مارے جاویں اس کے وارث کو شرع نے قدرت دی ہے کہ اس قاتل کو مارسکتا ہے یہی قتل بالحق ہے مگر اسمیں اسراف نہو یعنی عوض اسکی قوم سردار کو نہ مارے نہ اسکو جلاکر یا اور بری طرح سے قتل کرے جو اس کے ورثہ میں اشتعال کا باعث ہو۔

ف شرع میں انسان کا قتل ان چند صورتوں میں جائز ہے (۱) یہ کہ مرتد ہو (۲) باغی ہو۔ انما جزاء الذین الآیہ میں اس حکم کی تصریح ہے (۳) یہ کہ نکاح کرنے کے بعد زنا کرے۔ اسکا حکم احادیث مشہورہ سے ثابت ہے (۴) کفار و مشرکین کا قتل کرنا نہ مطلقاً بلکہ اسوقت کہ ان سے قاعدۂ شرعیہ کے موافق جنگ قایم ہو کما قال قاتلوا الذین لایؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر وقال اقتلوھم حیث وجدتموھم (۵) قصاص میں آئمہ مجتہدین نے احادیث و قیاس سے تارک الصلوٰۃ اغلامی۔ ساحر چارپائے سے مباشرت کرنے والیکا بھی قتل جائز رکھا توریت میں بھی قتل انسان بہت سی صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے۔

نواں حکم۔ مال یتیم سے بچنا ولاتقربوا مال الیتیم مگر جائز طریقہ سے لینا درست ہے مزدوری میں تجارت میں اجرت نگرانی میں اگر محتاج ہو۔

دسواں حکم۔ واوفوا بالعہد ہے عہد جسکو کرو اسپر قایم رہو سوا وہ عہد ہی غلط ہیں جنکو شرع نے معتبر نہیں رکھا یعنی معصیت پر عہد کرنا۔

گیارہواں حکم۔ واوفوا الکیل کہ ناپ تول کو لیتے دیتے وقت کم زیادہ نہ کرو معاملات میں دغابازی نکرو۔

بارہواں حکم۔ ولاتقف اسکے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں۔ (۱) اسمیں ان باطل خیالات کی پیروی سے ممانعت ہے جو عوام میں غلطی سے مشہور ہوجاتے ہیں (۲) محمد بن حنفیہؓ سے منقول ہے کہ اسکے معنی جھوٹی گواہی کے ہیں۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ

اور ہمنے اس قرآن میں طرح طرح سے بیان کیا تاکہ وہ سمجھیں حالانکہ انکو تو اس سے نفرت ہی بڑھتی جاتی ہے (اے نبی) کہدو اگر اسکے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تب تو وہ ضرور

ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا ۝ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ

عرش کے مالک تک کوئی رستہ نکال لیا ہوتا وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے (اسکی ذات) بہت ہی بالاتر ہے ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ انمیں ہے سب اسکی پاکی بیان کرتے ہیں

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝

اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں جو اسکی حمد کے ساتھ تسبیح نکرتی ہو لیکن انکی تسبیح کرنے کو تم نہیں سمجھتے بیشک وہ بڑا تحمل کرنیوالا (اور) بڑا ہی بخشنے والا ہے

ترکیب صرفنا ای بینّا ضروبا من کل مثل مفعول ان تکون فی زائدۃ کما فی قولہ تعالی واصلح لی فی ذریتی۔ لو کان شرطا اذا لابتغوا الخ جواب والمعنی لطلبوا الی من ہو مالک الملک سبیلا بالمغالبۃ کما یفعل الملوک بعضہم مع بعض او بالتقرب بالطاعۃ لہ تعالی لعلمہم بقدرتہ تعالی وعجزہم کقولہ اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ۔ بیضاوی

تفسیر ابن عباسؓ کہتے ہیں جسکو آنکھ سے نہ دیکھے کان سے نہ سنے دل میں یاد نہ رکھے اسکی گواہی نہ دے (۲) بعض کہتے ہیں کہ اسمیں کسی پر تہمت لگانے کی ممانعت ہے کیونکہ تہمت میں بلاتحقیق باتیں ہوا کرتی ہیں (۳) بعض کہتے ہیں اسمیں جھوٹ کی ممانعت ہے (۵) بعض کہتے ہیں کسی کی غیبت اور طوفانی وشیطانی باتوں سے ممانعت ہے مگر سب معنی صحیح ہیں مآل کار سبکا یہ ہے کہ جو بات اچھی طرح معلوم نہ ہو اسپر کوئی حکم نہ لگاوے اسمیں سب اقوال آگئے۔

تیرہواں حکم ولا تمش فی الارض مرحا کہ تجبر تکبر زمین پر اکڑ کر نہ چل کیونکہ تو عاجز ہے کچھ زمین کو پھاڑ نہ ڈالیگا بلند ہو کر پہاڑوں کے برابر نہ ہو سکیگا انمیں سوان مکروہ چیزوں کو سیئہ فرماتا ہے اور جو امر ہیں انکی نسبت فرماتا ہے ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ یا یہ جملہ سب باتوں کی طرف اشارہ ہو ان احکام میں جو کچھ اسرار رکھے گئے ہیں جنسے انسان کی روح اور اسکے اخلاق کی صفائی اور تدبیر منزل اور انتظام عالم کی خوبی وابستہ ہو اور پھر انکے بیان اور ترتیب میں جو کچھ لطف رکھا گیا ہو اگر اسپر کوئی مطلع ہو جاویگا تو ہمکو حکمت الٰہیہ کے جواہر اور الہام ربانی کے وہ نادر موتی کہیگا جو بنی اسرائیل کے احکام عشرہ سے بدرجہا بہتر ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لوحوں پر کندہ کر کے عطا ہوئے تھے۔ ان احکام کی ابتدا بھی توحید سے ہوئی تھی اور اخیر میں بھی اسی بات کی تاکید کے لئے اعادہ فرمایا ولا تجعل مع اللہ الٰہا آخر اور اسکے بعد اس بات سے بھی منع کیا جو عرب کے مشرکین کرتے تھے وہ یہ کہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھکر انکو کاربار خدائی میں شریک جانتے تھے اس بات کو کس لطف کے ساتھ رد کرتا ہوا افاصفاکم ربکم بالبنین واتخذ من الملائکۃ اناثا کہ کیا تمکو خدا نے بیٹے دیے اور اپنے لئے بیٹیاں پسند کیں بھلا یہ کیسی لغو بات ہے؟ ان سب باتوں کیطرف اشارہ کر کے فرماتا ہے ولقد صرفنا الخ کہ قرآن میں ہمنے ہر ایک قسم کی بات وعظ و پند احکام دنیا و آخرت بیان کر دیئے تاکہ وہ سمجھیں اور غور کریں مگر ان ازلی بدبختوں کو تو اس سے اور زیادہ نفرت ہوتی ہے۔ اسکے بعد پھر شرک کا رد اور توحید کا اثبات کرتا ہے اور اس بات کو قرآن میں بار بار اسلئے ذکر کیا گیا کہ اس عہد میں شرک و بت پرستی کا دریا موجیں مار رہا تھا پس فرماتا ہے لو کان معہ آلہۃ کہ اگر اسکے ساتھ تمہارے قول کے موافق اور بھی خدا ہوتے تو عرش والے تک یعنی مالک اصلی تک لڑنے کیلئے کوئی رستہ نکالتے مقابلہ کرتے جیسا کہ متعدد بادشاہوں میں ہوتا ہے یا یہ معنی کہ خود انکو اس تک رسائی کرنے کے لئے حاجت پڑتی پھر وہ تمہیں کیا دیتے لیتے۔ سبحانہ وتعالی الخ میں اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور تسبح لہ الخ میں یہ ظاہر کرتا ہو کہ آسمان اور زمین اور انکے اندر کی ہر چیز اسکی تسبیح یعنی پاکی اور کبریائی بیان کرتی ہے ذی روح تو زبان سے اور جمادات زبان حال سے کہ انکا وجود اور انکی ہر حالت اسکی یکتائی پر دلیل ہے مگر تم غور نہیں کرتے انکی تسبیح نہیں سمجھتے۔ تمہارا یہ جرم اس قابل تھا کہ دنیا میں تمہیں ہلاک کیا جاتا مگر وہ حلیم وغفور ہے۔

* صحیح بخاری میں عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں پانی نہ تھا ایک برتن لائے جسمیں کسیقدر پانی تھا حضرت صلعم نے اسمیں ہاتھ ڈالدیا تو آپکی انگلیوں سے پانی نکلتا تھا جیسا کہ چشمہ سے نکلتا ہے کہ تمام لشکر نے وضو کیا اور ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور وہ کھایا جاتا تھا جمادات میں بھی خدا تعالیٰ نے ایک طرح کا علم رکھا ہے جسکو وہی جانتا ہے ۱۲ منہ

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن

اور (اے نبی) جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک گاڑھا پردہ ڈال دیتے ہیں اور ان کے دلوں پر غلاف ڈال دیتے ہیں تاکہ قرآن کو

يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝ نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ

سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں بھی گرانی ڈال دی ہے اور جب آپ قرآن میں اپنے رب واحد کا ذکر کرتے ہیں تو وہ پیٹھ پھیر کر نفرت سے بھاگ جاتے ہیں ۔ ہم خوب جانتے ہیں جس لئے وہ اس کو سنتے

بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ وَإِذْ هُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝ انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ

ہیں جبکہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور جبکہ وہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں کہ (بس) تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیچھے چلے جا رہے ہو ۔ دیکھو آپ کی کیسی کیسی مثلیں بیان کرتے ہیں

فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً أَوْ

سو وہ تو گمراہ ہو گئے پھر وہ رستہ نہیں پا سکتے ۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر کر ہڈیاں اور چورا ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے زندہ کر کے اٹھائے جاویں گے ۔ (اے نبی) کہہ دو خواہ تم پتھر ہو جاؤ

حَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ ۚ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا ۖ قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُونَ

یا لوہا یا اور کوئی شے جو تمہارے دلوں میں بڑی ہو (شاید بھی زندہ کئے جاؤ گے) اس پر وہ کہیں گے کہ ہمکو کون دوبارہ جلائیگا کہہ دو جس نے تمکو اول بار پیدا کیا ہے پھر تو آپ کے آگے

إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ ۖ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا

سر ہلا ہلا کر یہ کہیں گے کہ وہ کب ہوگا ۔ کہہ دو شاید وہ وقت بھی بہت ہی قریب آ گیا ہو ۔ جس روز کہ وہ تمہیں بلائیگا تو تم (قبروں سے نکلے چلے) اسکی حمد کرتے ہوئے چلے آؤ گے اور گمان کرو گے کہ بہت ہی کم ٹھہرے

مستوراً ساتراً ۔ بما یستمعون به ای بسببه من الھزء اذ ھم بدل من اذ قبله (ترکیب) یوم یدعوکم ظرف لیکون بحمدہ فی موضع الحال ۔

تفسیر

آسمانوں اور زمین کی چیزوں کی تسبیح تو تم اے مشرکین سمجھتے ہی نہ تھے تمہاری سمجھ میں تو یہ قرآن مجید بھی نہیں آتا جو خاص تمہاری زبان فصیح میں نازل ہوا ہے واذا قرأت الخ اور یہ نہ سمجھنا قرآن کا اس لئے ہے کہ جب تم اے نبی قرآن پڑھتے ہو تو انکی ازلی گمراہی کے پردے بیچ میں حائل ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے مضامین میں غور و تامل نہیں کر سکتے اور جو کوئی انکو دوسرا سمجھائے تو سنتے بھی نہیں ۔ اور انکے حواس باطنیہ کے ماؤف ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب قرآن میں توحید کا ذکر اور شرک کی برائی سنتے ہیں تو بدک کر بھاگ جاتے ہیں ۔ یہ مکہ کے مشرکوں کا حال بیان ہو رہا ہے ۔ اور یہ سچ ہے کہ جب انسان پر گمراہی اور بدبختی سوار ہوتی ہے تو نہ اس کا دل و دماغ درست رہتا ہے نہ عقل کتنا ہی سمجھاؤ نہیں سمجھتا اور اسی کو پردے اور حجاب سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔

اول تو مکہ کے مشرک حضرت صلعم سے قرآن سنتے ہی نہ تھے اور جو کبھی مجلس میں ٹھہر گئے تو اس غرض سے کہ کچھ ہمیں یاد کر رہیں تاکہ پھر اس پر تمسخر اور ہنسی کریں اور پھر آپس میں دو دو چار چار جمع ہو کر سرگوشیاں کرتے اور یہ کہتے تھے کہ یہ لوگ جو اس نبی کے تابع ہو رہے ہیں احمق ہیں یہ تو خود جادو کا مارا ہوا ہے کسی نے اس پر سحر کر دیا ہے ۔ اس لئے ایسی ایسی نئی نئی باتیں کرتا دیوانہ ہو گیا ہے نحن اعلم سے لیکر رجلا مسحورا تک یہی ذکر ہے اس پر خدا تعالیٰ آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ دیکھو یہ بدنصیب تم پر کیا کیا عیب لگاتے ہیں اور کوئی بات تو ٹھیک کی بھی نہیں انظر الخ وقالوا سے انکی دوسری بات اور بیان فرماتا ہے کہ جس پر وہ بدکتے تھے وہ یہ کہ جب حضرت فرماتے تھے کہ مر کر پھر قیامت میں زندہ ہونگے تو وہ کہتے کہ جب ہم مٹی میں مل جاویں گے ہڈیوں کا چورا ہو جاویگا تو پھر کیونکر زندہ ہو سکتے ہیں اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ تمہارے نزدیک جو چیز قابل حیات نہیں لوہا یا پتھر یا کوئی اور چیز اگر تم وہ بھی ہو جاؤ جس نے تمکو اول بار پیدا کیا وہ دوبارہ پھر پیدا کرنے پر قادر ہے پھر جبکہ قیامت میں بارگاہ عدالت میں طلب کریگا تو تم زندہ ہو کر اسکے خوف کے مارے تسبیح و تہلیل کرتے ہوئے جرم کا انکار بت پرستی سے برات ثابت کرتے ہوئے فوراً حاضر ہو جاؤ گے (اور یہ سمجھو گے کہ دنیا میں یا مرنے کے بعد حشر تک قبروں میں بہت ہی کم ٹھہرے تھے وہ عرصہ دراز اس عدالت سماوی کی خوف سے بہت ہی کم معلوم ہوگا اور یہ انسان

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ رَبُّكُمْ

اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہدو کہ وہ بات کہا کریں جو بہتر ہو کیونکہ شیطان آپس میں فساد ڈلواتا ہے (اور) اسلئے کہ شیطان تو انسان کا کھلا دشمن ہے تمہارا رب

اَعْلَمُ بِكُمْ ۭ اِنْ يَّشَاْ يَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُعَذِّبْكُمْ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ۝ وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم کرے یا اگر چاہے تو تمہیں عذاب دے اور آپ کو ہم نے انکا ذمہ دار بنا کر تو بھیجا نہیں۔ اور آپکا رب خوب جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں رہتے ہیں

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰي بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ

اور البتہ ہم نے ایک نبی کو دوسرے پر فضیلت دی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی (اے نبی) کہدو جنکا تمہیں اسکے سوا گمنڈ ہے ذرا انکو بلاؤ تو سہی وہ نہ تمہاری تکلیف دور کرسکیں گے

عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ

اور نہ اسکو بدل سکیں گے۔ جنکو یہ مشرکین پکارتے ہیں ان میں سے جو اوروں کی نسبت زیادہ مقرب ہے وہ تو خود اپنے لئے اپنے رب کے تقرب کے وسیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اور اسکی رحمت کے

عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا

امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ آپکے رب کے عذاب سے ڈرنا ہی چاہیے۔ اور ایسی کوئی بستی نہیں کہ جسکو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں یا اسکو کسی

عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

سخت عذاب میں مبتلا نہ کریں۔ یہ کتاب میں لکھا جا چکا ہے

(ترکیب) ایہم مبتدا اقرب خبرہ وہو استفہام والجملۃ فی موضع نصب بیدعون۔ وقیل۔ اولئک مبتدا الذین یدعون ای یدعونہم الکفا صفت یبتغون خبرہ ایہم بدل من واو یبتغون فعلی الاول معناہ ان الہتہم اولئک یبتغون الوسیلۃ وہی القربۃ الی اللہ تعالیٰ وایہم بدل ای یبتغی من ہو اقرب منہم وازلف الوسیلۃ فکیف بغیر الاقرب وضمن یبتغون معنی یحرصون لیحرص ایہم یکون اقرب الی اللہ بالطاعۃ والصلاح (تفسیر) ثبوت معاد پر حجت قائم کرکے مسلمانوں کو تعلیم کرتا ہے کہ تم مخالفوں سے نرم اور اچھی باتیں کیا کرو کیونکہ سختی سے شیطان باہم عداوت نفرت پیدا کردیتا ہے وہ انسان کا دشمن ہے اور وہ اچھی بات یہ ہے کہ تمہارا رب تمہیں خوب واقف ہے اگر چاہے تم پر مہربانی کرے یا عذاب دے۔ بعض مفسر کہتے ہیں کہ اچھی بات سے مراد ہی یہ کلام کرنا ہے پھر حضرت کو فرماتا ہے کہ آپ کے ذمہ وار نہیں کہ وہ ہدایت پا ہی جاویں مکے میں جب یہ آیات نازل ہو رہی تھیں تب یہ حال تھا کہ غریب مسلمانوں پر چاروں طرف سے حملہ تھا اور حضرت صلعم کے وعظ کا گھر گھر چرچا ہو رہا تھا۔ مشرکین کمہ کو بہکانے سکھانے سے یہ بھی کہا کرتے تھے کیا خدا نے ہدایت کیلئے انہیں غریب مفلس لوگوں کو پسند کرلیا ہے اور پھر ہم میں محمد میں کیا فضیلت ہے جو اسپر رب آتا ہے اور اسکو نبی کیا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے وربک اعلم الخ کہ ہر ایک بات کی مصلحت و حکمت خدا خوب جانتا ہے آسمان و زمین کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں تم ہارے حال بھی اسی سے واقف ہے وہ مختار ہے جسکو چاہے فضیلت دے خود انبیاء میں اسنے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی داؤد کو زبور عطا کی داؤد زبور کے ذکر میں یہود کو یہ بات بھی جتلانا مقصود ہے کہ یہی نبی ہے جسکی داؤد علیہ السلام نے خبر دی کہ جسکو شوکت و سلطنت بھی دی جاوے گی مشرکین دلائل توحید سنکر اپنے معبودوں کے فضائل بیان کیا کرتے تھے کہ وہ یوں کرسکتے ہیں اور یہ دیسکتے ہیں اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اچھا انکو پکارو تو سہی دیکھیں وہ تمہاری کونسی مصیبت میں کام آتے ہیں؟ مشرکین بیشتر ملائکہ یا انبیاء علیہم السلام یا صالحین کو پوجتے تھے اور انہیں کے نام کی مورتیں بنا رکھی تھیں۔ فرماتا ہے کہ جنکو تم پکارتے ہو انکا خود یہ حال ہے کہ وہ اپنے رب کیلئے وسیلہ ڈھونڈتے ہیں ایہم اقرب انہیں سے جو زیادہ قریب ہے اسکا یہ حال ہے اوروں کا تو کیا ذکر ہے اور اسکی رحمت کا امیدوار عذاب سے ڈرتے ہیں پھر انکو پکارنا عبث ہے۔ مشرکین مکہ اسپر یہ کہتے تھے کہ اچھا اگر یوں ہے تو پھر ہمارے شہر پر خدا بلا کیوں نہیں بھیجتا۔ اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ شہر کی کیا خصوصیت ہے ہر ایک بستی قیامت سے پہلے ہلاک ہو جاوے گی اپنے اپنے موقع پر نیک موت سے برے عذاب سے یا یہ معنی کہ جن بستیوں کا قیامت سے پہلے ہلاک ہونا لکھا ہے وہ کتاب یعنی لوح محفوظ میں درج ہے اپنے وقت پر ہوگا گناہ کرنے سے ہم جلدی نہیں کرتے۔ واللہ اعلم

ف بندہ اور اس کے مالک میں جو بڑا رابطہ اور قوی وسیلہ ہے۔ وہ بندے کا نیاز اور عبادت ہے ۱۲ منہ

ملہ یبتغون ای یطلبون الوسیلۃ ای القربۃ الی اللہ ۔۔۔ ایہم اقرب ۔۔۔ ویتقرب الیہ بالعمل الصالح ۱۲ منہ

ملہ یعنی کفار و منکرین بھی ہر ایک بستی کو اپنی موت سے قیامت سے پہلے دنیا ہی میں ہلاکت ۔۔۔ ۱۲ منہ

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ

اور ہمکو ان معجزات کے بھیجنے سے اسی بات نے منع کر رکھا ہو کہ پہلے لوگوں نے انکو جھٹلا دیا تھا۔ چنانچہ ثمود کو ہم نے اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تھا پھر بھی انہوں نے اسپر ظلم کیا اور یہ نشان جو ہم

بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ

بھیجتے ہیں تو محض خوف دلانیکو اور (یاد کرو) جبکہ ہم نے تمسے کہدیا تھا کہ تمہارے رب کے سب لوگ قابو میں کر رکھا ہے اور وہ خواب جو ہم نے تمکو دکھایا اور وہ پیڑ خبیث کہ جس کا قرآن میں ذکر ہے

الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

ان سب کو ان لوگوں کیلئے فتنہ ہی بنا دیا اور ہم تو انکو خوف دلاتے ہیں سو اس سے انکی اور بھی شرارت بڑھتی جاتی ہے

ع ۸

ان کذب فی موضع رفع فاعل منعنا وفیہ حذف تقدیرہ الا اہلاک (ترکیب) المکذبین ونحن ما نرید اہلاک قریش فلذالم نرسل بالآیات المسئولۃ بہا +

(تفسیر)

مشرکین مکہ جواب سے عاجز آکر یہ بھی کہا کرتے تھے اگر آپ نبی ہیں تو کوہ صفا کو سونیکا بنا دیں اور مکہ کے پہاڑوں کو ہٹا دیں تاکہ کھیتی کیا کریں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وما منعنا الخ کہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں مگر یوں نہیں کرتے کہ پہلی امتوں میں بھی لوگوں نے انبیاء سے سوال کرکے معجزات طلب کئے تھے اور پہلے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر ہماری خواہش کے مطابق معجزہ آ دیگا تو ہم ایمان لا دینگے مگر پھر بھی ایمان نہ لائے اور عادت الٰہی جاری ہے کہ جو ہٹ کرکے معجزات طلب کرتے ہیں اور پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو ہلاک ہوتے ہیں چنانچہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام سے اونٹنی کا سوال کیا ان کے کہنے کے موافق اونٹنی پیدا ہوئی آخر ایمان نہ لائے بلکہ اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں تب ہلاک ہوئے۔ اس قسم کے معجزات خطرناک ہوتے ہیں۔ ٭ چنانچہ فرماتا ہے وما نرسل بالآیات الا تخویفا اور ہم کو اہل مکہ کا ہلاک کرنا مقصود نہیں اسلئے ان کی یہ خواہشیں پوری نہیں کی جاتیں۔ اس تفسیر پر سلف سے خلف تک جمہور مفسرین متفق ہیں پھر جو کوئی پادری اس آیت سے یہ ثابت کرے کہ آنحضرت صلعم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا جیسا کہ پادری فنڈر نے کتاب میزان الحق میں لکھا ہے اور پھر ان کی تقلید نیچر مفسر نے کی ہے بڑی غلطی ہے۔ الآیات سے بواسطہ الف لام وہی آیات یعنی معجزات مقصود ہیں کہ جنکا مشرکین سوال کرتے تھے نہ کل مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے اور ابن عباسؓ کا بھی یہی قول ہے جب مشرکین مکہ کی خواہش کے موافق معجزات کے بھیجنے سے صاف جواب ہو گیا تو انکو اور بھی دلیری ہوئی اور کہنے لگے کہ آپ نبی نہیں اور ڈرانے بھی لگے اور ظلم و ستم کرکے چاہتے تھے کہ آپ وعظ نہ بیان فرمایا کریں اسپر یہ آیت نازل ہوئی یا یوں کہو اس آیت میں آپکی تسلی کر دی گئی واذ قلنا اور یاد کرو جب کہ ہم تم سے کہہ چکے ہیں کہ تمہارے رب کے قابو میں سب لوگ ہیں تو پھر تمہیں کسی کا کیا خوف ہے آپ بے خوف ہو کر حکم الٰہی بیان کیا کریں۔ اس کے بعد وہ آنحضرت صلعم کی معراج پر اور بھی مضحکہ کرتے تھے کہ ہمارے کہنے سے معجزہ تو دکھایا نہیں گیا آسمانوں پر چلے گئے شبا شب بیت المقدس پہنچ گئے جنت و دوزخ دیکھ آئے اور نیز قرآن پر ہنسی کرتے تھے کہ عجب کلام ہے جس میں دوزخیوں کیلئے آگ میں رہنا اور زقوم کا درخت کھانا مذکور ہے (اس پیڑ کو تلخ و بدمزہ ہونیکی وجہ سے شجرۂ ملعونہ کہتے تھے اور قدیم عرب ایسی بری چیزوں کو ایسے ہی الفاظ سے تعبیر کیا کرتے تھے) اسکے جواب میں فرماتا ہے وما جعلنا الرؤیا التی الخ کہ ہمنے اس رؤیا کو اور اس شجرۂ ملعونہ کو بھی انکے لئے فتنہ یعنی آزمائش کی چیز کر دیا کم عقل بد اعتقاد اسپر اعتراض کرتے ہیں رؤیا اور شجرۂ ملعونہ سے کیا مراد ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ مکہ میں تھے ایک خواب دیکھا تھا کہ میں مکہ چھوڑ کر ایک نئے شہر میں سکونت پذیر ہوا ہوں وہاں سے میرے دین کو ترقی ہوئی اور عالم میں آفتاب کے نور کیطرح بہت جلد پھیل گیا چونکہ یہ خواب مکہ میں مشہور ہو گیا تھا اسپر قریش کے تمسخر کرتے تھے یہی انکے حق میں فتنہ یعنی گمراہی کا باعث ہو گیا جسکو خدا نے سچا کر دیا اور شجرۂ ملعونہ سے مراد زقوم کا پیڑ ہے چونکہ قرآن میں آچکا تھا کہ جہنمیوں کی یہ غذا ہو گا اسپر بھی قریش مکہ بہت تمسخر کیا کرتے تھے کہ آگ میں پیڑ ایک خلاف قیاس بات ہے (معاذ اللہ) (صلعم) دیوانے ہیں حالانکہ وہ پیڑ بھی آگ کا ہوگا اور یوں بھی آگ میں ایک کیڑا رہتا ہے جسکو سمندر کہتے ہیں نباتات کیا بلکہ حیوانات بھی آگ میں رہتی ہیں یہ بھی انکے لئے فتنہ ہو گیا۔ اور ملعونہ اس لئے اسکو کہتے ہیں کہ بدمزہ ہے عرب بری چیز کو خبیث اور ملعون کہا کرتے ہیں بعض نے رؤیا سے معراج مراد لی ہے واللہ اعلم +

٭ وما نرسل بالآیات المقترحۃ الا تخویفا من ارسلت بہٖ علیہم مما یعقبہا من العذاب المستاصل (ابو السعود) +

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ؕ قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ

اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو　پھر سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے وہ کہنے لگا کیا میں ایسے شخص کو سجدہ کروں کہ جسکو تونے مٹی سے بنایا کہا دیکھو تو یہی یہی وہ ہے کہ جس کو

عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ

تو مجھ پر فوقیت دی ہے اگر تونے مجھے قیامت تک رہنے دیا تو میں بھی بجز تھوڑے سے لوگوں کے اسکی نسل کو قابو میں کرکے رہوں گا۔ فرمایا جا دفع ہو پھر جو انمیں سے تیری پیروی کریگا تو انکی اور تیری بھی

جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ

جہنم پوری سزا ہے　اور تو اپنی آواز سے جسکو ان میں ڈگمگا سکے تو ڈگمگا دینا اور ان پر اپنے سوار اور پیادے بھی　چڑھا دینا　اور　ان کے　مال

وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝

اور اولاد میں بھی ساجھا لگا لینا اور انسے وعدے بھی کرنا　اور شیطان کے وعدے ہی کیا ہیں مگر محض فریب　بے شک میرے بندوں پر تو تیرا کچھ بھی قابو نہ چلیگا اور آپکا رب کارسازی کیلئے بس ہے ۔

ہذا منصوب بارئیت والذی نعت لہ والمفعول الثانی محذوف (ترکیب) تقدیرہ تفضیلہ۔ لاحتنکن جواب لئن۔ طینا منصوب بنزع الخافض اے من طین قال الواحدی لاحتنکن اصلہ من احتناک الجراد الزرع وہوان تستاصلہ باحناکہا ثم استعمل علی الاستیلاء علی الشئ وقیل ماخوذ من حنک الدابۃ اذا جعل الرسن فی حنکہا والحنک ماتحت الذقن و منہ التحنیک لاستفزز والازعاج والاستخفاف یقال افزہ واستفزہ اے ازعجہ واجلب قال الفراء وابو عبیدۃ من الجلبۃ وقال الزجاج الاجلاب الجمع اے اجمع علیہم العساکر وقال ابن السکیت الاجلاب الاستعانۃ اے استعن علیہم بکل ما تقدر والامر للتہدید (تفسیر) ابا کی سرکشی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ شیطان کا اثر جو بنی آدم پر چلا آتا ہے اور نیز اس قصہ میں اسطرف بھی اشارہ ہیکہ جسطرح شیطان آدمؑ کے مقابلہ میں مردود ہوا اب تم جو بنی آدم ہو کر شیطان کے بہکانے سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کرتے ہو گویا اپنے جد اعلیٰ کی نسل سے نکلکر شیطانی لشکر میں داخل ہوتی ہو جو تمہارے مردود ہونیکا قوی سبب ہے اس مناسبت سے اس قصہ کو یہاں ذکر کیا گو اور مناسبتوں سے یہ قصہ سورۃ اعراف بقرہ و حجر میں بھی مذکور ہو چکا ہے۔ خدا نے آدم کیلئے فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا شیطان نے سجدہ سے انکار کیا آدمؑ کو کمتر اور اپنے آپکو بہتر سمجھکر اسلئے کہا ءاسجد لمن خلقت طینا اسکو بعد خدا تعالیٰ سے کہا کہ میں اسکی اولاد کو کہ جسکو تونے مجھ پر فضیلت دی ہے اپنے قابو میں کرلونگا اگر تونے مجھے قیامت تک مہلت دی۔ شیطان کو بنی آدم کی طبیعت معلوم ہو گئی ہوگی کہ وہ گمراہی کی طرف بہت جلد دوڑیں گے جو اسنے اس زعم سے خدا تعالیٰ کے روبرو حسد میں بھر کر یہ بات کہی الا قلیلا اس نے یہ سمجھا کہ ان میں کچھ نیک بھی ہونگے جن پر میرا قابو نہ چلیگا۔ احتناک کے معنی ستیاناس کر دینا کہتے ہیں احتنک فلان ما عند فلان۔ یہ بھی معنی ہیں قابو میں کر لینا لگام دینا ڈہنی دینا تحنیک الدابۃ بحنکہا سے مشتق ہے مطلب یہ کہ انکو بالکل قابو میں کرلونگا چونکہ علم ازلی میں یہی تہا اسی لئے خدا تعالیٰ نے بھی فرما دیا اذہب اچھا کر مگر تیری اور تیرے تبعین کی کافی سزا جہنم ہوگی اور اس پر اسکو اجازت دی کہ تو انکو جسطرح چاہے بس میں کر لینا۔ خدا تعالیٰ نے چند چیزیں فرمائیں۔ اول استفزز یقال افزہ الخوف واستفزہ ای ازعجہ واستخفہ۔ بصوتک یعنی اپنی آواز سے انہیں پھسلا لینا شیطان کی آواز دل میں برے خیالات پیدا کرنا ہے بعض کہتے ہیں جسقدر شہوت انگیز آوازیں ہیں راگ باجا عورتوں کے زیور کی آواز سب شیطانی آواز ہے۔ دوم واجلب علیہم بخیلک و رجلک یعنی ان پر اپنا لشکر چڑھا لے جانا سوار بھی اور پیدل بھی۔ شیطان کے سوار اور پیدل یا تو انسانی سوار اور پیدل ہیں جو معصیت میں کوشش کرتے ہیں یا خود اسکے لشکر میں سوار و پیدل ہوں یہ بطور تمثیل کے ہے یعنے خوب زور لگا۔ سوم شارکہم انکو مال و اولاد میں شریک ہو جانا مال کی شرکت گناہ میں فضول خرچی بیجا خرچ کرنا۔ اچھی باتوں میں صرف کرنے سے روکنا برے طور سے مال لینا چوری رشوت غصب و سود وغیرہ سے۔ اسی طرح اولاد میں بھی شریک ہوتا ہے چہارم وعدہم شیطانی وعدے دل میں لمبی چوڑی ناجائز آرزوئیں پیدا کرنا دنیا پر رغبت آخرت سے نفرت دلانا کہ میاں جو کچھ مزہ ہے یہیں ہے کیسی آخرت؟ اس کے رد میں فرمایا کہ شیطانی وعدے دھوکے کی ٹٹیاں ہوتے ہیں ارمان دل میں ہی رہتے ہیں کہ موت آلیتی ہے اس کے بعد یہی خدا تعالیٰ نے شیطان سے کہدیا کہ ان عبادی میرے خالص بندوں پر تیرا کوئی قابو نہ ہوگا اور انکی کارسازی کیلئے محمد صلعم آپکا رب کافی ہوگا۔ توفیق و عنایت الٰہی ہمیشہ انکے سر پر سایہ افگن رہیگی۔ انکی قوت بہیمیہ کا غلبہ نہونے پائیگا اس میں کفار پر تعریض بھی ہے ۔

شرکت شیطانی

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَن تَدْعُونَ

تمہارا رب وہ ہے جو دریا میں تمہارے جہاز چلاتا ہے تاکہ تم اسکی روزی تلاش کرو کیونکہ وہ تم پر بڑا مہربان ہے اور جبکہ دریا میں تم پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اس کے سوا جنکو تم پکارا کرتے ہو وہ سب

إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنسَانُ كَفُورًا ۝ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ

کھوئے جاتے ہیں پھر جبکہ وہ تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اس سے پھر بیٹھتے ہو اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے پھر کیا تم اسبات سے نڈر ہوگئے ہو کہ وہ تمکو خشکی کیطرف لاکر زمین میں دھنسا دے یا تم پر آندھی کا پتھراؤ

حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم

بھیجدے پھر اسوقت تم کسی کو بھی اپنا مددگار نہ پاؤ کیا تم کو اس کا بھی خوف نہیں رہا کہ وہ دوبارہ تمکو پھر دریا میں لیجائے پھر تم پر ہوا کا سخت طوفان بھیجدے پھر تمہاری ناشکری سے تمہیں

بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۝ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ

غرق کردے پھر تمکو ہم پر کوئی دعوی کرنے والا بھی نہ ملے اور البتہ بنی آدم کو ہم نے ہی عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسکو سوار کیا اور اچھی چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی

عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۝

بہت سی مخلوقات پر　　ان کو فضیلت عطا کی

(ترکیب)

الا ایاہ استثناء منقطع وقیل متصل ان یخسف مفعول امنتم بکم حال ہے یا یخسف کا صلہ جانب البر مفعول بہ الا رجاء السوق والاجراء والتسییر مبنی راندن الحصب قال ابو عبیدہ و القتیبی ہو الرمی یعنی ریحاً شدیداً الحاصبۃ التی ترمی بالحصباء الصغار وقال الزجاج الحاصب التراب الذی فیہ حصاء وقیل الحصاصب حجارۃ من السماء تارۃ مصدر یجمع علی تیرۃ وتارات والعیاء واویۃ القاصف الریح الشدیدۃ التی تکسر بشدۃ من قصف الشی یقصف من ضرب یضرب تبیعاً نصیراً ومن یتبعنا بانکار ما نزلنا ۔

(تفسیر)

یہانسے پھر دلائل توحید شروع کرتا ہے اور مشرکین کی عادات ناپسندیدہ کی برائی اور نیز یہ بات بھی بتلاتا ہے کہ خدا کے احسان یاد دلا کر اور پہلے جو فرمایا تھا کہ وہ بندوں کا کارساز ہے اب اس کارسازی کا جو نہایت بے بسی کی حالت میں ظہور پذیر ہوتی ہے اظہار فرماتا ہے ربکم الذی انسان کے اوپر جو کچھ اسکے احسانات ہیں وہ بے انتہا ہیں انہیں سے وہ احسانات موقع موقع بندوں کو یاد دلا کر بنیاد مذہب لاشریک ہونا ثابت کیا کرتا ہے جو ان کے نزدیک زیادہ تر قابل التفات ہوتی ہیں اس موقع پر عرب کو ان کے سفر و حضر کے انعامات یاد دلاتا ہے عرب یا دریا میں سفر کرتے تھے یا خشکی میں اور ابھی یہی حال ہے دریا کا سفر کشتی کے ذریعہ سے ہوتا ہے خواہ وہ ہوائی ہو خواہ دخانی جو اس زمانہ میں ایجاد ہوئی ہیں اب سمندر کی ایسی پہاڑ سی موجوں میں ایک تنکے کی برابر یہ جہاز یا کشتی جو مسافر یا تجارتی مال کو لیکر آتی جاتی ہے اسکو اسیکا یہ قدرت چلاتا ہے جیسا کہ یہی مضمون ہے واذا مسکم الضر یہ وہ حالت اضطراب بیان فرماتا ہے جو دریا میں کبھی پیش آجاتی ہے وہ یہ کہ طوفان میں مبتلا ہو جاتے ہیں ایسے موقع پر انسان بہ فطری قاعدہ پھر اسی معبود برحق کیطرف التجا کرتا ہے اور سب فرضی معبودوں کو بھول جاتا ہے مگر جنکی فطرت میں فتور آگیا وہ اس حالت میں بھی کسی کی طرف رجوع نہیں کرتے مگر عرب مشرک ایسا نہیں کرتے تھے وہ اسوقت خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے مگر فلما نجکم الخ جب خشکی پر آتے تو نہ پھر جاتے تھے پھر انہیں معبودوں کی طرف رجوع کرتے تھے اسبات پر خدا تعالیٰ الزام دیتا ہے وکان الانسان کفورا کہ انسان بڑا ہی ناشکرا ہے افسوس ہے کہ آجکل عام لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں مصیبت کا وقت بھول جاتے ہیں جب مصیبت خدا دور کر دیتا ہے اور نعمت دیتا ہے تو بجائے شکر کے یہ ناشکری کرتے ہیں کہ فسق و فجور میں مبتلا ہو کر بھی ہندہ ندیونکے تلوے چاٹتے ہیں اب اس بات پر تہدید فرماتا ہے کہ افامنتم الخ کیا تمکو اس بات سے پورا اطمینان ہو گیا کہ اس حالت میں خدا تم پر دوسری قسم کی بلا نہیں بھیج سکیگا زمین میں غرق نہیں کر سکتا یا آسمان سے پتھر نہیں برسا سکتا کہ تمکو پھر دریا کا سفر آئے اور پھر تمکو اسی بلا میں پھنسا کر ہلاک کر دے بنی آدم کا تو یہ حال ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ولقد کرمنا بنی آدم الخ کہ ہم نے ذات میں جسم میں صورتمیں اور صافتمیں علم میں اسکو مخلوقات پر عزت دی ہے حملنا ہم اور دریا اور خشکی کے سفر میں سواری دی دریا میں کشتی پر اور خشکی میں اونٹ گھوڑے گاڑی پر سوار ہوتے ہیں اور رزقنا ہم سفر و حضر میں عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور اپنی بہت سی مخلوقات پر ان کو بزرگی بخشی ۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ

(یاد دلاؤ) اس دن کو کہ جسدن ہم ہر ایک شخص کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پھر جسکو ان کی کتاب دائیں ہاتھ میں دیجاویگی سو وہ اپنی کتاب کو خوشی سے پڑھیں گے اور ان پر تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا اور جو کوئی

كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ

(اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا رہیگا اور بہت ہی بڑا گمراہ ثابت ہوگا اور جو کچھ ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے مشرکین آپ کو اس سے بچلانے ہی لگے تھے تاکہ آپ اسکے (قرآن کے)

عَلَيْنَا غَيْرَهُ ۖ وَإِذًا لَاتَّخَذُوكَ خَلِيلًا ۝ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْئًا قَلِيلًا ۝ إِذًا لَأَذَقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ

سوا ہم پر کچھہ اور بہتان باندہنے لگیں اور جب تو آپ کو وہ دلی دوست بنا لیتے اور اگر ہمنے آپکو ثابت قدم نہ کیا تو آپ کسیقدر ان کی طرف جہک ہی چلے تھے جب تو ہم آپکو زندگی

وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۝ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ۖ وَإِذًا لَا

اور موت میں دوہرا مزہ بھی چکھاتے پہر آپکو ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار بھی نہ ملتا اور وہ تو تمکو زمین (مکہ) سے دھلیل دینے کو تھے تاکہ آپکو وہاں سے باہر کریں پہر تو وہ بھی

يَلْبَثُونَ خِلَافَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا ۖ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝ ع

آپ کے بعد بہت ہی کم ٹھہرنے پاتے جسے پہلے ہمنے جسقدر نبی بھیجے ہیں ان میں ہمارا یہی دستور رہا ہے اور ہمارے دستور میں آپ کچھہ بھی فرق نہ پاویں گے ۔

(ترکیب) یوم ندعوا مفعول او نصب اذکر محذوف کا اے اذکر یوم الخ یوم ندعوا النصب با تمار اذکر یا ظرف ولا یظلمون ۔

(تفسیر)

انسانوں کا باہمی فرق مراتب بیان فرما کر آخرت کا فرق مراتب جو حقیقی تفصیل ہے بیان فرماتا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم یعنے یاد کرو اس دن کو کہ جس دن ہر ایک شخص اپنے پیشوا کے ساتھ بلایا جاویگا۔ امام لغت میں اسکو کہتے ہیں کہ جسکی پیروی اقتدار کیجاتی ہے ہدایت میں خواہ گمراہی میں پس نبی امت کا امام ہے اور خلیفہ رعیت کا اور قرآن مسلمانوں کا امام ہے اور نمازیوں کا امام نماز پڑہانیوالا ہے اور اسیطرح انسان کا دلی منشا جو اسکو نیک یا بدکام پر تحریک کرتا ہے وہ بھی اس کا امام ہے اور اسیطرح گمراہی کے امام ہیں۔ ہر ایک معنی کے لحاظ سے امام سے علمانے مختلف مرادیں لیں ہیں چنانچہ ابو ہریرہ نبی مراد لیتے ہیں کہ قیامت کو ہر ایک امت انکے نبی کے نام سے پکاری جاویگی اور اسیطرح ائمہ کفر سے بھی کہیں گے یا امۃ محمد یا امۃ موسیٰ یا امۃ فرعون وغیر ذلک۔ پس ہر ایک امت کو اسکے پیشوا کے ساتھ حاضر کیا جاویگا اہل جنت کے ساتھ جنت میں اور دوزخی کے ساتھ دوزخ میں جاویں گے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ اس سے مراد کتاب ہے حسن و ابو العالیہ اعمال مراد لیتے ہیں قتادہ نامہ اعمال۔ پہر نامہ اعمال کی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ جنکو دائیں طرف سے ملیگا وہی اسکو خوشی سے پڑہیں گے گرچہ بائیں طرف والے بھی پڑہیں گے مگر چونکہ وہ اعمال برے دیکھکر حسرت و رنج میں ہوں گے خوشی سے نہ پڑہیں گے یہ خوش ہو کر پڑہیں گے درحقیقت انہیں کا پڑھنا ہے۔ پہر جو آخرت میں محروم رہیں گے ان کی محرومی کا سبب بیان فرماتا ہے ومن کان الخ کہ جو اس دنیا میں اندہا رہا اسنے حق نہ دیکھا صراط مستقیم نہ پایا وہ آخرت میں بھی نعماء الٰہی نہ دیکھیگا۔ اندہے ہونیسے مراد دل کا اندہا ہونا ہے نہ ظاہری آنکھوں کا سو دل کے اندہے وہاں بھی الطاف الٰہی سے اندہے رہیں گے کبھی خوشی اور حیات ابدی کا منہ نہ دیکھیں گے نہ اس تک پہنچیں گے راہ گم کردہ ہوں گے ۔

اس کے بعد دنیا میں دل کے اندہوں نے جو آنحضرت صلعم کو سرو بار پھیلانا چاہا تھا سو اس کا بیان فرماتا ہے (اول) وان کادوا الخ اسکی شان نزول میں مفسرین نے مختلف روایتیں لکھی ہیں جنسے یہ نکلتا ہے کہ کفار نے آنحضرت صلعم کو کسی اپنی خواہش پر مجبور کرنا چاہا تھا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں یا کچھہ اور اسپر آپنے قدرے سکوت کیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ کو بہکانا چاہتے تھے اگر آپ بہکتے تو آپ کو ہم دنیا و آخرت میں دوچند عذاب دیتے خدا نے آپکو محفوظ رکھا (دوم) وان کادوا لیستفزونک۔ اسکا صحیح شان نزول یہی ہے کہ مشرکین مکہ کچھہ فریب کرکے آنحضرت صلعم کو ہجرت سے پیشتر مکے سے نکالدینا چاہتے تھے تو آپ نہ نکلے فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو آپ کے بعد انکو بھی وہاں زیادہ رہنا نصیب نہ ہوتا انبیاء قدیم کا یہی دستور چلا آتا ہے کہ نبی کے نکالنے کے بعد اس قوم کو بھی وہاں امن نصیب نہیں ہوا ۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

آفتاب کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کرو اور نماز فجر پڑھا کرو البتہ فجر کے پڑھنے میں مجمع ہوتا ہے اور رات کے ایک حصہ میں تہجد بھی پڑھا کرو جو آپ کے لئے فائدہ مند ہے امید ہے کہ آپ کا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِىْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِىْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّىْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا اور دعا کیا کرو کہ اے رب مجھے خیر سے (مدینہ میں) داخل کر اور خیر ہی سے نکال (مکہ سے) اور میرے لئے اپنی طرف سے غلبہ و شوکت عطا کر

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ

اور (اے رسول لئے) کہہ دو کہ حق (اسلام) در باطل (کفر) مٹ گیا بیشک باطل مٹ ہی جانے والا تھا اور قرآن میں ہم وہ چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمانداروں کے لئے شفا اور رحمت ہیں لیکن ناانصافوں کو

الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

اس سے اور بھی نقصان زیادہ ہوتا جاتا ہے ۔

(ترکیب)

الی غسق الخ متعلق ہے اقم کے قرآن الفجر معطوف ہے الصلوٰۃ پر یا اس کا نصب علی الاغراء ہے اے علیک قرآن الفجر نافلہ مصدر بمعنی تہجد اے تنفل نفلا و فاعلۃ ھنا مصدر کالعاقبۃ ۔ مقاما منصوب ہے ظرف ہو کر ۔

(تفسیر)

اقم الصلوٰۃ الہیات و معاد و نبوت کے مباحث کے بعد طاعت الٰہی کا حکم دیتا ہے اور نیز شیطان کی گمراہی اور بندے کی ناشکری اور قیامت میں نامۂ اعمال کے دیے جانے اور کفار کا حضرت صلعم کیطرف قصد بد کرنیکا اور آپ کو محفوظ رکھنے کا ذکر کر کے وہ عمل تعلیم فرماتا ہے جو شیطان کی گمراہی اور بندے کی ناشکری کی رسوائی سے اور کفار کی فریبوں سے بچائے (یعنی نماز) اور نیز تہذیب اخلاق کی تکمیل نماز بغیر ممکن نہیں یہی وہ عمل ہے کہ جو انسان کی روح اور قوی ملکیہ کو روشنی دیکر بندہ کو دار آخرت کا مشتاق کرتا ہے ۔ تمام تفسیرین متفق ہیں کہ اس آیت میں نماز فرض مراد ہے یعنی نماز پنجگانہ مگر دلوک کے معنے میں اختلاف ہے ابن مسعودؓ اور نخعی و مقاتل بن حیان و ضحاک و سدی کہتے ہیں غروب آفتاب مراد ہے ۔ اور ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و جابرؓ و عطاؒ و مجاہدؒ و حسنؒ و اکثر تابعین بلکہ جمہور اسکے معنے دن ڈھلنے کے لیتے ہیں لفظ دونوں معنوں کیلئے آیا ہے اخیر معنے بہت قرین قیاس و مناسب مقام ہیں اس تقریر پر جیسا کہ امام زہری کہتے ہیں یہ معنی ہونگے دن ڈھلنے سے شب کی سیاہی ہونے تک نماز قائم کر پس اسمیں ظہر عصر مغرب عشا چار نمازیں آگئیں اور صبح کی نماز چونکہ ایک مہتم بالشان نماز تھی اس لئے اسکو قرآن الفجر سے بیان فرمایا اور چونکہ آنحضرت صلعم پر نماز تہجد بھی فرض تھی (گو ابتدا اسلام میں امت پر بھی فرض تھی جیسا کہ سورہ مزمل میں ہے) مگر امت پر نماز پنجگانہ سے فرضیت جاتی رہی مستحب ہو گیا جیسا کہ اخیر سورہ مزمل سے سمجھا جاتا ہے فاقرؤا ما تیسر من القرآن (اسلئے آپ کو فرمایا ومن اللیل الخ کہ رات میں تہجد بھی پڑھو) نافلۃ لک زیادۃ لک یعنی یہ نماز تم پر زائد ہے یا یہ معنی کہ اسکا تمکو زائد نفع ہے کس لئے کہ آپ معصوم ہیں گناہ سب بخشے گئے اب اسکا نفع ترقی درجات و مزید تقربات کا آپ کو ہی برخلاف امت کے کہ وہ گناہوں سے پاک نہیں اس بدلے میں ان کے گناہ معاف ہوں گے مجاہد و قتادہ کہتے ہیں نافلہ کا لفظ حضرت صلعم کیلئے بھی تھی ، و جانے پر دلالت کرتا ہے مگر آپ ہمیشہ تہجد پڑھا کرتے تھے یہاں تک رات کو عبادت و نماز میں کھڑے رہتے تھے کہ پائے مبارک ورم کر آتے تھے ۔ چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ قیام شب سے آپ کے پاؤں ورم کر آئے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کے گناہ معاف کئے پھر آپ اس قدر مشقت کیوں اٹھاتے ہیں فرمایا افلا اکون عبدا شکورا کہ کیا میں اسکی شکر گزاری نکروں شکر گزار بندہ نہ بنوں ؟ صحیح احادیث میں آنحضرت صلعم کی نماز تہجد کی پوری کیفیت مذکور ہے کہ کبھی آدھی رات کے بعد اٹھ کر وضو کر کے نماز میں مصروف ہوتے دو دو رکعت کی نیت باندھتے کبھی چار چار کی اخیر وتر پڑھتے صبح صادق سے قدرے پہلے اور کبھی دو رکعت پڑھکر پھر لیٹ جاتے پھر اٹھکر دو رکعت

بیٹھے اسیطرح رات گزار دیتے تھے پھر اس کی کیفیت اور درد و سوز کا تو کچھ بیان ہی نہیں ہو سکتا کہ جو آنحضرت صلعم کو نماز میں ہوتا تھا آنکھوں سے آنسو جاری اور دل سے عشق الٰہی کا دھواں اٹھتا تھا جس کا اثر نہ صرف گھر کے لوگوں پر پڑتا تھا بلکہ عرب اور عجم پر بھی پڑا تہجد کی نماز تمام انبیاء صالحین کا قدیم دستور ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی شب کو نماز پڑھتے یاد الٰہی کرتے تھے ان کے پاکباز حواریوں کا بھی یہی دستور رہا ہے بعد میں یہ آزادی دبے قیدی پیدا ہو گئی پھر یورپ کے ملحدوں نے اسکو اور بھی ترقی دی افسوس ٭ مالک نے عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم کی نماز تہجد رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہ ہوتی تھی چار چار نفلوں کی نیت باندھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے اور ایک روایت میں تیرہ رکعت بھی آئی ہیں چنانچہ مالک نے اسکو زید بن خالد جہنی سے روایت کیا ہے ٭

ف (۱) غسق اللیل رات کی سیاہی اور اندھیرا قال الکسائی غسق اللیل غسوقاً الغسق بفتح السین اسم جسکے معنے سیلان کے ہیں کہتے ہیں غسقت العین تغسق جبکہ آنکھ پانی سے بھر جاوے بہنے والے کو غاسق کہتے ہیں اس لئے جہنمیوں سے جو پیپ بہیگی اسکو غساق کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے نافع بن ارزق نے اسکے معنے پوچھے فرمایا رات کا اندھیرا چھا جانا ازہری کہتے ہیں جب شفق غائب ہو جائے غسق اللیل پایا گیا ٭

(۲) قرآن الفجر سے مراد نماز صبح ہے کبھی جزء سے کل تعبیر ہوا کرتا ہے اس لئے نماز کو کبھی رکوع کبھی سجود کبھی تسبیح کہتے ہیں نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے خصوصاً صبح کی نماز میں اس کا زیادہ تر اہتمام ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو قرآن الفجر سے تعبیر کیا ٭

پھر قرآن الفجر کی نسبت فرماتا ہے ان قرآن الفجر کان مشہوداً مشہود کے معنی حاضر کیا گیا یا جس کے پاس لوگ جمع ہوں یا گواہی دیا گیا ان معنے کے لحاظ سے اسکی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں اور سب ٹھیک ہیں ایک گروہ مفسرین کہتا ہے کہ صبح کی نماز میں ملائکہ رحمت آتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں رات کے فرشتے جو انسان کے محافظ اور اس کے اعمال کے نگران رہتے ہیں صبح کو جاتے ہیں اور دن کے آتے ہیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ اور نمازوں کی نسبت صبح کی نماز میں صالحین زیادہ جمع ہوتے ہیں کیونکہ اس وقت کاروبار دنیا بھی کم ہوتا ہے فرصت کا وقت ہوتا ہے اور نیز خواب شیریں سے بیدار ہو کر خدا پرستوں کی جماعت میں شامل ہونا اور خدا سے دعا مانگنا اسکی نعمتوں کا شکریہ بجا لانا بڑی عبادت ہے جس لئے اہتمام کیا جاتا ہے بعض نے یہ فرمایا ہے کہ اس جماعت کے لوگوں کیلئے ملائکہ خدا کے آگے جا کر ان کے حاضر دربار ہونے کی گواہی دیا کرتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ یہ نماز اس کے کمال و قدرت کی شہادت ہے کیونکہ رات کا جانا دن کا آنا ظلمت شب دور ہونا نور کا ظہور ہونا انسان جو عالم خواب میں اس جہان سے غافل تھا اس کا بیدار ہونا گویا خواب عدم سے بیدار ہونا ہے صبح کو اٹھنا حشر کا نمونہ ہے۔ اس لئے بالخصوص اس نماز کو جماعت سے ادا کرنا اور اسمیں زیادہ قرآن پڑھنا جس کے سننے کو ملائکہ حاضر ہوتے ہیں مسنون اور امر موکد ہے ٭

(۳) تہجد شب اخیر کی نماز کو کہتے ہیں فتہجد بہ لے بالقرآن کما قال قم اللیل الا قلیلا الی قولہ ورتل القرآن ترتیلا ہجود لغت میں سونے کو کہتے ہیں اور ہاجد سونے والا چونکہ یہ نماز سو کر پڑھی جاتی ہے اس لئے اسکو تہجد کہتے ہیں اور مصلے باللیل کو ہاجد و متہجد کہتے ہیں نماز تہجد کا وقت باتفاق جمہور علماء آدھی رات کے بعد سے لیکر صبح صادق تک ہے غالباً اول شب میں انسان سو جاتا ہے پھر بیدار ہو کر یہ نماز پڑھتا ہے اس میں یہ شرط نہیں کہ ضرور اول شب میں سوئے اور جو نہ سوئے گا تو نماز تہجد نہ ہو گی ٭

آپ صلعم کو بالخصوص نماز تہجد کا حکم دینے کی وجہ بیان فرماتا ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً کہ خدا تعالےٰ عنقریب آپ کو شافع محشر بنا کر مقام محمود میں کھڑا کرنے والا ہے۔ یہ وہ کرامت و عزت ہے جو بنی آدم میں بجز آنحضرت صلعم کے اور کسی کو نصیب نہیں اس لئے سب سے زیادہ آنحضرت صلعم پر عبادت اور شب کا سوز و گداز بھی فرض ہوا ؎

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند ٭ دعائے نیم شبی دفع صد بلا بکند

ف مقام محمود یحمدہ القائم فیہ وکل من عرفہ وہو مطلق فی کل مقام یتضمن کرامۃ (بیضاوی) یعنی مقام محمود وہ عمدہ جگہ ہے کہ جہاں کہڑا ہونیوالا اور اسکو جاننیوالا اسکی حمد اور تعریف کرے مطلقاً مقام محمود ہر عزت کی جگہ کو کہتے ہیں مقام کو محمود اس لئے کہا جاتا ہے کہ اسکی حمد کی جاتی ہے گو حمد اختیاری خوبیوں ہی پر ہوتی ہے اور مقام کی خوبیاں اختیاری نہیں لیکن یا تو شرط اختیاری ہر جگہ نہیں یا حمد بمعنی مدح ہے یا یہ کہ وہ محمود فیہ ہے یعنی اس جگہ حمد کی جاتی ہے وہاں کہڑے ہونے والے کی یا کہڑا ہونے والا خدا تعالےٰ کی حمد کرتا ہے ؞

عرف شرع میں مقام محمود سے اس آیت میں کہ جہاں آنحضرت صلعم کو کہڑا کرنے کا اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے باتفاق تمام مفسرین وہ مقام مراد ہے کہ جہاں حضرت قیامت کے روز عاصیوں کے لئے شفاعت کرنے کو کہڑے ہوں گے جس روز کہ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہما السلام تک سب انبیاء نفسی نفسی کہیں گے اور کسیکو مجال ہوگی کہ شفاعت کی کرسی پر بیٹہے صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث جو مختلف راویوں سے مروی ہے شفاعتِ کبریٰ کے بیان میں یوں وارد ہے کہ قیامت کے روز لوگوں پر سختی ہوگی تو آدمؑ کے پاس آئینگے کہ وہ شفاعت کریں گروہ عذر کرینگے یہانتک کہ یکے بعد دیگر سب انبیاء اولوالعزم کے پاس آوینگے ابراہیم موسیٰ داؤد علیہم السلام مگر سب ہی تو عذر کریں گے اور کہیں گے کہ محمدؐ کے پاس جاؤ جنکے خدا نے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دئے آج بجز ان کے اور کوئی اس لائق نہیں تب وہ میرے پاس آکر یہی درخواست کریں گے پہر میں خدا تعالےٰ کے پاس جاکر اس کے آگے سجدہ میں گر پڑوں گا اور بہت عرصہ تک سجدہ میں حمد و ثنا کرتا رہوں گا حکم ہوگا اے محمدؐ سر اٹھا قل یسمع واشفع تشفع وسل تعطہ کہہ تیرا کہا سُنا جاویگا شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول ہوگی مانگ دیا جاویگا تب میں اسکی ثنا و صفت کر کے شفاعت کروں گا پہر ایک تعداد معین ہوگی کہ وہ جہنم سے میری شفاعت سے نکلیں گے بار دیگر پہر آکر اسیطرح سجدہ میں گروں گا پہر اسیطرح حکم ہوگا پہر ایک جماعت کثیر بخشی جاویگی الغرض اسیطرح تین بار کرونگا کہ پہر وہی تو جہنم میں رہ جاویں گے کہ جو مطابق قرآن کے جہنم کے لئے سدا سدی کیلئے مقرر ہو چکے ہیں یعنی کافر و مشرک : ؎

نماند بعصیاں کسے در گرو ؛ کہ دارد چنیں سید پیش رو

پہلے فرمایا تہا کہ وہ تمکو مکہ سے نکالنا چاہتے ہیں اسکے بعد فرمایا کہ اقم الصلوٰۃ نماز پڑہا کر وان جاہلوں کی باتوں کی طرف التفات نہ کر واللہ آپکا حامی و ناصر ہے اب پہر اس واقعہ کیطرف متوجہ ہوتا ہے اسلئے فرماتا ہے یعنی جو اصلی کام ہے یعنی نماز و عبادت اسکو بجا لاؤ اس سے غافل نہ رہو دین و دنیا میں اس سے سرسبزی اور برتری ہے رہا مکہ سے نکلنا اور قریش کا اسباب کے درپے ہونا یہ تو ایک امر مقدر ہے جسپر قضا و قدر نے اسلام کی ترقی وابستہ کر رکھی ہے اسکے لئے اسی نبی یہ دعا کیا کرو وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق یعنی تو اے اللہ مجہے مکہ سے سچائی سے نکال کہ پہر میرے دل میں حب وطن نہ رہے اور ان مشرکوں کیطرف پہر تکالیف برداشت نہ کرنی پڑیں اور مدینہ سچائی کیساتھ نکالنے سے یہ بہی مراد ہے کہ خاص تیرے ہی لئے اور تیری ہی راہ میں ہجرت ہو کسی دنیاوی غرض یا کسی جرم پر جلاوطنی نہ ہو اور مدینہ میں مجہے سچائی سے داخل کر اور چونکہ اس دین کا تمام دنیا پر پہیلنا مقدر ہو چکا ہے اور پردیس میں قوت ہی نہیں ہوتی اور نیز مدینہ کے متصل کسریٰ و قیصر کی حکومتیں اور دیگر قبائل شریر و سرکش ہیں اسلئے یہی دعا کرو واجعلی من لدنک سلطانا نصیرا کہ مجہے اپنے پاس کی قوت و شوکت بہی عطا کر چنانچہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں حسب بشارت زبور خدا تعالیٰ نے وہ قوت و شوکت عطا کی کہ جس سے دنیا میں آسمانی سلطنت قائم ہوئی اور کسریٰ و قیصر کو مٹا دیا گیا کوئی شخص خدا کے دین کا مقابل نہ ہو سکا ادخلنی مدخل صدق الخ اس طرف بہی اشارہ ہے کہ مجہے دنیا سے سچائی کے ساتھ نکال اور دار الخلد میں سچائی کے ساتھ داخل کر اور یہ بہی کہ خواص بشریہ سے نکال خواص ملکیہ میں داخل کر وغیر ذلک من الاسرار ؞

آنحضرت صلعم کی دعا قبول فرما کر ارشاد کرتا ہے وقل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کہ آپ کہدیں کفر و بدکاری کا زمانہ گیا نور و صداقت کا زمانہ آگیا حق سے مراد اسلام ہی اور باطل سے کفر و بت پرستی و دیگر قبائح جو دنیا میں مروج تہے صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آنحضرت صلعم کعبہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس تین سو ساٹھ بت رکہے تہے ان میں سے جسکی طرف لکڑی سے یہ آیت پڑہکر اشارہ کرتے تہے وہ منہ کے بل گر پڑتا تہا فرمانا کہ یہ باطل کا مٹنا اور حق کا آنا قرآن کے سبب سے ہے جسکو ہم نازل کر رہے ہیں وننزل من القرآن الخ کہ جسمیں ایمانداروں کیلئے امراض باطنیہ و ظاہریہ سے شفا ہے اور ان کیلئے رحمت ہے اور نا انصافوں کو اس سے اور بہی نقصان ہوتا ہے جوں جوں وہ انکار کرتے ہیں خسارہ پڑہتا جاتا ہے ؞

مقام محمود آنحضرت صلعم کا مقام شفاعت کبری

وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَى بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوسًا قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا

اور جب ہم انسان پر کرم کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا اور اکڑنے لگتا ہے اور جب اس پر مصیبت آتی ہے تو ناامید ہو جاتا ہے کہہ دو ہر ایک اپنے اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے سو آپ کے رب ہی کو خوب معلوم ہے کہ کون راہ راست پر ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

اور آپ سے (ماہیت) روح سے سوال کرتے ہیں (سو) کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمکو علم جو دیا گیا ہے تو بہت ہی تھوڑا ہے اور اگر ہم چاہیں تو کچھ آپ کی طرف وحی کیا ہے (قرآن) اسکو اٹھا لے جاویں

ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝

پھر تو آپ کو کسی بات کی بہ سے مطالبہ کرنیوالا بھی نہ ملے مگر یہ صرف آپ کے رب کی رحمت ہے (جو ایسا نہیں کرتا) بیشک اسکی آپ پر بڑی عنایت ہے

(ترکیب)

نا مبالغت بعد الہمزۃ اسے بعد عن الطاعۃ وبقرء بہمزۃ بعد الالف وفیہ وجہان احدہما ہو مقلوب نائے والثانی ہو بمعنی نہض الا رحمۃ مفعول لہ والتقدیر حفظناہ علیک للرحمۃ من ربک رحمۃ کی صفت یا حال ۔

(تفسیر)

قرآن سے ان ظالموں کو زیادہ خسارہ ہونیکا یہ سبب نہیں کہ قرآن میں کوئی نقص ہے بلکہ یہ سبب ہے کہ اذا انعمنا علی الانسان الخ انسان کی جبلی عادت ہے کہ جب اس پر انعام الٰہی ہوتا ہے دولت و راحت ملتی ہے تو بجائے شکرگزاری دفرماں برداری کے اکڑنے لگتا ہے متکبر ہو جاتا ہے نبی اور خدا تعالیٰ کی کتاب کو نہیں مانتا اس لئے خسارہ میں پڑتا ہے اور جب مصیبت آتی ہے تو بجائے صبر کے ناامید ہو جاتا ہے مگر خدا تعالیٰ اسپر بھی انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا بلکہ ہر ایک نیک و بد کو خواہ وہ کسی طریق پر کیوں نہ ہو مہلت دیتا ہے اس لئے آنحضرت کو حکم دیتا ہے قل کل یعمل الخ کہ کہدو ہر ایک ہم میں سے اور تم میں سے اپنے اپنے طریقہ پر عمل کر رہا ہے کئے جاوے لیکن ان میں سے دراصل کون نیک ہے اس کو خدا ہی جانتا ہے مرنیکے بعد معلوم ہو جائیگا منجملہ اسباب خسران کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ قرآن مجید پر ہمیشہ بیہودہ نکتہ چینیاں کیا کرتے تھے چنانچہ ایکبار باہم مشورہ کیا کہ یہود اہل کتاب ہیں ان سے دریافت کرکے کوئی ایسی بات محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنی چاہئے کہ جسکا جواب نہ آسکے اسلئے یہود سے دریافت کیا انہوں نے کہا تین باتیں پوچھو اگر ان میں سے دو کا ہی جواب دیدیا تو جانناکہ نبی ہے ورنہ نہیں اور یہ تین باتیں بتلائیں اول روح سے سوال کرو دوم اصحاب کہف کا حال پوچھو سوم ذی القرنین کا حال پوچھو کہ وہ کون تھا اور کہاں کہاں گیا اور اس نے کیا کیا؟ سب سے اول ویسئلونک عن الروح الخ یہ انہوں نے روح سے سوال کیا۔ فرماتا ہے کہ اے نبی آپ سے روح سے سوال کرتے ہیں وہ کیا ہے۔ چونکہ یہ بیکار سوال تھا اور نیز حقائق اشیاء بالخصوص روح کی حقیقت کا ادراک کماہی ان کے فہم و استعداد سے باہر تھا اسلئے جواب میں فرمادیا قل الروح من امر ربی کہدو روح ایک امر رب ہے اس کے حکم سے بنی ہے حادث ہے قدیم ذاتی نہیں نہ وہ خدا ہے نہ اسکا کوئی جزء ہے بلکہ از قسم مخلوق ہے جیسے اور مخلوق کیطرح خدا کو اختیار و قدرت ہے۔ من امر ربی سے یہ سب باتیں سمجھی جاتی ہیں اسقدر علم کافی ہے جواب شافی ہو گیا باقی رہا اسکی حقیقت کا ادراک کلی سو روح کا تو کیا اور بھی لاکھوں چیزوں کا انسان کو ادراک کلی نہیں خاک پانی کی بھی حقیقت پوری نہیں بتلا سکتے کیونکہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا کہ تم کو اے انسان یا اے سوال کرنے والو حقائق الاشیاء سے ادراک کا بہت ہی کم حصہ ملا ہے۔ روح کی حقیقت میں حکماء کا مباحثہ چلا آتا ہے اور ہر ایک قوم نے دور از کار خیالی گھوڑے دوڑائے ہیں اور اب تک بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ بھلا عرب کے جاہلوں سے بجز اس قدر جواب کے اور کیا کہا جاتا۔ اب اس بات کے ثبوت کیلئے کہ پیغمبر علیہ السلام جو کچھ فرماتے ہیں وہ الہام اور وحی کے ذریعہ سے ان کی خانہ ساز اس میں کوئی بات بھی نہیں فرمایا جاتا ہے ولئن شئنا الخ کہ اگر ہم چاہتے تو قرآن مجید کو جو سرچشمہ علوم ہے محو کر دیتے مگر ہمارا فضل ہے جو ایسا نہیں کیا یعنے یہ ہماری طرف سے ہے جس کے اٹھالے جانے پر قادر ہیں ۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى أَنْ يَّأْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَأْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا

(اے نبی) کہدو اگر سب آدمی اور سب جن ملکر بھی ایسا قرآن بنالانا چاہیں (تو ایسا قرآن) نہ لاسکیں گے اگرچہ ان میں سے ایک دوسرے کی مدد ہی پر کیوں نہ ہوں اور ہمنے اس قرآن میں

لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبٰٓى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُوْرًا ۝ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوْعًا ۝

لوگوں کیلئے ہر ایک قسم کی مثال بھی کھول کھول کر بیان کردی پر اس پر بھی اکثر لوگ انکار کئے بغیر نہ رہے اور کہدیا کہ ہم تمہیں ہرگز نہ مانیں گے جبتک کہ ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرد

أَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝

یا تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو کہ پھر تم اس میں سے نہریں بہا کر نکالا کرو یا جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ہم پر کوئی آسمان کا ٹکڑا گرادو یا تم اللہ اور فرشتوں کو روبرو نہ لا کھڑا کردو

أَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا

یا تمہارے لئے کوئی سنہری مکان نہو یا تم آسمان میں نہ چڑھ جاؤ اور ہم تو تمہارے چڑھنے کو بھی ہرگز نہیں مانیں گے جب تک تم ہم پر کوئی ایسی کتاب نازل کرادو کہ جسکو ہم خود پڑھ لیا کریں کہدو سبحان اللہ میں کیا ہوں

بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

مگر ایک آدمی اس کا بھیجا ہوا ۔

ع ۹ / ۱۰

لایاتون جواب لئن لے جواب قسم محذوف دل علیہ اللام الموطئۃ (ترکیب) ولولاہی لکان جواب الشرط بلا جزم لکون الشرط ماضیا ۔ بیضاوی ۔

(تفسیر)

منجملہ ان باتوں کے کہ جن سے قرآن مجید پر اعتراض کیا کرتے تھے ان کی ایک یہ بات بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ اس قرآن میں کونسی خوبی ہے؟ اگر چاہیں تو ہم بھی کرسکتے ہیں اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور یہی ہے کہ قرآن کی بابت فرمایا تھا کہ وہ ہماری طرف سے ہے، اگر ہم چاہیں تو اس کو واپس لے جائیں پھر تمام مخلوق ملکر بھی زور لگائے تو ایسا قرآن نہ بنا سکے کما قال قل لئن اجتمعت الخ کہ تم کیا اگر تمہارے ساتھ تمہارے وہ جن بھی شریک ہوں کہ جنسے تم مدد مانگا کرتے ہو اور جنکے ذریعہ سے تمہارے کاہن غیب کی باتیں بتلا کر بڑے بڑے دعوی کیا کرتے ہیں وہ بھی شریک ہوں تو اس کا مثل نہ بنا سکیں گے۔ بلاغت و فصاحت کے معجزہ کے علاوہ اس میں روح کو زندہ کرنیوالی انسان کے دل پر چوٹ مارنیوالی اور سب علوم الہامیہ کے متعلق وہ وہ باتیں ہیں کہ جنکو کوئی نہیں بتا سکتا۔ مقدمۂ تفسیر میں اس مسئلہ کی خوب شرح ہو چکی ہے ۔

ابن اسحاق و ابن جریر نے سعید یا عکرمہ کے طریق سے ابن عباسؓ سے آیت کے بارہ میں یوں بھی نقل کیا ہے کہ سلام بن مشکم چند یہود کو ساتھ لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپنے ہمارا قبلہ ترک کردیا اور یہ قرآن توریت کے برابر نہیں ایسا ہم بھی کہہ سکتے ہیں پھر آپکا اتباع کیونکر کریں اسکے جواب میں آیت نازل ہوئی ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ شیبہ و عتبہ ربیعہ کے بیٹے اور ابو سفیان اور ولید بن المغیرہ و ابو جہل وغیرہم کفار قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا اگر تو خدا کا سچا رسول ہے تو مکہ خشک جگہ ہے یہاں کوئی پانی کا چشمہ جاری کردے یا کوئی ایسا تر و تازہ باغ انگوروں اور کھجوروں کا لگا دے کہ جسمیں سے بڑی نہریں چلا کریں جیسا کہ عراق و شام ہے یا تو جیسا کہتا ہے کہ قیامت کو آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گریگا تو اسکا کوئی ٹکڑا ہم پر بھی گرادے یا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو لا کہ ہم انکو آنکھ سے دیکھیں اور ان سے پوچھیں کہ محمد کو تمنے رسول بنا کے بھیجا ہے یا کوئی سونے چاندی کا بنا ہوا مکان موجود کرکے دکہادے یا تو ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جا اور وہاں سے کوئی لکھی ہوئی کتاب لا کہ جسکو ہم پڑھ لیں تب تو ہم تجھے مانیں گے ورنہ ہم تجھے نہیں مانتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی وقالوا لن نؤمن الخ اسمیں تعلیم کردی کہ ان سے کہدو سبحان اللہ یہ کیا لغو باتیں ہیں تمنے کیا مجھکو قادر مطلق سمجھ لیا ہے یا مجھے اسبات کا دعوٰی ہے تاکہ پھر تمہارے کہنے سے یہ باتیں کردوں میں تو آدمی ہوں خداتعالیٰ کے حکم بغیر کچھ نہیں کرسکتا ہاں رسول ہوں احکام پہنچانیوالا ہوں قرآن کو رقیہ یعنی منتر بتلایا ان پہلی باتوں کا اگر یہ سب کچھ بھی ہو جائے تو یہ تمہارے رجادو منتر کا اثر سمجھا جاویگا بلکہ آسمان سے ہمارا دیکھی کوئی کتاب

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۝ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ

اور لوگوں کو ایمان لانے سے جبکہ ان کے پاس ہدایت آگئی صرف یہی بات مانع آئی کہ کہنے لگے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے (اے نبی) کہدو اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے کہ اطمینان سے چلتے پھرتے

مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۝ وَمَنْ

توہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی رسول بنا کر بھیجتے (اور) کہدو میرے اور تمہارے درمیان اللہ بس ہے گواہی کیلئے کیونکہ وہ اپنے بندوں کو خوب جانتا دیکھتا ہے۔ اور جس کو اللہ

يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ۖ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا ۖ مَأْوَاهُمْ

ہدایت دے وہی ہدایت پر ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے پھر انکے لئے اسکے سوا تمکو کوئی چارہ گر نہ ملیگا اور ہم انکو قیامت کے منہ کے بل اندھے گونگے بہرے کر کے چلائیں گے ان کا ٹھکانا

جَهَنَّمُ ۖ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝

جہنم ہے جب آگ بجھنے لگیگی تو ہم اور بھڑکا دیں گے۔ یہ ہے انکی سزا اس سبب سے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہدیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں و چورا ہو جائینگے تو پھر نئے سر سے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے

(ترکیب)

الا ان قالوا جملہ فاعل منع فی الارض خبر کان ملائکہ موصوف یمشون ذی الحال مطمئنین حال سب اسم۔ لنزلنا جواب لو۔

(تفسیر)

عرب کے مشرکوں اور کافروں کا نبوت میں ایک یہ بھی بڑا شبہ تھا کہ نبی تو ہم جیسا ہی انسان ہے رسالت اور نبوت کیلئے تو ہم سے بالاتر اشخاص ہونے چاہئیں جو کھانے پینے زن و فرزند کے جملہ علائق سے پاک صاف ہوں اور وہ فرشتے ہیں خدا نے اگر اپنے پیغام پہنچانے تھے تو فرشتوں کو کیوں بنا کر نہ بھیجا یہی وہ ایک بات انکے دل میں کھٹکتی تھی جس سے وہ ایمان نہیں لاتے تھے اس شبہ کا جواب دیتا ہے وما منع الناس الخ کہ رسول تو اسی قوم کا شخص ہونا چاہیئے کہ جسکی طرف وہ بھیجا جاتا ہے کیونکہ انکے تمام مفاسد اور موجود خرابیوں کو جنکی اصلاح کے لئے یہ بھیجا گیا ہے یہی خوب جان سکتا ہے اور نیز باہم موانست غیر جنس سے ممکن نہیں اور رسول کیلئے یہ بات ضروری ہے جس پر ہدایت کا مدار ہے اور نیز فرشتے بھی آتے تو انسان کی صورت میں ہی ہو کر آتے تاکہ ان سے کلام کریں دکھائی دیں سو اس پر بھی شبہ ہوتا کہ جانتے یہ کون ہیں؟ اس لئے فرماتا ہے لو کان فی الارض الخ کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے تو ان کے پاس البتہ فرشتہ رسول ہو کر آتے اس کے بعد فرمایا کہ کہدو میری رسالت کی خدا گواہی دے رہا ہے سو یہ کافی ہے رہی ہدایت سو یہ اُس کے ہاتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے وہی ہدایت پاتا ہے اور جسکو ازل سے گمراہی نصیب ہے اسکو کون ہدایت کر سکتا ہے نہ انسان نہ فرشتہ مگر ان گمراہوں کا حشر میں یہ حال ہوگا ونحشرہم یوم القیامۃ الخ کہ وہ منہ[1] کے بل چلائیں گے اندھے گونگے بہرے ہوں گے۔

منہ کے بل چلنا محاورہ ہے سرنگوں اور ذلیل ہو کر چلنے سے ان کے دنیا کے تکبر کرنے کے بدلہ میں۔ اور حقیقت پر بھی محمول ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ اس طرح چلانے پر بھی قادر ہے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے۔ دوزخیوں کا اور آیات سے دیکھنے والا سننے والا کہنے والا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہاں اس کے خلاف ہے پس اس بہرے اندھے گونگے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ خوشی کی چیز دیکھنے میں نہ آئیں گی نہ سننے میں نہ کہنے میں یا یہ حالت ان کی ابتداء حشر کے وقت ہو پھر حساب کے وقت یہ قوتیں دی جاویں۔ فرمایا ہے یہ سزا ان کے کفر اور ان کار حشر کے سبب سے ہے۔

[1] چنانچہ ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے قیامت میں تین طور سے لوگ چلیں گے ایک پاپیادہ دوم سوار ہو کر سوم منہ کے بل کیونکر چل سکیں گے فرمایا جس نے پاؤں کے بل چلایا کیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ۱۲ منہ۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَا رَيْبَ فِيهِ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۝

کیا وہ نہیں جانتے کہ جس اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا ہے وہ ان جیسے اور بھی بنا سکتا ہے اور ان کے (بار دیگر پیدا کرنے کیلئے) اس نے ایک میعاد مقرر کر دی ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ پھر بھی ظالم انکار کئے بغیر نہ رہے

قُلْ لَوْ أَنْتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ

کہدو اگر میرے رب کی رحمت کے خزانے تمہارے ہاتھ میں ہوتے تو خرچ ہو جانے کے ڈر سے تم ان کو بند کر کے ہی رکھتے اور انسان بڑا تنگ دل ہے اور البتہ موسیٰ کو ہم نے نو نشانیاں کھلی ہوئی دی تھیں

بَيِّنَاتٍ ۖ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ

پھر تو بنی اسرائیل سے بھی پوچھ دیکھ جب کہ موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون نے کہدیا کہ اے موسیٰ میں تو تجھے جادو کا مارا ہوا جانتا ہوں۔ موسیٰ نے کہا یہ تو تجھکو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ (معجزات) آسمانوں

وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ۝ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ۝ وَقُلْنَا

اور زمین کے مالک ہی نے لوگوں کو سوجھانے کو اتارے ہیں اور میں تو اے فرعون تجھکو ہلاک ہوا جانتا ہوں۔ پس اس نے چاہا کہ ان کو زمین سے اکھیڑ دے تب ہم نے اسکو اور اس کے ساتھ والوں سبکو ڈبو دیا۔ اور اس کے

مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ

بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہدیا کہ اب زمین پر آرام سے) بسو ۔

ترکیب انتم مرفوع ہے فعل محذوف سے جس کی تفسیر تملکون ہے اذا لامسکتم جواب لو خشیۃ منصوب ہے مفعول لہ امسکتم کا ہو کر ہولاء اشارہ ہے آیات کی طرف الثبور الہلاک والخسران۔ ان یستفزہم ای یقتلہم ویستاصلہم جمیعا لیستفزعون ہذا الزمان ومن کان معہ فی عسکرہ لاجمیع القوم ۔

تفسیر منکر حشر تعجب سے کہتے تھے کہ جب ہڈیاں ہو کر چورا چورا ہو جاویں گے بھلا پھر کیونکر بار دیگر زندہ ہوں گے اس شبہ کا جواب مختلف طور سے قرآن میں دیا گیا ہے یہاں اپنی قدرت کاملہ کے اثبات سے دیتا ہے اور مسئلہ نبوت کے بعد اسی مناسبت سے مسئلہ حشر میں کلام ہوتا ہے فقال اولم یروا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کو بنایا ہے پھر کیا وہ قادر تمکو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا اس پر بھی وہ ظالم نہیں مانتے اسکے بعد دوسری دلیل بیان فرماتا ہے جس سے حشر کا مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے اور نبوت کا بھی جسمیں پہلے سے کلام تہا فقال لو انتم کہ اے کہدو آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں دیکھو ہماری کیسی فیاضی ہے کہ انکو وجود اور انکے اندر کے رہنے والوں کو شب و روز بیشمار چیزیں عطا کرتے ہیں پھر مرنے کے بعد دوبارہ وجود عطا کرنا یا قیہ دینے کیلئے ہماری فیاضی سے کیا بعید ہے تم اپنے حال پر قیاس کرتے ہو ہاں تمہاری فطرت میں یہ بخل ہے کہ اگر تمہارے ہاتھ میں رحمت کے خزانے بھی آجاویں تو تم اس خوف سے کہ مبادا کم ہو جاویں صرف کرنے سے ہاتھ روکو بند کر کے رکھو اور ہمارے ہاں کس چیز کی کمی ہے ہماری فیاضی ہمارے خزائن میں کمی نہیں کرتی نہ کسی فعل کے کرنے سے ہماری قوت کم ہوتی ہے اپنے حال پر ہمکو قیاس نہ کرو مسئلہ نبوت کا ثبوت اس طور پر ہے کہ ہم فیاض ہیں۔ انسان کی روحانی اور دار آخرت کی تعلیم کے بارہ میں ہماری قدیم فیاضی ہے دیکھو ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات الخ موسیٰ کو ہم نے نو نشانیاں یعنی معجزات عطا کئے تھے ید بیضا وغیرہ۔ اس سبب سے پھر موسیٰ اور فرعون کے قصہ کا بار دیگر ذکر کرنے کا موقع آیا اور اس ذکر میں یہ اشارہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نئے رسول نہیں ہیں جو تم کہتے ہو فرشتہ رسول کیوں نہ ہوا ان سے پہلے موسیٰ رسول ہو چکے ہیں اور چونکہ تم ان سے معجزات ایمان لانے کیلئے نہیں مانگتے بلکہ محض عناد و سرکشی سے سو یہ ہماری عادت نہیں ورنہ ہم نے پہلے کو کیا نو معجزے کھلے کھلے نہیں دیے تھے اور جسطرح تم محمد سے مقابلہ کرتے ہو یہ بھی کچھ نئی بات نہیں موسیٰ سے فرعون اور اس کے سرداروں نے کیا کچھ نہیں کیا ہے پھر دیکھو کیا انجام ہوا کہ سب غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کو زمین شام پر بسنے کا حکم ہوا چنانچہ وہ بسے اور حاکم ہوئے اشارہ ہے کہ جسطرح اس جبار کے چشمہ نبوت بند نہ ہو سکا تمہارے بند نہ ہو سکیگا اور اسیطرح اس نبی کے پیرو بھی ملک کے مالک ہونگے حضرت موسیٰ کی انکی پیشین گوئی کے مطابق جیسا کہ تورات استثنا کے اٹھارہویں باب میں ہے حضرت سے کمال مشابہت ہے اسلئے موسیٰ کا ذکر آیا اور نیز مکہ والے یہود سے پوچھ پوچھ کر سوال کرتے تھے اسلئے ان باتوں کی تصدیق کیلئے فرمایا فاسئل بنی اسرائیل کہ ان سے بھی پوچھ دیکھ اس کے بعد اصل قصہ کو تمام کرتا ہے کہ فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کئے پیچھے بنی اسرائیل سے کہدیا تھا کہ اب تم آرام سے زمین پر بسو ملک مصر میں پھیل کر فرعون

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ۝ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۭ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ

پھر جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو سمیٹ کر لے آویں گے۔ اور ہمنے اس (قرآن) کو سچائی سے تو نازل کیا اور وہ سچائی ہی کیساتھ نازل ہوا اور آپ کو ہمنے بھیجا ہے تو خوشی اور ڈر سنانے کو اور قرآن کے پارہ پارہ ہمنے اسلئے کئے کہ

عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ

آپ لوگوں کو ٹہر ٹہر کر سنادیں اور اسی لئے اسکو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل بھی کیا ہے کہدو تم اسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جنکو اس سے پہلے سے علم دیا گیا ہے تو وہ جب انکو قرآن پڑھکر سنایا جاتا ہے تو منہ کے بل سجدے میں

سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا

گرپڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر رہیگا۔ اور منہ کے بل (سجدہ میں) گر کر روتے جاتے ہیں اور وہ انکو بھی عاجزی کرتا پڑھتا ہے کہدو اللہ کو پکارو خواہ

الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ

رحمان کو پکارو جس نام سے پکارو سب اسی کے عمدہ نام ہیں اور اپنی نماز نہ تو چلا کے پڑہا کرو اور نہ چپکے سے ہی پڑھو بلکہ درمیانی طریقہ اختیار کرو کہو سب خوبیاں اللہ کو سزاوار ہیں

لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

نہ جسنے کوئی اولاد جنائی اور نہ اسکی حکومت میں اسکا کوئی شریک ہے اور نہ اسلئے کہ وہ کمزور ہے اسکا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو

(ترکیب) لفیفا حال ہے ضمیر کم سے لے جمیعا وقرآنا منصوب بفعل مقدر ای فرقنا قرآنا وقیل مضمر تفسیرہ مابعدہ وہو فرقناہ بالتخفیف عند الجمہور وقری مشددا ایکون حال من یخرون (تفسیر) فاذا جاء الخ کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تم سب کو جمع کر کے لے آئیں گے وعد الاخرہ سے بعض کہتے وہ دوسرا وعدہ مراد ہے جسکا ذکر اول سورۃ میں تھا یعنے تم دوبارہ سرکشی کروگے اور دوبارہ تمپر آفت آئیگی اب یہاں بتلایا جاتا ہے کہ بربادی کے بعد تمکو پھر ہم ایک جگہ جمع کریں گے چنانچہ بابل کی اسیری کے بعد پھر بنی اسرائیل مجتمع ہوئے بعض مفسرین کہتے ہیں یہاں سے جداگانہ کلام مسئلہ حشر کی بابت شروع ہے وہ کہتے تھے کہ جب ہڈیوں کا چورا ہو جائیگا ہم کیونکر زندہ ہوں گے اس کے جواب میں فرماتا ہے کہ جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو تمہارے مختلف اجزا کو جمع کر کے لے آئیں گے اور تم تو کیا تمہارے اگلے پچھلوں کو بھی سمیٹ لے آئیں گے وبالحق انزلناہ الخ یہاں سے پھر انکے شبہات کا جواب ہے جو وہ قرآن مجید کی بابت کیا کرتے تھے اُس قرآن کو سچائی سے ہمنے نازل کیا ہے کسی اور نے نہیں نہ اسکو محمد نے آپ بنالیا ہے اور سچائی سے نازل ہوا ہے اسمیں کوئی بات غلط اور جھوٹ ہے نہ اسکے نازل ہونے میں کوئی آمیزش وہم وشیطان کی ہے پھر جو ایسی کتاب کو بھی نہ مانے تو وہ محض بدنصیب ہے اے پیغمبر آپ ایسے بدنصیبوں کی اندہوں کیا غم کہاتے ہیں وما ارسلناک الا مبشرا ونذیرا آپ کو تو صرف سنانے اسی لئے بھیجا ہے کہ نیکوں کو انکی حیات ابدی کا مژدہ سنادیں اور بدوں کو انکے انجام بد سے ڈرادیں اور اس قرآن کو ہمنے یکبارگی اسی لئے نازل نہیں کیا کہ اپنے پارہ پارہ ہو جائے بلکہ وقرانا فرقناہ خود ہمنے اسکو تھوڑا کر کے اس مصلحت سے نازل کیا ہے کہ لتقراہ علی الناس علی مکث الخ آپ لوگوں کو ٹہر ٹہر کر انکے حاجات وضروریات دینیہ کا لحاظ کر کے سنادیں یکبارگی نازل کرنے میں یہ بات کہاں تھی کیسے لوگ بیشتر بے پڑھے لکھے تھے ایکبارگی اتنی بڑی کتاب کی انسے محافظت بھی نہ ہو سکتی لامحالہ اسمیں تحریف وتبدیل ہو جاتی اور نیز انکو تدریجا نیکی کیطرف لانا مصلحت اور اشد ضرورت تھا سب احکام کی دفعتہ تعمیل کا حکم دینا انپر شاق ہو جاتا اور حضرات انبیاء علیہم السلام پر اگلے بھی جو کچھ کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے انکے بھی یہی معنی ہیں کہ حسب ضرورت عباد وقتا فوقتا الہام ہوا اسکو جمع کر لیا وہ ایک کتاب یا صحیفہ ہو گیا یہ نہیں کہ لکھی لکھائی کوئی کتاب انپر سے نبی پر آپڑی ہو یا فرشتہ نے لا کر دی ہو جیسا کہ مشرکین طلب کرتے تھے تو تھوڑا تھوڑا الہام ہونے میں یہ مصلحتیں ہیں اسپر یہ شبہ کرنا کہ اور مصنفوں کی طرح سوچ سوچ کر تصنیف کرتے تھے محض نادانی ہے کیونکہ ایکبار لکھی لکھائی کتاب آنے میں تو اور بھی صدہا شبہات پیش آتے اور نیز الہام کے معنی بھی پائے نہ جاتے کیونکہ الہام وہ حالت ہے کہ لبشر بشریت کے خواص سے علیحدہ ہو کر ملکیت کے سلسلہ میں منسلک ہو جائے اور حجاب جسمانی اٹھ جانیکے بعد یا بذریعہ ملک مقرب کہ جسکو ناموس اکبر کہتے ہیں یا بلا ذریعہ اس نبی کے دلپر صرف مطالب مع الفاظ القا ہوں۔

ان شبہات کا جواب دیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیجاتی ہے اور شان بے نیازی بھی ظاہر فرمائی جاتی ہے قل آمنوا بہ اولا تؤمنوا الخ کہ آپ ان سے کہدیں تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ تمہارے ایمان لانے سے اسکی شان نہیں بڑھ جائیگی اور ایمان نہ لانے سے اسکی خوبی میں کوئی فرق نہ آئیگا تم جاہل بے عقل ہو

ہاں جو اہل علم ہیں جن کو پہلے سے علم دیا گیا (یعنی کتاب جیسا کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان و ابو ذر وغیرہم جو انبیا سابقین کی خبروں کی وجہ سے منتظر تھے کہ کب آخیر نبی آتا ہے یا یہ مراد کہ جن کی روحانیت میں ازل سے علم و ادراک ودیعت رکھا گیا ہے) وہ اس کی بے انتہا خوبیاں دیکھکر اس پر ایمان ہی لاتے ہیں اور جب اسکو سنتے ہیں تو روح کو حرکت دینے والے مضامین سنکر رو کر سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور سجدہ میں اللہ کی تسبیح کر کے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے رب نے قرآن میں (خصوصاً دار آخرت کی بابت) وعدے کئے ہیں وہ قطعاً ہو کر رہیں گے اور یہ کیفیت ان کی قرآن کے سننے سے اور زیادہ ہوتی ہے ویزیدہم خشوعاً و تضرعاً رہبم اعتبار ان کا ہے اور جو ازلی گمراہ ہیں انہوں نے نہ مانا تو کیا ہمیشہ ازلی بدنصیب انبیا کی کتابوں کا انکار ہی کرتے آئے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس آیت کو سنکر سجدہ کرنا چاہیئے اس جگہ علما کے نزدیک سجدہ واجب ہے۔ قرآن نازل کرنے اور نبی کے مبعوث کرنے سے مقصود اصلی اللہ کی عبادت ہے اور عبادت کا لب لباب ہے جسمیں بندہ اپنے مالک کے آگے دل سے گریہ وزاری کرتا ہے کبھی زمین پر سر نیاز رکھتا ہے کبھی ہاتھ اٹھاتا ہے کبھی دل کو اسطرف لگا کر مراقبہ کرتا ہے اور زبان سے بھی کلمات حمد و ثنا باری ذکر کرتا جاتا ہے اس مجموعہ کو شرع اسلام میں نماز کہتے ہیں اسکے ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس کا طریقہ بھی تعلیم فرماتا ہے فقال قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمٰن الخ کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہدو خواہ اللہ کے لفظ سے دعا کرو یا رحمٰن کے کہو یا رحمٰن کہہ کے دعا مانگو جس نام سے اسکو پکاروگے سب اسکے اچھے نام ہیں اللہ کے نام میں جو اسم ذاتی ہے اسکے جلال و جبروت کی تجلی ہے محض ذات کی طرف بلا لحاظ صفات متوجہ ہونا اعلیٰ درجہ کے عرفا کا مرتبہ ہے اور یہ مشکل ہے اور یہ مرتبہ نصیب نہ ہو تو اس کے صفات کے ساتھ اس کو پکارو اور صفات میں صفت رحمت تمہارے حال کے زیادہ تر مناسب ہے او لفظ رحمٰن سے وہ زیادہ سمجھی جاتی ہے اسیلئے جسطرح لفظ اللہ عرب میں اسیکے لئے مخصوص تھا اسیطرح لفظ رحمٰن بھی بلا اضافت اسی پر اطلاق کیا جاتا ہے اس جملہ کی بابت ایک روایت بھی مروی ہے کہ ایک بار آنحضرت یا اللہ یا رحمٰن کہہ رہے تھے مشرکین میں سے کسینے یہ اعتراض کیا کہ ہمکو تو دو خداؤں کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ دو کے نام پکارتے ہیں اور کسینے یہ کہا رحمٰن جو یمامہ میں کاہن ہے اس کو پکارتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ سب اللہ ہی کے نام ہیں اس کے ہر نام سے اسکو پکارو یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان حمقا کے جواب میں یہ آیت پڑہی ہو جسکو نازل ہونے سے تعبیر کر دیا گیا۔ خدا تعالےٰ کے باعتبار اسکی صفات کے بہت سے نام ہیں جیسا کہ ترمذی نے روایت کی ہے۔ اللہ الذی لا الہ الا ہو الرحمٰن الرحیم الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القہار الوہاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور الشکور العلی الکبیر الحفیظ المقیت الحسیب الجلیل الکریم الرقیب المجیب الواسع الحکیم الودود المجید الباعث الشہید الحق الوکیل القوی المتین الولی الحمید المحصی المبدئ المعید المحی الممیت الحی القیوم الواجد الماجد الواحد الصمد القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاہر الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنتقم العفو الرؤف مالک الملک ذو الجلال والاکرام المقسط الجامع الغنی المغنی الضار النافع النور الہادی البدیع الباقی الوارث الرشید الصبور الستار۔ یہ ننانویں نام ہیں ان کے علاوہ اور بھی نام قرآن و احادیث سے ثابت ہیں جیسا کہ رب العالمین المبین ✦

انسان کی فطری عادت ہے کہ جسکو اس نے نہ آنکھ سے دیکھا ہو نہ ہاتھ سے چھوا ہو نہ زبان سے چکھا ہو نہ ناک سے سونگھا ہو جب کبھی خیال کرتا ہے تو اسکو انہیں چیزوں پر قیاس کرتا ہے جو اس کے دیکھنے میں آتے ہیں لیکن یہ ادراک ناقص خدا تعالیٰ اور اس کے صفات تک بھی نہیں پہونچتا اسی لئے عوام اپنی خیالی صفات اس میں ثابت کر کے ان صفات سے اسکو موسوم کرنے لگتے ہیں اور درحقیقت وہ صفات اس کے لئے عیب اور اسکے تقدس کے منافی ہوتے ہیں اس لئے

اسما کے ساتھ حسنیٰ کی قید بھی آیت میں جو لگائی گئی کہ اچھے نام اور ناموں کا اچھا ہونا اس کے اوصاف حمیدہ کے لحاظ سے انبیا علیہم السلام کے فرمانے پر موقوف ہے۔ اسی لئے اہل اسلام کے علما متفق ہیں کہ خدا پاک کے نام توقیفی ہیں یعنی اُنہیں اسما سے اسکو موسوم کرنا چاہیے جو شرع سے ثابت ہیں اس کے علاوہ اور ناموں سے پکارنا ممنوع ہے ⁕

ہاں اگر اسکے اسما مبارک عرب کے سوا اور زبانوں میں وہی نام ہیں جو اسکے ان اسما حسنیٰ کا ترجمہ ہیں تو شاید ان سے پکارنے کی یا ان کے اطلاق کرنیکی اسپر وقت ضرورت اجازت ہو جیسا کہ فارسی کا لفظ خدا جو الصمد کا ترجمہ ہے علما اسلام اس کا استعمال کرتے آتے ہیں اس کے بعد اس کو اس کے ناموں سے کس طرح پر پکارا جاوے اس کا بھی ذکر کرتا ہے ⁕

فقال ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذلک سبیلا۔ کہ نہ نماز چلا کر پڑھو نہ آہستہ بلکہ درمیانہ میانہ مگر اس میں کلام ہے کہ صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ جلالین وغیرہ تفسیروں میں یوں لکھا ہے۔ بقرائتک فیہا یسمعک المشرکون فیسبوا ویسبوا القرآن ومن انزلہ کہ مراد یہ ہے کہ نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے (جسکا بیشتر حصہ دعا ہے جیسا کہ سورۃ فاتحہ) اسکو نہ پکار کر پڑھو کہ مشرکین سنکر گالیاں دینے لگیں نہ آہستہ بلکہ درمیان درمیان۔ اور اس تفسیر کی بخاری کی روایت بھی تائید کرتی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کا یہ سبب ہے کہ حضرت صلعم مکہ میں مخفی رہتے تھے مگر جب صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے تھے جسکو سنکر مشرکین آنحضرت صلعم اور قرآن اور اس کے نازل کرنے والے کو گالیاں دیا کرتے تھے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ یہ آیت دعا کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ ابن جریر نے بھی ابن عباسؓ سے اسکو دعا کے باب میں نازل ہونا بتلایا ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ دونوں روایتوں میں خلاف نہیں کیونکہ دعا سے وہی دعا مراد ہے جو نماز کے اندر ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابوہریرہؓ کی روایت میں اسکی تصریح بھی کر دی ہے الحاصل نماز میں جو قرآن پڑھا جاتا ہے یا اور کچھ ادعیہ وغیرہ اسکو متوسط درجہ کی آواز سے پڑھنا چاہیے ⁕

بعض کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ نہ سب نمازوں کو مخفی آواز سے پڑھو جیسا کہ صبح و مغرب و عشا کی نمازیں کیونکہ ان وقتوں میں مشرکین اپنے کاروبار میں مصروف یا سونے کھانے میں مشغول رہتے ہیں نہ سب کو ظاہر کر کے جیسا ظہر و عصر کی نماز پس بعض کو پکار کر بعض کو آہستہ سے پڑھو ⁕

اسکو آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور اذکر ربک فی نفسک سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔ اس کے بعد حمد کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس آیت میں اپنا اوصاف رذیلہ سے پاک ہونا بھی بتلاتا ہے۔ بقولہ وقل الحمد للہ الذی الخ کہ ستائش اللہ کو زیبا ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے جیسا کہ مشرکین و نصاریٰ کہتے ہیں نہ اس کا کوئی خدائی میں شریک ہے جیسا کہ لوگوں کا انبیا و اولیا و ملائکہ و صالحین وغیرہم کی نسبت خیال ہے نہ اس کو کسیکی مدد و اعانت کی حاجت ہے جیسا کہ مشرکین اپنے معبودوں کو اسکا کارکن سمجھتے ہیں اور اس کی بڑائی بہت بڑھکر بیان کر وہ سب بری باتوں سے پاک اور برتر ہے۔ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا۔ کس لطف کے ساتھ کلام تمام کیا ہے سبحان اللہ ⁕

سُورَۃُ الکَہف

مکیہ ہے اسکے ایکسو دس آیات بارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّہٗ عِوَجًا ○ قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْہُ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب خوبی اللہ ہی کیلئے ہے کہ جس نے اپنے بندے (محمد) پر کتاب نازل کی کہ اسمیں کچھ بھی کجی نہیں رکھی اسکو ٹھیک کر دیا تاکہ (منکروں کو) اس سخت عذاب سے جو اسکی پاس سے ہے ڈرائے

وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○ مَّاکِثِیْنَ فِیْہِ اَبَدًا ○ وَّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ○

اور ایمانداروں کو جو اچھے کام کرتے (اس بات کا) مژدہ دے کہ انکے لئے اچھا بدلا ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہا کریں گے اور تاکہ اُن کو بھی خوف دلائے کہ جو (یہ) کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے

مَا لَہُمْ بِہٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِہِمْ ؕ کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ○ فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِہِمْ

نہ تو اس بات کی اُن کو سے کچھ خبر ہے اور نہ اُن کے باپ دادا کو بڑی بھاری بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے وہ سراسر جھوٹ کہتے ہیں پھر کیا آپ اس افسوس میں کہ وہ اس بات پر ایمان

اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِہٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ○ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّہَا لِنَبْلُوَہُمْ اَیُّہُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْہَا صَعِیْدًا جُرُزًا ○

نہیں لاتے اپنے آپ کو ہلاک ہی کر ڈالیں گے جو کچھ زمین پر ہے اسکو ہمنے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ امتحان کریں کہ انمیں سے کون اچھے کام کرتا ہے اور ہم تو جو کچھ اسپر ہے سبکو چٹیل میدان کر دیں گے

ترکیب) قیما صاحب الکشاف کہتے ہیں کہ یہ الکتاب سے حال نہیں ہو سکتا بلکہ یہ منصوب ہے مضمر سے والتقدیر لم یجعل لہ عوجا وجعلہ قیما صاحب حل العقد کہتے ہیں کہ یہ بدل ہے لم یجعل لہ عوجا کی کیونکہ اسکے معنی ہیں جعلہ مستقیما لینذر انزل سے متعلق ہے انذر متعدی ہوتا ہے دو مفعولوں کیطرف کقولہ انا انذرناکم عذابا قریبا مگر یہاں صرف باسا ایک مفعول پر کفایت کی گئی ویبشر معطوف ہے ینذر پر ان لہم سے بان لہم جملہ یبشر کے متعلق یا اسکا بیان ماکثین مکث بمعنی قیام سے مشتق ہے جسکے معنی ٹہیرا رہنا یہ حال ہے ضمیر لہم سے ابدا منصوب ہے ظرف ہو کر من علم من زائد اور علم مرفوع علی الابتداء او الفاعلیۃ الاعتماد الظرف والجملۃ حالیۃ او مستانفۃ لبیان حالہم فی مقالہم کلمۃ منصوب ہے تمیز ہو کر ضمیر مبہم سے جو کبرت کی فاعل کبس رجلا المخصوص بالذم محذوف ہے۔ ای ہی فلعلک الخ جملہ دال بجزاء شرط ان لم یؤمنوا سے اسفا مفعول لہ ہے باخع کا۔ قال اللیث بخع الرجل نفسہ اذا قتل +

تفسیر) اس سورۃ کو سورہ کہف اسلئے کہتے ہیں کہ اسمیں ان لوگوں کا حیرت انگیز حال بیان ہے جو کہف یعنی غار میں تین سو نو برس تک سو کر جاگے تھے یہ سورہ مکہ میں نازل ہوئی ہے اسکے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہیں از انجملہ وہ ہے کہ جسکو بخاری و مسلم وغیرہما نے براء ابن عازب سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رات کو گھر میں اس سورۃ کو پڑھ رہا تھا اور گھوڑا بھی وہیں بندھا ہوا تھا گھوڑا بدکنے لگا اس نے اوپر سر اٹھا کر جو دیکھا تو ایک نور کہائی دیا بادل کیطرح سایہ کئے ہوئے تھا صبح کو اس نے یہ ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا کہ اسکو پڑھا کر یہ سکینہ (نور اطمینان) ہے جو اسکے پڑھنے سے نازل ہوئی تھی (در جمعہ کے روز اسکے پڑھنے کے فضائل بھی احادیث میں بکثرت ہیں سورۂ اسرا کے اخیر میں یہ تھا قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل اسجگہ اسکی حمد میں تین صفات سلبیہ مذکور ہوئے تھے کہ ستائش خدا کو ہے کہ جو اولاد اور شریک اور حمائتی مددگار بنانے سے پاک ہے اور اسکے خاتمہ میں یہ صفات سلبیہ لانا کمال بلاغت تھا کیونکہ ابتدا سورہ میں سبحان الذی الخ تھا اور تسبیح صفات سلبیہ سے ہی ہوا کرتی ہے تاکہ ابتدا کلام کو خاتمہ سے مناسبت تامہ ہو مگر حمد ضرور کسی خوبی اور نعمت محمود پر ہوتی ہے تو اسجگہ سورۃ کو پھر حمد کے ساتھ شروع کیا اور جسپر اسکی حمد و ستائش ہونی چاہیئے ان میں سے اسکی بڑی خوبی اور بندوں پر نعمت اسکا ایک ایسی کتاب نازل کر دینا ہے جسمیں اسکے بھی بہت سی صفات کمال مذکور ہیں اور بندوں کیلئے نجات ابدی کا باعث ہے جس سے ایک جگہ قرآن کو روح کیساتھ تعبیر کیا ہے اس سے بڑھ کر بندوں پر اور کیا نعمت ہوگی پھر کتاب بھی کیسی کہ جسمیں کوئی بھی کجی نہیں نہ باعتبار الفاظ کے نہ باعتبار معانی کے بلکہ سر بسر راست فقال الحمد للہ کہ جملہ ستائش اور تمام خوبیاں اسکو ہیں الذی

انزل علی عبدہ الکتاب کہ جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب یعنی قرآن نازل کیا اور کتاب کے دو وصف ذکر فرمائے اول لم یجعل لہ عوجا جس میں کتاب کے کمال ذاتی کیطرف اشارہ ہے دوم قیما جسمیں غیر
کیلئے مکمل ہونے کیطرف اشارہ ہے یعنی سب خوبیاں اللہ کیلئے ہیں کہ جس نے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کتاب یعنی قرآن نازل فرمایا کہ جسمیں کچھ کجی لہ ٹیڑہ پن نہیں ہر ایک بات اس کی عقل سلیم تسلیم
کرتی ہے اور نہ صرف اسمیں یہی وصف ہے بلکہ وہ کتاب قیم بھی ہے یعنی بنی آدم کی سعادت دارین کی کسوٹی اور اوباست اور انکے تمام مصالح اخروی و دنیوی کی متکفل کیونکہ قیم اس
شخص کو بھی کہتے ہیں جو کسی کی مصالح کا متکفل ہو قیم کے لئے دو باتیں ضرور ہیں اول یہ کہ جسکا یہ قیم ہو اسکو پیش آنے والی ہلاکتوں سے مطلع کرے اور خوف دلائے دوم اسکے فوائد
اور ثمرات اعمال حسنہ اور تدابیر حسنہ کا مژدہ بھی دے تاکہ بری باتوں سے نفرت اور ان تدابیر حسنہ اور اعمال صالحہ کیطرف کامل رغبت ہو اس لئے پہلی بات پوری کرنے کیلئے
یہ فرمایا لینذر باسا شدیدا من لدنہ کہ قرآن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے برے اعمال پر جو ہلاکتیں اور عذاب پیش آتے ہیں خواہ دنیا میں جیسا کہ عاد و
ثمود وغیرہ قوموں پر دنیاوی بلائیں آئیں خواہ مرنے کے بعد دوسری زندگی میں پیش آنے والی ہوں سب سے بندوں کو متنبہ کرتا ہے اور خوابگاہ دنیا کی گراں نیند
میں سونے والوں کو جگاتا ہے سو دوسری بات پوری کرنے کیلئے ویبشر المومنین فرمایا کہ ایمان والوں کو مژدہ دیتا ہے پھر مومنین کا وصف ذکر کرتا ہے کہ وہ کون ہیں الذین
یعملون الصالحات جو نیک کام کرتے ہوں نہ صرف ایمان لانے پر بس کر بیٹھے ہوں کیونکہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے سعادت اخرویہ تک نہیں پہنچاتا۔ اب ایک تو انکا
ایمان تہا دوم اعمال صالحہ ان دونوں باتوں کیلئے دو انعام کا وعدہ فرمایا جاتا ہے اول ان لہم اجرا حسنا کہ انکے لئے اچھا بدلا ملیگا یعنی حیات ابدی بہشت دوم ماکثین فیہ ابدا
کہ وہ اس اجر حسن یعنی بہشت میں ہمیشہ رہا ہی کریں گے یہ نہیں کہ وہ چند روزہ ہو پھر خوف دلانا ایک تو عام لوگوں کو عام باتوں پر ہوتا ہے جیسا کہ لینذر باسا شدیدا میں ذکر ہوا ایک
خاص امر پر خوف دلانا ہوتا ہے جیسا کہ جس گناہ میں کوئی شخص مبتلا ہو اسیکا نتیجہ بیان کیا جائے عرب کے مشرکین فرشتوں اور ارواح غیر مرئیہ کو خدا کی اولاد سمجھکر ان کی
پرستش کیا کرتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے بلکہ اب تک کہتے ہیں اور بعض یہود عزیر علیہ السلام کی نسبت بھی یہ اعتقاد
رکھتے تھے اس لئے ان تینوں فرقوں کی طرف عنان کلام کو پھیرا اور سب ہی پر سرزنش کی فقال وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدا مالہم بہ من علم الخ اسمیں یہ بھی بتلایا کہ اس
اعتقاد باطل پر انکے پاس تو کیا انکے باپ دادا کے پاس بھی کوئی یقین دلانے والی سند نہیں محض توہم فاسد ہے یہ ایک تہدید تہی دوم کبرت کلمۃ کہ یہ بری اور سخت
بات منہ سے نکال رہے ہیں سوم ان یقولون الخ وہ جھوٹ بکتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کی اصلاح کیلئے آئے تھے تمام مخلوق کیلئے مجسم رحمت تھے باوجود اس
خوف دلانیکے پھر بھی لوگوں کو اس اعتقاد باطل پر اڑے رہتے دیکھکر انکے نتیجہ بد کے لحاظ سے مشفقانہ طور پر بہت ہی غم و رنج کہاتے تھے جیسا کوئی شفیق باپ اپنی اولاد کی خراب
کن حرکات پر برے نتائج خیال کر کے کڑہا کرتا ہے اور رنج کیا کرتا ہے یہی حال آپکا تہا اسپر وہ بے نیاز خدا جو رحیم اور رحمٰن ہونیکے ساتھ جبار و قہار منتقم بھی ہے اپنے رسول پاک کی تسلی
کرتا ہے کہ لعلک باخع الخ کہ کیا آپ ان ناہنجاروں پر کڑہ کڑہ کے مر جائیں گے اپنے آپکو اس غم میں ہلاک کر ڈالیں گے یعنی ایسا نہ کرو تمہارا جو کام تہا تم کر چکے اب ایک بات اور تہی
جو ایماندار نیکو کاروں کو بسا اوقات خلجان میں ڈالتی ہے بلکہ بعض سست اعتقاد حق پرستی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں وہ یہ کہ جو قومیں نہ قیامت پر ایمان رکھتی ہیں نہ
خدا پر اور اسی طرح وہ بھی جو خدا کیلئے اولاد تجویز کرتے ہیں اور ان کے بھروسے پر طرح طرح کی بدکاری کرتے ہیں کہ یہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہیں یا خواہ مخواہ ہمکو اپنے باپ
سے کہکے بخشوا دیں گے باوجود اسکے دنیا میں وہ خوب سرسبز ہیں انکے پاس دولت حشمت ہر طرح کی کامرانی موجود ہوتی ہے مزے اڑاتے پھرتے ہیں لاکھوں روپیہ کے
مالک عمدہ باغ اور کوٹھیوں اور گاؤں اور سلطنتوں کے حاکم پھر شراب کباب رنڈی ناچ گانا بجانا اس پر موٹے تازے عزت دار بنے گاڑیوں پر سوار پھرتے ہیں اور ہم خدا پرستی کی بدولت
اس حالت میں مبتلا ہیں اسلئے جس طرح اپنے رسول پاک کی تسلی کی تہی اسیطرح ایمانداروں کی بھی تسلی فرماتا ہے فقال انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا کہ یہ جو کچھہ سامان ہمنے
پیدا کیا ہے یہ دنیا کی زینت کیلئے بنایا ہے جو چند روزہ ہے اور دنیا بغیر اسکے مزین نہیں ہوتی دنیا اسیکا نام ہے یہ آخرت اور نئی زندگانی کی زینت نہیں جو ہمیشہ کیلئے ہے اور یہ سب کچھہ
اسی لئے بنایا ہے کہ لنبلوہم ایہم احسن عملا اچھے بروں کا اسمیں امتحان ہو جائے اور یوں تو ایکروز یعنی اسدن کہ نئی زندگانی کا آغاز ہوگا آغاز ہی میں ہم اس سب سامان کو صعید جرز کر دینگے سب نیست و
نابود ہو جائیگا نہ وہ عمارات عالیہ رہینگی نہ وہ باغ جنکو کہ خلد منزل کہتے تھے نہ وہ کہوڑے نہ وہ آرائش کا باقی سامان پھر نئی زندگی میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی کار آمد نہ ہوگی۔

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَٰبَ ٱلْكَهْفِ وَٱلرَّقِيمِ كَانُوا۟ مِنْ ءَايَٰتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى ٱلْفِتْيَةُ إِلَى ٱلْكَهْفِ فَقَالُوا۟ رَبَّنَآ ءَاتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا

کیا آپ غار اور کتبہ والوں کو ہماری قدرت کی نشانیوں میں سے تعجب کی چیز سمجھتے ہیں۔ جبکہ چند جوان اس غار میں آبیٹھے پھر دعا مانگنے لگے کہ اے ہمارے رب ہم پر اپنی جناب سے رحمت نازل کر اور ہمارے

مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ ءَاذَانِهِمْ فِى ٱلْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ بَعَثْنَٰهُمْ لِنَعْلَمَ أَىُّ ٱلْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوٓا۟ أَمَدًا ۝ نَّحْنُ

کام کا سرانجام کر دے ۔ تب ہم نے سالہائے سال تک غار میں انکے کان تھپک دیے (سلا دیا) پھر ہم نے انکو جگا دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ دونوں فرقوں میں سے انکی مدت قیام کو کس نے خوب یاد رکھا

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِٱلْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ ءَامَنُوا۟ بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَٰهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا۟ فَقَالُوا۟ رَبُّنَا رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ

آپکو انکی صحیح صحیح خبر سناتے ہیں وہ چند جوان تھے کہ جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور انکو ہم نے زیادہ ہدایت کی اور انکے دلوں پر استقلال کی گرہ بھی لگا دی جبکہ وہ (دربار بادشاہ بت پرست میں) یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

لَن نَّدْعُوَا۟ مِن دُونِهِۦٓ إِلَٰهًا ۖ لَّقَدْ قُلْنَآ إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا ٱتَّخَذُوا۟ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً ۖ لَّوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِم بِسُلْطَٰنٍۭ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ

کہ ہمارا رب تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے ہم اسکے سوا کسی معبود کو ہرگز نہ پکاریں گے اگر ایسا کیا تو بڑا ہی جھوٹ بولا (ایک) یہ ہماری قوم ہے کہ جنہوں نے اسکے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں انکے معبود ہونے پر کوئی کھلی ہوئی دلیل کیوں پیش نہیں کرتے پھر

أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ ٱعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا ٱللَّهَ فَأْوُۥٓا۟ إِلَى ٱلْكَهْفِ يَنشُرْ لَكُمْ رَبُّكُم مِّن رَّحْمَتِهِۦ

اس سے بڑھکر بھی کوئی ظالم ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اور باہر آکر باہم کہنے لگے) کہ جب تم نے ان بت پرستوں کو اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو چھوڑ ہی دیا تو چلو غار میں جا بیٹھو تمہارا خدا تم پر اپنی رحمت برسائے گا ۔

وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُم مِّرْفَقًا ۝

اور تمہارے کام کو بھی آسان کر دے گا

ترکیب

ام منقطعہ مقدر ہے بل کے ساتھ جو ایک بات سے دوسری بات کی طرف انتقال کیلئے آتا ہے جمہور کے نزدیک ہمزہ استفہام اوروں کے نزدیک صرف بل مقدر ہے ای بل احسبت عجبا خبر ہے کانوا کی ومن آیاتنا حال ہے اس سے ۔ اذ متعلق ہے اذکر محذوف سے فضربنا کا مفعول محجابا محذوف ۔ عددا منصوب ہے سنین کی نعت ہو کر المعنی سنین ذات العدد وہذا قول الفراء اور ممکن ہے کہ مفعول مطلق ہو والمعنی تعد عددا ای مرفوع ہے مبتدا ہونے کے سبب اور احصی اسکی خبر ہے اور یہ سب جملہ متعلق ہے نعلم سے ۔

تفسیر

زینت دنیا جسمیں منہمک ہو کر انسان عقبیٰ کو کھو بیٹھتا ہے اور خدا پرستوں کو اپنا ہم خیال نہ سمجھکر برا جانتا بلکہ انکو ستاتا بھی ہے اسکی نظیر اصحاب کہف کا واقعہ ہے اس مناسبت سے اصحاب کہف کے واقعہ حیرت خیز کا ذکر شروع ہوا جسکو قریش نے پوچھا تھا جواب کس عمدہ موقعہ پر اور کس عمدہ پیرایہ میں دیا جاتا ہے کہ اس آرائش وسامان چند روزہ کی محبت جسمیں اغنیاء کے شکر اور غرباء کے صبر کا امتحان ہوتا ہے اصحاب کہف کا واقعہ ہے ۔

محمد بن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث قریش میں بڑا شیطان تھا اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں دیا کرتا تھا اور وہ حیرہ وغیرہ اطراف عرب میں بھی جایا کرتا تھا وہاں سے رستم واسفندیار و دیگر ایشیائی بادشاہوں کے قصے سنکر آتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَّزَاوَرُ عَن كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَت تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۚ ذَٰلِكَ مِنْ

(الحاصل وہ غار میں ایسے موقع پر آسوئے) کہ جب آفتاب طلوع کرتا ہے تو انکے غار کے دائیں طرف سے (اے مخاطب) تجھکو جھکا ہوا دکہائی دیگا اور جب چھپتا ہے تو انکے بائیں طرف سے کترا کر گذر جاتا ہے اور وہ میں انکے ایک گوشہ میں

آيَاتِ اللَّهِ ۗ مَن يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۖ وَمَن يُضْلِلْ فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝ وَتَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقَلِّبُهُمْ

یہ اللہ کے عجائبات قدرت میں سے ہے جسکو اللہ نے ہدایت کی وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسکو اسنے گمراہ کر دیا تو پھر اسکے لئے اسکو کوئی بھی رستہ بتلانیوالا نہیں ملیگا اور (اے مخاطب) تو جانیگا کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ پڑے سوتے ہیں اور ہم

ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝ وَكَذَٰلِكَ

انکو دائیں بائیں کروٹ بدلواتے رہتے ہیں اور انکا کتا ہے کہ وہ دہانہ پر بازو پھیلائے ہوئے پڑا ہے (اے مخاطب) اگر تو انکو جھانک کر دیکھے تو الٹے پاؤں بھاگ جائے ہیبت سے اور تجھ میں انکی دہشت بھر جاوے اور یونہی ہم نے اپنی قدرت سے ایکبار

بَعَثْنَاهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۖ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوا

انکو جگا بھی دیا تھا تاکہ باہم پوچھیں گچھ کریں (پس) انمیں سے ایک نے پوچھا کہ (یہاں) تم کسقدر (یہاں) ٹھیرے رہے انہوں نے کہا کہ ہم ایک دن یا کچھ کم رہے ہیں (اسکے بعد) سب ہی کہنے لگے کہ تمہارا خدا ہی خوب جانتا ہے کہ کسقدر رہے اب

أَحَدَكُم بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

کسی ایک کو یہ روپیہ دیکر شہر کو بھیجو اور اسکو چاہئے کہ وہ اچھا کھانا دیکہ کر اس میں سے تمہارے پاس کچھ لاوے اور چاہئے کہ چپکے سے آئے جائے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے

(ترکیب)

وتری الشمس جملہ ان کے حال بیان کرنے کے لئے تزاور اصل میں تتزاور ایک تے حذف ہو گئی من الزور بمعنی المیل ذات الیمین اے جہتہ الیمین ذات یہ صفت ہے موصوف کے قائم مقام واقع ہوئی کیونکہ یہ ذو کا مؤنث ہے تقدیر تنا در عن کہفہم جہتہ ذات الیمین۔ فجوۃ مکان کا صحن یا گوشہ اسکی جمع فجوات آتی ہے ایقاظ جمع یقظ ویقظان رقود مصدر بمعنی المفعول ہے اور جسنے جمع راقد کہا غلطی کی کیونکہ فاعل کی جمع فعول نہیں آتی +

(تفسیر)

مقابلہ میں لوگوں کو سُنا کر حضرت صلعم سے روکتا تہا ایک بار وہ اور عقبہ بن ابی مُعیط دونوں علماء اہل کتاب کے پاس گئے انہوں نے کہا تم حضرت سے یہ چند باتیں پوچھو جو بمنزلہ اسرار کے ہیں باوجود اُمی ہونے کے اگر انہوں نے ان واقعات کو تم سے بیان کر دیا تو جانو کہ وہ نبی ہے ورنہ جہوٹہا ہے۔ اول یہ کہ وہ چند آدمی جو غار میں چھپے تہے کون تہے دوئم وہ بادشاہ کون تہا جو شرقاً غرباً مالک ہو گیا تہا۔ سوئم روح کیا ہے چنانچہ وہ آئے اور آکر قریش کے مشورہ سے حضرت سے سوال کیا۔ روح کے سوال کا جواب تو ہو چکا۔ اب اصحاب کہف کا حال بیان ہوتا ہے +

کہف غار کو کہتے ہیں اور رقیم بمعنی المرقوم اے المکتوب پتھر یا سیسے کی وہ لوح کہ جسپر کچھ کتبہ ہو لوگوں نے اصحاب کہف کا مختصر سا حال ایک لوح پر کندہ کر کے اس غار کے دروازہ پر لگا دیا تہا بعض کہتے ہیں رقیم اُس پہاڑ کا نام ہے جس میں وہ غار ہے +

ف یہ کتبہ اس غار پر کب لگایا گیا قرینہ یہی جانتا ہے کہ جب بیدار ہو کر وہ شہر میں آئے اور چرچا ہوا پھر اس غار میں جا کر غائب ہو گئے تب لوگوں نے اس غار کے منہ پر یہ کتبہ لگایا ہوگا تاکہ آئندہ نسلوں کو ان کا حال معلوم رہے ۱۲ منہ +

(حاشیہ: ف — مجمل — دو قو لا — قصہ)

إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَّ

کیونکہ اگر وہ تم پر قابو پاجاویں گے تو تمہیں سنگسار کر ڈالیں گے یا اپنے مذہب میں اُنسا پھیر لاویں گے اور تب تو تم کبھی فلاح نہ پاؤ گے اور ہم نے انکو ان لوگوں پر یوں ظاہر کر دیا تاکہ انہیں معلوم ہو جاوے کہ خدا کا وعدہ سچا

أَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ

قیامت میں کوئی شک نہیں (انکے ظاہر ہونے کے بعد) جبکہ لوگ انکے امر میں آپس میں جھگڑنے لگے پس بعض نے کہا کہ انکے غار پر ایک عمارت بناؤ (اور انکے حال پر بحث نہ کرو کیونکہ) انکا رب ہی انہیں خوب جانتا ہے جنکی بات چلی تھی

لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ

کہ ہم انپر ضرور ایک مسجد بنائیں گے (دلے نبی جب آپ اس نے اصحاب کہف کا حال بیان کر چکے) تو یہ منکرین اختلاف کریں گے اور یہی کہتے لگیں گے وہ تین تھے چوتھا انکا کتا تھا اور بعض اٹکل پچو کہیں گے کہ وہ پانچ تھے

وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا ۖ وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

اور آٹھواں انکا کتا تھا (سو لے نبی تم) کہہ دو کہ انکی تعداد تو میرے رب کو ہی خوب معلوم ہے انکا اصلی حال تو بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں پس اے نبی انکے بارے میں ان لوگوں سے گفتگو نہ کرو مگر سرسری اور انکا حال بھی انسے

ع ۵ ۱۵

ترکیب

ان یظہروا شرط یرجموا اور یعیدوا جواب شرط ولن تفلحوا اذا ابدا اے ان رجعتم الی دینہم لن تسعدوا فی الدنیا ولا فی الآخرۃ اعثرنا اے اطلعنا غیرہم علی احوالہم یقال عثرت علے کذا اے علمتہ یعلموا کا فاعل ضمیر راجع الناس کیطرف ۔ اذ ظرف اعثرنا کا ۔

تفسیر

اسلئے ان لوگوں کو اصحاب الکہف والرقیم کہتے ہیں۔ فرماتا ہے کہ اے پیغمبر کیا آپ انکو ہماری آیات قدرت میں سے عجیب تر خیال کرتے ہیں؟ یہ کچھ زیادہ عجیب نہیں اس سے بڑھکر ہماری نشانیاں ہر روز تمہارے سامنے موجود ہیں وہ کیا؟ آسمان وزمین کا پیدا کرنا انمیں چاند و سورج کا حرکت کرنا ہوا کا بدلنا انسان وحیوان و نباتات وجمادات کی پیدایش وغیرہ وغیرہ۔ یہ قصہ کی تمہید تھی۔ اذ اوی الفتیۃ سے انکا قصہ شروع ہوتا ہے فتیۃ فتی کی جمع ہے جسکے معنی جوان کے ہیں اور جمع کی صورت میں چند جوان جیسا کہ صبی کی جمع صبیۃ آتی ہے یعنی وہ چند جوان اُس غار میں آبیٹھے تو وہاں خدا سے یہ دعا کرنے لگے کہ ہم پر رحمت کر اس سختی اور تنگی کے وقت ہماری کارسازی کر فضربنا علی آذانہم خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انکے کانوں پر پردے ڈال دیئے یہ عرب میں سُلانے کیلئے محاورہ ہے کیونکہ خواب میں کانوں پر پردہ پڑا ہوتا ہے جس سے وہ کسی کی بات نہیں سنتا ثم بعثناہم پھر انکو ہم نے اُٹھایا یعنی بیدار کیا لنعلم ای الحزبین تاکہ ان دونوں جماعتوں میں سے کہ جو انکی مدت خواب میں اختلاف کرتے تھے ہمکو معلوم ہو کہ کسکو ٹھیک مدت معلوم ہے یا تو بیدار ہونے کے بعد خود انہیں میں اختلاف تھا کہ کوئی ان میں ایک روز اور کوئی آفتاب کو خیال کرکے ایک روز سے کم کہتا تھا یا اس عہد میں لوگوں میں اختلاف تھا کوئی دو سو برس کہتا تھا کوئی تین سو چنانچہ آجتک عیسائی اور اہل اسلام کے مورخوں میں اختلاف ہے جیسا کہ آپ کو آگے چلکر معلوم ہوگا اگرچہ خدا تعالیٰ کو ازل میں ہر چیز کا علم تھا اور ہے مگر امتحان کرنا اور اپنا علم حاصل ہونا بندوں کے لحاظ سے فرماتا ہے یا علم اجمالی کے بعد علم تفصیلی مراد ہے جو بعد وقوع حوادث ہوتا ہے اس کو علم تفصیلی کہتے ہیں نحن نقص الخ سے اجمالا بیان کرکے پھر اس قصہ کی تفصیل فرماتا ہے جیسا کہ فصحاد و بلغا کا قاعدہ ہے انہم فتیۃ آمنوا بربہم کہ وہ چند لوگ تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے بت پرستی سے جو اس عہد میں عام وبا کی طرح پھیلی ہوئی تھی بیزار ہوگئے تھے وزدناہم ہدی وہ ایمان پر نہایت ثابت قدم اور ایمانداروں میں مخصوص تھے وربطنا علی قلوبہم ان کے دلوں کو صبر و استقلال بھی ہمنے دیا تھا جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب اُس بادشاہ نے انکو اپنے بتوں کیلئے سجدہ کرنے اور انکی قربانی کرنے پر مجبور کیا تو انہوں نے علی رؤس الاشہاد صاف کہدیا کہ ربنا السموات والارض الخ کہ یہ بت ہمارے خدا نہیں ہمارا خدا تو وہ ہے کہ جو آسمان وزمین کا خدا ہے اگر ہم اسکے خلاف کہیں تو ہم نہایت غلط بات منہ سے

نکالیں گے اور ہمکو کبھی فلاح نہو گی اور تم جو ان بتوں کو خدا کہتے ہو ان کی خدائی پر کوئی روشن دلیل کیوں نہیں لاتے یہ تو تمہارے ہاتھوں کے تراشے ہوئے بت ہیں
اگر تم انکو یادہ جنکی یہ صورتیں ہیں خدائی کا حصہ دار یا اسکے رشتہ دار بناتے ہو (یا ہنود کی طرح اسکی تصویر قرار دیکر جہت عبادت کہتے ہو) تو یہ سب باتیں خدا تعالیٰ
پر افترا اور بہتان ہیں کیونکہ نہ اسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ شریک خدائی نہ اس بچوں و بیچگوں کی کوئی صورت ہے جب اس تقریر پر بادشاہ جابر انپر خفا ہوا
اور حکم دیا کہ یا تو سجدہ کرو ورنہ قتل کئے جاؤ گے روئی میں لپیٹ کر جلائے جاؤ گے جیسا کہ اس عہد میں ایمانداروں کی نسبت روم کے قیصر کرتے تھے
تب انہوں نے کچھ مہلت طلب کی بادشاہ نے مہلت دی تو اپنے مقام پر آکر آپس میں یہ مشورہ کیا کہ ۔اذ اعتزلتموہم وما یعبدون الا اللہ فاؤا الی الکہف الخ
کہ جب تم نے اس قوم اور انکے معبودوں کو جو اللہ کے سوا ہیں ترک ہی کر دیا اور ان سے کنارہ کشی کر لی تو چلو اس غار میں جا چھپو خدا تعالیٰ وہاں تمکو مصیبت
میں نہ ڈالے گا بلکہ تم پر رحمت کرے گا اور تمہارے کام میں آسانی اور کارسازی کریگا انکو اپنے ایمان کامل کی وجہ سے اس بات پر یقین ہو گیا تھا۔
چنانچہ اس نے انکے ساتھ ایسا ہی کیا اسکی مدد غیبی ایمانداروں پر ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے) اب آئندہ قصہ کو حذف کر دیا (کہ وہ غار میں آچھپے
اور وہاں انکو ایسی نیند آئی جو کئی برس تک سوتے رہے ادھر بادشاہ اور ان کے ارکان دولت تلاش کرنے لگے اور جب یہ معلوم ہوا کہ اس کئی میل کی تنگ
و تاریک غار میں گھس گئے ہیں جسمیں جا کر تلاش کرنا مشکل ہے اور غرض انکا قتل کرنا تھا سو غار کے منہ پر ایک مستحکم دیوار چن دی کہ بن آئے آپ مر رہینگے
اور دفتر میں یہ حال درج کرا دیا گیا یہ بات اگلے بیان سے سمجھی جاتی ہے اور فصحا بلغا ہمیشہ اسطرح حذف کر دینا جز بلاغت سمجھتے ہیں۔ اب انکے غار میں
رہنے کی کیفیت بیان فرماتا ہے وتری الشمس الی قولہ لملئت منہم رعبا کہ غار میں وہ اس موقعہ پر سوئے کہ طلوع کے وقت آفتاب یعنی دھوپ انکے دائیں طرف سے
ہو کر گزر جاتی تھی اور غروب کے وقت یعنی پچھلے پہر بائیں طرف رہتی تھی انپر دھوپ نہیں آتی تھی اور وہ کھوہ میں کروٹیں بدلتے رہتے تھے اس قسم کے مکان کی
تصویر (کہ جہاں اول دن دھوپ دائیں طرف رہے اور اخیر دن بائیں طرف) علماء کرام نے کئی طور پر کی ہے اول یہ کہ غار کا منہ شمال کی جانب تھا
طلوع کے وقت دھوپ انکے دائیں سے اور غروب کے وقت بائیں سے ہو کر گزر جاتی تھی جیسا کہ شمال رویہ مکانوں میں ہوتا ہے بیضاوی نے
کہف کے دروازہ کو بنات النعش ستاروں کے نیچے قرار دیا ہے اور قاعدہ ہیئت پر تقریر کی ہے جسکو سامعین کے قصور فہم کیلئے ترک کرنا پڑا بعض
کہتے ہیں کہ خواہ کسی رخ غار کا منہ ہو اور کسی برج کے مقابلہ میں ہو مگر خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انکو آفتاب کی شعاع سے بچاتا تھا اسلئے اسکے
بعد ذلک من آیات اللہ فرمایا کہ یہ خدا کی عجائبات قدرت میں سے ہے پھر نکتہ چینیوں اور کوتاہ بینیوں کو تنبیہ کرتا ہے کہ من یہدی اللہ فہو المہتد
ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔ یہ زجاج کا قول ہے +
دیگر مفسرین کہتے ہیں انکے اسقدر باقی رہنے کو ذلک من آیات اللہ سے تعبیر کیا ہے اور انکی ہدایت و ایمان کیلئے من یہدی اللہ الخ آیا ہے واللہ اعلم پھر فرماتا ہے
تحسبہم ایقاظا کہ اے دیکھنے والے تو انکو دیکھے تو بیدار جانے انکے کروٹیں بدلنے اور آنکھیں کھلی رہنے سے حالانکہ وہ خواب میں تھے اور اپنی قدرت سے ہم نقلبہم
ذات الیمین و ذات الشمال انکی دائیں بائیں کروٹیں بدلتے رہتے تھے تاکہ ایک طور پر پڑے رہنے سے زمین انکو نہ کھا جاوے اور اسی حالت سے انکا کتا بازو پھیلائے
غار کی دہلیز پر پڑا ہوا تھا اور انکے اس تنگ و تاریک مکان میں بالوں اور ناخنوں کے بڑھ جانے سے ایسی مہیب شکل ہو رہی تھی کہ جو کوئی دیکھے تو ڈر کر بھاگ
جائے انسان کی فطرت ہے کہ مہیب شکلوں اور تنگ و تاریک مکانوں سے وحشت اور دہشت ہوتی ہے کیونکہ اسکی روح منور گھبراتی ہے۔ ان الفاظ میں گو خطاب کے
صیغے ہیں مگر مراد انسان ہیں عموماً جیسا کہ فصحا ایک طرف خطاب کرتے ہیں اور مراد عام لیا کرتے ہیں پس یہ اعتراض کرنا کہ آنحضرت سرور کائنات ڈرپوک تھے
جسطرح بچے اور عورتیں ایسے مکانات اور اشکال سے ڈر کر بھاگتے ہیں آپ بھی ایسے ہیں محض حماقت ہے۔ اس مقام پر بیضاوی وغیرہ مفسرین نے نقل کیا ہے کہ جب امیر
معاویہؓ نے روم پر چڑھائی کی اور اس شہر اور غار کے پاس پہنچے تو عبداللہ بن عباسؓ نے منع کیا کہ آپ ادنیٰ آدمی سمجھکر انکی شکل و صورت دیکھنے کو نہ جائیں نہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے

خاص آنحضرتؐ سے خطاب کرکے فرمایا ہے جو آپ سے بھی بہتر ہیں لولیت منہم فراراً مگر امیر معاویہؓ نے نہ مانا اور کچہہ لوگ بھیجے جو لوٹ سے جلکر مرگئے +

جب ان لوگوں کے خواب پر جو موت سے مشابہ ہے تین سو نو برس گزر گئے اور اس عہد کے لوگ مر کھپ کر اسکے بعد بہی قرن سرکھپ گئے اور اب ایک ایسا زمانہ آیا کہ جسکا بادشاہ بت پرستی چہوڑ کر عیسائی اور حواریین کے مذہب پر تہا مگر اس عہد میں مر کر زندہ ہونے پر باہم بحث تہی ایک فریق منکر تہا ایک فریق قائل خود بادشاہ کو تردد تہا خدا تعالےٰ سے التجا کرتا تہا کہ اس امر میں کوئی شافی دلیل دکھاوے۔ خدا کی قدرت کو دیکہو کہ اس غار کی دیوار کو مکان بنانے کیلئے کسی نے ڈھانا شروع کیا یہانتک کہ بالکل ڈھاکر غار کا منہ کہولدیا۔ ادہر دیوار کا گرنا دروازہ کھلنا تہا کہ اُدھر خدا نے انکو بیدار کیا وکذلک بعثناہم کہ جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے ہم نے انکو اسقدر عرصہ تک محفوظ رکہا اسیطرح اپنی قدرت سے اُٹہا بہی دیا گویا کہ از سر نو زندگی عطا کی اب جو انگڑائیں لیتے آنکھیں ملتے ہوئے اُٹہے تو باہم پوچہنے لگے کم لبثتم کہ کسقدر سوئے جواب دیا کہ یوماً او بعض یوم۔ ایک روز یا کچہہ کم کیونکہ سونے والے کو تخمینی مدت معلوم ہوا کرتی ہے۔ غار میں صبح کے وقت داخل ہوئے تہے جب بیدار ہوئے تو پچہلا پہر تہا اس لئے سمجہا کہ ایک دن یا کچہہ کم مگر جب اپنے سر کے بال اور ناخن بڑہے دیکہے تو سمجہے کہ ہفتوں تک سوئے ہیں اسلئے کہدیا۔ ربکم اعلم بما لبثتم کہ خدا ہی کو خوب معلوم ہے کہ کسقدر سوتے رہے مگر اہی یہ معلوم نہیں ہے کہ تین سو نو برس گزر گئے ہیں بہوک پیاس معلوم ہوئی تو کہا اپنے میں سے کسی شہر کیطرف روپیہ دیکر بھیجو (غار سے تقریباً تین میل یہ شہر طرسوس کہ جسکو افسوس کہتے ہیں واقع تہا کہ جہانسے یہ بہاگ کر آئے اور یہاں چہپے تہے) چاہیئے کہ وہ پاک یا عمدہ کہانا لاوے اور اسطرح چہپ کر چلاجاوے کہ کسی کو معلوم نہو ورنہ خرابی آجاویگی کیونکہ ان یظہروا علیکم الخ اگر وہ قابو پاجاویں گے تو یا مار ڈالیں گے یا اپنے مذہب میں شریک کرینگے جسمیں سراسر خرابی ہے یہ سمجہہ رہے ہیں کہ وقیانوس موجود ہے وہی زمانہ ہے وہی لوگ ہیں پس ایک شخص ان میں سے چلا اور لوگوں سے بچتے ہوئے شہر کے دروازہ پر آیا تو اسکی ہیئت بدلی ہوئی پائی حیرت ہوئی کہ یہ کیا ہوگیا! اسیطرح دوسرے دروازہ پر گیا تو اس کا نقشہ بہی بدلا ہوا پایا شہر میں آیا تو بازار کی صورت نئی دوکاندار نئے لوگ نئے مذہب بہی نیا یعنی انہیں کے خیالات کے مطابق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قائل حیران تہا کہ الہیٰ اس غار کے پاس تو کوئی شہر نہ تہا مگر یہ بہی وہ شہر نہیں نہ اسکے وہ آدمی ہیں آخر ایک دکاندار کو روپیہ دیا کہ مجہی ہیں اسکی فلاں فلاں چیزیں دیدو وہ روپیہ ہاتہہ میں لیتے ہی حیران رہ گیا کہ یہ کس عہد کا سکہ ہے! پاس والے کو دکہایا اُس نے اور کو پہر تو بازار میں بہیڑ لگ گئی پوچہنے لگے کہ سچ بتاؤ تم کون ہو اور یہ روپیہ تم کو کہاں سے ملا! ضرور پرانہ دفینہ پایا ہے سچ بتلاؤ نہیں تو پلیس کے حوالہ ہوتے ہو یہ کہہ رہے تہے کہ پولیس آن پہنچی آخر بادشاہ زماں کے روبرو پیش ہوئے اُس نے پوچہا سچ بتاؤ تم کون ہو کہاں کے ہو یہ روپیہ کہاں سے لائے ہو؟ آخر الامر اس نے سب سرگزشت بیان کی کہ ہم دقیانوس کے ڈر کے مارے اس غار میں جا چہپے تہے ہمارے یہ نام ہیں آج سوتے ہوئے آنکھہ کہلی ہے میں کہانا خریدنے آیا تہا لوگوں نے میری ہیئت اور سکہ دیکہکر مجہے پکڑ کے آپ تک پہنچایا اس بادشاہ نے تسلی دی کہ دقیانوس کے زمانہ کو کئی سو برس گزر گئے اب ہیں بادشاہ عیسائی مذہب رکہتا ہوں ارکان دولت اور بادشاہ نے انکے نام دفتر کے مطابق پاکر اور دیگر قرائن سے بہی معلوم کرلیا کہ وہی لوگ ہیں سب کو مر کر دوبارہ زندہ ہونے پر یقین آیا۔ پہر بادشاہ مع ارکان دولت اسکو لے کر غار میں گئے وہاں جاکر اس نے کہا پہلے مجہے جانے دو تاکہ وہ بہیڑ دیکہ کر نہ گھبرائیں وہ غار میں گیا پہر باہر نہ آیا بادشاہ نے بہت کوشش کی کہ اندر جاکر تلاش کرے مگر قضا و قدر نے رستہ بہلادیا اور کوئی اندر تک نہ جاسکا بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ مع چند مصاحبوں کے اندر انکے پاس گیا اور انسے ملکر آیا اور پہر ان کے کہنے سے غار کا منہ بند کرادیا

دعوائس ہم قصہ کیطرف مجملاً ان جملوں میں اشارہ فرماتا ہے کذلک اعثرنا علیہم یعنی جسطرح اپنی قدرت کاملہ سے انہیں اُٹہایا اسیطرح انکو ان لوگوں پر ہمنے ظاہر کردیا لیعلموا ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لاریب فیہا تاکہ انکو معلوم ہوجائے کہ اللہ کا وعدہ حق اور قیامت کا آنا سچ ہے کیونکہ انکا اسقدر عرصہ تک سوکر جاگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مر کر جی اُٹہے سو اسبات کا انہوں نے مشاہدہ کرلیا اور جو تین سو نو برس بعد انکی روح انکے جسم کے ساتہہ متعلق کرسکتا ہے وہ تمام عالم کو ایک مدت کے بعد اسیطرح کہڑا کرسکتا ہے

اذ یتنازعون بینہم امرہم یعنی انکو موت اُٹھایا جبکہ وہ باہم اپنے دین کے امر میں جھگڑتے تھے بعض کہتے تھے حشر ابدان کیا تب ہوگا بعض صرف روح کا حدوث بتلاتے تھے تاکہ انکا خلاف دور ہو جاوے۔ یا یہ مراد کہ جب وہ غار میں پھر جاگ کر غائب ہوئے اور وہاں جا کر مر گئے تو بعض کہتے تھے پہلے کی طرح پھر سو گئے یا یہ مراد کہ بعض اس غار پر ایک ایسی عمارت بنانا چاہتے تھے جسمیں ہر کوئی آگ رہے اور بعض وہاں عبادت گاہ بنانا چاہتے تھے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم الخ ربہم اعلم بہم۔ خدا کی طرف سے جملہ معترضہ ہے انکے رد میں جو اُس عہد میں یا آنحضرت صلعم کے عہد میں انکے حالات پر زیادہ بحث کرتے تھے کوئی انکی کچھ تعداد بتلاتا تھا کوئی کچھ جسکی تصریح خود کرتا ہے سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم کہ بعض انکو تین شخص کہتے ہیں اور چوتھا کتا بتلاتے ہیں یہ یہود کا یا نجران کے نصاریٰ کا قول تھا۔ ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم یہ بھی بعض نصاریٰ عرب کا قول تھا کہ وہ پانچ شخص تھے چھٹا کتا تھا ان دونوں قولوں کو رد کرتا ہے۔ رجما بالغیب۔ کہ یہ محض قیاسی اور بے تکی باتیں ہیں۔ ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم کہ وہ سات شخص تھے اور آٹھواں کتا تھا۔ یہ اہل اسلام کا قول تھا حضرت نبی علیہ السلام کے بتلانے سے اس قول کی تائید فرماتا ہے۔ قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل کہ ان کی تعداد تو خدا ہی جانتا ہے وہ تھوڑے سے بندے اسکے بتلانے سے جانتے ہیں جنہیں اہل اسلام ہیں۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ انکے یہ نام بتلاتے تھے یملیخا مکشلمینا مثلینیا بادشاہ کے داہنی طرف والوں میں سے تھے اور مرنوش برنوش شاذنوش بائیں طرف والوں میں سے اور ساتواں ایک چرواہا تھا جو راستہ میں اُن کے ساتھ ہو لیا تھا اور ان کے کتے کا نام قطمیر تھا اور شہر کا افسوس۔ (بیضاوی) ٭

جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت کو ان کے حال سے بخوبی مطلع کر دیا تو اب اوروں سے پوچھنے اور انکے امر میں جھگڑا کرنے سے منع فرما دیا۔ فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا کہ انکے امر میں زیادہ جھگڑا نہ کر صرف قرآن کے واقعہ سے خبر دیدے کسی کی تجہیل و رد نہ کرو۔ ولا تستفت فیہم منہم احدا۔ اور نہ کسی سے انکا زیادہ حال دریافت کرو جسمیں انکی لاعلمی اور جہالت ثابت ہونے لگے کیونکہ مکارم اخلاق نبوت سے یہ بہی بعید ہے۔ **واضح ہو** کہ شہر افسوس یا اُفسس جسکو طرطوس بہی کہتے ہیں ایشیائے کوچک کا ایک شہر ہے اسمیں ارتمیس دیوی کا ایک ایسا مندر تھا جو دنیا کی عجائبات میں شمار ہوتا تھا جسکو ایک شخص نے اپنی شہرت کیلئے اس رات میں جلا دیا کہ جس رات سکندر رومی پیدا ہوا تھا پھر دوبارہ یہ مندر اسیطرح بنایا گیا اس شہر سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے جسمیں وہ غار ہے کہ جہاں اصحاب کہف غائب ہوئے تھے یہ غار کئی میل تک کا ہے اور اسکی کئی شاخیں ہیں ہیبت ناک درے ہیں یہ شہر قیاصرۂ روم کے عہد میں بڑی رونق پر تھا اب اس کے خرابات پڑے ہیں ایک قصبہ سا ہے یہاں حضرت سلطان خلد اللہ ملکہٗ کی عملداری ہے ٭

اس غار پر ایک خانقاہ ہے جسکی عیسائی اور مسلمان دونوں تعظیم کرتے ہیں۔ غالباً یہ وہی خانقاہ ہے جو اصحاب کہف کے برآمد ہونے کے بعد بنائی گئی تہی یا وہی عمارت نہ ہو مگر اسکی جگہ پر عمارت قائم ہے ٭

یہ واقعہ اصحاب کہف کا ڈیشیش (دقیانوس) قیصر کے[1] عہد میں ہوا ہے۔ سنہ ۲۴۹ء کے بعد جب قیصر فیلپوس کی جگہ جو عیسائیوں پر بڑا مہربان تہا ڈیشیش بیٹھا تو یہ پہلے قیصروں سے بہی بڑھ کر عیسائیوں کے حق میں ظالم اور سفاک تہا ان قیصران روم کے عہد میں قسطنطین تک نیرو قیصر سے لیکر وہ ظلم و زیادتی ہوتی تہی کہ جسکا بیان نہیں یہ روم کے بادشاہ جنکا پایۂ تخت ملک اٹلی میں شہر روم تہا اور انکا لقب قیصر بت پرست تہے بتوں کی پرستش خصوصاً جوپیٹر کی عبادت ان کے ہاں قانوناً فرض تہی جو عدول حکمی کرتا تہا اول اسکو فہمائش ہوتی تہی پہر کوئی قتل کیا جاتا تہا اور کوئی درندوں کے آگے ڈالا جاتا تہا کوئی آگ میں ڈال دیا جاتا تہا کسیکو لوہے کے گرم ستون سے باندھتے تہے جیسا کہ عیسائیوں کی کتب تواریخ کلیسا میں مصرحاً مذکور ہے ٭

[1] یہ واقعہ اس قیصر کے عہد میں گزرا ہے جیسا کہ لارڈ ولیم میور اپنی تاریخ کلیسا کے چھٹے باب صفحہ ۲۴۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں قولہ کہتے ہیں افسس کے رہنے والے

ف: افسس در مخزن الایام کی مغربیت و مسافت بیان دو از میر ... کی و ہفت میل است و افسس بجانب جنوب از میر واقع شدہ است و در یا الان ایاز لوک میگویند جغرافیہ فرہاد مرزا صفحہ ۲۲۴ ۱۲ منہ

سامنے تو ان دقیانوس کے ظلم کی تہی ہے شہر چہوڑ کر اسی کی غار میں جا چھپے تہے اور وہاں دو سو برس تک پڑے سوتے رہے اور جب جاگے تو ان میں سے ایک شہر میں گیا اور وہاں تمام حال معلوم کیا تو عیسائی دیکہکر نہایت متعجب ہوئے آج کل اصحاب کہف کی قرآن میں بہی خیالی باتوں کے ساتہ ملکر کہی گئی ہو

اس میں اس خواب کے ایام کیلئے دو سو برس لکہے ہیں پس اسکو جسطرح تہے مبالغہ صاف ہے گبن کی کتاب کے ۳۳ باب کا آخر دیکہو اسمیں الوجی ولیم میور صاحب اور گبن صاحب کو جو نئی روشنی کے عہد کے مورخ ہیں اس قصہ کی بابت جو قرآن مجید میں مذکور ہے بجبر تسلیم کے چارہ نہوا تو ایک مبالغہ کا اتہام لگایا کہ خواب کی مدت میں قرآن نے مبالغہ کیا ہے ولیم میور صاحب اگر ان کی بیداری کا زمانہ متعین بدلائل کرتے تو یہ اتہام بادیانہ زیبا تہا ورنہ اس بے تکی رائے کو کتاب الٰہی کے مقابلہ میں کون سنتا ہے خصوصاً آنحضرت صلعم کے عہد کے نصاریٰ جنہے تخمیناً ہشتر برس پہلے یہ واقعہ گزرا ہے آنحضرت پر غلط بیانی کی صورت میں کیسے کیسے الزام لگاتے اور پہر قریش مکہ کے ہاتہ تو آن حضرت صلعم کی تغلیط کیلئے ایک بڑی سند آجاتی حالانکہ وہ شب و روز ایسی ہی باتوں کے تلاش میں رہا کرتے تہے ٭

فوائد

(۱) **سوال** ان آیات سے اصحاب کہف کی ایمانداری اور مدح ثابت ہوتی ہے اور اسکا سبب بظاہر دین عیسوی قبول کرنا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اُس عہد تک دین عیسوی غیر محرف تہا اور جہاں تک تاریخ کی کتابوں کو دیکہا گیا اُس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد کے عیسائیوں کا بہی یہی عقیدہ تہا جو آج کے زمانہ کے عیسائیوں کا ہے جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ آجکل جو مذہب پر الزام تحریف لگایا کرتے ہیں محض تعصب ہے ٭

جواب

جسنے مذہب عیسوی کی تاریخیں دیکہی ہیں اُسپر یہ بات ہرگز مخفی نہیں کہ حضرات حواریوں کے زمانہ ہی میں اختلاف کی بنیاد قائم ہوگئی تہی پطرس اور شمعون اور دیگر لوگوں میں جو کچہہ اختلاف پڑا وہ خود حواریوں کی تاریخ یعنی کتاب اعمال حوارین ہی سے ثابت ہے جسکو عیسائی انجیل کہتے ہیں اور پولوس کے ناموں سے بہی جو انجیل مانے جاتے ہیں اور پہر بعد میں جو کلیسیاؤں میں اختلاف ہوا اور مختلف فرقے اول اور دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوئے ان کا بیان کرنا طوالت ہے چوتہی صدی عیسوی میں جب روم کے قیصروں میں سے سب سے اوّل قسطنطین عیسائی ہوا اسنے اُنہیں اختلافات دور کرنے کے لئے اور نیز الوہیت مسیح و دیگر اصول مذہب قائم کرنے کے لئے شہر نائس میں بڑے زور شور سے ایک انجمن منعقد کی اور پہر برسوں تک انجمنیں منعقد ہوتی رہیں مگر تاہم بہت سے فریق جدا ہی رہے عیسائیوں میں الوہیت مسیح کے منکر بہی باقی رہے اور ابتک عیسائیوں میں ان مخالف فریقوں کے پیرو باقی ہیں پس جب یہ ہے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ افسوس کے عیسائیوں کا مذہب آج کل فرقہ پراٹسٹنٹ یا فرقہ رومن کیتھلک کا مذہب تہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ملکوں میں پہیلا ہوا تہا جسمیں بیشمار تحریفات ہیں اور جنکی اصلاح کے لئے نبی آخر الزمان علیہ السلام بہیجے گئے، حق یہ ہے کہ اصحاب کہف حواریوں کے اصلی مذہب پر تہے تثلیث و الوہیت مسیح سے ان کے کان بہی آشنا نہ تہے انپر پولوس کی تعلیم کا اثر نہ پڑا تہا ٭

(۲) اس بات کا کہ اصحاب کہف اُس غار میں ابتک سوتے ہیں اور قیامت تک وہیں سوتے رہیں گے . یا یہ کہ وہ بیدار ہونیکے بعد غار میں جاکر مر گئے اور نیز یہ کہ آنحضرت علیہ السلام کے پاس ایک چادر آئی اُسکے چاروں کونے خلفاء اربعہ نے پکڑے اور بیچمیں آنحضرت بیٹھے اور اڑ کر فرشتے اصحاب کہف کے پاس لیگئے اُنسے حضرت صلعم نے ملاقات کرکے انکو اسلام تلقین فرمایا قرآن و احادیث سے پتا نہیں لگتا مورخین کی رائیں اور انکے اقوال ہیں واللہ اعلم ٭

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ

اور آپ کبھی کسی کام کے لئے یوں نہ کہا کرو کہ اس کو میں کل کر دوں گا (اسلئے) یوں کہا کرو مگر اللہ چاہے گا (تو کر دوں گا) اور جب آپ (ایسے موقع پر) انشاء اللہ کہنا بھول جائیں تو یاد کر لیا کرو اور کہدیا کرو کہ شاید میرا رب مجھے اس سے بھی

هٰذَا رَشَدًا ۝ وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کوئی اور بہتر بات بتلائے اور وہ اپنے غار میں نو اوپر تین سو برس رہے (اس پر بھی نہ مانیں تو) کہدو اللہ تم سے خوب تر جانتا ہے کہ کسقدر رہے کیونکہ اسی کے پاس آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا علم ہے

اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ۝ وَاتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۭ لَا مُبَدِّلَ

وہ کیا ہی بینا اور کیا ہی شنوا ہے۔ اسکے سوائے ان کا کوئی کارساز نہیں۔ اور نہ وہ اپنے حکم میں کسیکو شریک کرتا ہے اور (اے نبی) آپکے رب کی کتاب جو کچھ آپ پر وحی کی گئی ہے اسکو پڑھتے رہا کرو کوئی اس کی

لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝

باتوں کو بدل نہیں سکتا اور اسکے سوائے آپ کو کوئی بھی پناہ نہ ملے گی۔

ترکیب

الا استثناء ہے نہی سے لے لاتقولن لاجل شیئے تعزم علیہ انی فاعلہ فیما یستقبل الا بان یشاء اللہ اے الا متلبسا بمشیئۃ اللہ تعالیٰ قائلا ان شاء اللہ ابصر بہ واسمع صیغہ تعجب ہیں۔ بہ کی ضمیر اللہ تعالیٰ کیطرف راجع ہے اور محل اسکا رفع ہے فاعلیت سے اور ب زائد ہے سیبویہ کے نزدیک۔

تفسیر

ولا تقولن الخ مفسرین کہتے ہیں اس آیت کے نازل ہونے کی یہ وجہ ہے کہ جب قریش نے نبی علیہ السلام سے اصحاب کہف و ذوالقرنین و روح کا حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کل بیان کروں گا اور اس کے ساتھ انشاء اللہ نہ کہا اسپر پندرہ دن تک بقول بعض چالیس روز تک وحی بند رہی تب یہ آیت نازل ہوئی کہ کسی کام کرنیکا وعدہ بغیر انشاء اللہ کہے نہ کیا کرو کیونکہ بندے کا ایسا کہنا گویا کارخانہ قضا و قدر میں اپنا استقلال ظاہر کرنا ہے جو عبدیت کے خلاف ہے اور ہدایت فرمائی کہ جب انشاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جسوقت یاد آئے کہلو اسپر امام شافعیؒ نے یہ بات نکالی کہ اگر کسی کام کی قسم کھائی اور عرصہ کے بعد انشاء اللہ کہہ لیا تو حانث نہ ہوگا مگر عام فقہا کہتے ہیں ملا کر کہیگا تو معتبر ہوگا کس لئے اذکر ربک سے انشاء اللہ کہنا مراد نہیں بلکہ عموماً یاد الٰہی مراد ہے یا انشاء اللہ کہنا مراد ہے تو متصلاً اور جب قریش کو اصحاب کہف کا حال سنکر تعجب ہوا تو فرمایا کہدو عسی ان یہدین کہ اس سے بھی زیادہ اور خبروں کی میں اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بتائیگا چنانچہ صدہا غیب کے اسرار بتائے۔ ولبثوا فی کہفہم الخ اس قصہ کا تتمہ ہے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس جملہ میں ولبثوا فی کہفہم لوگوں کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسلئے بعد میں فرماتا ہے قل اللہ اعلم بما لبثوا الخ کہ اللہ ہی کو خوب معلوم ہے کہ وہ کسقدر ٹھیرے (لوپادری صاحب اب تو کچھ بھی خلاف باقی نہیں رہا) مگر دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے خبر دیتا ہے اور قل اللہ اعلم بما لبثوا سے اسکی تائید کرتا ہے کہ وہی خوب جانتا ہے کہ وہ کسقدر سوئے کیونکہ وہ آسمانوں اور زمین کی سب چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے وہ بڑا سمیع و بصیر ہے نہ کہ تم جو قیاس سے کہتے ہو مالہم من دون اللہ من ولی الخ وہی انکا یعنی اصحاب کہف کا کارساز ہے جس نے ان کو اسقدر مدت تک سالم رکھا اور اپنے حکم میں کسی کو شریک نہ کیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس آیت میں اپنا جلال و جبروت ظاہر کرتا ہے تاکہ مخالفین اسکے خلاف کرنیسے ڈریں کہ انکا کوئی حمایتی نہ پیدا ہوگا اس لئے اسکے بعد حضرت کو بدستور قرآن سنانے کا حکم دیتا ہے۔ واتل ما اوحی الخ کسیکا کچھ خوف و خطر نکرو کوئی اسکی بات بدل نہیں سکتا جو وہ کہتا ہے وہی حق ہے وہی ہوگا وہی ہوا ہے آپ اس کی دی کردہ کتاب کو پڑھا کرو اور لوگوں کو سنایا کرو کسیکے اختلاف کی کچھ پروا نہ کرو۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روکے رکھیے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں (اور) اسکی رضامندی چاہتے رہتے ہیں آپ انہیں کے ساتھ رہیے اور آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں کہ آپ دنیا کی زندگی کی زینت

وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ فَمَن شَاءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَاءَ

اور اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے تابع ہو گیا اور اسکا حال حد سے گذر گیا ہو اور کہہ دو حق تو تمہارے رب کی طرف سے آ گیا ہے سو جو چاہے مانے اور جو چاہے

فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ

نہ مانے ہم نے بھی ستمگاروں کیلئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے کہ جسکی قناتیں انہیں گھیر لینگی۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ان کی فریادرسی ایسے پانی سے کیجائیگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی مانند ہوگا منہ کو جھلس ڈالیگا کیا ہی برا پانی ہوگا

وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۝ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمُ

اور کیا ہی بری آرام کی جگہ ملیگی۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم بھی جس کسی نے نیک کام کئے ہیں اسکا اجر ضائع نہیں کرتے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکے لئے ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّن سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ

بہ رہی ہونگی انکو وہاں سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور سبز لباس مہین اور دبیز ریشم کا پہنیں گے اور وہاں تختوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے کیا ہی اچھا

الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۝

بدلہ ہے اور کیا ہی خوب آرام گاہ ہے

ترکیب

یریدون حال ہے ضمیر یدعون سے ترید کا فاعل ضمیر ہے جو عینین کی طرف راجع ہے جملہ حال ہے کت سے یا فاعل لا تعد سے۔ انا لا جملہ خبر ہے ان کی ●

تفسیر

پہلی آیتوں میں فرمایا تھا کہ جو کچھ اسباب تجمل دنیا پر ہیں وہ صرف دنیا کی زینت ہے نہ آخرت کی اور وہ فانی اور سریع الزوال ہیں غرور اور دلبستگی انسے بیجا ہے کیونکہ وہ اسباب دار آخرت کیلئے حجاب ہیں پھر اسکے متعلق اصحاب کہف کا دلچسپ واقعہ بیان فرمایا تھا جو دنیا کی بے ثباتی پر دلالت کرتا تھا کفار قریش ایسے کہاں کے تھے جو اس سے عبرتناک نتیجہ حاصل کرتے بلکہ اسکو بھی ایک دلچسپ داستان سمجھکر آنحضرت علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر اپنے اسباب دنیا کے غرور میں انکو فقراء مسلمین کے ساتھ آنحضرتؐ کے پاس بیٹھنا ناگوار معلوم ہوا جس پر انہوں نے حضرتؐ سے درخواست کی کہ یہ لوگ ہمارے وقت میں آپ پاس نہ آیا کریں اسپر یہ آئیں نازل ہوئیں واصبر نفسک الی حیوۃ الدنیا کہ آپ انہیں غرباء مسلمین کیساتھ رہا کریں جو صبح و شام اپنے اللہ کو خاص اسی کی رضا کیلئے پکارتے ہیں صبح و شام سے یا تو ہمہ وقت مراد ہے جو صبح و شام اسکی اطراف سے تعبیر کئے گئے یا صبح و شام سے نماز فجر و مغرب مراد ہے یا بیدار ہونے اور سونے کا وقت کیونکہ سو کر بیدار ہونا گویا مر کر جینا اور رات کو سونا گویا مرنے کا سامان ہے سو ایسے وقتوں میں با خدا لوگ ضرور متنبہ ہوتے اور اسکی شکر گزاری اور یاد کرتے ہیں) اور انسے آنکھیں نہ پھیرنا کہ امراء کفار کی آرائش و تجمل آپکی آنکھوں میں کھبے اور ان کفار کا کہنا نہ ماننا کہ جنکے دل ہماری یاد سے غافل ہو گئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیرو ہیں اور حد سے گزر گئے ہیں اور کہدو امر حق اللہ کی طرف سے آچکا خواہ تم مانو یا نہ مانو پھر آگے نہ ماننے والوں کی سزا جہنم اور آگ کی قنات اور پینے کو کھولتا پانی بیان فرمایا اور ماننے والوں کی جنات عدن اور وہاں کے تجملات اور حقیقی زینت بیان فرمادی سونے کے کنگن اور لباس حریر اور تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا ●

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۞ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا

اور ان کو دو شخصوں کی مثل بھی سنا دو کہ جنمیں سے ایک کے لئے ہم نے انگور کے دو باغ تیار کئے اور انکے گرد اگرد کھجوریں لگائیں اور انکے درمیان کھیتی بھی لگائی دونوں باغ ہیں کہ اپنے پھل لاتے ہیں

وَلَمْ تَظْلِم مِّنْهُ شَيْئًا ۚ وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَرًا ۞ وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالًا وَأَعَزُّ

اور پھل لانے میں کچھ کمی بھی نہیں کرتے اور ان باغوں کے بیچ میں ایک نہر بھی جاری کی اور اس شخص کے پاس بہت پھل تھے پھر اُسنے اپنے ساتھی سے باتیں کرتے ہوئے یہ کہا کہ میں تجھ سے مال میں بھی زیادہ ہوں اور آدمیوں کے لحاظ سے بھی

نَفَرًا ۞ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ هَٰذِهِ أَبَدًا ۞ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ

زیادہ عزت دار ہوں اور جبکہ وہ اپنی جان پر ستم ڈھا رہا تھا اپنے باغ میں گیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہوگا اور نہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو

خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا ۞ قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلًا ۞ لَّٰكِنَّا هُوَ اللَّهُ

اس سے بھی بہتر جگہ پاؤں گا اسوقت انکے رفیق نے اس سے اثنائے کلام کہا کہ کیا تو اس کا منکر ہو گیا کہ جسنے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے بنایا پھر تجھے پورا آدمی بنا دیا لیکن میرا تو اللہ ہی

رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۞ وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ ۚ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالًا وَوَلَدًا ۞ فَعَسَىٰ رَبِّي

رب ہے اور میں اسکے ساتھ کسیکو بھی شریک نہیں کرتا۔ اور تو نے کیوں اپنے باغ میں داخل ہوتے وقت یہ نہ کہا جو اللہ نے چاہا سو ہوا اور اسکی مدد کے بغیر کچھ بھی قدرت نہیں اگرچہ تو مجھے اپنے سے مال اور اولاد میں کم دیکھتا ہے

أَن يُؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًا زَلَقًا ۞ أَوْ يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْرًا فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۞

تیرے باغ سے بھی بہتر باغ دے اور اس باغ پر ایک آسمانی عذاب بھیجے کہ جس سے وہ چٹیل میدان ہو جاوے گا یا اس کا پانی خشک ہو جاوے گا کہ جسکو تو ہرگز نہ پا سکے

وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي أَحَدًا ۞ وَلَمْ تَكُن لَّهُ فِئَةٌ

اور اسکے پھلوں پر آفت آہی پڑی پھر تو وہ جو کچھ اسنے باغ میں صرف کیا تھا اسپر ہاتھ ہی ملتا رہ گیا اور باغ ہے کہ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ اے کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہوتا اور اسکی کوئی جماعت

يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۞ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا ۞ ع

ایسی نہ ہوئی کہ اللہ کے مقابلہ میں اسکی مدد کرتی اور نہ وہ خود ہی انتقام لے سکا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ سب اختیار اللہ سچے ہی کو ہے اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی عمدہ بدلہ دیتا ہے

تفسیر

(پھر دنیا کی بے ثباتی (اور اس کے اسباب و تجمل پر غرور کر کے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور الحاد کا بدنتیجہ جو کبھی دنیا ہی میں ظاہر ہوتا ہے) دو شخصوں کی تمثیل سے بیان فرمائی بعض کہتے ہیں یہ صرف ایک تمثیل ہے (بعض علماء کہتے ہیں) کہ دراصل ایسے دو شخص تھے بھی کہ جنکا یہ واقعہ ہے پھر بعض کہتے ہیں کہ یہ دو شخص بنی اسرائیل میں سے دو بھائی تھے کہ ایک نے اپنا مال اللہ کی راہ میں صرف کیا تھا دوسرا دُنیا دار اور مشرک اور دارِ آخرت کا منکر تھا اسنے دو باغ اپنے تمام مال سے ایسے تیار کرائے تھے کہ ان میں نہر بھی جاری تھی اور بیچ میں انگور اور آس پاس کھجور کے درخت بھی تھے اور وقت پر پھل بھی عمدہ آتے تھے اسپر اسکی اولاد اور خدمتگار نوکر چاکر بھی زیادہ تھے ایک روز وہ اپنے غریب مومن بھائی کے ساتھ باغ میں گیا اور وہاں بجائے شکر گذاری کے تکبر کیا اور دنیا کی ترقی پر قیاس کر کے آخرت میں بھی تجمل و آرائش پانے کا استحقاق ظاہر کیا اور آخرت کا انکار بھی اس کے کلام سے ثابت ہوا اسکے بھائی نے سمجھایا تلقین کی لیکن نہ مانا آخر اسپر آسمانی بلا نازل ہوئی کہ تمام باغ اُجاڑ ہو گیا جسپر وہ ندامت و حسرت کرنے لگا تب معلوم ہوا کہ اللہ ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

دو شخصوں کا قصہ بطور مثال کے

ع ۱۳ / ۱۷

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

اور (اے نبی) ان سے زندگی دنیا کی مثال بیان کرو کہ وہ ایسی ہے کہ جیسا بارش کا پانی جسکو ہم نے اوپر سے برسایا پھر اس سے زمین کا سبزہ گھن گرج کر نکلا پھر وہ چورا چورا ہو کر رہ گیا کہ اسکو ہوائیں اڑائے لئے پھرتی ہیں اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝ وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً

مال اور اولاد تو زندگی دنیا کی آرائش ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپکے رب کے نزدیک بلحاظ ثواب اور توقع آخرت کے بہت ہی بہتر ہیں اور جس روز کہ ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور اے مخاطب تو زمین کو صاف میدان دیکھے گا

وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَعُرِضُوا عَلَىٰ رَبِّكَ صَفًّا لَّقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّن نَّجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا

اور ہم ان سبکو جمع کر لیں گے پھر تو ان میں سے کسیکو بھی نہ چھوڑیں گے اور سب تیرے رب کے سامنے صف باندھ کر پیش کئے جاویں گے (ان سے کہا جاویگا) بیشک تم ہمارے پاس اسی حال میں آ گئے جیسا کہ ہم نے تمکو اول بار پیدا کیا تھا بلکہ تم نے تو یہی سمجھ لیا تھا کہ

وَوُضِعَ الْكِتَابُ فَتَرَى الْمُجْرِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يَا وَيْلَتَنَا مَالِ هَٰذَا الْكِتَابِ لَا يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا ۚ وَوَجَدُوا

اور نامہ اعمال بھی لا کر دھرے جاویں گے پھر (اے مخاطب) تو گنہگاروں کو دیکھے گا کہ جو کچھ انہیں لکھا ہے اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے کہ ہائے خرابی کیسی کتاب ہے جو نہ کسی چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو مگر سب کو گھیر لیا

مَا عَمِلُوا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا

انہوں نے جو کچھ کیا تھا سب ہی کو تو موجود پائیں گے اور آپ کا رب کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا

ترکیب

مثل الحیات مفعول ہے اضرب کا کماء موصوف انزلناہ الخ جملہ صفت مجموعہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہی بل للخروج من کلام الی آخر ۔

تفسیر

یہ دوسری تمثیل ہے دنیا کی بے ثباتی کیلئے صرف بارش سے دنیا کی زندگی کو تشبیہ نہیں دی بلکہ اسکی تمام کیفیت سے کہ جسطرح بارش سے زمین کے نباتات ہرے بھرے لہلہاتے ہوئے نکلتے ہیں جنکو دیکھکر انسان خوش ہوتے ہیں انکی تھوڑی سی عمر طبعی ہے چند روز کے بعد خشک ہو جاتے ہیں پھر انکا چورا چورا ہو کر ہوا میں اڑتا پھرتا ہے اسیطرح انسان و دیگر حیوانات کا حال ہے کہ لڑکے ہیں پھر جوان رعنا ہیں ٹھوکریں مارتے چلتے ہیں پھر بڈھے ہوئے مر گئے چند روز کے بعد وہ سر پر غرور اور اسکا وہ جسم پر نور ذرہ ذرہ ہو کر خاک کے ساتھ اڑتا پھرتا ہے اللہ ہر شے پر قادر ہے بناتا بھی ہے مٹاتا بھی ہے پھر حشر کو بھی اٹھائے گا۔ اب اس کے بعد اس کے مال و اولاد کی کیفیت بیان فرماتا ہے جو اسکے غرور کا سرمایہ ہے کہ یہ چیزیں صرف حیات دنیا کی آرائش ہیں انکا قیام اسیقدر ہے کہ جسقدر باغ میں پھول کی بہار برخلاف اس کے جو فقرا باخدا کا سرمایہ ہے وہ کیا۔ الباقیات الصالحات سو وہ اللہ کے نزدیک ثواب اور توقع کیلئے بہتر ہے یہی چیزیں اس کے ساتھ جاتی ہیں جو اس عالم باقی میں اس کی فرحت دائمی کا سامان ہو جاتی ہیں۔ باقیات الصالحات سے مراد نیکیاں ہیں خواہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کا ذکر ہو یا معرفت و استغراق ہو یا کوئی اور نیکی ہو صدقہ و خیرات دین کی خدمت وغیرہ۔ اب ان باقیات کا اثر کب نمودار ہوگا یوم نسیر الجبال کہ جس روز ہم پہاڑوں کو جنکی بقا و حیات انسانوں کی نظروں میں مستحکم ہے روئی کے گالوں کی طرح اڑائیں گے یعنی اس عالم عنصری کو فنا کر کے عالم باقی کو کہ جسکو حشر سے تعبیر کیا جاتا ہے ظاہر کریں گے باقیات الصالحات وہاں کی زینت ہوگی۔ وتری الارض بارزۃ اور زمین میدان دکھائی دیگی اسکے سب نشان مٹ جائیں گے۔ پھر اس روز اگلے پچھلے سب جمع کئے جاویں گے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے نامہ اعمال دیئے جاوینگے اسمیں جو کچھ دنیا میں کیا تھا چھوٹا یا بڑا کام سب لکھا ہوا پاویں گے گنہگار اسکو دیکھکر ڈریں گے پچتاویں گے مگر یہ سب کچھ انہیں کا بویا ہوا ہوگا جسکو کاٹیں گے خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا ۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۗ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي

اور (یاد کرو) جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے آگے جھکو پس ابلیس کے سوا سب جھکے وہ قوم جن سے تہا سو اپنے رب کے حکم سے نافرمان ہوگیا پہر کیا تم اسکو اور اسکی ذریت کو مجہے چہوڑ کر رفیق بناتے ہو

وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۚ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝ مَا أَشْهَدْتُهُمْ خَلْقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَا خَلْقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ عَضُدًا ۝

حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں ستمگاروں کیلئے کیا ہی بُرا بدل ہے (جسکو وہ بدلہ میں لیتے ہیں) نہ تو انکو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں لا بٹہایا (دکہلانے بلایا) نہ خود انکے بنانے میں اور میں بہکانیوالوں کا بہی کو مددگار نہیں بنانیوالا تہا

وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا ۝ وَرَأَى الْمُجْرِمُونَ النَّارَ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ

اور جسدن (اللہ مشرکوں سے) فرمائیگا کہ تم میرے ان شریکوں کو تو پکارو کہ جنکا تمہیں گہمنڈ تہا سو وہ پکاریں گے پر وہ تو انہیں کچہ بہی جواب نہ دینگے اور ہم ان کیلئے ہلاکت کر دیں اور گنہگار آگ کو دیکہیں گے تو

مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

ابہی گرنے والے ہیں اور اس سے بچنے کی کوئی راہ نہ پاوینگے

تفسیر

یہ بہی کلام سابق کا تتمہ ہے انسان کو عالم آخرت سے غافل کرنیوالی دو ہی چیزیں ہیں **اول** مال و اسباب و اولاد کہ جسکے نشہ میں یہ ایسا سرشار ہوتا ہے کہ اسکو اس عالم سے جانے کی فکر نہ وہاں کیلئے زادِ راہ حاصل کرنیکی مہلت۔ اسکا بے ثبات اور سریع الزوال ہونا تو بیان فرما چکا **دوم** شیطان اور اُس کی ذریت اولاد یا اسکے متبع لوگ جو مجازاً ذریت کہلاتے ہیں۔ انسان کے دل پر ایسے خطرات ایسا بُرا اثر پیدا کرتے ہیں کہ جو اس کے دل میں نہایت راسخ ہو کر اسکو بُری باتوں پر ہمیشہ تحریک کرتے ہیں۔ پہر یہ وسواس رسوم ہو جانیکے سبب اور پشت در پشت متواتر جانیکی وجہ سے دین و مذہب اور نہایت خوشنما اور باعث فلاح دارین خیال کئے جاتے ہیں جنکے ترک کرنے کو نہایت شاق و عار جانکر خدا تعالےٰ کے فرستادوں سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں شیطان رجیم کی ذریت انسان کے توہمات باطلہ بہی ہیں جو اس کے قائم مقام ہو کر کام دیتے ہیں اس لئے ان آیات میں پہر کچہ شیطان کا حال بیان فرمانا پڑا کہ اسکا علاقہ بنی آدم کیساتہ اس واقعہ کی وجہ سے جو انسان کے جدِ اعلےٰ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے سے پیدا ہوا ہے وہ دشمنی اور عداوت کا علاقہ ہے جسکو حضرت آدمؑ کی اولاد ناخلف اپنا دوست سمجہکر دل سے اسکی پیروی کرتے ہیں لہذا واذ قلنا للملائکۃ سے وہی بیان شروع ہوتا ہے کہ ہمارے حکم سے فرشتوں نے تو باوجود نورانی ہونیکے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا اسکی تعظیم بجا لائے مگر ابلیس نے انکار کیا کیونکہ وہ قوم جن سے تہا جسکی اصالت میں سرکشی اور تکبر ہے جیسا کہ بنی آدم میں سے اسکے پیرو دنکا شیوہ مال و جاہ حسب و نسب کا غرور ہے اسلئے اسنے نافرمانی کی پہر اے بنی آدم تمہیں شرم نہیں آتی جو تمہارے خلاف میں جو تمہارے قدیم محسن و خالق ہیں تم شیطان اور اسکی ذریت کو رفیق بناتے ہو وہ ان ظالموں نے کیا بُرا بدل حاصل کیا ہے خدا تعالیٰ کے بدلہ میں شیطان کو مالک و کارساز بنایا ہے اطاعت کے بدل میں خلاف اختیار کیا ہے پہر جو تم شیطان اور اسکی ذریت کو مانتے اور انکے بہکانے سے بتوں کو پوجتے ہو اور تم خدا تعالیٰ کے حکم صادر کرتے ہو کہ مجلس آنحضرت صلعم میں غربا ننادیں وغیرذالک تو کہو انکو میری خدائی میں کیا استحقاق ہے میں نے آسمانوں اور زمین پیدا کرتے وقت انکو حاضر کر کے شامل کیا تہا نہ خود ان لوگوں کی پیدائش میں پہر انکے کیوں مدد لینے لگا تہا اب انکو خدائی میں کیا حق ہے اور تم پر انکا کونسا استحقاق ہے جو انکو پوجتے ہو اپنے مثل کو پوجنا کتنی غیرت کی بات ہے ما اشہدتہم الی عضدا میں یہی مراد ہے ویوم یقول الخ میں حشر کے دن ان بتوں اور شیاطین کا کام نہ آنا بیان فرماتا ہے کہ جس امید پر تم ان کی عبادت کیا کرتے تہے وہ پوری نہ ہوگی سب عبادت نہیں پکاریں گے مگر کام تو کیا جواب بہی نہ دیں گے اور ہیبت الٰہی طاری ہوگی پہر عابد معبود سب جہنم کیطرف ہانکے جاوینگے جہنم جو آگ کا ایک عمیق گڑہا ہے اسکے کنارہ پر آکے دیکہیں گے کہ آگ کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور جانینگے کہ کسیطرح اس سے ٹل جائیں مگر کہاں ٹل سکتے ہیں تب یقین ہو جائیگا کہ ہم اس میں گرنیوالے ہیں اسوقت کی کیفیت بہی بُری جان گداز ہوگی آخر اسمیں گرا دئے جائینگے بعض مفسرین کہتے ہیں کہ وجعلنا بینہم موبقا کے یہ معنی ہیں کہ انکے معبودوں اور ان میں ایک حجاب حاجز ہو جائیگا پہر وہ دکہائی بہی نہ دیں گے ۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰی

اور البتہ ہم نے قرآن میں لوگوں کے سمجھانے کو ہر طرح کی مثالیں بیان کر دیں مگر انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے　اور جب کہ لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی　تو پھر ان کو ایمان لانے

وَیَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِیَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ اَوْ یَاْتِیَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ۚ

اور اپنے رب سے معافی مانگنے سے اسکے سوا اور کسی چیز نے انہیں روکا کہ یا تو انکو بھی اگلوں جیسا ماجرا پیش آئے یا عذاب انکے سامنے آموجود ہو اور ہم رسولوں کو تو صرف خوشخبری دینے اور ڈر سنانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں

وَیُجَادِلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْۤا اٰیٰتِیْ وَمَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا

اور کافر بیہودہ شبہات سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو ڈگمگا دیں اور انہوں نے تو میری آیتوں کو اور جس سے کہ انکو ڈرایا گیا ہنسی بنا لیا اور اس سے بڑھکر کون ظالم کہ جسکو اسکے رب کی آیتوں سے سمجھایا جائے پھر وہ ان سے منہ پھیر لے

وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَی الْهُدٰی فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا

اور اپنے کئے کو بھول جاوے ہم نے ہی ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے ہیں حق بات کے سمجھنے میں اور انکے کانوں میں ثقل کر دیا ہے (بہرے ہوگئے ہیں) اور اگر آپ ان کو ہدایت کیطرف بھی بلائیں تو بھی وہ ہرگز کبھی

اِذًا اَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ یُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ یَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا ۝

راہ پر نہ آویں گے اور آپ کا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہے اگر انکے کئے پر انکو پکڑنا چاہتا تو فوراً ہی عذاب بھیج دیتا بلکہ ان کے لئے ایک میعاد مقرر ہے جسے ادھر انہیں بچنے کا موقع نہ ملیگا اور یہ

تِلْكَ الْقُرٰۤی اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝ ع

بستیاں کہ جنکو ہم نے ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا تھا اور انکی ہلاکت کا بھی ہم نے ایک وقت مقرر کر رکھا تھا

تفسیر یہاں تک انسان کی بدی کا یقینی نتیجہ نہایت پر اثر اور عمدہ پیرایہ سے بیان فرمایا گیا اور مسئلہ معاد کی پوری تشریح کر دی گئی اور دنیا کے اسباب اور اسکی بقا کا بھی پورا نقشہ کھینچ دیا گیا مثالیں بھی پیش کی گئیں مگر کج رو کج طبع اسپر بھی نہیں مانتے اس مضمون کو ولقد صرفنا سے شروع کیا اور یہ بھی فرمایا کہ وکان الانسان اکثر شیئ جدلا کہ انسان بڑا ہی جھگڑالو ہے اسکی طبیعت میں حجت و تکرار ہے جسکی وجہ سے اتنی تفصیل سے سمجھانے پر بھی ایمان نہیں لاتے ومامنع الناس ان یومنوا اب انکو ایمان لانے سے اسی بات نے روک رکھا ہے کہ یا تو جو اگلی قوموں کے ساتھ برتاؤ ہوا تھا انکے ساتھ بھی وہی ہو دنیا میں کوئی سخت ہلاکت پیش آئے یا عذاب آخرت انکے سامنے آموجود ہو تب ایمان لائیں لیکن اب بھی جو ایمان نہیں لاتے تو پھر انکے اور کیا ہوگا یہ قدیم لوگوں کے موافق انپر عذاب آئیگا یا تو جہنم میں جائینگے ہدایت ہم کی رسولوں نے پیغام پہنچا دیا اور انبیاء کا یہی کام ہے انکے دلوں سے کفر نکالکر پھینکدینا یہ انکا کام نہیں ایمان نہ لانا تو ایک جرم تھا اسپر مزید یہ ہے ویجادل الذین کفروا بالباطل کہ وہ منکرین غلط اور لغو دلیلیں پیش کر کے جھگڑا مچاتے ہیں لیدحضوا بہ الحق تاکہ اس سے حق کو پست کریں اسلام پر غالب آجائیں اسکو مٹا ڈالیں اور اسپر بھی طرہ یہ ہے کہ واتخذوا آیاتی وما انذروا ہزوا اور کفار ڈرانیوالوں کو جو انکے بھی موجود ہیں تغیر جوانی و طفلی عمر و پیری مرگ اجل اعزہ بیماری تندرستی غنا تنگدستی وغیرہ اور دنیا میں یہ بھی تغیر عالم تغیر لیل و نہار حوادث دہر یا قرآن کی آیات کو اور جن جن چیزوں سے انکو ڈرایا گیا تھا دنیا کی ہلاکت اور بادشاہت کی تباہی جہنم سب کو ہنسی ٹھٹھا بنا لیا ہے ان باتوں پر تمسخر کرتے ہیں ٹھٹھوں میں اڑاتے ہیں اب ومن اظلم ان سے بڑھکر اور کون ظالم ہوگا انکی اس بدبختی کا اصلی سبب یہ ہے انا جعلنا علی قلوبہم اکنۃ انکے دلوں پر حق سمجھنے سے حجاب اور پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہر دو سرا کا حال سنکر بھی عبرت نہیں پکڑتے گویا کہ کانوں میں بھی قدرت نے ثقل پیدا کر دیا ہے ایسی باتیں سنتے ہی نہیں انسان جب حق کو نہیں مانتا اور عبرت و نصیحت سنکر نہیں قبول کرتا تو اسکی اس حالت کو اس سے تعبیر کیا جاتا ہے کہ خدا نے انکے دلوں پر پردے کانوں میں ٹیٹیاں ڈالدی ہیں یعنی قضا و قدر نے انمیں ہدایت پذیر ہونے کی جو قابلیت دیکھی تھی انہوں نے وہ زائل کر دی اس لئے ان تدعہم الی الہدی اے پیغمبر آپ انکو کتنا ہی کیوں نہ ہدایت کیطرف بلائیں کبھی بھی ہدایت قبول نہ کرینگے انکی سزا تو یہی ہے کہ یہ بیکار گھاس باغ ہستی سے اکھیڑ کر پھینکدیجائے مگر وربک الغفور ذو الرحمۃ آپکا خدا بخشنے والا رحیم ہے اگر وہ لوگوں کے گناہوں پر گرفت کرنے پر آئے تو فوراً مرجھا دے بلکہ ہر کام کیلئے اس نے وقت مقرر کر رکھا ہے ان کے لئے بھی ایک وقت مقرر ہے جس سے پہلے یہ کوئی اسکا بندوبست نہ کر سکیں گے اور اسپر بھی انکو باور نہ ہو تو ابھی ظاہری نشانی تو موجود ہے عاد و ثمود و لوط کی الٹی اور برباد شدہ بستیوں کو دیکھ لیں وہ بھی انکے جرموں پر دفعتہً ہلاک نہیں ہوئے بلکہ انکی لئے ایک وقت

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ

اور جبکہ موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ جبتک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ نہ پہنچ لوں یا سالہا سال چلا چلوں اپنے ارادہ سے کبھی نہ ٹلونگا پھر جبکہ وہ دونوں دریاؤں کے موقع پر پہنچے تو اپنی تلی ہوئی مچھلی (رہ میں) انکو بھول گئے

سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ

اپنا راستہ بنا لیا پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا ناشتہ تو لاؤ ہمکو اپنے اس سفر (منزل) میں بڑی تکان پہنچی اسنے کہا لے دیکھو جبکہ ہم اس پتھر کے پاس ٹھیرے تب تو مچھلی کو میں وہیں بھول آیا

الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِى الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

اور مجھے شیطان ہی نے بھلا دیا کہ میں اسکا آپ سے ذکر کرتا اور (مچھلی) نے دریا میں اپنا رستہ عجب طرح سے بنا لیا تھا موسیٰ نے کہا یہی تو وہ جگہ ہے کہ جسکی ہمکو تلاش تھی پھر وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان تلاش کرتے ہوئے واپس پھرے

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا

(موقع پر پہنچکر) اُن کو ہمارے بندوں میں سے ایک ایسا بندہ ملا کہ جسکو ہمنے اپنی خاص رحمت دی تھی اور اسکو اپنے ہاں کا خاص علم سکھایا تھا اُس سے موسیٰ نے کہا فرمایئے تو میں آپکے ساتھ رہا کروں بشرطیکہ جو کچھ علم (لدنی) آپکو سکھایا گیا

عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا ۝ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

کچھ مجھے بھی سکھائیں انہوں نے کہا تم تو ہرگز میرے ساتھ ٹھیر نہ سکو گے اور جو بات تمہاری سمجھ سے باہر ہے تم اسپر کیونکر صبر کر سکتے ہو۔

لے جوان سے مراد غلام ہے یعنی یوشع بن نون ۱۲ منہ
سے عاجز ۱۲ منہ

ترکیب

اذ قال ظرف ہے اذکر محذوف کا لا ابرح اس کی خبر اسیر محذوف ہے لدلالۃ حالہ وہو السفر اور ممکن ہے کہ اصل کلام یوں ہو لا یبرح مسیری حتی ابلغ تب حتی ابلغ خبر ہوگا پس مسیر مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ ی متکلم کو اسکی جگہ قائم کر دیا لا ابرح تامہ بھی ہو سکتا ہے پھر خبر کی ضرورت نہیں مجمع بینہما ظرف کی طرف مجمع کو علے الاتساع مضاف کر دیا گیا۔ ان اذکرہ بدل ہے ضمیر منصوب سے جو انسانیہ میں ہے اے ما انسانی ذکرہ الا الشیطان خبرا بالفم العلم بالشی یہ تمیز ہے یا مصدر ہے لم تحط کا کس لئے کہ لم تحط بمعنی لم تخبرہ ہے۔

سے ملاقات حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ۱۲ منہ

تفسیر

یہاں سے پھر مسئلہ نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے:-

یہ دوسرا واقعہ ہے اول اصحاب کہف کا تھا اسمیں یہود پر تعریض ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے تھے اور جملہ علوم کا انہیں کو سرچشمہ خیال کرتے تھے اسمیں اشارہ ہے کہ دنیا میں انسے بھی بڑھ کر باکمال تھے۔ اب یہ کیا ضرور ہے کہ جو کچھ انکی کتاب میں نہو وہ غلط ہے علوم الٰہی کا خاتمہ نہیں ہو گیا اس میں آنحضرت صلعم کی فضیلت کی طرف بھی اشارہ ہے۔

اس قصہ کا مجملاً بیان صحیح بخاری کی اُس روایت کے بموجب جو ابی بن کعب سے مروی ہے یوں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل میں وعظ فرما رہے تھے کہ کسی نے پوچھا سب میں زیادہ عالم کون ہے آپنے فرمایا میں یہ بات خدا کو ناگوار معلوم ہوئی کیونکہ سب میں زیادہ عالم ہونا اللہ کے لئے کیوں نہ کہا تب خداتعالےٰ نے انکو حکم دیا کہ مجمع البحرین کے موقع پر تم کو ہمارا ایک بندہ ملیگا جو وہ تم سے بھی زیادہ عالم ہے موسیٰ نے عرض کیا کہ ان تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

قَالَ سَتَجِدُنِیٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰٓی اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

موسیٰ نے کہا انشاء اللہ آپ مجھے صابر ہی پا دینگے اور میں کسی بات میں بھی آپ کے خلاف نہ کرونگا (اس شخص نے) کہا اچھا اگر تو میرے ساتھ ہی رہنا چاہتا ہے تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھنا جبتک کہ میں خود ہی تجھ سے اسکا ذکر نہ کروں

فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓی اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ

پھر وہ دونوں چلے یہاں تک کہ جب دریا میں کشتی پر سوار ہوئے تو اس نے اس میں شگاف کر دیا موسیٰ نے کہا کیا کشتی کے لوگوں کو ڈبانے کے لئے اسکو پھاڑ ڈالا البتہ تو نے ایک عجیب کام کیا (اس نے) کہا میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تو ہرگز میرے ساتھ

مَعِیَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَلَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ اَمْرِیْ عُسْرًا ۝ فَانْطَلَقَا ٝ حَتّٰٓی اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ

نہ ٹھہر سکیگا۔ موسیٰ نے کہا آپ بھول چوک پر مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور مجھ پر سخت گیری نہ کیجئے۔ پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ان دونوں کو ایک لڑکا ملا تو اسکو اسنے مار ڈالا موسیٰ نے کہا آپ نے کیوں

نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ۝

ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا تو البتہ آپ نے بری بات کی

فرمایا اپنے تھیلے میں ایک تلی ہوئی مچھلی رکھ لو پھر جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے وہ شخص وہیں ملیں گے پس موسیٰ مچھلی تھیلے میں ڈالکر یوشع بن نون کو ہمراہ لیکر چلے چلتے چلتے ایک موقع پر سمندر کے کنارے، پہنچے تو ایک پتھر پر سر رکھکر سو گئے مچھلی اس تھیلے میں سے تڑپکر دریا میں جاگری اور جہاں تک وہ جاتی تھی پانی میں ایک سوراخ سا ہوتا جاتا تھا حکم الٰہی سے پانی ادہر ادہر سے ملنے نہیں پاتا تھا پھر بیدار ہوئے تو یوشع کو یاد دلانا یاد نہ رہا کہ اس مقام پر مچھلی گم ہو گئی ہے۔ اس سے رات دن تک چلے گئے یہاں تک کہ جب اگلے روز صبح کا وقت آیا تو موسیٰ نے اپنے جوان یعنی مرید یوشع سے کھانا مانگا۔ اس سے پہلے منزلوں میں موسیٰ نہ تھکے تھے لیکن اس منزل میں تھک گئے جو مقام مطلوب کو چھوڑ کر چلے تھے مچھلی کو دیکھا تو ندارد یوشع نے عذر کیا کہ کمبخت شیطان نے مجھے یاد دلانا بھلا دیا۔ یہ اس پتھر کے پاس گم ہوئی تھی تب دونوں الٹے پھرے اور اس پتھر کے پاس آئے تو موسیٰ کو وہ شخص ملا کہ جسکو علم لدنی دیا گیا تھا موسیٰ نے السلام علیکم کہا انہوں نے جواب دے کر پوچھا کون ہو؟ کہا موسیٰ بنی اسرائیل اسلئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ علم لدنی سیکھوں خضر نے فرمایا اے موسیٰ تجھکو خدا نے جو علم دیا ہے اسکو میں نہیں جانتا اور جو علم مجھے عطا ہوا ہے اسکو تو نہیں جانتا تم میرے ساتھ نہیں رہ سکو گے موسیٰ نے کہا انشاء اللہ میں برداشت کروں گا اور کسی بات میں آپ سے خلاف نہ کروں گا۔ پھر تمام قصہ مروی ہے کہ دریا میں انکو ایک کشتی ملی اسپر سوار ہوئے تو خضر نے ایک تختہ نکالدیا موسیٰ نے کہا واہ بغیر کرایہ سوار کیا اسپر آپ نے یہ سلوک کیا، خضر نے کہا تو حضرت موسیٰ نے عذر کیا کہ بھول کر سوال کیا آیندہ ایسا نہ ہوگا۔ پس کشتی سے نکلکر چلے تو ایک جوان لڑکا ملا جو لڑکوں میں کھیل رہا تھا خضر نے اسکو مار ڈالا موسیٰ نے کہا اس بیگناہ کو تو نے ناحق قتل کیا یہ بری بات کی خضر نے اب کی بار نہایت برہم ہو کر کہا کہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ رہ سکو گے اسلئے الم اقل کے بعد تاکید کے لئے لک لام و کاف زیادہ کیا پھر موسیٰ نے عذر کیا اور شرط کر لی کہ اگر اب کے پوچھوں تو اپنے ساتھ نہ رکھنا آگے چلے تو ایک گاؤں میں پہنچے ہر چند انہوں نے دستور کے موافق گاؤں والوں سے کھانا مانگا ضیافت چاہی مگر انہوں نے صاف جواب دیدیا اسی گاؤں میں ایک دیوار تھی جو گرا ہی چاہتی تھی خضر علیہ السلام نے اسکو سیدھا کر دیا اب تو حضرت موسیٰ کو تاب نہ رہی۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۢ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّيْ عُذْرًا ۝

انہوں نے کہا کیا تم سے میں نہیں کہہ چکا ہوں کہ تم ہرگز میرے ساتھ نہ ٹھہر سکو گے؟ موسیٰ نے کہا اگر اسکے بعد میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا آپ کو میری طرف سے عذر پہونچ چکا

فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَيَاۤ اَهْلَ قَرْيَةِ ۣاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ

پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی والوں پاس آئے تو ان سے کھانا مانگا پر انہوں نے انکی ضیافت دینے سے انکار کیا پھر انکو وہاں ایک ایسی دیوار ملی کہ جو گرا ہی چاہتی تھی تب خضر نے اسکو سیدھا کر دیا موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو

لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ۝ قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ

اس کام پر کچھ اجرت لے لیتے انہوں نے کہا اب یہ میرے اور تمہارے بیچ جدائی ہے اب میں تم سے ان باتوں کا راز بھی بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تم صبر نہ کر سکے سو وہ جو کشتی تھی سو وہ محتاج لوگوں کی تھی

يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ

جو دریا میں مزدوری کرتے پھرتے تھے پھر میں نے اس میں عیب کر دینا چاہا کیونکہ ان محتاجوں کے آگے ایک بادشاہ ہر ایک کشتی کو زبردستی پکڑ رہا تھا اور رہا لڑکا سو اسکے ماں باپ ایماندار تھے سو ہمکو ڈر ہوا کہ

اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

انکو بھی کفر اور ظلم میں مبتلا کرے پھر ہمنے چاہا کہ انکا خدا اسکے بدلہ میں انکو ایسی اولاد دے جو ستھرائی میں اس سے بہتر اور محبت میں اس سے اقرب ہو اور وہ دیوار جو تھی سو وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی

فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

اور اس کے نیچے انکا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک مرد تھا پس تمہارے رب نے چاہا کہ وہ جوان ہو کر اپنا خزانہ تمہارے رب کی عنایت سے نکال لیں　　اور یہ میں نے

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ۝

اپنے خود نہیں کیا تھا یہ ہے سر اسکا کہ جس پر تم صبر نہ کر سکے۔

اور خود جاکر سوال کیا کیونکہ انکے پاس رہنا مقصود ہی نہ تھا کہ او ٹھے کہ انسے اس دیوار کے سیدھا کرنے کی اجرت لے لینی چاہئے تھی انہوں نے ہمارا حق مہمانی بھی ادا نہیں کیا خضر نے کہا لو اب مجھ میں اور تم میں جدائی ہے مگر میں تمکو ان تینوں باتوں کا سر بتلائے دیتا ہوں کہ جنپر تم سے صبر نہ ہو سکا کشتی کی سنئے وہ بیچارے غریبوں کی کشتی تھی جو اسکے ذریعہ سے محنت مزدوری کرکے بسر اوقات کرتے تھے اور آگے ایک بادشاہ بیگار میں زبردستی کشتیاں پکڑ رہا تھا میں نے اسکا تختہ نکالکر عیبدار کر دیا تاکہ بادشاہ ہکو نہ پکڑے چنانچہ اس نے نہ پکڑا اور تختہ لگاکر کشتی کو انہوں نے درست کر لیا۔ اب بتلائیے یہ کام اچھا تھا یا برا؟ اور وہ جو لڑکا تھا وہ نہایت شریر اور سرکش تھا اسکے ماں باپ نیک تھے خوف　تھا کہ اسکی محبت میں آکر کہیں وہ بھی کفر و سرکشی میں مبتلا نہ ہو جاویں اس لئے　خدا کو منظور ہوا کہ یہ مرجاوے اور اسکے بدلے انکو اور اولاد ملے جو خیرا منہ زکوۃ تقوی و صلاح میں اس سے بہتر ہو اور اقرب رحما جو صلہ رحمی اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے میں بھی اس سے بہتر ہو چنانچہ اسکے بعد انکے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی جو نہایت نیک تھی جسکے پیٹ سے ایک نبی پیدا ہوا حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ جوان تھا لیکن نوعمر ہونے کی وجہ سے . . . . اسکو لڑکا کہا اور چونکہ خوبصورت تھا اس لئے اسکو ستھرا کہا۔ کلبی کہتے ہیں وہ جوان تھا راہزنی کرکے مال اپنے ماں باپ کے ہاں لاتا تھا ضحاک کہتے ہیں لڑکا تھا مگر فساد کیا کرتا تھا جس سے اسکے والدین کو ایذا ہوتی تھی (معالم التنزیل) کہو اس میں ارادہ الٰہی کے بموجب کیا برائی ہے؟

اب رہی دیوار سو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی جسکے نیچے انکا خزانہ مدفون تھا اور ان کا باپ نیک مرد تھا جسکی برکت سے خدا کو اسکی اولاد کے ساتھ احسان کرنا منظور تھا کہ جوان ہوکر وہ اپنا خزانہ نکالیں اگر اس دیوار کو درست نہ کیا جاتا اور یہ گر پڑتی تو اور لوگ خزانہ لے لیتے اسلئے اسکو درست کر دیا کہ انکی جوانی تک نہ گرے۔ کہئے اسپر کیا اجرت لینی مناسب تھی ؟

اسکے بعد حضرت موسیٰ خضر علیہ السلام سے جدا ہوکر پھر بنی اسرائیل میں آ گئے لیکن معلوم ہو گیا کہ دنیا میں خدا کے بندے مجھ سے بھی زیادہ عالم ہیں

ابحاث

(اول) یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کب گزرا ہے ؟ حال کے اہل کتاب کہتے ہیں کہ توریت میں اس کا کہیں ذکر نہیں اسلئے وہ اسکے منکر ہیں علماء اسلام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ اسوقت کا واقعہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں تھے اسی لئے مجمع البحرین یعنی دو سمندروں کے ملنے کے موقع میں اختلاف کیا ہے قتادہ بحر فارس روم مشرقی جانب کا کہتے ہیں محمد بن کعب طنجہ بتلاتے ہیں اُبَی بن کعب افریقیہ کہتے ہیں (معالم) مگر صحیح یہی ہے کہ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر قلزم کو عبور کرکے ملک عرب کے شمالی و مغربی کناروں میں آ رہے تھے اور بحرین سے مراد بحر قلزم کی وہ دو شاخیں ہیں جو شمالی جانب میں دور تک جاکر دو شاخ ہو گئی ہیں جہاں سے وہ دو شاخ جدا ہوتی ہیں گویا وہ ان دونوں شاخوں کا مجمع یعنی جمع ہونے کی جگہ ہے انہیں دو شاخوں کے بیچ میں کوہ سیناء اور حورب اور وہ مقامات ہیں کہ جہاں بنی اسرائیل برسوں رہے ہیں۔ چنانچہ جغرافیہ فرہاد صفحہ ۳۴۵ کے حاشیہ میں یہ ہے۔ و باعتقاد من مجمع البحرین کہ در قرآن مجید است کما قال اللہ عز و جل حتیٰ ابلغ مجمع البحرین الخ ملتقائے خلیج عقبہ و خلیج سویس است واکثر مفسرین باشتباہ افتادہ مجمع البحرین را ملتقائے بحر عمان و ہند گرفتہ اند و حضرت موسیٰ باین صفحات عبور نفرمودہ واسم قدیم عقبہ ایلہ است واکثرے نیز ایلہ را اندلس دانستہ اند و ابلہ بصرہ خواندہ اند ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا انتہیٰ توریت موجودہ میں اس قصہ کا درج نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ یہ قصہ واقع نہیں ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہت سی کتابیں تھیں کہ جنکو سب اہل کتاب کہتے ہیں مفقود ہو گئیں ان میں بھی اگر اسکو نہ پاتے تو پھر کچھ مجال گفتگو تھی۔

(دوم) اکثر اہل اسلام اس کے قائل ہیں کہ موسیٰ سے مراد ان آیات میں حضرت موسیٰ بن عمران ہارون علیہما السلام کے بھائی ہیں مگر کعب احبار کی بیوی کا بیٹا نوفل بکالی یہ کہتا تھا کہ یہ اور موسیٰ ہیں جو منسی بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام کے بیٹے تھے لیکن خود حضرت ابن عباسؓ نے اسکی تکذیب کر دی کہ وہ غلط کہتا ہے۔

وہ شخص کہ جسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام علم لدنی تعلیم پانے گئے تھے کون تھے ؟ علماء اسلام کہتے ہیں کہ وہ حضرت خضرؑ تھے کہ جنکو بعض نے ولی اور بعض نے نبی کہا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں جس جگہ وہ نماز پڑھتے تھے وہ جگہ سبز اور ہریالی ہو جاتی تھی اسلئے انکو خضر کہتے ہیں جسکے معنی سبز کے ہیں۔ یہ بات کسی صحیح حدیث سے دریافت نہیں ہوتی کہ خضر کس ملک میں پیدا ہوے اور کس قوم کے تھے اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے تھے ؟ توریت سفر پیدائش کے چودہویں باب کے اخیر میں **ملک صدق** کا ذکر آیا ہے کہ اسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور وہ خدا کا کاہن تھا پھر اسی ملک صدق کی نسبت عیسائیوں کی انجیل میں یعنی نامہ عبرانیوں کے ساتویں باب میں یہ لکھا ہے۔ کیونکہ یہ ملک صدق سالیم کا بادشاہ تھا خدا کا کاہن تھا جسنے ابرہام کا جبکہ وہ بادشاہوں کو مار کے پھر آتا تھا استقبال کیا اور اسکے لئے برکت چاہی جسکو ابرہام نے سب چیزوں کی

وہ کہیے وہی وہ پہلے اپنے نام کے معنوں کے موافق راستی کا بادشاہ اور پھر شاہ سالیم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر مگر خدا کے بیٹے سے (عیسیٰ) مشابہ ٹھہر کے ہمیشہ کاہن رہتا ہے

گرچہ ملک صدق کی بابت جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں تھا اور جسکی نسبت ہمیشہ زندہ رہنا لکھا ہوا ہے اہل کتاب کے مختلف قول ہیں لیکن صحیح تر یہی ہے کہ ملک صدق وہی شخص ہے کہ جسکو اہل اسلام خضر سے تعبیر کرتے ہیں۔ اب انکی عظمت اسی سے ظاہر ہے کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جد امجد اور ابو الانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی تھی۔ شاید پولوس کا یہ کہنا کہ انکے نہ ماں تھی نہ باپ نہ اسکی عمر کی ابتدا ہے ہے۔ مبالغہ پر محمول ہو جو اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشبیہ کے لئے یہ بات کہی ہو۔ والعلم عند اللہ۔

سلام ہم بڑھیں سے دعا کل ...

خضر علیہ السلام

اول

(اول) کے بارہ میں علماء اسلام کے دو قول ہیں ایک جماعت صرف اس حدیث سے استدلال کر کے (جسکو بخاری وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عشا کی نماز پڑھکر یہ فرمایا تھا کہ آجکی رات جو زمین پر زندہ ہے سو برس کے اخیر تک مرچکے گا) یہ کہتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت خضر بھی بموجب حدیث مذکور مرگئے مگر اکثر علما فرماتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں جس طرح کہ حضرت الیاس اور سال بھر میں دونوں ایک بار ملاقات بھی کرتے ہیں حدیث مذکور میں جو سو برس کے بعد مرتا آیا ہے وہ اکثر لوگوں کی عمر طبعی کا لحاظ کر کے فرمایا ہے عموم مراد نہیں کہ جنکی زندگی محض اسکی قدرت کاملہ کے طور پر ہو وہ بھی اسمیں شامل ہو جاویں۔

دوم

(دوم)

خضر کی زندگی کی بابت یہ جو عوام میں مشہور ہے (کہ وہ سکندر ذوالقرنین کے ساتھ ظلمات میں گئے اور ذوالقرنین آب حیات کے چشمہ کا رستہ بھول گئے اور خضر نے وہاں پہنچکر وہ پانی پی لیا جس لئے انکی زندگانی ہمیشہ تک رہیگی اور نیز یہ کہ خضر دریاؤں پر رہتے ہیں وہاں کے کاروبار انہیں سے متعلق ہیں یہانتک کہ عوام کنوئں تالابوں نہروں پر بھی خضر کے نام کا چراغ جلاتے اور دلیہ پکا کر فاتحہ دلاتے ہیں اور ان کے نام کی دہائی دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ) نہ قرآن سے اس کا ثبوت ہے نہ پیغمبر علیہ السلام کے کسی قول سے۔ اور ان کی پرستش کرنا اور دہائی دینا تو صریحاً ممنوع ہے۔

سوم

(سوم) باوجود یکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے اولوالعزم رسول تھے انکو توریت دی گئی تھی خدا تعالے سے کلام کرتے تھے پھر وہ کونسا علم ہے جو انہیں حاصل نہ تھا جسکی خضر علیہ السلام کے پاس تعلیم پانے گئے تھے۔

ف علم لدنی

اسکا یہ جواب ہو کہ انسانوں میں سے بعض نفوس ایسے بھی ہوتے ہیں کہ انکے قویٰ خیالیہ وحسیہ انوار و لمعان روحانی کی وجہ سے ضعیف ہو جاتے ہیں اور انکی قوت ملکیہ انپر یہانتک غالب ہوتی ہے کہ اگر انکو طبقہ ملائکہ میں شمار کیا جائے تو کچھ بعید نہو اور انکی روح علوم و معارف الہیہ کے لئے ایک آئینہ پر جلا ہوتی ہے تب انپر بلا توسط غیرہ عالم غیب کے اسرار فائض ہوتے اور اسیکو علم لدنی کہتے ہیں گرچہ سب انبیا علیہم السلام ایسے ہیں مگر ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ہر ایک کے مراتب متفاوت ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعلیم خلق کی طرف زیادہ توجہ تھی انپر اسی قسم کے علوم فائض ہوتے تھے ملائکہ کے سلسلہ میں داخل ہونا انکے حق میں انکے مقاصد کے منافی تھا برخلاف حضرت خضر علیہ السلام کے

کہ وہ ملکیت غالب آجانے کی وجہ سے رجال الغیب اور ملائکہ میں مل گئے تھے اسلئے نظر سے غائب ہوجانا اور ہزاروں کوس دم مارنے میں چلا جانا سمندروں پر سے پار اتر جانا ان کے نزدیک کچھ مشکل نہ تھا خدا تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دکھانا تھا کہ ہمارے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جو ملائکہ کی طرح جو کچھ کرتے ہیں اسی کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں گو بظاہر انکے افعال کسی سر کی وجہ سے کسی کی سمجھ میں نہ آویں اسی لئے حضرت موسیٰؑ سے خضرؑ نے کہا تھا کہ تمکو اور علوم مجھے اور علوم دیئے گئے ہیں تم میرے ساتھ نہ رہ سکو گے آخر موسیٰ نے بھی دیکھا کہ ان علوم سے مجھے کچھ فائدہ نہیں وہاں سے چلے گئے۔

(چہارم) امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بھی خضر صفت آدمی ہر زمانہ میں موجود ہوتے ہیں جنکو ابدال و اوتاد و اقطاب کہتے ہیں مگر جاہل صوفیوں کا اس قصہ سے یہ سمجھ لینا کہ باوا شریعت اور ہے طریقت اور ہے نماز روزہ حرام و حلال کے ہم پابند نہیں ہم عالم غیب کے مختار ہیں جسکو جو چاہتے ہیں دیتے ہیں پھر اس اعتقاد سے جہلاء کا ان سے حاجات طلب کرنا اور ان لوگوں کا شراب پینا بھنگ نوشی کرنا اور معترض کو یہ کہنا کہ باوا موسیٰؑ نے بھی خضرؑ پر ایسے ہی اعتراض کئے تھے یہ علم لدنی کی باتیں ہیں جو مرشدوں (یعنی تکیہ میں بھنگ گھوٹنے والوں) سے حاصل ہوتی ہیں وغیر ذلک من الخرافات محض وسوسۂ شیطانی اور دام تزویر ہے معاذ اللہ اقطاب و ابدال ایسے منہیات کے کب مرتکب ہوتے ہیں خضر علیہ السلام کی تینوں باتوں کو غور کرو ان میں سر مو قباحت نہ تھی۔ دیوار کا بنانا تو ظاہر ہے رہا کشتی کا تختہ نکالنا کہ جس سے وہ غرق نہ ہوئے اور انکی کشتی بچ گئی ایسی ہی بات ہے کہ جس طرح سر کے بال مونڈ دینے سے کسیکا مرض دفع کر دیا جاوے رہا اس بدبخت لڑکے کا قتل کرنا سو وہ بھی ٹھیک بات تھی خصوصاً جبکہ وہ جوان اور قزاق تھا یوں تو ملک الموت پر بھی سیکڑوں قتل کے ہر کوئی الزام لگا سکتا ہے۔

ف

ہندوؤں کی کتابوں سے جبکہ انپر یہ الزام لگایا گیا کہ کرشن نے گوپیوں سے ایسا کیا مہادیو جی نے اور فلاں فلاں بزرگوں نے ذراسی بات پر اتنے لوگوں کو بیرحمی سے قتل کر ڈالا تو ہنود کے رئیس المناظرین لالہ اندرمن نے حضرت موسیٰ کا قبطی کو مکا مارنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی کا تختہ اکھیڑنا لڑکے کو قتل کرنا حضرت آدمؑ کا بھول کر گندم کے درخت کو کھا نا گنوا دیا اور سیکڑوں وہ بے اصل قصے جو ہمارے خوش اعتقاد راویوں نے اہل کتاب سے لئے تھے بیان کر دیئے کہ لو دیکھو تمہارے مسلم بزرگوں نے کیا کم کیا ہے؟ اس جواب سے ناواقف ہنود تو شاید خوش ہوگئے ہوں گے مگر منصف مزاجوں کے نزدیک یہ جواب سننے کے بھی قابل نہیں کیونکہ کہاں حضرت خضرؑ و موسیٰؑ و آدمؑ کا یہ فعل کہاں انکے بزرگوں کے وہ حیرت انگیز ماجرے جو انکی کتابوں میں بھرے پڑے ہیں جسکی تشریح سوط اللہ الجبار وغیرہ کتابوں میں علماء اسلام نے خوب کی ہے۔

ف

قرآن مجید میں جو خضر علیہ السلام کے تین فعل بیان ہوئے ہر ایک امت کے لئے عجب رموز ہیں۔ اول کشتی کا تختہ توڑ کر بادشاہ ظالم کے ہاتھ سے بچا دینا اس بات کی تعلیم ہے کہ تھوڑے سے نقصان پر صبر نہ ہونا چاہئے انہیں جانے کیا فوائد رکھے ہوتے ہیں اور نیز یہ بھی کہ کسی غریب کو لعد کشتی میں سوار کرنا یا اسکے ساتھ اور کوئی سلوک کرنا آسمانی ہلاکتوں سے بچنے کا سبب ہوجاتا ہے (۲) نیک آدمی پر صدمہ آنا کسی مصلحت الٰہیہ کی دلیل ہے جیسا کہ اس بدبخت لڑکے کا مرنا جو دنیا و آخرت میں انکے ننگ کا باعث تھا جسکے بدلہ میں نیک اولاد ملی (۳) نیک آدمی کے بعد پشتوں تک خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو نیک صلہ دیا کرتا ہے جیسا کہ دیوار کے قصہ سے ظاہر ہے۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَن ذِى ٱلْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا۟ عَلَيْكُم مِّنْهُ ذِكْرًا ۝ إِنَّا مَكَّنَّا لَهُۥ فِى ٱلْأَرْضِ وَءَاتَيْنَٰهُ مِن كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ۝ فَأَتْبَعَ سَبَبًا ۝

اور (اے رسول) آپ سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں (اللہ) کہہ دو کہ اب میں تمہیں اسکا کچھ حال سناتا ہوں۔ ہمنے اسکو ملک میں طرح کی قوت دی تھی اور اسکو ہر ایک طرح کا سازو سامان عطا کیا تھا سو اسنے سازوسامان تیار کرکے سفر کا ارادہ کیا

حَتَّىٰٓ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ ٱلشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِى عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَوَجَدَ عِندَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا يَٰذَا ٱلْقَرْنَيْنِ إِمَّآ أَن تُعَذِّبَ وَإِمَّآ أَن

یہانتک کہ جب وہ آفتاب غروب ہونے کی جگہ پہنچا تو اسکو وہ ایک گرم (یا سیاہ) چشمے میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اسنے ایک قوم کو بھی پایا　ہمنے کہا ای ذوالقرنین (تجھے اختیار ہے) یا انکو سزا دے اور یا اسنے

تَتَّخِذَ فِيهِمْ حُسْنًا ۝ قَالَ أَمَّا مَن ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُۥ ثُمَّ يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِۦ فَيُعَذِّبُهُۥ عَذَابًا نُّكْرًا ۝ وَأَمَّا مَنْ ءَامَنَ وَعَمِلَ صَٰلِحًا فَلَهُۥ

نیک سلوک کرا سنے (ذوالقرنین نے) کہا کہ جو ان میں ظالم ہے اسکو تو ہم سزا ہی دینگے　پھر وہ اپنے رب کے پاس روانہ ہوگا پھر تو وہ اسے اور بھی سخت سزا دیگا　اور جو کوئی ایمان لایا ہوگا اور اس نے نیکی بھی کی ہوگی

جَزَآءً ٱلْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُۥ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝

تو اسکو (خدا کے پاس بھی) نیک بدلہ ملیگا اور ہم بھی اپنے معاملہ میں اسکو آسان ہی حکم دینگے

ترکیب

عن یسئلونک سے متعلق ذکرا اتلو کا مفعول۔ مکنا مفعول آخر محذوف وجدہا جواب ہے اذا بلغ کا تغرب جملہ حال ہے ضمیر وجدہا سے یا مفعول وجد جنتہ ذات حمات۔ الحمات الطین الاسود وقرأ ابن عامر وحمزۃ حامیۃ اے حارۃ اما تخییر کے لئے جزآء کو حمزۃ کسائی حفص بالنصب والتنوین پڑھتے ہیں اور باقی بالرفع والاضافۃ۔ اول تقدیر پر فلہ الحسنیٰ جزاءً جیسا کہ کہتے ہیں لک ہذا الثوب ہبۃ دوسری صورت میں الحسنیٰ کا موصوف الفعلۃ مقدر مانا جاویگا یا المثوبۃ پس جزاء موصوف ہوگی المثوبۃ الحسنیٰ کی واضافۃ الموصوف الی الصفۃ کثیر۔

تفسیر

قصہ ذوالقرنین اور اسکا سفر

یہ تیسرا قصہ ذوالقرنین کا ہے جو اہل کتاب کے کہنے سے قریش نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا انا مکنا سے تمہید کے بعد قصہ شروع ہوتا ہے کہ ہمنے ذوالقرنین کو دنیا پر قابو دیا تھا اور ہر ایک قسم کا سازوسامان اسکو ملا تھا جس سے وہ مشرق و مغرب تک فتوحات حاصل کرتا ہوا چلا گیا اگرچہ جب سے علم تاریخ مدون ہوا ہے تب سے ایسے سازوسامان جواب ہیں ریل دخانی جہاز پائے نہیں جاتے مگر تواریخ سے پہلے غیر معلوم زمانہ میں جانے کیا کیا صنعتیں تھیں اور مٹ گئیں جنکے بعض آثار قدیم خرابات کے کھودنے سے برآمد ہوتے ہیں) فاتبع سببا کہ ذوالقرنین نے سفر کا سازوسامان تیار کیا اور پہلے مغرب کی سمت کو روانہ ہوا یہانتک کہ انکو آفتاب سمندر کے گرم اور سیاہ پانی میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا گرچہ آفتاب آسمان پر ہے مگر غروب کے وقت پانی کے کنارہ پر کھڑے ہونے والے کو پانی میں اور پہاڑ کے سامنے والے کو پہاڑ میں غروب ہوتا ہوا معلوم ہوا کرتا ہے اور جس نے حمئۃ پڑھا ہے اسکے نزدیک ذوالقرنین کے سامنے سیاہ دلدل ہوگا جس میں آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا ہوگا۔ القصہ وہاں ایک بت پرست قوم ملی جس کی نسبت خدا نے ذوالقرنین کو بالہام یا بواسطہ نبی یہ حکم دیا کہ خواہ انکو سزا دے خواہ انسے کوئی نیک سلوک کر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا وہ جو ان میں ظالم و سرکش ہیں میں انہیں سزا دونگا یعنی مار ڈالوں گا جو اس کے بعد وہ اپنے رب کے ہاں جاکر اور بھی سخت عذاب پاویں گے یا یہ مراد کہ سزا دونگا کوئی سزا ہو پھر مرنے کے بعد وہ وہاں اور بھی سزا پاویں گے اور جو ان میں ایماندار اور نیک ہو جاوینگے ان کو اچھا بدلہ انعام و اکرام دونگا اور اپنی حکومت و ریاست کے امر میں بھی ان سے نرمی برتونگا چنانچہ ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا۔

ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا

بار دگر اس نے تیاری کی یہاں تک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ (یعنی مشرق) پہنچا تو اسنے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع کرتے ہوئے پایا کہ جنکو ہم نے آفتاب سے بچنے کیلئے کوئی اوٹ نہ بنا رکھی تھی بات یوں ہی ہے اور اسکے حال کی پوری پوری خبر

لَدَيْهِ خُبْرًا ۝ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ۝ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ۝ قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ

ہمارے ہی پاس ہے اسنے پھر تیاری کی یہاں تک کہ وہ جب پہاڑوں کے دو دروں میں پہنچا تو انکے پاس ایک ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ۔ انہوں نے (مترجم کی معرفت) کہا اے ذوالقرنین

اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ۝ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ

یاجوج ماجوج نے تو ملک میں فساد ڈال رکھا ہے ۔ پھر اگر آپ کہیں تو آپ کے لئے ایک محصول قایم کریں ۔ اس شرط پر کہ آپ ہمارے اور انکے بیچ کوئی مستحکم دیوار بنا دیں ۔ کہا کہ جو کچھ میرے رب نے مجھ کو مقدور دے رکھا ہے

خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ۝ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى

کافی ہے پھر تم اپنے (ہاتھ پاؤں) طاقت سے میری مدد کرو میں تمہارے اور انکے درمیان ایک آڑ بنا دوں مجھ کو لوہے کے تختے لا دو (وہ لائے) اور کام شروع ہوا یہاں تک کہ جب پہاڑ کے دونوں کناروں کو دیوار چنکر برابر کر دیا تو کہا اسکو دھونکو

اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ۝ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ

کہ جب اسکو سرخ انگار کر دیا تو اسنے کہا کہ اب تم میرے پاس تانبا لاؤ کہ پگھلا کر اسپر ڈالدوں (پس ایسی مستحکم اور بلند دیوار تیار ہو گئی) کہ یاجوج ماجوج نہ اسپر چڑھ سکتے تھے اور نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے ۔ اسکو دیکھکر ذوالقرنین نے

فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

پھر جب میرے رب کا وعدہ آویگا تو اسکو ڈھا کر برابر کر دیگا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے

السدین ای الجبلین المبنی بینہما سدہ وہما جبلان منیفان فی اواخر الشمال فی منقطع ارض الترک من ورائہما یاجوج وماجوج وبین ہہنا مفعول بہ وہو من الظروف المتصرفۃ۔ خرجا جعلا نخرجہ من اموالنا۔ ردما حاجزا حصینا وہو اکبر من السد من قولہم ثوب مردم اذا کان رقاع فوق رقاع۔ الصدفین الصدف محرکۃ کل شیء مرتفع من حائط ونحوہ لہ جانبی الجبلین فما اسطاعوا بحذف التاء حذرا من تلاقی متقاربین لہ التاء والطاء۔

پھر وہاں سے بلاد مشرقیہ کی طرف توجہ کی اور مشرق میں ایسی قوم تک پہنچے کہ جنکے پاس آفتاب کی تپش سے بچنے کیلئے کوئی خیمہ یا مکان نہ تھا زمین اور پہاڑوں کی کھوہ میں رہتے تھے ۔ فرماتا ہے کذلک الخ یعنی ہم علام الغیوب ہیں ذوالقرنین کا پورا حال کہ کس قدر سپاہ تھی اور اسکے ساتھ کون کون تھے جو ہمکو معلوم ہے اور کوئی کیا جان سکتا ہے اور الحق یوں ہی ہے ۔

ثم اتبع سببا یہ تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالبا شمالی رخ کا دہاوا ہے کیونکہ آبادی زمین کی اسی حصہ میں بیشتر ہے ۔ شمال میں فتح کرتے کرتے وہ پہاڑوں کی گھاٹی میں پہنچے اور اسکے متصل ایسی قوم ملی جو بات نہ سمجھ سکتی تھی ترجمان کے ذریعہ سے انہوں نے ذوالقرنین سے قوم یاجوج وماجوج کی سرکشی اور فساد کا حال بیان کرکے اس گھاٹی کے بند کرنے کی درخواست کی کہ جس سے گزر کر یہ دونوں قومیں ان کے ملک میں قتل وغارت کرتے تھے اور اسپر انہوں نے کچھ روپیہ یا پیداوار دینے کا بھی وعدہ کیا ذوالقرنین نے کہا خدا نے مجھے بہت کچھ دے رکھا ہے تم صرف جسمانی مدد دو کہ لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ لوگ لائے پس جب پہاڑوں کی چوٹیوں تک درے کو لوہے اور پتھروں سے چن دیا تو گرم کرکے یعنی پگھلا کر اسپر کسی حکمت سے تانبا یا سیسا ڈالدیا جس سے وہ دیوار ایک ذات ہو گئی سب جوڑ مستحکم ہو گئے کہ نہ تو اسکی بلندی کی وجہ سے یاجوج وماجوج اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں سوراخ کرسکتے تھے ذوالقرنین نے کہا یہ تمپر رحمت الٰہی ہے اسکے گرنے کا ایک وقت مقرر خدا نے کر رکھا ہے جب وہ وقت آویگا تو گر جاویگی یہ اسلئے کہا کہ شکر گزاری کرتے رہیں ڈرتے رہیں +

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۙ الَّذِيْنَ

اور اس روز ہم نے انکو ایسا کر چھوڑا کہ ایک دوسرے پر دھکا پیل کرتا تھا اور صور پھونکا جاویگا پھر ہم ان سب کو جمع کرینگے اور ہم اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لاویں گے ان کے کہ

كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۚ

جنکی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا اور وہ کچھ سن بھی نہ سکتے تھے۔

ترکیب

بعضہم مفعول اول ترکنا بمعنی جعلنا کا یموج جملہ مفعول ثانی وترکنا جملہ مستانفہ ہے یومئذ یموج سے متعلق ہے۔ کانوا معطوف ہے کانت اعینہم پر جیز صلہ میں داخل ہے معطوف اور معطوف علیہ کا مجموعہ صلہ ہے الذین کا یہ موصول اپنے صلہ سے ملکر الکافرون کی صفت یا نعت ہے۔

تفسیر

یہ تتمہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز یعنی وقت موعود پر جبکہ دیوار ٹوٹے گی اور قوم یاجوج ماجوج اسمیں سے ادہر کے ملکوں میں آویگی تو یہ اژدحام ہوگا کہ دھکم دھکا ایک دوسرے پر گرتے پڑتے ٹڈی دل کی طرح امڈے چلے آویں گے آکر زمین میں فساد کریں گے قتل کریں گے کھیتیں اجاڑیں گے۔ چونکہ دیوار کا ٹوٹنا یاجوج ماجوج کا باہر آکر فساد کرنا بلحاظ زمانہ ذوالقرنین کے ہزاروں سینکڑوں برس کے بعد ہوگا اور یہ زمانہ اس زمانہ کے خیال سے یقیناً قیامت کے قریب ہے اسلئے اس مناسبت سے حشر کا مسئلہ شروع ہوا ونفخ فی الصور صور پھونکا جاویگا دنیا نیست و نابود ہو جاویگی پھر دوسری بار صور پھونکے گا جس سے ہر شخص زندہ ہوگا وعرضنا جہنم الخ اسروز کافروں کے سامنے جہنم کو لا کھڑا کردیں گے تاکہ وہ اسمیں ڈالے جاویں وہ کافر کون لوگ ہیں؟ آپ ہی بتاتا ہے الذین الخ وہ کہ جنکی آنکھوں پر دنیا میں پردے پڑے ہوئے تھے کہ خدا کی نشانیوں اور آیات قدرت کو دیکھکر اسکو یاد نہیں کرتے تھے اور جب خود یہ بات حاصل نہ تھی تو ان کے وعظ و نصیحت کو بھی نہیں سنتے تھے۔ وترکنا الخ کے جو معنی ہمنے بیان کئے ہیں انہیں معنی کی تائید سورہ انبیاء کی اس آیت سے ہوتی ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وہم من کل حدب ینسلون یہانتک کہ جب یاجوج وماجوج کو کہولدیں گے تو وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آوینگے۔ پھر واقترب الوعد الحق سے حشر کا برپا ہونا بیان فرماتا ہے جیسا کہ یہاں عرضنا سے فرمایا مگر بعض مفسرین یومئذ سے مراد وہ دن لیتے ہیں کہ جس روز دیوار قایم ہوئی تھی اور ترکنا ماضی کے صیغہ کو اپنے اصلی معنوں پر رکھتے ہیں انکے نزدیک اسکے یہ معنی ہوئے کہ جس روز دیوار قایم ہوگی تو یاجوج ماجوج وہیں ایک دوسرے پر باہر آنے کے لئے گرتے پڑتے اور اژدہام کرتے رہ گئے کہ ایک دوسرے پر دیوار کی طرف آنیکے لئے گرا پڑتا تھا جیسا کہ اژدحام میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ ویسئلونک عن ذی القرنین الخ جمہور مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ قریش[1] نے احبار یہود کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند باتیں بطور امتحان کے پوچھی تھیں منجملہ انکے ایک یہ بات بھی ہے۔ اس بات کو محدثین نے صحیح سند سے ثابت کر دیا ہے۔ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اسمیں کچھ بھی شبہ نکرنا چاہئے کہ ذی القرنین کا قصہ یہود میں متعارف تھا اب خواہ وہ انکے طالمود میں ہو خواہ کتابیں جو انکی کتاب مقدس کی شرح یا تفسیر ہے یا انکی ان روایات میں جو زبانی یکے بعد دیگرے انکے ہاں متوارث چلی آتی تھیں ہرچہ باشد مگر وہ ذی القرنین کے قصہ سے واقفیت رکھتے تھے اور یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس قصہ کو ہر ایک نہیں بتلا سکتا اور اسی غرض سے بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے

[1] چنانچہ ابن جریر نے بسند ابن اسحاق عکرمہ سے روایت کی ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں قریش نے نضر بن حارث عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ میں احبار یہود کے پاس بھیجا کہ ان سے پوچھکر بطور امتحان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کریں چنانچہ انہوں نے یہ تین سوال حل کئے اور یہ بھی کہدیا کہ اگر ان میں سے دو کا جواب دیکا تو جانیو کہ برحق ہے اول اصحاب کہف کا حال پوچھو پھر اس بادشاہ کا جو مشرق و مغرب کا فتح کرتا ہوا چلا گیا تھا یعنی ذوالقرنین کا پھر روح کے سوال کرو ۱۲ منہ

پوچھا تھا۔ قرآن مجید نے صرف یہی بتلایا کہ وہ ایک ایسا بادشاہ تھا کہ جسکو ہمنے زمین پر زور آور کیا تھا اسکو ہر ایک طرح کے اسباب عطا کئے تھے پھر اس نے مغرب کے رخ سفر کیا اور وہاں تک پہنچا کہ جہاں اسکو آفتاب سیاہ اور گدلے چشمہ میں ڈوبتا ہوا معلوم ہوا پھر وہاں سے لوٹ کر مشرق کی طرف رجوع کیا اور آخر ایک ایسی قوم پر پہنچا کہ جن پر آفتاب بغیر کسی حجاب کے طلوع کرتا تھا پھر وہاں سے اس نے ایک اور سفر کیا (جو غالبًا سمت شمالی میں تھا اور قرائن سے بھی یہی سمجھا جاتا ہے) اور ایک ایسی قوم تک پہنچے کہ جو انکی زبان نہ سمجھ سکتے تھے (بغیر ترجمان کے) ان لوگوں نے ذوالقرنین سے کسی خاص خراج دینے پر یہ درخواست کی کہ یاجوج ماجوج مفسد لوگ ہیں ہمارے ملک پر شورش برپا کیا کرتے ہیں آپ انکا رستہ بند کر دیجئے ذی القرنین نے خراج لینے سے تو انکار کیا اور لوہے کے تختے اتنے مانگے کہ جتنے دو پہاڑوں کے درمیان کوئی درہ تھا اسکو بند کر دیا اور دیوار چنکر اسکو گرم کیا اور پگھلا ہوا تانبا یا سیسہ اسپر ڈالکر ایسا مستحکم کر دیا کہ جسپر نہ وہ چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں نقب لگا سکتے تھے نہ قرآن مجید میں اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین کس ملک کا بادشاہ تھا اور کس عہد میں تھا؟ اور نہ یہ بات بتلائی کہ اسکو ذی القرنین کیوں کہتے تھے۔ نہ اس بات کا ذکر ہے کہ ذی القرنین مشرق و مغرب میں انتہی تک پہنچ گئے تھے نہ یہ بات بتلائی گئی ہے کہ وہ قوم کہ جسنے سد یعنی دیوار بنانے کی درخواست کی تھی کون قوم تھی اور کہاں تھی؟ نہ یہ بتلایا کہ یاجوج ماجوج کون قوم تھی اور کہاں رہتی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں اور ہے تو کہاں ہے اور وہ کیسی قوم ہے انکے قد کیسے ہیں اور وہ مردم خور ہیں یا نہیں؟ اور نہ دیوار کا موقع بتلایا کہ وہ کس جگہ بنی تھی اور اب بھی ہے کہ نہیں؟ یہ سب باتیں سوال سے زائد تھیں اسلئے انسے اعراض کر کے اصل قصہ بتلایا جو انکی غرض سے تعلق رکھتا تھا اور انبیاء علیہم السلام اور وحی کا مقصد اصلی بھی یہی تھا تفصیل وار قصے کہانی بیان کرنا مورخوں کا کام ہے۔ اب ان باتوں میں علماء اسلام نے غور کرنا شروع کیا اور جہاں تک ہو سکا انکا پتا نکالا اور ان باتوں کے دریافت کرنے میں انہوں نے کہیں قرآن مجید کے اشاروں سے کہیں روایات سلف سے کہیں مورخین اہل کتاب اہل اسلام و دیگر تواریخ سے اور ہر زمانہ کے اہل تحقیق اور اہل جغرافیہ سے مدد لی اور یہی وجہ ہے کہ ان باتوں کے ٹھیک ٹھیک دریافت کرنے میں انکو باہم اختلافات بھی ظہور میں آئے اور کچھ عجب نہیں کہ انکو کسی موقع میں اصلی بات رہ گئی ہو اور بعض نے اسکو ٹھیک سمجھا ہو۔ اور ایسی باتوں میں کہ جہاں نہ کوئی نص قطعی رہنمائی کرتی ہو نہ کوئی اسوقت کی صحیح تاریخ ملتی ہو اختلاف ہونا ایک معمولی بات ہے نہ ان امور مبحوثہ کا انکی تحقیق کے موافق ہر ہر بات میں صحیح مان لینا فرض و واجب ہے نہ اپر کوئی وجہ انکار ہے

سب سے پہلی بات کہ ذوالقرنین کون تھا اور کہاں کا تھا اور کب تھا؟

اسکا ثبوت اس سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ یہ دیوار کس نے بنائی؟ پس جو اسکا بنانے والا ہے وہی شخص ذی القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اب ہم کو اس سد کو تلاش کرنی پڑی کہ کہاں ہے؟ ہمارے سامنے حال کے بھی متعدد جغرافیہ اور کرۂ زمین کے صحیح نقشے دھرے ہیں جو سرکاری مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں ان میں کسی جگہ یاجوج ماجوج قوم کا ذکر تک نہیں اور یہ ممکن ہے کیونکہ حال کے جغرافیوں میں قوموں اور ملکوں کے وہی نام ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل متعارف ہیں اور ایسا بہت واقع ہوا ہے کہ زمانہ کے گزرنے سے ملکوں اور شہروں اور قوموں کے اور ہی نام ہو گئے پہلے نام بدل گئے ہو سکتا ہے کہ یاجوج ماجوج کو آجکل کسی اور نام سے تعبیر کرتے ہوں اسلئے یاجوج ماجوج کا نام نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں نہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کوئی قوم نہیں یا پہلے تھی اب بالکل نیست و نابود ہو گئی اسی طرح اس سد کا بھی ذکر نہیں اور یہ بھی قرین قیاس ہے کس لئے کہ جغرافیوں اور نقشوں میں شہروں اور پہاڑوں اور بڑے بڑے نشانوں کو ذکر کیا کرتے ہیں اور یہ دیوار جیسا کہ اہل اسلام کے مورخ کہتے ہیں صرف تخمینًا ڈیڑھ گز کی ایک مرتفع اور مستحکم دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے اس سے بھی بڑی بڑی صدہا چیزیں مذکور نہیں ہوتیں۔

اب ہمکو مسلمانوں کے قدیم جغرافیہ دیکھنے چاہئیں کہ جنہوں نے بطلیموس کے جغرافیہ کو لیکر اسکے ساتھ اپنے سفر نامہ اور اپنے دیکھے ہوئے مقامات کو بھی نہایت تشریح کیساتھ بیان کیا ہے اور گویا حال کے جغرافیوں کی انہیں پر تقسیم اقالیم وجزائر و ممالک وغیرہ امور میں بنیاد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ آجکل سامان سفر جیسے مہیا ہیں ویسے آسان

طریقہ سے ہر ایک ملک کی خبر دریافت ہوسکتی ہے پہلے یہ بات نہ تھی اور اسی لئے حال میں اس فن میں بہت کچھ چھان بین کی گئی مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسری تیسری صدی میں جبکہ مسلمانوں کے فتوحات مشرق و مغرب تک پھیل گئے تھے اور وہ باوجود صعوبت سفر کے اندلس اور جبل الطارق سے لیکر چین کے کناروں تک ایسے امور کی تحقیقات کے لئے سفر کیا کرتے تھے اور پھر ہر ایک سیاح نہایت صحت و احتیاط کے ساتھ ان مقامات و بلاد و ممالک کے احوال قلمبند کیا کرتا تھا چنانچہ اس قسم کے بہت سے جغرافیہ ابتک موجود ہیں جنمیں سے اکثر کو اہل فرنگستان نے طبع بھی کیا ہے انمیں سے میرے پاس اسوقت یہ کتابیں موجود ہیں جنسے ایشیا اور افریقہ کے ملکوں کا اور انکے شہروں اور مشہور مقاموں کا بڑی تشریح کیساتھ حال معلوم ہوسکتا ہے (۱) کتاب المسالک والممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل مطبوعہ لیڈن بطبع بریل ۱۸۷۳ء (۲) الآثار الباقیہ عن القرون الخالیۃ تالیف ابوریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء بیرون سندھ میں کوئی قریہ یا شہر تھا شاید اب بھی ہو یہ شخص بڑا حکیم منجم سلطان محمود غزنوی کے عہد میں تھا (۳) نزہۃ المشتاق فی ذکر الامصار والاقطار والبلدان والجزر والمدائن والآفاق اسکا مصنف علوی ادریسی چھٹی صدی ہجری میں تھا یہ جغرافیہ یونانی اور اس کے جغرافیوں سے ملخص کرکے جزیرہ صقالیہ کے عیسائی بادشاہ کے لئے تصنیف کیا تھا (۴) مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع تالیف یاقوت حموی مطبوعہ فرانس (۵) کتاب البلدان تالیف ابی بکر احمد بن محمد الہمدانی المعروف بابن الفقیہ مطبوعہ لیڈن بطبع بریل ۱۳۰۲ ہجری (۶) احسن التقسیم فی معرفۃ الاقالیم تالیف شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر البناء الشامی المقدسی المعروف بالبشاری مطبوعہ لیڈن بطبع بریل ۱۸۷۷ء اس کا مصنف شہاب الدین غوری سے بھی پہلے تھا (۷) مسالک الممالک تالیف ابی اسحاق ابراہیم بن محمد الفارسی الاصطخری المعروف بالکرخی مطبوعہ مطبع بریل واقع شہر لیڈن ۱۸۷۰ء (۸) تقویم البلدان تالیف السلطان عماد الدین اسماعیل بن الملک الافضل یعنی ابو الفداء مطبوعہ پیرس ۱۸۴۰ء (۹) مقدمہ ابن خلدون یہ شخص جو آٹھویں صدی میں گزرا ہے بڑا حکیم تھا اس نے اپنے جغرافیہ میں حکیم بطلیموس کے جغرافیہ سے لیا ہے جو حضرت مسیحؑ سے تھوڑے دنوں بعد گزرا ہے اور نیز زجار وابن مسعودی و حوقلی و قدسی و ابن اسحاق منجم و نزہۃ المشتاق سے بھی لیا ہے اور اقالیم کا اس صحت و خوبی کے ساتھ حال بیان کیا ہے جو آجکل کے جغرافیوں سے سرمو تفاوت نہیں رکھتا صرف ناموں کا فرق ہے۔ اسنے اپنے مقدمہ میں تین جگہ اس دیوار کا ذکر کیا ہے صفحہ ۱۰ میں کہتا ہے وفی الجزء التاسع من ہذا الاقلیم الخامس فی الجانب منہ بلاد خفشاخ دہم قفجق یجوزہا جبل قوقیا حین ینعطف من شمالہ عند البحر المحیط ویذہب فی وسطہ الی الجنوب بانحراف الی الشرق فیخرج فی الجزء التاسع من الاقلیم السادس ویعترضا فیہ وفی وسطہ ہناک سد یاجوج وماجوج وقد ذکرناہ وفی الناحیۃ الشرقیۃ من ہذا الجزء ارض یاجوج وراء جبل قوقیا علی البحر قلیلۃ العرض مستطیلۃ احاطت بہ من شرقہ وشمالہ انتہی کہ اس اقلیم کے نویں حصہ میں ایک گوشہ میں خفشاخ کے بلاد ہیں کہ جنکو قفچاق کہتے ہیں کہ جنپر سے قوقیا پہاڑ گزرتا ہے جبکہ وہ بحر محیط کے پاس سے ہو کر شمال کیطرف موڑتا ہے قدرے شرق کو مائل ہو کر تب وہ پہاڑ اقلیم سادس کے نویں حصہ تک نکل جاتا ہے اور یہیں سے وہ موڑ کھا کر نکلتا ہے اور اسی جگہ اسکے وسط میں یاجوج ماجوج والی دیوار ہے کہ جسکو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس حصہ کے شرقی کنارہ میں یاجوج کا ملک ہے جبل قوقیا کے پرے سمندر کے رخ مستطیل ٹکڑا ہے۔ قوقیا غالباً کوہ التای کو کہتے ہیں اور اسی کے موڑ میں ایک جگہ وہ دیوار ہے اور کوہ طئی کے پرلی طرف منگولیا اور منگولیا مغلوں کی قومیں ہیں جنکو یاجوج سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ لوگ سخت خونخوار درندے اور وحشی اور سفاک کافر تھے جنکا ہمیشہ شکار رہے پہلے زمانوں میں یہ لوگ ادہر تو چین کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے جنکے روکنے کیلئے حضرت مسیح علیہ السلام سے تخمیناً ۲۲۰ برس پیشتر فغفور چین نے دیوار بنائی تھی جسکی لمبائی کا اندازہ بارہ سو میل ہے لیکر پندرہ سو میل تک کیا گیا ہے یہ مستحکم دیوار کہ جسکی پوری کیفیت تاریخ چین سے معلوم ہوتی ہے اب تک موجود ہے جو عجائب روزگار میں شمار کیجاتی ادہر یہ سفاک قوم اس پہاڑ کے دروں سے گزر کر ترکستان پر تاخت و تاراج کرتا آیا کرتی تھی۔ اب ہم یہ بتلاتے ہیں کہ دنیا میں اس قسم کی دیواریں کئی جگہ ہیں ؟ (۱) ملک چین کے شمالی حصہ میں ایک دیوار ہے جسکو دیوار چین کہتے ہیں

اول دیوار

جسکو بقول مورخین چی وانگٹی فغفور چین نے بنایا تھا (۲) دوسری وہ دیوار جو جبل الطی کے کسی درہ کو بند کئے ہوئے ہے جسکا ابن خلدون نے بھی ذکر کیا اور اسیکو اکثر مورخین اسلام سد یاجوج کہتے ہیں جسکی تحقیق خلفاء عباسیہ کے عہد میں کی گئی تھی چنانچہ ابوریحان بیرونی اپنی کتاب آثار باقیہ مطبوعہ جرمن ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۴۱ میں لکھتے ہیں فاما الروم المبنی بین السدین فان ظاہر القصۃ فی القرآن لا ینص علی موضعہ من الارض وقد نطقت الکتب المشتملۃ علی ذکر البلاد والمدن کجغرافیا وکتب المسالک والممالک علی ان ہذہ الامۃ اعنی یاجوج وماجوج ہم صنف من الاتراک المشرقیۃ الساکنۃ فی مباوی الاقالیم الخامس والسادس مع ہذا حکی محمد بن جریر الطبری فی کتاب التاریخ ان صاحب آذربیجان ایام فتحہا وجہ انسانا الیہ من ناحیۃ الخزر فشاہدہ ووصفہ بناء باسق سام اسود وراء خندق وثیق منیع - وحکی عبداللہ بن خردازبۃ عن الترجمان بباب الخلیفۃ ان المعتصم رای فی المنام ان ہذا الروم قد فتح فوجہ خمسین نفرا الیہ یعاینوہ فسلکوہ من طریق باب الابواب واللان والخزر حتی بلغوا الیہ وشاہدوہ معمولا من لبن حدید ومشدودا بالنحاس المذاب وعلیہ باب مقفل وحفظۃ من اہل البلدان القریبۃ منہا وانہم رجعوا فاخرجہم الدلیل الی البقاع المحاذیۃ لسمرقند انتہی

کہ اس دیوار کا قرآن نے کوئی موقع و محل نہیں بتلایا کس جگہ ہے ؟ ہاں کتب تواریخ وجغرافیہ میں تو ہے کہ یاجوج ماجوج ترکوں میں سے ایک قوم کا نام ہے جو اقلیم خامس وسادس کے مشرق میں رہتے ہیں اور محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں بھی لکھا ہے کہ والی آذربیجان نے جب اس ملک کو فتح کیا تو کسی کو اس دیوار کے دیکھنے کو بھیجا جو بحیرۂ خزر کی راہ سے دیکھنے گیا اور دیکھکر آیا۔ اور ابن خردازبہ نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ معتصم نے خواب میں اس دیوار کو ٹوٹا ہوا دیکھا تب اس کی تحقیق کے لئے پچاس آدمیوں کو روانہ کیا باب الابواب اور لان اور خزر کی راہ سے گئے اور اسکو دیکھکر آئے اور بیان کیا کہ ایک دیوار مستحکم ہے جو لوہے کے تختوں یا اینٹوں سے بنائی گئی ہے نہایت بلند و مستحکم اور اسمیں دروازہ بھی ہے جسپر قفل لگا ہوا ہے پھر جو اس جماعت کو راہبر نے وہاں سے نکالا تو سمرقند کے محاذی آنکلے - اور کتاب احسن التقسیم فی معرفت الاقالیم میں اسی بات کو بڑی تفصیل سے نقل کیا ہے مگر معتصم کی جگہ واثق باللہ عباسی خلیفہ کا معاملہ بتلایا ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ واثق نے اس جماعت کا افسر محمد بن موسیٰ خوارزمی منجم کو بنایا تھا اور سامان سفر بہت کچھ دیا تھا اور بادشاہوں کے نام نامے بھی لکھ دیئے تھے پھر یہ جماعت طرخان کے ملک سے ہو کر اس مقام پر پہنچے کہ جہاں یہ دیوار ہے اگر انہوں نے سب تفصیل بیان کی ڈیڑھ سو گز کا دو پہاڑوں میں ایک گھاٹا ہے جسکو دو پائے چنکر (کہ جنکا عرض پندرہ پندرہ گز ہے جو لوہے کی اینٹوں سے بنے ہیں اور پھر پگھلے ہوئے تانبہ سے انکی درزیں ملائی گئی ہیں) ایک مستحکم دروازہ بنا کر بڑے مستحکم آہنی کواڑوں سے بند کر دیا ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۸۰ میں شہر صغانیاں کی مسافت یوں بیان کرتا ہے کہ یہاں سے شوہان تک دو دن کا رستہ ہے پھر اندیان تک ایک روز کا پھر وانجرد تک ایک روز کا اور وہاں سے ایلاق ایک روز کا اور وہاں سے دربند ایک روز اور یہاں سے جاذگاں ایک روز کا انتہیٰ غالباً دربند ایک دوسری عمارت ہے جو آذربیجان کی طرف موجود ہے. کتاب المسالک الممالک تالیف ابی القاسم بن حوقل کے صفحہ ۳۹۹ میں ترمذ اور بخارا کی مسافت یوں بیان کی ہے کہ ترمذ سے فراجون ایک مرحلہ اور وہاں سے میان کال ایک مرحلہ اور وہاں سے مایمرغ ایک مرحلہ اور وہاں سے کسف ایک مرحلہ اور وہاں سے سونج ایک مرحلہ اور وہاں سے ویذکی ایک مرحلہ اور وہاں سے کندک ایک مرحلہ اور وہاں سے باب الحدید ایک مرحلہ اسکے علاوہ تاریخ تیموری میں تیمور بادشاہ کا اس باب الحدید تک ایک جنگ میں پہنچنا مذکور ہے اور اسکے بعد اور اور سیاحوں نے بھی اس پہاڑ میں اس دربند کا معاینہ کیا ہے اور یہ بات نقشہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ جبل الطی منگولیا اور منچوریا میں حائل ہے اور اس کا انہیں حدود میں ایک موڑ معلوم ہوتا ہے اور اسی پہاڑ کے بیچ میں ایک درہ کشادہ تھا جسکو ذی القرنین نے بند کر دیا جو اب تک موجود ہے اور ٹھیک یہی وہ سد ہے کہ جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے پھر اسی کتاب کا مصنف صفحہ ۳۷۰ میں شہر سمرقند کی بابت لکھتا ہے ویزعم الناس ان تبعا بنی مدینتہا وان ذی القرنین تمم بعض بنائہا ورایت علی بابہا الکبیر صحیفۃ من حدید وعلیہا کتابۃ زعم اہلہا انہا الحمیریۃ وانہم یتوارثون علم ذلک انتہیٰ کہ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ تبع نے شہر سمرقند کو آباد کیا اور اسکی بعض عمارات کو ذی القرنین نے تمام کیا اور میں نے اسکے بڑے دروازہ پر لوہے کی تختی دیکھی کہ جسپر کچھ لکھا ہوا ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ حمیریہ خط میں ہے (جو شاہان حمیریہ والیان یمن کا خط تھا)

اور یہ بات وہ اپنے باپ دادا سے سنتے چلے آتے ہیں اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا اور اس نے اس قوت میں عملداری
بھی کی ہے اور اپنے ملک کی حفاظت کے لئے جبل الطی کا یہ درہ بھی بند کیا تھا کہ جس کو سد ذی القرنین کہتے ہیں اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے کس
لئے کہ شاہان یمن مصر پر بھی عملداری کر چکے ہیں جو کہ بانوں کی عملداری کے نام سے مشہور ہے اور انکے آثار قدیمہ جیسا کہ قصر غمدان وغیرہ یمن میں یادگار
تھے اور اب بھی ہیں جو انکی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں پھر کیا تعجب ہے کہ مشرق و شمال میں بھی انکے فتوحات ہوتے ہوں (۳) تیسری دیوار یا

دیوار سوم

ایک نہایت مستحکم بنا ہے جو غیر قوموں کے روکنے کے لئے ملک آذربیجان کے سرے پر بحیرہ طبرستان کے کنارہ جبل قبق کے گھاٹ بند کرنے
کے لئے بنائی گئی تھی ۔ مراصد الاطلاع کے صفحہ ۱۱۱ میں ہے و باب الابواب فہو دربند، دربند شیرواں و باب الابواب مدینۃ علی البحر بحر طبرستان و
بحر الخزر الخ وسمیت باب الابواب لانہا افواہ شعاب فی جبل القبق فیہا حصون کثیرۃ ولہا حائط بناہ انوشیروان بالصخر والرصاص وعلا بالثلثمائۃ ذراع
وجعل علیہ ابوابا من حدید لان الخزر کانت تغیر فی سلطان فارس حتی تبلغ ہمدان والموصل فبناہ لیمنعہم الخروج منہ انتہی باب الابواب دربند بحر خزر
پر ایک شہر ہے اور اسکو باب الابواب اس لئے کہتے ہیں کہ یہاں جبل قبق کی بہت سی گھاٹیاں ہیں جہاں بہت سے قلعے ہیں اور وہاں ایک دیوار
ہے جو پتھر اور سیسے سے بنائی گئی ہے جسکی بلندی تین سو گز ہے اور جس میں لوہے کے دروازے ہیں اور اسکو انوشیرواں نے اسلئے بنایا تھا کہ قوم خزر اس کے
ملک میں آکر ہمدان اور موصل تک غارتگری کرتی تھی انکے روکنے کے لئے اسکو بنایا تھا کتاب البلدان کا مصنف ابن الفقیہ اس دیوار کا کئی جگہ
ذکر کرتا ہے ایک جگہ کہتا ہے ومشتہ وبنی الحائط بینہ وبین الخزر بالصخر والرصاص وعرضہ ثلثمائۃ ذراع حتی الحقہ برؤس الجبال ثم قادہ فی البحر وجعل علیہ
ابواب حدید پھر صفحہ ۲۹۰ میں کہتا ہو الباب الابواب، حائط بناہ انوشیرواں وان طرفا منہ فی البحر الخ وسبعۃ فراسخ الی موضع اشب جبل وعر لا یتہیا سلوکہ وہو مبنی بالحجارۃ
المنقورۃ المربعۃ ینقل الحجر الواحد منہا خمسون رجلا وقد ثقبت ہذہ الحجارۃ والقد بعضہا الی بعض بالمسامیر وجعل فی ہذہ السبعۃ الفراسخ سبعۃ مسالک الخ علی کل
مسلک باب عرض السور [illegible] علاہ مایسیر علیہ عشرون فارسا لا یتزاحمون انتہی کہ خزر کے روکنے کیلئے پتھر اور سیسے کی انوشیرواں نے ایک دیوار بنائی کہ جسکا عرض
تین سو گز ہو جسکو پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچا دیا اور اسکا ایک سرا دریا میں ملا دیا جسکی لمبائی سات فرسخ ہو ہر ایک فرسخ پر ایک آہنی دروازہ لگا دیا ہے اور یہ دیوار
گھڑے ہوئے مربع پتھروں سے بنی ہوتی ہے کہ سوراخ کر کے ایک پتھر کو دوسرے سو میخ سے ملحق کر دیا ہوا ہے ایک ایک پتھر ایسا بڑا ہے کہ پچاس آدمی بھی
اسکو اکھیڑ نہیں سکتے اور اوپر جا کر اسکی اتنی چوڑان ہے کہ جس پر بلا مزاحمت بیس سوار چلے جاویں اور ایک جگہ یہاں کے قلعوں کو قباد اکبر کی تعمیر بتایا ہو یہ دیوار
بھی ابتک قایم ہے اور بیضاوی وغیرہ بعض علماء اسلام نے اسی کو وہ دیوار بتلایا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے ۔

دیوار چہارم

(۴) دیوار تبت کے شمالی پہاڑوں میں بمقام راست بنائی گئی ہے اسکی نسبت نزہۃ المشتاق میں یہ لکھا ہے والراست قفل خراسان من تلک الوجہ وہی مدینۃ بین
جبلین کان بہا مدخل للترک الی الغارۃ فاغلق الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک ہناک بابا کہ یہ شہر راست جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ہے اس سمت سو خراسان کا
کا اخیر کنارہ ہے یہاں ایک رستہ ہے جہاں سے ترک دھاوا کیا کرتے تھے اسکو فضل بن یحیی برمکی نے دروازہ لگا کر بند کر دیا ۔ یہ دیوار بالاتفاق وہ دیوار نہیں کہ
جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے کیونکہ یہ نزول قرآن کے بعد بنائی گئی ہے (۵) بحر شامی یا بحر روم کا مشرقی کنارہ جو شام سے ملا ہوا ہے اس میں چند

دیوار پنجم

جزائر ہیں ایشیا کوچک سے ملتے ہوئے جنمیں سے ایک جزیرہ رودس ہے اور ایک جزیرہ بلونس ہے کہ جسکو ہزار میل کے دورے سے دریا گھیرے
ہوئے ہے اس کا خشکی کی طرف ایک رستہ ہو چھ میل کے فاصلہ کا سو اسکو کسی قیصر روم نے دیوار بنا کر بند کر دیا ہے چنانچہ نزہۃ المشتاق میں لکھتا ہے
الجزء الرابع من الاقلیم الرابع تضمن قطعۃ من البحر الشامی فیہا اعداد جزء اثر من جزائر الرمانیۃ وجزیرۃ بلیونس جزیرۃ یحیط بہا البحر الف میل ولیس لہا منفذ الی البر الا فم ضیق
مقدارہ ستۃ امیال وقد کان احد القیاصرۃ من الروم بنی علیہ سورا طولہ ہذہ المسافۃ وہی ستۃ امیال انتہی یہ معلوم نہیں کہ یہ دیوار اب بھی قایم ہے کہ نہیں مگر یہ بھی بالاتفاق وہ

دیوار نہیں کہ جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور نہ وہ دیوار مراد ہو سکتی ہے کہ جسکو بعض علماء نے ملک اندلس کے پہاڑوں میں بتلایا ہے اب صرف اول و دوم دیوار میں کلام ہے تہذیب علیگڑھ انسٹیٹوٹ گزٹ مطبوعہ، جون ۱۹۰۸ء میں ہمارے کسی نامور معاصر نے ایک مضمون طبع کیا ہے جسکی سرخی باعنوان ازالۃ الغین عن قصہ ذی القرنین ہے جسمیں امام فخر رازیؒ پر بہت کچھ لے دے کی ہے۔ اول تو ذی القرنین کی وجہ تسمیہ میں جو امام صاحب نے لوگوں کے چند اقوال نقل کئے تھے حالانکہ نہ انکی صحت کا ذمہ کر لیا تھا نہ انکو اپنا قول بتلایا تھا مگر معزز معاصر نے امام صاحب جیسے جلیل القدر شخص پر اعتراض جما کر شہرت حاصل کرنیکی غرض سے سب کو امام صاحب کی طرف منسوب کرکے قہقہہ اڑایا ہے۔ اسکے بعد امام صاحب نے ذی القرنین کے بارہ میں جو لوگوں کے قول نقل کئے ہیں کہ کسی نے سکندر بن فیلقوس مراد لیا ہے اور کسی نے کوئی حمیری بادشاہ بتلایا ہے وہاں بھی آپ سکندر رومی کا ذی القرنین قرار دینا امام صاحب ہی کا عقیدہ سمجھ گئے اور ابو ریحان بیرونی کا جو امام صاحب نے قول نقل کیا تھا کہ وہ حمیری بادشاہ مراد لیتے ہیں وہاں اسکی بھی تغلیط کر دی نہ جسپر کوئی دلیل لائے نہ برہان پھر عموماً مفسرین پر عتاب فرمایا ہے اور انکو غلطی میں پڑنے کا الزام دیکر از خود سد کے پتے سے ذی القرنین کی تعیین کرنی شروع کی ہے۔ پھر جب آپ نے ادہر ادہر دیکھا اور آپ کو بجز دیوار چین کے اور کسی دیوار کا پتا نہ لگا تو اسی کو وہ دیوار قرار دیا کہ جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے اور جب تاریخ چین کو دیکھا تو اس دیوار کا بانی چی وانگچی ٹفغفور کو پایا اس لئے اسیکو ذی القرنین قرار دیا اور قرنیں سے اسکے دو زمانے مراد لئے ایک اسباب و سامان جمع کرنیکا دوسرا فتوحات کا اور اسکا مغربی سفر برہما اور ملایا تک پہنچنا اور غربی سمت میں خلیج بنگالہ میں آفتاب کو چشمۂ سیاہ میں ڈوبتے پانا قرار دیا اور ایمان لانا جو قرآن میں مذکور ہے (کہ ذی القرنین نے کہا تھا جو ایمان لاویگا اور اچھے کام کرے گا اسکو اچھا بدلہ ملیگا) اسکے معنی فرمانبرداری کرنا بتلایا اور مشرقی سفرگاہ چین کا مشرقی کنارہ مانا یہ تو سب کچھ کیا مگر بین الصدفین کی کچھ توجیہ نہ بن سکی کوئی کی توجیہ کر دی کہ سید ہاپن مراد ہے نہ کہ دو نو پہاڑوں کی چوٹیوں تک بلند ہونا کس لئے کہ قرآن مجید کی عبارت سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی جو بیشتر پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف اشارہ کرتی ہے اور یہ دیوار چین تو تخمیناً پندرہ سو میل تک ہے اور پہاڑوں میں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور میدانوں میں اور دریاؤں پر برابر بنی چلی گئی ہے اور وہ دیوار تو صرف دو پہاڑوں کے درمیان بنی تھی جیسا کہ معلوم ہوا کاش ہمارا معاصر یوں کہتا کہ ذی القرنین نے سب سے اول دو پہاڑوں کے درمیان اس دیوار کو چنکر ایک درہ بند کر دیا تھا پھر فغفور چین نے ادہر ادہر سے دیوار کو اور بڑھا کر پندرہ سو میل لمبا کر دیا تھا تب تو ایک وجہ معقول ہو سکتی تھی۔ اور یہ بھی سہی مگر اسپر بھی ایک تاریخی خدشہ باقی رہتا وہ یہ کہ اگلے زمانہ میں بسبب دشوار گزاری رستوں کے آس پاس کے ملکوں کا تو حال معلوم ہوتا رہتا تھا دور دراز کے ملک جیسا کہ اہل عرب و اہل شام سے چین ہے ہمیشہ حیز خفا اور پردہ لاعلمی میں رہتا تھا پھر یہود کو چی وانگچی ٹفغفور کا قصہ کس سبب سے معلوم ہوا اور جبکہ وہ باخدا اور موحد نہ تھا تو ذی القرنین یا اسکے ہم معنی لفظوں سے اسکا تذکرہ انکی زبانوں پر جاری ہونیکی کیا وجہ؟ اسکے علاوہ قرآن مجید کے متعدد لفظوں سے ذی القرنین کا باخدا ہونا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسکا یہ کہنا کہ جو ایمان لائیگا اور نیک کام کرے گا اسکو اچھا بدلہ ملیگا۔ اب عام ہے کہ یہ شخص نبی ہو یا اسکا پیرو مرد باخدا جو اسکی شہرت کا قرنوں تک باعث ہوا۔ دوسری دیوار کی نسبت جمہور اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ یہی وہ دیوار ہے جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے چنانچہ تفسیر کبیر اور دیگر تفاسیر میں موجود ہے اور اسکا بانی کوئی فغفور چین نہیں اہل تاریخ سب متفق ہیں کہ یہ دیوار کسی حمیری بادشاہ نے بنائی تھی پس ثابت ہوا کہ ذی القرنین حمیری بادشاہ تھا نہ سکندر رومی جیسا کہ بعض اہل علم کا خیال ہے اسکے سوا ایک اور بھی وجہ ہے کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذوی القرنین عرب کا رہنے والا تھا وہ یہ کہ ذی القرنین عربی لفظ ہے اور ذو کے ساتھ زمانہ قدیم میں اکثر یمن کے بادشاہ ملقب ہوا کرتے تھے جیسا کہ ذی نواس ذوالنون۔ ذورعین۔ ذویزن ذوجدن اسی طرح ذوالقرنین بھی ہے ابو ریحان بیرونی اسکا نام ابوکرب بن عیر بن افریقس حمیری بتلاتے ہیں اور اپنی سند میں اسعد یمانی کے یہ اشعار لاتے ہیں ؎ قد کان ذوالقرنین جدی مسلما ٭ ملکاً علا فی الارض غیر مفند ٭ بلغ المشارق والمغارب یبتغی ٭ اسباب امر من حکیم مرشد ابو الفدا اپنی تاریخ کی چوتھی فصل میں

بن حجر جو مین سے نکلے تھے من کہ نعمان بن عاد ہی آبادی تھی یعرب اور بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا یشجب کہ جسکو سبا کہتے ہیں بادشاہ ہوا جس نے شہر سبا بنایا اور بہت
کچھ یمن میں ملک کو فتح کیا اور ایک بیٹے کے بیٹے حمیر بن سبا بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا حمیر بادشاہ ہوا اسنے ثمود کو یمن سے نکالدیا اسکے بعد اسکا بیٹا وائل بادشاہ ہوا اسکے
بعد اسکا بیٹا السکسک پھر اسکا بیٹا یعفر پھر حمیر کے خاندان میں سے ذو ریاش عامر بادشاہ ہوگیا مگر یعفر کے بیٹے نعمان نے پھر قبضہ پایا اور اسکے بعد اسکا بیٹا اشرح
بادشاہ ہوا اور اس خاندان کی سلطنت اسی پر تمام ہوگئی اور شداد بن عاد بن الملطاط بن سبا بادشاہ ہوا جو بڑا جبار بادشاہ تھا اسکے بعد اسکا بھائی لقمان بن عاد
اور اس کے بعد دوسرا بھائی ذو سدد بادشاہ ہوا اس کے بعد اسکا بیٹا حارث الرائش بادشاہ ہوا یہی تبع اول ہے اسکے بعد اسکا بیٹا صعب بادشاہ ہوا یہی
ذو القرنین ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے اسکے بعد اسکا بیٹا ذو المنار ابرہہ بادشاہ ہوا اسکے بعد اسکا بیٹا افریقس اسکے بعد اسکا بھائی ذو الاذعار اس کے
بعد اس کا بھائی شرحبیل اس کے بعد اسکا بیٹا الہداد بادشاہ ہوا اس کے بعد اسکی بیٹی بلقیس بادشاہ ہوئی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی تھی
انتہی ملخصا۔ **قرن** عربی زبان میں سینگ کو بھی کہتے ہیں اور زمانہ کو بھی جسکا تثنیہ قرنین ہے ذو القرنین کے معنی دو سینگ یا دو زمانہ والا قرآن مجید اور احادیث
میں اس بادشاہ کو ذو القرنین کہنے کی کوئی وجہ بیان نہیں ہوئی البتہ علماء نے لفظوں کے معنی پر خیال کر کے متعدد وجہ بیان فرمائی ہیں اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ
وہ سب صحیح ہوں یا سب غلط منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ اس کے تاج پر دو نو طرف کلغیاں لگی رہتی تھیں۔ عام بادشاہوں کے تاج پر ایک ہوتی ہو ان کے
دو تھیں اس لئے اسی لقب سے شہرت پا گئے جو انکی شہنشاہی اور فتوحات کثیرہ پر دلالت کرتا ہے یا یہ کہو کہ جسکو دو زمانے پیش آئے تھے ایک فتوحات کا
دوسرا انپر قابض و مسلط ہو کر حکمرانی کرنیکا یہ بات بھی ہر بادشاہ کو نصیب نہیں ہوتی۔ سکندر فیلقوس نے فتوحات کے بعد کچھ زمانہ نہیں پایا ہندوستان
سے مراجعت کرتے وقت ۳۳ برس کی عمر میں بابل میں مرگیا۔

قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہو کہ قریش نے خواہ از خود خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم سے ذی القرنین کا حال بطور امتحان کے دریافت کیا تھا جیسا کہ فرماتا ہو ویسئلونک
عن ذی القرنین اسکے جواب میں فرماتا ہو قل ساتلوا علیکم منہ ذکرا کہ ہم اسکا تجھ سے کچھ حال بیان کرتے ہیں پھر اسکا حال بیان کرتا ہو انا مکنا لہ فی الارض وآتیناہ من کل شیٔ سببا
کہ ہمکو ہر ایک قسم کے اسباب اور قوت دی تھی فاتبع سببا حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدہا تغرب فی عین حمئۃ ووجد عندہا قوما کہ اسنے سامان و ساز سفر درست کر کے سفر
کیا اور فتح کرتا ہوا وہانتک پہنچا کہ جہاں آفتاب غروب کرتا ہے سو ہمکو ایک سیاہ یا گرم چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا اور وہاں ایک قوم بھی اسکو ملی
مغرب الشمس کے یہ معنی نہیں کہ زمین پر کوئی آفتاب غروب ہونے کی جگہ ہو اور وہاں کوئی سیاہ دلدل یا گرم چشمہ ہے کہ جہاں آفتاب غروب ہوا کرتا ہو کس لئے
کہ آفتاب چوتھے آسمان پر ہے اور زمین گول ہو ہر وقت آفاق بعیدہ کے لحاظ سے اسکا طلوع غروب ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں اب دن ہو ان کے مقابل
میں رات ہے کہیں اب نصف النہار ہے تو دوسری جگہ غروب کا وقت معلوم ہوتا ہے علیٰ ہذا القیاس اور جو کسی نے یہ معنی سمجھے ہوں تو یہ اسکی غلطی ہو نہ کلام اللہ
کی بلکہ یہ کلام محاورہ اور عرف عام کے دستور پر صادر ہوا ہے دیکھو ہمارے محاورہ میں نہایت دور دراز کے مشرقی اور مغربی ملکوں کے لحاظ سے کہدیا کرتے
ہیں کہ فلاں بادشاہ کی وہانتک سلطنت ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے یعنی مشرق میں دور دراز تک کہ جہاں ان کے افق
کا دائرہ سطح ارض کو مس کرتا ہے اور اسی طرح مغرب میں بہت دور دراز تک یہ معنی ہیں مغرب الشمس اور مطلع الشمس کے۔ اور امام رازی وغیرہ محققین نے یہی
مراد لیا ہے اپنی تفاسیر میں پھر ذو القرنین جب مغرب کے رخ بہت دور تک پہنچا کہ جہاں بجز سمندر کے اور کوئی آبادی نہ تھی تو آفتاب انکو اسمیں ڈوبتا
ہوا معلوم ہوا اور سب کو یونہی معلوم ہوا کرتا ہے جنہوں نے جہاز پر سفر کیا ہے یا جنکے مغرب میں سمندر ہے وہ ہر روز اس بات کا معاینہ کرتے ہیں۔
قرآن مجید نے یہ بیان نہیں فرمایا کہ وہ مغرب میں کہانتک پہنچے تھے اور وہاں انکو کون قوم ملی تھی؟ اب اسکی تعیین و تحقیق جو کچھ ہوگی تاریخ سے ہوگی عرب
کے تمام غربی کنارہ کو بلکہ تمام جنوب اور مقدر سے شمال کو بحر عرب اور قلزم احاطہ کئے ہوئے ہو اگر یہ مراد نہ لیا جاوے کیونکہ یہانسے بہت کچھ دور نہیں ہے

تو اس قوم کو مجبور کر کے ملک مصر اور مراکو فتح کرتے ہوئے بحر ظلمات تک پہنچا اور دیا جا رہا وہیں وہ قوم ملی تھی جسکی بابت خدا تعالیٰ نے فرمایا ... کی بابت
ذوالقرنین سے یہ فرمایا قلنا یا ذا القرنین اما ان تعذب واما ان تتخذ فیہم حسنا کہ تجھکو انکے بارہ میں اختیار ہے خواہ سلوک کر خواہ انکو سزا دے جسکے جواب میں ذوالقرنین
نے عرض کیا قال اما من ظلم فسوف نعذبہ ثم یرد الی ربہ فیعذبہ عذابا نکرا واما من آمن وعمل صالحا فلہ جزاء الحسنی وسنقول لہ من امرنا یسرا کہ ظالموں کو ہم سزا دینگے
اور وہ اپنے رب کے ہاں جا کر بھی سزا پاوینگے اور ایماندار و نیک بختوں کو خدا کے ہاں بھی اچھا بدلہ ملیگا اور ہم بھی اسکو آسان بات کہینگے یعنی اسپر رعایت
و مروت کرینگے ثم اتبع سببا۔ پھر سازوسامان مہیا کیا یہ الخ۔

دوسرا سفر مشرقی ہے ہر سفر پر خدا تعالیٰ ثم اتبع سببا کا اطلاق کرتا ہے حتی اذا بلغ مطلع الشمس وجدہا تطلع علی قوم لم نجعل لہم من دونہا سترا کہ مشرق میں اس حال
تک پہنچے کہ جہاں سے آفتاب طلوع کرتا ہے اور وہاں ہمکو ایک ایسی قوم ملی کہ جنپر آفتاب کے لئے کوئی آڑ نہ تھی۔ مطلع الشمس کے وہی معنی ہیں جو مغرب الشمس
کے تحت میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں بھی قرآن مجید میں کچھ بیان نہیں کہ مشرق میں کس ملک تک ذوالقرنین پہنچا تھا؟ غالباً چین کا اخیر ہوگا کہ جہاں
سمندر کے سوا اور کوئی چیز آفتاب کے لئے حائل نہیں یا ہندوستان کا اخیر مراد ہوگا بحر چین تک کہ آفتاب سمندر سے طلوع کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے
اور کوئی پہاڑ یا ملک درمیان میں حائل نہیں۔ اسکے بعد اس بیان کی صداقت قائم کرنے کے لئے فرماتا ہے کذالک وقد احطنا بما لدیہ خبرا کہ اسکا حال ہمکو
خوب معلوم ہے اور صحیح بیان یوں ہی ہے۔ ثم اتبع سببا پھر سازوسامان سفر مہیا کیا یہ۔

تیسرا سفر ہے اسکی کوئی سمت بیان نہیں کی غالباً یہ شمالی ملک کا سفر ہے کس لئے کہ آبادی کا اکثر حصہ اسی طرف ہے جنوب میں بحر یا بعض جزائر ہیں۔
حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونہما قوما لا یکادون یفقہون قولا کہ فتح کرتے ہوئے دو پہاڑوں کے درہ تک پہنچا اور ان کے پرلی طرف ایک ایسی قوم
ملی کہ جوابات نہ سمجھ سکتے تھے انکی زبان بالکل غیر تھی۔ یہ تاتار اور چینی تاتار کا پہاڑ ہے اسی کو جبل الطائی کہتے ہیں یہ پہاڑ تاتار اور چینی تاتار کے درمیان
سے گزرا ہے اور منگولیا اور منچوریا کے درمیان حد فاصل ہے پھر اسکی ایک شاخ مغرب کے رخ سیکڑوں کوسوں تک تاتار کو جنوبی و شمالی حصہ میں تقسیم
کرتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک شاخ مشرق و شمال کو ہوتی ہوئی سائبیریا کو گھیرتی ہوئی بحر اعظم تک جا ملی ہے چینی تاتار کے لوگ اس پہاڑ کے اس
درہ میں گزر کر کہ جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا تاتاریوں کے ملک پر تاخت و تاراج کیا کرتے تھے انہوں نے ذوالقرنین سے کہا ان یاجوج وماجوج
مفسدون فی الارض فہل نجعل لک خرجا علی ان تجعل بیننا وبینہم سدا۔ کہ یاجوج وماجوج چینی تاتار کے لوگ زمین میں آکر فساد کیا کرتے ہیں آپ اگر ہمارے اور
انکے درمیان دیوار بنا دیں تو ہم آپ کے لئے اسپر خراج مقرر کر دیں قال ما مکنی فیہ ربی خیر فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم وبینہم ردما۔ اتونی زبر الحدید۔
ذوالقرنین نے کہا خدا کا دیا میرے پاس سب کچھ ہے تم صرف مجھے مدد دو اور لوہے کے ٹکڑے لاؤ کہ تمہارے اور انکے درمیان دیوار بنا دوں۔ اب
اس سے عام ہے کہ لوہے کے ٹکڑوں سے وہ دیوار چنی تھی یا پتھروں سے لوہے کی انہیں میخیں لگائی تھیں بہر طور دیوار چنکر دونوں پہاڑوں کے سرے
تک لگ گئے تو پھر اسکو آگ سے گرم کر کے اسپر پگھلا ہوا تانبا ڈالدیا یا یوں کہو ان درزوں میں پلا کر سب کو ایک ذات کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعلہ نارا قال اتونی افرغ علیہ قطرا۔ یہ درہ اس مضبوطی سے بند ہوا فما اسطاعوا ان یظہروہ وما استطاعوا لہ نقبا
کہ نہ بلندی کی وجہ سے اسپر چڑھ سکتے تھے نہ اسمیں لوہے اور تانبے کے لگانے سے نقب لگا سکتے تھے۔ جب یہ دیوار تیار ہوئی تو ذوالقرنین نے ان لوگوں
کو مخاطب کر کے یہ کہا قال ہذا رحمۃ من ربی کہ یہ تم پر ایک انعام الٰہی ہے اس نعمت پر تمکو خدا تعالیٰ کا شکریہ کرنا چاہئے یہ نعمت عرصہ دراز تک باقی رہیگی
مگر فاذا جاء وعد ربی جعلہ دکاء وکان وعد ربی حقا جب میرے رب کا وعدہ یعنی اسکے گرنیکا وقت آئیگا تو یہ دیوار ٹوٹ جائے گی میرے رب کا وعدہ برحق
ہے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوالقرنین نبی یا کوئی باخدا آدمی تھے جنکو بطور الہام کے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ایک وقت معین پر یہ دیوار ٹوٹے گی ہمکا ذوالقرنین سے

وعدہ خدا نے کرلیا تھا۔ اس وعدہ کا کوئی وقت خاص یہاں بیان نہیں ہوا کہ کب یہ دیوار ٹوٹیگی؟ علماء اسلام احادیث سے استدلال کرکے کہتے ہیں کہ یہ دیوار قریب قیامت کے ٹوٹ جاوے گی اور یہ تاتار اور چینی تاتاری قومیں کہ جنکو یاجوج ماجوج کہا ہے شام وغیرہ ملکوں پر حملہ آور ہونگے اور اکثر ملکوں میں سخت فساد برپا کریں گے پھر خدا تعالیٰ کی ایک بلاء آسمانی سے سب ہلاک ہوجائیں۔ احادیث صحیحہ میں یہ مضمون موجود ہے۔ اور نیز کتاب حزقیل علیہ السلام کی ۳۸-و ۳۹ فصل میں لکھا ہے کہ یاجوج ماجوج شمال کی طرف بیشمار تعداد کے ساتھ حملہ آور ہونگے (شام کے ملک پر) اور لوگوں کو مغلوب و مقتول کرکے یہ کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہمنے ہلاک کردیا اب آسمان والوں کو بھی زیر کرنا چاہئے اسلئے آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے اور وہ تیر انکے گمان کو صحیح کرنے کے لئے خون آلود ہوکر گرینگے آخر خدا کی بھیجی ہوئی بلا سے یہ سب ہلاک ہونگے کہ انکی لاشوں سے زمین بھر جاوگی اور لوگ سات برس تک انکے تیر و کمان کا ایندھن جلاویں گے یہ پیشین گوئی ابتک ظاہر نہیں ہوئی بلاشک قرب قیامت میں ظاہر ہوگی۔ گو خلیفہ واثق باللہ کے خواب کے موافق جو اسنے دیکھا تھا کہ دیوار ٹوٹ گئی ان تاتاریوں نے بسر کردگی چنگیز خاں و ہلاکو خاں شام اور ایران وغیرہ ملکوں پر حملہ کیا اور لاکھوں آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور ملک میں زلزلہ ڈالدیا کسیکو انکے مقابلہ کی طاقت نہ رہی اور اسی وجہ سے بعض علما نے اس واقعہ کو خروج یاجوج ماجوج کا واقعہ کہا ہے مگر درحقیقت یہ اور واقعہ تھا جو آنحضرت صلعم کی پیشین گوئی کے مطابق ہوا اور خروج یاجوج ماجوج کا ایک اور واقعہ ہے جو ہوگا۔

اب ہم یاجوج ماجوج پر بحث کرتے ہیں کہ وہ کون قوم ہے اور کیسی ہے؟ باتفاق محققین یہ دونوں عجمی نام ہیں دو قوموں کے کہ جو یافث بن نوح علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے فقیل انہما من الترک وقیل یاجوج من الترک و ماجوج من الجیل والدیلم کہ بعض کہتے ہیں یاجوج ماجوج دونوں ترکوں کے قبیلہ ہیں بعض کہتے ہیں یاجوج ترکوں میں سے ہیں اور ماجوج جیل اور دیلم سے۔ بیضاوی اور ابوالسعود و دیگر مفسرین انکو یافث کی نسل سے کہتے ہیں مطلب ایک ہی ہے کتاب المسالک والممالک میں چین کا حال بیان کرکے لکھتا ہے یکون یاجوج و ماجوج ما وراہم الی البحر المحیط کہ چین سے متصل بحر اعظم کے کنارہ کنارہ یاجوج ماجوج قوم ہے جبل الطائے کے پرلی طرف منچوریا منگولیا۔ کوریا چین سے ملے ہوتے ہیں دریا کی حد تک وہ ان سب کو یاجوج ماجوج بتلاتا ہے۔ انہیں کے روکنے کے لئے فغفور چین نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے دیوار چین بنائی تھی اور انہیں کے لئے ذوالقرنین نے اس درہ کو بند کردیا تھا۔ اور ایک جگہ لکھتا ہے واما یاجوج فہم فی ناحیۃ الشمال اذا قطعت مابین الکماکیۃ الخ اور اسی کے مطابق اور قدیم جغرافیہ والوں نے بھی بیان کیا ہے جس سے منچوریا اور منگولیا کے لوگ معلوم ہوتے ہیں یہ لوگ دیو بھوت نہیں ہمارے جیسے آدمی ہیں ہاں کسی زمانہ میں وحشی درندے سفاک جاہل کافر ضرور تھے اور کچھ اب بھی ہیں جغرافیہ جام جم میں جو انگریزی کتابوں کا ترجمہ ہے مرزا فرہاد نے ایسا ہی لکھا ہے۔ اس تقدیر پر منگول و من جیو اجو چینی تاتار کے باشندے ہیں انہیں کو اگلے زمانہ میں یاجوج ماجوج کہتے تھے اور یاجوج ماجوج کے لفظ کو منگول و من جیو اکرلیا یا اس کے برعکس ہوا۔ اور صدیوں کے بعد الفاظ میں اس قسم کے تغیرات ہوجاتے ہیں کہ جسکا اصل پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے انگریزی میں یعقوب کا جیکب اور اسکندر کا اسکنڈر اور یوسف کا جوزف بن گیا اور اسی طرح یونانی الفاظ کا عربی میں آکر ایسا ہی حال ہوا اور زبانوں کے الفاظ کو قیاس کرلینا چاہئے۔

جب یہ مان لیا گیا کہ یہ یاجوج ماجوج عربی نہیں بلکہ عجمی لفظ ہیں اب نہیں کہہ سکتے کہ کس ملک کے لفظ تھے اور عربی میں آکر ان میں کیا تغیر ہوا اور پہلے یہ اپنی اصلی زبان میں کیا تھے اور اب وہاں یہ کس طرح پر ہیں۔؟

ل۔ ترمذی نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا لاتقوم الساعۃ حتی تقاتلوا قوما نعالہم الشعر ولا تقوم السا عۃ حتی تقاتلو قوما کان وجوہہم المجان المطرقۃ۔ اور پھر ترمذی کہتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح یعنی قیامت قایم نہوگی جب تک کہ تم اے مسلمانوں ایک ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکی بالوں کی جوتیاں ہونگی اور ایسی قوم سے نہ لڑوگے کہ جنکے چہرے ڈھالوں کے جیسے چوڑے چکلے ہونگے یعنی قیامت سے پیشتر تمکو ایسی قوموں سے لڑنیکا اتفاق ضرور ہوگا۔ اور اس قوم سے مراد اتراک اور تاتاری لوگ ہیں مگر بعض علماء کہتے ہیں وہی یاجوج ماجوج ہیں جو چنگیز خاں اور اسکے بیٹے کے عہد میں خروج کر آئے تھے والعلم عند اللہ۔ منہ ۱۲۔

توریت کتاب پیدایش کے دسویں باب میں یوں آیا ہے (۲) یافث کے بیٹے یہ ہیں جمر اور ماجوج اور مادی اور یونان اور توبل اور مسک اور تیراس اس یاجوج کی بابت ہمارا معزز معاصر لکھتا ہے کہ یہ ماگوگ سے معرب ہوا جسکو عبرانی میں ماغوغ کہتے تھے اور آگے چلکر یہ ثابت کیا ہے کہ گاگ میگاگ جسکا یاجوج ماجوج بنایا ہوا ایک ہی قوم پر استعمال کیا جاتا ہے سا ایسا ہو مگر اسکی دلیل بیان نہیں کی باسمیں کوئی شک نہیں کہ یاجوج ماجوج ابتدا میں کسی شخص کے نام تھے پھر انکی اولاد پر مستعمل ہونے لگے کتاب حزقیل کی ۳۸، باب میں یوں آیا ہے اور خداوند کا کلام مجھکو پہنچا اور اسنے کہا اے آدم زاد تو جوج کی سرزمین کا ہو اور روش اور مسک اور توبال کا سردار ہے اپنا منہ کر اور اسکے برخلاف نبوت کر۔ یہاں جوج کو یاجوج کی سرزمین کا رہنے والا اور روش اور مسک اور توبال قوموں کا سردار کہا۔ بظاہر یاجوج اس ملک اور اس قوم کو کہا جو یاجوج بن یافث کی اولاد سے ہیں اور جو انہیں بلاد شمالیہ میں رہتے تھے جنکو آجکل تاتار اور چینی تاتار و ترکستان کہتے ہیں اور انہیں کی نسل کے لوگوں سے یہ ملک آباد ہیں اور جوج یعنی یاجوج انہیں سے کسی خاص فرقے کا نام تھا جو روس و توبال اور مسک قوموں کا ان دنوں میں حاکم ہوگا۔

یہاں سے بعض صاحبوں کا یہ خیال کر لینا کہ جوج سے انگریز اور یاجوج سے روسی لوگ مراد ہیں محض غلط ہے نہ اسکی کوئی سند ہو نہ اسکا کوئی عاقل قائل ہے۔

سوال بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ہر روز اس دیوار کو توڑا اور ڈھایا کرتے ہیں جب شام ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کل ڈھائیں گے ذرا سی رہ گئی مگر انکے انشاء اللہ نہ کہنے سے پھر صبح کو خدا تعالیٰ اس دیوار کو ویسا ہی کر دیتا ہے پھر جب اسکا وقت آئیگا تو انشاء اللہ کہیں گے پھر اسکو توڑ کر باہر نکل آئیں گے اور لوگ انسے بھاگ جاویں گے الخ اس حدیث کو ترمذی نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج وقت معہود سے پہلے ان ملکوں میں نہیں آسکتے اور جس قوم کو تمنے یاجوج ماجوج بتلایا وہ ان ملکوں میں بار ہا حملہ کر کے آئے ہیں اور اب بھی وہاں کے لوگ آتے ہیں اور انکے قریب چین کی عملداری ہے اور روس کی مملکت بھی ہے۔

جواب۔ قرآن مجید سے صرف اسی گھاٹے کا بند کرنا ثابت ہوتا ہے جسکو ذوالقرنین نے بند کیا تھا نہ یہ کہ انکے چاروں طرف کے رستے بند کر دیئے تھے۔ پھر یہ ممکن ہے کہ اور دور دراز کے رستوں سے اس قوم کے لوگ ان ملکوں میں آتے جاتے ہونگے مگر اس عہد میں بجز اس رستہ کے اور کوئی آسان رستہ انکے ہاتھ میں نہ ہوگا۔ خصوصًا ان لوگوں پر حملہ آوری کے لئے کہ جنکے کہنے سے ذوالقرنین نے دیوار چنی تھی اور جو لوگ یاجوج ماجوج چنگیز خانیوں کو کہتے ہیں انکے نزدیک دیوار ٹوٹنے کا وقت کئی سو برس آگے آچکا اور بہ نسبت اگلے زمانہ کے وہ بھی قیامت کے قریب ہے، قرب قیامت سے مراد نفخ صور سے متصل زمانہ نہیں اور انکا اس دیوار پر نہ چڑھنا نہ نقب لگانا اس زمانہ تک تھا نہ ہمیشہ کے لئے یہ ہزاروں برس کا واقعہ ہے صدیوں تک وہ دیوار انکے خروج کو مانع رہی اب یہ کیا ضرور ہے کہ ہمیشہ کیلئے یہی مانع رہے قرآن میں کوئی بھی لفظ ایسا نہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتا ہو احادیث خبر آحاد ہیں جنکے ثبوت میں بھی یقین کامل نہیں اہل کتاب کی کتابیں قابل احتجاج نہیں ہاں یہود میں یاجوج ماجوج اور دیوار کی بابت عجائب افسانے مشہور تھے جنکو بعض خوش اعتقاد مسلمانوں نے بھی روایت کر دیا چنانچہ معالم التنزیل میں وہبؒ وغیرہا کے چند اقوال یاجوج ماجوج کی نسبت منقول ہیں کہ وہ ایک کان بچھا کر ایک اوڑھ کر سوتے ہیں اور انمیں سے کسیکا قد سو گز سے زیادہ ہے اور انکے درندوں کی طرح چنگل اور کچلیاں ہیں وغیرہ وغیرہ یہ سب یہی روایات ہیں جو اہل کتاب سے لیکر قرآن مجید سے چسپاں کی گئیں ہیں۔

تیسری دیوار جو باب الابواب کے پاس ہے جسکا ہم بیان کر آئے ہیں بعض مفسروں نے اسیکو وہ دیوار ذی القرنین قرار دیا ہے کہ جسکا قرآن مجید میں ذکر ہے جیسا کہ بیضاوی نے لکھا ہو وقیل ما آذربیجان الخ کہ بعض نے اسکو آذربیجان اور آرمینیہ کے پہاڑوں میں بتلایا ہے اور یہ بالاتفاق ہے کہ اس دیوار کا بنانے والا ایران کا کوئی بڑا جلیل القدر بادشاہ ہے پھر کوئی اسکا نام انوشیروان بتلاتا ہے کوئی قباد کہتا ہے اگر نوشیرواں ہے تو یہ خیر نوشیرواں نہیں بلکہ پہلے بادشاہوں میں سے کوئی ہوگا کیخسرو کیقباد کہ جسکی سلطنت بھی مشرق و مغرب میں بہت دور تک پہنچی تھی اور اسنے بڑی بڑی مستحکم عمارتیں بھی بنائی تھیں جیسا کہ تاریخ شاہان ایران سے ظاہر ہے اس قول کے مطابق تو یہی بادشاہ **ذوالقرنین** قرار پاتا ہے اور اس کی سند یہی کتاب دانیال علیہ السلام کے آٹھویں باب سے ملتی ہے۔

اس کتاب کے ۸ باب میں لکھا ہے بیلشضر بادشاہ (بخت نصر کے بیٹے) کی سلطنت کے تیسرے سال میں مجھے ہاں مجھ دانی ایل کو ایک رویا نظر آئی بعد اسکے جو شروع میں مجھے نظر آئی تھی اور میں نے عالم رویا میں دیکھا اور جس وقت میں نے دیکھا ایسا معلوم ہوا کہ میں سوسنؔ کے قصر میں تھا جو صوبہ عیلام میں ہے پھر میں نے رویت کے عالم میں دیکھا کہ میں اولائی کے ندی کے کنارے پر ہوں تب میں نے اپنی آنکھیں اٹھا کے نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ ندی کے آگے ایک مینڈھا کھڑا ہے جسکے دو سینگ تھے اور وے دو سینگ اونچے تھے لیکن ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے اس مینڈھے کو دیکھا کہ پچھم اتر دکھن طرف سینگ مارتا تھا یہانتک کہ کوئی جانور اسکے سامنے کھڑا نہ ہوسکا وہ جو چاہتا تھا سو کرتا تھا یہانتک کہ وہ بہت بڑا ہوگیا اور میں اس سوچ میں تھا کہ دیکھا ایک بکرا پچھم کیطرف سے آکے تمام روئے زمین پر ایسا پھرا کہ زمین کو بھی نہ چھوڑا اور اس بکرے کی دونوں آنکھوں کے بیچوں بیچ ایک عجیب طرح کا سینگ تھا اور وہ اس دو سینگ والے مینڈھے پر بڑے زور سے دوڑا اور اسکو مارا اور اسکے دونوں سینگ توڑ ڈالے اور اسکو زمین پر دے مارا اور لتاڑ دیا اور کوئی اسکو نہ چھڑا سکا پھر وہ بکرا نہایت بڑا ہوا اور جب پر زور ہوا تو اسکا سینگ ٹوٹ گیا اور اسکی جگہ اور چار سینگ نکلے جب میں دانی ایل یہ خواب دیکھ چکا تو اسکی تعبیر کی فکر میں تھا پھر میں نے اپنے سامنے کوئی شخص کھڑا دیکھا اور ایک آواز آئی کہ اے جبرئیل اسکو رویا کے معنی سمجھا دے اس نے میرے پاس آکے کہا اے آدم زاد سمجھ کیونکہ یہ رویت آخری زمانہ میں انجام ہوگی وہ مینڈھا کہ جسکے دو سینگ تھے وہ مادہ اور فارس کے بادشاہ ہیں اور وہ بکرا یونان کا بادشاہ اور اسکی چار سینگ سو یہ چار سلاطین ہیں جو اس قوم کے درمیان برپا ہونگے انتہی ملخصاً اس بنا پر **ذوالقرنین** فارس کے بادشاہوں میں سے کوئی بادشاہ ہے قباد وغیرہ جو دو سینگ والے سے یہود میں مشہور رہا جسکا ترجمہ عربی میں ذوالقرنین ہوا اور وہ بکرا ایک سینگ والا **اسکندر** فیلقوس یونانی بادشاہ ہے جسے اس دو سینگ والے مینڈھے یعنی ایران کے اس بادشاہ کو جو اس کے عہد میں تھا دارا جو انہیں بادشاہوں کے ذیل میں باعتبار حشمت ووسعت وغلبہ کے دو سینگ والا مینڈھا تھا لتاڑا اور اسکی سلطنت چھین لی اور پھر سکندر کے بعد اس کے چار سرداروں میں اسکا ملک تقسیم ہوا اور یہ چاروں ایک ایک حصہ ملک کے بادشاہ ہوگئے۔ دانیال علیہ السلام کے کئی سو برس بعد یہ واقعہ ہوا حضرت دانیال علیہ السلام کا یہ خواب کتاب دانیال میں یہود کے ہاں ایک معما سا چلا آتا تھا جسکے معنی یا تعبیر وہی جانتے تھے اسلئے انہوں نے قریش کو بطور امتحان کے آنحضرت صلعم سے ذوالقرنین کے حال سے سوال کرنے کو کہا کہ وہ ذوالقرنین کو کوئی بادشاہ بتلاتے ہیں یا کوئی جانور دو سینگ والا؟ کیونکہ بظاہر لفظوں میں پورا ابہام ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ نے بموجب وحی متلو اسکا ان آیات میں پورا حال بیان کردیا اور اسکی دیوار بنانے اور قوم خزر کے روکنے کا تذکرہ بھی کیا جو یاجوج ماجوج کی قوم میں سے تھے اور شاہ فارس کے ملک میں آکر فتور برپا کیا کرتے تھے اس خواب دانیال کے مطابق بھی سکندر رومی ذوالقرنین نہیں ہوسکتا عوام میں جو سکندر ذوالقرنین مشہور ہوگیا ہے اس غلطی کا باعث بعض مورخوں کی لاعلمی اور پھر سکندر نامہ میں مولانا نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی غلطی ہے **بعض لوگوں** نے ایرانی بادشاہوں میں سے ذوالقرنین **فریدوں** کو قرار دیا ہے جیسا کہ تفسیر ابوالسعود و تاریخ ابوالفدا میں مذکور ہے مگر جمہور محققین کا اسی پر اتفاق ہے کہ ذوالقرنین تبع حمیری ہے اور وہ دیوار جو اسنے بنائی وہی ہے جو جبل الطای میں واقع ہے نہ دربند اور یاجوج ماجوج وہی تاتاری اور چینی تاتار کے لوگ ہیں کہ جنکے بزرگوں کے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی تھی اور یہی قومیں اخیر زمانہ میں ملکوں پر یورش کرینگی یا کرچکیں۔ واللہ اعلم۔ یہ ہے ذوالقرنین کے قصہ کی تحقیق کہ جسمیں توہمات باطلہ اور داستان گوئی کو کچھ بھی دخل نہیں اور جسپر حال کے جغرافیہ اور تاریخوں کے بموجب کوئی خدشہ نہیں پڑتا نہ کوئی شبہ باقی رہتا ہے اور جو محققین کے اقوال سے لیکر محض اپنی رائے سے تاریخی واقعات میں زمین و آسمان کے قلابے نہیں ملائے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین کی عادت ہوگئی ہے ہم اگر ہماری اس تحقیق میں کوئی غلطی ہو تو ہمیں اسپر کچھ بھی اصرار نہیں۔

---

[۱] یہ شہر شوستر کا قدیم نام ہے یہ شہر اگلے زمانہ میں شاہان کیانیہ کا پائے تخت بن رہا ہے جو دارا کہ حضرت دانیال کے عہد میں تھا اور جسکے ہاں حضرت مامور ہوگئے تھے اور جسنے بابل شہر سے بخت نصر و شاہ کلدانی کی سلطنت کا خاتمہ کیا تھا اسی شہر میں تھا حضرت دانیال بخت نصر کے قید میں بابل پہنچے تھے پھر بخت نصر اور اسکے بیٹے کے دربار میں آکر بڑی عزت دی گئی تھی انہیں کے روبرو بابل کی سلطنت کا خاتمہ ہوکر شاہان ایران کا غلبہ ہوا انہیں کو دو سینگ کا مینڈھا آپ خواب میں دیکھتے ہیں ۱۲ منہ

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَن يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِن دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۝ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُم بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝

پھر کیا کافر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں ہی کو کارساز بنا بیٹھیں گے۔ بیشک ہم ہی کافروں کے اترنے کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے (اے نبی) کہدو کہ کہو تو تمکو میں بتاؤں کہ کون لوگ اعمال کے لحاظ سے خسارہ میں پڑے ہوئے ہیں

الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

وہ جنکی دنیاوی کوششیں سب گئی گزری ہوئیں اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں - یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اسکے سامنے جانیکا انکار کیا انکی کمائی بھی اکارت ہوگئی -

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سو ہم قیامت کے دن انکے (نیک) اعمال کا کچھ بھی وزن قائم نہ کریں گے یہ ہی جہنم انکی سزا اسلئے ہو کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھے میں اڑایا البتہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ

انکے لئے جنت فردوس ٹھہرنے کی جگہ ہو وہ اسمیں ہمیشہ رہا کرینگے وہاں سے نہ ٹلیں گے (اے نبی) کہدو اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے

كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ

سمندر تمام ہو جائے اور گو اسکی مدد کو ہم ایسا ہی اور بھی دریا لاویں (اور) کہدو کہ میں بھی تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں یہی کہ میری طرف یہی وحی کیا جاتا ہو کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھے

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

تو اسکو چاہئے کہ اچھے کام کئے چلا جائے اور اپنے رب کی عبادت میں کسیکو بھی شریک نہ کرے

تفسیر

ذوالقرنین کے قصہ کے خاتمے پر فرمایا تھا کہ کافر قابل جہنم وہ ہیں کہ جنکی آنکھوں پر اور کانوں پر غفلت کے پردے پڑے ہیں نہ خدا تعالیٰ کو اسکے آیات قدرت دیکھ کر یاد کرتے ہیں نہ حق بات سنتے ہیں اب یہاں سے ان پردوں کا اثر بیان فرماتا ہے فقال افحسب الذین الخ کہ کیا ان کافروں نے یہ سمجھ لیا ہو کہ مجھے چھوڑ کر میری مخلوق کو کارساز حاجت روا بنانا انکے لئے بس کرتا ہے حالانکہ یہ بڑی نادانی ہے اول تو یوں کہ مالک کے مقابلہ میں اسکے بندے اور مخلوق جنہیں حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں انکے کام آویں گے وہ کیا کام آسکتے ہیں جبکہ وہ خود ہی ہمارے محتاج اور دست نگر ہیں دوم بڑا کام آنا اس جہاں کے لئے ہوتا ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے سو انا اعتدنا جہنم للکافرین نزلا ہمنے وہاں انکے لئے بجائے نجات کے جہنم تیار کر رکھا ہو یہ انکی وہاں مہمانی اور ضیافت ہے - دنیا میں جو کچھ ان معبودوں کی عبادت میں کوششیں کیں تھیں مال صرف کئے تھے اس طریقہ باطل کو غالب کرنیکے لئے اہل حق سے لڑتے تھے حق کے مٹانے میں مال و جان صرف کی تھی اور اسکو دنیا و آخرت کی فلاح سمجھے ہوئے تھے اور درحقیقت یہ زیان کاری اور خسارہ دارین تھا اس لئے آنحضرت صلعم کو حکم دیا جاتا ہو کہ ان سے کہدو کہ میں تمکو بتلاؤں کہ کون زیان کار اور خسارہ میں ہیں؟ پھر آپ ہی بتلایا کہ الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا الخ کہ جنکی سب کوششیں بیکار گئیں اسپر یہ غضب کہ وہ اسکو نیکوکاری سمجھے ہوئے تھے یہ جہل مرکب مرض لادوا جسکا نتیجہ موت روحانی یعنی دارین کی خساست ہے انسان اگر برائی کو جانے تب بھی امید ہے کہ کبھی راہ راست پر آجائیگا اسکو برعکس کوشش دنیا میں کارگر اور راست ہوئی انکا حال بھی بیان فرماتا ہو بقولہ ان الذین آمنوا الخ کہ انکو دار آخرت میں جنات الفردوس رہنے کو ملیں گی جہاں وہ سدا رہا کریں گے قل لو کان البحر یہاں سے یہ بات بیان فرماتا ہو کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہو اسمیں جو انسان کی سعادت و نحوست بقدر مشرح بیان ہے کہ جسکو کوئی سمندروں کی سیاہی بنا کر بھی لکھے تو سمندر خشک ہو جاویں اور تمام نہوں بعض مفسرین کلمات ربی سے عام مراد لیتے ہیں انکے شرائع اور عجائب قدرت جو ہر ہر مخلوق میں بیشمار ہیں ہر ایک مخلوق اسکی عجائب قدرت کا بے انتہا دفتر ہے اس عالم حسی کی مخلوق پھر عالم ملکوت اور پھر دار آخرت کے کیفیات پھر عالم لاہوت الخ

شیون باری تعالیٰ جنکے لکھنے کو ہزار سمندر بھی کافی نہیں کس لئے کہ وہ متناہی اور یہ غیر متناہی۔

ابحاث (۱) عبادی سے مراد بعض کہتے ہیں حضرت عیسیٰ بعض کہتے ہیں ملائکہ بعض کہتے ہیں شیاطین بعض کہتے ہیں اصنام انکو بھی باعتبار ان اشخاص کے کہ جنکی یہ فرضی صورتیں بنائی گئیں ہیں عباد کہا جاتا ہے جیسا کہ ایک جگہ قرآن میں آیا ہے عباد امثالکم نفیر کہتا ہے عموم مراد ہے اسمیں سب آگئے (۲) نزل زجاج کہتے ہیں ماویٰ اور منزل کو نزل کہتے ہیں۔ اور جو کچھ مہمان کے لئے کہ جسکو عربی میں ضیف و تنزیل کہتے ہیں تیار کیا جاتا ہے یعنی مہمانی اسکو بھی نزل کہتے ہیں۔ (۳) بالاخسرین اعمالا سے بعض کہتے ہیں رہبان کی طرف اشارہ ہے۔ مجاہد کہتے ہیں اہل کتاب کی طرف مگر یہاں بھی عموم مراد لینا چاہئے یعنی ہر ایک قوم اور ہر ایک شخص جو پیغمبر علیہ السلام کے برخلاف طریقہ کو نجات کا سبب جانکر اسمیں کوشش کرتا ہے جیسا کہ ہندو گنگا کا اشنان اور گائے بیل کی پرستش اور بتوں کے آگے خودکشی و دیگر بے فائدہ مجاہدات کرتے ہیں اور اسی طرح دوسرے مذاہب کو سمجھنا چاہئے بلکہ اہل اسلام میں بھی جو لوگ کتاب و سنت کے برخلاف خانہ ساز باتوں کو دین اور نجات کا باعث سمجھ کر ان میں سعی کرتے ہیں مال و جان صرف کرتے ہیں بدعات میں ہزار ہا روپیہ اٹھاتے ہیں جیسا کہ محرم کی تعزیہ داری اور بیجا تعمیرات اور دیگر دستورات انکو بھی الذین ضل سعیہم میں علے قدر مراتب شمار کرنا چاہئے نفع کی امید میں کام کیا وہاں الٹا نقصان عائد ہوا ست ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست ٭ الٰہی ہماری چشم باطن بینا کر تاکہ ہمکو ہر چیز اسکی اصلی حالت پر نظر آئے برے کو اچھا اور اچھے کو برا نہ سمجھیں اس جہل مرکب کے ورطہ میں نہ پڑیں آمین ٭ (۴) ولقائہ سے مراد خدا تعالیٰ کے سامنے ہونا اس سے ملنا جو مرنے کے بعد یا قیامت میں ضرور ہوگا خواہ مجرمانہ حالت میں جیسا کہ قیدی اور مجرم بادشاہ کے سامنے حاضر کئے جاتے ہیں یا اکرام و اعزاز کی صورت میں بہرطور اس سے ایک روز ملنا ضرور ہے جو اسکا منکر ہو خسارہ میں پڑا ہو (۵) فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا یہاں اس سے مراد یہ ہو کہ حقارت و ذلت میں انکے اعمال ہونگے بولتے ہیں اسکا کچھ بھی وزن نہیں یعنی عزت نہیں کہ قیامت میں جو ترازوئے اعمال قایم ہونا دوسری آیت میں آیا ہو تو اس سے یہ مراد کہ ترازو اہل ایمان کیلئے قایم ہوگی انکو انکے اعمال حسنہ و سیئہ کی مقدار معلوم کرانے کیلئے نہ کفار کے لئے پس دونوں آیتوں میں تعرض نہیں جس طرح کافروں کیلئے جہنم مہمانی میں ملنا بیان ہوا تھا اسی طرح انکے مقابلہ میں جو کوئی ایمان لاوے اور اچھے کام کرے اسکی مہمانی میں جنات الفردوس کا ملنا بیان فرماتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں فردوس وسط جنت اور انمیں سے اعلیٰ کو کہتے ہیں فردوس کے معنی رومی زبان میں باغ کے ہیں عکرمہ کہتے ہیں حبشی زبان میں ضحاک کہتے ہیں گھن کے درختوں کو فردوس کہتے ہیں اصل اس لفظ کی خواہ رومی ہو خواہ حبشی مگر یہ بوقت نزول قرآن عرب العرباء کی زبان میں مستعمل تھا جنت الفردوس کی تشریح احادیث میں بہت کچھ آئی ہے کہ یہ تمام جنتوں میں اعلیٰ ہے وغیرہ۔ اور کفار کو انکے اعمال بد سے دائما جہنم میں محبوس رکھنا اور ایماندار نیکو کاروں کو ہمیشہ جنت الفردوس رکھنا یہ اسکی ایک شان اور صفت ہے منجملہ ان صفات کے کہ جنکو سمندر کی سیاہی بناکر جو کوئی لکھنا چاہے تو سمندر تمام ہو جائے اور وہ سب نہ لکھی جائیں۔ (۶) چونکہ اس سورہ میں اصحاب کہف اور ذی القرنین اور موسیٰ اور خضر کا حال بیان ہوا ہو جسے انکی بزرگی اور خرق عادات معجزات ظاہر ہوتے ہیں اور دنیا میں بزرگوں اور عباد اللہ کو جو لوگوں نے خدائی میں شریک کیا ہو تو بیشتر انکی خارق عادات کاموں کی وجہ سو تو اسلئے آپکی امت کو تنبیہ کرنے کیلئے سورۃ کا خاتمہ اسپر کیا قل انما انا بشر مثلکم کہ کہدو میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہوں خدا نہیں خدائی کا شریک ہوں مجھے یہ موکد حکم وحی کیا گیا ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے کوئی دوسرا معبود نہیں فمن کان یرجو لقاء ربہ الخ پھر جو کوئی اپنے رب سے ملنے کی توقع رکھتا ہو کہ اپنے رب کے پاس جاکر حیات جاودانی پاؤں تو اسکو یہ دو کام کرنے چاہئیں (۱) نیک کام کئے جائے اور نیک وہی کام ہیں جنکو نبی علیہ السلام نے نیک بتایا ہے اسمیں ملی بدنی اخلاقی سب نیکیاں آگئیں (۲) لایشرک الخ اپنے رب کی عبادت میں کسیکو شریک نہ کرے حسنات کے یہی دو اصول ہیں توحید جسکو ایمان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہو اور اعمال صالحہ تمام صحف انبیاء کا یہی خلاصہ ہے جسپر سورہ کو تمام کیا ہے فائدہ لایشرک بعبادۃ الخ میں صرف شرک ہی کی نفی نہیں بلکہ ریاکاری کی بھی کس لئے کہ ریاکار جب غیر کے دکھانے یا سنانے کو عبادت کرتا ہو تو گویا اسنے اسکی یا اسکے لئے عبادت کی انکو بھی خدا کے ساتھ شریک کیا اسکو شرع میں شرک خفی کہتے ہیں واللہ اعلم

سورۂ مریم مکیہ ہے اس میں اٹھانوے آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ

(یہ) ذکر ہے آپکے رب کی رحمت کا جو اسکے بندے زکریا پر ہوئی جبکہ اسنے اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکارا کہا اے میرے رب (بدن کی) ہڈیاں سست ہوگئیں اور سر میں بڑھاپا

شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝

چمکنے لگا۔ اور تجھ سے مانگ کر اے رب میں کبھی محروم نہیں رہا اور میں اپنے بعد اپنے اقارب سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث عطا کر

يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ

جو میرا وارث ہو اور یعقوب کے خاندان کا بھی اور اسکو اے رب پسندیدہ بنا رکھیے کہا اے زکریا ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشی سناتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہو گا اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی بھی نہیں پیدا کیا۔ زکریا نے کہا اے رب

رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ

میرے ہاں کہاں سے لڑکا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں اکڑ بیٹھ گیا ہوں۔ کہا یوں ہی ہوگا تمہارے رب نے فرمایا کہ یہ میرے نزدیک آسان بات ہے اور ہم نے اس سے پہلے تمہیں بھی پیدا کیا ہے

لَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۚ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

اور تم کچھ بھی نہ تھے زکریا نے کہا اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دیجئے فرمایا تمہاری نشانی یہ ہے کہ تم لوگوں سے تین رات دن تک کلام نہ کر سکو گے بھلا چنگا ہو کر پس زکریا حجرہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور انکو اشارہ سے کہا کہ

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

صبح و شام خدا کی تسبیح کیا کرو (زبان سے بول نہ سکے)

ترکیب

ذکر مرفوع بانہ خبر مبتدء محذوف ای ہذا ثم الخبر مضاف الی رحمت وہی الی ربک عبدہ منصوب بانہ مفعول رحمۃ وقیل مفعول الذکر اذ نادی ظرف زمان للرحمۃ لے رحمۃ العبد ایاہ وقت ان ناداہ۔ قال رب الخ الجملۃ مفسرۃ لقولہ نادی والوہن الضعف یقال دہن یہن وہنا من باب عد یعد ولا یتعدی فی لغۃ یشتعل الراس الاشتعال انتشار شعاع النار فشبہ بہ انتشار بیاض شعر الراس بجامع البیاض ثم اخرجہ مخرج الاستعارۃ بالکنایۃ بان حذف المشبہ واداۃ التشبیہ شقیا اے خائبا من الاجابۃ خفت بصیغۃ المتکلم وقری بکسر التاء وفاعلہ الموالی لے قلوا وماتوا المراد بالموالی جمع المولی ہہنا الاقارب یرثنی ویرث بالرفع فی الفعلین علی انہا صفتان للولی وقری بالجزم علی انہا جواب للدعا سمیا فعیل بمعنی المفعول قال اکثر المفسرین لم تسم احدا قبلہ یحیی وقال ابن عباس مجاہد وجماعۃ معناہ لم نجعل لہ نظیرا ولا مثلا من المساماۃ او السمو وقیل معناہ لم تلد عاقر مثلہ قبلہ ۱۲ منہ

تفسیر

اس سورہ میں بھی چند بزرگوں کے تذکرے ہیں جنسے خدا تعالیٰ کی رحمت و قدرت کا کامل اظہار ہوتا ہے اور مقصود ان تذکروں سے یہ ہے کہ خدا پرستوں پر ہمیشہ دنیا و آخرت میں اسکی مہربانی اور عنایت ہوا کرتی ہے وہ اپنے مخلصین کی ہر موقع میں دستگیری کیا کرتا ہے اسی پر توکل چاہیے۔ پہلا تذکرہ حضرت زکریا پیغمبر علیہ السلام کا ہے یہ حضرت شہر یروشلم کے باشندے بنی اسرائیل میں ہیکل یعنی بیت المقدس کے ایک کاہن یعنی امام تھے سمجھا اور کاہنوں نے سیدنہ زمانہ ہے کہ یہود کی سلطنت قائم نہ رہی تھی شاہان روم اپر حکومت کرتے تھے اور انکا ایک نائب یا گورنر یہاں رہا کرتا تھا جنکو ہیرودیس کہا کرتے تھے یہ نام انکا خاندانی نام تھا اور ہیرودیس یہود میں سے نہیں بلکہ غیر تھا بیت المقدس کئی بربادیوں کے بعد حال میں از سر نو بطرز سابق تعمیر ہوا تھا

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۙ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۙ وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۚ وَسَلٰمٌ

(جب یحییٰ پیدا ہو چکے تو انکو کہا گیا) اے یحییٰ کتاب کو مضبوط ہو کر لو۔ اور ہمنے لڑکپن ہی میں اسکو حکمت عطا کی اور اسکو اپنے ہاں سے رحمدلی اور پاکیزگی عنایت کی تھی اور وہ پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بہت نیکی کرنیوالا تھا اور وہ سرکش نافرمان نہ تھا

عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۠ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۙ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

اور اسپر سلام ہو جسدن کہ وہ پیدا ہوئے اور جسدن کہ وہ مر گئے اور جس روز کہ زندہ ہو کر اٹھینگے اور کتاب میں مریم کا ذکر کر جبکہ وہ اپنے لوگوں سے کنارہ کر کے شرقی مکان میں جا بیٹھی پس لوگوں کی طرف سے ایک

حِجَابًا ۫ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۞ قَالَتْ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۞ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُوْلُ

پردہ ڈال لیا پھر اسکے پاس ہمنے اپنے فرشتے کو بھیجا تب وہ اسکے روبرو پورا آدمی بنکر ظاہر ہوا۔ مریم نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو پرہیزگار ہے اس نے کہا میں تو تمہارے رب کا

رَبِّكِ ۖ لِأَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۞ قَالَتْ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۞ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ

بھیجا ہوا ہوں کہ تمکو پاکیزہ لڑکا دوں۔ مریم نے کہا میرے کہاں سے لڑکا ہو گا حالانکہ مجھے کسی آدمی نے ہاتھ ہی نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں۔ کہا یوں ہی ہو گا تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھپر آسان ہے۔

وَلِنَجْعَلَهٗ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۞ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۞

اور (اس طرح یوں پیدا کیا) تاکہ ہم لوگوں کے لئے اپنی قدرت کی نشانی اور لوگوں کے لئے اپنی مہربانی بنائیں اور یہ بات ٹھہر چکی تھی پس مریم کو (خود بخود) حمل رہ گیا اور وہ حمل کو لیکر کسی دور گوشہ میں رہنے لگی

ترکیب

وحناناً معطوف علی الحکم مشتق من الحنان مخففاً الرحمۃ والرقۃ ومنہ ذا من صفات اللہ عز وجل۔ وزکوۃ معطوف علی ما قبلہ والزکوۃ التطہیر التزکیۃ والتمنیۃ ای جعلناہ مطہرۃ وقیل زکیناہ بحسن الثناء علیہ کتزکیۃ الشہود وقیل صدقۃ تصدقنا بہا علی ابویہ سلام علیہ قال ابن جریر معناہ امان علیہ من اللہ وقال ابن عطیۃ التحیۃ المتعارفۃ مکاناً شرقیاً ای من جانب الشرق والنصب علی الظرفیۃ او مفعول بہ علی ان معنی انتبذت اتت مکاناً ومن اجل ذلک اتخذت النصاری المشرق قبلۃ والبغی ہی الزانیۃ التی تبغی الرجال قال المبرد اصلہ بغوی علی فعول وقال ابن جنی فعیل ولما کان البغاء غالباً فی النساء دون الرجال اجری مجری حائض وحائل ولنجعلہ متعلق بمحذوف ای خلقناہ ورحمۃ معطوف علی آیۃ وکان اسمہ محذوف ای خلقہ امراً مقضیاً خبر کان ۱۲

تفسیر

آخر ایک روز عین نماز میں دل بھر آیا اللہ سے مناجات و دعا کی (نداءً خفیا) کہ اے رب میں کبھی تجھ سے سوال کر کے محروم نہیں رہا ہوں میں تجھ سے اب التجا کرتا ہوں کہ مجھے ایک پسندیدہ فرزند عطا کر کہ امامت میں میرا وارث ہو اور اسرائیل کی نسل کا بھی وارث ہو نبوت اور بزرگی اور برکت میں بھی جو اسرائیل سے وعدہ کی گئی تھی کہ تیری نسل میں برکت دونگا فرشتہ نے خدا کی طرف سے زکریا کو مژدہ دیا کہ تیری دعا قبول ہوئی تجھکو ایک فرزند نیک ملیگا جسکا نام یحییٰ (یوحنا) ہو گا اور اس سے پہلے اس کا نام کوئی نہیں ہوا ہے زکریا کو مژدہ سنکر اپنی پیرانہ سالی اور بیوی کے بانجھ ہونیکا خیال کر کے تعجب ہوا فرشتہ نے کہا کیا تعجب ہے خدا نے انسان کو معدوم سے موجود کر دیا بغیر اسباب کے پیدا کر سکتا ہے اور اسباب بھی پیدا کر سکتا۔ پھر جب زکریا کا اطمینان ہو گیا تو فرشتہ سے اسکی علامت پوچھی فرشتہ نے کہا جب وقت آئیگا تو خود بخود تین رات دن تک تیری زبان بند ہو جاویگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زکریا کچھ بات نہ کر سکتے تھے امامت کے روز لوگ حسب دستور منتظر تھے کہ زکریا محراب یعنی اپنی خاص عبادتگاہ سے باہر آکر نماز پڑھاویں انکے دستور کے موافق پس باہر نکلکر لوگوں سے اشارہ کر کے کہا کہ تم بطور خود صبح و شام خدا کی حمد و ثنا کرو اس علامت کے چند عرصہ بعد زکریا علیہ السلام کے پیدا ہوئے یہ لڑکپن ہی میں وعظ و تلقین کیا کرتے تھے اور بچوں کی طرح کھیل کود میں کبھی مصروف نہیں ہوتے تورات پر عمل کرنیکا انکو حکم ہوا تھا اسبات کو خذ الکتاب بقوۃ سے تعبیر کیا یعنی مضبوطی سے کتاب یعنی توریت کو پکڑ کر اسپر عمل کرو اور ممکن ہے کہ انکو کوئی خاص صحیفہ عطا ہوا ہو جو مصائب میں گم ہو گیا اور آپ کو لڑکپن ہی میں حکم یعنی حکمت اور فہم و دانائی اور حنانًا یعنی نرم دلی اور محبت اور دل درد مند اور زکوۃ یعنی طہارت ظاہری و باطنی عطا کی گئی تھی ۔

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۞ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ

پھر دردِ زہ کے مارے کھجور کے پیڑ کی طرف آئی کہنے لگی ہائے کاش کبھی کی میں اس سے پہلے مر چکی اور بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر اسکے پائیں سے (فرشتے نے) آواز دی کہ غم نہ کرو تمہارے رب نے تمہارے

سَرِیًّا ۞ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۞ فَكُلِیْ وَ اشْرَبِیْ وَ قَرِّیْ عَیْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ

پائیں میں ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اپنی طرف کھجور کے پیڑ کو جھکاؤ تم پر تازہ تازہ کھجوریں گر پڑیں گی۔ سو تم کھاؤ اور پیو اور آنکھ ٹھنڈی کرو۔ پھر جو تم کسی آدمی کو دیکھو تو

فَقُوْلِیْۤ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۞ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ۞ یٰۤاُخْتَ

کہہ دیجیو کہ میں نے رحمٰن کے لئے روزہ مانا ہے اب میں آج کے دن کسی شخص سے بات نہ کروں گی۔ پھر وہ بیٹے کو گود میں اٹھائے ہوئے اپنی قوم پاس لائیں۔ وہ کہنے لگے اے مریم البتہ تو تو ایک عجیب چیز لائی ہے اے

هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّ مَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ۞

ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ ہی برا آدمی تھا اور نہ تو تیری ماں ہی بدکار تھی۔

یہ حضرت یحییٰ کے چند اوصاف حمیدہ بیان فرمائے تاکہ وعدہ الٰہی کہ اس سے پہلے کوئی اسکا ہمنام یا مثل نہیں پیدا ہوا صادق آئے اور وہ اوصاف یہ ہیں جو انکو لڑکپن ہی میں دیئے گئے تھے باحکمت تھے نہایت مہربان رقیق القلب تھے ظاہر و باطن میں پاک اور بابرکت تھے نہایت پرہیزگار خداترس تھے ماں باپ کے فرمانبردار تھے جبار و سرکش نہ تھے ان خوبیوں کی وجہ سے خداتعالیٰ حضرت یحییٰ کی نسبت فرماتا ہے وسلام علیہ کہ ہمارا سلام یا سلامتی اور رحمت ہو انپر پیدا ہونے اور مرنے اور مرکے جینے کے دن یعنی سخت اوقات میں۔ یہ ایک محاورہ ہے جیسا ہماری زبان میں کہتے ہیں مرحبا ہے اسکے پیدا ہونے پر۔ یا مبارک ہو اسکا پیدا ہونا۔ ان حضرت یحییٰ کو اسوقت کے ہیرودوس نے ایک عورت کے کہنے سے ناحق قتل کیا انکا سر قلم ہو کر طشت میں لگا کر بادشاہ مذکور کے سامنے لایا گیا یہ وہ زمانہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی وعظ و نصیحت کرتے پھرتے تھے۔

دوسرا تذکرہ حضرت مریم کا ہے۔ اس قصہ کی ابتدا یہاں نہیں بیان کی بلکہ ان آیات میں ہے اذ قالت امرأة عمران رب انی نذرت لک مافی بطنی محررا بنی اسرائیل میں سے ایک شخص عمران نامی تھا (یہ عمران موسیٰ علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ اور شخص تھے) اسکی بیوی حنہ بڑی نیک بیوی تھی جو حضرت زکریا علیہ السلام کی سالی تھی اس نے خداتعالیٰ سے نذر مانی تھی کہ الٰہی یہ جو مجھے حمل رہا ہے اس سے لڑکا پیدا ہوگا تو میں تیری نذر کر دوں گی۔ یہود میں ایسی نذروں کا قدیم دستور تھا چنانچہ حضرت داود علیہ السلام کے عہد سے ذرا پیشتر صموئیل علیہ السلام کو بھی انکی ماں نے خدا کے لئے نذر مانا تھا اور اسی لئے عبادت خانہ میں چڑھا گئیں لیکن عمران کی بیوی نے لڑکی جنی یعنی مریم جس پر انکو افسوس ہوا کہ لڑکا ہوتا تو بیت المقدس کی خدمت کرتا کیونکہ جنکو خدا کے لئے نذر مانا کرتے تھے انکو بیت المقدس میں لا کر چھوڑ جاتے تھے وہیں انکی پرورش ہوتی تھی اور وہ عمر بھر وہیں خدمت کیا کرتے تھے لڑکی کیا کرے گی لیکن حضرت مریم کو بھی ان کی ماں بیت المقدس میں چھوڑ گئیں ان کے خالو زکریا علیہ السلام جو بیت المقدس کے امام تھے ان کی پرورش کے لئے مقرر ہوئے زکریا علیہ السلام نے مریم کے لئے بیت المقدس کے مکانات میں سے ایک جدا مکان تجویز کر دیا اور یہی انکے پاس کھانا پانی پہنچایا کرتے تھے چنانچہ ایک بار جو یہ ان کے پاس گئے تو انکے پاس بے موسم کے پھل دیکھے تعجب سے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے مریم نے کہا اللہ نے بھیجے ہیں اس سے زکریا کو اور بھی امید ہوئی اور خداتعالیٰ سے لڑکے کا سوال کیا جسپر حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنکا قصہ گزرا۔

فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ ۭ قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝ قَالَ اِنِّىْ عَبْدُ اللّٰهِ ۭ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِيْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا

تب مریم نے لڑکے کیطرف اشارہ کیا وہ کہنے لگے ہم گود کے بچے سے کیونکر بات چیت کر سکتے ہیں بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں مجھکو اللہ نے کتاب دی اور نبی بنایا۔ اور مجھے بابرکت کیا جہاں کہیں بھی

اَيْنَ مَا كُنْتُ ۠ وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۡ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ

میں ہوں اور مجھکو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی جبتک کہ میں زندہ ہوں۔ اور ماں کے ساتھ نیکی کرنے والا بنایا اور مجھے سرکش بدبخت نہیں کیا۔ اور مجھ پر خدا کی رحمت جس دن کہ میں پیدا ہوا اور جس دن

وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۝ ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ۭ اِذَا

کہ میں مرونگا اور جس دن کہ بارِ دگر زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا۔ یہ ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا یہ ہے سچی بات کہ جس میں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنا دے۔ وہ پاک ہے جب وہ کوئی کام کرنا

قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ

ٹھیراتا ہے تو صرف اسکو کن کہتا ہے سو وہ ہو ہی جاتا ہے اور (یہ بھی کہا) بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اسی کی عبادت کیا کرو۔ یہ سیدھا رستہ ہے پھر لوگ آپس میں جھگڑنے لگیں

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

پس منکرین کے لئے بڑے دن کی پیشی سے خرابی ہے

آخر جب مریم جوان ہو گئیں تو ایک بار ان کو خوبصورت آدمی کی شکل میں خدا کا فرشتہ (جبرئیل علیہ السلام) نظر آیا مریم گھبرائیں اور کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا ترس ہے فرشتہ نے کہا میں انسان نہیں خدا کا فرستادہ ہوں اسلئے آیا ہوں کہ تجھکو پاک فرزند دوں مریم نے کہا کیونکر ہوگا میرا ابتک کسی سے نکاح نہیں ہوا اور نہ میں حرام کار ہوں فرشتہ نے کہا خدا یوں ہی اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کر سکتا ہے تب فرشتہ نے ان کے کرتے کے گریبان میں دم کر دیا یعنی پھونک دیا اسکے بعد سے انکو حمل معلوم ہونے لگا مریم لوگوں سے گوشہ اور کنارہ کے مکان میں جا رہیں رفاقاً یوسف کے ساتھ وہاں سے بیت اللحم میں آ رہیں ہونگی جو وہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں تھا جو آجکل شہر ہے یا اپنی خالہ کے گھر آ رہی ہونگی اور ان کی خالہ کو بھی حمل تھا چھ مہینے کا جس سے یحیٰی پیدا ہوئے (پس جب خاص جننے کا وقت آیا اور درد لگے تو ایک افتادہ مکان میں آئیں جہاں ایک کھجور کا خشک درخت تھا اور پانی نہ تھا اور ولادت کے وقت ان چیزوں کی سخت ضرورت ہوتی ہے ادھر تنہائی اُدھر درد اُدھر ہر قسم کی بے سر و سامانی نہ کھانا نہ پانی ایسی حالت میں انسان کا مقتضی طبعی ہے کہ گھبرا گئیں اور کہنے لگیں کہ کاش میں اس دن سے پیشتر مرچکی ہوتی اور نیست و نابود ہو گئی ہوتی کہ لوگ نام و نشان بھی بھول جاتے۔ ایسے سخت وقتوں میں خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دستگیری کیا کرتا ہے پس انکے پائیں[سلہ] سے فرشتے نے آواز دی کہ کچھ غم نہ کرو دیکھو تمہارے پاؤں کی طرف خدا نے چشمہ جاری کر دیا جسقدر پانی درکار ہو لو اور اس کھجور کے درخت کو ہلا دو تو تازہ کھجوریں اس میں سے جھڑینگی اور جو کوئی شخص تمہیں کچھ کہے تو اشارہ سے کہدینا کہ میں کلام نہیں کر سکتی روزہ نذر[سلہ] مانا ہے۔

پس پاک ہونے کے بعد ختنہ کے لئے شریعت موسوی کے موافق مریم عیسےٰ کو بیت المقدس میں لائیں فاتت بہ قومہا تحملہ یہاں انپر لوگوں کا ہنگامہ ہوا

سلہ من تحتہا کے معنی بعض نے یہ بیان کئے ہیں کہ مسیح نے انکے نیچے سے آواز دی تھی مگر صحیح مطلب آیت کا یہ ہے کہ مریم جو بوقت ولادت لیٹی ہوتی تھیں انکے پاؤں کی طرف سے کہ جس کو تحت یا نیچے کہ جانب کہتے ہیں جس طرح سرہانے کو بالیں یا اوپر کی جانب کہتے ہیں فرشتہ نے آواز دی ۱۲ منہ

سلہ اس دور میں یہ نذر مانا ہو کہ کسی سے کلام نہ کروں گا اس عہد میں اس نذر کا پورا کرنا ضرور تھا اس لئے مریم نے یہ عذر کیا اور غرض یہ تھی کہ لوگوں کو آپ جواب دینا نہ پڑے خود لڑکا ہی جواب دیوے تاکہ اسکا اعجاز و کرامت معلوم ہو ۱۲ منہ

اورطعن وتشنیع شروع ہوئی کہ تیرے ماں باپ ایسے نہ تھے تو حرام کار کہاں سے پیدا ہوتے ؟ سچ بتا یہ بچہ کسکا ہے ؟ مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا کہ خود اسی سے دریافت کرلو لوگوں نے کہا کہ ہم بچہ سے کیونکر بات چیت کرسکتے ہیں اتنے میں حضرت مسیح علیہ السلام گودمیں سے آپ بول اٹھے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں سب سے پہلے یہ جملہ یوں کہا کہ انکے بغیر باپ کے پیدا ہونے اور عجائب معجزات دکہانے سے لوگ انکو کہیں خدا کا بیٹا نہ سمجھ لیں جیسا کہ نصاری سمجھ بیٹھے مجکو کتاب دی ہے یعنی انجیل گو اسوقت تک نہ ملی تھی بلکہ تیس برس کی عمر میں جبکہ نبی ہوئے اور اسی طرح نبوت بھی جب ہی ملی اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کی وصیت بھی اسی وقت میں ہوسکتی ہے لیکن یہ سب باتیں ہونی والی تھیں اور عالم غیب میں قرار پاچکی تھیں گو ظہور اسوقت تک نہوا تھا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معلوم کرایا گیا تھا اسلئے ان سب باتوں کو بلفظ ماضی اس طفولیت کے وقت میں بیان فرمایا۔ شیر خواری کی حالت میں اپنی ماں کی براءت کے سلئے مسیح نے ایک ہی بار کلام کیا تھا پھر نہیں کیا بلکہ پھر اسوقت بولے جو اور لڑکے بولا کرتے ہیں جب لوگوں نے یہ کلام سنا تو حیرت میں رہ گئے۔ اور اسلئے مریم پر زنا کی سزا جو قتل تھی قائم نہ کی ورنہ سزا سے بری سمجھنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ مگر اس بات کو یہود نے مخفی کردیا تاکہ لوگ انکے معتقد نہ ہوں اور حضرت زکریا علیہ السلام پاک دامن پر بہتان دہر دیا۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مریم کا چچازاد بھائی ایک شخص یوسف نامی تھا جو حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو یہود اور ہیرودس کے خوف سے مصر لیگیا تھا اور اسکے مرنے تک وہ وہیں رہے پھر ہیرودس کے مرنیکے بعد آکر ناصرہ گاؤں میں رہے اسی لئے انکے متبعین کو نصاریٰ کہتے ہیں اور پھر وعظ و پند میں مصروف ہوئے اور معجزات دکہانے شروع کئے لوگ جوق جوق انکی طرف متوجہ ہونے لگے آخر یہود کو حسد ہوا اس عہد کے حاکم کو بدگمان کرکے انکو گرفتار کرایا کہ یہ قیصر سے باغی ہے قید کرکے سولی دینے لے چلے مگر خدا نے انکو زندہ و سالم اوپر اٹھالیا اور انکی شکل میں ایک کو انہیں میں سے کردیا جسکو سولی دی گئی انکے بعد حضرت مریم کا انتقال ہوا حضرت یحییٰ علیہ السلام انکے روبرو ہی ہیرودس کے ہاتھ سے شہید ہوچکے تھے۔

حضرت عیسیٰ اور مریم کے قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے ذلک عیسیٰ ابن مریم الخ کہ اصل حقیقت عیسیٰ بن مریم کی یہ ہے سچا واقعہ جسمیں وہ جھگڑتے ہیں یہ ہو نہ وہ جو کہ یہود کہنے لگے کہ معاذ اللہ وہ زنا سے پیدا ہوئے تھے اور مکار و فریبی تھے نہ وہ جو کہ عیسائی کہنے لگے کہ وہ خدا کے بیٹے تھے خدا انکی شکل میں ظاہر ہوا تھا یہود کا قول تو از حد بدیہی البطلان تھا انکی طرف توجہ نہیں کی گئی اسلئے عیسائیوں کے قول کو باطل کرتا ہے ماکان اللہ ان یتخذ من ولد سبحانہ الخ کہ خدا کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بناوے وہ اس سے پاک ہے اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون بیٹا انکے لیے ہوتا ہے جنکو احتیاج ہو اور اسکے حکم میں تو ہر چیز ہے کن کہتے ہی ہوجاتی ہے اسی طرح بغیر سبب ظاہری یعنی باپ کے بغیر عیسیٰ کو پیدا کردیا خود عیسیٰ نے کہدیا تھا انی عبد اللہ الخ وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم کہ اللہ میرا اور تمہارا دونوں کا پالنے والا ہے اسی کی عبادت کرو سیدھا رستہ یہی ہے نہ یہ کہ مجھے خدا یا اسکا بیٹا سمجھو۔

ابحاث

(۱) زکریا علیہ السلام کا قصہ انجیل لوقا میں موجود ہے ہاں قرآن مجید میں تین روز تک اور انجیل مذکور میں ایک روز تک گونگا ہنا مذکور ہے۔ اور مریم کے قصہ میں اسقدر تفاوت ہے کہ مریم کا انکی والدہ کی طرف سے خدا کی نذر میں چڑھایا جانا اور زکریا کی نگرانی میں پرورش پانا اور اسی طرح تولد مسیح علیہ السلام کے وقت خرمے کے درخت کا تروتازہ ہونا اور چشمہ جاری ہونا اور پھر شیر خوارگی میں مسیح کا کلام کرنا انکی اناجیل اربعہ میں موجود نہیں قرآن میں ہے البتہ انکی اور اناجیل میں ہے جیسا کہ انجیل طفولیت وغیرہ اور اسی طرح رضاعت کے زمانہ میں یحییٰ کا کلام کرنا انجیل میں ہے قرآن مجید میں نہیں سو یہ کچھ اختلاف ایسا نہیں کہ جس سے ایک کو غلط ایک کو صحیح کہنے کی نوبت پہنچے خود چاروں انجیلوں میں اس قسم کی کمی زیادتیاں ہیں ایک میں ہو کہ مجوسی ستارہ کے اشارہ سے مسیح پاس آئے

دوسری میں نہیں علے ہذا القیاس۔ اور جو اختلاف ہے بھی تو اسمیں قرآن مجید کا ہی عقلاً و نقلاً اعتبار ہونا چاہئے نہ انکی کتب محرفہ کا۔

(۲) تمام اہل اسلام اور تمام عیسائی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے تھے برخلاف یہود کے کہ وہ انکو انسان کے نطفہ سے بطور عادت پیدا ہونا کہتے ہیں اور معاذ اللہ ناجائز تولد قرار دیتے ہیں مگر آجکل برائے نام مسلمان ایک گروہ جو اس زمانہ میں علوم حسیہ کی ترقی اور علوم روحانیہ کے مفقود ہوجانے اور حسن باطن اور نور قلبی کے مٹ جانے سے پیدا ہوا ہے وہ فریق قدم بقدم حکماء یورپ کے چلتا اور قرآن و احادیث کو ان کے خیالات کے مطابق کرتا ہے غلط تاویلات کے ذریعہ سے وہ بھی یہود کی طرح بطور عادت انسان کے نطفہ سے پیدا ہونا کہتا ہے کیونکہ خوارق عادات امور ان کے نزدیک محال ہیں اس بات کے امکان پر دلائل لانیکی یہاں گنجائش نہیں مقدمہ تفسیر میں بیان ہو چکے اب ہم قرآن مجید کے وہ الفاظ بتاتے ہیں جو اسی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ اوّل ان آیات میں فتمثل لہا بشرا سویا سے لیکر قال کذلک قال ربک ہو علی ہین تک صاف صاف کہہ رہا ہے کہ مریم کو فرشتہ کے کہنے سے کہ تجھکو فرزند دینے آیا ہوں تعجب آیا اسلئے کہ نہ وہ حرام کار تھیں نہ کسی سے نکاح ہوا تھا اس پر فرشتہ کا یہ کہنا کہ تیرا رب یوں ہی کرسکتا ہے اور یہ اسپر کچھ مشکل بات نہیں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ کا تولد بغیر باپ کے ہوا ہے۔ دوم ولنجعلہ آیۃ للناس بھی اسی کی تصریح کرتا ہے کس لئے کہ تولد مسیح اگر معمولی طور سے ہوتا پھر خواہ اسمیں لوگوں کے لئے کتنے ہی برکات کیوں نہ ہوتے جیسا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے تولد میں اسپر آیۃ کا اطلاق نہیں ہوتا کس لئے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں بجز آیات قرآنیہ کے اور چیزوں پر لفظ آیۃ کا اطلاق ہوا ہے تو اُنہیں پر ہوا ہے کہ جہاں کوئی بات اس کی قدرت کی بابت عادت واسباب ظاہری بغیر پائی گئی ہو جیسا کہ اصحاب کہف پر اور صالح علیہ السلام کے ناقہ پر وغیرہا سوم۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الایۃ میں اس امر کی صاف تصریح ہے کیونکہ آدمؑ کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو تشبیہ دینا اور اگر اس بات میں نہیں کہ جس طرح وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح یہ بھی تو پھر اور کونسی خصوصیت آدمؑ کے ساتھ مسیح کو ہے؟ اور نیز اس آیت کا نزول انہیں کے دفع خیال کے لئے ہے جو مسیح کو بغیر باپ کے پیدا ہونے سے خدا کا بیٹا سمجھتے تھے

اسکے علاوہ اسی قصے میں اور کتنی ایک باتیں خارق عادت مذکور ہیں جیسا کہ کھجور خشک سے تر خرموں کا پیدا ہونا پانی کا چشمہ نمودار ہونا مسیح کا گود میں کلام کرنا جسکی بابت یہود نے کہا تھا کہ ہم گود کے بچے سے کیونکر بات کرسکتے ہیں؟ اور فرشتہ کا مجسم ہو کر مریم کو نظر آنا پھر یہاں بھی شاید تاویل باطل کرینگے۔ اسی طرح عیسائیوں کی اناجیل اربعہ میں بھی اس امر کی صاف تصریح ہے حالانکہ ماول صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام[1] میں اناجیل مذکورہ کو غیر محرف اور کلام الٰہی مان چکے ہیں انجیل متی کے اول باب میں ۱۸۔ ورس سے لیکر آخر تک اسکی تصریح ہے جسکا ایک جملہ یہ ہے کہ جب اسکی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو انکے اکھٹے آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ پھر انجیل لوقا کے اول باب میں ۲۶۔ ورس سے لیکر کئی جملوں تک قرآن مجید کے موافق مریم کو فرشتہ سے حمل ہونا اور مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا مذکور ہے۔ پھر نہیں معلوم کہ ماول صاحب کس سند سے انکار کرتے ہیں اور آسمان و زمین کے قلابے ملاتے ہیں؟

(۳) یا اخت ہارون اخت کے حقیقی معنی بہن کے ہیں لیکن یہاں یہ مراد نہیں بلکہ کلام عرب میں اَخ اور اخت اور ابن سے مواقع میں محض نسبت کیلئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں یا اخا العرب یا اخا ہمدان لے واحد منہم یعنی لے عرب والے لے قبیلہ ہمدان والے نہ یہ کہ لے عرب اور ہمدان کے بھائی اسی طرح مسافر کے لئے ابن السبیل اور چاند کے لئے ابن اللیل آتا ہے وغیرہ چونکہ حضرت مریم ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھیں اسلئے انکو شرمندہ کرنے کیلئے انکے جدّہ اعلیٰ ہارون کی طرف منسوب کرکے کلام کیا کہ لے ایسے بزرگ کی اولاد تجھے ایسا کرنا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ مریم کے حقیقی بھائی کا نام بھی ہارون تھا جو بڑے نیک مرد تھے۔ بک پادری نے اخت کے حقیقی معنی سمجھکر پھر ہارون اور مریم میں فاصلہ دراز خیال کرکے اعتراض جڑ دیا کہ قرآن میں غلطی ہے۔ فہم سلیم اسی کو کہتے ہیں۔

[1] تبیین الکلام مصنفہ

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي

بسرو سنا کہ وہ ہمارے پاس حاضر ہونگے اسدن تو کیا ہی سنتے دیکھتے ہونگے لیکن ظالم آج تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوتے ہیں اور انکو حسرت کے دن سے ڈراؤ جبکہ اخیر فیصلہ کر دیا جاویگا اور وہ ہیں کہ

غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا يُرْجَعُونَ

غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایمان نہیں لاتے ہم ہی زمین کے وارث ہونگے اور انکے بھی جو اسپر ہیں اور سب ہمارے ہی پاس لوٹکر لائے جائینگے

۲ ع ۲۵ ۵

ترکیب

اسمع بہم و ابصر معناً دونوں تعجب کے صیغہ لفظاً امر کے صیغہ ہیں بمعنی ما اسمعہم و ما ابصرہم بہم موضع رفع میں ہے کقولک احسن بزید ای احسن زید لفظوں میں امر اور معنی خبر ہے لے حسن زید۔ و یمکن ان یقال انہ امر لکل احد بان یحسن بزید والباء زائدۃ۔ یوم ظرف والعامل فیہ اسمع و ابصر۔ اذ قضی یا یوم الحسرۃ سے بدل یا حسرت کا ظرف۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا فاختلف الاحزاب کہ عیسیٰ کے بارہ میں قومیں مختلف ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ یہود کچھ کہتے ہیں نصاریٰ کچھ اور پھر باہم نصاریٰ کے فرقوں میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے اور تھا جنکی نسبت فرماتا ہے فویل للذین کفروا من مشہد یوم عظیم کہ منکروں کو بڑے دن کی حضوری اور اسکی شدت سے خرابی ہے بڑا دن قیامت کا دن ہو یعنی اس دن کا سامنا ہونا ہے اور اس دن میں بڑی مصیبت ہے انکے اختلاف کا ثمرہ اسروز ظاہر ہو جاوے گا۔

اسمع الخ میں یوم عظیم کی کچھ کیفیت بیان ہو کہ جسروز یہ کافر ہمارے پاس آئیں گے اسروز انکی بینائی اور شنوائی عجب ہوگی یعنی جس طرح آج اندھے اور بہرے ہیں نہ باطن کی آنکھوں سے حق دیکھتے ہیں نہ کسی سے سنتے ہیں اسروز یہ حال نہوگا بلکہ خوب آنکھیں کھل جاوینگی کان بھی کھل جاویں گے یہی مضمون سورہ ق میں بھی آیا ہے لقد کنت فی غفلۃ من ہذا فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید۔

اسکے بعد آنحضرت صلعم کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ان غافلوں کو حسرت کے دن سے مطلع کر دو تاکہ خوف کریں۔ پھر یوم الحسرت کی کچھ اور تشریح فرماتا ہے۔ اذ قضی الامر وہم فی غفلۃ وہم لا یؤمنون کہ یکایک انکے لئے عذاب کا حکم دیا جاویگا اور وہ دنیا میں غفلت میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ بظاہر یوم الحسرت قیامت کا دن ہے کیونکہ جنہوں نے دنیا میں نیکی نہ کی ہوگی وہاں انکی حسرت کا کیا ٹھکانا ہے مگر آیت کو عام رکھا جاوے تو اور بھی تخویف پیدا ہوتی ہے یعنی حسرت کا دن عام ہے قیامت کے دن کو بھی شامل ہے اور موت کے دن کو بھی کہ انسان غفلت میں پڑا ہو ایمان و حسنات سے بیخبر ہے اور یکایک اسکی موت کا حکم ہو جاوے ہکا کام تمام ہو چکے اب ہکو ساتھ لیجانے کے لئے توشہ آخرت حاصل کرنیکی مہلت کہاں پس اس دن سے زیادہ بھی اسکی حسرت کا دن اور کوئی کیا ہوگا؟ یہ مضمون بھی قرآن مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین اور احادیث میں بھی وارد ہے کہ انسان اپنی آرزوؤں کے پورا کرنے میں لگا ہوا ہوتا ہے کہ یکایک اجل آجاتی ہے حسرت وارمان دنیا کی جگہ دل میں آخرت کے لئے کوتاہی کرنے کی حسرتیں ساتھ ہو جاتی ہیں

دنیا میں جو کچھ مال و زر زمین و باغات اسنے بڑی محنت سے حاصل کئے تھے وہ سب یہیں پڑے رہ گئے ان سب کا اللہ ہی وارث و راخیر مالک رہیگا اور سب ایک روز خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاویں گے انا نحن نرث الارض ومن علیہا والینا یرجعون کا یہی مطلب ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝

اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کرو بیشک وہ ایک نبی صادق تھے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ آپ اس چیز کی کیوں عبادت کرتے ہیں کہ جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ آپکے کسی کام آسکتی ہے

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝

اے میرے باپ بیشک مجھے وہ علم حاصل ہوا ہے جو آپکو حاصل نہیں ہوا سو آپ میرے کہنے پر چلئے تاکہ میں آپکو سیدھا رستہ دکھاؤں۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نکرو کیونکہ شیطان تو خدا کا نافرمان ہے۔ اے میرے

يٰۤاَبَتِ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ

باپ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تمپر خدا تعالے کا عذاب آپڑے پھر تم بھی شیطان کے ساتھ ہو جاؤ تب کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھے سنگسار ہی کر ڈالونگا

وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۫

اور میرے سے میرے پاس سے جا دور ہو۔ ابراہیم نے کہا اچھا تو میری آپکو سلام رہے۔ آپ کیلئے میں اپنے پروردگار سے مغفرت کی دعا بھی کرونگا کیونکہ وہ مجھپر بڑا مہربان ہے اور میں تمہیں بھی چھوڑتا اور تمہارے ان معبودوں کو بھی کہ

عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝

امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہونگا پھر ابراہیم نے انکو اور انکے معبودوں سے کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے کنارہ کیا ہمنے انکو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہمنے ہر ایک کو نبی بنایا

وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝

(اور ہمنے انکو اپنی رحمت سے بہت کچھ بخشا اور انکے لئے ہمنے ذکر خیر کا آوازہ بلند کیا کہ ابد تک لوگ انکو عزت سے یاد کرینگے)

یہ **تیسرا تذکرہ** حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے۔ یہاں انکی اسوقت کی ثابت قدمی اور خدا پرستی مذکور ہے کہ جب ابتدا ئے شباب میں انہوں نے بت پرستی کو حقیر جانکر اپنے باپ کو اس سے منع کیا اور آخر کار محض اللہ کے لئے اپنے پیارے باپ کو چھوڑا کہ جسکی محبت نے ابراہیم کو اس لئے خدا سے معافی مانگنے پر آمادہ کیا اور اس کے لئے ابراہیم نے وعدہ بھی کر لیا پھر ہجرت کے بعد خدا تعالیٰ نے اسکو اسحاق اور اسحاق کو یعقوب برگزیدہ پیغمبر فرزند عطا کیا۔ یہ نتیجہ ہو خدا کی فرمانبرداری کا۔

یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں لیکن ایسا اولوالعزم پوتا بھی دادا کا نام روشن کرنیوالا گویا دادا کو فرزند ارجمند عطا کرنا ہے اسلئے وہبنا لہ اسحق ویعقوب فرمایا اسحاق کے بعد اسکے لئے علاوہ اور بہت سی چیزیں خدا نے یعقوب و اسحاق و ابراہیم کو عطا کیں تھیں اور سب سے بڑھکر لسان صدق علیا عطا کی یعنی انکی ثنا وصف لوگ انکے پیچھے کرتے رہینگے۔ لسان صدق ثنا حسن۔ ذکر جمیل چونکہ یہ زبان سے پایا جاتا ہے اسلئے اسکو زبان سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ جو احسان ہاتھ کئے جاتے ہیں انکو ید سے تعبیر کرتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی واجعل لی لسان صدق فی الاخرین۔ خدا تعالیٰ نے انکی دعا قبول کر لی جسکا اثر یہ ہے کہ آجتک حضرت ابراہیم تخمینا دو ثلث سے زائد بنی آدم کے پیشوا مانے جاتے ہیں یہود عیسائی وغیرہم انکو بڑائی سے یاد کرتے ہیں اہل اسلام پنج وقتہ نمازیں انپر درود بھیجتے ہیں اپنے نبی خاتم المرسلین علیہ السلام کے ساتھ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و . . . . وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید کہتے ہیں۔ آل ابراہیم میں اسحاق و اسمٰعیل و یعقوب علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں خدا تعالیٰ عرب کے مشرکوں کو یہ سمجھاتا ہے کہ تم جو باپ دادا کی تقلید کرکے بت پرستی کرتے ہو ایسا نہ چاہئے کیونکہ ابراہیم کہ جسکو تم بھی بزرگ مانتے ہو انہوں نے باپ کا کہنا نہ مانا انکی تقلید نہ کی اور نیز یہ بھی ہے کہ اگر باپ دادا کی تقلید کرنی ہے تو ابراہیم کی اور انکی اولاد کی کیوں نہیں کرتے؛ ملیا مدۃ طویلۃ وقیل سالما ابراہیم نے باپ کے لئے استغفار کا وعدہ کیا تھا اسکے موجب استغفار کیا مگر جب معلوم ہوا کہ اللہ کی مرضی نہیں پھر اس سے بری ہو گئے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ ۚ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَنَادَيْنَاهُ مِن جَانِبِ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا ۝ وَوَهَبْنَا لَهُ

اور کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر یاد کرو کیونکہ وہ خاص بندے اور نبی صاحب کتاب تھے اور ہمنے ہسکو کوہ طور کے دائیں طرف سے پکارا اور راز داری کے لئے پاس بلایا اور ہسکو اپنی

مِن رَّحْمَتِنَا أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ

رحمت سے انکے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر یاد کرو کیونکہ وہ وعدہ کے بڑے سچے اور نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِندَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ۝ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے اور کتاب میں ادریس کا بھی ذکر یاد کرو بیشک وہ بڑے سچے نبی تھے اور ہمنے انکو بلند جگہ بٹھایا یہ ہیں وہ انبیاء کہ جن پر

اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ مِن ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِن ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۚ إِذَا

اللہ نے کرم کیا تھا آدم کی نسل سے اور انکی نسل سے کہ جنکو ہمنے نوح کے ساتھ سوار کیا تھا اور ابراہیم اور اسرائیل کی نسل میں سے اور ان لوگوں میں سے کہ جنکو ہمنے راہ راست دکھائی اور برگزیدہ کیا تھا جب

تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَٰنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا ۩ ۝ فَخَلَفَ مِن بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ ۖ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝

انکے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تو سجدہ میں گر پڑا کرتے تھے اور روتے جاتے تھے پھر انکے بعد وہ ناخلف پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نمازیں غارت کر دیں اور نفسانی خواہشوں کی پیچھے پڑ گئے پھر انکی گمراہی بھی بہت جلد

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّهُ كَانَ

مگر جسنے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کئے سو یہی وہ لوگ ہیں کہ جو جنت میں داخل ہونگے اور انکا کوئی حق تلف نہ کیا جاویگا اور وہ باغ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جنکا رحمن نے غائبانہ اپنے بندوں سے

وَعْدُهُ مَأْتِيًّا ۝ لَّا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا إِلَّا سَلَامًا ۖ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَعَشِيًّا ۝ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا

وعدہ پیش آکر رہیگا وہ بہشت کہ جسمیں کوئی خراب بات سننے میں نہ آئیگی مگر ہاں سلام کی آوازیں اور وہاں صبح و شام انکے لئے کھانا تیار ملیگا یہ وہ جنت کہ جسکا ہم اپنے بندوں میں سے اسکو وارث کرتے ہیں جو پرہیزگار ہے

یہ چوتھا قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے کہ خدا نے انکو کوہ طور کی جانب سے پکارا یعنی انی انا اللہ الخ کے ساتھ موسیٰ کو خطاب کرکے کلام کیا اور اس شرف کے بعد دوسرا شرف یہ بخشا کہ انکے بھائی ہارون کو بھی انکی مدد کے لئے نبی بنایا۔

واذکر فی الکتاب اسمٰعیل یہ پانچواں تذکرہ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے تھے چونکہ یہ ایک مستقل رتبہ کے شخص تھے اس لئے انکو انکے باپ کے ذیل میں ذکر نہ کیا بلکہ جداگانہ۔ انکا پہلا وصف یہ ہے کہ کان صادق الوعد وعدے کے بڑے سچے تھے۔ مروی ہے کہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہارا فلاں جگہ انتظار کرونگا وہ اتفاقاً ایک برس تک نہ آیا آپ وہیں کھڑے رہے یہ انکے صادق الوعد ہونے کی ایک ادنیٰ بات۔ دوم کان رسولاً نبیا یعنی صرف نبوت ہی حاصل نہ تھی بلکہ صاحب شریعت بھی تھے اور اسی لئے کان یامر الخ اپنے اہل وعیال کو جسمیں علماء کے نزدیک انکی امت بھی شامل ہے نماز روزہ کی تاکید کیا کرتے تھے کامل و مکمل تھے اور اسی لئے کان عند الخ اپنے خدا کے نزدیک پسندیدہ بھی تھے۔ پس اے قوم عرب تمکو اسمٰعیل کا اقتدا لازم ہے جو تمہارا جد امجد تھا نہ اور بیہودہ جاہل باپ دادا کا۔

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

(ملائکہ نے کہا) اور ہم آپ کے رب کے حکم بغیر اتر کر نہیں آیا کرتے اسیکا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے اور ہمارے پیچھے اور اسکے درمیان ہے اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے

وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۝

اور ان چیزوں کا بھی جو ان کے بیچ میں ہیں۔ سو اسی کی عبادت کرو اور اسکی عبادت کی تکلیف برداشت کیا کرو بھلا تمہارے علم میں اس جیسا کوئی اور بھی ہے۔

ع ۱۵

تفسیر

واذکر فی الکتاب ادریس یہ چھٹا قصہ حضرت ادریسؑ کا ہے جو نوح علیہ السلام کے پردادا تھے (نوح بن لمک بن متوسلح بن حنوک) یا اخنوخ انکا نام اور ادریس لقب تھا بوجہ کثرت درس صحف آسمانی کے۔ وہ صدیق نبی تھے یعنی بہت برگزیدہ اسلئے رفعناہ مکانا علیا اسکے معنی بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہیں کہ انکو بلند مرتبہ کیا وہ رفعت منزلت مراد لیتے ہیں جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آیا ہے ورفعنا لک ذکرک اور ایک گروہ کہتا ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ انکو بلند مکان میں اٹھالیا۔ اول تقدیر میں یوں کہا جاویگا کہ خدا نے ادریسؑ کا بلند مرتبہ کیا تیس صحیفے انپر نازل کئے بہت سے علوم اور صنعتیں ان کے ہاتھ سے ایجاد ہوئیں دوسری صورت پر بعض کہتے ہیں کہ خدا نے انکو زندہ آسمان پر بلالیا اور جنت میں داخل کردیا بعض کہتے ہیں کہ صرف آسمانوں پر بلایا حضرت عیسیٰؑ اور ادریسؑ زندہ آسمانوں پر ہیں والعلم عند اللہ۔

توریت سفر پیدائش کے ۵ باب ۲۳۔ ۲۴ درس میں یہ ہے اور حنوک کی ساری عمر تین سو پینسٹھ برس کی ہوئی (۲۴) اور حنوک خدا کے ساتھ چلتا تھا اور غائب ہوگیا اسلئے کہ خدا نے اسے لیلیا۔ ان درسوں کی شرح میں علماء اہل کتاب کے بھی ایسے اقوال ہیں کہ جیسا اوپر بیان ہوا۔ ان سب بزرگواروں کا ذکر خیر کرکے فرماتا ہے اولئک الذین انعم اللہ علیہم کہ یہ انبیاء وہ لوگ ہیں کہ جنپر خدا نے کرم و فضل کیا تھا آدم اور ابراہیم اور نوحؑ کے ساتھ والے اور اسرائیل کی نسل اور دیگر لوگ کہ جنکو خدا نے ہدایت دی اور برگزیدہ کیا انکا یہ حال تھا کہ اللہ کی آیتیں سنکر سجدہ میں روتے ہوئے گر پڑا کرتے تھے اور خدا کے نہایت فرمانبردار نیک کردار بندے تھے اسمیں اس طرف اشارہ ہیکہ جو لوگ انکو خدا جانتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو لوگ انکی نسبت فسق و فحش کی باتیں منسوب کرتے ہیں جیساکہ کتب یہود و نصاریٰ میں ہو وہ بھی غلطی پر ہیں انکا یہ مرتبہ خدا کی طاعت سے ہوا پھر انکے بعد ناخلف پیدا ہوئے جو نماز و عبادت چھوڑکر خواہش نفسانی کے درپے ہوگئے بجز کھانے پینے جماع کرنے کے اور کوئی بات انہیں نہ رہی انہوں نے طریق بگاڑ دیا سو وہ اپنے کئے کا برا نتیجہ دیکھیں گے اور جو توبہ کرگئے اور نیک ہوگئے وہ جنت میں پہنچیں گے جسکے یہ اوصاف ہیں کہ وہاں کوئی خراب بات دل شکن رنج دہندہ انکی یا انکے اعزہ واحبہ کی موت یا وہاں سے نکالے جانیکی یا کسی نعمت کے زوال ہونے کی خبر یا گالی گلوچ بدکلامی غیبت بدگوئی سنائی نہ دیگی سلام سلام کی آوازیں سنائی دینگی آپس کا تحیہ سلام یا فرشتوں کیطرف سے سلامتی کا مژدہ یعنی تعظیم و تکریم کے کلمات دوم بلا محنت و مشقت ہر وقت بالخصوص صبح و شام انکو تیار روزی ملیگی روحانی وجسمانی پھر یہ بہشت ہر ایک کا حصہ اور ورثہ نہیں بلکہ ہمارے بندوں میں سے صرف انہیں کا جو پرہیزگار ہیں در اصل وہی آدم کے حقیقی فرزند ہیں اور جنت آدم کو مل چکی ہے یہی اپنے جد کا ورثہ پانے کے مستحق ہیں۔ وما نتنزل الا بامر ربک یہاں سے ایک جداگانہ کلام شروع ہوتا ہے جسکے شان نزول میں بخاری نے ابن عباسؓ سے یوں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ آپ میرے پاس جلدی جلدی کیوں نہیں آیا کرتے اسکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی گویا خدا تعالیٰ نے جبرئیل کیطرف سے یہ جواب دیا کہ خود نہیں آتے بلکہ تمہارے رب کے حکم سے آیا کرتے ہیں وہ مصلحت وقت سے خوب واقف ہے ہمکو آگے اور پیچھے کا سب حال معلوم ہے یعنی ابتدا اور انتہا اور حال سب جانتا ہے وہ جب مصلحت جانتا ہے ہمکو بھیجتا ہے دیر کر آنے میں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ خدا تعالیٰ آپکو بھول گیا کیونکہ وہ بھولنے والا نہیں وہ رب ہے آسمانوں اور زمین اور انکے درمیان کی چیزوں کا اور رب وقتاً فوقتاً پرورش کیا کرتا ہے جسکو علم ہمہ وقت لازم ہے پس اے نبی اسکی عبادت کرو اور ہمارے دیر کرکے آنے سے ملول نہ ہونا بلکہ اسکے لئے عبادت میں تکالیف برداشت کرتے رہو کیونکہ وہ یکتا ہے اسکا کوئی ہمنام بھی نہیں یعنی ایسا دوسرا نہیں جو اس بیقراری کو دفع کرسکے جنت عالم قدس کے بعد یہ جملہ جبرئیلؑ کیطرف سے بیان ہونا جو عالم قدس میں رہتے اور وہاں کی خبریں لایا کرتے

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ۝ أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ

اور انسان (منکر) کہا کرتا ہے کہ کیوں جی جب میں مر جاؤں گا تو کیا پھر زندہ کرکے قبر سے باہر نکالا جاؤں گا۔ کیا وہ انسان اس بات کو یاد نہیں کرتا کہ پہلے بھی اسکو ہم نے پیدا کیا تھا اور وہ کچھ بھی نہیں تھا سو تمہارے رب کی

الشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِن كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ۝ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ

شیطانوں کو جمع کرکے رہیں گے پھر انکو جہنم کے کنارہ حاضر کرینگے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے پھر ہر ہر گروہ میں سے ہم انکو گھسیٹ لینگے جو خدا سے بہت اکڑا کرتے تھے۔ پھر ہمکو خوب معلوم ہے کہ ان میں سے کون جہنم میں جانے کا زیادہ

بِهَا صِلِيًّا ۝ وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

اور تم میں سے ایسا کوئی بھی نہ ہوگا کہ جو اس پر سے ہو کر نہ گزرے آپ کے رب نے اسکا پورا کرنا لازمی کرلیا ہے پھر پرہیزگاروں کو تو بچا لیں گے اور ظالموں کو اسمیں پڑا رہنے دیں گے اور جب انکو ہماری

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ

کھلی ہوئی آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کافر ایمان داروں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ کونسا فریق ہم میں اور تم میں سے مرتبہ میں بہتر اور مجلس کے لحاظ سے عمدہ ہے حالانکہ ان سے پہلے ہم بہت سی ایسی جماعتیں ہلاک کر چکے ہیں کہ جو

أَثَاثًا وَرِئْيًا ۝ قُلْ مَن كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَٰنُ مَدًّا ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ

اسباب اور نمود میں انسے کہیں بہتر تھے کہدو جو کوئی گمراہی میں پڑا ہوا ہو سو خدا بھی اسکو دنیا میں ڈھیل ہی دیتا جاتا ہے یہانتک کہ جسکا انہیں وعدہ دیا گیا ہے جب اسکو دیکھیں گے یا تو عذاب کو یا قیامت کو

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۝ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ اهْتَدَوْا هُدًى ۗ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ مَّرَدًّا ۝

تب معلوم ہو جاویگا کہ ان میں سے کون برے درجہ میں ہے اور کسکی فوج کمزور ہے اور جو راست پر ہیں اللہ انکو اور زیادہ ہدایت دیتا جاتا ہے اور باقی رہنے والی نیکیاں آپکے رب کے نزدیک ثواب اور انجام کے لحاظ سے بہت ہی بہتر ہیں

تفسیر

ویقول الانسان یہاں سے ان ناخلفوں کے عقائد بیان فرماتا ہے کہ جنکا اوپر ذکر ہوا لفظ انسان سے کسی شخص خاص کیطرف اشارہ نہیں بلکہ عموماً حشر کے منکر مراد ہیں وہ تعجب سے کہتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے تو پھر زندہ ہونگے؟ اس بات کو محال اور خدا کی قدرت سے باہر جانتے تھے اسلئے رسول کی تکذیب کرتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ ابن آدم یہ بات یاد نہیں کہ وہ کچھ بھی نہ تھا ہمنے اسکو موجود کردیا پس جو نیست محض کو موجود کردیتا ہے اسکے نزدیک دوبارہ زندہ کردینا کیا مشکل ہے؟ اس دلیل کے بعد قسم کھا کر وعدہ مستحکم کرتا ہے کہ ہم انکو مرنیکے بعد ضرور جمع کرینگے اور شیاطین کو بھی جو انہیں گمراہ کررہے ہیں اسکے بعد ان سبکو جہنم کے کنارہ پر حاضر کرینگے اور یہ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونگے جس طرح غم و فکر میں بیٹھتے ہیں پھر کفار کے ہر فریق میں سے متکبر و گمراہ کنندوں کو چھانٹ چھانٹ کر بہت خواری کے ساتھ جہنم میں داخل کریں گے (شیعۃ فعلۃ کفرقۃ وفیۃ الطائفۃ التی شاعت) وان منکم الا واردہا الیٰ قولہ جثیا بعض مفسرین کہتے ہیں کہ منکم سے مراد کفار ہیں انکو اول غائب کے صیغوں سے یاد کیا تھا پھر حاضر کے صیغوں سے خطاب کیا کیونکہ اہل ایمان دوزخ میں اور دیگر داخل نہونگے لقولہ تعالیٰ اولئک عنہا مبعدون الیٰ قولہ لا یسمعون حسیسہا لیکن اکثر کہتے ہیں کہ مومن و کفار سب کے لئے خطاب عام ہے مگر اہل ایمان کا ورود بمعنی داخل ہونا نہیں بلکہ اسکا ملاحظہ اور معائنہ کرنا اور اسکے پاس سے ہو کر گزر جانا ہے جیسا کہ جملہ ثم ننجی الذین اتقوا الخ دلالت کرتا ہے اور بہت سی روایت صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے اور یہ اسلئے کہ اہل ایمان جنت میں اس تکلیف کے مکان کو یاد کرکے زیادہ شکر یہ ادا کریں اور تاکہ جنت کی لذت بھی انکو خوب معلوم ہو کیونکہ راحت کا مزہ تکلیف کے مقابلہ میں معلوم ہوا کرتا ہے واذا تتلیٰ الخ حشر کے ان دلائل کے بعد مشرکین عرب یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایسا بھی ہوا تو وہاں بھی ہم ہی اچھے رہیں گے جسطرح کہ یہاں مسلمانوں سے زیادہ ہمکو راحت و ثروت ہے وہاں بھی ہوگی اسکے جواب میں فرماتا ہے وکم اہلکنا الخ کہ دنیا میں انسے بھی زیادہ دولتمند قومیں تھیں جنکو ہمنے ہلاک کیا جس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دولت دنیا کچھ عند اللہ عزت کی بات نہیں پھر فرماتا ہے کہ دنیا میں ہمارا طریقہ خالقیت یہ ہے کہ گمراہوں کو جلدی نہیں پکڑتے بلکہ فلیمدد لہ الرحمٰن (یہ صیغہ امر وجوب تحقیق کیلئے بمعنے مضارع ہے) ہمکو اور رزق دیتے ہیں یہانتک کہ یا تو دنیا میں یا قبر میں مصیبت دیکھ

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا ۝ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ كَلَّا ۚ سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝

بھلا تونے اسکو بھی دیکھا کہ جو ہماری آیتوں کا منکر ہوا اور کہتا ہے کہ مجھے ضرور مال اور اولاد ملیگی کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا یا اللہ سے اقرار لے رکھا ہے ہرگز نہیں ہم لکھے جاتے ہیں جو کچھ وہ کہتا ہے اور اس کیلئے عذاب بڑھاتے جاتے ہیں

ع ۶

وَنَرِثُهُ مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

اور جو کچھ وہ کہتا ہے اسکے ہم وارث ہو جاوینگے اور وہ ہمارے پاس تنہا آویگا اور دوسرے لوگوں نے اللہ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کیلئے حامی و مددگار رہیں ہرگز نہیں وہ تو بہت جلد انکی عبادت کا انکار کر دیں گے اور ان کے مخالف ہو جاویں گے

أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ۝ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ۝ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں پر چھوڑ رکھا ہے کہ انکو ابھارتے رہتے ہیں تو پھر انکے لئے عذاب کی جلدی مت کر ہم تو انکی مدت گن رہے ہیں جس روز ہم پرہیزگاروں کو رحمان کے پاس مہمان بنا کے جمع کرینگے اور گنہگاروں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے

الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ

وہ سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے مگر وہ شخص کہ جسنے رحمان کے پاس سے اجازت حاصل کی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے بیٹا بنا لیا ہے (کہدو) یہ تو تم ایسی سخت بات گھڑ لائے ہو کہ قریب ہے کہ اس سے ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے

وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي الرَّحْمَٰنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ

اور پہاڑ ٹوٹ کر گر پڑیں اس بات پر کہ انہوں نے رحمان کیلئے بیٹا ثابت کیا اور رحمان کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بیٹا بنا دے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں کہ جو رحمان کا بندہ ہو کر نہ آوے

أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ۝ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ

اسنے انکو شمار کر رکھا ہے اور انکی گنتی کر رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے قیامت کے دن اسکے پاس تنہا آویگا بیشک جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو رحمان محبت پیدا کر دیگا سو ہم نے قرآن کو تمہاری زبان میں اسلئے آسان

لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

نصف

کر دیا ہے کہ آپ اس سے پرہیزگاروں کو مژدہ سنادیں اور جھگڑالو قوم کو خوف دلائیں۔ اور ان سے پہلے ہم کتنے ایک قرن ہلاک کر چکے ہیں بھلا ان میں سے کوئی بھی بصیرت کہا دیتا ہے یا انکی کچھ آواز بھی سنائی دیتی ہے

پہلے فرمایا تھا کہ ان بزرگوں کے بعد ناخلف پیدا ہوئے یہاں ایک ناخلف کی کیفیت بیان فرماتا ہے جسکو افراط سے شروع کرتا ہے جسکی بات بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا کہ خباب بن ارت کہتے ہیں میں عاص بن وائل سہمی کے پاس تقاضے کیلئے گیا اسنے کہا تو محمد کا منکر ہو جا تو تیرا قرضہ دیدوں میں نے کہا اگر تو مر کر جی اٹھے تو بھی نہیں اسنے کہا میں مر کر جب زندہ ہونگا تو وہاں بھی میرے پاس مال و اولاد بہت ہوگا وہاں تجھکو دیدونگا اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ وہ جو یہ کہتا ہے کیا اسکو علم غیب ہے یا خدا سے اسنے عہد لیلیا ہے سو یہ ہرگز نہیں ہم اسکے گناہ لکھتے جاتے ہیں اور دنیا کا مال و اسباب چھوڑ کر تنہا ہمارے پاس حاضر ہوگا اور جسطرح یہاں اسکو مال پر مال دیا جاتا ہے اسکی ناشکری میں عذاب پر عذاب دیا جائیگا اور اس قدر کثرت اولاد و مال کو تو اور غیر اللہ کی پرستش کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اسلئے آخرت کی بھلائی کی بھی انسے امید رکھتے ہیں اور وہاں کی عزت کے انسے جویاں ہیں کلا ان کا غلط خیال ہے جسطرح دنیا میں غیر خدا کوئی بھی عالم پر تصرف نہیں کر سکتا اسیطرح اس عالم میں عزت دنیا تو درکنار ان کے وہ فرضی معبود انکی عبادت ہی کا انکار کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے بلکہ انکے مخالف بنجاویں گے یہ محض شیطانی خیالات ہیں جو ان مشرکوں کے دلوں میں شیطان ڈالتے ہیں اور انکو بت پرستی کیطرف اکساتے رہتے ہیں اس نمک حرامی کی سزا کا ان کیلئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے تو بھی انکی جلدی نہ کیجئے اور وہ جزا و سزا کا اصلی وقت قیامت ہے اب قیامت کا اجمالی حال بیان فرمایا جاتا ہے کہ پرہیزگار جوق جوق خدا کیطرف انعام و اکرام کیلئے بلائے جائیں گے اور خدا کے مجرم اس کے سوا دوسروں کو پوجنے والے اسکی حکم عدولی کرنے والے جوق جوق جہنم کیطرف ہانکے جاویں گے اور وہاں کوئی بھی کسی کیلئے سفارش کرنے میں لب کشائی نہ کر سکے گا مگر وہی کہ جسکے لئے خدا سے اس اقرار ہو چکا ہے حضرات انبیاء و اولیاء و صلحاء لیکن وہ بھی کس کے لئے صرف انہیں کیلئے جنہوں نے دنیا میں خدا پرستی و ایمان کے سبب اپنے لئے اس عہد مغفرت قائم کرالیا ہے۔ وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سے اور دیگر ناخلفوں کا بیان فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کیلئے بیٹا ثابت کرتے ہیں جیسا کہ نصاریٰ وغیرہ فرماتا ہے یہ بڑی سخت بات ہے کہ سب آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جاوے کیونکہ یہ اسکی شان ہی نہیں کہ وہ کسیکو بھی بیٹا بنائے یہ اسکے تقدس اور وجوب وجود کے سراسر خلاف ہے کس لئے کہ آسمان و زمین کی سب مخلوق اس کے آگے غلاموں کیطرح دست بستہ ہے پھر کسکو بیٹا بنائے اور پناہ بنانا فضول ہے اسپر عتاب کرتا ہے کہ جسنے ان سبکو شمار کر رکھا ہے مجرم ہماری نگاہ میں ہیں دربار قیامت میں ہر ایک تن تنہا حاضر ہوگا اولاد و مال اور ان کے معبود کوئی بھی ساتھ نہ ہوگا اس کے بعد ایمان و اعمال صالحہ کی خوبی بیان فرماتا ہے ان الذین آمنوا کہ ایماندار و نیکوکار وہیں خدا باہمی محبت پیدا کریگا دنیا میں بھی ایک دوسرے سے محبت رکھتا ہے اور آخرت میں بھی رکھیگا کس لئے کہ سب کا مقصد خدا ہے بخلاف بت پرستوں کاروں کے کہ انکے اغراض مختلف ہیں اسلئے۔ ہاں بھی انہیں محبت حقیقی نہ ہوگی ایک دوسرے پر لعنت کریگا اسکے یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ خدا ان لوگوں سے محبت کریگا اور مشرکوں کو بنظر قہر دیکھیگا اور یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں کہ انکی محبت مخلوق کے دل میں ڈالیگا اہل مکہ کہتے تھے کہ عربی میں قرآن اترا اس کے جواب میں فرماتا ہے اسلئے کہ ان جھگڑالوں کو سمجھایا جاوے اگر عربی زبان نہ ہوتی تو یہ کچھ بھی نہ سمجھتے اس کے بعد ان کے غرور و گھمنڈ پر تازیانہ مارتا ہے کہ ہم نے ان سے بھی بڑھ بڑھ کر قومیں غارت کر دی ہیں بھلا ان کا کوئی بھی نام و نشان باقی ہے ۔

سُوْرَۃُ طٰہٰ مکیہ ہے ایکسو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ۙ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۙ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ۭ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ

(اے نبی) ہم نے تجھ پر اسلئے قرآن نازل نہیں کیا کہ تو زحمت اٹھاؤ بلکہ وہ تو ایک نصیحت ہو سکے تو جو خدا سے ڈرتا ہو (اور یہ) اس کی طرف سے نازل ہوا ہو کہ جسنے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا رحمٰن ذو عرش

اسْتَوٰى ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ

ہر جلوہ گر ہو سیکا ہی جو کچھ کہ آسمانوں میں ہو اور جو کچھ کہ زمین میں ہو، اور جو کچھ کہ انکے درمیان ہو اور جو کچھ کہ تحت الثری میں ہو (اور اے مخاطب) اگر تو پکار کر بات کہو (تو کیا) وہ تو مخفی اور اس سے بھی مخفی بات بتا

اِلَّا هُوَ ۭ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۝

کوئی اور معبود نہیں۔ اسکے سب نام اچھے ہیں

ترکیب

الا تذکرۃ استثنا منقطع ہی ای لکن انزلناہ للتذکرۃ وقیل ہو مصدر لے لکن ذکرنا بتذکرۃ۔ تنزیلا بدل من اللفظ بفعلہ الناصب لہ۔ العلی جمع علیا تانیث اعلی الرحمٰن بالجر بھی پڑھا ہے صفۃ لمن خلق فیکون علی العرش استوی خبراً محذوفاً لے ہو۔ وکذا ان رفع علی المدح دون الابتداء۔

تفسیر

ابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ مکہ میں ابتداء نزول قرآن کے وقت جناب رسول اللہ صلعم تہجد کی نماز میں کبھی اس پاؤں پر کبھی اس پاؤں پر کھڑے ہو کر اسقدر طویل قیام کرتے تھے کہ قدم مبارک ورم کر آتے تھے جسکو دیکھکر کفار قریش کہتے تھے کہ اسپر قرآن کیا نازل ہوا زحمت میں پڑ گیا اسپر یہ سورۃ نازل ہوئی اور یہ بھی منقول ہو کہ قرآن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسقدر وعظ و پند فرماتے تھے کہ نفس کے سب آرام جاتے رہے تھے اسپر کفار کے جھگڑے مزید برآں تھے تب کفار کہنے لگے کہ قرآن کیا اترا یہ شخص شقت و مصیبت میں پڑ گیا۔ طٰہٰ حروف مقطعات ہیں جنکی بحث مقدمہ تفسیر میں ہو چکی ہے۔

فرماتا ہے کہ اے نبی ہم نے قرآن اسلئے نہیں نازل کیا کہ آپ مصیبت میں پڑ جاؤ بلکہ خدا ترس لوگوں کیلئے نصیحت کرنیکے لئے۔ اور یہ کسی ایسے ویسے کا نازل کیا ہوا نہیں ہو بلکہ اسکا کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اسنے تخت حکومت پر بیٹھکر تمام عالم کی تدبیر کی سب کا بندوبست وافی کر دیا الرحمٰن علی العرش استوی چونکہ وہ رحمٰن ہے اسکی رحمت کا مقتضی یہ بھی ہوا کہ اسنے اپنے بندوں کی صلاح آخرت و تزکیہ ارواح و نفوس کیلئے قرآن نازل کیا وہ انکی تدبیر سے کیوں ساکت رہتا کیونکہ مافی السموات زمین و آسمانوں میں جو کچھ ہے سب اسی کی مخلوق اسی کی ملک ہو سب پر اسکی نظر رحمت ہو ہر چیز کی حاجت روا کرتا ہے انسان کی حاجت معلم روحانی و صحیفہ آسمانی کی طرف اشد تھی۔ الثری زمین کے نیچے کے طبقہ کو کہتے ہیں۔

ان آیات میں جس طرح اسکی قدرت و ارادہ کا ثبوت ہے اسی طرح اسکی رحمت کا بھی کہ جسکی وجہ سے قرآن نازل ہوا اگر قدرت و ارادہ علم بغیر ممکن نہیں اسلئے صفت علم کے ثبوت کے لئے فرماتا ہو وان تجہر بالقول الخ فاعلم انہ غنی عن جہرک فانہ یعلم السر واخفی (بیضاوی) اگر تو دعا و ذکر پکار کر کرے تو اسکو اسکی حاجت نہیں کیونکہ اسکو پوشیدہ بات جو بہت آہستہ کہی جاتی ہے اور وہ جو اس سے بھی مخفی ہو یعنی دل کی بات سب معلوم ہے۔

اور جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ تمام صفات الوہیۃ کو جامع ہو تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خدائی خاص اسیکا حصہ ہو اسلئے فرمایا اللہ لا الہ الا ہو اور چونکہ رحمٰن کے نام سے وہ چونکتے تھے تو فرمایا کہ لہ الاسماء الحسنی کہ اسکے سب نام نیک اور عمدہ ہیں رحمٰن کسی اور کا نام نہیں یہ بھی اسیکا نام ہے جو مقام رحمت پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَىٰ إِذْ رَأَىٰ نَارًا فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِقَبَسٍ أَوْ أَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا

اور کیا تمہیں موسیٰ کی بات بھی پہنچی ؟ (معلوم ہوئی) جبکہ اسنے آگ دیکھی تو اپنی گھر والی سے کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ دکھائی دی ہے شاید کہ میں اسمیں سے تمہارے پاس کوئی چنگاری لاؤں یا وہاں کسی راہبر کو پاؤں - پھر وہ جب

أَتَاهَا نُودِيَ يَا مُوسَىٰ ۝ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝ إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا

اسکے پاس نئے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ میں تیرا رب ہوں سو اب تم اپنی جوتیاں اتار لو کیونکہ تم پاک وادی میں ہو جو طویٰ ہے - اور میں نے تمکو برگزیدہ کیا ہے جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسکو غور سے سنو کہ میں ہی تو اللہ ہوں میرے سوا اور کوئی

فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا

معبود نہیں - پس میری ہی عبادت کیا کرو اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کرو - بیشک قیامت آنیوالی ہے میں اسکو مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر ایک کو اسکی کوشش کا بدلہ دیا جاوے - پھر یہ نہو کہ جو شخص اسکا یقین نہیں کرتا

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۝ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ

اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہو تمکو اسکی فکر سے باز رکھے پھر تم تباہ ہو جاؤ - اور اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے کہا میرا عصا ہے اسپر سہارا لگایا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیواسطے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور بھی اسمیں میرے کئی فائدے ہیں

أَلْقِهَا يَا مُوسَىٰ ۝ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ

فرمایا اے موسیٰ اسکو ڈالدو - پھر اسکو موسیٰ نے ڈالدیا تو جب ہی وہ سانپ بنکر دوڑنے لگا - فرمایا اسکو پکڑ لو اور مت ڈرو ہم اسکو ابھی اسکی پہلی حالت پر کئے دیتے ہیں - اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں رکھ لو تو بغیر اسکے کہ اسمیں کوئی عیب ہو

غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيَكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ ۝ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝

ایک اور دوسری نشانی ہو کر چمکتا ہوا نکلیگا - تاکہ ہم تمہیں اپنی بڑی نشانیوں میں سے اور بھی کچھ دکھائیں - فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے

ترکیب

اذ ظرف ہے حدیث کا یا مفعول اذکر کا - ہدیً اے ہادیا یدلنی علی الطریق - نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ محذوف اے نودی یا موسیٰ الخ بیان ندا طوی اسم علم للوادی وہو بدل منہ لذکری متعلق ہے اقم سے لتجزی متعلق ہے آتیۃ سے سیرتہا منصوب بنزع الخافض اے حالتہا بیضاء حال ہے من غیر سوء متعلق ہے تخرج سے -

تفسیر

قرآن کے نازل ہونیسے کفار سخت متعجب تھے اسلئے اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زحمت کا سبب قرار دیتے تھے اور موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہونے کے یہود و نصاریٰ اور انکے اتباع کفار عرب بھی قائل تھے اس لئے یہاں سے موسیٰ کا قصہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھو ان کو کس طرح سے الہام ہوا آگ لینے گئے تھے نبوت مل گئی یہ اسکے فضل کی بات ہے پس اگر محمد صلعم پر خدا نے تمام عالم کو تاریکی کے پردوں سے نکالنے کے لئے قرآن نازل کیا تو کیا تعجب ہے ؟ یہ ہے موسیٰ کے بیان کرنیکا باعث اذ رای نارا اتہو قت کا ذکر ہے کہ جب موسیٰ مدین سے اپنی بیوی کو لیکر مصر کو جا رہے ہیں راستہ میں رات میں بیوی کو سردی معلوم ہوئی موسیٰ کو دور سے ایک آگ کا شعلہ نظر آیا یہ آگ لینے وہاں گئے اور یہ بھی سمجھے کہ ضرور یہاں کوئی آدمی ہوگا اس سے رستہ بھی پوچھینگا مگر جب وہاں پہنچے تو ایک سبز درخت سے شعلہ نظر آیا جسکو دیکھکر تعجب ہوا اور اصل وہ آگ نہ تھی نور الہی کی تجلی تھی تب موسیٰ کو آواز دی گئی فرشتے نے آواز دی یا خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوئی ہو جیسی ندا کہ اسکی ذات کے لائق ہو تب خدا سے کلام اور الہام شروع ہوا پھر آیات میں آخر تک اسیکا ذکر ہے جو موسیٰ اور خدا تعالیٰ سے باہم کلام ہوا جوتیاں نکالنے کو فرمایا ادب کے لحاظ سے کیونکہ وہ مقام وادی مقدس میں طوی ہے جو کوہ طور کے پاس ہے - ثابت ہوا کہ مقامات مقدسہ میں جوتیاں اتار لینا گو پاک ہوں ادب کی بات ہے - بعض کہتے ہیں جو تیوں میں ناپاکی تھی یا گدھے کے کچے چمڑے کی تھیں اسلئے اتارنیکو فرمایا حضرت موسیٰ کو اس موقع پر خدا تعالیٰ نے یہ اصول دین تعلیم فرمائی اول انی انا اللہ کہ میں ہی ایک الہ ہوں میرے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں یہ توحید ہے اسلئے فاعبدنی کہ میری ہی عبادت کرنا یہ دوسری بات تھی عبادت عام ہے ذکر ہو مراقبہ ہو دعا ہو حاجات میں پکارنا ہو مدد مانگنا ہو زکوٰۃ و خیرات ہو یا احکام شریعت انہیں میں احکام عشرہ بھی آگئے جنکی بابت کوہ طور پر تاکید ہوئی پھر اسمیں سے اقم الصلوٰۃ

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي ۝ يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝ وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي ۝

عرض کیا کہ اے رب میرا دل کھولدے۔ اور میرے کام کو آسان کردے اور میری زبان سے گرہ کھولدے تاکہ وہ میری بات سمجھیں اور میرے کنبہ میں سے کسیکو وزیر بھی کردے۔

هَارُونَ أَخِي ۝ اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝ وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝ وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝ إِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيرًا ۝ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ

میرے بھائی ہارون کو اس سے میری کمر مضبوط کردے اور اسکو میرے کام میں شریک کر۔ تاکہ ہم تیری تقدیس بہت کیا کریں اور تجھکو بہت یاد کیا کریں۔ تو ہی تو ہے جو ہمکو خوب دیکھ رہا ہے۔ فرمایا اے موسیٰ تیری تمنا

سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ

منظور۔ اور ہم تو تم پر بار بار احسان کرچکے ہیں۔ جبکہ تمہاری ماں کے طرف ہمنے جو کچھ الہام کرنیکا تھا الہام کیا تھا۔ وہ یہ کہ اسکو (موسیٰ کو) صندوق میں بند کرکے دریا میں ڈالدے پھر دریا اسکو

وقف لازم

الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِي وَعَدُوٌّ لَهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝ إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ

کنارہ پر ڈالدیگا کہ اسکو میرا اور اسکا دشمن پکڑ لیگا (فرعون) اور اے موسیٰ تجھپر ہمنے اپنی محبت ڈالدی تھی (تاکہ جو دیکھے تجھکو پیار کرے) اور تاکہ میرے سامنے پرورش پاوے جبکہ اے موسیٰ تمہاری بہن کہتی جارہی تھی کہ کہو تو میں تمکو ایسی

عَلَىٰ مَنْ يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي

(انا) بتاؤں جو ہمکو اچھی طرح پرورش کرے پس اس طور سے اے موسیٰ ہمنے تمکو تمہاری ماں کے پاس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کھائے اور اے موسیٰ تمنے ایک شخص کو مار ڈالا تھا پھر ہمنے تمکو اس غم سے نجات دی اور ہمنے تمکو

أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝ اذْهَبْ أَنْتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝ اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝

پھر تو تم برسوں مدین کے لوگوں میں رہے۔ پھر تم اے موسیٰ مدت معین پر پہنچے اور تمکو ہمنے خاص اپنے لئے پسند کرلیا ہے تم اور تمہارا بھائی دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ اور میری یاد میں سستی نکرنا تم دونوں فرعون کیطرف جاؤ کیونکہ اس نے سر اٹھایا ہے

لذکری بالخصوص موکد فرمایا تیسری بات ان الساعۃ کہ قیامت ضرور قائم ہونیوالی ہے جسکو میں مخفی رکھنا چاہتا ہوں وقت اور سال مقرر نہیں کرتا تاکہ خدا پرستوں کو ہر وقت کھٹکا لگا رہے شریعت عبادت کے حکم کے بعد قیامت کی خبر دینا اس بات پر تنبیہ ہے کہ یہ عبث کام نہیں اسکے ثمرات نئی زندگانی میں جو جاودانی ہوگی ضرور ملیں گے چوتھی بات فلا یصدنک سے پر قایم رہنا کسی جبار منکر نفس کے مرید کے اغوا و روک سے اس سے باز نہ آنا یہ استقامت اور ثبات قدمی ہے جو دین کیلئے ضروری ہے اور اسلئے بھی اسکی تاکید کی کہ انہیں ایک جبار دنیا پرست کے پاس پیغام لیکر جانا تھا اسکے بعد اسکے پاس پہنچنے کی تمہید شروع ہوتی ہے۔ فقال وما تلک الخ کہ تمہارے ہاتھ میں یہ کیا ہے خدا کو معلوم تھا مگر اسپر ایک معجزہ دنیا تھا اسلئے پوچھا موسیٰ نے کہا میرا عصا ہے جس سے یہ کام لیتا ہوں بیکار لٹھ لئے نہیں پھرتا ہوں حکم دیا کہ اسکو زمین پر ڈالدے ڈالا تو سانپ بنکر پھن پھنانے لگا موسیٰ ڈر گئے فرمایا مت ڈرو اسکو اٹھایا تو پھر وہی عصا تھا یہ ایک معجزہ عطا ہوا پھر فرمایا اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو تو آفتاب کی طرح چمکنے لگا یہ دو معجزے انکو انکی صداقت کے نشان میں عطا ہوئے پہلے میں جبروت الٰہی کا اظہار تھا جو فرعون جیسے سرکش کے لئے ضروری بات تھی دوسرے میں رہنمائی اور روشنی طریقہ کی طرف اشارہ تھا جو مقصود انبیاء علیہ السلام ہے اسکے بعد حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور یہ کہا کہ وہ بڑا سرکش ہوگیا ہے۔

تفسیر

جب موسیٰؑ خداتعالیٰ سے ہمکلام ہوکر شرف نبوت پاچکے تھے تو یہ چار چیزیں طلب کیں (۱) اشرح لی صدری الخ نبی کو عالم کی صلاح کرنی پڑتی ہے طرح طرح کی سختیاں اٹھانی پڑتی ہیں روحانی احکام کی تعلیم اور اخلاق حمیدہ کی ترغیب دینا اور اسکے تحمل کی آنکھوں میں حقارت پیدا کردینا ہوتا ہے یہ سب باتیں جب ہوتی ہیں کہ جب خدا دل کو کھولدے اسکے دل سے حجابات ظلمانیہ جو اسکی بستگی کا باعث ہیں اٹھ جاویں اسکو شرح صدر کہتے ہیں ویسرلی امری اسکی تشریح ہے (۲) واحلل یہ ظاہری اصلاح کی دعا تھی جیسا کہ اول باطن سے متعلق تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی زبان پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں پیدایشی بعض کہتے ہیں لڑکپن میں جبکہ کھیلتے ہوئے فرعون کو لکڑی مار بیٹھے یا اسکی ڈاڑھی نوچ لی تھی تو اس نے مارنیکا قصد کیا تھا اسکی بیوی آسیہ نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اس امتحان کے لئے آگ اور ایک طرف یاقوت رکھدو موسیٰ نے آگ منھ میں ڈال لی جس سے زبان پر لکنت پیدا ہوگئی اور ممکن ہے کہ امراء و شاہان جبار کے سامنے انسان کی زبان پر ہیبت میں آکر گرہ لگ جایا کرتی ہے صاف صاف نہیں کہہ سکتا اس گرہ کھولنے کی دعا کی ہو (۳) واجعل لی کہ ہارون کو میرا وزیر یعنی کارکن کردے اشدد بہ اسکی تشریح ہے (۴) واشرکہ فی امری اسکو نبی کردے۔ ان باتوں کو خداتعالیٰ نے منظور کرلیا اور فرمایا کہ ہمنے تجھ پر اے موسیٰ دوبارہ احسان کیا ایک بار یہ اور ایک بار وہ جسکا بیان اذ اوحینا الخ سے لیکر واصطنعتک لنفسی تک ہے یہ احسانات موسیٰ کی ولادت اور فرعون کے گھر میں پرورش پانے اور قبطی کو مار کر مدین جاکر برسوں رہنے کے متعلق ہیں جنکی تفسیر ہم تفسیر سورہ بقرہ میں کرآتے ہیں والقیت علیک محبۃ منی لے کانتہ منی قد اودعتہا فی القلوب بحیث لایکاد یصبر عنک من رآک (بیضاوی) یعنی تجھ کو محبوب کردیا فرعون بھی تجھ پر شیفتہ ہوگیا تھا منی القیت سے متعلق ہوگا تو یہ معنی ہونگے کہ ہمنے تجھ سے محبت کی ولتصنع علی عینی تربی ویحسن الیک وانا راعیک و راقبک ای تربی بحفظی والعطف علی علۃ مضمرۃ مثل لیتعطف علیک ثم جئت علی قدر قدر کے دو معنی ایک قدرت کے لے موسیٰ ہماری قدرت سے تو اس جگہ آیا یعنی ہم تجھ کو یہاں کلام کرنیکے موقع میں لائے دوم مقدار معین سے یعنی مدت معین کے

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝ قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِىْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ

پس اس سے (جاکر) نرمی سے بات کرنا شاید وہ سمجھ جائے اور خدا سے ڈرے دونوں نے عرض کی کہ اے رب ہمیں خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا سرکشی کرنے لگے۔ فرمایا کہ ڈرو مت میں تو تمہارے ساتھ سنتا

وَاَرٰى ۝ فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَالسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ

اور دیکھتا ہوں پس تم دونوں اسکے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لیکر آئے ہیں کہ ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو جانے دیجئے اور انکو کسی طرح کی تکلیف نہ دو البتہ ہم آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے نشانی لیکر آئے اور سلام ہے اسکو

اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝ اِنَّا قَدْ اُوْحِىَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِىْٓ اَعْطٰى

کہ جو راہ راست پر چلے بیشک ہمکو حکم سنادیا گیا ہے کہ عذاب اسی پر نازل ہوگا جو اللہ کے حکم کو جھٹلا دے اور منہ پھیرلے۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ پھر تمہارا رب کون ہے؟ موسیٰ نے کہا ہمارا رب وہ ہے کہ جس نے ہر چیز کو اسکی صورت

كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ فِىْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّىْ وَلَا يَنْسَى ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا

خاص عطا کی پھر رہنمائی کی فرعون نے کہا پہلے قرن والوں کا کیا حال ہوا موسیٰ نے کہا انکی خبر تو میرے رب کے پاس کتاب میں ہے نہ میرا رب بہکتا ہے نہ بھولتا ہے وہ ہے کہ جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش کر دیا اور اس میں

وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ۝ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى النُّهٰى ۝ ع

تمہارے لئے رستے چلائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس سے ہر قسم کی مختلف نباتات پیدا کئے یا دہ اجازت دی کہ کھاؤ اور اپنے چارپایوں کو بھی چراؤ بیشک عقلمندوں کیلئے تو اس میں بڑی نشانیاں ہیں

تفسیر

بعد تو آیا میں نے تجھ کو اپنے لئے منتخب کرلیا ہے اب تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور ہمارے آیات یعنی معجزات تمہاری شہادت کیلئے تمہارے ساتھ ہیں اور میری یاد میں سستی نہ کرنا ذکر الٰہی میں ایک بڑی قوت ہے جس سے ہیبت اور وقار پیدا ہوتا ہے گردن کشوں کی گردنیں سامنے جھک جاتی ہیں دل میں قوت اور کام میں سہولت پیدا ہوتی ہے روحانیت کا غلبہ رہتا ہے جس سے بڑے بڑے کام سرانجام پاتے ہیں۔ کلام تمام کرکے فرماتا ہے اذہب انت واخوک کہ اے موسیٰ تم اپنے بھائی ہارون کو ساتھ لیکر فرعون کے پاس جاؤ اور فقولا لہ قولا لینا اس سے نرمی سے بات کرنا کیونکہ عموماً نرمی نصیحت کے لئے ایسی ہے کہ جیسا جسم کیلئے روح سختی سے دل پر اثر نہیں ہوتا خصوصاً جبار اور بھی بگڑ جاتے ہیں اسلئے فرمایا کہ لعلہ یتذکر او یخشیٰ موسیٰ نے از خود اپنے بھائی کی طرف سے بھی (کیونکہ اسوقت انکے بھائی ہارون مصر میں تھے) عذر کیا کہ ہمیں انکے ظلم و سرکشی کا خوف ہے قال ربنا الخ خدا تعالیٰ نے انکی تسلی کی لاتخافا الخ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں فاتیہ پس اسکے پاس جاکر فقولا یہ کہو انا رسول ربک الخ یہاں سے لیکر من کذب و تولیٰ تک اسی پیغام کی تقریر ہے پھر قال فمن ربکما سے فرعون اور حضرت علیہ السلام کی گفتگو کا بیان ہے جو انہوں نے فرعون سے دربار میں کی تھی۔ اول فرعون نے پوچھا کہ تمہارا رب کون ہے؟ فرعون فرقہ صابیہ میں تھا جو ستاروں کی پرستش کیا کرتے تھے اور اہل مصر کا بھی غالباً یہی مذہب تھا وہ خدا تعالیٰ کے قائل تھے پھر جو وہ انا ربکم الاعلیٰ کہتا تھا اور موسیٰ سے رب سے سوال کرتا تھا غالباً اسکی یہ وجہ تھی کہ وہ اپنی شوکت و دولت اور ان طلسمات کے زور پر جو اس عہد میں تھے رعیت پر رعب جمانے کے لئے اپنے آپ کو رب کہتا تھا جیسا کہ قدیم زمانہ میں بعض بادشاہوں کا دستور تھا موسیٰ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا رب تو وہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو اسکی مناسب صورت پر پیدا کیا انسان اور اسکے ہر عضو کو خیال کیجئے جس موقع پر آنکھوں کا لگانا مناسب تھا وہاں آنکھیں لگائیں کان کی جگہ کان ہر چیز میں یہی کاریگری ملحوظ ہے اعطیٰ کل شیٔ خلقہ کے یہی معنی ہیں اور اسی لئے اسکی جگہ خلق کل شیٔ نہ کہا پھر جسم کے اندر تو یہ صنعت کی ہی تھی لیکن انکے مصالح دنیا و آخرت کیلئے انکو قویٰ ظاہرہ و باطنہ بھی دے کما قال ثم ہدیٰ یہانتک کہ مکھی اور مچھر بھی اپنی تدابیر سے غافل نہیں پھر یہ باتیں بجز مدبر عالم کے اور کون کرسکتا ہے؟ فرعون کو اسکا تو کچھ جواب نہ آیا مگر جاہلانہ طور پر یہ سوال کیا فما بال الخ کہ پہلے لوگ صدہا برس سے اسی مذہب پر تھے بت پرستی کیا کرتے تھے پھر انکا کیا حال ہوا ہوگا وہ تو سب گمراہ ٹھہرتے ہیں اور قابل عذاب موسیٰ علیہ السلام نے اسکا مجملاً جواب دیا کہ انکا حال تو خدا کو معلوم ہے پھر آگے اور چند اوصاف اللہ تعالیٰ کے ایسے بیان کئے کہ جس سے فرعون کو یہ معلوم ہو جائے۔ کہ دراصل رب وہی کوئی ہے جس نے زمین بنائی رستے نکالے پانی برساتا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ وَلَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَاَبٰى ۝ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا

اسی سے ہم نے تمکو زمین ہی سے پیدا کیا اور پھر تمکو اسی میں لیجا دینگے اور اسی سے تمکو بار دگر نکالیں گے ۔ اور البتہ ہمنے فرعون کو اپنی سب ہی نشانیاں تو دکھائیں پر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا کہنے لگا کہ او موسیٰ تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے

بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى ۝ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَلَا اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ۝ قَالَ مَوْعِدُكُمْ

اپنے جادو کے زور سے نکالدے ۔ پھر بھی تیرے مقابلہ میں ویسا ہی جادو لاتے ہیں پس تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کرلے کہ جس کو نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہو جائے ۔ موسیٰ نے کہا تمہارا وقت

يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَاَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۝ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا

جشن کا دن ہے اور لوگوں کو دن چڑھے جمع کر لینا چاہئے ۔ پھر فرعون نے اپنی جگہ پھر جاکر اپنے مکر کا سب سامان فراہم کیا اور وقت مقرر پر سب کو لیکر آیا موسیٰ نے ان جادوگروں سے کہا او کم بختو خدا پر بہتان نہ باندھو ورنہ وہ کسی عذاب سے

فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۝ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ۝ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ

تمہارا استیاناس کر دیگا اور جس نے جھوٹ بنایا وہ غارت ہوا پس جادوگروں کا باہم اختلاف ہوا اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے کہنے لگے یہ دونوں جادوگر ہیں تمکو تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ

نکالا چاہتے ہیں اور تمہارے عمدہ طریق (مذہب) کو بھی مٹایا چاہتے ہیں پھر تم اپنی تدبیریں جمع کرکے (میدان میں) صف باندھکر آؤ اور جو آج غالب رہا وہی بازی لے گیا　　وہ بولے او موسیٰ یا تو اول تو ہی عصا ڈال اور یا

اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ۝ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ۝ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ

یہ کہ اول ہم ڈالیں　موسیٰ نے کہا بلکہ تم ہی ڈالو پھر تو انکی رسیاں اور لکڑیاں انکے جادو سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی معلوم ہونے لگیں　جس سے موسیٰ کو　دل میں　ڈر سا　معلوم

خِيْفَةً مُّوْسٰى ۝ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ۝ وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ۗ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ۗ وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ۝

ہونے لگا ہمنے کہا ڈر مت تم ہی رہوگے ۔ اور جو کچھ تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈالدو جو کچھ جادوگروں نے بنایا ہے سب کو ہڑپ کر جائیگا جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ تو فقط جادوگروں کا شعبدہ اور جادوگر جہاں

باہمی گفتگو کے بعد فرعون نے جبکہ دربار میں موسیٰ کے معجزے دیکھے یہ کہدیا کہ جادوگر ہے جادو کے زور سے لوگوں کو یہاں سے باہر لیجانا چاہتا ہے سو ہم بھی اسکے مقابلہ میں ایسا ہی سحر لادینگے موسیٰ سے مقابلہ کی ٹھہری اور وقت مقرر کرایا موسیٰؑ نے کہا یوم الزینۃ جشن کا دن مصریوں کے ہاں سال بھر کے بعد ایک بڑا جشن ہوتا تھا جس طرح ہندوؤں کے میلے ہوتے ہیں بتوں کی پرستش کے لئے یہ اسلئے کہ اسیروز مجمع عام ہوگا سب لوگوں کو امر حق معلوم ہو جائے گا فرعون نے جابجا بڑے بڑے جادوگروں کے پاس آدمی بھیجے اور ان کو انعام کا وعدہ دیا اس عہد میں طلسم و نیرنجات کا از حد چرچہ تھا جیسا کہ مصر کی تاریخ اور فراعنہ کے تعمیر کردہ مکانات سے معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور آپس میں مشورے کرنے لگے کوئی کہتا تھا یہ مقدس شخص ہے اسکے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے کوئی کہتا تھا کہ یہ بھی ہمارے علم کا ماہر بڑا ماہر ہے موسیٰ نے مقابلہ کے وقت انہیں سمجھایا کہ بدنصیبو ایسی باتیں کرو اور اس بت پرستی کو خدا کی طرف منسوب کر کر کہ اسنے حکم دیا ہے کیونکہ خدا پر جھوٹی باتیں بنانے والا فلاح نہیں پاتا آخر کار مجمع عام میں جادوگروں نے موسیٰ سے کہا یا تو اول آپ اپنے عصا کا کچھ کرشمہ دکھلائے (کیونکہ معلوم ہو چکا تھا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ نے ہاتھ سے جب عصا ڈالا تو اژدہا بن گیا تھا) یا ہم ڈالیں موسیٰ نے کہا تمہیں ڈالو انکے ڈالنے سے ان کی وہ رسیاں اور لکڑیاں طلسم یا کسی شعبدہ کی وجہ سے موسیٰ کو حرکت کرتی ہوئی دکھائی دینے لگیں اور موسیٰ دل میں ڈر گئے خدا تعالیٰ نے فرمایا مت ڈرو تو ہی تو غالب رہے گا اور اپنا عصا تو بھی ہاتھ سے ڈالدے چنانچہ ڈالتے ہی اژدہا بن گیا اور ان کے سب سانپوں کو لقمہ کر گیا - فرماتا ہے کہ ساحر کو کہیں حق کے مقابلہ میں کامیابی اور فلاح ہوتی ہے جادوگروں نے جب یہ دیکھا کہ موسیٰ کا یہ کام جادو اور طلسم کی قوت سے بڑھکر ہے اور ہر فن کو اسکا اہل ہی خوب جانا کرتا ہے اور اسلئے

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ۝ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ

پھر تو جادوگر سجدہ میں گر کر کہنے لگے ہم کہ ہارون و موسیٰ کے رب پر ایمان لائے فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے بیشک یہ تو تمہارا بڑا (استاد) ہے کہ جس نے تمکو جادو سکھایا ہے

فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝ قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ

سو میں اب ضرور تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دوں گا ایک دایاں اور ایک بایاں اور تمکو کھجور کے پیڑوں پر لٹکا دیتا ہوں اور تمکو معلوم ہوگا کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیرپا ہے وہ بولے ہم تجھکو ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان

عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا

کھلی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکی ہیں اور اس کے مقابلہ میں کہ جس نے ہمیں بنایا ہے جو تجھکو کرنا ہو کر لے تو تو صرف اسی زندگی دنیا پر حکم چلا سکتا ہے بیشک ہم تو اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہماری خطائیں بخش دے

وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝ وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا

اور اسکو بھی جو تونے ہمسے زبردستی سے جادو کروایا ہے اور اللہ ہی بہتر اور باقی ہے جو کوئی اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آویگا سو اسکے لئے جہنم ہے جس میں نہ وہ مریگا اور نہ زندہ ہی رہیگا۔ اور جو اسکے پاس مومن ہو کر آوے گا

قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَلَقَدْ

حالانکہ اس نے اچھے کام بھی کئے ہونگے تو انکے لئے بلند درجے ہونگے (وہ کیا) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہونگی وہ انمیں ہمیشہ رہا کرینگے اور یہ بدلہ ہے اسکا جو (آلایش) گناہ سے پاک ہوگیا اور البتہ

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۝ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ

ہمنے موسیٰ کو وحی کی یہ کہ شب ہی میں ہمارے بندوں کو (مصر سے) لیکر نکلو پھر انکے لئے دریا پر عصا مارکر سوکھا راستہ بنا دو کہ جس سے نہ تعاقب کا اندیشہ تمہیں رہیگا نہ ڈوبنے کا ڈر ہوگا پھر تو فرعون بھی اپنا لشکر لیکر انکے پیچھے چلا پھر تو ان کو

فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۝

دریا کی موج نے جو ڈھانک لینا چاہئے تھا ڈھانک لیا اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کر دیا تھا اور راہ پر نہ لایا

اس زمانہ کے موافق حضرت موسیٰ کو اس قسم کے معجزات دے گئے تھے (تو سجدہ میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ موسیٰ اور ہارون کے رب پر ہم ایمان لائے رب ہارون اسلئے کہا کہ وہ معبود حقیقی کو جھوٹے معبودوں سے امتیاز کر دیں کیونکہ ان کے عقائد میں بہت سے رب ٹھہرے ہوئے تھے فرعون بھی مصریوں کا رب کہلاتا تھا اس بات پر فرعون سخت ناخوش ہوا کہ میری اجازت بغیر تم کیوں ایمان لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری اور موسیٰ کی باہم سازش ہے وہ بڑا جادوگر تمہارا استاد معلوم ہوتا ہے بہرحال تو تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا دونگا من خلاف کہ دایاں ہاتھ اور بائیاں پاؤں یا برعکس تاکہ دونوں طرف کمی ہو جاوے شاید اس زمانہ میں مجرمونکے ہاتھ پاؤں اسی طرح سے کاٹے جاتے تھے چنانچہ چور کی سزا میں شریعت محمدیہ میں بھی مکرر چوری کرنے پر ایسا ہی کیا جاتا ہے۔ اور اسکے بعد میں تمہیں کھجور کے بلند درختوں سے لٹکا دونگا کہ تڑپ تڑپ کر وہیں جان نکلے ساحروں نے کہ جنکے دل میں حلاوت ایمان اثر کر گئی تھی کہا اسکی ہمکو کچھ پرواہ نہیں یہ دنیا کی سزا ہے جو تھوڑی سی دیر میں تمام ہو چکے گی مگر اس کے ڈر سے ہم اپنے پیدا کرنے والے کو اور ان دلائل قویہ یعنی معجزات موسیٰ اعظ سکو دین کو نہ چھوڑینگے ہم اللہ پر ایمان لا چکے ہیں ہمیں امید ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف کرے اور اسکو بھی کہ جو تونے زبردستی سے ہمسے جادو کرایا ہے اللہ کا انعام بہتر ہے وہ بندہ پر بیشمار انعام کرتا ہے اور ابقی بھی ہے وہ ابدی ہے بخلاف تیرے عذاب کے کہ جسکو تو ابقی اور اشد کہتا ہے یہ چند روزہ قصہ ہے۔

فانہ من یات سے لیکر ذلک جزاء من تزکی تک اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں کی تائید میں فرماتا ہے اور ممکن ہے کہ یا نہیں ایماندار ونکا قول ہو اور یہ بات کچھ تعجب کی نہیں کہ ایمان لاتے ہی ان جادوگروں پر دار آخرت کا یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ خدا کے پاس مجرم ہو کر آویگا اسکی سزا جہنم ہے کہ جہاں نہ موت ہے نہ لطف حیات ہے اور جو ایمان و عمل صالح کیسا تھ خدا کے پاس جاویگا ان کیلئے بڑے درجے ہونگے جنات عدن کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ اس لئے کہ ان پر عالم غیب کا نور اور اسکا ازلی فیض پر تو فگن ہو گیا تھا اور ایسی حالت میں یہ بات معلوم ہو جانی کچھ مشکل بات نہیں یا موسیٰ علیہ السلام سے سنا ہوگا القصہ جب یہ ہو چکا اور جادوگروں کو فرعون نے اذیت سے قتل کیا تو اسکے بعد اور بھی موسیٰ نے معجزات دکھائے آخر کار اس موذی نے بنی اسرائیل کو عید کرنیکی اجازت دی اس بہانہ سے بنی اسرائیل مرد و زن مع مال و اسباب بلکہ فرعونیوں کے زیور

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ

اے بنی اسرائیل البتہ ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے نجات بھی دی اور تمکو کوہ طور کی دائیں جانب بھی وعدہ بھی دیا تھا (توریت کا) اور تم پر من و سلویٰ بھی اتارا تھا اور (فرمایا) کہ ہماری دی ہوئی پاک چیزوں میں سے خوب کھاؤ (پیو)

وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ۝ وَمَآ

اور اس میں حکم عدولی نہ کرنا کہ تم پر میرا غضب اترے اور جس پر کہ میرا غضب اترا تو وہ گیا گزرا ہوا اور میں اس کے لئے غفار بھی ہوں کہ جو توبہ کرے اور ایمان لاوے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم بھی رہے۔ اور

اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَاۗءِ عَلٰٓي اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ

اے موسیٰ تم کس لئے اپنی قوم سے جلد کر آئے موسیٰ نے کہا وہ بھی میرے پیچھے یہ آ رہے ہیں اور میں جلدی کر کے آپ کے پاس اس لئے آیا کہ آپ خوش ہوں فرمایا کہ ہم نے تیرے پیچھے قوم کو آزمائش میں ڈال دیا ہے اور ان کو

اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۥ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ

ان کو سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے پھر آئے (اور) کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ پھر کیا تم پر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تم نے

اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ

یہ چاہا تھا کہ تم پر تمہارے رب کا غضب اترے کہ اس لئے تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی انہوں نے کہا ہم نے اپنے اختیار سے تجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی ولیکن قوم (قبط) کے زیوروں میں سے جو کچھ بوجھ ہم پر لادا گیا تھا (سامری کے کہنے سے)

الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ۝ اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا

اس کو ہم نے آگ میں ڈال دیا تھا پھر سامری نے بھی اسی طرح ڈال دیا (اور سب زیور سے) سامری نے ایک بچھڑے کا پتلا نکالا جس میں بچھڑے کی سی آواز بھی تھی تب (بعض) کہنے لگے کہ یہی تو تمہارا اور موسیٰ کا خدا ہے پھر موسیٰ بھول گیا کیا انہیں یہ بھی نہ سوجھا

يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ڏ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

کہ وہ بچھڑا نہ تو انکی بات کا جواب دے سکتا تھا اور نہ ان کے لئے نفع و نقصان کا مالک تھا۔

بھی مانگ کر دور کے میدان میں نکلے ہاں موسیٰ کو حکم پہنچا کہ اب انکو شبا شب ملک شام کیطرف لے نکل چنانچہ وہ سب چلے ادہر فرعون کو خبر ملی تو وہ بڑا لشکر لیکر پیچھے سے تعاقب کرتا ہوا آیا دریائے قلزم پر آ گیا بنی اسرائیل گھبرائے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر عصا مار مارا تو پانی کی دونوں طرف دیواریں سی کھڑی ہو گئیں حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل صاف نکل گئے انکے پیچھے ہی فرعون اور اسکا لشکر جو اسی رستہ سے آیا اسپر دریا مل گیا پانی نے ڈھانک لیا وہ سب غرق ہو گئے اور موسیٰ اور بنی اسرائیل کہ جنکی تعداد لاکھوں کی تھی قلزم کے اس پار صحیح و سلامت اتر آئے اور اس بیابان میں پڑ گئے جو عرب کے مغرب و شمال اور شام کے جنوب میں واقع ہے جسکو تیہ کہتے ہیں اور یہیں کوہ طور بھی ہے۔

اب خدا تعالیٰ اس تیہ کے وقائع سے بنی اسرائیل کو متنبہ کرتا اور اپنے احسان یاد دلاتا ہے (۱) انجینٰکم من عدوکم کہ اے بنی اسرائیل ہم نے تمکو تمہارے دشمن سے نجات دی اسکو غرق کیا تمکو صحیح و سلامت قلزم سے نکال دیا (۲) وواعدنٰکم جانب الطور الایمن بنی اسرائیل کا ڈیرا جب کوہ طور کے پاس پڑا تو وہاں خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس پہاڑ کی دائیں چوٹی پر جو سب میں بلند مقام ہے ہمسے آکر مل اور یہیں احکام عشرہ اور الواح ملنے کا وعدہ ہوا تھا جسکے لئے اول تیس رات پھر چالیس رات پہاڑ پر ٹھہرنیکا حکم ہوا تھا۔ یہ بھی بنی اسرائیل پر خدا کا احسان تھا کہ ان کے لئے توریت و الواح و دیگر نعماء دینیہ عطا ہوتیں (۳) ونزلنا علیکم المن والسلوٰی جب ان لق و دق بیابانوں میں کھانے کو کچھ نہ ملا تو خدا نے بنی اسرائیل پر من کو کہ جو ایک قسم کی شیریں اور خوش مزہ چیز ترنجبین کی مانند تھی جس کی تو دوں پر روٹیاں پکا پکا کر کھاتے تھے اور سلویٰ کو یعنی بٹیروں جو از خود رات کو ان کے خیموں میں آگرتی تھیں، نازل کیا اور یہ کہدیا کہ شوق سے کھاؤ مگر حد سے تجاوز نہ کرنا یعنی دن کا کھانا رات کے لئے اور رات کا دن کیلئے جمع نہ کرنا۔ بعض کہتے ہیں یہ مراد کہ ناشکری نہ کرنا کیونکہ نعمت کے بعد شکر نہ کرنا حد سے تجاوز کرنا اور سرکشی کرنا ہے اگر ایسا کروگے تو تم پر میرا غضب نازل ہوگا مگر بنی اسرائیل نے اسپر بھی ناشکری کی اور مورد عتاب ہوئے۔ اسی منزل میں خدا تعالیٰ نے موسیٰ کو پہاڑ پر بلایا اور انکی قوم کو بھی حکم دیا کہ نہا دھو کر خدا کا جلال دیکھنے کے لئے پہاڑ کے قریب آ جاویں جیسا کہ سفر خروج کے ۱۹ باب میں ہے

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ۝ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ

اور ان کو ہارون پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ اے قوم اس سے تو تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور رب تو تمہارا اللہ رحمان ہے میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو وہ بولے ہم تو اس بچھڑے کی عبادت ا پہ

عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ۝ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ۝ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۗ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ۝ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

اور سوقت تک جمے بیٹھے رہیں گے جب تک کہ ہمارے پاس لوٹ کر موسیٰ نہ آجائے موسیٰ نے آکر کہا اے ہارون جب تم نے انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو کس نے میرے پیچھے نہ چلے آنے سے روکا پھر کیا تم نے میری عدول حکمی کی انہوں نے کہا اے میری ماں جائے بھائی

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ۝ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۝ قَالَ بَصُرْتُ

میری ڈاڑھی اور میرے بال تو نہ پکڑو میں اس بات سے ڈر گیا کہ تم کہنے لگو گے کہ تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور میری بات کا انتظار بھی نہ کیا پھر موسیٰ نے سامری سے کہا کہ او سامری تجھ کو کیا ہوا تھا اسنے کہا مجھے وہ بات سوجھی جو انکو نہ سوجھی تھی

بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا

پھر میں نے رسول کے نقش قدم کی ایک مٹھی مٹی کی لیکر اس بچھڑے میں ڈالدی میرے جی میں ایسا ہی آیا تھا موسیٰ نے کہا جا دور ہو زندگی میں تو تیرے لئے یہی سزا ہے کہ تو کہتا پھرے کہ مجھے کوئی نہ چھونا

مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ

اور تیرے لئے عذاب کا ایک اور بھی وعدہ ہے کہ جسکو تو ٹال نہ سکے گا اور اپنے اس خدا کو بھی دیکھ لے کہ جسکی عبادت پر تو اس لگائے ہوا تھا کہ ہم اسکو ریزہ ریزہ کر کے دریا میں بکھیر دیتے ہیں اے لوگو تمہارا معبود تو صرف اللہ ہی ہے کہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

سوا اسکے کوئی معبود نہیں جسکے علم میں ہر چیز ہے

اور موسیٰ سب سے آگے تنہا خدا کے پاس آئے تب خدا نے پوچھا وما اعجلک عن قومک یا موسیٰ اور خدا تعالیٰ کے پاس کوہ طور پر موسیٰ چالیس دن رات رہے اسفر خروج ۳۲-۲۴ باب اتنی دیر لگنے سے بنی اسرائیل نے غل مچا دیا کہ موسیٰ کہاں گئے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ کہا انمیں ایک شخص تھے کہ جسکا نام سامری تھا لوگوں سے کہا کہ آؤ میں تمہیں تمہارا معبود دکھاؤں کہ جو تمہیں مصر سے نکال لایا ہے تم میرے پاس سونے کا زیور لاؤ چنانچہ وہ اسکے پاس لائے اسنے اسکو ڈھال کر ایک بچھڑا بنایا اور اسمیں ایک ایسا رستہ ہوا کے آنے جانیکا رکھا کہ جس سے گائے بیل کی آواز جیسی آواز پیدا ہوتی تھی یہ دیکھکر بنی اسرائیل جو مصر میں مصریوں کو گائے بیل پوجتے دیکھا کرتے تھے اسپر گرویدہ ہوگئے قربانیاں چڑھانے اسکی عبادت کرنے لگے حضرت ہارون علیہ السلام نے ہر چند سمجھایا مگر وہ کب مانتے تھے۔ اس بات سے خدا تعالیٰ نے کوہ طور پر موسیٰ کو خبردار کیا کہ تیرے پیچھے تیری قوم گمراہ ہو گئی سامری نے انکو گمراہ کر دیا۔ یہ سنکر موسیٰ غصہ سے بھرے ہوئے ان کے پاس آکر انکو ملامت کرنے لگے قال یا قوم الم یعدکم الی قولہ فاخلفتم موعدی لوگوں نے عذر کیا ہمکو سامری نے گمراہ کیا ہے ہم قوم قبط سے زیور مانگ لائے تھے جس طرح ہم اسکو آگ میں ڈالا کرتے ہیں اور چیزیں ڈھال کر بنانے کیلئے اسی طرح سامری نے بھی ڈھال کر بچھڑا بنا دیا جسکی آواز تھی اور کہہ دیا یہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے موسیٰ اسکو بھول گیا جو کوہ طور پر خدا سے ملنے گیا ہے افلا یرون یہ جملہ خدا کی طرف سے ہے کہ وہ عجب احمق تھے صرف آواز سے ایمان لائے اور یہ نہ دیکھا کہ وہ نہ کچھ نفع دے سکتا ہے نہ ضرر پھر معبود کیونکر ہو سکتا ہے یا موسیٰ کیطرف سے یہ جملہ تھا ولقد قال لہم ہارون خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ موسیٰ کے آنے سے پیشتر ہارون نے سمجھا دیا تھا مگر نہ مانا پھر موسیٰ ہارون پر خفا ہوئے کہ تم نے جب انکو گمراہ ہوتے دیکھا تھا تو انکو چھوڑ کر میرے پیچھے کیوں نہ چلا آیا ہارون نے عذر کیا کہ میں اسبات سے ڈر گیا کہ تم آکر یہ کہتے کہ بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈالدیا میرے آنیکا انتظار کیوں نہ کیا۔ پھر موسیٰ سامری کی طرف متوجہ ہوئے اسنے کہا میں نے رسول کے پاؤں کی مٹی لیکر اسمیں ڈالدی تھی جس سے وہ بولنے لگا موسیٰ نے فرمایا دنیا میں تیری یہ سزا ہے کہ تو سب سے دور علیحدہ رہا کریگا جو تیرے پاس آویگا اسکو بھی اور تجھے بھی بخار چڑھ آویگا تو کہا کریگا کہ چھونا مت کوئی میرے پاس نہ آوے، اور آخرت کی سزا تیرے لئے اور مقرر ہے جو ہرگز نہ ٹلیگی اور اس تیرے معبود کو جلا کر اس کے ذرہ ذرہ دریا میں بہائے دیتا ہوں اس کے بعد فرمایا تمہارا معبود تو اللہ ہے جسکے علم میں ہر ایک چیز ہے۔ یہ کلام الٰہی کے لفظوں کی شرح تھی اب ہم چند فوائد بیان کرتے ہیں،

(۱) فقبضت قبضۃ من اثر الرسول عام مفسرین کے نزدیک اسکے یہ معنی ہیں کہ جبرئیل خاص سامری کو دکھائی دئے تھے اور کو نہیں پس میں نے اسکے گھوڑے کے پاؤں تلے کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر لی

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۙ

(ہم) اسطرح سے آپکو گذشتہ لوگوں کی کچھ خبریں سناتے ہیں۔ اور آپکو ہمنے اپنے ہاں سے ایک سمجھانے والی چیز بھی دی ہے (قرآن) جس نے اس سے منہ پھیرا سو وہ قیامت کے دن اس (گناہ) کا بوجھ آپ اٹھاویگا۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۙ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا ۚ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا

ہمیشہ اسی (حال) میں رہیں گے۔ اور ان کا یہ قیامت کے دن بہت ہی برا بوجھ ہے۔ جسدن کہ صور پھونکا جاویگا اور ہم سب گنہگاروں کو اس دن جمع کریں گے اور ان کی وحشت سے آنکھیں نیلی پیلی ہوں گی آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں صرف

عَشْرًا ۚ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا ۚ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ۙ

دس ہی دن رہے۔ ہم خوب جانتے ہوتے ہیں جو کچھ کہ وہ کہتے ہوں گے جبکہ ان میں کا بڑا سمجھ دار کہیگا کہ تم صرف ایک ہی روز ٹھہرے تھے۔ اور (اے نبی) آپ سے پہاڑوں کا حال پوچھتے ہیں۔ (سو) کہہ دو ان کو تو میرا رب اڑا کرکے اڑا دیگا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۙ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا ۭ يَوْمَىِٕذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ

پھر زمین کو چٹیل میدان کر چھوڑیگا کہ جس میں (اے مخاطب) تجھ کو کوئی پستی دکھائی دیگی نہ بلندی۔ اس روز پکارنے والے کے پیچھے سب ہی چل پڑیں گے اور دہشت سے رحمٰن کے آگے سب کی آوازیں پست ہوجاویں گی پھر اے مخاطب تجھ کو بجز پاؤں کی آہٹ کے اور کچھ بھی سنائی نہ دیگا

اِلَّا هَمْسًا ۔ يَوْمَىِٕذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ

بجز پاؤں کی آہٹ کے۔ اس روز کسی کی شفاعت فائدہ نہ بخشیگی مگر اسکی کہ جسکو رحمٰن نے اجازت دی ہوگی اور اسکا بولنا پسند کرلیا ہوگا۔ جو کچھ انکے روبرو ہے اور جو کچھ انکے بعد ہوگا وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسکو کسیکا علم بھی

بِهٖ عِلْمًا ۔ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ۭ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا

احاطہ نہیں کرسکتا۔ اور حی و قیوم کے آگے سب منہ جھک گئے ہونگے۔ اور جو ظلم کی گٹھڑی اٹھائے ہوگا وہ تباہ ہوگیا ہوگا۔ اور جسنے اچھے کام کئے ہونگے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکو ظلم کا خوف ہوگا نہ حق تلفی کا

پھر اسکو ڈھلے ہوئے بچھڑے میں ڈالدیا جسکی تاثیر سے وہ آواز دینے لگا۔ اس تقدیر پر کئی باتیں نئی پڑتی ہیں۔ اول یہ کہ رسول سے مراد جبرئیل لئے جاویں۔ دوم اثر میں حذف ماننا پڑتا ہے تاکہ اثر فرس الرسول۔ سوم اس بدمعاش سامری کی بات کو بھی سچ تسلیم کیا جاوے حالانکہ یہ تینوں باتیں قرآن مجید کی کسی آیت سے ثابت ہوتی ہیں نہ کسی صحیح حدیث سے ہاں مفسرین کے اقوال ہیں ابو مسلم ان معنی کو نہیں مانتے اور ایک جدید توجیہ کرتے ہیں کہ رسول سے مراد موسیٰ اور اثر سے اسکا طریقہ مراد ہے دستور ہے کہتے ہیں فلان یقتفوا اثر فلان و یقتص اثرہ اذا کان یمتثل رسمہ یعنی جو کسیکا طریقہ کا متبع ہوتا ہے اسکو کہتے ہیں کہ یہ اسکا اثر پر قابض ہے سامری کہتا ہے کہ اول میں رسول یعنی موسیٰ کا پیرو تھا پھر اسکو چھوڑ دیا اور بت پرستی کا یہ سامان ہم پہنچایا۔ اس توجیہ کی امام فخرالدین رازیؒ نے بھی تائید کی ہے اور اسی میں اعتراضات سے امن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ سامری نے جو قبطیوں سے اس وقت کے علوم اور صنعت سیکھے ہوئے تھا ایسی صنعت سے بچھڑا بنایا تھا جس میں ہوا کے دخول و خروج سے ایسے ۔۔۔۔ سنے ہوں کہ جنسے بچھڑے کی آواز پیدا ہوتی تھی باقی اس نے جھوٹا فقرہ بنا لیا۔ (۱) سفر خروج کے ۳۲ باب میں ہے کہ ہارونؑ نے بچھڑا بنا کر پجوایا تھا اور سامری کا نام تک بھی وہاں نہیں۔ قطع نظر اسکے کہ یہ توریت وہ اصلی توریت نہیں یہ نسخہ بھی صدہا تحریفات سے خالی نہیں جسکا علماء اہل کتاب کو اقرار ہے یہاں غالباً نام میں سہو ہوگیا یا سامری کا نام ہارون بھی ہو اور اس سے مراد ہارون علیہ السلام نہوں کیونکہ اخیر میں اسی فعل کے مرتکب سب مبتلا ہوئے جو تلوار سے کٹے ہوئے مرے خدا تعالیٰ نے اور موسیٰ کا غصہ انپر از حد بھڑکا ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے قرابتی کو اس جرم پر قتل کرے پھر تعجب ہے کہ ہارونؑ پر کہ جسنے یہ فساد کھڑا کیا کوئی بھی سزا قائم رہے اور نیز ہارونؑ نبی تھے ان کو کیا ہوا تھا جو وہ ایسے کام کرنے ؟

اس قصہ کو تمام کرکے فرماتا ہے کہ اے محمد گذشتہ لوگوں کا تذکرہ ہم یوں سناتے ہیں ہم نے تجھے ذکر یعنی قرآن بھی دیا ہے جو قرآن سے منہ پھیریگا قیامت میں اسکا یہ حال ہوگا کہ قیامت میں اپنی گناہوں کی گٹھڑی آپ اٹھاویگا اور جسروز صور پھونکیگا دوبارہ زندہ ہونے کیلئے تو یہ لوگ یعنی ہشت میں ہونگے کہ آنکھوں کی رنگت بدل جائیگی نور اور سیاہی جاکر نیلی ہوجاویگی اور دنیا میں جو سالہا سال عیش کئے تھے ان کو دس دن کے سمجھینگے اور جو ان میں بڑا دانا ہوگا وہ تو ایک دن سمجھیگا۔ قیامت کا ذکر سن کر کسی نے آنحضرت صلعم سے پہاڑوں کا سوال کیا کہ یہ کیا ہونگے پہاڑوں کو اللہ نے فرمایا کہ نسفا نسفا اڑا کرکے اڑا دیگا اور زمین کو صاف میدان کردیگا پھر آگے اور قیامت کے حالات بیان کرتا ہے کہ اسروز بجز اسکے کہ جسکو شفاعت کی اجازت ملی ہوگی اور اسکی بات بھی پسندیدہ خدا ہوگی اور

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ

اور اسیطرح ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس میں طرح طرح کی خوف دلانے والی باتیں بھی بیان کی ہیں تاکہ لوگ ڈر جاویں یا انکو سمجھ پیدا کرے (اپس) اعلیٰ کا

مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا

ع ۱۵

اسکی وحی تمام ہونیسے پیشتر جلدی کیا کر۔ اور دعا کیا کر کہ اے رب مجھے اور زیادہ علم دے۔ اور ہمنے پہلے آدم سے بھی عہد لیا تھا۔ پھر وہ بھول گیا اور ہمنے اسکو کچھ مضبوط نہ پایا اور جبکہ ہمنے فرشتوں سے کہا۔

لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ۝ فَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا

آدم کے آگے جھکو تو سب ہی جھکے مگر ابلیس کہ اسنے انکار کیا۔ پھر ہمنے آدم سے کہا کہ یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے پھر یہ نہو کہ وہ تمکو جنت سے نکالدے کہ پھر تو خراب ہوجاوے تو اس بہشت میں بھوکا رہیگا

وَلَا تَعْرٰى ۝ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝ فَاَكَلَا مِنْهَا

اور نہ ننگا۔ اور تو اسمیں پیاسا بھی نہ رہیگا۔ اور نہ دھوپ اٹھاویگا۔ پھر شیطان نے اسکے دل میں وسوسہ ڈالا کہا اے آدم تو کہے تو میں تجھے ایک ایسا درخت بتلادوں کہ جس کے کھانے سے تو ہمیشہ جیتا رہے اور نہ زائل سلطنت

فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ

پھر آدم و حوا نے اس درخت میں سے کچھ کھالیا تو انپر انکی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر باغ کے پتے چپکانے لگے۔ اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی سو بہک گیا آخر کار اسکو اسکے خدا نے سرفراز کیا پھر اسکی توبہ قبول کی

هَدٰى ۝ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ وَمَنْ

اور راہ کی رہنمائی کی۔ حکم دیا کہ تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ کہ تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے۔ پھر جو کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے پس جو میری ہدایت پر چلیگا تو نہ گمراہ ہوگا اور نہ خراب ہوگا۔ اور جو کوئی

اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

منہ پھیریگا تو اسکی زندگی بھی تنگ ہوگی اور قیامت میں اندھا کرکے اوٹھاینگے۔ وہ کہیگا تو نے اے رب مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ اور میں تو بینا تھا

شفاعت کارگر نہوگی نہ ان فرضی معبودوں کی جنکو وہ اس امید پر پوجتے ہیں اور اس آیت کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ جسکو خدائے رحمان اجازت دیگا اور اسکے حق میں بات پسند کریگا اسکی شفاعت کارگر ہوگی نہ کہ ہر کسی کیلئے کس لئے کہ یعلم ما بین ایدیہم الخ اسکو ہر ایک کا اگلا پچھلا سب حال معلوم ہے اسکا علم بہت وسیع ہے جسکو کوئی احاطہ نہیں کرسکتا کیونکہ علم اس کے برابر نہیں قابل شفاعت اسکو معلوم ہیں اور اسروز بڑے بڑے متکبروں کی اسکے آگے گردنیں جھک جائینگی اور ظالم تباہ ہونگے ایمانداروں نیکوکاروں کا انکی دنیاوی کوشش کا پورا بدلا ملیگا۔
وکذلک عطف ہے کذلک نقص پر یعنی جسطرح ہمنے اے نبی تمسے پہلوں کے راستی آمیز ہدایت خیز قصے بیان کئے اسی طرز پر تمام قرآن نازل کیا ہے جسکے دو وصف ہیں اول عربی میں ہے جسکا سمجھنا قوم عرب کو آسان ہے دوم مضمونا اسمیں طرح طرح سے خوفناک باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا انکو سمجھ بوجھ پیدا ہو۔ کلمہ او منافات کے لئے نہیں ہے۔ اور یہ قرآن اس خوبی کیساتھ اسنے اسلئے نازل کیا ہے کہ جو بخل و جہل وغیرہ اوصاف سے بری ہے جسمیں اسکا کوئی نفع و نقصان نہیں وہ ان باتوں سے پاک ہے اور حق ہے اسکا ملک اور اسکی ذات دائم و قائم ہے اس نے اسنے انکی بہبودی کیلئے ایسا قرآن نازل کیا چونکہ قرآن رحمت آسمانی ہے اور تدریجا نازل ہوا تھا اور ہمارے آنحضرت صلعم کے دل میں اسکی تبلیغ اور اسکے یاد کرنے اور اسکے مطالب اخذ کرنیکا بمقتضی نبوت بہت شوق اور ارمان اور ولولہ تھا اسلئے فرمایا ولا تعجل بالقرآن الخ کہ وحی کے تمام ہوجانیسے پہلے قرآن کے پڑھنے یا لوگونکے پڑھانے سمجھانے میں جلدی نکیا کرو جب ایک مضمون کی وحی جو فرشتہ لاتا ہے تمام ہوچکے تب آپ پڑھیں اسیطرح کا مضمون اور جگہ بھی آیا لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ اور رب سے دعا کرتے رہو کہ میرا علم زیادہ کر تاکہ وقتاً فوقتاً وحی آتی رہے آپکا علم زیادہ ہوتا رہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ خزانہ ہمارے پاس ہے ایسا جسقدر ہم جسکو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں بندہ علام الغیوب نہیں ہوسکتا اس کے بعد یہ چھٹی بار حضرت آدم کا قصہ ایک آئندہ جملہ کیلئے بطور تمہید کے ذکر ہوا اور وہ جملہ مقصود بالذات یہ ہے فاما یاتینکم منی ہدی الخ کی شروع تمہید یہ ہے واذ قلنا للملائکۃ الخ کہ اسوقت کو یاد کرو جبکہ اے بنی آدم تمہنے تمہارے جد امجد کیلئے فرشتوں کو سجدۂ تعظیم کا حکم دیا اور تاج خلافت انکے سر پر رکھا گیا اسوقت سب فرشتوں نے

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

فرمایگا تو نے بھی اسطرح ہماری آیتوں کو جو تیرے پاس آئی تھیں فراموش کر دیا۔ اور اسیطرح آج تو بھی بھلایا گیا۔ اور جو کوئی حد سے گذر جاوے اور اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانے تو اسکو ہم ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب

اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ۝

سخت تر اور بہت ہی دیرپا ہے۔ پھر کیا انکو اس بات نے بھی رہنمائی نہ کی کہ ہم ان سے پہلے کتنی ایک قرنوں کو غارت کر دیا ہے کہ جنکے مکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں۔ بیشک اسمیں تو عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

اور اے نبی اگر تمہارے رب کی طرف سے ایک بات قرار نہ پا چکی ہوتی اور وعدہ مقرر نہ ہوتا تو عذاب لازم ہو چکا ہوتا۔ پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے

وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھ تقدیس کیا کرو۔ اور رات کے وقتوں میں بھی تسبیح کیا کرو۔ اور دن کے اول و آخر میں بھی تاکہ تمکو خوش کیا جاوے۔

سجدہ کیا مگر اوس ابلیس نے جسکے کہنے پر اکثر بنی آدم چل رہے ہیں قدیمی حاسد اور دشمن کو دوست بنا رکھا ہے انکار کر دیا پھر اسکے بعد ہمنے تمہارے جد امجد کو ایک ایسے باغ میں رہنے کو جگہ دی کہ جہاں کہانے پینے لباس کا ہمنے انتظام کر دیا تھا اور ان مشقتوں سے نجات دیدی تھی اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا تھا کہ خبردار رہنا یہ شیطان تیرا اور تیری بیوی دونوں کا دشمن ہے اسکی کہنے میں آکر مصیبت میں پڑنا کہ یہاں سے نکالے جاؤ اور خراب خستہ ہو پھر وہ گروہ مردود وہاں بہروپ بدل کر جا ہی پہونچا اور ناصح مشفق بنکر آدم کے دل میں خطرہ ڈالا اور کہنے لگا کہ اے آدم یہ تو تم پر بڑی مہربانی ہوئی مگر تمہاری حیات اور یہاں بادشاہانہ طور پر سدا رہنے کا کوئی بھی انتظام نہیں ہوا اس تمہید کے بعد کہا لو میں تمہیں اس باغ میں ایک ایسا پیڑ بتلاتا ہوں کہ جسکے کہانے سے ہمیشہ جیتے رہو اور بیزوال سلطنت تمہیں ملے اسکا نام شجرۃ الخلد ہے تمہارے خدا نے اسلئے تمکو اسکے کہانے سے منع کیا ہے حالانکہ ہمنے آدم سے اول ہی عہد لیا تھا مگر آدم اسکو بھول گئے اور اسکو کھا لیا ولم نجد لہ عزما اور ہمنے تمہارے دادا کی کوئی استقامت اور مضبوطی نہیں پائی نہ ہمارے عہد کی حفاظت کی نہ قدیمی دشمن کو خیال کیا اسمیں بنی آدم کی کمزوری طبیعت کیطرف اشارہ بلکہ تعریض ہے پھر نیز یہ بھی جو اس مقبولیت کے نافرمانی کا لازمی نتیجہ پیش ہی آیا کپڑے تن سے اتر گئے برہنگی ظاہر ہونے پر درختوں کے پتے بدن پر چپٹانے لگے اور آدم و حوا اور شیطان سب کے سب اس باغ سے نکالے گئے اور کہدیا گیا کہ ایک دوسرے کا دشمن رہیگا لیکن آدم روئے اور توبہ کی خدا نے اسکی توبہ قبول کی اور بارِ دگر سرفرازی بخشی جب باغ سے نکالے گئے تھے یا جب توبہ کی تھی تو آدم سے ہمنے کہدیا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس یعنی تمہاری اولاد کے پاس ہدایت آیا کریگی رسول اور آسمانی کتابیں پھر جو اس ہدایت پر چلیگا تو وہ اُس سیدہے رستہ کو جو انسان کو دار الخلد تک پہنچاتا ہے نہ بھٹکیگا نہ خراب ہوگا اور لا یشقی یعنی شقاوت بدبختی سے محفوظ رہیگا شقاوت کی دو قسم ہیں ایک دنیاوی دوسری اخروی ہدایت الٰہی کے طفیل ان دونوں سے محفوظ رہتا ہے اور جو اس ہدایت سے منہ پھیریگا اسکی دو سزائیں ہونگی ایک دنیاوی فان لہ معیشۃ ضنکا و الضنک اصلہ الضیق والشدۃ وہو مصدر یوصف بہ فیقال منزل ضنک وعیش ضنک کیونکہ اسکی زندگی تنگ ہوگی۔ عام مفسرین کے نزدیک زندگی دنیا کی تنگی مراد ہے کیونکہ کافر مال جاہ کا حریص ہوتا ہے گو باعتبار قید حلال و حرام ہونیکے وہ جنت میں ہے جیسا کہ آیا ہے الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر۔ مگر دیکھو کون ہے کہ جسکو تمام باتیں حسب دلخواہ حاصل ہوگئی ہوں اسکی پریشانی میں کمی نہیں اور مومن کی نظر دار آخرت پر ہوتی ہے اسکو کسی تکلیف میں تکلیف معلوم نہیں ہوتی۔ اور یوں بھی ہے کہ خدا کی ہدایت چھوڑنے سے دنیا میں بلائیں نازل ہوتی ہیں سینکڑوں قومیں ایسی ہیں کہ اسی سبب برباد ہوگئیں جیسا کہ اسکی تائید کیلئے اگلی آیت میں فرماتا ہے افلم یہد لہم کم اہلکنا قبلہم من القرون کہ کیا انکو اس بات سے بھی رہنمائی نہیں ہوتی کہ ان کفار قریش سے پہلے ہم کتنی قوموں کو نافرمانی کی وجہ سے ہلاک کر چکے ہیں جنکی اجڑے ہوئے مکانوں پر سے یہ چلتے پھرتے ہیں عاد و ثمود و بنی اسرائیل و قیاصرہ و شاہان بابل و شاہان مصر وغیرہ نے کی نافرمانی کر کے کوئی قوم اخیر تک سرسبز نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں قبر کی تنگی بعض کہتے ہیں آخرت کی تنگی مراد ہے۔ دوسری یہ کہ اسکو قیامت میں اندہا کر کے اوٹھاوینگے وہ کہیگا میں تو انکھوں والا تھا آج اے رب اندہا کر کے کیوں اوٹھایا جواب ملیگا تو بھی تو دنیا میں ہماری آیتوں سے اندہا ہو گیا تھا۔ آخرت میں اندہا ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ جسمانی تاریکی میں مبتلا ہونگے اور روحانی نصیب نہ ہوگا پس اس سے انکے لئے ظاہری آنکھیں بھی بیکار ہونگی

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۝ وَأْمُرْ أَهْلَكَ

اور (اے نبی!) آپ اُن چیزوں کی طرف نظر بھی نہ ڈالے جو طرح طرح کے سامانِ زندگی و دنیا کی آرائش ہم نے انکو اسلئے دے رکھے ہیں کہ اس میں ہم انکی آزمائش کریں اور جو آپکے رب کا عطیہ ہے بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے اور اپنے

بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَىٰ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِم

نماز کا حکم کیا کرو اور خود بھی اسپر قائم رہو۔ ہم تجھ سے کچھ تو نہیں مانگتے روزی تو ہم تمہیں دیتے ہیں۔ اور عاقبت (بخیر) تو پرہیزگاری کی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ تو اپنے رب کیطرف سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا انکو

بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ۝ وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُم بِعَذَابٍ مِّن قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مِن قَبْلِ

پہلی کتابوں کی شہادت نہیں پہونچی۔ اور اگر ہم اس سے پہلے ہی انکو کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے۔ تو ضرور کہتے کہ اے رب تو نے کیوں ہمارے پاس اپنا کوئی رسول نہیں بھیجا کہ ہم رسوا اور ذلیل ہونے سے پہلے ہی

أَن نَّذِلَّ وَنَخْزَىٰ ۝ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ أَصْحَابُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدَىٰ ۝

تیری باتوں پر چلتے۔ ان سے کہدو کہ ہر ایک انتظار کر رہا ہے سو تم بھی انتظار کرو۔ پھر تمکو خود معلوم ہو جائیگا کہ سیدھے رستہ پر کون ہے اور ہدایت پانے والا کون (رکوع ۸)

۱۵۸ یعنے عطیۂ آخرت ان دنیاوی سامانوں اور آرائشوں سے بہتر ہے اسلئے کہ انکے مقابلہ میں یہ چیزیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں اور اور باقی ہے نفس کے لئے کیونکہ یہ چند روزہ اور وہ دائمی ہے ۱۲ منہ

اور پہلے کہنے میں کچھ منافات نہیں پہلی قوموں کی ہلاکت بیان فرما کر یہ بات فرماتا ہے کہ اگر نوشتۂ ازلی کہ چند روز ہم انکو دنیا میں رکھینگے مانع نہ ہوتا تو ان لوگوں پر بھی عذاب دنیا ہی میں آجاتا اسپر بھی آپ نبی جو ہدایت پر ہیں انکے اور ستانے پر صبر کریں اور اپنے لئے دار آخرت کی تیاری کریں کہ وہ ہر وقت رہے فقال فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس الخ

تسبیح سے مراد اکثر علما کے نزدیک نماز پنجگانہ ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں قبل طلوع الشمس سے مراد نماز فجر ہے اور قبل غروبہا سے ظہر و عصر و من اٰناء اللیل سے مغرب و عشاء اور قولہ واطراف النہار دونوں نماز دن کے سے جو دن کے اول و آخر ہوتی ہیں یعنی فجر و مغرب تاکید کا جملہ ہے یا الصلوٰۃ الوسطیٰ عصر کے لئے آگرچہ دن کی دو طرف ہوتی ہیں مگر ہر روز کے لحاظ سے اطراف جمع کا صیغہ آیا

بعض کہتے ہیں اوقاتِ مذکورہ میں جو تقرب کے اوقات ہیں انسان کو مشاغل دنیاویہ سے غفلت ہو جاتی ہے عموماً اسکی تسبیح و تقدیس کرنا مراد ہے جو نماز کو بھی شامل ہے۔

ف (۱) فنسی ولم نجد لہ عزما سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آدم کا گناہ سہواً تھا وقت پر ممانعت یاد نہ رہی لیکن احتیاط کی اسلئے عتاب ہوا (۲) آدمی کی جبلی عادت ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے کمالات پر نازاں ہو کر آپ کاہل اور بسا اوقات اسی پر تکیہ کر لیتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد ہیں ہمیں کیا غم ہے اسلئے آدم کے قصہ میں متنبہ کر دیا کہ اسپر نازاں نہونا خود تمہارے بزرگ سے تقصیر ہوا فی الجملہ کیا سلوک ہوا باوجودیکہ مسجود ملائکہ تھے اور پھر کس خواری سے نکالے گئے بجز توبہ کے انکو چارہ نہوا۔ یہ ہے رعیدش بید۔

ولا تمدن الخ المد دراز کردن کشیدن۔ اور مراد رغبت اور حسرت کے ساتھ نگاہ کرنا۔ دار آخرت کے توشہ کی تعلیم کرکے جو نماز و عبادت ہے دنیا کے وہ اسباب آرائش و تجمل جو کفار اور دولتمندوں کو دئے گئے ہیں مکان اور عمدہ لباس عمدہ عورتیں اور سواریاں اور دیگر چیزیں۔ انکی طرف رغبت کی نگاہ سے منع کرتا ہے کیونکہ یہ چیزیں انکے لئے فتنہ ہیں انمیں انکی خدا تعالیٰ آزمائش کرتا ہے۔ وہ انمیں ایسے مصروف ہوتے ہیں کہ دار آخرت اور اسکے توشہ کا انکے دلمیں خیال بھی پیدا نہیں ہوتا جب اس جہان سے جاتے ہیں تو خالی ہاتھ جاتے ہیں اور دو ہرا اس تجمل کو چھوڑتے وقت انکی روح پر صدمہ عظیم ہوتا ہے حشمش نگراں ست کہ ملکش بادگراں ست۔ اس چند روزہ عیش کے مقابلہ میں وہ عذاب دائمی بڑا فتنہ ہے اور نیز اس دولت کیوجہ سے ظلم و ستم طرح طرح کے گناہوں میں بھی مبتلا ہوتے ہیں حضرت صلعم کی آنکھ بھی سب سے نہ تھا مگر حضرت سے خطاب کرکے اوروں کو سنایا جاتا ہے کہ اسطرف نظر پھیر کر بھی نہ دیکھنا چہ جائیکہ رغبت تو دوسری چیز ہے اسلئے کہ تمہارے درجاتِ آخرت بہتر اور ہمیشہ رہنے والی چیز ہے۔ ایسے عارف تارک الدنیا کے متعلقین غالباً نان و نفقہ اور دنیاوی سامان سے خالی رہا کرتے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ انکے دل پر دوسروں کے ساز و سامان دیکھکر کچھ حسرت بھی پیدا ہوتی ہو اسلئے حضرت صلعم سے فرمایا وامر اہلک بالصلوٰۃ کہ انکو توشۂ آخرت نماز کی تاکید کرو اور خود بھی اسپر مداومت کیجئے ہم آپکو رزق دینے کا حکم نہیں دیتے کیونکہ روزی ہم دیتے ہیں اور عاقبت کی بہتری پرہیزگاری سے حاصل ہوتی ہے اسلئے پرہیزگاری میں کوشش کرو۔ وقالوا لولا الخ ایسی باتوں کو مشرک کفار کہتے تھے کہ ہمکو کوئی نیا معجزہ کیوں نہیں دکھاتے اسکے جواب میں فرماتا ہے جو کچھ معجزے یا نبوت آنحضرت کے شواہد پہلی کتابوں میں ہیں کچھ کم ہیں؟ پھر فرماتا ہے ہم چاہتے تو بغیر رسول بھیجے انکے گناہوں کے سبب پہلے ہی ہلاک کر دیتے مگر وہ عذر کرتے کہ رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم اسکو مانتے پھر فرماتا ہے انسے کہو ذرا انتظار کرو مرنے کے بعد تمکو آپ معلوم ہو جاویگا کہ سیدھے رستہ پر کون ہے۔

سورۃ انبیاء مکیہ ہے اس میں ایک سو بارہ آیات اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۚ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۙ

لوگوں کا حساب تو قریب آ لگا اور وہ ہیں کہ غفلت میں پڑے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ ان کے رب کے پاس سے سمجھانے کیلئے کوئی نئی ایسی بات ان کے پاس نہیں آتی کہ جسکو سنکر ہنسی میں ٹھٹھا نہ اڑا دیتے ہوں

لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ

ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں اور ظالم پوشیدہ سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ (محمد) ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا کا ایک شخص۔ تو پھر کیا تم دیدہ و دانستہ جادو کی باتیں سننے جایا کرتے ہو۔ رسول نے کہدیا کہ میرا رب

الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝

آسمان اور زمین کی سب باتیں جانتا ہے اور وہ (سب کچھ) سنتا دیکھتا ہے بلکہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ یہ قرآن خیالات پریشان ہیں بلکہ اس نے جھوٹ باندھا ہے بلکہ وہ شاعر ہے پھر جس طرح کہ پہلے (رسول نشانیاں دیکر بھیجے گئے تھے اسی طرح یہ بھی ہمارے پاس کوئی نشانی لائے)

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔــلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

ان سے پہلے جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا تھا وہ بھی تو ایمان نہ لائے تھے پھر کیا یہ ایمان لے آویں گے اور اے محمد تم سے پہلے بھی تو ہم نے آدمیوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا تھا جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تمہیں معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ دیکھو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ۝ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَاۗءُ وَاَهْلَكْنَا

اور ہم نے ان کے ایسے بدن بھی نہ بنائے تھے کہ جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے پھر ہم نے ان سے اپنے وعدہ کو سچا کر دیا تب انکو اور جنکو چاہا نجات دی اور جو حد سے بڑھ گئے تھے

الْمُسْرِفِيْنَ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ۧ

ان کو ہلاک کر دیا۔ بیشک تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیجدی ہے کہ جس میں تمہاری نصیحت ہے پھر کیا تمکو اتنی بھی عقل نہیں۔

ع ۱

ترکیب

وہم مبتداء و معرضون خبر و فی غفلۃ ضمیر معرضون سے حال ہے اے اعرضوا غافلین اور ممکن ہے کہ خبر ثانی ہو۔ لاہیۃ قلوبہم حال ہے ضمیر یلعبون سے اور یہ دونوں حال مترادف یا متداخل ہیں اور جنہنے لاہیۃ کو مرفوع پڑھا ہے تب ایک ہی حال ہے کس لئے کہ یہ خبر بعد خبر ہے ہل ہذا جملہ محل نصب میں ہے النجویٰ سے بدل ہو کر نسے واسروا ہذا الحدیث۔ قال بصیغہ ماضی رسول کا قول ہوگا حمزہ و کسائی و حفص کی قرارت کے بموجب اور دیگر قرا نے قل بصیغہ امر پڑھا ہے۔

تفسیر

یہ سورۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بیشتر توحید و نبوت اور عالم آخرت کا ثبوت اور انبیاء علیہم السلام کے عبرت انگیز تذکرے اور انکی نافرمان امتوں کا انجام بد اور انسان کا بارگاہ الٰہی میں حساب دینے کیلئے حاضر ہونا بیان ہے پس فرماتا ہے اقترب الخ کہ انسان کے حساب کا وقت تو قریب آ لگا اور وہ غفلت میں ہی پڑا ہوا خدا کے فرستادوں سے منہ موڑ رہا ہے اور جو کوئی نئی بات وعظ و پند کی ان کے کانوں میں پڑتی ہے تو اسکی طرف کھیل کود میں توجہ بھی نہیں کرتے۔

حسابہم مفسرین کہتے ہیں کہ حساب سے مراد قیامت کے دن کا حساب ہے اور گو وہ ابھی صدہا ہزارہا سال بعد آئے گا مگر آیندہ آنے والی چیز تو گھڑی گھڑی قریب ہی ہوتی جاتی ہے کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ ما اقرب ما ہو آت ۔ و ما ابعد ما ہو فات ۔ آنیوالی چیز بہت قریب ہے۔

فقیر کہتا ہے کہ حساب کا وقت کچھ قیامت ہی پر موقوف نہیں بلکہ موت کے بعد بھی انسان اپنے خدا کے روبرو جاتا اور اسکو قبر میں اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے

سو یہ بھی ایک قسم کا حساب ہے پس اسوقت سے قریب ہونے میں تو کسی کو بھی کلام نہیں یعنی انسان غفلت کی نیند میں سوتا ہے کہ موت آلیتی ہے (۲) واسروا النجوی یہ جملہ مستانفہ ہے ان کی عادات رذیلہ کے بیان میں ان کے اعراض اور غفلت اور کھیل اور کود کے ثبوت میں النجوی اسم ہے التناجی سے جس کے معنی سرگوشی کرنا پھر اسکے مخفی کرنے کے یہ معنی کہ ان باتوں کو جنکا ذکر اگلے جملہ میں آتا ہے نہایت مخفی طور سے باہم کہتے تھے۔ انسان جس بات کو اہم سمجھتا ہے اس کی بابت مخفی طور پر مشورہ کیا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں (۱) ہل ہذا الا بشر مثلکم کہ یہ رسول تو تمہارے جیسا آدمی ہے جس طرح ہم کھاتے پیتے سوتے جاگتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ہے پھر یہ رسول کیسا جو خدا کی باتیں خاص اسکے پاس آتی ہیں ہمارے پاس نہیں ؟ ان کے خیال میں رسول بشریت کے جامہ سے باہر ہے اور ملکیت کے لباس میں ہونا چاہئے تھا جو کھانے پینے سے پاک ہو اور ہمیشہ جیتا رہے جیسے رد میں آگے ارشاد ہوتا ہے (۲) افتاتون السحر و انتم تبصرون قرآن مجید کو اسکے اعجاز کی وجہ سے مکہ کے کافر جادو کہتے تھے۔ پھر اسکی نسبت ایک دوسرے کو کہتا تھا کہ تم قرآن پر نہ چلو جان بوجھ کر کیوں جادو پر چلتے ہو ؟ یہ بات انکے دل میں نہ تھی دل میں تو حق جانتے تھے مگر لوگوں کے گمراہ کرنے کو سحر اور جادو کہتے تھے قال ربی یعلم القول یہ ان کے مخفی کہنے کے جواب میں ہے کہ رسول نے انکا مخفی راز انسے کہدیا یا رسول کو حکم دیتا ہے کہ انسے کہدو تم ہزار چھپاؤ میرا رب جو آسمان و زمین کی تمام باتیں جانتا ہے اور سننے والا جاننے والا ہے اس سے تمہارا یہ مخفی مشورہ کب مخفی رہ سکتا ہے ؟ القول صاحب کشاف کہتے ہیں لفظ قول عام ہے شامل ہے سر و جہر کو تاکید کے لئے یعلم السر کی جگہ یعلم القول کہا۔

بل قالوا اضغاث احلام بل افتراہ بل ہو شاعر کفار مکہ کو قرآن کے جادو کہنے میں بھی استقلال نہ تھا جیسا کہ بے تک کوئی کسی میں عیب لگایا کرتا ہے تو وہ ہی طرح مختلف باتیں کہا کرتا ہے یعنی جادو پھر بھی ایک نادر چیز ہے یہ تو ایسا بھی نہیں بلکہ پریشان خیالات ہیں کہ جنکو از خود محمد نے بنا کر ذرا اچھی اور دلچسپ عبارت میں جمع کر لیا ہے کیونکہ وہ شاعر ہے (۳) فلیاتنا بایۃ الخ پہلے نبیوں کی طرح کوئی بڑا بھاری معجزہ کیوں نہیں دکھاتا کوئی نشانی نہیں لاتا ؟ یہ انکے تین شبہ تھے جنکی تقلید میں آج کل کے عیسائی اور متعصب ہنود بھی یہی کہا کرتے ہیں ما امنت قبلہم من قریۃ اہلکناہا افہم یؤمنون یہ انکی تیسری بات کا جواب ہے جسکو وہ بار بار منہ پر لاتے اور رسول علیہ السلام کے سامنے پیش کیا کرتے تھے کہ ان سے پہلے جسقدر بستیوں کو ہمنے ہلاک کیا ہے انہوں نے اپنے رسول سے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم معجزہ دیکھکر ایمان لے آئیں گے مگر جب ان کو معجزہ بھی دکھایا تب بھی ایمان نہ لائے پھر یہ جو معجزہ کی درخواست کرتے ہیں کیا ایمان لے آئیں گے ؟ اسلئے ان کی خواہش کے بموجب معجزہ نہیں دکھایا جاتا کیونکہ ایک وقت مقرر تک ان کا ہلاک کرنا ہم کو منظور نہیں وما ارسلنا قبلک الا رجالا نوحی الیہم یہ ان کے پہلے شبہ کا جواب ہے کہ محمد صلعم سے پیشتر ہمنے جسقدر رسول بھیجے ہیں وہ بھی تو آدمی ہی تھے کہ جن کی طرف وحی کی گئی تھی فرشتہ نہ تھے اگر تم کو معلوم نہ ہو تو فاسئلوا اہل الذکر اہل کتاب سے پوچھ دیکھو کہ جن کے تم اے اہل مکہ اکثر باتوں میں معتقد ہو اور ان سے پوچھ پوچھ کر اعتراضات کیا کرتے ہو وما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین اور ان انبیاء کو ہم نے ایسے بدن عطا نہ کئے تھے کہ جو کھانے کے محتاج نہوں اور ہمیشہ باقی رہیں بلکہ وہ کھاتے پیتے تھے آخر دنیا سے اٹھ گئے موت سے نہ بچے۔

ہاں وہ ہمارے رسول تھے انہوں نے اپنی نافرمان اور سرکش قوموں کی ہلاکت کے لئے جو کچھ جو کچھ وعدے کئے تھے ثم صدقناہم الوعد ان کو ہمنے پورا کر دیا۔ فانجیناہم ومن نشاء واہلکنا المسرفین رسولوں اور ان کے پیرؤں کو بچا لیا اور بدکاروں کو حد سے گذرنے والوں کو ہلاک کر دیا لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکرکم افلا تعقلون یہ ان کی دوسری بات کا جواب ہے کہ قرآن کو جو ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اس میں غور کرو کہ تمہارے لئے اس میں کس قدر وعظ و نصیحت ہدایت و سعادت ہے پھر اس کو سحر اور کیا کیا کہتے ہو افلا تعقلون کیا تمکو عقل نہیں ؟

وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا

اور ہمنے بہت سی بستیوں کو جہاں کے لوگ ظالم تھے غارت کر دیا ہے اور ان کے بعد ہمنے اور قومیں پیدا کیں پھر جب ان ہلاک ہونیوالوں نے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً وہاں سے بھاگنے لگے (کہا گیا) مت بھاگو اور

إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا

کیطرف لوٹ جاؤ جسکے تم مزا اڑایا کرتے تھے اور اپنے مکانوں کیطرف بھی واپس جاؤ تاکہ تم سے پوچھا جاوے۔ وہ کہنے لگے وہ مصیبت ہم ہی ظالم تھے۔ پھر وہ ہمیشہ یہی پکارا کئے یہاں تک کہ ہمنے انکو کاٹ کر کھیتی کر دیا

خَامِدِينَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ ۝ لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا إِنْ كُنَّا فَاعِلِينَ ۝ بَلْ

بجھے پڑے تھے اور ہمنے آسمان اور زمین اور ان کے مابین کی چیزوں کو کھیلنے کے لئے نہیں بنایا ہے۔ اگر ہم کھیل ہی بنانا چاہتے تو اپنے پاس کی چیزوں کو بناتے اگر ہمکو یہی کرنا تھا بلکہ

نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

حق کو باطل پر پتھر کیطرح پھینک مارتے ہیں پس حق باطل کا سر توڑ دیتا ہے پھر وہ باطل تربت مٹ جاتا ہے اور تمپر پھٹکار ہے تمہاری باتیں بنانے سے اور جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسیکا تو ہے اور جو لوگ اسکی حضور میں ہیں

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۝ أَمِ اتَّخَذُوا آلِهَةً مِنَ الْأَرْضِ هُمْ يُنْشِرُونَ ۝ لَوْ كَانَ

نہ سرتابی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ رات دن تسبیح کیا کرتے ہیں سستی نہیں کرتے۔ کیا انہوں نے زمین کی چیزوں میں سے ایسے معبود بنا رکھے ہیں کہ جنکو وہ خود بنا کر کھڑا کرتے ہیں

فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۝

اور اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو وہ کبھی خراب ہو چکے ہوتے جو جو یہ لوگ اس کی نسبت بیان کیا کرتے ہیں اللہ عرش کا مالک ان سب سے پاک ہے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور بلکہ وہ

ترکیب

وکم قصمنا صاحب کشاف کہتے ہیں قصم اسطرح سے توڑنے کو کہتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا جدا ہو جاوے بخلاف فصم اور کسر کے۔ قریہ سے مراد وہاں کے سکان بحذف مضاف۔ کم خبریہ تکثیر کے لئے محل نصب میں قصمنا کی وجہ سے من قریۃ تمیز کانت ظالمۃ محل جر میں قریہ کی صفت ہو کر بحذف مضاف۔ اذا مفاجات کے لئے ہم مبتدا یرکضون خبر اذا اسکا ظرف تلک دعواہم تلک موضع رفع میں اسم زالت و دعواہم خبر و یجوز العکس۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا ہمنے مسرفین کو ہلاک کر دیا اب پھر اس کی تشریح فرماتا ہے کہ وہ مسرفین کون تھے اور انکے کیا عادات تھے اور کس طرح سے ہلاک ہوئے؟ تاکہ ان مشرکین کو معلوم ہو کہ وہ ہمارے ہی جیسے کافر اور بدکار تھے اب ہمکو بھی عذاب الٰہی سے ڈرنا چاہئے پس فرماتا ہے وکم قصمنا کہ ہمنے بہت سے شہروں کو ہلاک و برباد یا غارت کر دیا ہے جسکے رہنے والے ظالم و بدکار تھے اور ان کی جگہ اور نئی قومیں آباد کر دیں اور نئے لوگ پیدا کر دیئے۔ پھر جب ان غارت ہونے والے لوگوں کو ہمارا عذاب آتا ہوا دکھائی دیا جیسا کہ انبیاء نے انکو خبر دی تھی (یہ ثم صدقناہم الوعد کی تفسیر ہے) تو اس عذاب سے بھاگنے لگے۔ رکض ایڑ مارنا ومنہ قولہ تعالیٰ ارکض برجلک پس جب انکو عذاب الٰہی کے آثار نمودار ہوتے دکھائی دئیے تو اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انکو ایڑ مار کر اپنے شہر و دیار چھوڑ چھاڑ بھاگنے لگے یا رکض کے ساتھ انکا جلدی بھاگنا سرعت کیوجہ سے تعبیر کیا گیا۔ لا ترکضوا فرشتہ یا ہاتف غیب نے یا انکے حال موجودہ نے انسے کہا کہ مت بھاگو اور تم کو جو کچھ خدا نے نعمتیں اور عمدہ مکانات اور باغ اور مال زر اور محبوب زن و فرزند دے رکھے تھے لوٹ کر وہیں جاؤ شاید تم سے سوال کیا جاوے۔ کہ تمپر کیا گذری یعنی بھاگنا سودمند نہو گا۔ اور انکے مکانات اور تمہاری طرف لوٹ کر جانیکا حکم دینے میں گویا انپر تعریض ہے کہ آج یہ سب چیزیں تم سے چھینی جاتی ہیں تمنے انکی شکرگذاری نکی تھی اب انہیں کو دیکھ دیکھ حسرت کے ساتھ جان دو اور انکو بھی اپنے روبرو برباد ہوتے دیکھو اور انسے سوال ہونیسے یہ مراد کہ تمہارے اسوال پوچھا جاتے کے

ساتھ ہلاک ہونے سے کل آیندہ آنیوالے لوگ سوال کرینگے کہ یہ کون لوگ تھے اور کیونکر ہلاک ہوئے ؟ یا یہ معنی کہ جاؤ تمہارے نوکر چاکر ماتحت لوگ تم سے پوچھ پوچھ کر کام کرینگے جیسا کہ تمہاری بحالی کے وقت میں کیا کرتے تھے یعنی کہاں بھاگ کر جاتے ہو وہیں جاؤ ناجائز ویسی ہی حکومت چلاؤ پھر فرماتا ہے فمازالت تلک دعوٰہم حتی جعلنٰہم حصیداً خامدین کہ وہ ہلاک ہوتے ہوتے تک یوں ہی پکارا کئے یا ویلنا انا کنا ظالمین کہ اے افسوس اے خرابی بیشک ہم ستمگار تھے ۔ مگر اس وقت انکا کہنا کیا فائدہ دیتا تھا آخر یوں ہی پکارتے پکارتے نیست و نابود ہو گئے ۔ دعوٰی مصدر بمعنی الدعوۃ پکارنا جیسا کہ اہل جنت کی شان میں آیا ہے وآخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العالمین حصید کٹی ہوئی کھیتی بمعنی المحصود ۔ الخمود بجھنا آگ کا یعنی ان کو ہم نے ایسا کر دیا جیسی کھیتی کٹی ہوئی پڑی ہوتی ہے اور اس طرح بجھا دیا جس طرح آگ بجھ جاتی ہے مراد یہ کہ ہلاک و برباد کر دیا ۔

ان گاؤں کی نسبت کہ جنکا ان آیات میں ذکر ہے مفسرین کا اختلاف ہے کوئی کہتا ہے کہ حضور اور سحول یمن میں دو شہر تھے جہاں عمدہ کپڑا بنتا تھا وہ مراد ہیں کوئی کہتا ہے شام کے ملک میں سدوم وغیرہ قوم لوط کی بستیاں مراد ہیں فقیر کہتا ہے کہ شام و یمن پر کیا موقوف ہے تاریخ کھول کر دیکھئے گا تو ہر ملک میں آپ کو ایسے بہت سے اجاڑ شہر ملیں گے کہ جو زلزلہ یا آسمانی پتھروں یا طغیانی دریا یا وبا یا قتل یا پہاڑ کے آتشی مادہ سے یا کسی اور آفت الٰہی سے جو معمولی آفتوں کے علاوہ ہے برباد ہوئے ہیں اور اب ان قوموں کا نام و نشان بھی نہیں ان کی جگہ اور قومیں آباد ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

وما خلقنا السماء والارض الخ مشرکین بلکہ اور بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ انسان اور دیگر چیزیں آپ ہی پیدا ہوتی ہیں اور آپ ہی مٹ جاتی ہیں خدا کو انسان کے نیک و بد سے کیا غرض اور رسولوں کے بھیجنے سے کیا مطلب ؟ پھر جو کوئی قوم یا شہر برباد ہوا یا ہوتا ہی ہیں ان کے گناہ و ثواب کو کیا دخل یہ سب اسباب ارضی و سماوی سے ہے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ آسمان اور زمین اور اندر کی کائنات از خود تو پیدا ہو ہی نہیں گئی بہر طور کوئی اسکی علت و سبب نکالو گے پھر اس میں کلام ہوگا انجام کار خدا کا قائل ہونا پڑیگا پھر جب ان کے ہم خالق ہیں تو باوجود اس علم و حکمت کے ہمنے ان چیزوں کو عبث اور بیکار تو پیدا کیا ہی نہیں بلکہ ہر ایک سے ایک غایت مطلوب ہے پھر جن چیزوں کو فی الجملہ اس غایت اور کمال حاصل کرنے میں اختیار بھی دیا گیا ہے اور وہ اسکو حاصل نہ کرینگے (جیسا کہ خلقت انسان سے مقصود کی معرفت و عبادت و دیگر مصالح ہیں) تو نکمے ہونگے جیسا کہ میوے دار درخت کی نکمی شاخ جسکا کاٹنا ضروری ہوتا ہے تاکہ اسکی جگہ اور شاخ پھوٹے (وانشانا بعدہا قوماً آخرین) رہے اسباب ارضی و سماوی وہ سب بھی ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں ۔ اسباب کا پیدا کرنا بربادی اور ہلاکت کے لئے یا سعادت کیلئے ہمارا ہی کام ہے ۔ اور اگر ہمکو دنیا کے پیدا کرنے سے کھیل اور تماشا ہی منظور ہوتا تو لاتخذناہ من لدنا ای من عندنا اپنے ہاں سے یعنی مجردات اور نورانی چیزیں جو ہمارے اسرار ربوبیت کا نمونہ ہیں کیا کم تھیں ؟ بلکہ انبیاء و رسل بھیجنے سے ہمارا مقصود توہمات باطلہ کا مٹانا اور حق کا جتلانا ہے ۔ اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کیا ہے باطل کو مٹی کے خام برتن سے تشبیہ دی اور حق کو سخت پتھر سے کہ جب اسکو اس برتن پر پھینک ماریں تو فوراً ٹوٹ پھوٹ جائے اسلئے فرماتا ہے کہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں کہ جس سے وہ باطل مٹ جاتا ہے ۔

اور اے کفار ولکم الویل مما تصفون تم جو یہ برے بیان کرتے ہو اسکے تمہارے لئے خرابی ہے یا یہ جملہ انشائیہ بصورت جملہ خبریہ ہے کہ تمہاری ان باتوں پر پھٹکار منجملہ ان کے بری باتوں کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں اور عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اب اسکا ابطال فرماتا ہے ولہ من فی السمٰوٰت والارض کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اللہ کی ملک ہے پھر اسکو بیٹے کی کیا حاجت ؟ اور جو بیٹا ہے پھر اسنے کیا پیدا کیا ہے چیزیں تو خدا کی پیدا ہوئی ہیں ؟ ومن عندہ اور اسکے پاس رہتے ہیں یعنی ملائکہ وہ تو خود رات دن اسکی عبادت کرتے ہیں تھکتے نہیں تکبر کرتے ہیں پھر وہ اسکی بیٹیاں کیونکر ہیں ؟ ام اتخذوا آلہۃ زمین کی چیزوں کو انہوں نے گویا خدا بنا لیا ہے پھر کوئی پوچھے ہم منشرون کیا وہ کسی کو زندہ کر سکتے ہیں ؟ لوکان الخ اگر آسمان و زمین میں دو خدا ہوں تو آپس کے جھگڑے سے نہ آسمان رہے نہ زمین پس خدا عرش کا مالک جسکو کوئی پوچھ نہیں سکتا کہ کیا کرتا ہے ان سب باتوں سے پاک ہے ۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ خود انہوں نے زمین کی چیزوں سے پتھر پیتل تانبے سونے چاندی کے آپ ہی بت بنا کر کھڑے کرتے اور پھر انکو پوجتے ہیں ۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ ۝

کیا انہوں نے اسکے سوا اور بھی معبود بنا رکھے ہیں۔ کہدو اپنی دلیل تو پیش کرو۔ یہ میرے ساتھ والوں کی نصیحت کرنیوالا قرآن موجود ہے اور مجھ سے پہلوں کی بھی نصیحت کی باتیں یعنی توریت و انجیل کسی میں بھی

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ۗ سُبْحَانَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۝

اور (اے نبی) تجھ سے پیشتر ہمنے ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جسکی طرف یہ وحی نہ کی ہو کہ بجز میرے اور کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ رحمان نے (فرشتوں کو) بیٹیاں بنا رکھا ہے وہ پاک ہے بلکہ وہ تو عزت والے بندے ہیں

لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ۝ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ

کلام کرنے میں اس سے پیش قدمی نہیں کرتے اور وہ اسکے حکم پر کام کرتے ہیں۔ وہ جانتا ہے جو کچھ کہ انکے آگے اور جو کچھ انکے پیچھے ہے۔ اور وہ شفاعت بھی نہیں کرتے مگر اسکی کہ جس سے وہ خوش ہوگیا اور وہ اسکے

خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ۝ وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۝

جلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی انمیں سے یہ کہے کہ اسکے سوا میں خدا ہوں تو اسی پر ہم اسکو جہنم کی سزا دینگے۔ ظالموں کو ہم اسیطرح سے سزا دیا ہی کرتے ہیں۔

پھر تہدید و توبیخ کے لئے اسی جملہ کو نقل فرماتا ہے ام اتخذوا الخ کہ کیا انہوں نے خدا کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں؟ پھر اس بات کو دو طرح سے باطل کرتا ہے (۱) قل ہاتوا برہانکم کہ اسپر کوئی سند یا دلیل پیش کرو اور جب سند نہیں تو محض وہم اور فاسد خیال ہے (۲) ہذا ذکر من معی و ذکر من قبلی کہ اچھا اگر تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل اس بات پر نہیں تو نقلی پیش کرو۔ نقلی دلیل کتاب الٰہی سے ہو تو مسلم ہے ورنہ نہیں اور کتاب الٰہی جو میرے ساتھ والوں کا یعنی میری امت کا ذکر یعنی نصایح کرنے والی ہے وہ قرآن مجید ہے اور مجھ سے پہلے لوگوں کا ذکر توراۃ و انجیل و زبور و صحف انبیاء بھی دنیا میں آچکے ہیں پھر کسی میں تو دکھاؤ کہ اور بھی خدا اسکے سوا معبود ہیں۔ سعید بن جبیرؓ و قتادہؓ و سدیؒ کہتے ہیں کہ یہ ذکر من قبلی قرآن مجید کی صفت ہے کہ اس قرآن میں میری امت کا اور مجھ سے پہلے لوگوں کا ذکر ہے اب اس سے بڑھکر اور جامع کونسی کتاب ہوگی جو مانوگے؟ فرماتا ہے بل اکثرہم لا یعلمون الحق فہم معرضون کہ یہ جو اس سے اعراض کرتے ہیں اس کتاب الٰہی کا قصور نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ اکثر ان میں سے نادان اور جاہل ہیں حق شناس نہیں ہیں اسلئے اعراض کرتے منہ موڑتے ہیں۔ اس کتاب اور اگلی کتابوں کا تو حال انہیں معلوم ہوگیا رہے بزرگان دین جو انبیاء اور رسول ہیں انہوں نے بھی کبھی دوسرے خدا کی عبادت نہیں بیان کی بلکہ وما ارسلنا من قبلک الخ اے محمدؐ تم سے پیشتر جسقدر انبیاء ہمنے بھیجے ہیں سب کی طرف یہی وحی کی تھی کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں میری ہی عبادت کیا کرو۔ چنانچہ توریت موجودہ اور اناجیل موجودہ میں بھی یہ بات موجود ہے پھر مسیحؑ کا خدا ہونا اور خدا کا بیٹا ہونا اسیطرح اور چیزوں یا بزرگوں کا خدائی میں شریک ہونا انکو کہاں سے ثابت ہوگیا؟ عرب میں قبیلۂ خزاعہ کے لوگ فرشتوں کو خدا تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے انکے قول کو بھی رد فرماتا ہے وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ الخ کہ وہ مشرکین کہتے ہیں کہ خدا نے اولاد جنائی ہے معاذ اللہ ایسی باتوں سے پاک ہے اور وہ فرشتے کہ جنکو وہ خدا کی بیٹیاں کہتے تھے وہ اسکے بندے ہاں معزز بندے ہیں مگر اسکے حکم کے ایسے مطیع ہیں کہ (۱) کلام بھی اس کی اجازت بغیر نہیں کرتے جب وہ کچھ فرمالیتا ہے تو بولتے جواب دیتے ہیں (۲) وہ اسکے حکم کے پابند ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکا ظاہر و باطن معلوم ہے۔ یا یہ معنی کہ خدا تعالیٰ نے جو انکو عزت دی ہے وہ ان کے ابتدا و انتہا سے خوب واقف ہے کہ وہ نافرمانی نہیں کرتے۔ یا یہ کہ وہ اسکی قدرت و علم کے احاطہ میں ہیں پھر انکی الوہیت کیسی (۳) اور وہ سفارش بھی اسی کی کرتے ہیں کہ جس سے خدا کو راضی پاتے ہیں یعنی کلمہ گو کی۔ اور (۴) وہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو کوئی بالفرض ان میں سے خدائی کا قائل ہو بھی تو ہم اسکو جہنم میں ڈالدیں ہمارے زیر حکم ہیں پھر بیٹیاں ہونا اور رشتہ دار ہونا کیسا؟ اور اسپر کیا موقوف ہے ہم ہر ظالم کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَجَعَلْنَا

اور کیا منکروں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین باہم جڑے ہوئے تھے پھر ہم ہی نے انکو جدا جدا کر دیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا۔ تو پھر کیا اس پر بھی ایمان نہیں لاتے اور زمین میں

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ

ہم ہی نے بھاری پہاڑ رکھ دیئے کہ انکو لیکر ادھر ادھر نہ جھکنے پائے۔ اور اس میں ہم نے ہی کشادہ رستے بنا دیئے تاکہ لوگ راہ پا دیں۔ اور ہم نے ہی آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا۔ اور وہ ہماری آسمانی

آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ۝

نشانیوں سے منہ پھیرے لیتے ہیں۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے رات اور دن اور آفتاب اور چاند کو پیدا کیا۔ جو ہر ایک (ایک ایک) آسمان میں تیرتا پھرتا ہے۔

ترکیب

کل شیٔ مفعول جعلنا حی اسکی صفت من الماء لابتداء الغایۃ۔ ویجوز ان یکون صفۃ لکل تقدم علیہ فصار حالا۔

تفسیر

مشرکین کا خیال رد کر کے اب انکے سامنے (جو بہت سے معبودوں کے قائل تھے اور کبھی اسکی معزز مخلوق کو اسکا بیٹا یا بیٹیاں کہتے تھے) یہ چند دلائل بیان فرماتا ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ عالم میں یہ تمام صنعت کاری اسی کی ہے کسی معبود یا بیٹے نے کیا پیدا کیا ہے؟ اور چونکہ یہ دلائل ایسے بدیہی ہیں کہ جاہل بھی غور کرنے سے مدعا ثابت کر دیتے ہیں تو اسلئے اولم یر کر کے خطاب کیا (۱) ان السموات والارض کانتا رتقا الخ رتق بند کرنا بند ہونا فتق بالفتح جدا کرنا کھولنا۔ اسکے معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباسؓ اور حسن بصری اور جمہور مفسرین اسکے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا یعنی کا انسو نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہ ہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اگانا کہ کافر یہ نہیں دیکھ چکے بلکہ ہر سال صیف و شتاء شدید کے وقت جبکہ بارش نہیں ہوتی اور زمین سے کچھ پیدا نہیں ہوتا دیکھتے ہیں کہ آسمان اور زمین بند ہوتے ہیں خدا تعالیٰ اپنی قدرت سے کھولتا ہے بارش برساتا ہے پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اگاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اس آیات میں ابتداء آفرینش عالم کی طرف اشارہ ہے جسکو قرآن مجید میں کئی جگہ بیان فرمایا یہاں اجمالا بیان کیا جاتا ہے کہ مادہ اثیریہ یعنی ایتھر سب ایک جا جمع تھا آسمانوں اور زمین کا مادہ مجتمع تھا اس میں سے ہم نے آسمانوں کو جدا کر دیا زمین کو جدا یعنی اس میں سے کسیقدر سے آسمان بنا دیئے کسیقدر سے زمین پھر زمین کی مخلوقات حیوانات نباتات کو زندہ کیا کل شیٔ سے یہی چیزیں مراد ہیں نباتات میں بھی ایک قسم کی حیات ہے اگر غور کرو تو جمادات کا انعقاد بھی پانی سے ہوا ہے اور انکی صورت نوعیہ کا قیام انکی حیات ہے اس لئے اس کے بعد میں فرماتا ہے (۲) وجعلنا من الماء کل شیٔ حی۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جعلنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعدی قرار دیا جاوے یا دو کی طرف پہلی صورت میں یہ معنی ہونگے کہ ہم نے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دابۃ من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا انکو پانی کی طرف اشد ضرورت ہے اس لئے انکی حیات کو پانی کی طرف منسوب کیا جیسا کہ آیا ہے خلق الانسان من عجل انسان میں جلدی ہونیکو جلدی سے پیدا ہونیکے ساتھ تعبیر کیا ایک محاورہ عرب ہے۔ دوسری صورت میں یہ معنی ہونگے صیرنا کل شیٔ حی بسبب الماء کہ ہر جاندار کو پانی سے زندہ کیا۔ من الماء مفعول ثانی کل شیٔ موصوف حی صفت مجموعہ مفعول اول مفعول ثانی کا مقدم کرنا اہتمام شان کیوجہ سے ہوگا۔ اور بعض روایات میں حیا بالنصب بھی آیا ہے یا تو اسکو اس صورت میں کل کی صفت قرار دینگے کہ ہر کل شیٔ جو حی ہے اسکو پانی سے پیدا کیا۔ یا یہ مفعول ثانی ہوگا تب یہ معنی ہونگے کہ ہر ایک شیٔ کو پانی سے زندہ کیا۔ اس صورت میں ہر شیٔ سے مراد حیوان یا نباتات ہونگے قرائن سے یہ عام خاص کیا جاوے گا۔

سوال۔ بہت سے جاندار ہیں جو پانی سے پیدا نہیں ہوتے جیسا کہ جن آگ سے پیدا ہوئے ہیں یا فرشتے اور خود حضرت آدمؑ جنکی نسبت آیا ہے خلقہ من تراب اور وہ جانور جنکو حضرت مسیح علیہ السلام گارے کا بنا کر اس میں کچھ پھونک دیتے تھے کہ وہ اڑ جاتا تھا پس سب جانداروں کا پانی سے پیدا ہونا نہ پایا گیا جواب۔ لفظ اگرچہ عام ہے مگر قرینہ مخصص موجود ہے

ف۔ الرؤیۃ بمعنی اولم یعلموا کانتا الشیئان السماء والارض جمعهما الجنس لم یقل کن الرتق السد ضد الفتق یقال الفتقتہ ففتق اذا فتقتہ فدتق ای التام ای کانتا رتقتین فقال رتقا ولم یقل رتقین لانہ مصدر ۱۲ منہ

کس لئے کہ اللہ تعالیٰ اوّل میں سے وہ چیزیں بیان کرتا ہے جو ان کے دیکھنے میں آتی ہیں اور یہ چیزیں یا نہوں نے کب دیکھی ہیں پس اسمیں شامل نہیں یا یہاں اکثر یہ ہے جسکو محاورۂ عرب میں کلیہ سے تعبیر کیا کرتے ہیں اور عرف عام کا یہی کلیہ ہے (۳) وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بہم لئے لکلا یتہ سلام ولا عدم التباس کیوجہ سے حذف کیا گیا۔ راسیہ زمین میں گڑی ہوئی چیز جس کی جمع رواسی ہے مراد پہاڑ یعنی کرۂ زمین میں پہاڑوں کی وجہ سے یا خود اسکی ذات میں ثقل اور بوجھل ہونا کر دیا جو ڈگمگاتی نہیں اگر یہ بھی ہوا یا پانی کیطرح خفیف سبک ہوتی ہلتی جلتی تب اسپر نہ کوئی مکان رہتا نہ کمین یہ بھی بڑا انعام الٰہی ہے (۴) وجعلنا فیہا فجاجا سبلا لعلہم یہتدون کہ زمین میں تمہارے راہ پانے کے لئے کشادہ رستے رکھے اگر سخت ناہموار دشوار گزار زمین ہوتی جیسا کہ بعض خیال ہوتے ہیں تو یہی دنیا اس لطف کیساتھ نہ بستی۔ الفج الطریق الواسع لعلہم یہتدون میں ایک لطیف اشارہ اسطرف بھی ہے کہ کاش یہ گمراہ ان کشادہ رستوں کو نعمت سمجھیں اور راہ ہدایت پر آویں (۵) وجعلنا السماء سقفا محفوظا آسمان کو چھت زمین سے فوقیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔ اب رہا اسکا محفوظ ہونا سو وہ کئی وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ وہ گرنے اور پھٹ جانا ہونے سے محفوظ ہے اور گھروں کی چھتوں کی مانند وہ نہیں کقولہ ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ دوئم یہ کہ شیاطین سے محفوظ ہے شیاطین کو وہاں تک رسائی نہیں کما قال وحفظنا ہا من کل شیطان رجیم۔ زمین گویا فرش اور آسمان اسکی چھت ہے اور یہ ایک عمدہ گھر ہے جسکی روشنی کی قندیلیں آفتاب و ماہتاب ہیں اور اسیطرح سیارے بھی جنکا آگے ذکر فرماتا ہے۔ پھر یہ تمام مخلوق جو اسکے گھر میں اسکی نعمت کھا پی رہے اور یہ گھر اور اسکی نعمتیں جو روزانہ اپنے مہمانوں کو کھلاتا ہے بجز اسکے اور کسنے پیدا کیں ہیں؟ پھر اس آسمان کی رفتار اور اسکے ستاروں کی گردش اور ان سے صدہا انقلابات خدا تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جو اسکے جبروت و سطوت پر دلالت کر رہی ہیں لیکن کفار ان میں غور نہیں کرتے وہم عن آیاتہا معرضون ٭

فی الحقیقت اگر انسان تھوڑی دیر ان عجائب قدرت میں غور کرے کہ جو اسنے آسمانوں میں رکھی ہیں تو صاف معلوم ہو جاوے کہ اس پردۂ زنگاری میں کوئی ہے جو یہ کار پردازی کر رہا ہے (۶) وہو الذی خلق اللیل والنہار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون اس آیت میں ان چند نشانیوں کا ذکر کرتا ہے کہ جنسے وہ اعراض کرتے ہیں رات دن کا بہ تعاقب آنا علاوہ ان بیشمار فوائد کے جو انسان اور دیگر مخلوق کے لئے ہیں جیسا کہ رات میں سونا آرام کرنا دن میں روزی تلاش کرنا کاروبار کرنا پہلوؤں کا نمودار ہونا اسکی قدرت کی بھی ایک دلیل واضح ہے پھر آفتاب کے مختلف حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب کرنے میں رات دن کے پیدا ہونے کے سوا ہزاروں فوائد ہیں اور یہ گویا اس دنیا کے گھر کا چراغ ہے اسیطرح ماہتاب کے حرکات اور مختلف طور پر طلوع و غروب بھی ان فوائد کی تکمیل ہے اور یہی حال دیگر ستاروں کا ہے۔ یہ رات کا چراغ ہے۔ چاند اور سورج کی اس چال کو جب ناظر آسمان کی طرف غور کرکے دیکھتا ہے تو گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نیلے رنگ کے دریا میں یہ دو مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ ان کی اس چال کو تیرنے کے ساتھ بطور تشبیہ یا استعارہ کے بیان کیا۔

ف حکماء قدیم کا ایک بڑا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ سات آسمان ہیں اور آفتاب چوتھے آسمان میں ہے اور ماہتاب پہلے میں اور نیز انکے حرکات فلک کے حرکات کے ساتھ ہیں پھر تدویر اور اس فلک کی وجہ سے کہ جسمیں یہ تدویر ہے اور نیز فلک الافلاک کی وجہ سے مختلف حرکات پیدا کرتے ہیں (اگر یہ حرکات مختلف نہ ہوتے تو کہیں ہمیشہ جاڑا رہتا کہیں سخت گرمی کہیں رطوبت کہیں سخت یبوست نظام عالم میں خلل واقع ہو جاتا) انکے نزدیک تو معنی ظاہر ہیں اور جمہور اہل اسلام بھی ان آیات و دیگر آیات سے ایسا ہی خیال رکھتے ہیں۔ مگر حکماء کا ایک فریق کہتا ہے کہ آفتاب اور ماہتاب کسی فلک میں جڑے ہوئے نہیں اپنے اپنے مدار پر بذات خود حرکت کرتے ہیں اور افلاک کوئی جسم دار چیز نہیں ہاں یہ جو نظر میں ایک نیلا گنبد سا نظر آتا ہے یہی عرف عام میں فلک گنا جاتا ہے خدا کی پاک کتابوں میں ایسے امور کی حقیقت سے کچھ بحث نہیں کہ وہ کیا ہے وہاں تو عرف عام کے لحاظ سے کلام ہوا کرتا ہے پس اس تقدیر پر ہر ایک کا ایک فلک میں تیرنا حرکت کرنا بجز اس توجیہ کے درست نہیں ہو سکتا کہ فلک سے مراد ہر ایک کا مدار لیا جاوے جیسا کہ ضحاک کا قول ہے ٭

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا

اور (اے نبی) آپ سے پہلے بھی ہم نے کسی آدمی کے لئے ہمیشگی نہیں بنائی۔ تو پھر کیا آپ مر جاویں گے تو وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے ہر ایک کو مزا موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور (لوگو) ہم تمکو بری اور بھلی آزمائش کر آزماتے ہیں اور تم ہمارے پاس لوٹ

تُرْجَعُونَ ۝ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ وَهُم بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ۝

پھر آؤ گے۔ اور (اے نبی) جب تمکو کافر دیکھتے ہیں تو بس تمسے ہنسی کرنے لگتے ہیں۔ کہ کیا یہی ہے جو تمہارے معبودوں کا ذکر کیا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ خود رحمن کے ذکر سے منکر ہیں۔

خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ

آدمی جلد باز بنایا گیا ہے جلد تم لوگ ہی میں تمکو اپنی نشانیاں (ابھی) دکھلائے دیتا ہوں سو جلدی مت کرو۔ اور وہ (منکر) پوچھتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ کاش منکروں کو وہ وقت معلوم ہو جاوے

كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کہ جب وہ اپنے مونہوں سے آگ کو نہ روک سکیں گے۔ نہ اپنی پشت پیچھے سے اور نہ انکی مدد کیجاوے گی۔ بلکہ وہ گھڑی ان پر یکبارگی آجاوے گی پھر تو وہ ان کو بدحواس کر دیگی۔ پھر نہ تو اسکو

رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ ع

ٹال سکیں گے اور نہ انکو مہلت ملیگی۔ اور (اے نبی) آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ تمسخر کیا گیا ہے۔ پھر جس عذاب کی بابت وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی ان پر آپڑا۔

ترکیب

فتنۃ مفعول لہ یا موضع حال میں ہے فاتنین یا مفعول مطلق ہے نفتنکم بہا فتنۃ۔ الا ہزوا مفعول ثانی۔ من عجل موضع نصب میں خلق سے علی المجاز جیسا کہ خلق من طین۔ اور حال بھی ہو سکتا ہے استعجالا۔ جواب لو محذوف و حین مفعول بہ ہے۔ بغتۃ مصدر موضع حال میں۔

آفتاب و ماہتاب اور دیگر دار دنیا کے ارکان بیان فرما کر جن میں غور کرنے سے اس گھر کے بنانے والے کا وجود ثابت ہوتا تھا یہ بات بیان فرماتا ہے کہ کسیکو سدا اس گھر میں رہنا نہیں اے محمد تمسے پہلے کوئی ہمیشہ رہنے والا نہیں بنایا نہ تمکو ہمیشگی ہے اور نہ تمہارے بعد ہمیشہ یہ رہیں گے جو تمہارے مرنے کی آرزو کرتے ہیں۔ و نبلوکم الخ اس دنیا میں امتحان کے لئے تم آئے ہو تا کہ تم نیکی کر کے دار آخرت کی خوبیوں کے مستحق بنو اور ہمارے پاس ہر ایک کو ضرور آنا ہے پھر ہر ایک کو نیکی بدی کا بدلہ ملنا ہے واذا راک الخ مگر ان دار آخرت سے غافلوں اور دار دنیا کے مفتونوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اسکے کہ دار آخرت کے ہادی کا اتباع کرتے اس سے ہر وقت تمسخر اور ٹھٹھا کر کے کہتے ہیں کہ کیا یہی تمہارے بتوں کو برائی سے یاد کرتا ہے؟ یعنی انکی خدائی باطل کرتا ہے انکو بے اختیار عاجز کہتا ہے مقاتل و سدی کہتے ہیں کہ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے یعنی وہ زیادہ تر ٹھٹھا کیا کرتا تھا اسمیں اسی طرف اشارہ ہے۔ فرماتا ہے کہ بتوں کے اور اپنے فرضی معبودوں کے ذکر سے تو ایسا خفا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کے ذکر یعنی اسکے اوصاف حمیدہ وحدہ لاشریک لہ اور قادر مطلق ہونے وغیرہ کے منکر ہیں ایسا برتاؤ کرتے ہیں جس سے اسکے ان اوصاف کا انکار لازم آتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حقیقی معبود کے مقابلہ میں فرضی معبودوں کی یہ قدر و منزلت؟ پھر دار آخرت اور حیات جاودانی کیونکر نصیب ہوگی؟

خلق الانسان من عجل اے خلق عجولا و ذلک علی المبالغۃ یعنی دار آخرت کا ہادی جو انکو بری باتوں سے جو پیش آنیوالی ہیں روکتا ہے تو اپنی جلد بازی سے کہتے ہیں کہ متی ہذا الوعد وہ وعدہ کب پورا ہوگا اور جلد ہم پر کیوں عذاب نہیں آ چکتا فرماتا ہے ساوریکم آیاتی کہ ابھی میری آیتوں کا یعنی ان باتوں کا جنکا وعدہ کیا گیا ہے زندگی میں اور مرنے کے بعد ظہور ہو جاتا ہے جلدی نہ کرو۔ پھر فرماتا ہے کہ یہ جلد بازی اسلئے ہے کہ انکو اسکا یقین نہیں اور اگر انکو وہ وقت معلوم ہو جاوے کہ جب جہنم میں ہر طرف سے آگ انکو گھیریگی کبھی اس کی جلدی نہ کرتے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان آیات میں سے ایک قیامت ہے۔ کہ جو فوراً آجاویگی مہلت نہ لینے دیگی +

پھر آپکو (علیہ الصلوۃ والسلام) تسلی دیتا ہے کہ یہ تمسخر کوئی نئی بات نہیں کفار ہمیشہ انبیاء سے تمسخر کرتے چلے آئے ہیں جسکا انجام یہ ہوا کہ وہ وبال عذاب جسکی بابت تمسخر کرتے تھے انہیں پر الٹ پڑا۔

قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ۭ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ۭ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ

(اے نبی) ان سے پوچھو تو سہی کہ رات اور دن میں رحمن کے عذاب سے تمہاری کون محافظت کیا کرتا ہے (اور انکو ڈرانا چاہئے تو ڈرنا تو کیا) بلکہ وہ تو اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیر لیتے ہیں کیا ہمارے سوا انکے اور معبود ہیں جو انکو بچا سکتے ہیں وہ تو خود اپنی ہی

اَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ۝ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۭ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

دو وقت مدد نہیں کر سکتے اور نہ انکا ہمارے مقابلہ میں ساتھ دیگا بلکہ وہ معبود کسیکو کیا دیکھتے ہیں۔ بلکہ ہمنے انکو اور انکے باپ دادا کو یہاں تک رسایا بسایا تھا کہ انپر زمانہ دراز گذر گیا اسلئے اس نعمت کو سمجھتے خدا داد نہیں سمجھتے کیا وہ

اَطْرَافِهَا ۭ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ڮ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاۗءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ۝

دبائے چلے آتے ہیں پھر کیا وہی غالب رہیں گے (اے رسول) آپ کہدیجئے کہ میں تو تمکو صرف وحی سے ڈراتا ہوں مگر تم بہرے ہو اور بہروں کا عیب کہ کسی چیز سے ڈرایا جاتا ہو تو وہ دسیسے پکارنا ہی نہیں سنتے ڈرنا تو کجا

ترکیب

من استفہامیہ مبتدا یکلؤکم اسکے یحفظکم خبر من الرحمن اسے من یاسہ موضع نصب میں یکلؤ سے ام استفہام انکاری لایستطیعون جملہ مستانفہ یصحبون مانفی کہتا ہے اصحبت الرجل اذا منعتہ سے ہے نہ صحبت سے بعض کہتے ہیں صحبت اس جگہ بمعنی نصرت و معونت ہے۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ آخرت میں انپر ہر طرف سے عذاب محیط ہوگا آگے سے اور پیچھے سے یہ اسکو دفع نکر سکینگے اب فرماتا ہی آخرت تو آخرت اگر دنیا میں انپر رات دن میں کوئی بلا نازل ہو جاوے تو یہ اسکو کب روک سکتے ہیں پس اس دار دنیا میں بھی ان رات دن کی صدہا مصائب سے بجز رحمان کے اور کوئی انکو محفوظ نہیں رکھ سکتا یہ بات انسے پوچھو دیکھو خود انکو بھی اسکا اقرار ہے۔ لفظ رحمان میں اشارہ ہے کہ یہ محافظت محض اسکی رحمت کا مقتضٰے ہے ورنہ تمہارے اعمال تو ایسے نہیں۔ یہ جملہ گویا اگلے کلام کے لئے تمہید بھی ہے کہ انکے معبودوں میں سے ایسا کوئی ہے جو انکو ہماری بلا سے محفوظ رکھ سکے پھر فرماتا ہے کہ وہ تو خود اپنی ہی حفاظت نہیں کر سکتے۔ وہ یہ جان بوجھ کر جو ہمارے سوا اوروں کو پوجتے ہیں گویا عمداً ہم سے اور ہماری یاد سے منہ پھیرتے ہیں کما قال بل ہم عن ذکر الرحمن معرضون۔ اب انکی اس بے اعتنائی کا سبب بیان فرماتا ہے کہ بل متعنا ہؤلاء وآباءہم الخ انکا یہ اعراض و تمرد کچھ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ہمنے اس دار دنیا میں کہ جسکا فرش زمین اور جسکی چھت آسمان اور جسکی قندیلیں چاند اور سورج ہیں انکو پشت در پشت اپنے کرم و فضل سے طرح طرح کی نعمتیں عطا کی ہیں کہ جنکو یہ برتتے برتتے یہ سمجھنے لگے کہ یہ سب ہماری ہی کوشش کا نتیجہ ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہم یوں ہی کامیاب رہینگے الغرض ہماری نعمتیں کھا کھا کر مست و مغرور ہو گئے سو انکا یہ خیال غلط ہے وہ ہماری نافرمانی کر کے کبھی بحال نہ رہینگے ہم انکو مٹا ڈالیں گے اور اپنے پاکباز بندوں کو غالب کرینگے افلا یرون انا ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا سے یہی مراد ہے کہ وہ مشرکین متمردین جو عذاب کے لئے جلدی کر رہے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ زمین یعنی ملک عرب کو اسکے کناروں سے لیکر کم کرتے چلے آتے ہیں کہ مکہ کے اردگرد دور دور تک بڑے بڑے سرکش تحرجاتے ہیں اور اسلام پھیلتا چلا آتا ہے کفر کی زمین گھٹتی چلی جاتی ہے اسلام پھیلتا جاتا ہے۔ ابن عباسؓ و مقاتل و کلبی کہتے ہیں ننقصہا سے مراد اسلام کے لئے شہروں کا فتح ہونا عکرمہ کہتے ہیں لوگوں کے مرنے سے بستیوں کا برباد ہونا اول قول قوی ہے مگر ایک شبہ ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور جہاد ہجرت کے بعد فرض ہوا تھا پھر زمین کفر کے کم کرنے کے اسوقت کیا معنی ہیں سیوطیؒ نے اتقان میں کہا ہے کہ یہ آیات مدینہ میں ہیں تب شبہ نہیں رہا فقیر کہتا ہے کہ اگر آیات مکیہ بھی ہوں تو کچھ شبہ نہیں کس لئے کہ آنحضرت صلعم جب مکہ میں تھے ہجرت سے پیشتر مدینہ اور اسکے نواح میں اسلام پھیل گیا تھا اسی طرح حبشہ میں اور دیگر قبائل عرب میں بھی۔ اسکے بعد فرماتا ہے کہ ان سے کہدو جو کچھ میں تمسے کہتا ہوں اپنے گھر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو تمہارا منعم حقیقی ہے مگر جو لوگ بہرے ہو گئے انکے کانوں میں حق باتوں کی رسائی نہیں وہ اس خوف آمیز پیغام کو سنتے ہی نہیں وہ درحقیقت بہرے نہیں ہو گئے تھے بلکہ اس قوت شنوائی کو عمداً حق بات سننے میں صرف نہیں کرتے تھے گویا انہوں نے اس قوت سے جب اسکا اصلی کام نہ لیا تو یہی دیا اسلئے بطور استعارہ کے انکو بہرا کہا گیا اور اسیطرح جس قوت خداداد کو کوئی اسکے موقعہ پر استعمال نہیں کرتا تو اسکو قسمت کا کم کر دینے والا سمجھا اور اسکو اس فاقدۃ القوت سے تعبیر کرنا عام محاورہ ہے اسلئے ان کو گونگا اندھا کہا جاتا ہے۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ

اور اگر انکو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جاوے۔ تو کہنے لگیں گے کہ ہائے خرابی بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو بنا قائم کرینگے پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

اور اگر رائی کے دانہ کی برابر بھی کسی کا عمل ہوگا تو اسکو بھی ہم لا موجود کرینگے۔ اور ہم ہی حساب لینے کے لئے بس ہیں۔ اور البتہ ہمنے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فیصلہ کرنیوالی اور روشنی دینے والی اور پرہیزگاروں کیلئے نصیحت

الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝ ع ۵

کتاب دی تھی ان پرہیزگاروں کے لئے کہ جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے ہیں۔ اور قیامت سے بھی وہ خوف کرتے ہیں۔ اور یہ (قرآن) ایک مبارک پندنامہ ہے جسکو ہمنے نازل کیا ہے۔ اے لوگو یہ کیا تم اسکے بھی منکر ہو؟

ترکیب

ولئن شرط من عذاب ربک نفحۃ کی صفت۔ واصل النفح من الریح اللینۃ والمعنی ولئن مستہم شیء قلیل من عذاب اللہ لیقولن جواب الموازین جمع میزان موصوف القسط کو مفرد ہے مگر مصدر ہے جو جمع کی صفت ہو سکتا ہے یا یہ تقدیر وذات القسط تب بھی الموازین کی صفت ہو سکتا ہے مثقال منصوب خبر کان ہو کر اے وان کان العمل وزن مثقال۔ ثقل بمعنی بوجھ سے مشتق ہے جسکے معنی وزن ہیں من خردل صفۃ ہے حبۃ یا مثقال کی۔ کفی بنا کی ترکیب گزر چکی۔

تفسیر

ہاں اگر انکو عذاب الٰہی کی کچھ ہوا بھی چھو جائے ذرا بھی عذاب نازل ہو جائے تو یہ بہرہ پن سب جاتا رہے اور اپنے ظلم و ستم کا اقرار کرنے لگیں۔ اور خیر یہ تو دنیا کا معاملہ ہے مگر آخرت میں تو وہ اپنے اعمال کے بدلے سے ہرگز بچ ہی نہ سکینگے کیونکہ ونضع الموازین الخ وہاں اعمال کی ترازو بھی ہم قائم کرینگے ہر ایک کے لئے ایک ترازو ہوگی اور ترازو بھی کیسی عدل و انصاف کی کسی پر کچھ ظلم نہ ہوگا کہ اسکے نیک اعمال کو دبا لیا جاوے اور ناکردہ عمل اسپر لگائے جاویں بلکہ وان کان مثقال الخ اگر رائی کے دانہ برابر بھی کسی کا عمل ہوگا وہ بھی لایا جاویگا اور ہم خود حساب لیں گے۔ مجاہد کہتے ہیں اور ضحاک و قتادہ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ بطور تشبیہ کے ہے نہ یہ کہ حقیقت میں ترازو عمل تولنے کو کھڑی ہوگی بلکہ مراد کہ حساب انصاف کے ساتھ لیا جائیگا کیونکہ دنیا میں محسوسات کا صحیح اندازہ اور انصاف و عدل کا وزن ترازو یا پیمانہ سے ہوتا ہے اسلئے قیامت میں اعمال کے موازنہ کو اسکے ساتھ تعبیر کیا ابن جریر نے ابن عباس سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ مگر ائمہ سلف فرماتے ہیں کہ جبتک لفظ کے حقیقی معنی بن سکتے ہوں مجاز کی کیا حاجت ہے پس اگر قیامت میں اعمال تولنے کے لئے ترازو قائم ہو تو کیا بعید ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ ترازو دنیا کی ترازوں کی طرح سے نہ ہوگی بلکہ اعمال تولنے کے مناسب خواہ اعمال کو کسی شکل میں محسوس کرکے تولا جاوے یا کوئی اور طریق ہو جو خاص اس علام الغیوب کو معلوم ہے اور یہ اسلئے کہ میدان حشر میں سب کے اعمال کا اندازہ معلوم ہو جاوے خدا تعالیٰ پر ظلم کا تہمت نہ کوئی لگا دے اور بہت سے صحیح احادیث ہیں کہ جنکو صحیحین میں شیخین نے بھی روایت کیا ہے اس قول سلف کی تائید ہوتی ہے۔

سوال یہ آیت اس آیت کے مخالف اور صریح نقیض ہے فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا **جواب** اس آیت میں وزن نہ قائم کرنے سے مراد انکے اعمال بد کی بے قدری مراد ہے پہلے فرمایا تھا کہ قل انما انذرکم بالوحی اب اس بیان کو تمام کرکے جو دراآخرت معاد سے متعلق تھا مسئلہ نبوت کو ثابت کرنیکے لئے چند اولوالعزم انبیاء کے تذکرے بیان فرماتا ہے تاکہ آنحضرت صلعم کی تائید ہو اور مخالفوں کو اطمینان ہو کہ یہ الہام و نبوت کا سلسلہ دنیا میں ہمنے محمد سے پہلے سے جاری کر رکھا ہے موسیٰ اور ہارون کو بھی ہمنے کتاب یعنی تورات دی تھی جو فیصلہ کرنیوالی اور نور یعنی منور اور پرہیزگاروں کے لئے سمجھ کی چیز تھی۔ یعنی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔ باوجود اسکے انکی امت نے اسے کیا کیا اور اسیطرح یہ قرآن بھی ہمنے ایک مبارک کتاب بھیجا ہے اے لوگو تم اسکے بھی منکر ہو۔ کتاب تو موسیٰ ہی کو دی تھی مگر نبوت اور اسکی ترویج و شہرت میں ہارون علیہ السلام بھی شریک تھے اسلئے انکو بھی شامل کر لیا جسطرح کہ بھی امت کو بھی شامل کیا جاتا ہے

وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ۝ قَالُوا وَجَدْنَا
اور ہم نے ابراہیم کو (اول ہی سے) عقل سلیم عطا کی تھی۔ اور ہم (ان کی صلاحیت) سے واقف تھے۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کہ جن پر تم جمے بیٹھے ہو کیا چیزیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ
آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ۝ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ
دادا کو انہیں کی عبادت کرتے پایا ہے۔ ابراہیم نے کہا البتہ تم اور تمہارے باپ دادا صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمارے پاس حق بات لیکر آیا ہے یا تو دل لگی کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ تمہارا
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ۝ فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا
رب تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے کہ جس نے ان چیزوں کو بنایا ہے۔ اور میں بھی اسی کا گواہ ہوں (اور آہستہ سے یہ کہا) کہ بخدا تمہارے گئے بعد میں تمہارے بتوں سے چال ہی کرکے رہوں گا۔ سو ابراہیم نے چھوٹے بت کو سوا
إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ۝ قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ قَالُوا سَمِعْنَا فَتًى يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالُوا
سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا الا اس کو اسی طرح رہنے دیا شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں جب وہ پھر کر آئے اور یہ حال دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام کس نے کیا ہے بیشک وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ کہنے لگے ہم نے ایک جوان کو ان کا ذکر
فَأْتُوا بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۝ قَالُوا أَأَنْتَ فَعَلْتَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا يَا إِبْرَاهِيمُ ۝ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ
(وہ بولے) پھر تو اس کو سب کے سامنے لاؤ تاکہ وہ بھی دیکھیں۔ (پھر مجلس میں ابراہیم سے) پوچھا کہ اے ابراہیم کیا یہ حرکت ہمارے بتوں کے ساتھ تو نے ہی کی ہے　　　ابراہیم نے کہا
هَٰذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۝ فَرَجَعُوا إِلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۝ ثُمَّ نُكِسُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَقَدْ
بلکہ یہ تو انکے اس بڑے نے کی ہے اگر وہ بول سکتے ہوں تو ان سے پوچھ دیکھو۔ پھر وہ اپنے دل میں نادم ہو کر کہنے لگے کہ بیشک سراسر تمہیں ناحق پر ہو۔ پھر انہوں نے سر
عَلِمْتَ مَا هَٰؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ۝ قَالَ أَفَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۝ أُفٍّ لَكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ
نیچا کر کے کہا کہ تو خوب جانتا ہے کہ یہ بولا نہیں کرتے۔ ابراہیم نے کہا پھر کیا تم اللہ کے سوا اس چیز کو پوجا کرتے ہو کہ جو نہ تمہیں کچھ نفع دے سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے تف ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر کہ
مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝
کہ جنکو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو پھر کیا تمکو کچھ بھی عقل نہیں

یہ دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جس میں حضرت کا ابتداء عمر میں موحد ہونا اور اپنی قوم سے بت پرستی کی تحقیر کرنا اور جب وہ عید میں باہر گئے تھے بعد میں انکے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالنا اور بڑے کا باقی رکھنا اس الزام دینے کے لئے کہ انسے پوچھو پھر بت پرستوں کا اس بات سے ناراض ہو کر حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنا اور رحمت الٰہی سے جو ہمیشہ اسکے پاکباز بندوں کے ساتھ رہتی ہے آگ کا سرد اور باغ ہو جانا مذکور ہے اسمیں عرب کے مشرکین کی طرف تعریض بھی ہے کہ تم کیسے ابراہیم کے فرزند ہو اس نے تو بت پرستی کو یوں مٹایا اور تم خود بت پرستی میں مشغول ہو۔ اگر باپ دادا ہی کی تقلید کرتے ہو تو اپنے جد امجد ابراہیم کی تقلید کرو۔

ولقد آتینا ابراہیم رشدہ من قبل رشد سے مراد نبوت جس پر جملہ کنا بہ عالمین دلالت کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نبوت کے ساتھ اسکو مخصوص کیا کرتا ہے کہ جس کو جان لیتا ہے کہ یہ اس عہدہ کو بامانت و حفاظت سرانجام دیگا اور انجام دینے کے قابل ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد نور ہدایت اور باطنی روشنی ہے جسمیں نبوت بھی آگئی۔ من قبل سے مراد یہ کہ موسیٰ سے پیشتر بعض کہتے ہیں بلوغ کا زمانہ جبکہ حضرت ابراہیم غار یا تہ خانہ میں پوشیدہ تھے جب ہی سے آثار رشد انمیں نمایاں تھے کیوں نہ ہو ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔ تماثیل جمع تمثال آدمی یا دیگر حیوان یا کسی اور چیز کی صورت جسم دار خواہ پیتل کی ہو خواہ پتھر لکڑی کی جسکو ہندی میں مورت کہتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر بابل یا اہواز کے باشندے تھے۔ اس عہد میں صابیوں کا مذہب مروج تھا جو ستاروں اور

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

تو جلکر کہنے لگے کہ اگر تمہیں کچھ کرنا ہے تو ابراہیم کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا تو ہمنے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت بخش ہو جا اور انہوں نے تو ابراہیم کا برا چاہا تھا سو ہمنے انہیں کو

الْاَخْسَرِيْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ۭ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝

زیاں کار کر دیا۔ اور ہمنے ابراہیم اور لوط کو بچا کر اس سرزمین کی طرف لے آئے کہ جسمیں ہمنے جہاں کے لئے برکت رکھی تھی۔ اور ہمنے اسکو اسحاق اور (پھر) انعام میں یعقوب عطا کئے اور ہر ایک کو ہمنے نیکبخت کیا تھا

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ۝ وَلُوْطًا

اور انکو پیشوا بنایا تھا کہ ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے اور ہمنے انکو اچھے کام کرنے اور نماز قایم رکھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا تھا اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔ اور لوط کو ہمنے

اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَـبٰۗىِٕثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

۲۵ ع ۵

حکمت و علم عطا کیا تھا اور ہم انکو اس بستی سے جو گندے کام کیا کرتی تھی (رحیم) و سلامت نکال لے آئے۔ کیونکہ وہ لوگ بری قوم اور بدکار تھے۔ اور اسکو ہمنے اپنی رحمت میں لیا تھا کیونکہ وہ نیکوں میں سے تھا

دیگر پیکر نورانی کی پرستش کیا کرتے تھے اور انکے مناسب انکی مورتیں بنا کر انکی پرستش کیا کرتے تھے خاص بابل میں انکا ایک بڑا عالیشان مندر تھا جس کی بلندی اور دیگر عمارات کا حال سنکر حیرت ہوتی ہی حضرت ابراہیم لڑکپن سے ہونہار اور ابد تک موحد قوم کے پیشرو ہونیوالے علم الٰہی میں مقرر ہو چکے تھے انکو اس بت پرستی سے نفرت ہوئی باپ اور دیگر اقارب سے اس امر میں مناظرے شروع ہونے لگے پہلے ستاروں کے طلوع و غروب سے انکی الوہیت باطل کر کے قوم کو الزام دیا پھر کہنے لگے کہ میں تمہارے معبودوں کو بھی ٹھیک کر ونگا چنانچہ　جب سب لوگ شہر سے باہر اپنی عید کے لئے گئے جو انکے معبودوں کی پرستش میں ایک سالانہ بڑا بھاری جشن ہوا کرتا تھا ابراہیم کسی عذر کر کے پیچھے رہ گئے انکے بتخانہ میں جا کر انکے چھوٹے چھوٹے بتوں کو توڑ ڈالا معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح ہنود کے ہاں چھوٹی چھوٹی مورتیں ہوتی ہیں انکے ہاں بھی ویسی ہونگی اور ایک مورت جو سب میں بڑی تھی رہنے دیا جب وہ لوگ واپس آئے یہ حال دیکھا تو بڑے طیش میں آئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم کا کام ہے کیونکہ کسی نے کہا کہ آج تو ہم نے ہی انکی اہانت کیا کرتا ہے پھر اسکے سوا اور کون ایسا کرسکتا ہے پھر حضرت ابراہیم کو مجلس قومی کے سامنے حاضر کیا گیا اور ان سے سوال کیا کہ یہ کام کس ظالم نے کیا ہے فرمایا کہ یہ تمہارے معبود ہیں انہیں ہر قسم کی قدرت ہے خود ان سے دریافت کرلو الزام دینا مقصود تھا کہ یہ کیسے معبود ہیں کہ جنکو کسی نے توڑ ڈالا یہ کچھ نہ کرسکے اور نیز اب بیان بھی نہیں کرسکتے انہیں باہم لڑائی ہوئی ہوگی بڑے نے چھوٹوں کو مار ڈالا اسپر اور بھی وہ نادم اور خجل ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ ابراہیم کو آگ میں جلادو چونکہ ان وحشی قوموں میں سخت جرم کی ایسی ایسی وحشیانہ سزائیں تہیں آگ میں ڈالا اللہ تعالیٰ نے آگ کو ابراہیم پر سرد اور راحت کردیا صحیح سلامت اسمیں سے نکل آئے تب تو اور بھی لوگوں کو حیرت ہوئی اور انکے بھتیجے لوط علیہ السلام بھی ایمان لے آئے ہاران حضرت ابراہیم کا حقیقی بھائی تھا لوط اسکے بیٹے تھے ہاران اپنے باپ تارح کے روبرو جسکو آزر بھی کہتے ہیں وطن ہی میں مرگیا تھا ابراہیم خداوند کے کہنے کے موافق روانہ ہوا اور لوط بھی اسکے ساتھ چلا اور یہ ملک شام میں آیا کہ جس میں خدا نے پہلوں پھلواری اور انہار و اثمار و شادابی کی وجہ سے دنیا کے لئے برکت رکھی ہے اس ملک میں خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بہت برومند کیا اسحق بیٹا پیدا ہوا اور پھر اسحق سے یعقوب نفع میں کیونکہ انکا بیٹے کے لئے ہی خدا نے پوتا بھی دیا اور پھر انکی نسل میں سے انبیاء اور برگزیدہ لوگ پیدا کئے یہ نتیجہ ہے دنیا میں خدا پرستی کا +

اور لوط کو بحیل مردار کے پاس رہنے کا حکم ہوا وہاں کی بستیاں سدوم و عامورہ وغیرہ کے بڑے ناپاک لوگ اغلامی تھے انپر خدا کا قہر نازل ہوا لوط کو خدا نے وہاں سے سلامت نکالا

واضح ہو کہ حضرت ابراہیم کا اپنے آپ کو بیمار کہنا اور بت شکنی کو بڑے بت کی طرف منسوب کرنا یا آفتاب کو ہذا ربی کہنا یا مصر میں جا کر فرعون بادشاہ کے خوف سے اپنی بیوی سارہ کو بہن کہنا نسب آبائی کے لحاظ سے جھوٹ نہیں کہا جا سکتا یہ باتیں از قسم تعریض و توریہ ہیں جھوٹ نہ ہو تو کو　سو یہ بھی ایسے اولوالعزم نبی کے لئے موجب استغفار تھا سو لوط کو اپنی رحمت میں داخل کرکے صالحین میں ہونا فرمایا اب اس سے وہ نقص جو توریت موجودہ میں ہے کہ لوط نے شراب پیکر اپنی دونوں بیٹیوں سے زنا کیا غلط ثابت ہو گیا ایسا نبی کہ جسکی امت اغلام کرنے سے اسکے روبرو غارت ہو آپ ایسا فعل بد کرسکتا ہے ۱۲ منہ

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ

اور نوح کو بھی یاد کرو جبکہ اسنے پیشتر انہوں نے پکارا تو ہمنے انکی سنی پھر اسکو اور اسکے گھرانے کو بڑی سخت مصیبت سے (طوفان) نجات دی اور ہمنے اسکو اس قوم پر مدد کیا کہ جنہے ہماری آیتیں جھٹلائیں تھیں کیونکہ

كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ۝

وہ بہت برے لوگ تھے (اسلئے) ہمنے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور داؤد اور سلیمان کو بھی یاد کرو جبکہ وہ دونوں کھیتی کا جھگڑا فیصل کرنے لگے جبکہ ایک کھیت میں ایک قوم کی بکریاں رات کو چر گئیں تھیں اور انکا فیصلہ ہمارے سامنے

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ۝ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

پھر وہ فیصلہ ہمنے سلیمان کو سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہمنے حکمت و علم دیا تھا اور ہمنے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کر دیا تھا کہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی تابع کیا اور یہ سب کچھ ہم ہی کیا کرتے تھے اور داؤد کو ہمنے زرہ بنانا بھی تمہارے لئے سکھایا

لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ۝

تاکہ تمکو لڑائی میں محفوظ رکھیں۔ پھر تم کیا شکر کرتے ہو اور ہمنے تیز ہوا کو سلیمان کا حکم بردار کر دیا تھا جو اسکے حکم سے اس زمین کی طرف چلا کرتی تھی کہ جسمیں ہمنے برکت دی ہے اور ہم ہر بات جانتے ہیں۔

وَمِنَ الشَّيَاطِينِ مَن يَغُوصُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَٰلِكَ ۖ وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ ۝

اور سلیمان کے لئے کچھ تو ایسے جن تھے کہ جو دریا میں غوطہ لگاتے تھے اور اسکے سوا اور بھی کام کیا کرتے تھے اور انکی حفاظت ہم کیا کرتے تھے

ملک یعنی ملک شام و فلسطین ۱۲ منہ

ف عاصفۃ شدید الہبوب و خفیفۃ تجری عصفت الریح اذا اشتدت ۱۲ منہ

الغوص غوطہ زدن در آب ۱۲ منہ

ترکیب

جس طرح لوطاً مفعول تھا آتینا محذوف کا جسکی تفسیر آتینا مذکور ہے اسی طرح نوحاً داؤد و سلیمان ہیں اور ممکن ہے کہ انکو اذکر محذوف کا مفعول کہا جاوے اذ نفشت ظرف ہے یحکمان کا مع داؤد والعامل فی مع یسبحن اور یہ حال ہے الجبال سے والطیر معطوف ہے الجبال پر و قیل ہی بمعنی مع الریح منصوب ہے سخرنا مقدر سے عاصفۃ حال ہے الریح سے تجری دوسرا حال من منصوب ہے سخرنا سے۔

تفسیر

یہ تیسرا قصہ حضرت نوح کا ہے کہ جب انکی قوم نے انکو سخت تکلیف پہنچائی اور انہوں نے ہمکو کرب عظیم میں پکارا تو اسکو اور اسکے کنبے کو کشتی میں سوار کر کے اس بلائے عظیم سے نجات دی باقی تمام قوم پر قہر الٰہی ٹوٹ پڑا سب کے سب پانی میں ڈوب گئے۔ اے محمد صلعم پہلی امتوں نے اپنے انبیاء کو ایسی ایسی تکلیفیں دی ہیں آخر اس کے وبال میں پکڑے گئے تمہارے مخالف اس مہلت پر نازاں نہوں۔

یہ چوتھا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے۔ انکے قصہ میں ایک تو یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ایسے ایسے برگزیدہ اور صاحب تخت و تاج پیدا ہوئے یہ سب انکی خدا پرستی کا پھل ہے کہ جنکے ساتھ انکے معاصروں نے یہ بدسلوکیاں کی تھیں کہ انکو آگ میں ڈالدیا تھا دوسری بات یہ کہ کفار قریش جو اپنی تھوڑی سی آسودگی پر یہ غرور اور سرکشی کرتے ہیں یہ انکی کم حوصلگی ہے وہ نہ داؤد اور سلیمان جیسوں کو دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے انکو کیسی ثروت اور حکومت دی تھی ہوا اور پہاڑ اور پرند تک اور جن و شیاطین تک بھی انکے زیر حکم تھے اسپر بھی وہ ایسے خدا ترس خدا پرست با انصاف تھے کہ جنکی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام سے باوجودیکہ باپ اور بزرگ تھے ایک فیصلہ میں غلطی ہوئی جو بکریوں کے کھیت میں نقصان کر دینے کے متعلق تھا مگر سلیمان کے کہنے کو مان گئے اور سلیمان کو دیکھو کہ انہوں نے اس غلط فیصلہ میں جو ایسے بڑے معزز باپ سے سرزد ہو گیا تھا انکی پیروی نہ کی پھر لے لوگو تم اپنے جہلا باپ دادا کی لکیر کے ناحق کیوں فقیر بنے بیٹھے ہو کیا ان سے غلطی اور سوء فہمی ممکن نہ تھی؟ اب پیشتر وہ بکریوں کے چرنے کا فیصلہ ذکر فرماتا ہے پھر جو انکو نعمتیں عطا ہوئی تھیں انکو ذکر کرتا ہے فقال اذ نفشت ابن السکیت کہتے ہیں نفش شب میں بکریوں کا چرواہے بغیر از خود چرنا۔ وہ قصہ جیسا کہ ابن مسعود و شریح و مقاتل رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے یوں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی عہد حکومت میں

ایک رات کسی چرواہے کی بے خبری میں بکریاں کسی کے انگوروں کے کھیت میں جا پڑیں بکریوں نے انگوروں کی کونپلیں کھالیں خوشوں کو خراب کر دیا صبح کو یہ مقدمہ حضرت داؤد کے سامنے پیش ہوا حضرت نے اسکے نقصان کا اندازہ لگایا تو اسقدر قیمت ہوئی کہ جسقدر بکریوں کی مالیت تھی اس لئے وہ بکریاں اسکے تاوان میں کھیت والے دلا دیں فریقین باہر آئے تو ان سے سلیمانؑ نے پوچھا سنکر کہا کہ فریقین کے حق میں اس سے بہتر اور فیصلہ ہونا چاہئے تھا یہ خبر داؤد کو پہنچی انہوں نے سلیمانؑ کو بلا کر پوچھا فرمایا بکریاں کھیت والے کو دیجئے اور چرواہے کو کہئے کہ جتنی مدت تک کہ پھر اسی طرح اس کا باغ درست ہو وہ تیری بکریوں کا دودھ اور اون وغیرہ کا نفع لیگا اور تو اتنے دنوں اسکو کھیت کو درست کریگا پھر جب ویسا ہی ہو جاوے تو تیری بکریاں تجھکو واپس ملیں گی اسپر فریقین راضی ہوگئے داؤد علیہ السلام نے اسکو بہت پسند کیا۔

اب داؤد پر جو انعام ہوئے تھے انکو بتلاتا ہے (۱) پہاڑ اور پرندان کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے مقاتل کہتے ہیں کہ جب داؤد علیہ السلام جنگل میں جا کر زبور پڑھتے اور روتے تھے تو انکے ساتھ پہاڑ اور پرند بھی تسبیح و تہلیل کرنے لگتے تھے۔ کلبی کہتے ہیں کہ پہاڑوں کا انکی آواز تسبیح سے گونج اٹھنا اور پرند کا جھنڈ باندھکر انکے گرداگرد انکے حمد و ثنا اور بکا میں شریک ہونا انکا تسبیح کرنا ہے اور ایسا واقعہ ہوتا تھا۔ (۲) داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانی سکھائی۔ انسے پیشتر کوئی زرہ بنانا نہ جانتا تھا۔ یہ بھی حروب و جدال میں بڑی کار آمد چیز ہے خدا نے یہ نعمت بندوں کو داؤد علیہ السلام کے ذریعہ سے عطا فرمائی۔ آجکل قسم قسم کی توپیں اور بندوقیں اور آلات آتش فشاں انسان کے مارنے کے اسباب ہیں مگر محفوظ رہنے کا کوئی نہیں اسلئے فرماتا ہے لتحصنکم اسپر شکر کرنا چاہئے۔ کما قال فہل انتم شاکرون ۔

اسکے بعد ان نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو دی گئی تھی (۱) ولسلیمان الریح عاصفۃ کہ سلیمان کے لئے ہوا مسخر ہوئی اسکے حکم یا مرضی کے موافق شام کے ملک کی طرف چلا کرتی تھی سورہ ص میں اسی امر کو یوں بیان فرمایا ہے فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب والشیاطین کل بناء و غواص و آخرین مقرنین فی الاصفاد۔ سورہ سبا میں یوں آیا ولسلیمن الریح غدوھا شہر ورواحہا شہر کہ سلیمانؑ کے لئے ہوا تابع کر دی تھی جسکی صبح و شام کی رفتار ایک مہینہ کا رستہ تھا۔ سورہ ص میں ہوا کو نرم اور سورہ انبیاء میں تند و تیز فرمایا اسوجہ سے کہ ہوا تو تیز تھی مگر سلیمان کی مرضی کے موافق نرم نرم بھی چلتی تھی کہ جسمیں تکلیف نہو ہوا ایسی چلتی تھی

ان آیات میں یہ ذکر نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کسی تخت پر مع اپنے مصاحبوں کے بیٹھتے تھے اور وہ تخت ایسا اور ایسا تھا جو ہوا پر اڑا کرتا تھا مہینے بھر کا رستہ آدھے دن میں طے کرتا تھا اور سلیمانؑ اصطخر یا اور کسی مشرقی صوبہ سے صبح کو سوار ہوتے تھے تو دوپہر تک شام اور خاص یروشلم میں جا پہنچتے تھے۔ البتہ مفسرین اسلام اور مورخین یہود کے ہاں یہ روایات مشہور و مسلم ہیں اور اگر ایسا ہو بھی تو عقلاً کچھ ممنوع نہیں کیونکہ اول تو حضرت سلیمان نبی تھے انکے معجزہ سے ایسا ہونا ممکن ہے دوم ہر زمانہ میں ایسے ایسے عجائب غرائب صنائع اختراع ہوئے ہیں کہ جو ان صنائع کے صفحہ عالم سے محو ہو جانے کے بعد وہ افسانہ دوراز عقل معلوم ہوتا ہے۔ آج کل ہوائی جہاز کی رفتار کو دیکھئے پھر کیا ممکن نہیں کہ اس عہد میں اسی قسم کی سواری ایجاد ہوئی ہو۔

جو لوگ معجزات و خرق عادات کو قصہ کہانی جانتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیات میں صرف ہوا کا مسخر ہونا مذکور ہے جو سلیمان علیہ السلام کے جہازی بیڑے کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حیرام شہر صور کے بادشاہ نے بیت المقدس کی تعمیر کے لئے لکڑیاں پہنچانے کے لئے بنوایا تھا جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۵ باب میں مذکور ہے اور تجری بامرہ الی الارض التی بارکنا فیہا اسپر صاف دلیل ہے کیونکہ لبنان کی طرف سے سمندر کی راہ سے وہ بیڑا یروشلم کیطرف آیا کرتا تھا۔

(۲) شیاطین یعنی جن حضرت سلیمانؑ کے تابع تھے جو بہت سے سرکشی کی وجہ سے بیڑیوں میں قید رہتے تھے اور انمیں سے بہت کو مختلف کاموں پر لگا رکھا تھا کہ بعض

ف داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ وحی و الہام پر مبنی نہ تھا بلکہ اجتہاد پر اور اجتہاد شرع میں درست اور مستند ہے لیکن مجتہد سے بحیثیت اجتہاد خواہ وہ کوئی ہو غلطی ممکن ہے یا یوں کہو داؤدؑ سے بھی غلطی نہیں ہوئی مگر سلیمان کو اسنے بہتر بات معلوم ہوگئی۔ ہماری شرع میں اگر یہ حادثہ واقع ہو تو اسکی نسبت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ یہی حکم سلیمانی جاری ہوگا کیونکہ یہ آیت محکمہ ہے اور بہت علماء کہتے اجماع سے منسوخ الحکم ہے چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں اگر یہ واقعہ دن میں ہو تو بکریوں کے مالک کو کچھ دینا نہیں پڑتا کیونکہ دن میں کھیت کی حفاظت کھیت والے کے ذمہ ہے ہاں اگر رات میں ہو تو تاوان دینا ہوگا۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خواہ دن کا واقعہ ہو یا رات کا جبتک پرانے کی بکریوں کے چھوڑنے میں کوئی تعدی یا خطا نہ ہوگی تاوان نہ لازم ہوگا کیونکہ صحیح حدیث میں آگیا ہے العجماء جرحہا جبار ۔ کے ۱۲ منہ

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

اور ایوب کو (یاد کرو) جبکہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھ سخت روگ لگ گیا ہے حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے سو ہم نے اسکی سن لی پس جو کچھ اسکا روگ تھا اسکو دور کر دیا اور ان کا کنبہ بھی انہیں دیا اور انکے ساتھ

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۟ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ۚۖ وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِىْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۟

اپنی رحمت سے اور بھی دیا اسلئے کہ عابدوں کیلئے یادگار رہے۔ اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو بھی (یاد کرو) کہ یک نہیں سب صابر تھا۔ اور ہم نے انکو اپنی رحمت میں داخل کر لیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھے

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚۖ

اور ذی النون کو بھی یاد کرو جبکہ وہ خفا ہو کر چلدئے پھر انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تب اندھیروں میں پکار کر کہا کہ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو پاک ہے البتہ میں ہی تھا قصورواروں میں سے تھا

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۚۖ فَاسْتَجَبْنَا

پھر ہم نے اسکی سن لی اور اسکو غم سے نجات دی سو اسی طرح ہم ایمان والوں کو بھی نجات دیا کرتے ہیں اور زکریا کو بھی یاد کرو جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے رب مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ پھر ہم نے اسکی سن لی

لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

اور اسکو یحییٰ عطا کیا اور اسکے لئے اسکی بیوی کو درست کر دیا بیشک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ دوڑ کر کرتے تھے۔ اور ہمکو امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے اور ہم سے ہی

وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّاَنَا رَبُّكُمْ

ڈرتے رہتے تھے۔ اور اس عورت (مریم) کو بھی یاد کرو کہ جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پھر اس عورت میں ہم نے اپنی روح پھونکدی اور اسکو اور اسکے بیٹے کو جہان کیلئے نشانی بنایا یا انسانوں یہ لوگ تمہارا گروہ ہیں ایک ہی گروہ اور میں

فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

پس میری ہی عبادت کیا کرو۔ ولیکن انکے بعد لوگوں نے آپس میں تفرقہ ڈالدیا سبکو آنا تو ہمارے ہی پاس ہے

سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالا کرتے تھے اور عمارت اور دیگر بھاری بھاری کاموں پر بھی مامور تھے جیسا کہ سورۂ سبا میں ہے و من الجن من یعمل بین یدیہ باذن ربہ۔ اور یہ قوم جن محض خدا تعالیٰ کی قدرت سے سلیمان علیہ السلام کے بس میں تھی جیسا کہ فرماتا ہے وکنا لہم حافظین۔ جب کہ قوم جن کا وجود انسان سے جداگانہ مقدمۂ تفسیر میں ثابت ہو چکا اور یہ بھی کہ اپنے مادہ کی وجہ سے وہ انسان سے قوی ہیں تو پھر خدا کی قدرت و عنایت سے انکا کسی بابرکت انسان کے بس میں ہو جانا اور کام کرنا کیا محال ہے؟ صدہا عجائب کار عاملان جن کے لوگوں نے دیکھے ہیں۔ مگر ہاں نئی روشنی کے لوگ اسکی بھی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کی عملداری نہر فرات سے لیکر فلسطیوں کی زمین تک اور مصر کی سرحد تک تھی اور دریا کے اس پار تفسح سے لیکر غزہ تک سب بادشاہوں یعنی با اختیار رئیسوں پر اسکی حکومت تھی جیسا کہ اول کتاب السلاطین کے ۴ باب میں ہے اور عمالیق قوم کو انکی سرکشی اور تنومندی اور قوت کی وجہ سے کبھی جن کیساتھ کبھی شیاطین کے ساتھ تعبیر کیا جاتا تھا جیسا کہ آجکل بھی بڑے اور سرکش آدمی کو شیطان اور بڑے قوی کو جن کہا کرتے ہیں۔ بس اس سے یہی لوگ مراد ہیں۔ ف۔ یہ باتیں صاف صاف بائبل میں نہیں مگر کچھ حرج نہیں کیونکہ کتب موجودہ میں بہت سی باتیں نہیں دیکھو اول کتاب التواریخ کے اخیر میں یہ لکھا ہے کہ داود بادشاہ کے اعمال اول و آخر دیکھو وہ سب سموئیل غیب بین کی تواریخ میں اور ناتن نبی کی تواریخ میں اور جاد غیب بین کی تواریخ میں یعنی اسکی ساری حکومت اور زور کا تذکرہ اور جو جو زمانے اسپر اور اسرائیل پر اور زمین کی ساری مملکتوں پر گزر گئے انکا سب حال لکھا ہے۔ اب فرمایئے کہ وہ سب کتابیں کہاں ہیں؟ پس جس علام الغیوب کے علم میں وہ سب احوال ہیں اس نے انہیں سے بعض اپنے رسول صلعم پر بھی الہام کئے یہ ایوب علیہ السلام کا پانچواں قصہ ہے جس میں یہ بات پاکبازوں اور خدا کے راستبازوں کو بتلائی جاتی ہے کہ دنیا دار المصائب ہے یہاں بڑے بڑے برگزیدے آزمائے گئے ہیں ایوبؑ طرح طرح کی مصیبتیں پڑی ہیں ایوبؑ کو دیکھو مال و اسباب پر مصیبت آئی فقیر ہو گئے پھر تمام اولاد بیٹے اور بیٹیاں دفعتاً مر گئے پھر خود بھی مرض جذام میں مبتلا ہوئے لوگ گھن کھانے لگے گاؤں سے نکالدیئے گویا ہر ایک جھونپڑی میں رہتے تھے بیوی کہیں سے ... محنت و مزدوری کر کے لاتیں اور انکو کھلاتی تھیں اسپر بھی انہوں نے صبر کیا

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝ وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

پھر جو کوئی اچھے کام کریگا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اسکی کوشش رائگاں نہ جائیگی اور ہم اسکے لکھنے والے ہیں اور جس بستی کو ہمنے غارت کر دیا ہے [illegible] اُنہیں پھر آنا نہیں ہے

حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا

یہانتک کہ یاجوج و ماجوج کو کھولدیا جاوے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے چلے آویں گے۔ اور وعدہ حق نزدیک آلگے گا کہ یکبیک کافروں کی آنکھیں لگی رہ جائیں گی (کہ کہیں گے) ہائے رے خرابی

قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ

بیشک ہم اس سے غفلت میں پڑے ہوئے تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے (حکم ہوگا) البتہ خود تم اور جنکو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہو۔ تمکو اس میں پہنچنا ہے اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو اس میں

اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا

کاہے کو گرتے۔ اور یہ سب ہمیشہ پڑے رہیں گے جہنم میں انکی چیخ دھاڑ ہوگی اور وہ اسمیں کچھ نہ سنیں گے (اپنے رونے کے غل میں) البتہ جنکے لئے ہماری طرف سے (آگے ہی بہتری ٹھہر چکی ہوگی وہی اس سے

مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ۭ

دور رہیں گے اسکی آہٹ بھی نہ سنیں گے۔ اور وہ اپنی من مانی عیشوں میں ہمیشہ رہا کریں گے۔ انکو بڑی بھاری گھبراہٹ سے بھی پریشانی نہ ہوگی اور انسے فرشتے آملیں گے (اور کہیں گے) یہی تو تمہارا

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاۗءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

وہ دن ہے کہ جسکا تمکو وعدہ دیا جاتا تھا جسدن کہ ہم آسمانوں کو کاغذوں کے مٹھے کی طرح سو لپیٹ لیں گے جس طرح ہمنے اول بار پیدا کیا تھا اسی طرح سو بارہ دیگر پیدا کرینگے یہ وعدہ ہمپر ہو چکا ہے البتہ ہمکو یہ ضرور کرنا ہو

اس آزمایش کی بابت کتاب ایوب میں بھی اور ہمارے ہاں کی روایات میں بھی یوں بیان ہوا ہے کہ شیطان نے خدا تعالےٰ سے کہا کہ ایوب کی جو تو تعریف کرتا ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اسکو تو نے بہت سی نعمت عطا کر رکھی ہے اگر اس پر مصیبت آوے اور پھر تیری شکایت نہ کرے تب جانوں کہ صابر و شاکر ہے خدا تعالیٰ نے شیطان کو اختیار دیا ایوبؑ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں اور مال کا یہ حال کہ سات ہزار بھیڑیں اور تین ہزار اونٹ اور پانچسو جوڑیاں بیلوں کی اور پانچسو گدھیاں تھیں۔ پس ایک روز ایسا ہوا کہ سب بہن بھائی ایک مکان میں دعوت کھا رہے تھے اور مواشی چراگاہ میں چر رہے تھے اور بیل جوتے جا رہے تھے ناگاہ سبا کے لوگ آگرے اور گدھوں کو چھین لے گئے اور آدمیوں کو قتل کر گئے اور اسی دن آسمان سے آگ کا شعلہ آیا اسنے بھیڑوں اور نوکر چاکروں کو ہلاک کیا اور کسدی اونٹ لے گئے اور نوکروں کو مار گئے اور ایک زور کی آندھی آئی مکان گر گیا سب بیٹے بیٹیاں دبکر مر گئے قاصدوں نے یکے بعد دیگرے آکر ایک ہی وقت میں ایوبؑ کو اس حادثہ کی خبر دی کسی نے اولاد کی ہلاکت کی کسی نے اونٹوں کی کسی نے بکریوں کی۔ ایوبؑ نے سنکر سجدہ کیا اور کہا میں ماں کے پیٹ سے ننگا نکلا تھا اور ننگا ہی قبر میں جاؤں گا اسی نے دیا تھا اسی نے لیلیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب بھی ایوبؑ شکر و صبر کرتا ہے تندرستی کی نعمت انکو حاصل ہے اگر یہ نہو تب شکر و صبر کرے تو معلوم ہو اسپر بھی خدا تعالیٰ نے شیطان کو اجازت دی تب شیطان نے حضرت ایوب پر اثر کیا جس کی وجہ سے تمام بدن پر پھوڑے نکلے اور ٹھیکرا لیکر کھجلانے لگے اور تمام بدن خراب ہو گیا پھوٹ نکلا ان مصیبتوں پر حضرت ایوبؑ نے صبر کیا لوگوں کے طعن و تشنیع کی بھی تکلیفیں اٹھائیں دوستوں کی بے مہری دیکھی تب ایک روز حضرت ایوب خدا تعالیٰ کے سامنے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ اے میرے معبود اپنے بندے پر رحم کر میرے زخمی دل کو دیکھ مجھ سے لوگ نفرت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر خدا تعالیٰ نے ایوبؑ پر رحمت کی اسکو آگے کی نسبت دونی دولت عنایت کی واتیناہ اہلہ ومثلہم معہم مقاتل و قتادہ و ابن عباسؓ و ابن مسعود فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایوبؑ کے مرے ہوؤں کو زندہ کر دیا اور سات بیٹے اور تین بیٹیاں بعد میں پیدا ہوئیں جیسا کہ ظاہر آیت سے سمجھا جاتا ہے عکرمہ کہتے ہیں اسکے یہ معنی کہ ہمنے ایوبؑ کو اس کا کنبہ دیا یعنی سات بیٹے اور تین بیٹیاں تندرست ہونیکے بعد پیدا ہوئیں اور اسکے بعد ایوب ایکسو چالیس برس تک زندہ رہے اپنی چار پشت کو دیکھا جیسا کہ کتاب ایوب کے ۴۲ باب ۱۵۔۱۶ درس میں تصریح ہے ومثلہم معہم ہوا حضرت ایوب کی دولت میں

پھر انمیں بڑا اختلاف ہے کہ حضرت ایوب کس زمانہ میں تھے وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایوب رومی تھے لوط کے بیٹے عیص بن اسحٰق کی اولاد سے اور انکی بیوی حضرت یوسف علیہ السلام کی حقیقی پوتی تھیں جنکا نام رحمۃ تھا چونکہ عرب میں بنی اسمٰعیل رہا کرتے تھے اور ایوب علیہ السلام کی قوم کا انکے ساتھ قریب تعلق تھا اسلئے وہ عرب میں مبعوث ہوا یہ قوم کے خلاف نہیں کہا جاسکتا اب یہ تحقیق نہیں کہ عرب میں کس بستی میں رہتے تھے انکی ابتلا اور مصیبت کی مدت کئی سال ہے ابن حجر نے کم زیادہ بیان کی ہیں واللہ اعلم بعد اللہ تعالیٰ اسکے بعد اللہ تعالیٰ اسمٰعیل اور ادریس و ذو الکفل علیہم السلام کا ذکر کیا اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک انمیں صابر تھا پھر بھی بڑی بڑی تکلیفیں دنیا میں نازل ہوئی ہیں اسمٰعیل اور ادریس کا حال اور انکے مصائب تو ناظرین کو ہماری کتاب کے متعدد مقامات سے معلوم ہو گئے ہونگے ہاں ذو الکفل کا بتلانا ضرور ہے منجملہ جو کہتے ہیں لغت میں کفل حصہ کو بھی کہتے ہیں اور اس کپڑے کو بھی جو اونٹ کے چوتڑ پر ڈالا جاتا ہے اب انمیں اختلاف ہے کہ یہ بزرگ کون ہیں اور انکو ذو الکفل کیوں کہتے ہیں بعض کہتے ہیں ذو الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ کفل سے مراد نیکیاں ہیں جنکو کئی نیکیوں کی توقع بعض کہتے ہیں کہ یہ الیسع کے شاگرد اور انکے قائم مقام ہیں اور ذو الکفل انکو اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے تمام بنی اسرائیل کا تکفل کر لیا تھا یعنی اپنے ذمہ لے لیا تھا یا غربا و مساکین کا تکفل کیا کرتے تھے اسلئے اس لقب سے مشہور ہو گئے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد یا ہو ہو جو حضرت الیسع کے حکم سے بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوا تھا جس نے بنی اسرائیل کی بت پرستی دور کی اسکا اس نے تکفل کیا تھا یہ نیک بندہ بادشاہ تھا نبی نہ تھا واللہ اعلم۔ ۵۱

ذا النون یہ **نواں قصہ** یونس علیہ السلام کا ہے نون مچھلی کو کہتے ہیں کیونکہ مچھلی نے انکو لقمہ کر لیا تھا اسلئے انکا لقب ذو النون ہوا۔ ذہب مغاضباً خفا ہو کر گئے خدا سے خفا ہوئے تھے بلکہ قوم سے فظن ان لن نقدر علیہ قدر یہاں معنی قضا ہے یعنی یونس کو یہ گمان تھا کہ ہم ان پر سختی نکرینگے یہ سمجھکر قوم سے چلے گئے تھے ان کا مختصر حال یہ ہے کہ یہ شہر نینوا کی طرف بھیجے گئے تھے وہاں کے لوگ بت پرست اور بدکار تھے جب انکی ہدایت کو قبول نہ کیا تو عذاب الٰہی ان پر نازل ہونیکی انکو خبر دی گئی انہوں نے بغیر حکم الٰہی اسکا وقت بھی مقرر کر دیا وہاں کے لوگوں کو عذاب کے آثار معلوم ہونے لگے سر بسجود خدا کی جناب میں تضرع و زاری کر کے نکل کھڑے ہوئے ان سے وہ عذاب ٹل گیا حضرت کو وعدہ پر عذاب نہ آنیکے سبب شرمندگی ہوئی اور وہاں سے چل نکلے راستہ میں دریا تھا کشتی سے باہر دریا میں گر گئے مچھلی نے لقمہ کر لیا ان اندھیروں میں خدا سے دعا کی فی الظلمات ایک مچھلی کا اندھیرا دوسرا دریا کا تیسرا رات کا من الظلمین جو کہا ترک اولیٰ کے لئے نہ کہ درحقیقت ان سے ظلم سرزد ہوا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ زکریا یہ **دسواں قصہ** حضرت زکریا علیہم السلام کا ہے بیٹے کے لئے دعا کی خدا نے یحیٰی علیہ السلام بیٹا دیا التی احصنت فرجہا یہ **گیارہواں قصہ** حضرت مریم کا ہے و جعلنٰہا و ابنہا آیۃ للعلمین میں تصریح ہے کہ مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے جس سے انکو قدرت حق کی نشانی جہاں کے لئے فرمایا گیا ورنہ معمولی ولادت نشانی یا معجزہ نہیں ہو سکتی تم سے وہ بیگانہ نہیں تم اور وہ ایک ہی گروہ کے لوگ ہو سب کا اصول ایک ہی ہے انسے تمہیں کو فخر کرنا چاہئے نہ کہ انکو جو باوجود ترک اتباع کے انکی طرف منسوب ہیں جیسا کہ یہود و نصاریٰ ان بزرگوں کے حالات بیان فرما کر مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے ان ہذہ امتکم امۃ واحدۃ صاحب کشاف کہتے ہیں امۃ بمعنی ملت اور یہ اشارہ ہے ملت اسلام کی طرف یعنی ملت اسلام وہ ملت ہے جس پر تمکو قائم رہنا چاہئے جسکو ایک ملت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی اسمیں کچھ اختلاف نہیں مراد یہ کہ تمکو اختلافات پیدا کرنے نہ چاہئیں اور میں تمہارا معبود ہوں میری عبادت کرو ایک حدیث میں جسکو محدثین نے صحیح مان لیا ہے یوں آیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام پیشین گوئی کی طور سے فرماتے ہیں کہ میری امت میں بہتر فریق ہو جاوینگے بجز ایک فریق کے سب ہلاک ہوں گے یعنی آخرت میں اپنے عقائد فاسدہ کی سزا پاوینگے لوگوں نے پوچھا کہ وہ ایک فریق کونسا ہے فرمایا وہ کہ جس طریق پر میں ہوں اور میرے اصحاب چنانچہ چند روز کے بعد ایسا ہی ہوا اور یہ کچھ ضرور نہیں کہ بہتر فریق ایک ہی زمانہ میں موجود ہو جاویں بلکہ جب کبھی ہوں بعض کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرما کر یہ بات بتلاتا ہے کہ یہ سب لوگ اصول دین میں تمہارے ہی لوگ ہیں ایک طریقہ کے یعنی انکا اور تمہارا طریق جدا نہیں ان پچھلوں نے تفریق کر دی اور اختلاف ڈالدیا ہے جس کے بعد بطور معیار کے فرماتا ہے فمن یعمل من الصلحت کہ جو کوئی ایمان لاویگا اور پھر نیک کام کریگا خواہ کوئی ہو اسکی کوشش کا قطعاً بدلہ ہم دینگے۔ پھر فرماتا ہے وحرام علی قریۃ حرام خبر ہے اسکا مبتدا یا انہم لا یرجعون ہے یا کچھ اور اول صورت میں بعض علماء نے لا کو زائد نہیں مانا ہے تب یہ معنی ہونگے کہ انکا عدم رجوع حرام یعنی ممتنع ہے تب رجوع کرنا ان پر واجب یعنی ضروری ہوا آخرت کی طرف

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۝ إِنَّ فِي هَٰذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ عَابِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا

اور ہم پند و نصیحت کے بعد زبور میں لکھ چکے ہیں کہ بیشک زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہونگے۔ البتہ اسمیں خداپرست قوم کیلئے ایک (بشارت کا) پیغام ہے۔ اور (اے نبی) آپکو ہمنے

رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ آذَنْتُكُمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۖ وَإِنْ

جہان بھر کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے (تو انسے) کہدو کہ میری طرف تو یہی حکم پہنچایا جاتا ہے کہ تمہارا معبود تو صرف خدا واحد ہے تو کیا تم فرمانبردار ہوتے ہو یا نہیں پھر اگر نہ مانیں تو کہدو کہ میں نے تمکو برابر طور پر خبر کر دی

أَدْرِي أَقَرِيبٌ أَمْ بَعِيدٌ مَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَكُمْ

اور مجھے معلوم نہیں کہ جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے وہ قریب ہے یا دور۔ کیونکہ اللہ ظاہر بات کو جانتا ہے اور جو کچھ تم مخفی کام کرتے ہو اسکو بھی جانتا ہے اور میں یہ بھی نہیں جانتا کہ شاید (اس مہلت میں) تمہاری آزمائش

وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝ ع

اور ایک وقت تک دنیا کا فائدہ پہنچانا منظور رہے (آخر) پیغمبر نے کہدیا کہ اے رب (مجھ میں اور ان کافروں میں) حق فیصلہ کردے اور جو جو تم باتیں بناتے ہو انپر تو اپنے مہربان رب ہی سے مدد مانگی جاتی ہے

اعظماً۔ اکثر مفسرین لاکو زائد کہتے ہیں تب یہ معنی کہ انپر رجوع کرنا دنیا میں دوبارہ آنا حرام کر دیا ہے یا یہ کہ انکی تقدیر میں شرک معاصی بار آنا حرام تھا اس لئے وہ غارت ہوئے جمہور کا قول بہت ٹھیک ہے کہ انکو بار دگر دنیا میں آنا تدارک مافات کے لئے حرام ہے پھر اسکی غایت فرماتا ہے کہ کب تک؟ حتی اذا فتحت یاجوج وماجوج یاجوج وماجوج جو دو قومیں بند میں روک دی ہیں انکے کھلنے تک اور اس وقت تک کہ وعدہ قیامت قریب آ لگے اور لوگوں کی آنکھیں اس سخت وقت میں خوف و دہشت سے رحمت کے انتظار میں اوپر کی طرف لگ جاویں اور کافر یہ کہنے لگے کہ ہائے خرابی ہم بدکار تھے یعنی قیامت تک وہ دنیا کی طرف رجوع نہ کرینگے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ حتی اذا فتحت یاجوج ماجوج الخ حرام کی غایت نہیں بلکہ مستقل کلام ہے اور حتی کسی محذوف مناسب کی غایت ہے قیام الدین وغیرہا اور یہاں سے مسئلہ معاد شروع ہوتا ہے یعنی یہ حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں لوگوں کی رہنمائی کو آئے تھے کہ دار آخرت میں عذاب سے بچیں نعیم باقیہ حاصل کریں اور یہ دنیا ایک مدت معین تک باقی ہے پھر فنا ہو جاویگی فنا کی ابتدا اور علامت خروج یاجوج وماجوج ہے اسکے بعد وعدہ حق بہت قریب آ لگے گا قیامت برپا ہو جائیگی اور اسروز گنہگاروں کی آنکھیں دہشت یا انتظار رحمت میں اوپر لگی ہونگی اور اپنے گناہوں کا آپ اقرار کرینگے حقیقت حال کھل جائیگی بت اور بت پرست جہنم میں پھینکدیئے جائینگے وہاں روئیں پیٹیں چیخیں چلائینگے مگر بے سود نیکوں کو مصیبت سے محفوظ رکھکر انعام ابدیہ سے سرفراز کیا جاویگا۔ یاجوج ماجوج کا مفتوح ہونا یعنی دیوار کھولا جانا قرب قیامت میں ہوگا وہ دیوار ٹوٹ جاویگی یہ قوم بدکار پھیل پڑیگی ہر بلندی سے اترنے آنا محاورہ ہے دوڑتے ہوئے آنیسے۔ یہ جملہ یاجوج ماجوج کے ذکر میں تبعاً آ گیا۔ اس قوم کا قرب قیامت میں ظاہر ہونا اس آیت اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور کتاب حزقیل کی ۳۹ فصل میں مصرحاً مذکور ہے۔ ولقد کتبنا فی الزبور سعید بن جبیر و مجاہد و کلبی و مقاتل و ابن زید کہتے ہیں زبور سے مراد وہ کتابیں جو دنیا میں انبیاء پر نازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ کہ جہاں سے نقل ہو کر یہ کتابیں آئیں یعنی دونوں جگہ ہمنے لکھدیا کہ زمین کے نیک بندے وارث ہونگے زمین سے مراد جنت کی زمین کہ وہاں بجز انکے اور کوئی آدم علیہ السلام کے ورثہ میں مالک ہوگا سو یہ بات کل آسمانی کتابوں میں ہے۔ اس تقدیر پر یہ آیت بیان سابق کا تتمہ یا تاکید ہوگی۔ قتادہ و شعبی کہتے ہیں زبور سے مراد قرآن اور ذکر سے مراد تورات ہے سو ان میں بھی یہ بات مذکور ہے اور زبور سے مراد داؤد کی کتاب بھی ہو سکتی ہے۔ ارض میں مفسرین کے چند اقوال ہیں (۱) جنت کی زمین جیسا کہ بیان ہوا (۲) دنیا کی زمین یعنی ملک کا مالک ہم نیک بندوں کو کرینگے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے وعد اللہ الذین آمنوا الی قولہ لیستخلفنہم فی الارض الآیہ اہل اسلام کے غلبہ اور ظہور کی طرف اشارہ ہے اور مخالفوں کے لئے تہدید کہ تمہارے سامنے یہ نہ مٹے گا اور بعض کہتے ہیں کہ ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس و ملک شام مراد ہے سو اسنے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا کہ مسلمانوں کے قبضہ میں کسری رہا اور اب تک ہے اور کسری و قیصر کی سلطنت بھی انکے قبضہ میں آئی قریش مکہ جو اپنی سرداری اور جماعت پر نازاں تھے انکو شکست یا گیا۔ ۲۰ نبوت ۱۹ اور گیارہویں سن میں بھی یہی مضمون ہے اور بہت مقامات عہد جدید و عہد قدیم سے بھی ثابت ہے پھر فرماتا ہے کہ اسمیں عبادت کرنیوالوں خدا ترسوں کے لئے مقررہ رسائی ہے کہ خدا پر ستوں پر　دنیا میں بھی فضل ہوتا ہے۔ آخر کار ملکوں کے مالک بنائے جاتے ہیں اور مصائب سے بھی محفوظ رہتے ہیں آخرت میں تو پھر سب ہی کچھ ہے اور اے محمد تمکو اس تمام عالم کا بادی بنا کر اسلئے رحمت و شفقت کی نظر سے بھیجا ہے کہ میرے بندوں کو جو تاریکی میں پڑے ہیں مطلع کر دو اور

سورۂ حج مدنیہ ہے اس میں اٹھتر آیات اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ

لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہا کرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی بھاری چیز ہے۔ جس دن کہ تم اسکو دیکھو گے تو ہر ایک دودھ پلانیوالی دودھ پیتے ہوئے بچہ کو بھول جاویگی اور ہر ایک حمل والی

كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

اپنا حمل ڈالدیگی اور تجھے (اے مخاطب) لوگ مدہوش نظر آئیں گے اور وہ درحقیقت مدہوش نہ ہونگے لیکن اللہ کا سخت عذاب ہوگا (جسکے خوف سے مدہوش ہونگے) اور کچھ ایسے لوگ بھی ہیں (مشرکین مکہ) جو اللہ کے بارے میں بے علم جھگڑتے اور ہر ایک

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ

شیطان سرکش کے کہے پر چلتے ہیں۔ حالانکہ (شیطان کی بابت) لکھا جا چکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو گمراہ کر کے رہیگا۔ اور اسکو عذاب جہنم کا رستہ دکھلائے گا۔ لوگو! اگر تمکو (قیامت کے دن) پھر جی اٹھنے میں شک ہو تو

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۭ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۗءُ

(اسکو خیال کر لو کہ) پہلے تمکو خاک سے پھر نطفہ سے۔ پھر خون کی پھٹکی سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے بنایا کسیکو پورا کسیکو ناقص الخلقت بنایا تاکہ (اپنی قدرت) تمکو معلوم کرائیں۔ اور ہم رحم میں جسکو چاہتے

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ

ہیں ایک وقت مقرر تک ٹھہرا رکھتے ہیں پھر تمکو بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر پرورش کرتے رہتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کچھ پہلے ہی مر جاتے اور کچھ تم میں سے نکمی عمر تک رہا ہے تاکہ پہنچ کر جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے

عِلْمٍ شَيْــــًٔا ۭ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاۗءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ

نہیں رہتا ہی اور تجھکو (اے مخاطب) زمین خشک پڑی دکھائی دیا کرتی ہے پھر جب ہم اسپر پانی برساتے ہیں۔ تو تر و تازہ ہو جاتی ہے۔ اور ہر ایک خوشنما جڑی بوٹی اگاتی ہے یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے۔

الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝

اور مردوں کو زندہ کریگا۔ اور وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ بھی کہ قیامت آنیوالی ہے جسمیں کچھ بھی شک نہیں۔ اور یہ بھی کہ جو قبروں میں ہیں اللہ انکو (زندہ کر کے) کھڑا کرے گا۔

منجملہ اور پیغاموں کے سب سے موکد حکم توحید کا ہے سو وہ پہنچا دو کہ انما یوحی الخ پھر اگر وہ اسکو نہ مانیں تو کہدو تمپر بلا مقرر آنیوالی ہے لیکن اس کا وقت خدا ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ چھپی اور کھلی ہر ایک بات کو جانتا ہے اور جو یہ مہلت ہے سو چند روزہ ہے تمتع دنیا کے لئے۔

ترکیب

زلزلۃ مصدر ہو جائز ہے کہ فعل لازم سے ہو اے تزلزل الساعۃ اور ممکن ہو کہ متعدی سے ہو اے زلزال الساعۃ الناس دونوں صورت میں مصدر فاعل کی طرف مضاف ہوگا یوم ترونہا منصوب ہے تذہل سے جو حال ہے ضمیر مفعول سے والعائد محذوف سکاری حال ہوا اور یہ بالضم اور بالفتح دونوں طرح سے آیا ہے اور سکری مثل مرضی اور واحد سکران یا سکر ہے مثل زمن وضمنی۔ من یجادل میں من نکرہ موصوفہ ہے۔

تفسیر

اس سورہ میں علماء کا اختلاف ہے ابن عباس ابن زبیر و مجاہد کہتے ہیں مدینہ میں نازل ہوئی ہے بجز چند آیات کے کہ وہ مکہ میں نازل ہوئیں وما ارسلنا من قبلک من رسول سے لیکر عذاب یوم عقیم تک جمہور کہتے ہیں کچھ مکہ اور کچھ مدینہ میں نازل ہوئی ہے قرطبی کہتے ہیں کہ صحیح یہی بات ہے اس سورہ میں علوم خمسہ قرآنی مذکور ہیں از انجملہ معاد بھی احکام بھی پہلے واقعات امتوں کے عذاب ثواب بنا بھی ہی سابقہ بھی مسئلہ امیں ابن المبارک و شافعی احمد و اسحق کے نزدیک دو سجدے ہیں ابن عباس و ابراہیم نخعی و سفیان ثوری و امام ابوحنیفہ کہتے ہیں ایک سجدہ ہے

سورۂ انبیاء کے خاتمہ میں مسئلہ معاد کا ذکر تھا اس سورۃ میں اس سے ابتدا کی جاتی ہے تاکہ انسان کو پرہیزگاری اور خداترسی اور عبادت کی طرف کامل رغبت ہو اور دل میں خوف رہے اور انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر سورۂ انبیاء میں ہوا تھا تصدیق اور انکی پیروی کرنیکی خواہش پیدا ہو کیونکہ دار آخرت کا مسئلہ اور اس عالم کے مفید و مضر کام بغیر حضرات انبیاء کے معلوم ہو نہیں سکتے اسلئے خدا تعالیٰ اس ہولناک واقعہ کی خبر کس ہیبتناک عنوان سے بیان فرماتا ہے اور سب سے پیشتر رب سے ڈرنے اور تقویٰ کرنیکا حکم دیتا ہے۔ فقال یا ایہا الناس اتقوا ربکم اول تو نفظ رب یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہر روز کے مربی سے ڈرنا اور اسکی طاعت کرنا چاہئے مگر اسکے بعد ایک سخت مصیبت آنیوالی ہے اسکا ذکر کرکے اور بھی اس تقوے کے حکم کو موکد کرتا ہے گویا یہ جملہ ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم اسکی علت ہے کیونکہ اس سخت وقت میں انسان کو تقویٰ ہی امان دیگا۔ پھر فرماتا ہے یہ زلزلہ کس دن ہوگا اور اس روز کیا حال ہوگا؟

فرماتا ہے یوم ترونہا الخ کہ اس روز حاملہ عورتوں کے اسکے خوف سے حمل گر جائینگے۔ اور دودھ پلانیوالیاں باوجود اسکے کہ بچہ سے بڑی محبت ہوتی ہے بچہ کو بھی اس پریشانی اور بدحواسی میں بھول جائینگے اور اس دہشت سے لوگ متوالے کی طرح بدحواس ہونگے اور در حقیقت نشہ نہ ہوگا عذاب الٰہی کی بدحواسی ہوگی یہ زلزلہ قیامت کے روز ہوگا جس روز صور پھونکیگا۔ پہاڑ اڑتے پھرینگے زمین کپکپا دیگی ایک آپادھاپی ہوگی کہ الٰہی توبہ۔ اہل ایمان جیسے اس وقت زندہ ہیں ان میں ایک بھی باقی نہ رہیگا پہلے ہی اٹھ جائینگے اشرار بدکردار رہ جائینگے جو اس دن کو دیکھینگے۔ پھر تمام دنیا نیست ہو کر دوبارہ ایک اور عالم پیدا ہوگا نیا آسمان نئی زمین قائم ہوگی لوگ جی اٹھینگے حشر برپا ہوگا۔

ومن الناس من یجادل الخ مکہ کے مشرک اس بیان کو سنکر جھگڑنے لگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے اور جھگڑا بھی بے دلیل یہ محض شیطانی وسوسہ ہے ابن ابی حاتم نے ابی مالک سے روایت کی ہے کہ نضر بن حارث اللہ کے امر یعنی قیامت کے معاملہ میں جاہلانہ گفتگو کیا کرتا تھی جسکے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اسکے حق میں فرمایا۔ ویتبع کل شیطان مرید کہ وہ ہر ایک شیطان راندۂ درگاہ کی پیروی کرتا ہے آہیں اسکے گمراہ کنندہ لوگ بھی آگئے اور ابلیس بھی جسکے لئے یہ مقرر ہو چکا ہے کہ جو اسکو یار بنائیگا تو یہ اسکو راہ راست سے بہکا کر جہنم کی طرف لیجائیگا پھر اس کمبخت کو کیا ہوا جو ہادی برحق سے جھگڑ کر مضل کی پیروی کرتا ہے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ قیامت کے ہونے پر دو دلیلیں پیش کرتا ہے **اول دلیل** یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم الی قولہ تعالیٰ لکیلا یعلم من بعد علم شیئا کہ اگر تم کو قیامت کے روز مر کر جی اٹھنے میں شک ہو تو تم اس بات کو دیکھو کہ ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا کیونکہ تمہارے جد امجد آدم کو مٹی سے بنایا کہ جسکی تم نسل ہو یا یوں سمجھو کہ تم نطفہ سے پیدا ہوتے ہو جیسا کہ اسکے بعد خود ہی فرماتا ہے ثم من نطفۃ اور نطفہ غذاؤں کے کھانے سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں پھر نطفہ گویا پانی کا ایک قطرہ ہے خون بنا دیتے ہیں پھر اس خون کو گوشت کا لوتھڑا پھر اسمیں کسی کے پورے ہاتھ پاؤں و دیگر اعضا لگاتے ہیں کسی کو نقص رکھتے ہیں غیر مخلقۃ یا یوں کہو کہ بعض لوتھڑے ناقص کے ناقص ہی رہ کر باہر گر جاتے ہیں لنبین لکم تاکہ تمکو معلوم کرائیں کہ یہ اس قادر مطلق کی صنعت ہے جسنے طبیعت کو آلہ بنا دیا ہے ورنہ طبیعت کے لئے کونسا امر مرجح تھا کہ ایک قطرہ یا یکساں گوشت کا لوتھڑا سب کی ایک طبیعت پھر اسمیں سے کسیکو ہڈی کسیکو پٹھا بنائے کسی کو ہاتھ آنکھ ناک اور ان میں یہ یہ دور اندیشیاں مد نظر رکھے پھر رحم میں جسکو جتنی مدت چاہتے ٹھہراتے ہیں پھر بچہ بنا کر اس نطفہ کو باہر لاتے ہیں پھر کسی کو لڑکپن میں کسیکو جوانی میں کسیکو ایسی عمر طبعی تک پہنچا کر مارتے ہیں کہ وہ علم و دانش جا کر پھر نادان بچوں جیسا ہو جاتا ہے۔ پس جو ان باتوں پر قادر ہے کیا وہ انسان کو بار دگر زندہ نہیں کر سکتا؟ بیشک کر سکتا ہے اور ضرور کرے گا۔

دوسری دلیل وتری الارض ہامدۃ سے لیکر آخر تک۔ کہ زمین خشک ہوتی ہے پھر ہم اپنی قدرت سے پانی برساتے اور ایک پانی ایک ہی زمین سے گوناگوں جڑی بوٹیاں اگاتے ہیں اور ہماری اس قدرت کاملہ کا تماشا اکثر دیکھتے ہو پھر کیا ہم مار الحیات برسا کر انسان کو نباتات کی طرح بار دگر پیدا نہیں کر سکتے؟

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو اللہ کے معاملہ میں حق سے سر موڑ کر بغیر علم و ہدایت اور بغیر کتاب روشن کے اسکے رستہ سے بہکانے کیلئے جھگڑا کرتے ہیں　اس کو دنیا میں بھی　رسوائی ہے اور

نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى

قیامت کے دن بھی اسکو عذاب دوزخ کا مزہ چکھائینگے (اس کو کہا جائیگا) یہ تیرے عمل کا بدلہ ہے جسکو تیری دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور اللہ تو بندوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کیا کرتا　اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو اللہ کی عبادت

حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ڗ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

کنارہ پر کرتے ہیں پھر اگر اسکو کچھ فائدہ پہنچ گیا تو اسپر جم رہا۔　اور اگر کچھ تکلیف پہنچ گئی　تو منہ کے بل الٹا پھر گیا　اسنے دنیا بھی کھوئی اور آخرت بھی یہ ہے وہ صریح خسارہ

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ

اللہ کو چھوڑ کر اسکو پکارتا ہے　جو نہ اسکو ضرر دے سکے اور نہ فائدہ　یہی تو وہ پرلے درجہ کی گمراہی ہے　اسکو پکارتے ہیں کہ جسکا ضرر اسکے نفع سے زیادہ نزدیک تر ہے۔ ایسا آقا بھی برا اور رفیق بھی برا

قیامت کے دلائل بیان کرکے پھر انہیں بے ہودہ لوگوں کے جاہلانہ حجت و مجادلہ کا ذکر فرماتا ہے۔ قال ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ہدی ولا کتاب منیر۔ بعض کہتے ہیں پہلی آیت ومن الناس الخ نضر بن حارث کے حق میں اور یہ ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض کہتے ہیں دونوں جگہ نضر مراد ہے محض ذم کے مبالغہ کے لئے اس کا اعادہ کیا۔ انسان کسی مقصد پر جو حجت قائم کرتا یا کوئی عقیدہ دل میں جماتا ہے۔ تو یا علم بالبدیہیات یا استدلال و نظر سے یا وحی و الہام سے پھر جسکو یہ تینوں باتیں کسی بات کی طرف ہدایت نہ کریں اور وہ اس پر جھگڑے تو سخت نادان ہے بغیر علم میں بدیہیات ولاہدی میں نظریات اور ولا کتاب منیر میں الہام حق کی طرف اشارہ ہے کہ اسکے پاس ان میں سے کوئی بھی نہیں۔ پھر اسکا یہ فعل محض تکبر اور لوگوں کے گمراہ کرنیکے لئے ہے ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ ثنی العطف کبر و خیلا سے عبارت ہے۔ اب اسکی سزا بیان فرماتا ہے اسکے کبر و غرور کے بدلہ میں لہ فی الدنیا خزی کہ خدا تعالےٰ اسکو دنیا میں بھی خوار و ذلیل کرے گا چنانچہ نضر بن حارث اور ابوجہل کس ذلت کے ساتھ بدر کی لڑائی میں مارے گئے اور کتوں کی طرح سے ان کی لاشیں کھنچوا کے ایک گڑھے میں ڈالدی گئیں اور اسی طرح سب سرکشوں کا یہی حال ہوا ہے اور ہوگا۔ اور اس جاہلانہ مجادلہ کی سزا میں ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق قیامت کے روز عذاب جہنم کا بھی مزہ چکھائیں گے اور یہ اسی کے عمل کا بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

انبیاء علیہم السلام قیامت کے حالات بیان فرما کر انسان کو دار آخرت کی بھلائی کے لئے اپنی طرف بلایا کرتے ہیں پھر اس شخص کی سخت حماقت ہے کہ اس رستہ کو دنیا کے فوائد حاصل کرنے کیلئے اختیار کرے دنیا کے نفع و نقصان تو انسان کے ساتھ ہر حال میں رہتے ہیں چنانچہ حضرت کے عہد میں بھی بعض بیوقوف اسلئے اسلام میں آئے تھے اسلئے انکی برائی بیان فرماتا ہے فقال ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف بخاریؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایسے بھی لوگ آتے اور اسلام لاتے تھے کہ اگر اسکے لڑکا پیدا ہوا اور اسکے مواشی کے بچے ہوئے تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہوا اور جو ایسا نہ ہوتا تو کہتا کہ یہ دین برا ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی حرف کے معنی طرف یعنی شک و تردد کے ہیں دنیا میں تو اسپر قضا و قدر سے مصیبت آئی ہے تھی ادھر خدا سے بھی پھر گئے دنیا بھی گئی دین بھی ذلک ہو الخسران المبین یہ بڑا ٹوٹا ہے اب خدا کے ڈر سے پھر کر اور معبودوں کی طرف رجوع ہوا ہے یہاں کیا رکھا ہے بجز نقصان کے کہ ان کی عبادت و نذر و نیاز میں مال ضائع کرنا وقت کھونا وبال بت پرستی سر پر لینا اور بھی خسارہ اور ضرر ہے ان معبودوں کو قدرت ہی کیا ہے جو کسی کو نفع یا نقصان دے سکیں ایسا ہی بدنصیب یہ مانگنے والا ہے جو انکا رفیق بنا ہے اور ایسے ہی وہ لغو معبود و باطل ہیں جنکے پوجنے میں نفع کی جگہ ضرر ہی ضرر ہے ✦

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡدُ ۝ مَنۡ کَانَ یَظُنُّ اَنۡ لَّنۡ یَّنۡصُرَہُ

بیشک اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جن کے نیچے پڑیں نہریں بہتی ہونگی بیشک اللہ جو چاہتا ہو کرتا ہو جسکو حالت مایوسی میں یہ گمان ہو کہ

اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ فَلۡیَمۡدُدۡ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ لۡیَقۡطَعۡ فَلۡیَنۡظُرۡ ہَلۡ یُذۡہِبَنَّ کَیۡدُہٗ مَا یَغِیۡظُ ۝ وَ کَذٰلِکَ اَنۡزَلۡنٰہُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ وَّ

دنیا اور آخرت میں مدد نہ کریگا اسکو چاہیے کہ چھت میں ایک رسی لٹکائے پھر اسکو کاٹ ڈالے ریعنی پھانسی لیکر مرجائے پھر دیکھے کہ اسکی تدبیر اسکے غصے کو دور بھی کرتی ہو اور ہمنے اس قرآن کو کھلی کھلی آیتیں بناکر نازل کیا ہو اور بیشک

اَنَّ اللّٰہَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یُّرِیۡدُ ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا وَ الصّٰبِئِیۡنَ وَ النَّصٰرٰی وَ الۡمَجُوۡسَ وَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡۤا ٭ۖ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡصِلُ بَیۡنَہُمۡ

کہ اللہ جسکو چاہتا ہو ہدایت کرتا ہو بیشک اللہ ایمان والوں اور یہودیوں اور صابیوں اور عیسائیوں اور مجوسیوں اور مشرکوں میں ضرور قیامت کے دن فیصلہ کرے گا

یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ۝

البتہ اللہ کے سامنے ہر چیز حاضر ہے۔

منافقوں کی عبادت اور انکے معبودوں کا حال بیان فرماکر اسجگہ سچے ایمانداروں کی عبادت کا حال بیان فرماتا ہے اور ان کے معبود حقیقی کا وصف کرتا ہے کہ اللہ جو معبود حقیقی اور قادر مطلق ہے اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو مرنیکے بعد ایسے باغوں میں داخل کریگا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی کیونکہ اللہ جو چاہتا ہو کرتا ہو قادر مطلق ہو برخلاف انکے معبودوں کے کہ انکو نفع و ضرر کا کچھ بھی اقتدار نہیں ۔

من کان یظن ان لن ینصرہ اللہ میں ان منافقوں کیطرف روئے سخن ہو کہ جو خدا تعالیٰ کی عبادت تردد اور شک سے کرتے ہیں کہ جہاں کوئی دنیا کا فائدہ معلوم ہوا تو جھے رہے کوئی تکلیف آپڑی تو اللہ سے پھر کر باطل معبودوں کی طرف متوجہ ہو گئے کہ بہلا وہ ان معبودوں کیطرف متوجہ ہو کر اپنا کام بنالیں اور دیکھیں انکے دل کا غصہ جو خدا پر ہے کس طرح سے نکالتے ہیں وہ جیسی چاہیں تدبیر کرلیں جسقدر چاہیں زور لگالیں حتیٰ کہ آسمان کی طرف یا اپنے گھر کی چھت میں رکیونکہ السماء سے سماء البیت بھی مراد ہوسکتا ہو کوئی رسی لٹکا کر اس سے گلا گھونٹ کر مرجاویں۔ پھر دیکھیں کہ اس تدبیر سے بھی ان کے دل کا غصہ نکلتا ہے ہزار تدبیریں کریں کچھ نہو گا خدا ہی نہ چاہے، تو کیا ہوسکتا ہو۔ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ ینصرہ کی ضمیر من کی طرف رجوع کی جاوے جیساکہ سیاق چاہتا ہو۔ مگر ابن عباس و کلبی و مقاتل و ضحاک و قتادہ و ابن زید و سدی و فراء و زجاج اسکو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتے ہیں اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ خدا تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں اسکا بول بالا کرکے اور آخرت میں اسکا درجہ بلند کرکے اسکی مدد نہ کرے گا اور اسی لئے وہ اسلام کے قبول کرنے میں تردد کرتا ہو جیساکہ مقاتل کہتے ہیں یہ آیت غطفان اور اسد کے چند لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہو جو کہتے تھے کہ ہمکو خوف ہو کہ خدا محمد کی مدد نہ کرے تو ہم اپنے حلیفوں سے بھی گئے گزرے ہوئے یا جو آنحضرت سے حسد رکھتے ہیں اور حسد کے مارے یہ خیال کرتے ہیں تو انکو چاہئے کہ جیسا دل چاہے ویسی تدبیر اور داؤ کرلیں یہاں تک کہ کوئی رسی لٹکا کر اس سے گلے گھونٹ کر مرجاویں یا رسی کے ذریعہ سے آسمان پر پہنچ جائیں تب بھی کچھ نہو گا خدا اپنے رسول کی دنیا و آخرت میں مدد کریگا اور ضرور کریگا کیونکہ ابھی ہم کہہ چکے ہیں ان اللہ یفعل ما یرید یا کوئی ایسا سبب پیدا کریں کہ جس سے آسمان پر چڑھ جاویں اور وہاں سے ناکام ہونے پر گر کر مرجاویں لیقطع کے یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں سبب کے معنی رسی کے اور وسائل کے بھی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بعض مسلمان حضرت کے فتوحات اور غلبہ میں دیر ہونیکی وجہ سے خفا اور دل تنگ ہوا کرتے تھے اس آیت میں انکی طرف اشارہ ہو کہ وہ جو چاہیں کرلیں انکی تدابیر سے کچھ نہو گا خدا ایک وقت پر مدد و فتح حضرت کی کرے گا ۔

تمام قرآن کو آیات بینات بناکر ہمنے یوں ہی نازل کیا ہو یہی ہدایت سو وہ ہر ایک کے حصہ میں نہیں خدا جسکو چاہتا ہو ہدایت کرتا ہو۔ گو دنیا میں اکثر یہ چھ فریق ہیں اول اہل اسلام جنکو الذین آمنوا سے تعبیر کیا دوئم یہودی سوئم صابی چہارم نصاریٰ پنجم مجوس ششم مشرکین اور انمیں سے ہر ایک اپنے تئیں ہدایت پر کہتا ہو۔ مگر درحقیقت ہدایت پر وہی فریق ہو کہ جسکو خدا نے ہدایت دی یعنی اہل اسلام۔ رہی انکی یہ قیل و قال سو اسکا قیامت میں اللہ آپ فیصلہ کردیگا اسکے سامنے ہر چیز ہے وہ سب کچھ جانتا ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسمان والے اور زمین والے　اور آفتاب و ماہتاب　اور ستارے اور پہاڑ　اور درخت　اور چارپائے　اور بہت سے آدمی اللہ کے

وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۩ هَٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ فَالَّذِينَ

اور بہت سے ایسے بھی ہیں کہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسکو کہ اللہ ذلیل کرتا ہے پھر اسکو کوئی عزت نہیں دے سکتا۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ دونوں فریق مخالف جو اپنے رب کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں پھر جو

كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۝ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ ۝ وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ

منکر ہیں انکے لئے تو آگ کے کپڑے قطع کئے گئے ہیں اور انکے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جاویگا　کہ جس سے جو کچھ انکے پیٹ میں ہے (انتڑیاں وغیرہ) اور انکی کھال جھلس ہی جاویگی　اور انپر لوہے کے

حَدِيدٍ ۝ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

گرز پڑیں گے جب گھبرا کر وہاں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسمیں داخل کئے جاوینگے۔ اور کہا جاویگا) دوزخ کا عذاب چکھو

ترکیب

کثیر مبتدا من الناس صفت خبر اسطیون محذوف اور بعض کہتے ہیں من فی السمٰوٰت پر معطوف ہے تفصیل کیلئے یعصب جملہ مستانفہ او خبر ثانی بھی ہو سکتا ہے ۰

تفسیر

پہلے فرمایا تھا اللہ ہر چیز جانتا ہے جس سے اسکا علم وادراک کامل ثابت ہوا تھا جو یفصل بینہم یوم القیامۃ قیامت کے فیصلے کیلئے ضروری ہے اب یہاں الم تر سے قدرت وجبروت کا ثبوت کرتا ہے کہ اسکے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے اور جسکو وہ ذلت دیتا ہے کوئی اسکو عزت نہیں دیسکتا اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت کر دیا کہ جو لوگ اسکے سوا اوروں کو پوجتے ہیں (جیسا کہ مشرکین جنکا ذکر اگلی آیتوں میں آیا تھا) محض بیوقوف ہیں نہ اور کسیکو وہ علم ہے جو اللہ کو ہے نہ اسکی مانند کسیکو قدرت و سلطنت ہے اور قیامت میں فیصلہ کرنیکے لئے یہی دو وصف ضروری ہیں اسلئے اپنے فیصلہ کرنیکا ثبوت کر دیا کہ ہم قادر مطلق ہیں ہمارے آگے ہر ایک سرنگوں ہے تمہارے معبود وہاں کیا کرسکینگے اور یہاں بھی وہی جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ الم تر سے مراد الم تعلم یعنی تو کیا نہیں جانتا مراد ہے کہ او مخاطب تجھے خوب معلوم ہے دلائل وبراہین قدرت میں نظر کرنیسے چونکہ یہ بات بہت ظاہر تھی اسلئے الم تر سے تعبیر کیا یسجد لہ سجدہ کرنیسے مراد مسخر اور سرنگوں ہونا اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ تمام عالم ممکن ہے اور ممکن کو جس طرح اپنے حدوث میں واجب تعالیٰ کیطرف احتیاج ہے اسی طرح بقا میں بھی۔ پس ہر چیز کا ہمہ وقت اسکا محتاج رہنا اسکے آگے سجدہ کرنا ہے من فی السمٰوٰت ومن فی الارض اگرچہ جملہ علویات و سفلیات داخل ہیں لیکن ان مشرکین کے معبود کہ جو نزول قرآن کیوقت موجود تھے مفصلہ ذیل تھے اسلئے تعمیم کے بعد انکی تخصیص کیگئی والشمس والقمر والنجوم آفتاب اور چاند اور ستارے اکثر فرقہ صابیہ اور مجوس اور ہنود کے معبود ہیں انکے مرشدوں نے انہیں اشیاء کو پیکر نورانی سمجھکر انکی عبادت کو تقرب الٰہی کا ذریعہ بنایا اور بعد میں انہیں کو قاضی الحاجات سمجھنے لگے پھر انکے نام کے بت انکی مناسبات کے بناتے اور بڑے بڑے شاندار مکان بناکر انکی پرستش کرنے لگے یونانی بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر انسے اترکر والجبال پہاڑوں کے پتھر پوجنے لگے ہنود اور عرب کے معبود پتھروں کے اور پہاڑوں کی دھات تانبے پیتل کے تھے والشجر والدواب یہانتک کہ ہنود درختوں چارپایوں کو بھی پوجتے ہیں پیپل کا درخت اور گائے بیل بھی انکے معبود ہیں وکثیر من الناس بہت سے آدمیوں کو بھی پوجتے ہیں راجہ رامچندر و کرشن جی ہنود و مہادیو وبشن و برہما یہ سب انسان تھے جنکو ہنود پوجتے ہیں اسی طرح عرب کے مشرکوں نے لات منات عزیٰ اساف نائلہ ذی الخلصہ وغیرہ انسانوں کی مورتیں بنا رکھی تھیں انکو ہی قاضی الحاجات دافع البلیات جانتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے مصائب کیوقت انکو پکارتے تھے انکی دہائی دیتے تھے فرماتا ہے یہ سب چیزیں تو اللہ کے آگے جھک رہی ہیں اسی کے آگے سر جھکاتی ہیں بالخصوص انسان کہ جنکو یہ پوجتے ہیں بالاختیار اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور کرتے ہیں باقی یہ سب اشیاء اپنے بقا میں ہر دم اسی کی طرف محتاج ہیں اور اس کے حکم تکوین کے مسخر ہیں یہی انکا جھکنا اور سجدہ ہے پھر انکے مالک و خالق کو چھوڑ کر ان کو پوجنا کونسی عقلمندی ہے مگر آدمیوں میں سے ایسے بھی بدبخت اور بدعقل اور ذلیل ہیں کہ حق علیہ العذاب کہ باختیار خود اسکے آگے نہیں جھکتے اسکی مخلوق کے آگے جھکتے ہیں۔ ان ذلیلوں پر عذاب الٰہی ثابت ہو چکا ہے اور ذلت نوشتہ ازلی ہے ومن یہن اللہ فمالہ من مکرم کیونکہ جس کو وہ ذلت دے اسکو کون عزت دے سکتا ہے اور اس فعل میں خدا کو کون پوچھ سکتا ہے وہ فاعل مختار ہے اپنی حکمت و مصلحت سے

ع ۲ (۱۲) ۹

ف۱ بخاری و مسلم وغیرہ نے ابوذرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حمزہؓ و عبیدہؓ و علیؓ اور عتبہ اور شیبہ و ولید کے حق میں نازل ہوئی ہے جبکہ بدر کے روز یہ دونوں فریق مقابلہ کے لئے نکلے تھے اور صحیح بخاری میں حضرت علیؓ سے بھی منقول ہے کہ یہ آیت ہمارے مقابلہ میں نازل ہوئی ہے اور ابن عباس سے بھی منقول ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب اور مسلمان ہیں صادق آتی ہے ۱۲ منہ

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ

البتہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے ہی کام کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا کہ جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہاں انکو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس

فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ

ریشمی ہوگا۔ اور یہ وہی ہیں کہ جن کو اچھی بات کیطرف رہنمائی کی گئی اور عمدہ رستے کی انہیں ہدایت کی گئی۔ بےشک جو منکر ہوگئے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے اور (اس) مسجد الحرام سے روکتے ہیں

الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ ۚ وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ

کہ جسکو ہم نے سب لوگوں کیلئے معبد بنایا وہاں اس جگہ کا رہنے والا اور باہر والا دونوں برابر ہیں اور جو وہاں ظلم سے کجروی کرنا چاہے گا تو ہم اسکو دکھ دینے والا عذاب چکھاوینگے اور یاد کرو جبکہ ہم نے ابراہیم کے لئے کعبہ کی

الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ

جگہ معین کردی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنیوالوں اور قیام کرنیوالوں اور رکوع سجود کرنیوالوں کیلئے پاک رکھو اور لوگوں میں حج کی منادی کر تمہارے پاس لوگ پاپیادہ اور دبلے

ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾

اونٹوں پر (سوار ہوکر) دور دراز رستوں سے چلے آئیں گے

جو چاہے کرتا ہے اب یہ دو فریق ہوگئے ایک ذلیل جو اپنی مثل مخلوق کو پوجتے ہیں دوسرے عزت دار جو اللہ کے سوا کسیکو بھی نہیں پوجتے۔ اب دونوں فریق کا کیسا حال ہے ہٰذان خصمان اختصموا فی ربہم وہ یہ کہ آپس میں اپنے رب کے معاملہ میں باہم اختلاف کرتے ہیں۔ ذلیل فریق خدا میں عجز و حدوث کے اوصاف رذیلہ اپنے قیاس سے ثابت کرتا ہے کہ وہ سب کام آپ نہیں کرسکتا۔ اسنے ان ان اشخاص و اشیا کو یہ یہ کام بانٹ دیئے ہیں اسلئے ہم انکو پوجتے اور پکارتے ہیں۔ فریق عزت دار اسی کو قادر مطلق اور جملہ کاموں کا کرنے والا سمجھتا ہے وہی علام الغیوب ہے ہر ایک کی پکار بھی وہی سنتا ہے اور سن کر قضاء حاجت بھی کرتا ہے کیونکہ علیم بھی ہے رحیم بھی ہے بخلاف مخلوق کے اس کے بعد آپ ہی دونوں فریق کا انجام کار بتلاتا ہے۔ فریق ذلیل کا انجام ان آیات میں ہے فالذین کفروا کہ انکے لئے جہنم کے کپڑے تیار ہیں گرم پانی اور لوہے کے گرز اور وہاں سدا رہنا ہے۔ اگلی آیات میں فریق عزت دار کا انجام بیان فرماتا ہے۔

ان اللہ میں اس دوسرے فریق کا ذکر ہے کہ اللہ انکو بھی بہشتوں میں داخل کرے گا کہ جنمیں نہریں بہتی ہونگی اور وہ اسمیں جڑاؤ زیور اور موتی اور ریشمی لباس پہنیں گے پھر ان اہل ایمان کے وصف میں فرماتا ہے وہدوا الی الطیب من القول کہ یہ باتیں انکو اسوجہ سے نصیب ہونگی کہ دنیا میں اللہ کیطرف سے انکو اچھی بات اور عمدہ رستہ کی ہدایت کی گئی تھی اچھی بات کہ جس کو قول طیب سے تعبیر کیا کلمہ پاک لا الہ الا اللہ یا قرآن مجید ہے اور عمدہ رستہ دین اسلام ہے ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جنت میں جاکر اچھی باتیں کہنا ہے اسکی حمد و ثنا۔ گویا اسمیں روحانی نعمتوں کی طرف اشارہ ہے ان الذین کفروا ویصدون الخ یہاں سے اس فریق نافرمان کے پھر چند اوصاف بیان فرماتا ہے۔ بالخصوص انکے جو حضرت صلعم کے معاصر تھے کہ کفر کے علاوہ وہ لوگوں کو اللہ کے رستے سے بھی روکتے ہیں یعنی اسلام اور نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی سے۔ مشرکین مکہ ان لوگوں پر جو اسلام لاتے تھے بڑے ظلم و ستم کرکے انکو اسلام سے روکتے تھے اور بعض اسلام پر جھوٹے الزامات لگاکر اسکو رسوا کرنا چاہتے تھے۔ جیساکہ آجکل گمراہ فرقوں کے پیشوا کیا کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ سے

ف وأذن فی الناس حسن اور اکثر معتزلہ کہتے ہیں کہ یہاں سے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے پہلا کلام تمام ہوچکا یعنے اللہ تعالےٰ آنحضرت سے فرماتا ہے کہ اے محمد لوگوں میں حج کا اعلان کردو وہ تمہارے پاس حج کرنے نزدیک و دور سے چلے آوینگے یہ آیت فرضیت حج کے متعلق ہے تو جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ یہ بھی جملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے اسمیں انہیں کی طرف خطاب ہے کہ جب حضرت ابراہیم کعبہ تعمیر کرچکے تو پہلے انکو حکم دیا کہ تم لوگوں میں حج کے لئے پکار دو تاکہ لوگ حج کو آویں۔ اسمیں یہ مراد ہے کہ اے قریش مکہ جو ان لوگوں کو مسجد الحرام سے روکتے ہو نہ صرف خدا تعالیٰ بلکہ اپنے بزرگ ابراہیم خلیل اللہ کے بھی برخلاف کرتے ہو۔ ف۳ یاتوک رجالا وعلی کل ضامر ضامر دبلی دبلا اونٹنی جو اونٹنیاں سواری کی ہوتی ہیں کثرت سفر سے دبلی پتلی ہوجاتی ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ حج کو پاؤں سے یا اونٹنیوں پر سوار ہی ویں بلکہ عرب کی قوموں کے لحاظ سے یہ فرمایا جن کی سواری بیشتر اونٹوں ہی پر ہوتی ہے ورنہ مراد عموم ہے کہ ہر قسم کے لوگ آویں گے ۱۲ حقانی

ف۲ حج کے لئے آنا بحکم ابراہیم گویا انکے پاس آنا ہے یا انکی حیات کے لحاظ سے زمانہ میں انکے پاس لوگ حج کرنیکو آنے لگے تھے ۱۲ منہ

لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا

تاکہ اپنے فوائد کو دیکھیں اور تاکہ جو چارپائے خدا نے انکو دے رکھے ہیں انپر ایام مقررہ میں خدا کا نام یاد کیا کریں (قربانی کرتے ہیں اسکا نام لیا کریں) پھر انمیں سے آپ بھی کھاؤ اور

الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝ ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ

محتاج فقیر کو بھی کھلاؤ پھر چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں (احرام کھولکر) اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم گھر (کعبہ) کا طواف کریں۔ بات یہ ہے اور جو اسکی محترم چیزوں کی تعظیم کریگا سو اسکے

عِندَ رَبِّهِ ۗ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝ حُنَفَاءَ لِلَّهِ

اسکے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لئے مواشی حلال کر دیئے گئے مگر وہ جو تمکو پڑھکر سنائے جاتے ہیں (مردار وغیرہ) پھر بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے بھی دور رہا کرو۔ خاص اللہ کے

غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ۝

ہوکر رہو اسکے ساتھ کسیکو شریک کرنیوالے نہ ہو اور جو اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر یا تو اسکو پرندے اچک لیجاتے ہیں یا اسکو ہوا اڑا کر کسی دور جگہ میں پھینک رہی ہے۔

ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

بات یہ ہے اور جو کوئی اللہ کے شعائر کی حرمت مانتا ہے سو یہ دل کی پرہیزگاری ہے۔ تمہارے لیے (قربانی کے جانوروں میں) ایک وقت معین تک فوائد ہیں۔ پھر انکو قدیم گھر تک پہنچانا چاہیئے

بھی روکتے تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابی سفیان وغیرہ کے حق میں ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کو عام حدیبیہ میں عمرہ سے روکدیا تھا۔ کبیر اگر حدیبیہ کا واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہو تو یہ صاف ہے ورنہ یوں بھی وہ روکدیا کرتے تھے باہم لڑائی بھڑائی کے خوف سے لوگ بجز ایک خاص موسم کے نہیں آسکتے تھے اور جب اسلام پھیلا تو مسلمان قبائل کو تو آنے سے روک ہی دیا تھا اسکے بعد مسجد الحرام کے اوصاف بیان فرماتا ہے (۱) یہاں عاکف مقیم وہاں حاضر اور بادی (الطاری من البدو وھو النازل الیہ من غربۃ کبیر) یعنی مقیم و مسافر دونوں برابر ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں۔ مکہ کی سکونت میں اور وہاں کے ٹھیرنے میں سب برابر ہیں جو پہلے آوے اور ٹھیر جاوے وہی مستحق ہے اور یہی قتادہ و سعید بن جبیر کا قول ہے انکے نزدیک مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا اور بیع کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ وہ زمین کسی کی ملک نہیں ہوسکتی اور یہی مذہب ابن عمرؓ و عمر بن عبدالعزیز و امام ابوحنیفہ و اسحاق حنظلی کا ہے انکی دلیل یہ آیت اور بعض احادیث ہیں۔ اس تقدیر پر مسجد الحرام سے مراد مکہ ہے۔ اور علماء کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ خاص حرم کسی کی ملک نہیں یہاں ہر ایک مقیم و مسافر کا نماز پڑھنے اور عبادت کرنے میں برابر حق ہے۔ اور مکہ کے مکانات کی بیع آنحضرت صلعم کے عہد میں برابر ہوتی تھی (۲) ومن یرد فیہ بالحاد الحاد لحد سے مشتق ہے بمعنی کجی۔ اسکی تفسیر میں چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں شرک مراد ہے بعض کہتے ہیں حرم میں شکار کرنا بعض کہتے ہیں کسیکو مارنا ستانا مگر صحیح تر یہ ہے کہ عموماً ممنوعات مراد ہیں ان سب پر عذاب ہے۔ اسکے بعد اس مسجد کی تعمیر اور فریضۂ حج کے متعلق ارشاد فرماتا ہے کہ واذ بوانا لابراہیم الخ کہ اس گھر کے بنانیکا ابراہیم کو جہنے ہی حکمدیا تھا یہ جگہ خدا کی عبادت کرنیکے لیے مخصوص کردی تھی کہ ایک عبادتخانہ بنا کہ جسکے اردگرد لوگ طواف کریں خدائے غیر جسم کے آگے اسطرح سے قربان ہوں اور خدا پرست اسمیں کھڑے ہوکر نماز ادا کیا کریں اور رکوع کرنیوالے رکوع اور سجدہ کرنیوالے وہاں خدائے واحد کو سجدہ کیا کریں اور اس گھر کو پاک صاف کریں اور وہاں کسی قسم کی پرستش غیر اللہ کی نہوا کرے۔ اسمیں قریش مکہ پر تعریض ہے کہ تم ایسے نالائق مجاور ہو کہ تم نے اس گھر کو خلاف منشائے بانی بت خانہ بنادیا (بتوں کی) نجاست سے گندہ کردیا۔ اور بنتے ہی ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ پکار دے کہ خدا پرست یہاں آکر حج کیا کریں۔ مراسم خداپرستی بجالائیں۔ اس صلائے عام سے ہر دور دراز سے خدا پرست پاپیادے اور سوار ہوکر کشادہ رستوں اور تنگ گھاٹیوں سے چلے آئینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے عرفات کی پہاڑی پر چڑھکر پکار دیا۔ اسوقت سے یہ جشن خداپرستی قائم ہوا یہ عرب کے جاہلوں کا بت پرستی کیلئے سالانہ میلہ نہیں ہے۔ اسکے بعد حج کے فوائد اور قربانی کے طریقے ارشاد فرماتا ہے۔

تفسیر لیشھدوا منافع لھم حج کے منافع دو قسم کے ہیں ایک منافع دنیا سو وہ بھی بے شمار ہیں۔ اول تمام اہل مذہب کا ایک جگہ جمع ہونا [illegible] جلسہ کرنا۔

(۲) ایک قوم کا دوسرے سے علم و ہنر میں مستفید ہونا (۳) دور دراز کے صحیح صحیح حالات کا باہم پہنچانا (۴) پھر اس سے تجارت و دیگر امور دنیا دیہ میں فوائد حاصل کرنا (۵) تجارت کے منافع سے مستفید ہونا (۶) قوت اجتماعیہ اور اخوت دینیہ کا استوار کرنا (۷) جس بات پر تمام قوم کو اتفاق کرنا ہو وہاں اس متبرک جگہ میں اسکا بسہولت میسر آنا۔ (۸) سفر کا عادی ہونا ریاضت و مشقت و تجربہ حاصل کرنا وغیرہ۔ **دوسرے** فوائد دینیہ وہ بھی بہت ہیں۔ صدہا ہزارہا خدا پرستوں کا ایک جگہ جمع ہو کر دنیا میں آسمانی سلطنت کا نمونہ دکھانا (۲) ایک پر دوسرے کے انوار و برکات کا منعکس ہونا (۳) حضرت ابراہیم رئیس الموحدین کی یادگار کا جلسہ خصوصاً انہیں کے عاشقانہ لباس و ہیئت میں اور تہلیل و تکبیر پہاڑوں پر پکارنا قربانی کرنا (۴) تمام خلائق کو یہ دکھا دینا کہ دنیا میں بھی ایک جماعت ہے کہ جو خاص اسکی پیرو ہے جس سے عام طبائع پر توحید و خدا پرستی کا ایک ولولہ پیدا ہو وغیرہ۔ ان سب کی طرف اس جملہ میں مجملاً ایماء ہے۔ لیشہدوا منافع لہم۔ پھر بعض فوائد کی تفصیل فرماتا ہے فقال ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات کہ چند معین دنوں میں اللہ کا نام لیا کریں۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد قربانی کرنا ہے جسکا قرینہ علیٰ ما رزقہم اللہ الخ ہے کیونکہ قربانی میں اللہ کا نام کسی چیز یعنی جانور پر ذکر کیا جاتا ہے تکبیر بسم اللہ واللہ اکبر کہی جاتی ہے اور یہ بھی اللہم منک والیک اور یہ بھی۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین *

اکثر علما کہتے ہیں۔ ایام معلومات سے مراد عشرہ ذی الحجہ ہے اور معدودات سے ایام التشریق اور یہ مجاہد و عطا و قتادہ و حسن و سعید بن جبیر و ابن عباس کا قول ہے اور اسیکو شافعیؒ اور ابو حنیفہؒ نے اختیار کیا ہے کیونکہ یہ ایام عرب کو زیادہ معلوم ہوا کرتے تھے۔ اور اب بھی معلوم ہوا کرتے ہیں اسلئے کہ انہیں کے آخر میں حج کا وقت ہے اور اسیطرح قربانی بھی انہیں ایام میں سے یوم النحر کو ہوتی ہے یعنی دسویں تاریخ۔ خلاصہ یہ ایام معلومات سے عشرہ ذی الحجہ کا مراد ہے اور اسکے جزو اخیر میں یہ قربانی دسویں تاریخ ہوتی ہے۔ عطاء کی روایت میں ابن عباسؓ سے یوں منقول ہے کہ ایام معلومات سے یوم النحر اور اسکے بعد کے اور تین روز مراد ہیں۔ کیونکہ یہ ایام قربانی کے لیئے عرب میں معلوم و معین تھے اور یہی قول صاحبین کا ہے اور اسیکو ابو مسلم نے پسند کیا ہے *

بہیمۃ الانعام بہیمۃ ہر چارپائے کو کہتے ہیں خواہ بری ہو خواہ بحری۔ اس معنے میں یہ لفظ مبہم تھا پھر جب اسکے ساتھ الانعام لگا دیا تو تعین ہوگئی یعنے اونٹ گائے بیل۔ دنبہ بکرا (کشاف)۔

فکلوا منہا بعض کہتے ہیں یہ امر وجوب کیلئے ہے کیونکہ ایام جاہلیت میں برسم ہود یا خود اپنی قربانی میں سے آپ نہیں کھاتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے دفع حرج کے لیئے مسلمانوں کو قربانی میں سے کھانے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر علما کہتے ہیں امر وجوب کیلیئے نہیں بلکہ اباحت کے لیئے یعنی ہدی تطوع و تمتعہ و قران میں سے آپ بھی کچھ کھاوے اور باقی فقیروں محتاجوں کو دیوے۔ بعض کہتے ہیں نصف آپ کھاوے اور نصف کو تصدق کرے بعض کہتے ہیں تین حصے کرے ایک حصہ اپنے لیئے ایک احباب و اقارب کیلیئے ایک مساکین کے لیئے۔ مگر جو قربانیاں کہ نذر یا کفارات یا حج کے جنایات میں کی جاتی ہیں انمیں سے بالاتفاق نہ کھانا چاہیئے۔ سب کو تصدق کر دینا چاہیئے یہ مساکین کا حق ہے پہلی امتوں میں قربانیوں کو خواہ کسی قسم کی ہوں کھاتے نہ تھے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کھانیکی اجازت صرف اس قربانی میں ہے جو تطوعاً ہو۔ ثم لیقضوا تفثہم۔ مبرد کہتے ہیں۔ تفث کلام عرب میں ناپاکی کو کہتے ہیں جو انسان کے لگتی ہے اسمیں میل کچیل ناخونوں کا بڑھنا حجامت کا بڑھ جانا سب آگیا مراد یہ کہ حج میں قربانی کر کے احرام کھولدو حجامت بنواؤ نہاؤ دھوؤ میل کچیل دور کرو ولیقضوا اے لیزیلوا ازالۃ وسخہم۔ ولیوفوا نذورہم اور جو کچھ ہدایا اور قربانیاں تمنے نذر مانیں ہیں انکو بھی پورا کرو۔ یا یہ مراد کہ حج میں جو چیزیں واجب ہوتی ہیں کہ جن بغیر حج پورا نہیں ہوتا جیسا کہ دم قران و تمتع وغیرہ انکو پورا کرو۔ نذورہم مواجب حجہم والعرب یقول لکل من خرج عما وجب علیہ وفی بنذرہ وان لم ینذر او ما ینذرونہ من اعمال البر فی حجہم (مدارک)۔

[illegible]

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝

اور ہر گروہ کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تاکہ جو کچھ خدا نے انکو چارپائے عطا کیے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں۔ سو تم سب کا خدا ایک ہی خدا ہے پس اسی کے حکم مانو اور (اے نبی) اللہ سے عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری دو

الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم

کہ جب اللہ کا نام ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر مصیبت آ پڑتی ہے تو اس پر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کیا کرتے ہیں۔ اور (مسلمانو) ہم نے تمہارے لئے (قربانی کے) اونٹ کو

مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ ۖ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ

اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے بھی ہیں۔ پس ان پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو یعنی بسم اللہ کہہ کے ذبح کرو پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور قانع اور سوالی کو بھی کھلاؤ

كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اللہ نے انکو تمہارے لیئے ایسا مسخر کر دیا تاکہ تم شکر کرو اللہ کو تو نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ خون البتہ تمہاری پرہیزگاری اُسکے پاس پہنچتی ہے اسطرح سے انکو تمہارے لیے مسخر کر دیا

لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ يُدَافِعُ عَنِ الَّذِينَ آمَنُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

تاکہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اسپر کہ اس نے تمکو ہدایت کی اور (اے نبی) نیکبختوں کو خوشخبری سنا دو۔ بیشک اللہ حمایت کرتا ہے ایمان داروں کی اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا

ولیطوفوا بالبیت العتیق قربانی کے بعد جو دسویں تاریخ منیٰ میں ہوتی ہے احرام کھول دیتے ہیں پھر اسکے بعد خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں جسکا اس جملہ میں حکم دیتا ہے بالاتفاق اس طواف سے مراد طواف واجب ہے جسکو طواف الزیارہ اور طواف الافاضہ کہتے ہیں۔ کعبہ کو بیت العتیق کہا عتیق قدیم اور پرانے کو کہتے ہیں سو کعبہ حضرت ابراہیم کا بنایا ہوا ہے اس سے پرانا اور قدیم عبادت خانہ دنیا پر اور کوئی نہیں۔ یہ احکام بیان فرما کر فرماتا ہے ذٰلک کہ بات یہی ہے جو بیان کی۔ یہ عرب کا محاورہ ہے ایک کلام تمام کر کے یہ جملہ بولا کرتے ہیں جسطرح ہذا۔ پھر فرماتا ہے کہ جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کی رعایت کریگا تو یہ اُسکے لیئے عند اللہ بہتر ہے ومن یعظم حرمات اللہ حرمات اللہ وہ امور کہ جنسے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے اور انکی تعظیم اُنسے بچنا ہے۔ زجاج نے کہا ہے حرمت وہ ہے کہ جسکے قائم رکھنے کا اللہ نے حکم دیا اور اس میں کمی کرنا حرام ہو۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اسجگہ حرمات اللہ سے مراد مناسک حج ہیں۔ منجملہ انکے احرام میں شکار نہ کھیلنا اور فحش باتوں کی ممانعت ہے اسلیئے اسکے بعد احرام کے متعلق ذکر کرتا ہے واحلت لکم الانعام الا مایتلیٰ علیکم کہ احرام میں تمہارے لیے سب چارپائے حلال ہیں انکو ذبح کر کے گوشت کھانا مباح ہے مگر وہ جو تمسے سورہ مائدہ میں بیان کئے گئے وہ درست نہیں۔ خنزیر وغیرہ اور وہاں وانتم حرم بھی فرما دیا ہے کہ جس سے یہ بات نکلی کہ ان چارپایوں میں سے جو وحشی جانور ہیں جن کا شکار کیا جاتا ہے محرم کے لئے انکا شکار کرنا ممنوع ہے ہاں غیر محرم شکار کر کے لاوے تو کھا لینا درست ہے۔

خلاصہ یہ کہ احرام کی حالت میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ ان حلال جانوروں کے گوشت کی بھی ممانعت ہے بلکہ حرام جانوروں کی اور شکار کرنے کی یہ لب لباب ہے تمام احادیث و اقوال کا۔ گوشت سے کیا پرہیز ہے۔ بچنے کی تو یہ چیزیں ہیں فاجتنبوا الرجس من الاوثان کہ بتوں سے بچو جو ناپاک چیز ہے اور اجتنبوا قول الزور اور جھوٹی اور لغویات سے بچو۔ ابن مسعودؓ کہتے ہیں قول الزور سے مراد جھوٹی گواہی ہے۔ بعض کہتے ہیں اس سے مراد مشرکین کا وہ قول ہے جو حج میں کہا کرتے تھے۔ لاشریک لک لبیک الا شریکا ہو لک الخ پھر اخیر تک توحید کی تاکید اور شرک کی مذمت بیان فرماتا ہے اور مشرک کو اس بدنصیب سے تشبیہ دیتا ہے جو آسمان سے گرے اور پھر پرندے اس کی تکے بوٹی کرلیں یا ہوا سے کہیں دور جا پڑے مراد یہ کہ اسکا بالکل ستیاناس ہو گیا۔

قربانی کے جانوروں کو عرب اپنے ساتھ کعبہ میں لایا کرتے تھے یا پہلے بھیج دیتے تھے اور ایسے جانوروں کو کہ جن میں بیشتر اونٹ ہوتے تھے ہدی کہتے تھے

اب ان جانوروں کی نسبت فرماتا ہے لکم فیہا منافع کہ تمہارے لئے ان میں فوائد رکھے ہیں پہر بوقت ضرورت سوار ہو لینا یا بوقت حاجت انکا دودہ پینا درست ہے، کب تک الیٰ اجل مسمّٰی ایک مدت مقرر تک یعنی ذبح ہونے تک ثم محلہا الی البیت العتیق پہر وقت ذبح کا انکے منتہی ہوتا ہے کعبہ تک۔ کعبہ سے مراد حرم ہے یعنی پہر اسکو حرم میں ذبح کرنا چاہیئے کیونکہ حرم کی زمین بہی یہی حکم رکہتی ہے (مدارک) اس آیت کی تفسیر میں جبکہ فیہا کی ضمیر بہائم کیطرف رجوع کیجائے دو قول ہیں (۱) یہ کہ تمہارے لئے ان بہائم میں انکے ہدی مقرر کرنیسے پہلے منافع اور فوائد رکھے ہیں انسے بچے لو۔ دودہ پیو انپر سواری کرو وغیرہ مگر جبکہ انکو ہدی مقرر کر چکو اور خدا کے نام پاک پر ذبح کرنیکے لئے انکو کعبہ روانہ کردو تب یہ منافع حاصل نکرنے چاہئیں۔ یہ ابن عباس اور مجاہد و قتادہ و ضحاک کا قول ہے۔ پہر اسمیں بعض علماء یہ بہی فرماتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہدی پر سوار ہو لینا یا اسکا دودہ پی لینا کچہ مضائقہ نہیں اور علماء احناف اسی طرف گئے ہیں اور یہی قوی ہے (۲) یہ کہ ہدی بنانیکے بعد بہی تمہارے لئے یہ منافع درست ہیں اور یہ قول مالک و شافعی و احمد و اسحاق کا ہے اس حدیث کی کہ جسکو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا کہ ایک شخص کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدی کو ہانکتے دیکھکر فرمایا کہ سوار ہو لے اُس نے عرض کیا کہ یہ ہدی ہے دوبارہ آپ نے فرمایا اُسنے یہی جواب دیا تیسری بار آپ نے فرمایا کمبخت سوار ہو چلا رہ مالک۔ مگر یہ حدیث فریق اول پر حجت نہیں ہو سکتی کس لئے کہ غالباً آنحضرت صلعم نے اس تاکید کے ساتہ اسکی ضرورت سمجہکر حکم دیا ہو۔

بعض مفسرین فیہا کی ضمیر شعائر کیطرف رجوع کرتے ہیں جس سے مراد مناسک مشاہد مکہ مراد لیتے ہیں اور ثم محلہا الی البیت یعنے احرام کہولنے کا موقع بیت اللہ ہے طواف زیارت کرنیکے بعد۔ اور جب ہدی روانہ کر چکے اور کسی دشمن کے خوف سے یا مرض کیوجہ سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خلافاً للشافعیؒ کعبہ جانے سے رک جاوے تو ہدی کو کعبہ روانہ کردے اور جب معلوم کرلے کہ آج ہدی کی قربانی ہوگئی ہوگی تو احرام کہولدے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحلقوا رؤسکم حتی یبلغ الہدی محلہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں فوراً احرام کہولدے ہدی بعد میں ذبح ہو جاوے گی کیونکہ رخصت کا یہی مقتضے ہے (ہدایہ)۔

کوتاہ اندیش اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ اب بہی ہنود اور عیسائی قربانی پر اعتراض کرتے ہیں کہ کسی جانور کے ذبح کرنیسے کیا خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے ناحق جانوروں کو مارتے ہیں یہ رسم جاہلیت ہے اسکا تحقیقی جواب تو اگلی آیت میں دیتا ہے کہ لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم جسکی تشریح اب آگے چلکر ہم کرینگے۔ لیکن الزامی جواب پہلے عنایت فرماتا ہے فقال ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ علیٰ ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فالہکم الٰہ واحد فلہ اسلموا کہ تم سے پیشتر ہی ہمنے ہر قوم کے لئے رسم قربانی اللہ کا نام یاد کرنیکے لئے جاری کی ہے کچہ نئی بات نہیں حضرت موسٰے اور یعقوب و اسحاق و ابراہیم علیہم السلام کی شریعتوں میں بہی قربانی کا دستور خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے تہا جیسا کہ ابتک اہل کتاب کی کتب میں پایا جاتا ہے اور اسیطرح ہنود کے ہاں بہی قربانیاں ہیں قدیم سے بلدان چلا آتا ہے پس تمہارے لئے مسلمانوں اور انکا جدا جدا خدا نہیں بلکہ ایک ہی خدا ہے جسنے انکو حکم دیا تہا اُسنے تم کو بہی دیا پس اسکا کہا مانو قربانی کرو اور اُسپر خاص اللہ ہی کا نام لو۔ اور اسیطرح اُسکی سب باتوں میں فرمانبرداری کرو اور اسکی پوری فرمانبرداری کرنیوالے کو مخبت کہتے ہیں اسلئے اسکے بعد مخبتین کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ اور خوشخبری دینے کا حکم دیتا ہے بقولہ وبشر المخبتین پہر مخبتین کے اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اللہ کے ذکر سے انکے دل کانپ اُٹہتے ہیں پہر اسکے دو آثار ہیں اول سختیوں پر صبر کرنا خدا کے رستے میں بیماری تنگدستی و دیگر مصائب کی برداشت کرکے ثابت قدم رہنا یہ اول سیڑہی ہے اسلئے پہلے اسی کو ذکر کرتا ہے والصابرین علیٰ ما اصابہم دوم جان اور مال سے اُسکی خدمت میں حاضر ہونا جان کی خدمت اہم ہے اسلئے پہلے اسکو ذکر کرتا ہے والمقیمی الصلوۃ نماز میں کامل درجہ کی جانی خدمت ہے اسکے بعد مالی اسکو اس جملہ میں ذکر کرتا ہے ومما رزقنہم ینفقون کہ وہ ہمارے دیئے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بہی کرتے ہیں منجملہ اسکے بڑی کارروائی قربانی ہے اسمیں الحاج جواب تحقیقی بہی آگیا کہ قربانی اسلئے ہے اسکے بعد پہر قربانی کا ذکر شروع کرتا ہے بقولہ والبدن جعلنہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر البدن جمع بدنۃ کخشب و خشبۃ اس سے شافعی کے نزدیک مراد وہ اونٹ ہیں کہ جو قربانی کیلئے حرم کیطرف بہیجے جاویں اور اُنکے بڑے بدن ہونیکی وجہ سے انکو بدنہ کہتے ہیں

اور امام مالک و ابوحنیفہ علاوہ گائے بیل کو بھی بدنہ کہتے ہیں گرچہ بکری کی بھی حج وغیرہ میں قربانی جائز ہے لیکن اسکے صغر جسم سے اسکو بدنہ نہیں کہتے اکثر مگر یہاں بدنہ سے اونٹ ہی مراد ہے کہ یہ جانور تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے بارکش اور عجیب الخلقۃ جانور تمہارے لئے کیسا مسخر کر دیا لکم فیہا خیر تمہارے لئے اسمیں بہت کچھ منافع رکھے ہیں۔ پس ایسی پیاری چیز کو کہ جسکو عرب جان کی برابر عزیز رکھتے ہیں اپنی جان قربان کرنیکی عوض اسکی قربانی کرو فاذکروا اسم اللہ علیہا صواف کہ اسکو کھڑا کرکے پاؤں باندھکر اسپر اللہ کا نام لو ذبح کی تکبیر پڑھو بسم اللہ واللہ اکبر اور اس طرح سے قربانی کرنے کو نحر کہتے ہیں ہدایہ میں ہے والافضل فی الابل النحر وفی البقر والغنم الذبح کہ بدنہ کے لئے نحر افضل ہے اور گائے بکری کے لئے ذبح کرنا افضل ہے لقولہ تعالے فصل لربک وانحر آنحضرت صلعم نے بھی ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے اگر بٹھا کر بھی ذبح کریگا تو جائز ہوگا جب نحر کر چکو اور وہ زمین پر گر پڑے یعنی جان نکل جاوے تو آپ بھی کھاؤ اور محتاجوں فقیروں کو بھی کھلاؤ فاذا وجبت جنوبہا الخ وجبت الجنوب کے معنی زمین پر گر پڑنا کہتے ہیں وجبت الحائط وجبۃ اذا سقطت علی الارض اطعموا القانع والمعتر قانع سے مراد وہ محتاج ہے کہ جو قناعت کرے اور لوگوں سے مانگتا نہ پھرے اور معتر وہ جو مانگتا پھرے غرض یہ کہ دونوں کو دو۔ اور خود بھی کھاؤ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ اب اس جواب تحقیقی کو شروع کرتا ہے اور اسی کے ضمن میں ایک رسم جاہلیت پر تعریض کرتا ہے فقال لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم کہ اللہ کے پاس ان قربانیوں کا نہ تو گوشت جاتا ہے نہ خون بلکہ تمہارا تقوی پہونچتا ہے صاحب معالم التنزیل وغیرہ نے اس آیت کی شان نزول میں یوں لکھا ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب قربانی کر کے اسکا گوشت اور خون بتوں کے آگے رکھتے اور خون اونسے مل دیتے تھے اور اسی طرح کعبہ کی دیواروں کو بھی خون لگاتے تھے اس بات کی رد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ قربانیوں کا خون اور گوشت اللہ کو مطلوب نہیں یہ اسکے پاس نہیں جاتا ہاں اس قربانی سے تمہارا تقوی مطلوب ہے اور وہی اسکے پاس جاتا ہے۔

ف قربانی کا تحقیقی جواب

اس آیت سے جواب تحقیقی یوں نکلتا ہے کہ بندہ کا کمال اور اسکی سعادت یہ ہے کہ اپنے معبود حقیقی اور خالق کی دل سے محبت کرے اور طبائع بشریہ میں محبت کا اخیر درجہ اسپر فدا اور قربان ہو جانا ہے اور اسلئے اظہار محبت کے مقامات پر ایسے الفاظ کا استعمال کیا جاتا ہے کہ تیرے قربان تجھ پر فدا اور یہ بات حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے پروانہ کا شمع پر جلنا اظہر من الشمس ہے حقیقی قربانی تو فنا فی اللہ ہونا ہے جو خاصان خدا کا حصہ خاص ہے مگر اپنی محبوب ترین چیز کا قربان کرنا بھی اسکے قائم مقام ہے اور اپنے نفس کے بعد انسان کو دو چیز زیادہ تر محبوب ہیں اولاد اور مال اسلئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنی قربانی فنا فی اللہ کے بعد اپنے پیارے فرزند حضرت اسمٰعیل کی قربانی کا قصد مصمم کیا اور حج تو سراسر افعال عاشقانہ ہیں حضرت ابراہیم کی یادگار ہے اور نفس اور اولاد کا قربان کرنا ہر ایک کا کام نہیں مال میں سے حیوانات اونٹ بکری دنبہ گائے جو مرغوب چیز ہے اور انسان کے ساتھ حیوانیت میں شریک بھی ہیں اسلئے انکی قربانی جاری کی گئی۔ تقوی خدا کے پاس پہنچنے سے یہی مراد ہے اسکے بعد فرماتا ہے کذلک سخرہا لکم لتکبروا اللہ علی ماہداکم کہ یہ جانور اسلئے تمہارے بس میں کر دیئے گئے کہ تم اسکی رہنمائی کے موافق بوقت نحر یا ذبح اللہ کے نام کی تکبیر بیان کرو پھر اس دلیل کے بعد اسکے حکم ماننے والوں کے لئے آنحضرت صلعم کو مژدہ دینے کا حکم دیتا ہے وبشر المحسنین خدا تعالے کیساتھ تقرب حاصل کرنا اعلیٰ درجہ کا احسان یعنی نیکی ہے پہلے ذکر تھا کہ کفار مسجد الحرام سے روکتے ہیں یہاں فضائل حج قربانی اور ایمانداروں کے اوصاف ذکر کر کے ایمانداروں کی حمایت کا مژدہ سناتا ہے فقولہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا اور کافروں سے نفرت ظاہر کرتا ہے ان اللہ لا یحب کل خوان کفور پہلے ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا میں مسلمانوں کے لئے انکی حالت مظلومی پر مقابلہ کا اشارہ تھا مگر اسکے بعد بھی کفار قریش ظلم و ستم سے باز نہ آتے تھے آنحضرت کے پاس مسلمان زخمی ہو کر اور پٹ کر آیا کرتے تھے اور شکایت کر کے مقابلہ کی اجازت چاہتے تھے مگر آپ فرماتے تھے کہ صبر کرو پھر آپ مدینہ میں گئے تو یہ آیت اذن للذین الخ نازل ہوئی یہ اجازت جہاد میں اول آیت ہے۔

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انا ابن الذبیحین کہ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں اس سے حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کیطرف اشارہ ہو تو بعید نہیں ۱۲ منہ

[2] یعنی اللہ تعالی التقریر میں بھی اور معاملات میں بھی ایمانداروں کی حمایت کرتا ہے اسمیں اشارہ ہے کہ انجام کار انکو غالب کریگا کفار روکنے کے قابل نہ رہینگے ۱۲ منہ

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا

جن (مسلمانوں) سے کافر لڑتے ہیں انکے لئے (جنگ کی) اجازت دی گئی کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور البتہ اللہ انکی مدد پر قادر ہے وہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے صرف اس کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے

اللّٰهُ ؕ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹوانا تو تکئے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں کہ جن میں اللہ کی بہت یاد کیجاتی ہے ڈھائی جا چکتی اور بے شک جو اللہ کی مدد کرے گا

اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيْزٌ ۞ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ

تو اللہ بھی اسکی مدد کریگا البتہ اللہ قوی زبردست ہے انکی مدد کریگا کہ اگر ہم انکے پاؤں ملک میں جماویں حاکم کردیں تو نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور نیک باتوں کا حکم کیا کریں اور بری باتوں سے منع کیا کریں۔

الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۞ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۙ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۙ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ

اور ہر بات کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ ہے (اے نبی) اگر وہ آپکو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد و ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین والے اپنے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں اور موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں

مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۞ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ

پھر میں نے منکروں کو (چندے) مہلت دی پھر انکو پکڑ لیا سو دیکھا ہماری کیسی پکڑ تھی (الغرض) کتنی بستیوں کو ہم غارت کر چکے ہیں اور وہ نافرمان تھیں سو وہ اپنی چھتوں سمیت ڈھی پڑی ہیں

مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ۞ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى

اور رکھنے کے کنوئیں نکمے پڑے ہیں اور بہت سے مستحکم محل اجڑے پڑے ہیں پھر کیا وہ ملک میں نہیں پھرے (جلکر دیکھتے) تو انکے ایسے دل ہوتے کہ جن سے سمجھتے یا ایسے کان ہوتے کہ جن سے وہ سنتے پھر کچھ آنکھیں تو اندھی

الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ۞ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

ہوجایا کرتیں پر اندھے تو دل ہی ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں (اے رسول وہ) آپ سے عذاب مانگنے میں جلدی کرتے ہیں۔ اور اللہ تو ہرگز اپنے وعدہ کا خلاف نہ کریگا اور تمہارے رب کے نزدیک ایکدن تمہاری

رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الْمَصِيْرُ ۞

گنتی کے ہزار برس کے برابر ہے اور کتنی ایک نافرمان بستیوں کو ہمنے مہلت دی اور وہ نافرماں تھیں پھر ہمنے انکو پکڑ لیا آخر پھر کر تو ہمارے ہی پاس آنا ہے

ع ۱۴

مقاتل کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ ہی میں نازل ہوئی ہے اسمیں خاص ان لوگوں کو جہاد کی اجازت ہے جو انکے ظلم و ستم سے ہجرت کرکے باہر جانا چاہتے تھے اور کفار انکو زبردستی سے روکتے تھے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو جہاد کی اجازت ہے اور سبب اجازت بھی بیان کر دیا بانہم ظلموا کہ مسلمانوں پر ظلم کیا گیا اسلئے انکو اجازت ہے کہ مقابلہ کریں۔ اہل مدینہ و ابن عامر و حفص یقاتلون کو بفتح تا پڑھتے ہیں یعنی ان مومنوں کو اجازت ہے کہ جنسے کفار مقابلہ کرتے ہیں لڑتے مارتے ہیں قتل کرتے ہیں پھر انکو وعدہ دیتا ہے کہ ان اللہ علی نصرہم لقدیر ان کی مدد پر قادر ہے یعنی انکو غالب کریگا چنانچہ جب مظلوم مسلمانوں نے جہاد کی تلوار کھینچی تو سب کو زیر کر دیا اس کے بعد ان مسلمانوں کی حالت مظلومی بیان فرماتا ہے الذین اخرجوا من دیارہم الخ کہ جنکو جہاد کی اجازت دی گئی ہے یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے ہیں صرف اس جرم پر کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتے ہیں اور کسی کو شریک نہیں کرتے۔ اس کے بعد اجازت جہاد کا سبب بیان فرماتا ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع الخ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے شریروں سرکشوں کے شر اور انکی سینہ زوری کو دوسرے لوگوں یعنی خدا پرستوں کے ہاتھ سے مٹاتا رہا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو نہ اگلے انبیاء کے عبادتخانے باقی رہتے نہ حال کے نبی کے عبادت خانے باقی رہیں نہ نماز و عبادت جاری رہے، صوامع جمع صومعہ۔ مجاہد و ضحاک کہتے ہیں صوامع رہبان کے عبادت خانوں کو کہتے ہیں قتادہ کہتے ہیں فرقہ صابئین کے عبادت گاہ ہونکا نام ہے بیع جمع بیعۃ نصاریٰ کے گرجے صلوات یہود کی نماز کی جگہ مساجد جمع مسجد اہل اسلام کے عبادتگاہ۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۞ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

(اے نبی) کہدو کہ لوگو میں جو ہوں تو صرف تمکو صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں۔ پھر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے تو انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہو اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے

مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۞ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا

پست کرنے میں کوشش کی سو وہی دوزخی ہیں۔ اور ہم نے اسے نبی تجھ سے پہلے کوئی بھی ایسا رسول نہیں بھیجا اور نہ نبی کہ اسنے جب کوئی تمنا کی ہو اور شیطان نے اسکے تمنا میں کچھ آمیزش نہ کی ہو الغرض

يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۗ

شیطان کی آمیزش کو دور کرکے اپنی آیتوں کو مستحکم کردیا کرتا ہو اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ تاکہ شیطانی آمیزش کو ان لوگوں کیلئے کہ جنکے دلوں میں مرض (شک) ہو اور جنکے دل سخت ہیں انکو آزمائش بنادے

وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۞ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۗ وَاِنَّ

اور بیشک ظالم تو بڑے ضد میں پڑے ہوتے ہیں　　اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ علم والے اسکو حق اور اپنے رب کی طرف سے جانکر اسپر ایمان لاویں اور انکے دل اسکے آگے جھک پڑیں اور اللہ

اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۞

ایمانداروں کو سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے

ابو العالیہ کہتے ہیں صوامع نصاریٰ کے اور بیع یہود کے اور صلوات صابیوں کے اور مساجد مسلمانوں کے عبادت خانے۔ بعض کہتے ہیں یہ سب مساجد مسلمین کے نام ہیں اوصاف مخصوصہ کے لحاظ سے یہ حسن کا قول ہے۔

یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں کو خدا نے محفوظ رکھتا یا تو اسلئے فرمایا کہ نسخ و تحریف سے پیشتر یہ مقامات متبرکہ تھے بعض کہتے ہیں بعد نسخ تحریف کے بھی انکی عزت فی الجملہ باقی ہے کس لئے کہ انمیں بھی تو اللہ ہی کی عبادت کیجاتی ہے یہ بت خانہ نہیں ہیں جہاں بتوں کی پرستش ہوتی ہو اور حسن کے قول کے موافق تو اس گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مساجد مراد ہیں۔ اسکے بعد مجاہدین کو اپنی مدد کا بھروسہ دیتا ہے ولینصرن اللہ من ینصرہ کہ جو اللہ کی یعنی اسکے دین اور انبیا کی اعانت و حمایت کرے گا خدا ضرور اسکی بھی مدد کریگا پھر ان ناصرین دین کے چند اوصاف ذکر کرتا ہے کہ اگر اللہ کی مدد سے وہ زمین پر غالب ہو جاویں اور سلطنت و حکومت حاصل کریں تو (۱) نمازیں پڑھا کریں (۲) زکوٰۃ دیا کریں (۳) نیک باتوں کا حکم دیا کریں (۴) بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کریں۔ مطلب یہ کہ جب خدا ملک پر کسی قوم کو بصلہ حمایت دینی قابض و مسلط کرے تو انکو یہ باتیں عمل میں لانی چاہئیں نہ کہ عیاشی اور فسق و فجور میں مبتلا ہونا چاہئے کیونکہ انکے غالب و مسلط کرنیسے اللہ کا یہی مقصود ہے کہ زمین پر نیکی اور خدا پرستی اور عدل و انصاف قایم رہے اسی لئے اس بات کو بطور پیشین گوئی فرمایا کہ وہ ضرور ایسا کرینگے چنانچہ آں حضرت صلعم نے اور آپ کے بعد خلفاء اربعہ نے دین الٰہی کی مدد کی جہاد کرکے مخالفوں کو سرنگوں کرنا چاہا خدا نے حسب وعدہ انکی مدد کی کہ انکو ملکوں کا مالک کر دیا پس بموجب پیشین گوئی ان میں یہ سب خوبیاں موجود تھیں پھر انکو ظالم و غاصب کہنا کلام الٰہی کی تکذیب کرنا ہے۔

ف
نصف
خلفاء
اربعہ

اور اسی لئے بعد میں فرمادیا وللہ عاقبۃ الامور کہ اللہ کو ہر بات کا انجام کار معلوم ہے وہ بصلہ حمایت دینی ایسے لوگوں کو ملک پر کیوں قابض کرنے لگا جو اقتدار پاکر فساد کریں۔ اسکے بعد آنحضرت صلعم کو تسلی دیتا ہے کہ اگر یہ مشرکین اپنی دولت و حشمت کے گھمنڈ پر آپ کو جھٹلاتے ہیں تو کچھ رنج کی بات نہیں ہے آپ سے پیشتر قوم نوح اور عاد و ثمود اور قوم ابراہیم اور لوط اور مدین کے لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا ہے موسیٰ بھی جھٹلائے گئے ہیں مگر انجام کار ہم نے منکروں کو ہلاک کر دیا ملک میں پھر کر دیکھو کہ انکے بلند محل اور بڑے عمیق کنوئیں کیسے برباد پڑے ہیں۔ ۹

وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيمٍ ﴿﴾ الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ يَحْكُمُ

اور منکر تو ہمیشہ اس سے شک میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ یکایک ان پر قیامت آجاوے　یا انکو نحس دن کا عذاب آلیوے　اس روز تو اللہ ہی کی حکومت ہے وہی ان میں

بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿﴾

فیصلہ بھی کریگا۔ پھر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور جو منکر ہوئے اور انہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں　سو انہیں کو ذلت کا عذاب ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا حَسَنًا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿﴾ لَيُدْخِلَنَّهُم

اور جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی پھر وہ مارے گئے یا خود مر گئے البتہ انکو اللہ عمدہ روزی دیگا (آخرت میں) اور بیشک اللہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے البتہ اللہ ہی انکو ایسی　جگہ میں

مُّدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ﴿﴾ ذَٰلِكَ ۖ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنصُرَنَّهُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ

پہنچادیگا کہ جس سے وہ خوش ہو جاوینگے۔ اور اللہ خبردار تحمل والا ہے۔ بات یہ ہے جو کسی نے اسی قدر بدلہ لیا کہ جسقدر اسکو تکلیف دی گئی تھی پھر اسپر زیادتی کی گئی تو اللہ ضرور اسکی مدد کریگا البتہ اللہ درگذر کرنیوالا

لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ﴿﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ

معاف کرنے والا ہے۔ یہ اسلئے کہ اللہ　رات کو　دن میں　اور دنکو رات میں داخل کیا کرتا ہے اور بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے (یعنی قادر اور واقف ہی) یہ اسلئے کہ اللہ ہی برحق ہے اور جنکو وہ

وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿﴾

اسکے سوا پکارتے ہیں وہی غلط ہے　اور بیشک اللہ ہی عالیشان بزرگ ہے

اسکو منکرین عذاب کے خواستگار ہوتے تھے اسکے جواب میں فرماتا ہے کہ اللہ ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کریگا اور عذاب کے لئے جلدی کرنا اور اسکے انتظار کی مدت کو بہت شمار کرنا عبث ہے ہاں عذاب کے ایام البتہ بڑے سخت ایام ہیں وہاں کا ایک روز بوجہ سختی اور تکلیف کے جو منکروں پر ہوگی جسکی مفصل کیفیت اللہ جانتا ہے وان یوما عند ربک تمہارے ہزار برس کے برابر ہوگا مصیبت کے ایام کی درازی ضرب المثل ہو معالم میں ہو قال مجاہد عکرمہ یعنی ایام الآخرۃ میں خدا تعالیٰ ایام کی ایسی درازی کریگا کہ وہاں کا ایک روز یہاں کے ہزار برس کے برابر ہوگا۔ بعض کہتے ہیں اسکے یہ معنی ہیں کہ مہلت دینے میں ایک روز اور ہزار برس دونوں برابر ہیں کیونکہ وہ قادر ہو جب چاہے مواخذہ کرے تاخیر سے اسکی وقوع میں تردد نہ کرنا چاہئے یہ ابن عباس کا قول ہے۔

اسکے بعد فرماتا ہے اسنے کہدو کہ تم کس لئے جلدی کرتے ہو میں تمہیں مطلع کرنے آیا ہوں کہ جو ایمان لاویگا نیک کام کریگا مغفرت اور دنیا و آخرت میں جنت پاویگا اور جو مقابلہ کریگا جہنم میں جاویگا میں نذیر ہوں بشیر ہوں نہ خدا ہوں نہ خدا کے گھر کا مالک و مختار کہ جو چاہو تمہاری خواہشوں کے موافق اسکو کر دکھاؤں اسلئے اس بات کی تائید کے لئے یہ کلام بعد میں صادر فرمایا وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ کہ اے محمد صلعم تمپر کیا موقوف ہے تم سے پیشتر جسقدر رسول اور نبی بھیجے گئے ہیں گو وہ معصوم تھے مگر بشر تھے خواص بشریہ سے خالی نہ تھے جب کبھی کسی نے ان میں سے کوئی تمنی کی ہے یعنی کسی امر مہتم بالشان کی طرف توجہ تام کی ہے تو قوت متوہمہ نے جسکو شیطان سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے کچھ نہ کچھ اس میں خلط کر دیا ہے چنانچہ انہیں ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دکھایا گیا کہ آپ ہجرت کرکے ایسے ملک میں گئے ہیں کہ جہاں نخلستان ہے پس قوت متوہمہ نے ملک یمامہ و ہجرت کی طرف خیال دوڑایا حالانکہ مراد مدینہ تھا اسی طرح خواب میں دیکھا کہ حلق و قصر کرکے مکہ میں داخل ہوتے ہیں وہم نے کہدیا کہ اسکے سال میں یہ واقعہ پیش آئیگا حالانکہ کئی سال بعد پیش آیا اسی طرح آیات میں جو مجملا پیشین گوئیاں ہوتی ہیں انکی تعیین میں قوت متوہمہ دخل در معقولات کر دیتی ہے پس ایسی باتیں ضعیف الایمان اور سست اعتقاد اور ناپاک دل والوں کے لئے فتنہ یعنی آزمایش ہو جاتی ہیں وہ ڈگمگا جاتے ہیں شبہ کرنے لگتے ہیں اور اہل علم اور راسخ الاعتقاد اس بات کی حقیقت پر واقف ہوکر اسکو ایک بات من جانب اللہ جانکر اسپر ایمان لاتے اور دل میں خائف ہو جاتے ہیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَتُصْبِحُ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةً ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ

اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی آسمان سے پانی برساتا ہے تو اس سے زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ بیشک اللہ اپنے بندوں پر مہربان اور انکے حال سے واقف ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ أَن تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا

وہ بے نیاز اور قابل ستائش ہے (اے مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے زمین کی چیزوں کو مسخر کر دیا اور کشتی کو بھی کہ جو دریا میں اسکے حکم سے چلتی ہے اور اسی نے آسمانوں کو تھام رکھا ہے کہ اسکے حکم بغیر زمین پر گر نہ

بِإِذْنِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ إِنَّ الْإِنسَانَ لَكَفُورٌ ۝

پڑیں بیشک اللہ آدمیوں کے ساتھ نہایت نرمی کرنے والا مہربان ہے۔ اور وہی تو ہے کہ جس نے تمکو زندہ کیا پھر وہی تمکو مارے گا پھر وہی تمکو دوبارہ زندہ کریگا۔ البتہ انسان ہی ناشکرا ہے

لِّكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ ۖ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ ۚ وَادْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ ۖ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى مُّسْتَقِيمٍ ۝ وَإِن جَادَلُوكَ

ہم نے ہر قوم کیلئے ایک دستور مقرر کر دیا ہے کہ جس پر وہ عمل کرتے ہیں پس اس کام میں کوئی تم سے نہ جھگڑے اور (تم) اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہو کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو اور اگر آپ سے وہ جھگڑا کریں بھی تو

فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ

کہدو کہ جو کچھ تم کرتے ہو خدا اسکو خوب جانتا ہے۔ اللہ قیامت کے دن فیصلہ کر دیگا جس چیز میں کہ تم باہم اختلاف کر رہے ہو۔ (اے مخاطب) کیا تو نہیں جانتا کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ سب کو جانتا ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُم بِهِ عِلْمٌ ۗ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

(یہ سب کچھ اسکے دفتر میں لکھا ہوا موجود ہے) یہ اللہ پر آسان بات ہے۔ اور وہ اللہ کے سوا اسکو پوجتے ہیں کہ جسپر نہ اس نے کوئی سند اتاری ہے اور نہ ان کے پاس ہی کوئی اسکا علم ہے اور ان ظالموں کا

مِن نَّصِيرٍ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ

کوئی بھی مددگار ہوگا اور جبکہ انکو ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے چہروں پر ناخوشی تمکو واضح معلوم ہوگی ایسا کہ جو ان کو ہماری آیتیں سناتے ہیں قریب ہے کہ ان پر حملہ کر بیٹھیں

قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝

کہدو کہ پھر کیا میں تمکو اس سے بھی سخت تر بات سناؤں (وہ کیا ہے) آگ کہ جس کا خدا نے منکروں سے وعدہ کر لیا ہے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے ◆

مگر خدا تعالیٰ اس آمیزش کو دور کر کے جو امر حق ہے اسکو قائم رکھتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ آیاتہ واللہ علیم حکیم آیات سے مراد وہ احکام حقہ ہیں جو رسول اور انبیاء کو القا ہوتے ہیں اللہ آمیزش وہمی کو دور کر کے انہیں صاف اور مستحکم کر دیتا ہے باقی مطلب صاف ہے ◆

بعض مفسرین کی عادت ہے کہ وہ قرآن مجید کے صاف اور سیدھے مطلب کو الجھا دیتے ہیں ڈالدیتے ہیں اور جب کوئی مطلب سمجھ میں نہیں آتا تو اسکے لئے کوئی قصہ گھڑ لیتے ہیں پھر اسکو شان نزول قرار دے لیتے ہیں اور پھر لفظ حدثنا یا اخبرنا دیکھ کر خوش اعتقاد لوگ اس مہمل بات کو حدیث سمجھ لیتے ہیں چنانچہ انہیں آیات کی تفسیر میں ایک قصہ نقل کیا کرتے ہیں کہ مکہ میں آنحضرت نے سورۃ النجم کی اس آیت کے بعد ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ القاء شیطانی سے جو آپکے دل میں خیال تھا بت پرستوں کے خوش کرنے کو یہ جملہ بھی پڑھ دیا تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتہن لترتجیٰ جس سے مشرکین خوش ہو گئے مگر جبرئیل نے آکر آپ کو متنبہ کیا اور آپ کو رنج ہوا اس لئے یہ آیتیں نازل ہوئیں ◆

پھر بعض اسکی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ شیطان نے اثناء قرأت میں یہ جملہ ملا دیا تھا بعض کہتے ہیں استفہام انکاری کے طور پر یہ جملہ آپ نے کہا تھا مگر جب سرے سے اس قصہ کی اصل نہیں اور امام بیہقی نے خاص اس کے رد میں ایک رسالہ لکھدیا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ زندیقوں کا بنایا ہوا ہے کسی صحیح سند اور معتبر راویوں سے اسکا کچھ بھی پتا نہیں لگتا تو پھر ان توجیہات اور اس کے مقابلہ میں قرآن مجید کے آیات اور دیگر دلائل کی کیا ضرورت ہے؛ امام فخر رازی و صاحب مدارک و بیضاوی وغیرہ محققین نے اس قصہ کا ابطال بہت سی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے کیا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

لوگو ایک مثل بیان کیجاتی ہے اسکو کان لگا کر سنو (وہ یہ کہ) جنکو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع بھی ہو جاویں - اور اگر ان سے

الذُّبَابُ شَيْـــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

مکھی کوئی چیز چھین لیجاوے تو اس سے واپس بھی نہیں لے سکتے طالب اور مطلوب (دونوں ہی) بودے ہیں انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ چاہیے تھی کچھ بھی قدر نہ کی بیشک اللہ تو بڑا قوی زبردست ہے

مگر اسلام پر عیب لگانے کیلئے پادری صاحب ایسے لغو قصہ کو خواہ مخواہ پیش ہی کر دیا کرتے ہیں حالانکہ ایسے بے اصل باتوں سے اسلام پر عیب لگانا انصاف اور خدا ترسی سے بہت ہی بعید ہے واللہ اعلم اولئک لہم عذاب مہین تک اسی بیان کا تتمہ ہے پھر والذین ہاجروا فی سبیل اللہ سے لیکر ان اللہ لعفو غفور تک اصل مطلب کیطرف رجوع ہے کہ خدا کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں اور ظالموں کے ہاتھ سے مارے جانے والوں کو آخرت میں بڑے درجات اور عمدہ مقامات ملیں گے اور دنیا میں بھی خدا اس گروہ کی مدد کریگا وہ ہر بات پر قادر ہے پھر اپنی قدرت اور جبروت کا اظہار عالم میں گوناگوں تصرفات سے ظاہر کرتا ہے بقولہ یولج اللیل فی النہار الی ان الانسان لکفور اور انہیں جملوں میں انسان ناقدرے اور ہٹ دھرم کو اپنی بیشمار نعمتیں بھی یاد دلاتا ہے شبہ ہوتا تھا کہ جب خدا تعالیٰ ایسا رحیم کریم منعم ہے اور اسکی رحمت اور اس کے فیض سے کوئی خالی نہیں تو پھر بندوں کو محمد صلعم کی معرفت پابندی شریعت و احکام کی کیوں تکلیف دیتا ہے؟ اس کے جواب میں فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منسکا ہم نے ہر ایک گروہ کے لئے بندوں کی بھلائی کیلئے ہدایت کیلئے ان کے مناسب انکے انبیاء اور ہادیوں کی معرفت (جیسا کہ فرمایا ہے ولکل قوم ہاد وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر) ایک شریعت اور رستہ بنا دیا ہے اور فلاح دارین کے لئے ایک قانون دیا ہے جس کے وہ پابند تھے فلا ینازعنک فی الامر پھر انکو تم سے اے نبی اس امر میں جھگڑا کرنا مناسب نہیں وادع الی ربک انک علیٰ ہدی مستقیم آپ سب لوگوں کو انکے رب کی طرف بلائے کیونکہ تم سیدھے رستہ پر ہو دلائل میں نظر کر کے ہر عاقل جان سکتا ہے وان جادلوک فقل اللہ اعلم بما تعملون اور اگر اسکے بعد بھی وہ تم سے جھگڑا کریں تو کہدو کہ اللہ تمہارے کام سے خوب واقف ہے وہ آپ سمجھ لیگا اللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فیما کنتم فیہ تختلفون اور قیامت کے دن آپ فیصلہ کر دے گا (منسک شریعت اور رستہ یہ ابن عباس کا قول ہے جیسا کہ علماء نے نقل کیا ہے اور یہی ٹھیک ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے لکل امۃ جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا بعض نے ذبح و قربانی بھی مراد لی ہے) اللہ کو ہر بات معلوم ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر اے مخاطب تو خود جانتا ہے کہ اللہ کو آسمان اور زمین کی ہر بات معلوم ہے اور یہ سب کچھ لوح محفوظ میں ہے اور یہ بات اللہ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے۔ مگر باوجود اسکے ان لوگوں کی عقل کو دیکھئے کہ شریعت و طریقہ انبیاء کو بگاڑ کر ویعبدون من دون اللہ ما لم ینزل بہ سلطانا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں کہ جنکے لئے اللہ کی طرف سے کوئی بھی سند نہیں یعنی یہ جو کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ خدا کے گھر کے مختار ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں یا قیامت میں ہمارے لئے سفارش کریں گے ان بات پر انکے پاس خدا کے ہاں سے کیا دلیل ہے محض خیالی بات ہے اور اس سے بڑھ کر وما لیس لہم بہ علم ان چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جنہیں جانتے بھی نہیں علم حقیقی انکی ماہیت کا نہیں رکھتے جیسا کہ ہزاروں معبود خیالی ہنود کے ہیں کالی پری سبز پری فلاں ولی فلاں بہوت یہی حال عرب کی قوم کا تھا مگر واذا تتلیٰ علیہم ایٰتنا بینٰت تعرف فی وجوہ الذین کفروا المنکر جب ان کو رد شرک کے بارہ میں ہماری کھلی کھلی آیتیں اور دلائل سنائے جاتے ہیں تو منکر منہ بناتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آیتوں کے سنانے والوں پر حملہ کریں و اذا تتلیٰ علیہم آیتنا الخ فرماتا ہے کہ یہ کیا ناگوار ہے جہنم کی آگ اس سے زیادہ ناگوار ہوگی جو منکروں کیلئے تیار ہو چکی ہے قل افانبئکم الخ اسکے بعد ان کے معبودوں کے عجز و ناطاقتی ظاہر کرنے کیلئے فرماتا ہے یا ایہا الناس ضرب مثل فاستمعوا لہ کہ ایک مثل بیان کرتے ہیں اسکو سنو۔ وہ مثل یہ ہے ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا کہ جسکو پکارنا اور اس سے مدد چاہنا جائز ہے اسکو قدرت تو ہونی چاہئے اور وہ خالق ہی ہو اور خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ سب حیوانات بڑا کم مرتبہ مکھی ہے

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

فرشتوں اور آدمیوں میں سے اللہ ہی جسکو چاہتا ہے (پیغام) پہنچانے کے لئے منتخب کر لیتا ہے بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے (اور) وہی سب کا اگلا اور پچھلا حال جانتا ہے اور اللہ ہی کی طرف سب باتیں رجوع

الْاُمُوْرُ ۞ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ۩ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ

کرتی ہیں ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلائی کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ اور اللہ کی راہ میں جیسا کرنا چاہیے جہاد بھی کرو

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ

اسی نے تو تمکو انتخاب کیا ہے اور تمپر اس نے دین میں کوئی تنگی بھی نہیں کی ہے تمہارے باپ ابراہیمؑ کا ہی تو دین ہے اسی نے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا ہے اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول

شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۞

تمپر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو پس نماز قایم کیا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑ لو وہی تو تمہارا مولا ہے پھر کیا ہی خوب مولا اور کیا ہی خوب مددگار ہے

اسکو تو بنا ہی نہیں سکتے ولو اجتمعوا لہ اگر وہ سب بھی جمع ہو کر پیدا کریں تو نہیں کر سکتے پھر دوسری بات اس سے بھی کمتر ہے اور وہ یہ کہ ان یسلبہم الذباب الخ اگر مکھی انسے کوئی چیز لے اُڑے تو اس سے چھین ہی نہیں سکتے پس جب یہ حال ہے تو ضعف الطالب والمطلوب ضحاکؒ کہتے ہیں طالب سے مراد عابد اور مطلوب سے مراد معبود ابن عباسؓ کہتے ہیں طالب سے مراد مکھی ہے جو بتوں کی چڑہی ہوئی چیز پر آبیٹھتی ہے اسکو لیتی ہے اور مطلوب صنم ہے کہ جس سے مکھی طلب کرتی ہے بعض کہتے ہیں کہ بالعکس طالب صنم مطلوب مکھی بہر تقدیر یہ سب ضعیف و کمزور ہیں جو بت اپنے منہ سے مکھی نہ اُڑا سکے بھلا اسکو پوجنا کس عقل کا کام ہے؟ ماقدروا اللہ حق قدرہ بات یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ چاہیے تھا ان اللہ قوی عزیز وہ قوی اور ہر بات پر قادر ہے پھر بندوں کو کیا مصیبت ہے جو اس کے سوا اوروں کے پاس جاتے ہیں کیا وہ کافی نہیں یا اور کوئی اس سے زیادہ قادر ہے؟

بتوں کی حقیقت تو معلوم ہو گئی اب رہے وہ لوگ کہ جو خدا کے برگزیدہ ہیں ملائکہ و انبیاء جنکو کہ اکثر بت پرست یا مشرکین پوجتے ہیں اور معبود حقیقی کے برابر درجات انکے تسلیم کر کے ان سے حاجات کا سوال کرتے ہیں جیسا کہ عیسائی حضرت مسیح علیہ السلام کو اور ہنود اپنے بزرگوں کو آج کل کے جہال مسلمان اولیاء کرام اور بزرگان دین کو پوجتے ہیں اور عرب کے مشرکین اور صابئین ملائکہ کو پوجتے تھے پس انکی نسبت فرماتا ہے اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس کہ ملائکہ اور لوگوں میں سے جو ممتاز اور رسول ہیں انکو بھی تو اللہ ہی نے برگزیدہ کیا ہے یعنی انکے کمالات اپنے گھر کے نہیں ان کی بزرگی اللہ کی عطا کی ہوئی ہے پھر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے بندوں کو پوجنا کیا عقل ہے؟ دوم لفظ رسلا میں اشارہ ہے کہ ملائکہ یا انسانوں میں جسقدر محترم اور معزز ہیں وہ رسول ہیں یعنی رسل ملائکہ یا بنی آدم ان کے بھی اصطفاء اور برگزیدگی کا باعث رسالت ہے پہ پہ جبکہ رسول ہیں اس کے برابر اور اس سے زیادہ کیونکر ہو سکتے ہیں؟ سوم جب رسول ہیں تو ضرور یہ اللہ کے پیغام بندوں کے پاس لاتے تھے اور سب سے مقدم پیغام یہی تھا کہ اللہ کے سوا کسیکو معبود نہ بناؤ پھر عجب ہے کہ ان کے پیغام کو بالائے طاق رکھکر انہیں کو خدائی کا ہمسر کیوں سمجھنے لگے۔ اور اسی کلام میں مکہ کے منکروں کا جواب بھی ہے وہ کہتے تھے کہ کیا اللہ نے ہم سب میں سے محمد ہی کو رسالت کیلئے خاص کر لیا ہے انزل علیہ الذکر من بیننا کہ ہمیں کسیکا کیا اجارہ ہے اللہ فرشتوں میں سے جس فرشتہ کو چاہتا ہے اسکام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے۔ اور اسیطرح انسانوں میں سے جس انسان کو چاہتا ہے اسکام کے لئے ممتاز کر لیتا ہے ان اللہ سمیع بصیر وہ ہر ایک بات کی مصلحت سے خوب واقف ہے اور ان بزرگوں کے پوجنے والے جو تجھیں کر کے انکو الوہیت میں شریک کرتے ہیں وہ انکی باتیں سُن رہا ہے اور جو کچھ افعال عبودیت ان بزرگوں کے لئے کرتے ہیں انکو دیکھ رہا ہے یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم اللہ کو اگلی پچھلی ہر بات معلوم ہے والی اللہ ترجع الامور اور ہر بات کا انتہا اللہ ہی کیطرف ہے یعنی ہر بات اسیکے قبضہ قدرت میں ہے اگلے جملے سے علم اس سے قدرت کا اثبات مقصود ہے۔

سجدۃ عند الشافعیؒ

ع ۱۰ — ۱۷

بت پرستی اور شرک کی مذمت اور دنیا میں رسولوں کی بعثت بیان کر کے ایمانداروں کو ان باتوں کی تاکید کرتا ہے جو نجات اور فلاح کا ذریعہ ہیں فقال یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا کہ اے ایماندار خدا تعالیٰ کو رکوع سجود کرو یعنی نماز پڑھا کرو جسمیں رکوع اور سجود ہے اور نماز کے علاوہ اور بھی عبادت کیا کرو واعبدوا ربکم تلاوت ذکر روزہ اور وافعلوا الخیر پھر ایک نیکی کرو اسمیں صلہ رحمی خیرات صدقات مکارم اخلاق و دنیا کی سب اچھی باتیں آگئیں لعلکم تفلحون تاکہ تمہیں فلاح ہو۔ ابن المبارکؒ واحمدؒ واسحاقؒ وامام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کے بعد سجدہ کرنا لازم ہے اور سفیان ثوریؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس جگہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں قرآن مجید میں چودہ جگہ سجدہ تلاوت واجب ہے امام شافعیؒ سورۂ ص میں سجدہ واجب نہیں جانتے اس کے بدلہ میں اس جگہ کا سجدہ لیکر چودہ پورے کرتے ہیں ہمارے امام کے نزدیک سورۂ ص میں سجدہ ہے یہاں نہیں والله اعلم۔

اس کے بعد ایک اور حکم دیتا ہے وجاہدوا فی الله حق جہادہ جہاد سے مراد اکثر مفسرین کے نزدیک دشمنان دین سے جنگ کرنا ہے اور حق جہادہ سے مراد پورے طور پر اور نہایت سعی و کوشش سے جسکی تفسیر بعض نے یوں کی ہے کہ خالصاً لله اور بعض کہتے ہیں جسمیں سرداران ملک کی مخالفت ہو بعض کہتے ہیں جسمیں کسی کی ملامت کا خوف نہو۔ پھر یہ عام ہے خواہ زبان سے ہو خواہ تلوار سے۔ اور اس حکم کا سب کے اخیر میں صادر کرنا اسبات کو جتلاتا ہے کہ نماز و فعل الخیرات سب سے بڑھکر یہ کام ہے کیونکہ جبتک شر اعدا سے امن قائم نہوگا تو زمین پر خدا تعالیٰ کے بندے نہ بفراغ قلبی نماز پڑھ سکیں گے نہ کوئی اور نیک کام کرسکیں گے بعض مفسرین کہتے ہیں جاہدوا فی الله سے عام طور پر ہر دینی بات میں دل سے کوشش کرنا مراد ہے خواہ اعداء دین سے جنگ ہو خواہ علم دین کی ترویج خواہ اور نیکی کی باتیں اس تقدیر پر یہ جملہ گویا کلام سابق کیلئے تاکید ہے۔

بعض اہل عرفان جیسا کہ عبدالله بن مبارک کہتے ہیں اس سے مراد مجاہدۂ نفس ہے کہ نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکو اور اسی کو جہاد کبیر کہتے ہیں اور یہی حق الجہاد ہے پھر فرماتا ہے ہو اجتبٰکم کہ الله نے تمکو اے امت محمدؐ اس خدمت کے لئے ممتاز کرلیا ہے تم کسی کے طعن وتشنیع کی پروا نہ کرو وما جعل علیکم فی الدین من حرج اور تمکو جو شریعت دی گئی ہے اسمیں کوئی مشکل اور دقت نہیں رکھی گئی ہے۔ کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس سے خلاصی اور جس کی معافی توبہ و استغفار یا کفارہ و قصاص سے مقرر کی گئی ہو اور اسی طرح اوقات عبادت کے لحاظ سے بھی سہولت ہے اور اسی طرح اگر غسل و وضو نہ کرسکے تیمم کی اجازت ہے کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھکر پڑھ لے سفر میں قصر ہے بیمار کو افطار کی رخصت ہے یہانتک کہ جو چیزیں سود مردار وغیرہ حرام ہیں بوقت اضطرار انکی بھی اجازت ہے یہود کیطرح شریعت اور احکام سخت نہیں نہ ہنود کیطرح کچا مذہب ہے کہ غیر کے ہاتھ لگنے سے دہرم بھرشٹ ہو جاوے اپنے ہاتھ سے پکا کر کھاوے اور ہزاروں پاک چیزیں حرام و ممنوع انکے ہاں قرار دی گئی ہیں یہانتک کہ سفر و حضر موت و حیات معاملات کا دائرہ تنگ کردیا گیا ہے ملۃ ابیکم ابراہیم یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی شریعت ہے کوئی نئی شریعت نہیں اسمیں عرب کی طرف خطاب ہے جو اکثر ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں اور تمام امت بھی مراد ہو سکتی ہے کس لئے کہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت ابراہیم آنحضرت صلعم کے جد امجد ہونے کی وجہ سے جو مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں سب مسلمانوں کے باپ ہیں قرآن مجید میں حضرت صلعم کی بیویوں کو مسلمانوں کی ماں کہا ہے وازواجہ امہاتہم پس آپ باپ ہیں اور آنحضرت کی شریعت کا مادہ حضرت ابراہیمؑ کی شریعت ہے بلحاظ زمانہ اسمیں کچھ ترمیم ہوئی ہے اس لئے حضرتؐ کی شریعت کو ملت ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ ہو سمٰکم المسلمین من قبل کہ اسی نے تو تمہارا نام پہلے سے مسلمان یعنی فرمانبردار رکھا ہے جیسا کہ دعا کی تھی ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک وفی ہذا اور اس کتاب میں بھی اور اس عہد میں بھی تمہارا نام مسلمان قرار پایا ہے لیکون الرسول شہیدا علیکم وتکونوا شہداء علی الناس تاکہ رسولؐ قیامت میں تمہارا گواہ بنے اور تم تمام بنی آدم کے لئے گواہ بنو توحید و عبادات کا قیام تمہارے سپرد کیا گیا ہے فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ۔ جانی اور مالی عبادت میں سرگرم رہا کرو واعتصموا بالله اور ہر بات میں الله ہی کا بھروسہ رکھو اپنے دشمنوں سے کچھ خوف نکرو کیونکہ ہو مولٰکم وہ تمہارا مالک اور کارساز ہے فنعم المولٰی ونعم النصیر

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ھِیَ اِسْمیں ایکسو اٹھارہ آیات اور چھ رُکوع ھیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ ۙ

بیشک ایمان والے مراد کو پہنچیں (وہ) وہ ہیں جو اپنی نماز میں عاجزی کیا کرتے ہیں۔ اور وہ جو بیہودہ باتوں سے الگ رہتے ہیں اور وہ جو زکوۃ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰٓی اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاِنَّھُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِکَ

اور وہ جو اپنے ستر کو محفوظ رکھتے ہیں مگر اپنی بیبیوں یا لونڈیوں پر اس لئے کہ انہیں کوئی الزام نہیں پھر جو کوئی اس کے سوائے ڈھونڈے

فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِاَمٰنٰتِھِمْ وَعَھْدِھِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِکَ

تو وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کیا کرتے ہیں وہی

ھُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۝

وارث ہیں۔ جو جنت الفردوس کا ورثہ پاویں گے (اور) وہ اس میں سدا رہیں گے --

ترکیب

الذین المومنون کی صفت یا بدل والذین اس پر معطوف الا علی ازواجہم فی موضع نصب لان المعنی صانوا ھا عن کل فرج الا عن فروج ازواجہم اور حال بھی ہو سکتا ہے الا والین علی ازواجہم او قوامین علیہن من قولک کان فلاں علی فلانتہ ہم فیہا خالدون جملہ حال مقدرہ ہے فاعل سے یا مفعول سے +

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی ہے۔ احمد و ترمذی و نسائی نے روایت کی ہے جس کا اخیر جملہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے بعد فرمایا کہ مجھ پر دس آیات (یعنی اس سورہ کا اول) ایسی نازل ہوئی ہیں کہ جو ان پر عمل کریگا جنت میں داخل ہوگا۔

سورہ حج کے آخیر میں تھا کہ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو خدا نے برگزیدہ کیا ہے کہ تم اور لوگوں پر دنیا و آخرت میں نیکی اور بدی کے معاملات میں شہادت ادا کرو جس کام کو بالاتفاق تم اچھا کہو یا جس شخص کو تم بھلا کہو وہی اچھا اور وہی بھلا ہے اور رسول ایسے معاملات میں تم پر شہادت ادا کرنے والا ہے تمہاری اچھائی اور برائی رسول کی شہادت پر موقوف ہے + اور یہ بات ظاہر ہے کہ گواہ جب تک عدل یعنی نیک اور معتبر نہ ہو تو اس کی گواہی کیا اس لئے اس سورہ میں اصول حسنات کی طرف اس جملہ فاقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واعتصموا باللہ اجمالاً اشارہ تھا اس سورہ میں ان کی تشریح فرمائی گئی اور اصول حسنات جو موجب فلاح و صلاح دارین ہیں بتلائے گئے اور اصول حسنات بیان فرمانے سے پہلے ان پر عمل کرنیوالے کو بلفظ قد جس کے معنی تحقیق اور ضرور کے ہیں فلاح کا مژدہ بھی دیدیا کہ اس کی فلاح میں کوئی شک و شبہ نہیں فقال قد افلح المومنون کہ ایماندار وں نے فلاح حاصل کر لی آگے اس فلاح کی بھی شرح فرمائے گا مگر اس سے پہلے وہ اوصاف ارشاد فرماتا ہے جن پر فلاح مرتب ہے یہ سات صفت ہیں جو تمام مکارم اخلاق کے اصل اصول ہیں اور جن میں دنیا و آخرت کے متعلق حکمت نظری عملی تہذیب اخلاق سے لے کر تدبیر المنزل تک کوئی بات نہیں رہ گئی ہے (۱) المومنون اس میں ایمان کا ذکر ہے جو سب نیکیوں کی جڑ ہے۔ اس میں اجمالاً اللہ و اس کے صفات اور ملائکہ اور انبیاء اور ان کی کتب اور دار آخرت کی تصدیق آگئی یہ تمام حکمت نظریہ کا عطر ہے (۲) الذین ہم فی صلوتہم خاشعون یہاں سے حکمت عملیہ شروع

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۪ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ

اور البتہ انسان کو ہم نے چنی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ۔ پہر ہمنے اُسکو ایک قرارگاہ (رحم) نطفہ بناکر رکہا ۔ پہر نطفہ کو علقہ بنایا پہر علقہ کو

مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمْ

مضغہ گوشت بنایا پہر مضغہ گوشت کی (بوٹی) کو ہڈیاں بنا میں پہر ہڈیوں کو گوشت پہنایا پہر اسکو ایک دوسری صورت میں بنادیا پس بابرکت اللہ ہی کیا ہی عمدہ بنانیوالا ہے پہر

بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

بعد تمکو مرنا ہے پہر تم قیامت کے دن اُٹہائے جاؤگے

ہوتی ہے اور نماز سب میں اول بات ہے اس جملہ میں نہ صرف نماز پڑہنے ہی کا حکم ہے بلکہ نماز میں عاجزی کرنیکا بہی خشوع کے معنی میں اختلاف ہے بعض اسکو دل کا فعل کہتے ہیں خدا اور دل سے معانی پر لحاظ کرکے خدا تعالیٰ کو حاضر جان کر اپنے آپ کو اس کے آگے کہڑا سمجہکر عجز و نیاز کرنا اور بعض اسکو ہاتہ پاؤں کا عمل کہتے ہیں سکون سے کہڑا رہنا اِدہر اُدہر التفات نہ کرنا کپڑے یا ڈاڑہی یا اور چیز سے کہیل نہ کرنا نماز کے اندر اور بعض نے دونوں باتوں کو لیا ہے اور یہی قوی ہے اور صحیح حدیثوں میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے اور یہ ظاہر ہے کسلئے کہ جب انسان اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے سامنے سمجہیگا اور اس سے عجز و نیاز کریگا جو روح نماز ہے تو وہ کبہی اِدہر اُدہر ملتفت نہ ہوگا جب شاہان دنیا کے دربار میں اِدہر اُدہر ملتفت ہونا سوء ادب ہے تو وہاں دربار عالی میں کیونکر اِدہر اُدہر ملتفت ہو سکتا ہے؟ ہاں جو یہی نماز پڑہتے ہیں اور دل سے خدا کو حضور ہے نہ نیاز وہ ایسی باتیں کرتے ہیں انکی نماز انکے منہ پر ماری جاتی ہے (۳) والذین ہم عن اللغو معرضون ۔ وہ جو بیہودہ باتوں سے کنارہ کرتے ہیں لغو حرام اور مکروہ اور اس مباح فعل کو بہی کہتے ہیں کہ جسکی طرف انسان کو کوئی حاجت یا ضرورت نہو افسوس کہ آجکل مسلمان اس لغو میں کیسے مبتلا ہیں دنیاوی امور میں صدہا مکانات اور بے ضرورت اسباب خرید اور بناکر محتاج ہو جاتے ہیں بیاہ شادی میں اس لغو کا کچہ انتہا نہیں آتشبازی ناچ رنگ کیا کیا ہوتا ہے اور اسیطرح دینی معاملات میں لغو کا ارتکاب ہوتا ہے اولیاء اللہ کے مزارات مقدسہ پر کیا کچہ نہیں ہوتا پہر قبر و نیز ناچ ہوتا ہے اور دیگر فضول باتیں ہوتی ہیں اور محرم میں تو کچہ انتہا ہی نہیں ہزارہا روپیہ لگاکر تعزیے بنتے ہیں لوگ ریچہ بندر بنتے ہیں شدے اور علم اور انکے ساتہ دیگر منہیات پہر کہیں حضرت امام حسین کے گہوڑے کا فرضی نقل نکلتا ہے جسکو نعل صاحب کہتے ہیں سرکاروں سے لاکہوں روپے عاشور خانوں کیلئے ملتے ہیں کاش یہ روپیہ قوم کی تعلیم میں صرف ہوتا کہاں گئے ہمارے واعظ مجالس میں صرف رولانا ہی جانتے ہیں ان باتوں کا ذکر تک بہی نہیں کرتے (۴) والذین ہم للزکوۃ فاعلون وہ جو اپنے مال اللہ کے رستہ میں ایک حصہ معین دیا کرتے ہیں اور ایسے حصہ معین کو زکوۃ کہتے ہیں اس کیلئے فاعلون کا لفظ لانا نہایت فصاحت ہے (۵) والذین ہم لفروجہم الخ وہ جو اپنی بیبیوں اور شرعی لونڈیوں کے سوا اور کسی پر اپنا ستر نہیں کہولتے ۔ اس سے لواطت اور سحق اور ہاتہ سے منی نکالنے کی بہی ممانعت ثابت ہوئی اور متعہ کی ممانعت بہی سمجہی گئی کسلئے کہ متاعی عورت حصہ نہ ملنے کی وجہ سے بیوی نہیں اور نہ لونڈی ہے پہر کیونکر مباح ہو سکتی ہے اور آیت میں بیوی اور لونڈی پر قضاء شہوت کا حصر کر دیا ہے (۶) والذین ہم لاماناتہم وعہدہم راعون وہ جو امانت اور عہد کی حفاظت رکہنے والے ہیں امانت میں مال و آبرو اور بات سب کی حفاظت ضرور ہے اسیطرح عہد میں عہد الٰہی و باہمی معاہدہ آگیا (۷) والذین ہم علیٰ صلوتہم یحافظون وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کیساتہ ادا کرتے ہیں ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانیوالے کیلئے اسنے اپنے فضل سے جنت میں آٹہویں درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا جسکو جنت الفردوس کہتے ہیں اور اسکا انکو وارث یعنی مالک بہی قرار دیا اور وہاں ہمیشہ رہنے کا بہی مژدہ دیا یہ ہے فلاح مگر اسکے بعد بہی منکرین حشر و نشر یہ کہتے تہے کہ مرکر کون زندہ ہوگا اس لئے اس کے بعد دلائل حشر شروع کئے فقال لقد خلقنا الانسان من سلالۃ الخ کہ ہمنے انسان کو قطرۂ منی سے پیدا کیا اور وہ قطرہ مٹی سے بنایا تہا کیونکہ غذائیں جنسے منی پیدا ہوتی ہے مٹی سے ہوتی ہیں پہر اس قطرہ کو خون بنایا پہر گوشت کا لوتہڑا بناکر اس کے ہاتہ پاؤں بنائے ہڈیاں اور پٹہے بنائے اور اسکو انسان بناکر پیٹ سے باہر لائے پہر وہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے جسنے ایسا کر دیا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا ضرور کر سکتا ہے کما قال ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون یہ دلیل کا نتیجہ ہے یہانتک دلائل النفس تہے کہ انسان سب سے پہلے اپنی ہی ذات اسکی قدرت و کمال کے صدہا شواہد موجود ہیں

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ ۝ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَّاهُ فِي الْأَرْضِ ۖ

اور البتہ ہم نے ہی تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم بنانے میں بے خبر نہ تھے اور ہم نے ایک اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اتارا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا رکھا

وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ ۝ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّاتٍ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ لَكُمْ فِيهَا فَوَاكِهُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝

اور ہم اسکو لیجا بھی سکتے ہیں پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے کھجور اور انگور کے باغ اگائے جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں اور انہیں سے تم کھاتے بھی ہو

وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْآكِلِينَ ۝ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۖ نُسْقِيكُمْ مِمَّا فِي

اور ایسے ہی زیتون کا وہ درخت بھی پیدا کیا جو کوہ طور میں اکثر پیدا ہوتا ہے جو کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لیکر اگتا ہے اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت ہے کہ ہم ان کے

بُطُونِهَا وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝ ع

پیٹ کی چیزوں میں سے (جدا کرکے) دودھ پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت سے اور بھی فائدے ہیں اور انہیں سے بعض کو کھاتے بھی ہو اور انپر اور کشتیوں پر بھی سوار ہوا کرتے ہو

ان میں غور کرکے فی الفور کہہ سکتا ہے کہ وہ قادر باکمال ضرور مرنے کے بعد بار دیگر زندہ کر سکتا ہے اس کے بعد دلائل آفاق یعنی انسان سے جو باہر شواہد ہیں ان کو شروع کرتا ہے اور سب میں بڑے نمونہ کا پہلے ذکر فرماتا ہے فقال ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق یعنی ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے طرائق جمع طریقہ۔ آسمانوں کو طرائق یا اس لئے کہا کہ یہ ملائکہ کے آنے جانے کے رستے ہیں یا سبع سیارہ کی چال کے رستے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان کو طرائق ان کے تطارق کی وجہ سے کہا ہو جس کے معنی تہ بہ تہ یعنی اوپر تلے ہونے کے ہیں یقال طارق الرجل نعلیہ اذا اطبق نعلا علی نعل وطارق بین الثوبین اذا لبس ثوبا فوق ثوب خلیل و زجاج اور فراء کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے وما کنا عن الخلق غافلین کہ ہم نے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف ما اتفق نہیں پیدا کیا بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتدا سے لیکر انتہا تک ان کے مصالح کو نظر رکھا ہے (دوسری دلیل) وانزلنا من السماء ماء بقدر الخ کہ ہم آسمانوں سے یعنی اوپر بادلوں سے پانی اتارتے ہیں سو وہ بھی بے اندازہ نہیں کہ یوں ہی بادلوں کے دہانے کھول کر بے موقع دنیا کو غرقاب کر دیا جاوے بلکہ بقدر ایک اندازۂ خاص سے پھر اس پانی کو بیہودہ طور پر صرف نہیں کرتے بلکہ فاسکناہ فی الارض اسکو زمین میں رہنے دیتے ہیں اور انا علی ذہاب بہ لقادرون ہم اسپر بھی قادر ہیں کہ اس پانی کو لیجاویں سکھا دیں لیکن فانشانا لکم بہ جنات الخ تمہارے لئے اس سے باغ اگاتے ہیں اور طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اناج وغیرہ پیدا کرتے ہیں منجملہ ان کے کھجور اور انگور ہے جسکو تر اور خشک گرمی اور سردی میں ہر طرح سے کھاتے ہیں ان کے سوا باغوں میں لکم فیہا فواکہ کثیرۃ ومنہا تاکلون تمہارے لئے اور طرح طرح کے میوے ہیں اور نہ صرف میوے کہ جن سے پیٹ نہ بھرے غذا کا کام نہ چلے بلکہ بعض انہیں سے کھانے کا بھی کام دیتے ہیں صاحب کشاف کہتے ہیں ومنہا تاکلون کے یہ معنی کہ یہی باغ تمہاری معاش اور روزی کا بھی ذریعہ ہیں جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں پیشہ سے کھاتا ہے وشجرۃ معطوف ہے جنات پر اے انشانا لکم شجرۃ اس درخت سے مراد زیتون کا درخت ہے جو عرب کیلئے بیشتر کوہ طور میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے تخرج من طور سیناء صاحب کشاف کہتے ہیں طور یا تو سیناء سے اسکی طرف مضاف ہے کہ جسکو سینین بھی کہتے ہیں یا طور مضاف اور سیناء مضاف الیہ دونوں سے مرکب ہو کر ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ امرء القیس و بعلبک پھر بعض اسکو غیر منصرف کہتے ہیں تعریف و عجمی کی سبب یا تعریف و تانیث کے سبب کیونکہ یہ بقعہ ہے اور فعلاء کا الف تانیث کیلئے نہیں جیسا کہ حرباء اور بعض الف کو تانیث کیلئے کہتے ہیں جیسا کہ صحراء یہ پہاڑ قلزم کے اس طرف عرب کے گوشہ شمالی مغرب کے بیابان میں ہے یہیں حضرت موسیٰ کو توریت ملی تھی تنبت بالدہن موضع حال میں ہے تنبت وفیہا الدہن کما یقال رکب الامیر بجنودہ اے معہ الجنود یعنی اس درخت میں تیل ہوتا ہے وصبغ للآکلین اور سالن بھی نہ سب کیلئے بلکہ ان کے لئے جو اس میں روٹی لگا کر کھاتے ہیں عرب زیتون کے تیل کو سالن کے کام میں لاتے ہیں الصبغ والصباغ ما یصطبغ بہ اے یصبغ بہ الخبز صبغ عطف علی الدہن اے ادام تیسری دلیل حیوانات کے متعلق وان لکم فی الانعام لعبرۃ کہ چارپایوں میں بھی تمہارے لئے بہت غور کی جائے ہے ان کی پیدائش اور توالد و تناسل اور ان کا شعور و ادراک تو دفتر معرفت ہی ہے مگر تم صرف ان کے انہیں فائدوں کو بھی دیکھو (۱) نسقیکم کہ تمہیں ان کا دودھ پلاتے ہیں اور پیٹ کی آلائش اور خون سے کس حکمت بالغہ سے جدا کیا اور نکالا جاتا ہے (۲) ولکم فیہا منافع کثیرۃ دودھ کے سوا تمہارے لئے ان میں اور بھی فوائد ہیں ان کی اون اور جلد کو کام میں لاتے ہیں (۳) ومنہا تاکلون کہ بعض کو تم کھاتے بھی ہو ان کا گوشت تمہاری عمدہ غذا ہے (۴) وعلیہا وعلی الفلک تحملون کہ ان پر بلکہ کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو بوجھ لادتے ہو پھر جو قادر باکمال یہ کرتا ہے کیا وہ اپنی حکمت بالغہ سے انسان کو ایک نئی زندگانی نہ دیگا اور اسکی حیات کا سلسلہ اسی چند روزہ حیات پر تمام کر دیگا ہرگز نہیں

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اور البتہ نوح کو ہمنے اسکی قوم کیطرف بہیجا تب انہوں نے کہا اے قوم اسکی عبادت کرو تمہارا اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں تم پہر کیوں نہیں ڈرتے سو اسکی قوم کے کافر سرداروں نے

مِن قَوْمِهِ مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيدُ أَن يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي آبَائِنَا

دیا کہا کہ یہ ہے کیا مگر تمہارے ہی جیسا ایک آدمی تمپر بڑائی حاصل کرنا چاہتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتہ ہی نہ بہیجدیتا ہمنے اپنے اگلے باپ دادا سے یہ بات

الْأَوَّلِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ

کبھی سنی ہی نہیں یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس[1] اسکا ایک وقت تک انتظار کرو نوح نے کہا اے رب انہوں نے جس بات کیلئے مجھے جھٹلایا ہے تو ہی میری مدد کر پہر ہمنے اسکیطرف وحی کی ہماری مراد و حکم سے کشتی

بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

تیار کر دو پہر جب ہمارا حکم آوے اور تنور یعنی زمین سے پانی اُبلنے لگے تو کشتی میں پہر ایک حیوان کے (نر و مادہ کے) دو دو جوڑے سوار کر لینا اور اپنے کنبے کو بھی مگر انمیں سے جنکے ڈوب دینے کا حکم ہو چکا ہے

مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ۝ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنتَ وَمَن مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

ان کو نہیں اور ظالموں کے معاملہ میں مجھسے بات بھی نہ کرنا کیونکہ وہ سب ڈوبنے والے ہیں پہر جب تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں کشتی پر سوار ہو لیں تو کہنا حمد ہے اس اللہ کیلئے کہ جسنے ہمکو

نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَقُل رَّبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝

ظالم قوم سے نجات دی اور دعا کرنا کہ اے رب مجھکو کشتی سے برکت کے ساتھ اتار یو اور تو بہتر اتارنے والا ہے بیشک اس قصے میں بہت سی نشانیاں قدرت ہیں اور ہمکو تو آزمائش منظور تہی

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝

پہر ان کے بعد ہم نے اور دوسرا قرن پیدا کیا۔ پہر ان میں بھی انہی میں سے ایک رسول بہیجا[2] کہ اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اسکے سوا اور کوئی معبود نہیں پہر تم کیوں نہیں ڈرتے

اب یہاں سے چند انبیاء گذشتہ کے تذکرے بیان کرتا ہے جنکے ذکر سے یہ چند باتیں ظاہر کرنی مقصود ہیں (۱) یہ کہ جسطرح اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تمہاری قوم تمسے کج بحثیاں و شبہات رکیکہ کرتی ہے اسیطرح پہلے لوگ انبیاء سابقین کے ساتھ کرتے آئے ہیں (۲) یہ کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت بڑے بڑے معجزے دکہا کر آخر کار ان کو ہلاک و برباد کیا ہے ایسا ہی تمہارے مخالفوں کے ساتھ ہونیوالا ہے (۳) یہ کہ سب انبیاء خدا پرستی اور توحید کی تعلیم کرتے آتے ہیں یہ جو بت پرستی کو تقلید آباؤ اجداد سے ایک امر جائز قرار دیتے ہیں محض غلط بات ہے (۴) خدا تعالیٰ نے ہر ایک قرن کو غارت کر کے اس کے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا آیا ہے پہر کیا مرنے کے بعد زندہ نہیں کر سکتا؟ سب سے پہلا قصہ حضرت **نوح** علیہ السلام کا ہے جسمیں بڑی بات کلام سابق کے ساتھ موجب ربط یہ ہے کہ وہاں فرمایا تہا ہم آسمان سے پانی ایک اندازہ خاص کے ساتھ تمہارے فائدے کیلئے نازل کرتے ہیں اور جب بندے سرکشی کرتے ہیں اور انبیاء کے مقابلہ سے باز نہیں آتے تو اسی رحمت کو زحمت کر دیتے ہیں جیسا کہ قوم نوح کیلئے ہوا کہ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا شرک سے منع کیا انکی قوم نے کہا (۲) یہ تم جیسا آدمی ہے اسمیں فضیلت کی کیا بات ہے؟ (۳) اللہ نے اسکو کیوں بہیجا فرشتے کیوں نہ بہیجے (۴) یہ حکم ہمنے باپ دادے سے نہیں سنا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو (۵) اسکی یہ باتیں خلاف عقل ہیں یہ دیوانہ ہے (۶) یہ کہتا ہے کہ عذاب آئے گا دیکہو آتا ہے یا نہیں؟ چونکہ یہ شبہات بے بنیاد تہے انکا جواب ذکر نہ کیا آخر کار نوح ع نے دعا کی الٰہی میری مدد کر اسپر حکم ہوا کہ کشتی تیار کرو اور اسمیں اپنے خاندان کو بجز ان کے کہ جنکی تقدیر میں ازل سے ہلاکت لکہی گئی الا من سبق علیہ القول اور ایمانداروں کو اور ہر چیز کے جوڑے کو سوار کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا کیا اور باقی سب لوگ کہ جمیں انکا بدبخت بیٹا بھی تہا غرق ہو گئے اس قصہ کی کامل تشریح پہلے ہو چکی ہے اور فار التنور کے معنی بھی ہم بیان کر آئے ہیں قصہ کو تمام کر کے نتائج مذکورہ بالا کی طرف اشارہ کرتا ہے ان فی ذالک لآیات کہ اس میں بڑی نشانیاں قدرت کی ہیں پہر فرماتا ہے انکے بعد ہمنے اور قرن پیدا کیا

[1] یعنی اسکی باتوں کا تمسخر نہ کرو اور انکو مرنے دو ۱۲ منہ

[2] یعنی حضرت ہود یا صالح علیہ السلام ۱۲ منہ

ع ۲

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا

اور انکی قوم کے منکر سردار جو آخرت کے پیش آنے کو جھٹلا چکے تھے اور جنکو زندگی دنیا میں آسودگی بھی دی تھی (یہ) کہنے لگے کہ رسول ہے کیا مگر تم ہی جیسا ایک آدمی وہی کھاتا ہے جو تم

تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ ۝ أَيَعِدُكُمْ أَنَّكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا

کہاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیا کرتے ہو اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کی تو بیشک تم خسارہ میں پڑ گئے کیا تم کو وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤگے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤگے تو کیا

أَنَّكُمْ مُخْرَجُونَ ۝ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا

تم (پھر زندہ کرکے) قبروں سے نکالے جاؤگے جسکا تمسے وعدہ کیا جاتا ہے بہت ہی دور (بہت) دور ہماری صرف یہی دنیا کی زندگی ہے مرتے اور جیتے ہیں اور ہمکو تو پھر زندہ ہونا نہیں ہو نہ ہو یہ ایک موٹا

رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ۝ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ

ادمی ہے کہ جس نے اللہ پر جھوٹ بنا لیا ہے اور ہمکو تو یقین نہیں رسول نے دعا کی کہ الٰہی جس بات پر مجھے جھٹلایا ہے اس پر میری مدد فرما فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہ خود نادم ہونگیں پہر تو وعدہ برحق پر ان کو

الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ۝ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا

ایک ہیبت ناک آواز نے آپکڑا پہر تو ہمنے انکو چورا چورا کردیا پس ظالم لوگوں پر خدا کی پھٹکار ہو پھر ان کے بعد ہم نے اور قرن پیدا کئے کوئی قوم نہ اپنے وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے

يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَىٰ ۖ كُلَّ مَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ ۚ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ ۚ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ

پھر تو لگاتار ہم اپنے رسول بھیجتے رہے جب جب کوئی رسول اپنی قوم کے پاس آتا رہا وہ اسکو جھٹلاتے ہی رہے پھر ہم بھی ایک قوم کو دوسری کے پیچھے ہلاک کرتے گئے اور انکے افسانے بنا دیئے پس پھٹکار ہو اس قوم پر جو ایمان نہیں لاتے

اور اسمیں بھی ایک اور رسول بھیجا یہ دوسرا قصہ ہے۔ اس رسول سے مراد حضرت ہود یا صالح علیہما السلام ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید و خدا پرستی کا حکم دیا تھا اور مرکر زندہ ہونیکا بھی وعدہ کیا تھا جسپر انکی قوم کے سردار جو آخرت کے منکر اور کافر تھے اور اللہ نے انکو دنیا میں ثروت و دولت بھی دی تھی (کیونکہ ایسی باتیں بھی دنیا دار دولتمند غرور میں آکر کیا کرتے ہیں) وہی بیہودہ شبہات کرنے لگے کہ یہ رسول ہمارے جیسا ہے جس طرح ہم کہاتے پیتے ہیں یہ بھی اسی طرح اور وہی چیزیں کہاتا پیتا ہے پھر ایسے شخص کے حکم پر چلنا جو ہم جیسا انسان ہے خرابی میں پڑنا ہے (ان حمقا نے رسول کو یہ سمجھا تھا کہ وہ نوع انسانیت سے علیحدہ کوئی اور ہی طرح کا ہونا چاہئے) اور یہ جو کہتا ہے کہ مرکر اور بوسیدہ ہوکر بھی لوگ زندہ ہونگے تو یہ بہت بعید بات ہے صرف دنیا ہی کی موت اور زندگی ہے یہ جھوٹا آدمی ہے اسکی بات پر ہم کو یقین نہیں آتا۔ تب نبی نے دعا کی کہ میری مدد کر حکم ہوا کہ ابھی یہ اپنے کئے پر نادم ہونگے چنانچہ ان پر عذاب الٰہی نازل ہوا کہ ایک ہیبت ناک آواز آئی جس سے وہ مر رہ گئے اسکی تشریح بھی چوتھی جلد میں ہو چکی ان کے بعد یکے بعد دیگر خدا نے اور قرن پیدا کئے (قرن زمانہ مگر مراد اہل زمانہ ہیں) یہ تیسرا واقعہ ہے یعنی اور بھی قومیں ہوئی ہیں اور انمیں بھی لگاتار ہم رسول بھیجتے گئے مگر ہر ایک قوم کے ہلاک کا ایک وقت مقرر ہے اس سے آگے یا پیچھے نہیں نہیں ہوسکتا رسول کی تکذیب سے فوراً ہلاک نہیں ہوئے اسمیں آنحضرت صلعم کو تسلی ہے کہ آپکے منکروں کی بربادی کا بھی وقت مقرر ہے انکی تکلیفیں اسوقت تمکو اوٹھانی پڑیں گی انکے کہنے اور جلدی کرنیسے فوراً ہلاک کردینا ہمارا دستور نہیں پھر فرماتا ہے کہ جب ان قرن والوں کے پاس انکا رسول آیا یہ بھی تکذیب سے پیش آئے سو ہمنے بھی یکے بعد دیگر ہر ایک قرن کو ہلاک کیا فاتبعنا بعضہم بعضا کے یہ معنی اور یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ پہلی امت کی طرح دوسری امت کا بھی تکذیب میں وہی دستور رہا وہ انہیں کی چال چلے لیکن اول معنی ظاہر ہیں انکو یہانتک ہلاک کیا کہ انکا کوئی نشان بھی باقی نہ رہا صرف انکے قصے اور تذکرے باقی رہ گئے جلنا ہم احادیث سوا نیر پھٹکار ہے۔ اسمیں اجمالاً بہت سے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

ل تترا ای متواترین واحدا بعد واحد من الوتر والتاء بدل من من الواو کما فی تولج والالف للتانیث باعتبار ان الرسل جماعۃ وقرء بالتنوین علی انہ مصدر بمعنی الفاعل وقع حالا۔ ابو السعود۔ قرا ابن کثیر تتری منونۃ والباقون بغیر تنوین وہو اختیار اکثر اہل اللغۃ لانہا فعلی من المواترۃ وہی المتابعۃ دفعلی لاتنون کدعوی۔ ک ۱۲ منہ تترا التاء بدل من الواو لانہ من المواترۃ وہی المتابعۃ ومن ذلک قولہم جاؤا علی وتیرۃ واحدۃ ای طریقۃ وہو نصب علی الحال ای متتابعین وفی الاصل انہ مصدر وقیل صفۃ المصدر محذوف ای ارسالا متواترا والفہا للالحاق بجعفر کالطی او بدل من التنوین ۱۲ الحقانی۔

ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ

پھر ہمنے موسیٰ اور اسکے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند کی ساتھ۔ فرعون اور اسکے سرداروں کی طرف بھیجا پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ ایک تھی ہی سرکش قوم

فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۚ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۚ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى

پھر انہوں نے کہا کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آویں کہ جنکی قوم ہماری غلامی کر رہی ہو آخر انکو جھٹلا ہی دیا پھر تو وہ بھی ہلاک ہی ہو کر رہے اور البتہ ہمنے موسیٰ کو

الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۚ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۚ

کتاب دی تھی تاکہ لوگ راستی سے ہدایت پاویں۔ اور ہمنے مریم کے بیٹے اور اسکی ماں کو قدرت کا نشان بنا دیا تھا اور انکو ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی تھی جو ٹھہری کے قابل اور جس پانی کا چشمہ تھا

ع ۱۸ ۳

ترکیب

ہارون بدل ہے اخاہ سے مثلنا اسکو مفرد لائے تثنیہ نہ لائے حالانکہ یہ تثنیہ و جمع بھی آتا ہے یا تو یہ مصدر ہے جسمیں تثنیہ و جمع برابر ہیں یا بشریت میں مماثلت ہو نہ کیفیت میں وقومہا جملہ حال ہے آیۃ مفعول ثانی ہے جعلنا کا معین یا تو فعیل ہے من بمعنی نفع قلیل ہے اور اس سے ماعون یا غنیۃ اذا ابصرتہ سے ہے لے ما، جا یظاہر تراہ العیون وصلہ معیون۔

تفسیر

یہ چوتھا قصہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ہے کہ ہمنے انکو معجزات اور سلطان مبین کیساتھ فرعون مصر اور انکی قوم کے پاس بھیجا تھا لیکن وہ سرکش لوگ تھے کہنے لگے جیسے تم آدمی ہو ویسے ہی ہم ہیں اور نیز تمہاری قوم ہماری خدمت کرتی ہے یعنی ذلیل قوم کے ہو پھر تمکو کیونکہ مانیں انکار کیا ہلاک ہوئے سلطان مبین سے مراد یا تو وہی آیات نو معجزے ہیں جیسا کہ ابن عباس فرماتے ہیں اور سلطان مبین انہیں سے کوئی خاص معجزہ ہے جیسا کہ عصا اور خاص کا عام پر عطف جائز ہے جیسا کہ ملائکہ کے بعد جبرئیل و میکائیل کا ذکر آیا ہے اور ممکن ہے کہ آیات سے مراد نفس معجزات ہوں اور سلطان مبین انکی وہ کیفیت جو انکے صدق پر دلالت کرنے سے متعلق تھی یا ایک ہیبت و وقار جو انکو عطا ہوا تھا ان کے ہلاک کے بعد جب کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر شام کو روانہ ہوئے اور بحر قلزم کو عبور کرکے اس میدان میں آئے کہ جسکو تیہ کہتے ہیں تو یہاں انکو بنی اسرائیل کی ہدایت اور انتظام کے لئے ایک کتاب خدا تعالیٰ نے دی جو باتفاق جمہور اہل اسلام توریت تھی پس وہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنام توریت تصنیف کی گئی اصلی توریت نہیں۔ ولقد آتینا موسی الکتاب ای التوراۃ جلالین۔ لعلہم یہتدون کے یہی معنی ہیں۔

وجعلنا ابن مریم الخ یہ پانچواں قصہ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ہے انکے تمام قصہ کو چھوڑ کر صرف اس جگہ یہی بات بتلائی گئی کہ ہمنے ان دونوں کو آیت یعنی اپنے کمال کی ایک نشانی بنایا تھا۔ باتفاق جمہور مفسرین حضرت مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تھا کہ حضرت مریم کو بغیر مرد کے حمل رہا اور اس سے پیشتر عبادت خانہ میں انکے پاس غیب سے بے موسم کے میوے آتے تھے اور حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہونیکی وجہ سے اور معجزات دکھانیکی وجہ سے نشانی تھے چونکہ دونوں کا نشانی ہونا ایک عجیب بات تھی اس لئے دونوں کو بلفظ واحد آیۃ ذکر فرمایا آیتین نہ کہا۔ اس آیت سے حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا بخوبی ثابت ہو گیا پھر جو تاویل یا انکار کرتے ہیں وحی کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتے ہیں اس نشانی سے چاہئے تھا کہ بنی اسرائیل فائدہ اوٹھاتے ایمان لاتے راہ راست پر آتے اسکی برعکس انکی جانکے دشمن ہو گئے اسلئے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کو بحالت صغر سنی مریم کے چچازاد بھائی یوسف نجار ہیرودیس حاکم کے خوف سے مصر کی طرف[1] لیکر چلے گئے تھے اور سالہا سال وہیں رہے یہاں دریائے نیل کا پانی جاری ہے اور یہ جگہ مرتفع ہے لیکن ابوہریرہؓ نے مقام رملہ[2] بتایا ہے۔

لے چنانچہ توریت سفر استثنیٰ کے اکتیسواں باب کے چوبیس درس میں لکھا ہے قولہ اور ایسا ہوا کہ جب موسیٰ اس شریعت کی باتوں کو کتاب میں لکھ چکا اور وے تمام ہوئیں تو موسیٰ نے لاویوں کو جو خداوند کے عہد کے صندوق اوٹھاتے تھے فرمایا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کے خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کی ایک بغل میں رکھو الخ یہی وہ توریت تھی جو حضرت موسیٰ کو ملی تھی آخر کار یہ کتاب موسیٰ کے بعد سلیمان کے عہد تک کے زمانے میں بنی اسرائیل پر مصائب آنیکی وجہ سے تلف ہو گئی چنانچہ جب سلیمان علیہ السلام نے یہ صندوق کھولا تو اسمیں صرف پتھر کی دو لوح برآمد ہوئیں کتاب نہ ملی جیسا کہ کتاب اول سلاطین کے آٹھ باب نو درس میں ہے[1] انجیل متی کے دوسرے باب تیرہ درس میں اسکی تصریح ہے ۱۲ منہ [2] رملہ ملک مصر میں ایک خاص جگہ ہے۔ ۱۲ منہ

[حاشیہ:] لے مصادر مرتفعہ جلالین ذات قرار اے مستویۃ یستقر علیہا ساکنوہا ۱۲ منہ

[حاشیہ:] قرار بمعنی وہ جگہ کہ جو غور اور اصلی بات سے ہو

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا

(اور ہمنے کہدیا تھا کہ اے رسولو پاک چیزیں کہایا کرو اور اچھے کام کرتے رہو جو کچھ تم نیک کام کرتے ہو میں اوسنے واقف ہوں اور البتہ یہ تمہارا گروہ ایک ہی (خدا کا) گروہ ہو اور میں ہی تم سب کا

رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۞ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۞ فَذَرْهُمْ فِىْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ۞ اَيَحْسَبُوْنَ

رب ہوں پس مجھی سے ڈرا کرو۔ پھر لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کر لیا جو دین جسکے پاس ہے ہر ایک اس ہی سے خوش ہو (اے نبی) ایک وقت تک انکو اپنی نشے میں پڑا رہنے دو

اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۞ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ

کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم انکو مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں (کہا) ہم ان کو فائدے پہونچانے میں جلدی کر رہے ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ وہ سمجھتے نہیں بیشک وہ جو اپنے رب کی ہیبت

رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۞ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ

سے ڈرتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے اور وہ جو کچھ دیتے بن پڑتا ہے دیتے ہیں

قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۞ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۞

اور انکے دلوں کو اس بات کا خوف لگا رہتا ہے کہ انکو اپنے رب کے پاس جانا ہے (شاید قبول ہو یا نہ ہو) یہی وہ لوگ ہیں کہ جو نیک کاموں میں دوڑ پڑتے ہیں اور وہی آگے بھی نکلتے ہیں

لہ سب حضرات انبیاء علیہم السلام بلحاظ اصول اور دین راستی خدا پرستی سے ایک ہی گروہ ہیں گویا سب ایک ہی خاندان رکھتے ہیں منہ

ترکیب

ان کو قراء کوفہ نے بکسر الہمزۃ پڑھا ہو تب یہ جملہ مستانفہ ہے ہذا اسکا اسم امتکم خبر اول امۃ واحدۃ منصوب ہو حال لازمہ ہونیکی وجہ سے خبر ثانی سے دیگر قراء نے ان بالفتح پڑھا ہو یا تو لام مقدر ہان کر جو اتقون سے متعلق ہوگا اے فاتقون لان ہذہ اور موضع ان کا نصب ہو یا جر یا یہ معطوف ہو ماقبل پر۔ زبرا بضمتین جمع زبور اے کتبا مختلفۃ یعنی جعلوا دینہم ادیانا و زبرا قطعا استعیرت من زبر الفضۃ والحدید الکبیرۃ و قری بفتح الباء وہو جمع زبرۃ وہی القطعۃ والفرقۃ والنصب علی الوجہ الاول علی الحال من امرہم وعلی الوجہ الثانی حال من الفاعل ان بمعنی الذی وخبران یسارع

تفسیر

رسولوں کا ذکر فرما کر انکے اس شبہ کے جواب میں (کہ ان رسولوں میں ہمسے کیا فوقیت ہو جو ہم کہاتے پیتے ہیں یہ بھی وہی کہاتے پیتے ہیں یعنی ملائکہ یا انکی مانند کیوں نہیں) فرمایا ہو کہ ہمنے رسولوں سے یہ کہدیا تھا کہ طیب یعنی حلال اور پاک چیزیں کہاؤ تمہارے ہی لئے یہ نعمتیں ہمنے پیدا کیں ہیں ہاں حرام اور گندی چیزیں نہ کہاؤ بزرگی کا مدار پاک اور حلال چیزوں کے ترک کر دینے پر نہیں جیسا کہ بعض سمجھے ہوئے ہیں اور ان نعمتوں کے شکر میں وعملوا صالحا نیک کام کیا کرو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں اور یہ بھی کہدیا گیا تھا کہ اے رسولو تم سب کا ایک ہی طریقہ ہو توحید و عبادت اسی طرح تمہاری سب امتیں بھی باہم الگ الگ مذاہب کے لوگ نہیں اصول شریعت میں سب ایک ہیں اور تم سب کا رب بھی میں ایک ہوں پس مجھ سے ہی ڈر کر بری باتوں سے پرہیز کیا کرو لیکن انبیاء کے بعد ان کے پیروؤں نے باہم افراط و تفریط کر کے جدے جدے فرقے بنا لئے پھر ہر فریق اپنے تراشیدہ خیالات پر خوش ہو ہو کر اپنے ہی آپ کو راہ راست پر جانتے ہیں نصاریٰ اپنے تئیں و مشرکین و مجوس اپنے مذہب کو موجب نجات خیال کر رہے ہیں حضرت کو فرماتا ہو فذرہم الخ انسے حجت و تکرار نکرو انکو اپنی غفلتوں کے دریا میں ڈوبا رہنے دو ایک وقت تک بعض علماء کہتے ہیں اسوقت سے مراد وہ وقت ہو کہ جب اسلام اپنی پوری شوکت دنیا میں ظاہر کریگا پھر تہدید کے چابک سے انکو بیدار و ہوشیار کر دیا جاویگا بعض کہتے ہیں موت یا عذاب الٰہی کا وقت تک کہ پھر انکو آپ معلوم ہو جاویگا۔ وہ دنیا کی ثروت و دولت کثرت اولاد و مال کو اپنے مذہب کے برحق ہونیکی دلیل جانتے تھے بلکہ اب بھی کہا کرتے ہیں ہمنے فلاں دیوی دیوتا کی نذ بھینٹ کی تو اس نے ہم کو مال و اولاد دیا اسکے جواب میں فرماتا ہو ایحسبون انما نمدہم الخ کہ کیا وہ اس افزایش مال و اولاد کو ہماری مہربانی سمجھتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ لا یشعرون انکو شعور نہیں چارپائے ہیں کیونکہ دنیا فانی کی آسایش کچھ چیز نہیں حیوانات کو بھی نصیب ہے ہاں جنپر ہماری مہربانی ہو اور انکے لئے ہم بھلائیوں میں جلدی کر رہے ہیں وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو شرک نہیں کرتے اور وہ جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ شاید قبول ہو یہی لوگ نیکی میں دوڑنے اور سبقت کرنے والے ہیں۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ

اور ہم کسی پر بوجھ نہیں ڈالتے مگر استقدر کہ وہ اوٹھا سکے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ سچ کہدیگی اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا بلکہ انکے دل اس سے بیہوشی میں پڑے ہوئے ہیں اور انکے سوا انکے اور بھی

ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ

کام ہیں کہ جنکو وہ کیا کرتے ہیں یہانتک کہ جب اونکے مالداروں کو ہم آفت میں مبتلا کریں گے تو وہ فوراً چلا اٹھینگے (کہا جائیگا) آج نہ چلاؤ تمہاری ہمارے ہاں سے کچھ بھی مدد نہ ہوگی

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ

البتہ تمکو ہماری آیتیں سنائی جایا کرتی ہیں تم تو لٹے پاؤں بھاگا کرتے تھے مغرور ہیں اگر اسکو (قصہ) کہانی سمجھ کر بیہودگی سے جایا کرتے تھے کیا اونہوں نے ارشاد الٰہی (یعنی قرآن) میں غور نہیں کیا

جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلْ جَآءَهُمْ

کیا انکے پاس کوئی ایسی (نئی) بات آئی ہے کہ جو انکے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا اونہوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تھا جو یہ اسکے منکر ہوگئے۔ کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ اسکو جنون ہو رہا ہے کوئی بات نہیں بلکہ رسول انکے پاس

بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ

سچی بات لایا تھا اور انمیں سے اکثر تو سچ سے نفرت ہی رکھتے تھے۔ اور اگر حق انکے خواہش کے تابع ہوا کرتا تو آسمان اور زمین اور جو کچھ انمیں ہے سب کچھ خراب ہوجاتا بلکہ ہمنے تو انکی نصیحت انکو پہنچا دی تھی

عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ اَمْ تَسْاَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ڰ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

سو وہ اپنی نصیحت کی بات سے منہ موڑتے رہے (اے نبی) کیا تم انسے کچھ اجرت مانگتے ہو پھر اجرت تو تمہارے رب کی بہت بہتر ہے اور وہی سب سے اچھا روزی دینے والا ہے اور البتہ آپ تو انکو سیدھے رستہ کیطرف بلا رہے ہیں

اہل ایمان کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرکے فرمایا تھا کہ یہی لوگ نیکیوں میں سبقت کر رہے ہیں اب مخالفوں کو رغبت دلاتا ہے کہ لانکلف نفسا الا وسعہا ہم کسی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے یعنی احکام سخت پر مامور نہیں کرتے آسان اور سہل حکم دیا کرتے ہیں پھر اے کمبخت منکرو تم کیوں ان نیکیوں میں پیچھے رہے جاتے ہو؟ اور یہ خیال کرنا کہ ان نیکیوں میں سعی کرنا بیفائدہ ہے انکو آخرت میں کون یاد رکھیگا؟ غلط خیال ہے کسلئے کہ ولدینا کتاب ینطق بالحق وہم لایظلمون ہمارے پاس ایک کتاب ہے اسمیں یہ سب کچھ لکھا جاتا ہے ہر فرد بشر کے اعمال کراماً کاتبین لکھا کرتے ہیں یہ کتاب ہر ایک بات ٹھیک ٹھیک بیان کردیگی اور کسی کا کوئی عمل نہ رہ جائیگا اپنر ظلم نہوگا اسی کتاب کا آگے ذکر آچکا ہے ونخرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا مگر اس سے دنیا کی کتابوں کی مانند کاغذوں پر لکھی ہوئی کتاب مراد نہیں بلکہ اور قسم کی کتاب یعنی یادداشت الٰہی واللہ اعلم۔ یہ باتیں سنکر بھی کفار نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتے بل قلوبہم فی غمرۃ من ہذا الخ بلکہ ان کے دل اس بات سے غفلت میں ہیں اور اسپر بھی بس نہیں بلکہ ولہم اعمال من دون ذلک اسکے سوا انکے اور اعمال بھی ہیں جنکو وہ عمل میں لا رہے ہیں پھر یہ ستمگار اپنے اعمال بد میں یہانتک گرفتار ہیں حتیٰ اذا اخذنا مترفیہم بالعذاب الخ کہ جب ہم انکے دولتمندوں کو جو دولت کے نشہ میں مغرور ہیں عذاب میں مبتلا کرینگے تو چیخیں دہائی دینے لگیں گے اس عذاب سے مراد موت کے وقت کا عذاب ہے یہ عذاب سب کفار کے لئے مگر دولتمندوں کی تخصیص انکے غرور و تکبر کی وجہ سے ہوئی۔ ملائکہ اسوقت کہیں گے اب کیوں دہائی دیتے فریاد کرتے ہو آج تمکو مدد الٰہی نہ پہونچے گی۔ قد کانت آیاتی الخ کیونکہ تمہارے سامنے میری آیتیں پڑھی جایا کرتی تھیں تم تکبر کی راہ سے انکو چھوڑکر قصہ کہانیوں میں مشغول ہوتے تھے سمیر رات کو قصہ گوئی کرنا عرب کی عادت تھی کہ رات کو لوگ مجتمع ہوکر قصہ خوانی کیا کرتے تھے تہجرون ہجر بالکسر بمعنی جدائی ہجر بالفتح ہذیان و بالضم فحش کعبہ کے اردگرد بیٹھکر قریش مکہ قصہ خوانی کرتے تھے اور آنحضرت اور قرآن کی ہجو حقارت بھی کیا کرتے تھے۔

اب فرماتا ہے کہ ان باتوں کا عمل میں لانا یا نہ لانا اسلئے تھا کہ قرآن مجید میں کوئی خوبی نہ تھی جو اس سے بھاگتے تھے اس کے جواب میں فرماتا ہے افلم یدبروا القول کہ انہوں نے کیا قرآن اور نبی کے ارشاد میں غور نہ کیا تھا یعنی کرنا چاہیئے تھا وہ نبی کے آنے کو اور انکی نصائح کو ایک اوپری بات جانتے تھے سو یہ بھی غلط کیونکہ ام جاءہم کیا انکے پاس رسول کوئی نئی بات لائے جو انکے باپ دادا کے پاس پہلے انبیاء نہ لائے تھے؟ تیسری بات یہ کہ وہ رسول سے واقف نہ تھے بلکہ خوب واقف تھے کہ قبل نبوت آپکو سچا دیانتدار خدا ترس جانتے تھے پھر بعد نبوت جھوٹ بولنے سے کیا غرض تھی؟ ام لم یعرفوا رسولہم

وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ۝ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِم مِّن ضُرٍّ لَّلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اور بیشک جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ راہ راست سے ہٹے ہوئے ہیں اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور ان کی تکلیف کو بھی دور کر دیں تو بھی وہ اپنی سرکشی میں گمراہ ہو کر اس پر جمے رہیں

وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

اور پکڑ لیتے ہیں انکو عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی وہ اپنے رب کی طرف نہ جھکے اور نہ عاجزی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ غفلت میں رہے کہ جب ہم نے ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیا تو فوراً

فِيهِ مُبْلِسُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ

اسمیں نا امید ہو گئے۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے (مگر) تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ اور وہی تو ہے کہ جسنے تمکو زمین میں پھیلا دیا اور (قیامت میں)

وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ۝

اُسی کی طرف جمع کر کے لائے جاؤ گے۔ اور وہی تو ہے کہ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اور وہی رات اور دن کا بدلنے والا ہے۔ تو کیا تم نہیں سمجھتے۔ بلکہ انہوں نے بھی ایسی ہی بات کہدی جیسی کہ پہلے لوگ کہتے تھے

قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

انہوں نے کہا تھا کہ کیا جب ہم مر جاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے۔ تو کیا پھر بھی زندہ کئے جاوینگے؟ اس کا تو ہم سے اور اس سے پہلے ہمارے باپ دادا سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں

چوتھی بات یہ کہ باوجود اس خداترسی اور راستبازی کے سیکڑوں تکلیفیں اٹھا کر دنیاوی فوائد پر لات مار کر قوم کو آنیوالی مصیبت سے چیز کرنا تجدید و راستبازی ہے بھلا کسی دیوانہ آدمی کا کام نہیں پھر کیا انہوں نے رسول کو دیوانہ سمجھا تھا ام یقولون بہ جنۃ یہ کچھ نہیں تو یقین کر لینا چاہیے کہ جاءہم بالحق رسول انکے پاس حق لیکر آچکا تھا لیکن واکثرہم للحق کارہون انمیں اکثر کو حق سے کراہت نفرت ہے۔ اپنی کج طبعی اور تیرہ باطنی سے چاہتے ہیں کہ انکی خواہش کے موافق دنیا میں رسول حکم جاری کیا کریں ولو اتبع الحق اہواءہم اگر ایسا ہو تو آسمان اور زمین اور انکے رہنے والے خراب ہو جاویں۔ ریل کا انجن اگر کسی نادان کے سپرد کیا جاوے تو گاڑیاں الٹ جاویں صدہا آدمی مر جاویں۔ پس ہم انکو انکے سمجھنے اور درست ہونیکی چیز انکو دیتے ہیں پھر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں پھر انکو یہ خیال کرنا چاہیے کہ اس وعظ و نصیحت سے رسول کچھ اپنے مزدوری مانگتا ہو وہ کچھ نہیں بلکہ وہ اجر آخرت کا طالب ہے اور اللہ بہتر اجر دینے والا ہے اور اے محمد تم انکو سیدھے رستہ کیطرف بلا رہے ہو وان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ عن الصراط لناکبون آخرت پر یقین نہ لانیوالے سیدھے رستے سے پھرے جا رہے ہیں اس میں

ولو رحمنٰہم الخ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی ہے ایک بار آنحضرت صلعم کی بددعا سے قریش پر سات برس کا ایسا سخت قحط پڑا کہ جسمیں چلا اٹھے کتے اور مردار تک کھانیکی نوبت آگئی دہائی دینے لگے جسکے جواب میں انپر عتاب ہوتا ہے کہ اب کیا دہائی دیتے ہو ہمارے رسول پر کیوں ایمان نہیں لائے آخر کار موت تک ہوتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آنیوالے عذاب کی خبر ہے جو بوقت مرگ یا آخرت میں پیش آئیگا اور کفار اسوقت چلائیں گے دہائی دینگے تب انکے جواب میں یہ عتاب ہوگا تو یہ تیر یہی ہے کہ آنیوالی مصیبت کی خبر دیجاتی ہے وہ قحط شدید اور واقعہ بدر تھا جسمیں قریش چیخ اٹھے تھے اور آئندہ حال پر یہ جواب با عتاب ناطق تھا اور آئندہ مرنیکے بعد اور پھر قیامت میں بھی عذاب شدید پیش آئیگا جہاں انکی فریاد اور دہاڑنے پر یہی جواب عتاب دیا جائیگا اسلئے فرمایا ہے اور رحمنٰہم اس مصیبت سے کہ جسمیں انکو مبتلا کیا کرتے ہیں نجات بھی دیں تو پھر اپنی اسی سرکشی میں اڑ جاوینگے۔ عذاب دفع ہونیکے بعد سرکشی کرنا تو انکے نزدیک معمولی بات ہے۔

ولقد اخذنٰہم بالعذاب الخ ہمنے انکو ایک عذاب میں گرفتار کیا تو اسوقت بھی فما استکانوا لربہم اپنے رب کیطرف نہ جھکے۔ استکان استفعل من الکون ای انتقل من کون الی کون۔ یا افتعل من السکون۔ وما یتضرعون اور نہ جھکنے والے تھے۔ حتی اذا فتحنا علیہم یہانتک کہ اس مصیبت کا دروازہ کھولا تو بھی نہ جھکے بلکہ رب کی رحمت سے نا امید ہو گئے حالانکہ اللہ وہ منعم حقیقی ہے کہ جسنے تمکو کان اور آنکھیں اور دل عطا کئے پھر اس سے نا امیدی کرنا کیسی بری بات ہے۔ اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ اسنے سننے کو کان دیکھنے کو آنکھ سمجھنے کو دل عطا کئے پھر تم دلائل الٰہی میں کیوں غور نہیں کرتے تاکہ انکو خود معلوم ہو جاوے کہ رسول جو کچھ فرماتا ہے سراسر تمہارے فائدہ کے لئے اور برحق بات کہتا ہے اسکے بعد اپنی نعمتیں اور اپنی قدرت کی کامل نشانیاں ذکر فرماتا ہے کہ جنسے صاف معلوم ہو جاوے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ کرنے پر قادر ہے وہو الذی ذرأکم فی الارض یہ نعمت ہے والیہ تحشرون میں وعدہ ہے کہ جسنے تمکو زمین پر پھیلا دیا ہے وہی تمکو قیامت میں سمیٹ بھی لیگا اور وہو یحیی ویمیت میں نعمت بھی ہے اور قدرت کاملہ کی دلیل بھی ہے اسی طرح اختلاف اللیل والنہار بھی نعمت اور اسکی قدرت کی دلیل ہے اسکے بعد فرماتا ہے افلا تعقلون کہ تم پھر بھی نہیں سمجھتے بلکہ وہی بیہودہ بات کہے چلے جاتے ہو جو پہلے حمقا کہہ چکے ہیں کہ مر کر اور ریزہ ریزہ ہو کر کیونکر بار دیگر زندہ ہونگے یہ صرف ایک جھوٹا وعدہ ہے جو ہم سے اور ہم سے پہلوں سے انبیاء کرتے آئے ہیں اور یہ صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ

(اے نبی) ان سے پوچھو کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے کس کا ہے اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) وہ جلد ہی کہیں گے کہ اللہ کا ہے کہہ دو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے ان سے پوچھو کہ ساتوں آسمانوں کا رب اور

الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

عرش عظیم کا رب کون ہے وہ جلد کہیں گے کہ یہ سب اللہ کا ہے کہہ دو پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ یہ بھی پوچھو کہ کس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور اس پر کوئی پناہ نہیں دے سکتا اگر

سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۭ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ

جانتے ہو تو وہ جلد کہہ دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے تو کہہ دو پھر تم کیسے دیوانے ہوئے جاتے ہو بلکہ ہم نے تو انکے پاس سچی بات پہنچا دی اور بے شک یہ جھوٹے ہیں خدا نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور معبود ہے

اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ع ۵

یوں ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو لیکر الگ ہو جاتا (اور باہم تقسیم ہو جاتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے غائب اور حاضر کا جاننے والا اور الٰہ ہونے میں انکے شریک بنانے سے بڑا ہے

ترکیب

لله قراءۃ جمہور میں لام سے ہے اور یہ من الارض کا جواب ہے اور اخیر دونوں سوالوں کے جواب میں اللہ واقع ہے اور یہی بغیر لام میں لفظ کی رعایت ہے اور لام میں معنی کی لان المعنی فی قولہ من رب السموات۔ ملکوت میں ت مبالغہ کے لئے بمعنی ملک۔ اذا جواب ہے شرط محذوف کا، تقدیرہ لو کان معہ آلہۃ۔

تفسیر

مسئلہ حشر اور رسالت کو تمام کرکے پھر مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے اور مشرکین کے مسلمات سے ہی ان پر الزام قائم کیا جاتا ہے فقال قل لمن الارض اے نبی ان سے پوچھو کہ زمین اور اسکے رہنے والے کس کے ہیں وہ یہی کہیں گے کہ اللہ کے جب یہ کہدیں کہ وہ اللہ کے قائل ہیں تب کہو کہ تم پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جسکے قبضہ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ انکا خالق ہے تو اور معبودوں کا کیا استحقاق عبادت ہے جبکہ وہ بھی مخلوق اور مملوک ہیں پھر فرماتا ہے قل من رب السموات الخ کہ ان سے یہ بھی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے اسکے جواب میں بھی وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تب ان سے کہدو کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے اسکے سوا اور کون ہے کہ جسکو اسکے ساتھ حاجت روا سمجھکر پوجتے ہو تمکو ڈرنا چاہیے۔ ان جملوں میں اثبات حشر بھی ہے کیونکہ وہ جو ان سب کا مالک ہے وہ مرکر زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ مسائل قرآنیہ کا باہم ایسا ارتباط ہے کہ ایک مسئلہ کے دلائل سے دوسرا بھی ثابت ہو جاتا ہے یہ کمال اعجاز ہے پھر فرماتا ہے کہ آسمان و زمین سے بھی تعمیم کرکے یہ سوال کرو کہ ہر ایک چیز پر کس کا قبضہ ہے اور وہ کون ہے کہ جسکو چاہتا ہے پناہ دیسکتا ہے اور اسکے مجرم کو کوئی پناہ نہیں دیسکتا اگر تمکو یہ بات معلوم ہے تو بتلاؤ یقال اجرت فلانا علی فلان اذا اغثتہ منہ ومنعتہ اسکے جواب میں بھی وہ اللہ ہی کہینگے پھر کہو کہ تم پر کسی نے کیا سحر کر دیا کیا افسوں پڑھکر تمکو احمق بنا دیا ہے کہ اس بات کو جانکر بھی اللہ کے سوا اسکی مخلوق کو پوجتے ہو۔ جو دیدہ و دانستہ احمق بنجائے تو محاورہ میں کہا کرتے ہیں کہ کسی نے اسکو منتر پڑھکر دیوانہ بنا دیا ہے یہ مطلب کہ دراصل اسپر کسی نے سحر کر دیا ہے۔

عرب کے مشرک ہندوؤں کا سا عقیدہ رکھتے تھے جس طرح ہندو یہ بھی کہدیتے ہیں کہ ایشور (خدا) جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اسکے برخلاف نہیں کر سکتا مگر باینہمہ سیکڑوں معبود بھی بنا رکھے ہیں کہیں دیوی پوجتی ہے کوئی ہنومان کو مانتا ہے کوئی مہادیو کا لنگ پوجتا ہے کوئی کشن کی مورت پر جل چڑھاتا ہے اور پھر ہر ملک میں ہر ایک قوم کا جدا ہی معبود ہے آگ پانی حجر شجر آفتاب ستارے کوئی چیز بھی نہیں چھوٹی کہ جسکو نہ پوجتے ہوں بلکہ جنات اور جانوروں کو بھی اور خدا کی نذر نیاز کر ان کی پرستش ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ان میں بھی ایشور کی مایا ہے یہ بھی بڑی قدرت رکھتے ہیں یہی حال عرب کے مشرکوں کا تھا افسوس ہندوستان کے جاہل مسلمانوں میں بھی ہنود کی صحبت کا اثر آ گیا یہ بھی اپنے بزرگوں کے ساتھ اسی ترتیب سے برتاؤ کرنے لگے یہ ان کو توسل کہتے ہیں اور غیروں میں جو ایسے بزرگ ہیں ویسی ہی معاملت کریں تو اسکو شرک قرار دیتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے بل اتیناہم بالحق الخ کہ ہم نے انکو حق دین دیا ہر بات سچی کھولدی ہے یہ جو ہوتے منصوبے باندھتے ہیں مشرکین عرب بعض فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں بھی کہتے تھے عرب میں عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے تھے انکے رد میں فرماتا ہے ما اتخذ اللہ من ولد الخ کہ اللہ نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور نہ اسکے ساتھ اور کوئی خدائی میں شریک ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خالق اپنی مخلوق پر قبضہ کرتا اور ایک دوسرے سے خلاف ہو کر لامحالہ ایک دوسرے پر غالب ہوتا اور اس جھگڑے میں انتظام عالم بگڑ جاتا اللہ پاک ہے ان باتوں سے وہ چھپی اور کھلی ہر بات جانتا ہے اور کسی کو یہ بات حاصل نہیں۔

قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنْ نُّرِیَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ اِدْفَعْ

(اے نبی تو) کہہ اے رب اگر تو مجھ کو وہ دکھا دے کہ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو اے رب مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کیجیو اور ہم اس پر کہ جو ان سے وعدہ کرتے ہیں تجھ کو دکھا دیں قادر ہیں

بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ ۝ وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ ۝ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ

برائی کو ایسی بات سے دفع کیا کر جو بہتر ہو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہ وہ بیان کرتے ہیں اور کہہ کہ اے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس سے بھی اے رب تیری پناہ مانگتا ہوں کہ

یَّحْضُرُوْنِ ۝ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ

کہ شیاطین میرے پاس آئیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آتی ہے تو کہتا ہے اے رب مجھ کو پھر (دنیا میں) لوٹا دیجئے تاکہ جو کچھ چھوڑ آیا ہوں اس میں نیک کام کروں ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے

قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَئِذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝

یہ تو ایک بات ہے کہ جس کو وہ صرف زبان سے کہہ رہا ہے اور ان کے آگے تو قیامت تک ایک پردہ پڑا ہوا ہے پھر جب صور پھونکا جاوے گا تو اس روز باہم قرابت کا پاس نہ ہوگا اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

ترکیب

مایوعدون جملہ مفعول ہو تریٔنی کا اما اصل میں ان ما تھا ما تاکید اور ان شرطیہ کے لئے تا ہو فلا تجعلنی اسکا جواب نظر رب اہتمام شان کے لئے مقدم ہوا علی متعلق ہو لقادرون سے بالتی میں ب الصاق کے لئے اور السیئۃ مفعول ہو ادفع کا ارجعون اصل میں رب ارجعنی تھا اور جمع کا لفظ فائدہ تکریر کے لئے دیا گویا یوں کہا ارجعنی بعض کہتے ہیں رب کی تعظیم کے لئے صیغہ جمع کا لایا۔ اور بعض کہتے ہیں ملائکہ سے کہہ رہا ہو ارجعونی کہ تم مجھے دنیا میں پھر جانے دو۔ ہمزات جمع ہمزۃ ہو الدفع والتحریک الشدید والمراد وسواسہ۔

تفسیر

کفار کی سرکشی پر جو عذاب آنے کے وعدے ہوتے تھے تو منکر ہنسا کرتے تھے اور بیہودہ باتیں بکتے تھے اور سخت کلامی اور ایذا سے پیش آتے تھے اس لئے ان آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرتؐ کو اپنے وعدہ کے وثوق پر یہ حکم ارشاد فرماتا ہو (۱) قل رب اما تریٔنی الخ کہ اے رب اگر تو دنیا میں مجھے انکا وہ عذاب دکھا دے کہ جسکا ان سے وعدہ کیا گیا ہو تو اس عذاب میں مجھے شامل نہ کرنا کیونکہ جب بدکاروں کی شرارت سے دنیا پر قہر الٰہی آتا ہو تو اس عام بلا میں نیک بھی کبھی آ جاتے ہیں جیسا کہ قحط اور وبا یا دشمن کا غلبہ۔ پھر فرماتا ہو وانا علی الخ کہ منکر ہماری اس بات کو غلط نہ سمجھیں اے نبی اس عذاب کو ہم تمہیں دکھا ہی سکتے ہیں چنانچہ وہ عذاب آپ کو دکھا دیا ایسا سخت قحط کئی سال کا پڑا کہ جس میں کتوں اور مردار کے کھانے کی نوبت آ گئی اور سب چلا اٹھے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں آکر بگریہ و زاری دعا کے خواستگار ہوئے حضرتؐ کی دعا سے وہ بلا دفع ہوئی۔

حجت میں مغلوب ہو کر وہ لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت کلامی کرنے لگتے تھے اور ایذائیں ہر طرح طرح سے دیتے تھے اس لئے آنحضرت کو بالخصوص اور تبعاً حضرت کے پیرووں کو بھی جو ہدایت و ارشاد کی گدی پر بیٹھے ہیں حکم دیتا ہو (۲) ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ کہ تم نکی اس بدکلامی کے عوض بدکلامی نکرو انکی ایذا کے مقابلہ میں ایذا نہ دو بلکہ برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرو بدکلامی کے جواب میں نرم بات کہو ان کی تکلیفیں اٹھا کر دعا کرو۔ حدیث میں آیا ہو صل من قطعک واعط من حرمک۔ کہ جو تجھ سے توڑے تو اس سے بھی محبت کا رشتہ جوڑ اور جو تجھے نہ دے تو اسکو بھی دے کفار کی سخت تکلیفیں اٹھا کر بھی آنحضرتؐ یہی دعا کرتے تھے کہ اللہم اہد قومی انہم لایعلمون کہ الٰہی میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ نادان ہیں۔ کہاں ہیں وہ معترض جو اسلام کی بعثت پر خونخواری سفاکی بیرحمی کا الزام لگاتے ہیں اسلام نے وہ رحمدلی عفو حلم صلہ رحمی تعلیم کی ہو کہ ایسی کسی مذہب میں نہیں ملتی جمہور محققین کا اتفاق ہو کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ نہیں بلکہ محکم ہو۔ وہ اور محل پر ہے یہ اور محل پر پھر فرماتا ہو (۳) وقل رب اعوذ بک کہ شیطان وسواس ڈالا کرتا ہے مبادا وسوسہ شیطانی سے انسان ان بدکرداروں کے ساتھ تو تو میں میں کرنے پر آمادہ ہو جاوے اس لئے چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے نہ کہ اسکے وسواس دل میں آویں نہ شیاطین پاس آویں۔ جس طرح کسی پر جن بھوت چڑھ کر اس کی بولی بولنے لگتا ہو اسی طرح شیطان جو بدی کا بھوت اور جن ہو آدمی پر کبھی مسلط ہو کر برے خیالات دل میں ڈال دیتا ہے لہذا پناہ مانگنا ضروری بات ہو۔

پھر فرماتا ہو کہ تم شیاطین کے پاس آنے سے پناہ مانگا کرو کیونکہ شیاطین کفار کے پاس موت تک موجود رہتے ہیں پھر جب موت آتی ہے اور اس عالم کا پردہ ان سے اٹھ جاتا ہے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝

پھر جن کا پلہ بھاری ہوا تو وہی فلاح پائیں گے اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا تو یہی وہ لوگ ہونگے کہ جنہوں نے خود اپنے آپکو برباد کیا تھا وہ سدا جہنم میں رہیں گے

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۝ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا

انکے موہنوں کو آگ کی لپٹیں جھلستی ہونگی اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے (کہا جائیگا) کیا تمکو ہماری آیتیں نہیں سنائی جایا کرتی تہیں پھر تم انکو جھٹلایا کرتے تہے وہ کہیں گے اے

شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۝ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۝ قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۝ إِنَّهُ كَانَ

پھر ہماری شامت سوار تھی اور ہم گمراہی میں پڑے رہے - اے ہمارے رب ہمکو اس میں سے نکالدے اگر پھر کریں تو ہم قصوروار ہیں - فرمائے گا دور ہو اس میں پڑے رہو اور مجھسے بات بھی نکرو

فَرِيقٌ مِنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّىٰ

کیونکہ ہمارے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جو دعا کیا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لاتے تو ہمکو بخشدے اور ہم پر رحم کر اور تو بہت بڑا رحم کرنے والا ہے - پس تم نے انسے مسخرہ پن کیا یہاں تک کہ انہوں نے

أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۝ إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوا أَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

تمکو میری یاد بھی بھلادی - اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے آج ہمنے انکے صبر کا بدلہ انہیں دیا کہ وہ ہی مراد کو پہنچ گئے -

اور ملائکہ عذاب اور برے اعمال کی سزائیں سامنے دکھائی دیتی ہیں تو کہنے لگتے ہیں رب ارجعون اے رب مجھے پھر دنیا میں بھیج کہ جاکے اچھے کام کروں اس وقت اس خواب غفلت سے بیدار اور ان لذات وشہوات سے ہوشیار ہوگا اور حسرتوں کا اسکے گرد ہجوم ہوگا بار بار یہ التجا کریگا وہاں سے جواب ہوگا کلا ہرگز نہیں یہ ایک بے فائدہ بات ہے جسکو وہ عبث منہ سے نکال رہا ہے ان کے درمیان موت کا حجاب یا پردہ پڑا ہے قیامت تک دنیا میں واپس نہ آئیں گے .

تفسیر

یہاں سے تناسخ کا صریح ابطال ہوگیا اور یہی مسلک تمام انبیاء کا ہے - پھر قیامت کی کیفیت ظاہر فرماتا ہے فاذا نفخ فی الصور کہ جس روز صور پھونکے گا تو اس روز انسان کا نسب کام آویگا جیسا کہ دنیا میں رشتہ کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ فلاں شخص ہے فلاں کی اولاد ہے فلاں قوم اور قبیلے کا ہے اونچی ذات کا ہے شریف خاندانی ہے یا کم قوم پاجی ہے اور نہ کوئی کسی بات سے پوچھا جائے گا وہاں تو انسان کے اعمال اور ایمان سے کام پڑیگا فمن ثقلت موازینہ الخ پھر جسکی نیکیوں کا پلہ بدی کے پلّے سے بھاری ہوگا وہ ملا پاویگا اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا جہنم میں جاویگا پھر آگے جہنم کی کیفیت بیان فرماتا ہے - (موازین میں چند اقوال ہیں (۱) یہ کہ عدل وانصاف سے استعارہ ہے (۲) اس سے مراد اعمال حسنہ ہیں پھر جس کے اعمال کی قدر ومنزلت ہوئی یعنی پسند الٰہی ہوئے وہ کامیاب ہے ورنہ خرابی میں پڑیگا ابن عباسؓ کہتے ہیں موازین جمع موزون اور یہ اعمال صالحہ کے موزونات ہیں جیسا کہ آیا فلا نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا اے قدرا (۳) یہ کہ درحقیقت اعمال کے تولنے کے لئے ترازو قائم ہوگی کہ جسکے دو پلے ہونگے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مگر اس سے یہی مراد دنیا کی ترازو نہیں جسپر اعراض کا تولنا محال خیال کیا جاوے (بلکہ اعمال تولنے کے مناسب جسکی حقیقت وہی خوب جانتا ہے .) انکے موہنوں کو آتش جہنم جھلس دیگی جلادیگی - اور وہاں انکے منہ بگڑے ہونگے کالح کے معنی دونوں ہونٹوں کا پھول کر دانتوں سے جدا ہوجانا ایک نیچے لٹک پڑے دوسرا اوپر چڑھ جاوے پھر انکے رونے چلانے پر فرشتے کہیں گے الم تکن آیاتی تتلی علیکم کہ دنیا میں کیا تم کو اللہ کی آیتیں نہ سنائی جایا کرتی تھیں کہ جنکو تم جھٹلایا کرتے تھے وہ کہیں گے ہماری بدبختی تھی اور ہم گمراہ تھے اب ہم کو اس آگ سے نکالدو اور دنیا میں بھیجدو پھر اگر ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں وہاں سے جواب ملیگا یہیں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور بات نکرو خسا کتے کو دہت دہت کرنیکو کہتے ہیں مطلب یہ کہ کتے کی طرح بھونکتے رہو یہ ذلت کا کلمہ ہے کیونکہ دنیا میں میرے بندوں میں سے ایک فریق یعنی ایمان والے دعا کیا کرتے تھے ربنا اغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین تم ان سے ہنسی تمسخر کیا کرتے تھے آج اس کا بدلہ تمکو دیا گیا تم یہاں روؤ وہ اہل ایمان والے کامیاب ہیں جنت میں ہیں تمپر ہنستے ہیں -

ف نیک اعمال کا پلہ بھاری ہوگا جس کے نیک اعمال بد عملوں سے زیادہ ہوں گے وہ مستحق جنت ہے ورنہ جہنم ۱۲ منہ

ف تناسخ کا ابطال

ف میزان کی بحث

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ۝ قٰلَ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ أَنَّكُمْ

پھر (اللہ) پوچھے گا کہ تم زمین میں گنتی کے کتنے برس رہے وہ کہیں گے ایک دن یا دن سے بھی کم رہے ہونگے سو گنتی والوں (فرشتوں) سے پوچھ لیجئے فرمائے گا کہ تم تھوڑی ہی مدت رہے کاش تم

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ

یہ بات سمجھے ہوتے دنیا میں جانتے ہوتے پھر کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہمارے پاس پھر کر نہیں آؤ گے سو اللہ بادشاہ برحق بڑا عالیشان ہے عرش بزرگ کا مالک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَإِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۚ إِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ

اور جس نے اللہ کے سوا اور معبود کو پکارا کہ جسکے لئے اسپر کوئی بھی سند نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کو فلاح نہ ہوگی۔

رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

اور (اے نبی) دعا کرو کہ اے ہمارے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنیوالا ہے۔

ترکیب

قال یقرء علی لفظ الماضی عند اہل الکوفۃ وبلفظ الامر عند اہل الحرمین والبصرۃ والشام۔ کم ظرف ہے لبثتم کا اے کم سنۃ لبثتم فی الدنیا وفی قبورکم عدد بدل ہے کم سے اور سنین اس سے عدد وسنین تمیز بھی ہوسکتا ہے۔ عادین بالتشدید من العدد اے شمار کرنیوالے۔ وبالتخفیف علی معنی العادین اے المتقدمین کقولک ہذہ بئر عادیۃ ای من تقدمنا لو کا جواب محذوف ای ما لبثتم بہذہ المدۃ عبثا مصدر فی موضع الحال او مفعول لہ وانکم معطوف ہے انما پر انہ بالکسر علی الاستیناف۔

تفسیر

منکرین قیامت سے بطور توبیخ کے وہاں یہ بھی سوال ہوگا کم لبثتم فی الارض الخ کہ جو تم کہتے تھے مرکر جینا نہیں اور زندگی ہے تو دنیا ہی کی زندگی ہے اور وہاں کی زندگی اور اُسکے لذات مال وجاہ پر تم مٹے ہوئے تھے اور اب یہاں اپنے گمان کے برخلاف مرکر زندہ ہونا اور ابدی عذاب میں مبتلا ہونا بھی دیکھ لیا اب بتلاؤ کہ تم دنیا میں کسقدر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے عذاب ابدی کے مقابلہ میں اور نیز اس وجہ سے بھی کہ گذری ہوئی عمر بوقت مصیبت بہت ہی کم معلوم ہوا کرتی ہے یوں کہینگے یوما او بعض یوم ایک روز یا اس سے بھی کم دنیا میں رہے تھے فسئل العادین چاہے کہ آپ گنتی کرنیوالوں فرشتوں سے دریافت کرلیجئے فرشتہ کہیگا ایکدن یا نصف کہنا تو غلط ہے مگر یہ صحیح ہے کہ تم دنیا میں بہت کم رہے لو انکم کنتم تعلمون بشرطیکہ تم بھی اسکو جانو کہ دار آخرت اور حیات جاودانی کے مقابلہ میں یہاں کی زندگی خواہ سو برس کی کیوں نہو بہت ہی کم ہے فسئل العادین کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ قدیمی لوگوں سے پوچھ دیکھو۔ اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ وہ جو پہلے زمانوں میں بڑی عمروں کے لوگ گزرے ہیں وہ بھی حیات دنیا کو اسیقدر قلیل سمجھتے ہیں۔ یہ حیات دنیا کی حقیقت ہے جسکے لئے انسان ایسی تدبیریں کرتا پھرتا ہے بعض علما کہتے ہیں کہ کم لبثتم میں سوال مرنیکے بعد قبر میں رہنے کی مدت سے ہے کہ آخرت کے مقابلہ میں اسکو بہت ہی قلیل تصور کرینگے۔ یہ بھی ممکن ہے افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا الخ یہاں سے ایک تہدید آمیز کلام شروع فرماتا ہے اور اسمیں قیامت قائم ہونے پر دلائل بھی ذکر کرتا ہے کہ اگر قیامت قائم نہو تو نیک کو کامل سزا وجزا نملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس کا لازمہ ہو کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہے اسپر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں اسلئے فرماتا ہے کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمنے تمکو بیکار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤ گے فتعالی اللہ الخ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے سو اس سے یہ بھی نہ سمجھو کہ وہ ہمارا حاجتمند ہے کیونکہ الملک الحق وہ بادشاہ بے نیاز ہے اسکی بادشاہی ثابت اور قایم ہے کبھی زائل نہوگی لا الٰہ الا ہو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے عرش سے مراد بعض کے نزدیک ساتوں آسمان ہیں بعض کے نزدیک حقیقۃً عرش۔ لا الٰہ کے بعد یہ فرماتا ہے کہ من یدع جس نے اور معبود کو پکارا بغیر دلیل اور دلیل تو ہے نہیں تو اسکا حساب خاص ہم لینگے۔ ابدی عذاب کی سزا دینگے کافروں کو فلاح نہوگی۔ سورہ کا ابتدا قد افلح المؤمنون سے اور خاتمہ انہ لا یفلح الکافرون سے کرنا عجب لطف کلام میں پیدا کرتا ہے۔ اسکے بعد آنحضرتؐ کو دعا وثنا کی تعلیم کرکے کلام کو کس خوبی سے تمام کرتا ہے قل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

سُورَةُ النُّورِ مَدَنِيَّةٌ ہے اس میں چونسٹھ آیات اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ

یہ سورۃ ہے کہ جسکو ہمنے ہی نازل کیا اور اسکے احکام ہمنے ہی فرض کئے ہیں اور ہمنے ہی اسمیں کھلی کھلی آیتیں نازل کیں ہیں تاکہ تم سمجھو عورت زنا کرے اور مرد زنا کرے سو ان میں سے ہر ایک کو

جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ

سو سو کوڑے مارو اور تمکو اللہ کے حکم میں ان پر کچھ بھی ترس نہ کرنا چاہئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو اور چاہئے کہ انکے عذاب کو

مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۫ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

مسلمانوں کی ایک جماعت دیکھے۔ (اکثر) زانی (مرد) زانیہ یا مشرکہ عورت ہی سے نکاح کیا کرتا ہے اور بدکار عورت (اکثر) زانی یا مشرک ہی سے نکاح کیا کرتی ہیں اور ایمانداروں پر یہ (زنا) حرام کر دیا گیا

ترکیب

سورۃ مبتدا محذوف کی خبر ہے ہٰذہ انزلناہا سورۃ کی صفت فاجلدوا الزانیۃ والزانی کی خبر مائۃ منصوب ہے مفعول مطلق کی صفت ہوکر وکذا ثمانین۔

تفسیر

ابن مردویہ نے روایت ابن عباسؓ و ابن زبیرؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے سورہ مومنون کے خاتمہ میں حق نے دعا کرنیکا حکم دیا تھا کہ اے رب ہمکو بخشدے اور ہم پر رحم کر کیونکہ تو بڑا رحم والا ہے۔ رحمت الٰہی اسکی مخلوق بالخصوص انسان پر ہمہ وقت سایہ افگن ہے مگر اس رحمت سے محروم کرنیوالی یا یوں کہو اس نور کا حجاب دو ہی چیزیں ہیں اول خالق سے سرکشی اس سے غفلت دوسرے معبودوں کی طرف التفات اس کا تدارک تو سورۂ مومنون میں بخوبی کر دیا فلاح کے کام ارشاد فرمادیئے دوم حقوق العباد میں ظلم اور کسیکو ناحق ایذا دینا منجملہ انکے زنا ہے اور اسیطرح کسی پارسا پر زنا کی تہمت لگانا بھی بمنزلہ زنا ہے اور دینی اور فتنہ و فساد اور تمدن اور معاشرت کے اصول کے خلاف اور بڑا ہی ظلم اور مردم آزاری ہے اسلئے اس سورہ میں اسکا تدارک کرنا بھی ضروری تھا ورنہ نصاب تعلیم میں نقص رہ جاتا ہوتا اسلئے اس سورہ میں زنا اور تہمت اور زنا کے اسباب عورتوں کی بیحجابی عورتوں کو اپنے محاسن کا دکھانا اور کسی کے گھر بے اجازت چلا جانا یا اپنے ہی گھر میں بیدھڑک نوکروں کا چلا آنا سب کو کس عمدہ پیرایہ سے حرام و ممنوع فرمایا ہے اور انسانی تہذیب اور معاشرت کا دستور العمل بنا دیا گیا ہے اسلئے سب سے اول اس سورہ کے فضائل اور اسکے احکام کا وجوب اجمالاً ارشاد فرمایا ہے فقال سورۃ انزلناہا کہ یہ سورہ ہمنے نازل کی ہے پیغمبر علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی ہے ہمنے فرضناہا اسکے احکام فرض واجب کئے ہیں نہ کسی غیر نے وانزلنا فیہا آیات بینات اور ہمنے اس سورہ میں آیات بینات نازل کئے ہیں یعنی احکام مفیدہ جن کے مفید ہونے میں کسیکو بھی کلام نہیں اسلئے وہ آیات الٰہیہ اسکی نشانیاں ہیں بشر اور وہ بھی ان پڑھ اور اس ملک کا جس میں تہذیب شائستگی مفقود پھر نہ اسکی معین کوئی قانونی جماعت ایسے احکام بیان کرے نبوت کی دلیل ہے اور دلیل بھی کیسی روشن اور آیات بینات کیوں نازل کئے لعلکم تذکرون تاکہ تم سمجھو عقل پکڑو اس تمہید کے بعد احکام شروع ہوتے ہیں (۱) الزانیۃ الخ کہ مرد یا عورت جو کوئی زنا کرے اسکو سو دُرے مارو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگوں کو عبرت و نصیحت ہو اور اس حکم کی تعمیل میں کسی پر رحم نہ کھاؤ شریف و وضیع اپنے بیگانے کا کچھ لحاظ نہ کرو اگر تمکو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ سخت تاکید و تہدید ہے یعنی اگر ایسا نہ کروگے تو تمہارے ایمان میں کلام ہے پھر ایسے کام کے کرنیوالوں کی توہین کیجاتی ہے کہ الزانی لا ینکح کہ یہ بدنصیب اور ناپاک گروہ پاک مردوں اور عورتوں سے نکاح کرنیکے قابل ہی نہیں اکثر اپنی ہی جنس کو ڈھونڈھ لیا کرتے ہیں انہیں سے انکو رغبت ہوا کرتی ہے لیکن ایمانداروں پر یہ حرام ہے۔ زنا کی تعریف بعض علما نے یہ کی ہے کہ پیشاب گاہ کو اس مقام مخصوص میں داخل کرنا (فرج میں) جو طبعاً مرغوب و قطعاً حرام ہو غالباً یہ تعریف عرف عام کو دستور کو اور شرعی قیود کو ملحوظ رکھکر کی ہے پیشاب گاہ داخل کرنے کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ اگر کوئی کسیکی فرج میں انگلی یا لکڑی داخل کریگا اسپر زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسکے احکام جاری ہوں گے یہ اور بات ہے کہ یہ فعل بھی حرام و ممنوع ہے اور اسکے لئے تعزیر ہے۔ اسیطرح ایسے مقام مخصوص میں داخل کرنیکی قید سے جو طبعاً مرغوب ہو بعض کے نزدیک دبر یعنی پاخانہ کی جگہ میں داخل کرنے سے خواہ مرد کے خواہ عورت کے زنا کا اطلاق نہ ہوگا نہ اسپر احکام زنا جاری ہوں گے۔ البتہ یہ فعل بھی حرام ہے اور اسکی تعزیر ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے کیونکہ یہ مقام طبعاً مرغوب نہیں طبائع سلیمہ کا ذکر ہے نہ خبیثہ کا۔ مگر امام شافعیؒ اسکو بھی زنا کہتے ہیں کیونکہ لغت اور قضاء شہوت دونوں جگہ برابر ہے اور اسکے بعض

سے کرنیکو بھی زنانہ کہیں گے گو اس حرام فعل پر اسکو سزا دیجائیگی اور اسیطرح حرام قطعی کی قید سے یہ بات پیدا ہوئی کہ جو فرج اسکے لئے حلال ہو جیسا کہ اسکی بیوی اور شرعی لونڈی اسکے ساتھ کرنے سے زنا کا اطلاق نہ ہوگا گو حالات حیض و نفاس ہی کیوں نہو یہ اور بات ہے کہ حالات حیض و نفاس میں بیوی کے ساتھ بھی یہ فعل کرنا شرعاً حرام ہے اور اسی طرح جہاں حرام قطعی نہیں بلکہ شبہ اور اختلاف کی صورت ہو جیسے کہ وطی بالشبہ یا نکاح فاسد وغیرہ۔ اسیطرح عورت کا عورت سے رگڑنا یا ہاتھ سے مرد کا منی نکالنا بھی زنا نہیں گو شرعاً ممنوع اور بدکام ہے یہ بہت سے مسائل ہیں کہ جنکی تفصیل اور دلائل بڑی کتابوں میں ہیں زنا کی برائی تمام عقلا کے نزدیک ادلۂ عقلیہ سے ثابت ہے اور اہل ادیان بھی اسکو برا جانتے ہیں ہماری شریعت میں بھی کثرت سے اسکی برائیاں آئی ہیں ایک جگہ قرآن شریف میں آیا ہے **ولا تقربوا الزنا** کہ زنا کے پاس بھی نہ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُری نگاہ سے دیکھنا بھی زنا ہے یعنی ویسا ہی گناہ ہے اسی طرح ہاتھ سے چھونا اور شہوت آمیز باتیں کرنا بلکہ دلمیں اسکا قصد مصمم کرنا بھی گناہ ہے۔ اس فعل بد کی شامت سے دنیا میں بھی انسان پر سیکڑوں بلائیں نازل ہوتی ہیں دشمن کا غلبہ رزق کی تنگی عزت و ہیبت کی بربادی عمر میں بے برکتی ملک و دولت کی بربادی وبا اور سیکڑوں بیماریوں کا آنا اور روح پر بھی ایک ایسی تاریکی پیدا ہوتی ہے جو مرنیکے بعد اندھیری اور عذاب آتش بنکر سامنے آئیگی۔ خدا تعالیٰ کی نظر میں بھی یہ شخص مقہور ہو جاتا ہے روحانی لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں دعا میں اثر نہیں رہتا وغیر ذلک تو بہ توبہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں زنا کی سزا جان سے مار ڈالنا تھا جیسا کہ توریت کتاب احبار کے بیسویں باب کا دسواں جملہ ہے قولہ وہ جو دوسرے کی جورو کے ساتھ یا اپنے پڑوسی کی جورو کے ساتھ زنا کرے وہ دونوں قتل کئے جاویں اور ۱۹ باب کے ۲۰ ورس میں غیر کی لونڈی اور غیر کی منگیتر کے ساتھ زنا کرنیکی سزا صرف کوڑے مارنیکا حکم ہے اور جب لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک زنا کار عورت کو مارنیکے لئے لائے تو آپنے حد نہ ماری نہ حد مارنیکا حکم دیا جیسا کہ انجیل میں موجود ہے اسلئے عیسوی شریعت میں زنا پر کوئی حد قایم نہیں اور شاید اسی خیال سے انگریزی قانون میں زنا صرف شوہر دار عورت کے ساتھ مباشرت کرنیکا نام ٹھیرایا گیا جس پر کچھ خفیف سی سزا رکھی ہے اور بے تعلیم کے لوگ خواہش نفسانی کے لحاظ سے اسکو پسند کرتے ہیں مگر قرآن مجید نے اس افراط و تفریط کو دور کر کے یہ مناسب حکم دیا **الزانیة والزانی** الخ کہ زنا کار کو سو کوڑے مارو اور اس حکم میں فروگذاشت نکرو اور یہ سزا جماعت کے سامنے دو اوائل اسلام میں زنا کی سزا بیاہی کے لئے گھر میں قید کر کے رکھنا تھا موت تک اور کنواری کے لئے زبان سے لعنت ملامت کرنا جیسا کہ آیا ہے **واللاتی یاتین الفاحشة من نسائکم فاستشہدوا علیہن اربعة منکم فان شہدوا فامسکوہن فی البیوت حتی یتوفاہن الموت او یجعل اللہ لہن سبیلا واللذان یاتیانہا منکم فاٰذوہما فان تابا واصلحا فاعرضوا عنہما** اور اسیطرح لونڈی غلام جو اس امر قبیح کے مرتکب ہوتے تھے تو انکو جوتے تھپڑ مار کر چھوڑ دیتے تھے پھر یہ حکم بدلگیا بیاہی کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا اور کنواری کی سزا سو کوڑے یا درے مقرر ہوئے امام شافعیؒ اسکے ساتھ برس تک جلا وطنی کا بھی حکم حدیث سے استدلال کر کے دیتے ہیں امام ابو حنیفہؒ حدیث کو منسوخ العمل قرار دیکر یہ بات امام کی رائے کے سپرد کرتے ہیں کہ چاہے تعزیراً ایسا کرے۔ گرچہ **الزانیة والزانی** کا لفظ عام ہے لہذا خوارج اسی عموم کو ملحوظ رکھکر محصن کے لئے بھی سو درے کی سزا قرار دیتے ہیں رجم نہیں کہتے مگر اس میں کوئی بھی شبہ نہیں کہ لونڈی کی سزا زنا پچاس درے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فان اتین بفاحشة فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب** اور غلام کا بھی یہی حکم اسپر قیاس کر کے قائم ہوا پس اس عموم کی تخصیص ہوگئی اور عموم مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے درست ہے چہ جائیکہ خبر متواتر ہو پس جمہور اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ جو مرد یا عورت محصن ہو یعنی جس عاقل بالغ مسلم نے نکاح صحیح کر کے ایکبار بھی مباشرت کا حصہ حاصل کر لیا ہو جسکو عرف عام میں بیاہا ہوا کہتے ہیں) اسکو سنگسار کرنا چاہئے یہ سزا باسناد صحیحہ آنحضرت صلعم سے ثابت ہے اور اسپر اجماع صحابہ منعقد ہو چکا ہے اسلئے اس حکم کے موکد کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے فرمایا (۱) **ولا تاخذکم بہما رافة** الخ کہ تمکو یہاں ترس نہ کھانا چاہئے اگر تمکو اللہ اور قیامت پر ایمان ہے (۲) یہ سزا مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے ہونی چاہئے تاکہ لوگونکو عبرت ہو اور یہ سخت بات جانکے کم ہو۔ **الزانی لا ینکح الا زانیة او مشرکة والزانیة لا ینکحہا الا زان او مشرک** مکرر جملہ نہیں کس لئے کہ زانیہ کو بسا اوقات نیک مرد سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے یہ تیسری سزا کی ہے۔ اگر ان الفاظ کو خبر تسلیم کیا جاوے کما ہو الظاہر تو یہ ایک عام اور غالب دستور کا ذکر ہے کہ بدکار کو بدکار یا مشرکہ عورت سے رغبت ہوا کرتی ہے اور اسی طرح ایسی عورتوں کو ایسے مردوں سے رغبت ہوتی ہے اور یہی باہم نکاح یا وطی کرتے ہیں اور ایماندار وں کے لئے یہ رغبت بحیثیت مذکورہ حرام ہے یہ معنی سعید بن جبیر و ابن عباسؓ و عکرمہ کے نزدیک ہیں یا بالخصوص انکے حق میں ہے کہ جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ نسائی و احمد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت جسکا نام ام مہزول تھا بدکار تھی ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا اور آنحضرت صلعم سے پوچھا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی اس لئے بعض ائمہ کے نزدیک زنا کار عورت سے نکاح درست نہیں نہ پارسا عورت کا بدکار مرد سے نکاح درست ہو سکتا ہے مگر صحیح توجیہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ زنا کاروں کو ایسی ہی بدکار عورتوں سے نکاح کی رغبت ہوتی ہے ورنہ بقصد تعفف زنا کار عورت سے نکاح کر لینا شرعاً جائز ہے اور ایسا عہد صحابہؓ میں ہوا ہے کہ جنہے کسی عورت سے زنا کیا بعد میں اسکے ساتھ نکاح ہوا اس نکاح کو جائز سمجھا گیا ہاں اور بات ہے کہ فاحشہ عورتوں سے نکاح کرنا اچھا نہیں واللہ اعلم

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ

وہ جو پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہیں لاتے تو انکو اسی کوڑے مارو اور انکی کبھی گواہی قبول نہ کرو

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

اور وہی لوگ بدکار ہیں مگر وہ جو اسکے بعد توبہ کرلے اور درست ہوجاوے تو بیشک اللہ بھی غفور رحیم ہے اور جو اپنی بیبیوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے لئے

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بجز اپنے اور کوئی گواہ نہیں تو انکی یہی شہادت ہے کہ ہر ایک چار بار اللہ کی قسم کھاکر یہ کہدے کہ بیشک وہ (میں) یعنی سچا ہوں اور پانچویں بار یہ کہے کہ اسپر (یعنی مجھ پر) اللہ کی لعنت

اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۞ وَالْخَامِسَةَ

اگر میں جھوٹا ہوں اور دفع اسکے بعد عورت کی سزا کو بھی یہ بات دور کریگی کہ وہ بھی چار بار اللہ کو گواہ کرکے یہ کہے کہ بیشک وہ سراسر جھوٹا ہے۔ اور پانچویں بار یہ کہے

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۞ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۞

بیشک اسپر (یعنی مجھ پر) اللہ ہی کا غضب پڑے اگر وہ سچا ہو۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنیوالا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوجاتا)

ع

ترکیب

والذین یرمون مبتدا، فاجلدوہم بالتاویل اسکی خبر، اولٰئک الخ جملہ مستانفہ۔ الا الذین ایک جماعت کے نزدیک پہلے جملوں سے استثناء ہے اور ایک جماعت کے نزدیک صرف الفاسقون سے اور موضع اسکا نصب ہے علی الاصل۔ الا انفسہم نعت شہداء کی ہے یا اس سے بدل۔ فشہادۃ احدہم مصدر مضاف فاعل کی طرف مبتدا، والخبر فالواجب شہادۃ احدہم اربع منصوب ہے۔ مصدر ہونے کی وجہ سے۔ اے ان یشہد احدہم اربع الخ باللہ۔

تفسیر

بصریوں کے نزدیک شہادات سے اور کوفیوں کے نزدیک شہادۃ سے متعلق ہے یہ دوسرا حکم تہمت زنا کی بابت ہے جبکہ زنا کی قباحت اور اسکی سزا مقرر ہوئی تو کیسی کو کسی کے ساتھ تہمت لگانے کی بھی ممانعت اور اسکی سزا مقرر ہونی چاہئے تھی والذین یرمون المحصنٰت رمی پھینکنا یہ استعارہ ہے تہمت زنا سے کیونکہ تہمت لگانیوالا گویا پتھر پھینکتا ہے اور اسکو قذف کہتے ہیں اس آیت کا صاف حکم یہ ہے کہ جو کوئی کسی پارسا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر اپنے ثبوت میں چار گواہ نہ پیش کرے تو اسکو اسی کوڑے مارو اور کبھی اسکی گواہی قبول کرو وہ فاسق ہے مگر جب توبہ کرے اور نیک ہوجاوے تو خیر کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے یہاں چند باتیں قابل غور ہیں (۱) محصنات سے کیا مراد ہے؟ احصان پاکدامنی کو کہتے ہیں خواہ یہ عورت بیاہی ہو خواہ کنواری اگر پاکدامن ہے تو محصنہ ہے اسلئے آیت کا عموم چاہتا ہے خواہ کافرہ ہو خواہ مؤمنہ خواہ آزاد ہو خواہ لونڈی غریب ہو یا امیر شریف القوم ہو یا نہ ہو مگر فقہاء نے احادیث یا دیگر مقامات میں غور و فکر کرکے احصان میں چند شرطیں لگائی ہیں اسلام عقل بلوغ حریت عفت اسلئے وہ کہتے ہیں کافرہ عورت کو تہمت لگانے سے یہ سزا نہ ہوگی بلکہ تعزیر مگر امام زہری و سعید بن المسیب و ابن ابی لیلیٰ کافرہ کو بھی شامل کرتے ہیں اسپر تہمت لگانیوالے کو بھی یہی سزا دینا فرماتے ہیں۔ اور اسیطرح دیوانی یا نابالغ یا لونڈی یا زناکار عورت کو (خواہ بالفعل وہ زنا سے تائب ہوگئی ہو) تہمت لگانے پر صرف تعزیر کا حکم دیتے ہیں یہ حد نہیں اگرچہ آیت میں پارسا عورتوں پر تہمت لگانے میں سزا مذکور ہے مگر تمام امت محمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ یہی سزا پارسا مرد پر تہمت لگانے میں بھی ہے (۲) والذین یرمون سے کون مراد ہیں؟ آیت کا عموم چاہتا ہے کوئی کیوں نہ ہو خواہ عورت ہو خواہ مرد ہو مسلمان ہو خواہ آزاد ہو جو تہمت لگائے اسکو بھی سزا دیجاوے۔ مگر یہاں بھی علماء نے لڑکے یا دیوانے کو بحکم حدیث رفع القلم عن ثلاث الخ مستثنیٰ کیا ہے کہ انپر حد نہ قائم ہوگی ہاں اگر حاکم مناسب جانے تو کچھ گوشمالی کرے (۳) جن پر کہ جرم تہمت قائم ہو پھر کیا سب کو یہی سزا

ہونی چاہیے جو آیت کا عموم ہی چاہتا ہے مگر امام شافعیؒ و ابو حنیفہؒ و مالکؒ و ابو یوسفؒ و محمدؒ و زفرؒ وغیرہم غلام یا لونڈی پر نصف سزا یعنی چالیس درے مارنے کا حکم دیتے ہیں اس آیت سے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات من العذاب کیونکہ اس آیت میں لونڈیوں کی سزا زنا نصف قرار دی ہے جس میں غلام بھی شامل ہیں پھر جب زنا کی نصف سزا ہے تو تہمت کی بھی نصف ہونی چاہیے۔ امام جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کا بھی یہی فتوی ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ و عثمانؓ اور انکے بعد سب کو میں نے غلام لونڈیوں کو اس جرم میں یہی سزا دیتے دیکھا ہے امام اوزاعی پوری سزا کا حکم لگاتے ہیں اور عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی یہی منقول ہے اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پوری سزا دی تھی مسئلہ اختلافیہ ہے (۴) الا الذین تابوا الخ کس سے استثنا ہے شعبی کہتے ہیں کہ یہ استثنا سب پہلے جملوں کی طرف رجوع کرتا ہے فاجلدوہم اور لاتقبلوا لہم شہادۃ و اولئک الخ یعنی توبہ کرنے کے بعد نہ اسکو اسی درے مارو نہ اسکی گواہی رد کرو نہ وہ فاسق ہے۔ ابن عباسؓ و عمرؓ و سعید بن جبیر و مجاہد و عطاء و امام مالکؒ و شافعیؒ کہتے ہیں صرف پچھلے دونوں جملوں سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد اسکی گواہی قبول ہے اور فاسق نہیں توبہ کرنیکے بعد اسکی شہادت قبول ہوگی خواہ اسپر حد قائم ہوئی ہو یا نہیں نخعی و شریحؒ و امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں صرف اولئک ہم الفاسقون سے استثنا ہے یعنی توبہ کرنیکے بعد وہ فاسق نہیں رہتا ہاں اسپر حد بھی قائم ہوگی اور ابداً اسکی گواہی بھی مقبول نہوگی جس طرح کہ چوری یا دیگر جرائم میں توبہ کرنے سے عنداللہ اسکا فسق تو رفع ہو جاتا ہے لیکن سزا دینا نہیں اٹھتی اور گواہی قبول نہ کرنا بھی سزا دینا ہے اور یہی بات قرین قیاس بھی ہے۔ باقی ہر ایک کے دلائل انکی کتابوں میں مذکور ہیں جسکو شوق ہو وہاں دیکھ لے واللہ اعلم۔

ف لعان کا بیان

ف زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کا ہونا محض بنظر پردہ پوشی شرط کیا گیا ہے ورنہ دو گواہوں سے قتل ثابت ہو جاتا ہے اور ایسا ہی ہونا عین حکمت ہے کیونکہ ہر فعل کے ثبوت میں دو شخصوں کی گواہی پیش ہوتی ہے اور یہ فعل دو کا ہے اسلئے دو گواہ عورت کیلئے دو مرد کے لئے چار گواہ ہونکی ضرورت ہوئی والذین یرمون ازواجہم الخ تیسرا حکم اپنی بیوی کی بابت تہمت لگانیکا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور اسکو چار گواہ نہ ملیں اگرچہ قیاس یہی چاہتا تھا کہ ایسی صورت میں اسپر بھی اسی درے مارنے چاہئیں مگر عادتاً غیر عورت پر تو تہمت لگانا عداوت یا رسوائی کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن اپنی بیوی پر تہمت لگانیمیں اسکی بھی بیعزتی ہے اسلئے بغیر سبب قوی اور اپنے معائنہ کی کوئی سلیم الفطرۃ اپنی بیوی پر ایسا الزام نہیں لگا سکتا اور ایسے موقعوں پر چار گواہوں کا بہم پہنچانا بڑی مشکل بات ہے اسلئے اس بارہ میں دونوں کی رعایت رکھکر یہ حکم جداگانہ دیا گیا) تو خاوند چار بار اللہ کی قسم کھا کر حاکم کے روبرو یہ کہے کہ میں سچا ہوں یہ چار قسمیں بمنزلہ چار گواہوں کے ہیں اور پانچویں بار یہ کہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھپر اللہ کی لعنت ہو۔ پس اس قسم کے بعد مرد پر بالزام تہمت اسی درے نہ مارے جاوینگے اب رہی بیوی اگر اسنے زنا کا اقرار کر لیا تو وہ سنگسار کیجاویگی اور اگر وہ اس حد سے بری ہونا چاہے تو اسکو بھی چار بار اللہ کا نام لیکر یہ قسم کھانی پڑیگی کہ باللہ یا بخدا یا اللہ کی قسم وہ یعنی شوہر جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھپر اللہ کا غضب نازل ہو جو وہ سچا ہو اسکو شرع میں لعان کہتے ہیں۔ لعان کے بعد دونوں میں نکاح باقی نرہیگا اور پھر کبھی اس مرد کو اس عورت سے نکاح درست نہ ہوگا اور جو اس حمل سے بچہ پیدا ہوگا وہ اس مرد کا نہ کہلائیگا۔ اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بطلاق قاضی تصور ہوگا اور امام شافعیؒ اسکو فسخ نکاح کہتے ہیں مالکؒ و شافعیؒ وغیرہما کہتے ہیں اس لعان میں حر عبد مسلمان ذمی سب شریک ہیں زہری و اوزاعی ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ خاص مسلمان حر غیر محدود میں جاری ہو سکتا ہے یعنی جو اہل الشہادۃ ہو اور عورت کے قاذف پر حد قائم ہو سکتی ہو۔ بخاری و مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ عویمر نے عاصم بن عدی سے کہا تھا کہ تو نبی صلعم سے پوچھ کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاوے تو کیا کرے مار ڈالے تو اسکو قتل کیا جائیگا۔ عاصم نے حضرت سے پوچھا آپنے یہ سوال مکروہ جانا تب عویمر نے کہا خیر میں خود جاکر حضرت سے پوچھونگا تب آپ نے فرمایا کہ تمہارے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں ائمہ کا اسمیں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں عویمر کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی بعض کہتے ہیں ہلال بن امیہ کے حق میں بعض کہتے ہیں اول تو ہلال کا معاملہ پیش آیا پھر عویمر کا بھی دونوں اسمیں شریک ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ جَاۗءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِۍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى

جو لوگ طوفان بنا کر لائے ہیں وہ تمہارے ہی میں کا تو ایک گروہ ہے۔ اسکو اپنے لئے برا نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ انہیں سے ہر ایک کے لئے بقدر عمل گناہ ہے۔ اور

كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ

ان میں سے جس نے کہ اسکا بیڑا اٹھایا ہے اسکے لئے تو بڑا عذاب ہے۔ (مسلمانوں) جب تمنے اسکو سنا تھا تو کس لئے ایماندار مرد اور ایماندار عورتوں نے اپنوں میں نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہدیا کہ یہ

مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَاۗءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاۗءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاۗءِ فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ

صریح بہتان ہے۔ وہ کس لئے اس بہتان پر چار گواہ نہ لائے پھر جب وہ گواہ نہ لائے تو اللہ کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں اور اگر تم پر

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ

اللہ کا فضل اور اسکی دنیا اور آخرت میں رحمت نہ ہوتی تو جسکا تمنے چرچا کیا تھا اسمیں تمپر کوئی بڑی آفت پڑ گئی ہوتی۔ جبکہ تم (بے دھڑک) اسکو اپنی زبانوں سے نکالنے لگے اور

عصبۃ منکم خبران ولکم اسکی لغت کبر بالکسر معظمہ وبالضم ۔ من قولہم الولا الکبر ای اکبر ولد الرجل۔ اذ تلقونہ کا عامل مسکم ۔ بہتان کے متعلق

تفسیر

ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو ایک عبرت کا واقعہ ہے۔ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ افک یعنی بہتان کہ جسکا ان آیات میں ذکر ہے حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین پر باندھا گیا تھا جسکی تفصیل میں امام بخاری و مسلم وغیرہما محدثین نے یوں روایت کی ہے۔ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم جب باہر جاتے تو جس بیوی کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اسکو ساتھ لیجاتے تھے چنانچہ ایکبار ایک جہاد میں چلے اور میرا قرعہ میں نام نکلا تو مجھے ساتھ لیگئے آیت حجاب نازل ہو چکی تھی اسلئے ہودہ میں پردہ میں میں چلتی تھی جب اس سفر سے واپس آئے شب کو مدینہ کے قریب قیام ہوا رات سے کوچ پکارا گیا میں اس عرصہ میں قضاء حاجت کو گئی لوٹ کر آئی تو گلے کا گلوبند نہ پایا اسکے لینے گئی اتنے میں لوگوں نے میرا ہودہ اسیطرح سے اونٹ پر کسدیا اور بوجھ کا تفاوت خیال نکیا کیونکہ اس زمانہ میں تنگدستی کی وجہ سے کھانا کم میسر آتا تھا عورتیں ہلکی پھلکی تہیں وہ سمجھے کہ میں ہودہ میں ہوں قافلہ چلدیا میں لوٹ کر آئی تو کسیکو نہ پایا یہ سمجھ کر کہ آخر میری تلاش کرتے ہوئے لوگ یہیں آئینگے اسی جگہ بیٹھ گئی اسمیں نیند آگئی صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے چلنے چھوڑ گیا تھا کہ پیچھے سے گری پڑی چیز یا بھولے بھٹکے آدمی کا خیال رکھے جب وہ میرے قریب آیا اور صبح ہو گئی تھی تو اسنے مجھے پہچانکر انا للہ کہا اسکی آواز سے میں بیدار ہو گئی اسنے ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر مجھے اپنے اونٹ پر چڑھا لیا اور نہ میں نے اس سے بات کی اور نہ اسنے مجھ سے دوپہر کے قریب مجھ فرودگاہ لشکر میں لایا عبد اللہ بن ابی منافق نے جو بظاہر مسلمان تھا یہ طوفان اٹھایا اور مجھپر تہمت لگائی اور حسان بن ثابت اور مسطح و حمنہ بنت جحش اسکی ہاں میں ہاں ملانے والے اور اس بات کو مشہور کرنیوالے ہوگئے جب یہ خبر مسطح کی والدہ کے ذریعہ سے مجھے پہنچی تو میری آنکھوں سے آنسو نہ تھمتے تھے مہینہ بھر تک یہی حال رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس التفات سے جو پیش نہ آتے تھے آخر کار میری برأت میں آیات نازل ہوئیں اور مجھے اپنے اللہ پر بھروسہ تھا کہ وہ ضرور میرے معاملہ میں کچھ نازل فرماکر مجھے سچا کریگا ۔

ضحاک کہتے ہیں اسکا بیڑہ حسان و مسطح نے اٹھایا تھا اسلئے انپر اور ایک قریشی عورت پر حد ماری گئی یعنی حمنہ پر۔ جمہور کے نزدیک یہ بیڑہ اٹھانیوالا عبد اللہ بن ابی منافق تھا جسکے لئے عذاب عظیم جہنم میں ہوا اور حسان کا ایکبار حضرت عائشہؓ کے روبرو ذکر آیا فرمایا جنتی ہے کسینے کہا اس نے بیڑہ اٹھایا تھا فرمایا اسنے آنحضرت کی مدح میں کہا ہے ؎ فان ابی ووالدتی وعرضی ۔ لعرض محمد منکم وقاء ۔ پس دنیا میں سزا پائی کہ اندھا ہو گیا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بہتان کو اپنے حق میں بہتر سمجھو کسلئے کہ اسکے سبب سے قرآن مجید میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت اور پاکدامنی قیامت تک کو ثابت ہو گئی آئندہ لوگوں کو بزرگوں کی بیویوں کی نسبت ایسی باتیں کرنیسے عبرت ہو گئی۔ بعض لوگ اس واقعہ کو سنکر خاموشی کرتے تھے بعض ہاں میں ہاں ملاتے تھے بعض صریح رد کرتے تھے انہیں صریح رد کرنیوالوں

ملہ حضرت عائشہ صدیقہ پر جبکہ وہ پیچھا کر رہ گئی تلاش کرتی ہوئی لیکن سفر میں پیچھے رہ گئیں اور دفعۃ اخیر میں صفوان ان کو اپنے اونٹ پر سوار لے آئے اس پر عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقوں نے بدگمانی سے تہمت لگائی

بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۖ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَٰذَا

اپنے مونہوں سے وہ بات کہنی شروع کر دی کہ جسکا تمکو علم ہی نہ تھا۔ اور اسکو تم نے ہلکی بات سمجھ لیا تھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے۔ اور جب تم نے اسکو سنا تھا تو کیوں نہ کہدیا کہ ہمیں تو اسکا مونہہ سے

سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ

نکالنا بھی لائق نہیں سبحان اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ (اے ایمان والو) اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ آیتیں

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

بیان کرتا ہے۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ بدکاری کا چرچا ایمان والوں میں پھیلے تو انکو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی عذاب الیم ہے

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اسکی رحمت نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ درگزر کرنے والا مہربان ہے (تو دیکھتے کیا ہوتا)

ترکیب

لولا بمعنی ہلا اذ حین ما یکون لنا بمعنی ماینبغی لنا سبحانک۔ ہہنا للتعجب ان تعودوا اے کراہیۃ ان تعودوا فہو مفعول لہ۔ اور ممکن ہے کہ مفعول یہ ہو یعظکم کا بمعنی ینہٰکم۔ لہم عذاب الیم خبر ان الذین ان تشیع مفعول یحبون فی الدنیا عذاب الیم سے متعلق ہے ورحمتہ معطوف ہے۔ فضل اللہ پر پھر وان اللہ اس پر معطوف جواب لولا محذوف اے لعاجلکم بالعقوبۃ۔

تفسیر

ملح اور باقی سکوت کرنیوالوں پر اور اس بات کو مشہور کرنیوالوں پر ناراضی ظاہر فرمائی منجملہ ناراضیوں کے ایک یہ جملہ بطور زجر کے ہے وتقولون الخ کہ جس بات کا تمکو علم نہیں اسکو ہلکا جانکر مونہوں سے نکالنے لگے یہاں تک کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نہ تھی کہ جہاں یہ چرچا نہ پھیلا ہو فرماتا ہے یہ بڑی بھاری بات ہے ولولا اذ سمعتموہ بلکہ تمہیں یہ مناسب تھا کہ جب اسکو سنا تھا وہیں کہدیتے کہ ہمکو یہ بات منہ پر لانی زیبا نہیں سبحانک یہ بہتان عظیم ہے۔

سبحانک عرب میں تعجب اور استبعاد دونوں موقع پر بولا جاتا ہے مگر ہمارے محاورہ میں استبعاد کے موقع پر معاذ اللہ وغیرہ کلمات بولے جاتے ہیں سنتے ہی بہتان عظیم کہدینا اسلئے ضرور تھا کہ یہ قصہ پیغمبر علیہ السلام سے تعلق رکھتا تھا عقل سے بھی آدمی کو کام لینا چاہئے بالخصوص خدا اور اسکے برگزیدہ لوگوں کی شان میں اور نیز ان کی عفت ازواج کے حق میں جو کوئی احمق کچھ بکے تو یہ نہیں کہ سنتے ہی سپر ایمان دے آئے اور جا بجا ذکر کرتا پھرے جیسا کہ بعض سادہ لوحوں کی عادت ہوتی ہے۔ اول تو ایسے لوگوں سے نیک گمان رکھنا لازم ہے۔ دوم اس بات کے جھوٹے ہونیکی صورت میں بزرگوں کو ایذا پہنچنے پر خدا تعالیٰ کی کسقدر ناراضی ہوگی۔ سوم اگر سچ بھی ہو تو کسی کی پردہ دری کرنے سے پردہ پوشی کرنی بہرحال بہتر ہے۔ چہارم ایسی باتوں کے پھیلانے سے بجز اسکے کہ ایمانداروں میں فحش کا چرچا ہو اور کوئی نتیجہ نہیں اسلئے فرماتا ہے یعظکم اللہ کہ اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے آیندہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور اللہ تمہارے لئے آیتیں کھولکر بیان فرماتا ہے ادب اور اخلاق حمیدہ اور تہذیب سکھاتا ہے وہ علیم ہے ایسی باتوں میں جو کچھ خرابیاں پیش آتی ہیں باہمی نفاق و رنجش وغیرہ وہی خوب جانتا ہے اور وہ حکیم ہے انہیں حکمتوں کو ملحوظ رکھکر تمکو ایسی بیہودہ باتوں سے منع کرتا ہے۔ مگر بعض بیہودہ لوگوں کی جبلت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ایسی گندہ اور ناپاک باتیں مشہور کیا کرتے ہیں ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ انکے دلوں میں یہی ہوا کرتا ہے کہ فلانے یوں کہا اور فلاں کی جورو نے ایسا کیا اور وہ ایسی اور ایسی سو لہم عذاب الیم انپر دنیا میں بھی خدا کی طرف سے عذاب دردناک نازل ہوتا ہے حد قذف ماری جاتی ہے مردود الشہادۃ اور لوگوں کی نظروں میں خفیف غیر قابل الاعتبار ہو جاتے ہیں اور نیز طرح طرح کی مصائب میں بھی مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب الٰہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ فرماتا ہے صرف اسکا فضل اور رحمت تھی جسکے سبب دنیا میں ان لوگوں پر سخت قہر الٰہی نہیں اترا ورنہ بات تو بڑی تھی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ

اے ایمان والو شیطان کے قدم بقدم نہ چلا کرو اور جو کوئی شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے۔ تو یہ تو اسکو بےحیائی کی اور بُری باتیں ہی بتا دیگا۔ اور اگر اللہ کا

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ

فضل اور اسکی رحمت تمپر نہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی نہ سدھرتا لیکن اللہ جسکو چاہتا ہے سنوار دیتا ہے۔ اور اللہ ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے بزرگی اور مقدور والوں کو اس بات پر قسم نہ کھانا

وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۠ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

چاہیئے کہ قرابت داروں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کو نہ دیا کرینگے۔ انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کردے اور اللہ ہی بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ

جو لوگ پاکدامن بےخبر ایمان والی عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور انکو بڑا عذاب ہے جسدن کہ انپر انکی زبانیں اور انکے ہاتھ پاؤں

اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَىِٕذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ

جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اسپر گواہی دینگے اس روز اللہ ان کا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا وہ جان جائینگے کہ اللہ ہی برحق ہر بات ظاہر کرنیوالا ہے۔ ناپاک عورتیں تو ناپاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں۔

وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کیلئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کیلئے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے ہوتے ہیں جو کچھ یہ بکتے پھرتے ہیں یہ لوگ اس سے پاک ہیں۔ انکے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

ولا یأتل ھو یفتعل من الالیۃ یقال ائتلی یأتلی کانتھی ینتھی اذا احلف ومنہ قولہ تعالی وللذین یؤلون من نسائھم وقیل ھو من الوت فی کذا اذا اقصرت ومنہ قولہ تعالی لا یألونکم خبالا والاول اولی ان یؤتوا اے علی ان لا یؤتوا الجملۃ بیان حلف یوم عامل ظرف میں استقرار جو لہم میں ہے۔

تفسیر

یا ایہا الذین امنوا۔ یہاں پھر صاف صاف مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ ایسی باتیں نہ کریں۔ یہ باتیں شیطانی وسواس ہیں شیطان نابکار کی پیروی نہ کرو کیونکہ وہ بےحیائی اور بُری باتیں سکھایا کرتا ہے خون کی طرح انسان کے رگوں میں دوڑتا اور جا کر دل میں گھر کر لیتا ہے پھر بھلا اُس موذی کے زہر سے کوئی بچ سکتا ہے؟ مگر فضل الٰہی اور اسکی رحمت ہی ہے کہ جو اُس سے پناہ میں رکھکر راہ راست کیطرف لاتی ہے چنانچہ فرماتا ہے ولولا فضل اللہ الخ کہ اسکے فضل نے تمکو ستھرا کر دیا ولا یأتل جسطرح بہتان باندھنے والوں پر عتاب ہوا اسیطرح توبہ کرنیکے بعد بھی ان لوگوں سے تشدد کرنیسے ممانعت فرمائی۔ طبرانی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ مسطح کے ساتھ جو انکا بھانجا ہوتا تھا رحم سے سلوک کیا کرتے تھے اس قصہ میں قسم کھا بیٹھے تھے کہ آیندہ میں اسکو کچھ دیا کرونگا اسلئے یہ آیت نازل ہوئی کہ اہل وسعت و کرم کو قسم نہ کھانا چاہیئے کہ وہ اپنے دست کرم کو بند رکھیں گے انکو معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیئے کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے یہ سنکر ابوبکرؓ نے کہا بخدا میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کرے اسکے بعد پھر اُسیطرح سے دینے لینے لگے مسطح ابوبکر کا اہل قرابت بھی تھے اور نیز مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے اسلئے ہم ولا یأتل اولو الفضل سے اولی القربی والمساکین والمہاجرین عموم کے صیغوں سے تعبیر کیا اس آیت میں حضرت ابوبکرؓ کو اہل کرم میں شمار کیا اور مدح کے ساتھ یاد فرمایا۔ ان الذین یرمون اسکے بعد پھر تہمت لگانیوالوں پر تہدید کرکے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی مدلل کرکے اس بحث کو تمام کرتا ہے۔ فرماتا ہے جو کوئی پاکدامن بےخبر ایمان دار عورتوں کو تہمت لگاتا ہے اسپر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور قیامت کے روز جبکہ اُسکے اعمال پر اسکے ہاتھ پاؤں گواہی دینگے وہ اپنے اعمال کا پورا بدلہ پائیگا بےخبر یعنی اس بدکام کا کرنا تو درکنار اس بیچاری کو اسکی خبر بھی نہیں نہ اسکو جانتی ہی نہیں یہ پاکدامنی کیلئے کامل مدح ہے الخبیثات الخ یہاں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اور بھی پاکدامنی ثابت کرتا ہے کہ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے پاس رہتی ہیں اور پاکباز مردوں کیلئے پاکباز عورتیں ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ پاکباز ہوگا پس انکی بیویاں بھی پاکباز ہیں مفسرین کا اسپر اتفاق ہے کہ یہ آیت تطہیر عائشہؓ کیلئے نص قطعی ہے خصوصاً لفظ اولئک مبرؤن مما یقولون اور بھی تاکید کر رہا ہے اسلئے جو شخص پیغمبر علیہ السلام کی بیوی خصوصاً حضرت عائشہؓ کی جناب میں اسکے بعد بھی بدگمانی کرے کافر ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ

اے ایمان والو؟ اپنے گھروں کے سوا اور کسیکے گھروں میں (بے دھڑک) نہ گھس جایا کرو جبتک کے اجازت نہ مانگلو اور گھر والوں پر سلام نکر لیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم سمجھو پھر اگر

لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

وہاں کسیکو نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب تک کہ تمکو اجازت نہ دی جائے۔ اور اگر تمکو کہا جاوے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ آیا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کیا کرتے ہو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

تمپر کچھ گناہ نہیں (کہ بغیر اجازت) کسی ایسے گھر میں جاؤ کہ جہاں کوئی نہیں بستا اسمیں تمہارا اسباب ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ تم دل میں چھپا رکھتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔

ترکیب

غیر بیوتکم استثنا ہے بیوتا سے تستانسوا تستاذنوا من الاستیناس بمعنی الاستعلام۔ آنس الشی ابصرہ وعلمہ واحس بہ (قاموس) کیونکہ مستاذن اس بات کا علم چاہتا ہے کہ اسکو اجازت ملتی ہے کہ نہیں۔ او من الاستیناس الذی ہو خلاف الاستیحاش۔ فانہ مستوحش ان لا یوذن لہ فاذا اذن استانس۔ بیضاوی

تفسیر

جبکہ خدا تعالی نے زنا کو بند کیا اور تہمت اور بدگمانی کی بھی سخت ممانعت فرمائی تو جو چیزیں بدگمانی اور زنا کے اسباب ہیں انکو بھی روکتا ہے منجملہ ان اسباب کے کسیکے گھر میں بغیر اذن و اطلاع کے چلا جانا بھی ہے کیونکہ نہ معلوم گھر میں عورت ننگی ہو یا سوتی ہو پھر وہاں جانے سے خلوت اور ہمکلامی کا ہونا اور بھی محل تہمت ہے خصوصاً اس گھر والیکے لئے بڑے رنج کا باعث ہے اس لئے اس بارہ میں بھی ادب سکھانے کے لئے یہ فرمایا یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الخ یہ چوتھا حکم ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت اور سلام دئے نہ جایا کرو پہلے دروازہ پر جا کر السلام علیکم کہکر کہے کہ میں آؤں ؟ احادیث سے ثابت ہے کہ تین بار اجازت لے جب تیسری بار بھی اسکی اجازت نہ ملے یا کچھ جواب نہ آوے تو یہ نہیں کہ وہیں جم جاوے بلکہ الٹا چلا آوے جیساکہ عبداللہ بن قیس نے آنحضرت صلعم سے روایت کی ہے۔ اور یہ حکم عام ہے خواہ اس گھر میں تنہا مرد ہو یا صرف مرد ہو کیونکہ نہ معلوم کہ مرد کس حال میں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اور اسیطرح جس گھر میں اسکی محرم عورتیں ہوں وہاں بھی اطلاع کرکے آنا چاہئے کیونکہ محرم عورت کا بھی ننگی کھلی دیکھنا درست نہیں بلکہ جس گھر میں خاص اسکی بیوی اور لونڈی رہتی ہوں کہ جن کی برہنگی اسپر ظاہر ہے وہاں بھی بہتر ہے کہ اطلاع کرکے آوے کیونکہ عورتوں کی بعض باتیں نہانے دھونے میں خاوند کے روبرو کرنی بُری معلوم ہوتی ہیں اور اسکے لئے بھی باعث نفرت ہونیکا ہے ✦

فرماتا ہے یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ اسمیں سیکڑوں آفات سے نجات ہے اس لئے فرمایا تاکہ تم سمجھو۔ پھر فرماتا ہے کہ اگر اس گھر میں تمکو کوئی نہ ملے یعنی آواز آرہی جس سے معلوم کر سکو کہ کوئی نہیں تب بھی اندر نہ جاؤ اور جا اندر سے آواز آوے کہ چلے جاؤ تو بھی چلے آؤ کیونکہ دروازہ پر ٹھہرا رہنا بھی بعض اوقات کسی رازداری کے سبب ناگوار گزرتا ہے اسلئے فرماتا ہے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اسکی مصلحت اللہ جانتا ہے اور تمہارے حالات بھی اسکو معلوم ہیں احادیث صحیحہ میں گھر میں جھانکنے کی بھی سخت ممانعت آئی ہے ✦

لیس علیکم جناح ان تدخلوا یہ اسی حکم کا تتمہ ہے فرماتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی بستا نہو صرف اسباب رکھنے کے مکان ہوں وہاں بغیر اطلاع جانے میں کچھ مضائقہ نہیں بیوت غیر مسکونہ کی تفسیر میں علماء کے چند اقوال ہیں بعض کہتے ہیں مسافرخانہ بعض کہتے ہیں خرید و فروخت کے مکانات بعض کہتے ہیں غیر آباد مکانات بعض کہتے ہیں حمامات مگر آیت میں حکم عام ہے سب کو شامل ہے لیکن جو مکانات اسباب کے ہوں اور وہاں تجارتی مال ہو وہاں بغیر اجازت جانیکے یہ معنی نہیں کہ ہر کوئی چلا جایا کرے جسمیں چوری اور بیگانہ ملک میں تصرف کا مظنہ ہے بلکہ جنکو وہاں جانیکی اجازت ہے یا جو مجاز ہیں انکو وہاں دستک دینے اور اطلاع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں احتمال نہیں کہ کوئی ننگا کھلا ہوگا

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ

ولے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ انکے حق میں ستہرائی ہے بیشک اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اور ایماندار عورتوں سے کہدو کہ وہ بھی

مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا

نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی بھی محافظت رکھیں اور اپنی آرائش کی جگہ نہ دکھایا کریں مگر جو بضرورت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹے ڈالے رکھا کریں اور اپنی آرائش ظاہر نہ کیا کریں

لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ

مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا خاوند کے باپ یا اپنے بیٹوں یا خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں پر

نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضْرِبْنَ

عورتوں پر یا اپنے مملوک (لونڈی غلاموں) پر یا ان خدمتگاروں پر کہ جنکو عورت کی حاجت　　اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں اور اپنے پاؤں

بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

ٹھوکر مار کر نہ چلیں کہ انکا مخفی زیور معلوم ہو جائے اور (اے مسلمانوں) تم سب کے سب اللہ سے توبہ کرتے رہا کرو　　تاکہ تمہیں　　فلاح　　ہو

من ابصارہم من ہہنا للتبعیض لانہ لا یلزم غض البصر بالکلیۃ وقلیل زائدۃ۔ وقیل لبیان الجنس۔ غیر اولی الاربۃ اے الحاجۃ بالجر علی الصفۃ او البدل۔

تفسیر

منجملہ اسباب زنا کے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو دیکھنا بھی ہے یہ نظر زنا کا جز ہے کسی نے کہا ہے برق نگاہ یار میرا کام کر گئی ہے اسلئے ایمانداروں کو ادب سکھاتا ہے۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارہم الخ یہ پانچواں حکم ہے کہ اے نبی ایمانداروں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ کو بند رکھیں جسکا دیکھنا انہیں حلال نہیں اسکو نہ دیکھیں اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا اجنبی عورت کا بضرورت منہ اور ہاتھ دیکھنا تو درست ہے اور باقی چیزوں پر نظر کرنا حرام ہے اور بغیر ضرورت اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا بھی درست نہیں خصوصاً جبکہ محل فتنہ ہو اور جو اچانک نظر پڑ جائے تو بار دیگر نہ دیکھے اور اجنبیہ اگر اور کی لونڈی ہو تو بعض کہتے ہیں ناف سے گھٹنے تک پر نظر نہ کرے باقی کا مضائقہ نہیں بعض کہتے ہیں وہ سر وغیرہ جو عضو کام میں کھولے رہتی ہے انکا دیکھنا ممنوع نہیں باقی ممنوع ہے اور عورت اگر محرم ہے خواہ نسب سے خواہ رضاع سے خواہ بیوی کے رشتہ سے تو اسکے ناف سے لیکر گھٹنے تک نظر ممنوع ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک صرف وہی اعضاء دیکھنے درست ہیں جو کام میں کھلے جاتے ہیں ہاتھ بازو وغیرہ۔ اور مرد کی بابت بھی یہ حکم ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنے تک نہ دیکھے اسیطرح عورت کو دوسری عورت کا ناف سے گھٹنے تک دیکھنا منع ہے عرفا کہتے ہیں جسطرح نظر کو محارم کے دیکھنے سے بند کرے اسی طرح دل کو غیر اللہ کے دیکھنے سے روکے پھر فرماتا ہے ویحفظوا فروجہم کہ اپنے ستر کو محفوظ رکھیں یعنی حرامکاری سے کہ یہ تمہارے دین و دنیا میں بہتر ہے ان اللہ خبیر بما یصنعون میں تنبیہ ہے کہ اللہ کو غافل نہ سمجھو وہ تمہارے ہر کام سے واقف ہے۔ وقل للمومنات الخ اسی طرح ایماندار عورتوں کو بھی نظر بند رکھنے اور حرام سے محفوظ رہنے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ یہ بھی (چھٹا حکم) دیا کہ اپنی زینت کو بجز ان اشخاص مذکورہ ذیل کے اور کسی کو نہ دکھائیں اور اوڑھنی اوڑھے رہیں جس سے سر اور سینہ اور کان اور گردن نہ دکھائی دے۔ یہ جو فرمایا اپنی زینت نہ دکھائیں مگر وہ جو ظاہر ہے۔ زینت کہتے ہیں خوبصورتی کو قدرتی ہو یا بناوٹی لباس فاخرہ یا زیور یا مہندی کاجل وغیرہ انہیں صرف ظاہر زینت کے ظاہر کرنیکی اجازت دی۔ ظاہر زینت بناوٹی ہیں جیسے انگوٹھی کپڑا جسکے ظاہر کرنے کی ضرورت پڑے اور خلقی ہیں جیسے ہاتھ منہ جو بضرورت ظاہر کرنا پڑے ہیں بعض علماء کہتے ہیں زینت سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر زیور پہنا جاتا ہے۔ اور وہ یہ اشخاص ہیں شوہر عورت کا باپ دادا۔ نانا شوہر کے باپ نانا عورت کے بیٹے پوتے۔ نواسے خاوند کی دوسری بیوی سے بیٹے پوتے نواسے عورت کے بھائی عینی علاتی۔ اخیافی۔ رضاعی عورت کے بھتیجے۔ بھائیوں کی اولاد عورت کے بھانجے بہن کی اولاد گھر کی عورتیں عورت کی مملوکہ لونڈی غلام گھر کے وہ خادم جن کو عورتوں کی طرف رغبت نہ ہو بوڑھے اور خواجہ سرا نابالغ لڑکے اُن لوگوں کے سامنے اگر عورت اپنی زینت ظاہر کرے تو مضائقہ نہیں یعنی زینت ظاہرہ کے سوا اور زینت کیونکہ بضرورت اسکا تو ہر ایک پر ظاہر کرنا درست تھا۔ ما زینت ظاہرہ جسکی بضرورت اظہار کے ہر ایک کے لئے رخصت تھی بالاتفاق علماء چہرہ اور دونوں ہاتھ یا بالائی کپڑے مراد ہیں اور اسجگہ جس زینت کے ظاہر کرنیکی اُن مذکورہ اشخاص کے سامنے اجازت ہے وہ بازوں گلے کانوں سر کے زیور کی ہے اور ان اعضاء کا کھولنا بھی انکے سامنے جائز ہے۔ ونسائہن اپنی عورتیں کیونکہ کافر عورتیں بمنزلہ اجنبی کے ہیں بعض کہتے ہیں کافرہ عورتوں کے سامنے ان چیزوں کا کھولنا درست ہے۔ ما ملکت ایمانہن میں غلام لونڈی سب آگئے مگر امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں صرف لونڈیاں مراد ہیں کیونکہ غلام اجنبی ہے اسمیں وہ شہوت بھی موجود ہے آزاد ہو کر اس سے نکاح بھی کر سکتا ہے۔ التابعین غیر اولی الاربۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں عورت کی بالکل خواہش نہیں بعض کہتے ہیں وہ بیوقوف عنین مراد ہیں جو کھانے پر ساتھ ہو لیتے ہیں انکا صرف یہی مقصود ہوتا ہے مخنث اور بیجڑے مراد

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلْيَسْتَعْفِفِ

اور جو تم میں مجرد ہوں انکے نکاح کرا دو اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں انکے بھی۔ اگر وہ فقیر ہونگے تو اللہ اپنے فضل سے انکو غنی کر دیگا۔ اور اللہ گنجائش والا خبردار ہے اور جنکو

الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ

نکاح کا مقدور نہیں انکو چاہئے کہ پارسائی سے رہیں یہاں تک کہ اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اور جو تمہارے غلام لونڈیوں میں سے مکاتبت چاہیں تو انکو لکھ دو بشرطیکہ انمیں بہتری

خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن

معلوم ہوتی ہو اور انکو اللہ کے اس مال میں سے بھی دیا کرو جو اس نے تمکو دے رکھا ہے۔ اور اپنی چھوکریوں کو بدکاری کیلئے مجبور نہ کیا کرو۔ اگر وہ پاکدامنی چاہتی ہوں [illegible]

يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝

ع ۸

کرے۔ اور جو انکو اس کام پر مجبور کریگا تو انکی مجبوری کے بعد اللہ غفور رحیم ہے۔ اور البتہ ہم نے تمہارے پاس آیتیں بھیجدی ہیں جو روشن ہیں اور جنمیں پہلوں کے حالات ہیں اور جو پرہیزگاروں کی نصیحت ہیں

ترکیب

الایامی جمع ایم وھو العزب ذکرا کان او انثی بکرا کان او ثیبا و ایامی مقلوب ایائم کیتامی۔ والصالحین معطوف ہے ایامی پر مفعول انکحوا کا والذین یبتغون مبتدا فکاتبوھم خبرہ ان علمتم جملہ شرطیہ اگلا جملہ فکاتبوھم دال بر جزا۔

تفسیر

جبکہ ہر طرح سے زنا اور اسکے دواعی کی ممانعت کی تو نکاح کرنیکی بھی رغبت دلائی گئی کہ مجرد رہنے میں بڑا خطرہ ہے اسلئے آنحضرت صلعم نے نکاح کرنیکی تاکید فرمائی یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء (متفق علیہ) اور فرمایا کہ میرے بعد مردوں کیلئے سخت فتنہ عورتوں سے زیادہ کوئی نہیں (متفق علیہ) اسلئے جن قوموں میں مجرد رہنا ہنر ہے انکے ہاں حرامکاری کا بھی کچھ حساب نہیں۔

ساتواں حکم

فرماتا ہے وانکحوا الایامی منکم (یہ ساتواں حکم ہے) کہ اے مسلمانوں جو تم میں مجرد ہیں خواہ عورت ہو خواہ مرد خواہ بیوہ خواہ ناکتخدا انکے نکاح کر دو لفظ ایامی سب کو شامل ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تم سے وہ شخص کہ جسکے دین اور خلق سے تم خوش ہو نکاح کی درخواست کرے تو نکاح کر دو ورنہ زمین پر بڑا فتنہ اور فساد سخت ہوگا (رواہ النسائی وابن ماجہ) علماء کے نزدیک امر مندوب استحباب کیلئے ہے بعض کہتے ہیں وجوب کیلئے فیصلہ یہ ہے کہ جہاں زنا میں مبتلا ہونیکا یقین ہو اور نکاح کرنے پر قادر بھی ہو تو نکاح کرنا واجب ہے ورنہ مستحب ہے۔

پھر فرماتا ہے والصالحین من عبادکم وامائکم کہ اپنے غلام لونڈیوں میں سے بھی جنکو نیک دیکھو انکے بھی نکاح کر دو۔ کیونکہ نیک ہی نکاح اور خدمت مولی کو ملحوظ رکھ سکتے ہیں صالحین سے مراد وہ کہ جنکو نکاح کی صلاحیت ہو۔ لفظ فانکحوا سے علماء شافعیہ نے یہ بات نکالی ہے کہ نکاح بغیر ولی کے درست نہیں۔ پھر فرماتا ہے نکاح کرنے میں فقر و فاقہ نہ دیکھو اگر وہ فقیر ہیں تو اللہ انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا۔ بلا شک جو نیک نیتی سے نکاح کرتے ہیں خدا انکو فراخی دیتا ہے اور جنکو نکاح کا مقدور نہ ہو تو انکو پاکدامنی اختیار کرنی چاہئے یہ نہیں کہ اس عذر سے مرتکب فواحش ہو جائے۔

آٹھواں حکم

والذین یبتغون چونکہ فراغ دستی اور فضل الٰہی ہونیکا ذکر تھا اسلئے جو غلام خدا کے فضل پر توکل کرکے اپنے مولی سے مکاتبت چاہیں انکے لئے بھی حکم دیا کہ اگر ان میں خیر دیکھو کہ یہ بدل کتابت ادا کر سکیں گے اور انکا رویہ بھی اچھا ہے تو انکو لکھ دو یعنی مکاتب بنا دو۔ (یہ آٹھواں حکم ہے) اسکو بھی گو نہ پارسائی سے تعلق ہے کس لئے کہ جب غلام کو مولی کی طرف سے خرید فروخت کا مجاز ہوتا ہے تو اسکے ہاتھ میں روپیہ پیسہ رہتا ہے جس سے حرام کاری کا اندیشہ ہے اس سے کوئی رقم لینی مقرر کرکے آزادی لکھ دو کہ اپنا نکاح کرے گھر آباد کرے۔ اسلام میں بھی یہی دستور باقی رہا اور جاہلیت میں بھی تھا کہ جو کوئی غلام اپنے آقا سے یہ معاملہ کر لیا کرتا تھا کہ اگر میں اسقدر روپیہ دوں تو آزاد ہو جاؤں آقا اسکو منظور کر لیتا تھا اور لکھ دیتا تھا اس معاملہ کو مکاتبت کہتے تھے وہ غلام آزادانہ خرید و فروخت کرکے وہ مقدار ادا کر دیتا تھا۔ کتب فقہ میں اس مسئلہ کی بڑی تشریح ہے۔

نواں حکم

اور یہ بھی حکم دیا کہ اس بدل کتابت کے ادا کرنے میں مدد کرو خدا کے دئیے ہوئے مال میں سے انکو بھی دو بعد زکوٰۃ خیرات اس بدل میں سے کچھ حصہ چھوڑ دو لازم ہو (یہ نواں حکم ہے) عرب میں دستور تھا کہ اپنی چھوکریوں سے زنا کرکے کماتے تھے چنانچہ مدینہ میں عبداللہ بن ابی منافق بھی

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اسکے نور کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی طاق میں چراغ ہو (اور) چراغ شیشہ کی قندیل میں ہو (اور) شیشہ گویا کہ چمکتا ہوا تارا

يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ

روشن کیا گیا ہو　نہ شرقی ہو اور نہ غربی ہو کہ جسکا تیل خودبخود روشن ہونیکو ہو اگرچہ اسکو ابھی آگ نہ لگی ہو۔ نور پر نور اللہ اپنے نور سے

لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر شے سے واقف ہے۔

ایساہی کیا کرتا تھا اسلام نے اسکی بھی ممانعت کر دی۔ ان اردن تحصنا میں ان شرطیہ علی سبیل الغالب واقع ہوا جسکا مفہوم مخالف نہیں (ف) ان آیات میں توبہ کرنے اور مکاتبوں کو دینے کا بھی حکم ہے۔ مگر بظاہر انکا تعلق حقوق العباد سے کم تھا اسلئے انکے عدد شمار میں ہمنے نہیں لیا۔

ترکیب

اللہ مبتدا۔ نور السموت الخ خبر۔ مثل نورہ صفۃ نورہ مبتدا۔ کمشکوۃ موصوف فیہا مصباح صفت سب محذوف سے متعلق ہو کر خبر ہوئی تمام جملہ بیان ہوا نور السموات کا المصباح مبتدا فی زجاجۃ خبر قس علی ہذا۔ دری منسوب الی الدر اوفعیل کمریق من الدرء یوقد صفت ہے مصباح کی۔

تفسیر

پہلے فرمایا تھا کہ اللہ نے تمہارے لئے آیات بینات نازل کیں تمکو جہل کی اندھیریوں سے نکالکر علم کی روشنی میں لایا۔ اب یہاں اپنے اوصاف نورانی اور نور ہدایت کی تمثیل بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ جس نے تمکو جہل کی ظلمات سے نکالا آسمانوں اور زمین کا نور ہے پھر اپنی نور کی اُس شمع سے تشبیہ دیکر جو شیشہ کی قندیل میں ہو یہ فرماتا ہے اللہ اپنے اُس نور سے جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اللہ نور السموت والارض **بحث اول** نور عرف میں روشنی کو کہتے ہیں وہ ایک عرض قائم بالغیر ہے جو اجسام کو عارض ہوتا ہے جیساکہ آفتاب ستارے اور آگ۔ اس معنی سے اس لفظ کا اطلاق اللہ پر حقیقۃً جائز نہیں کس لئے کہ نور بمعنی مذکور ایک عرض ہے وہ حادث اور قابل تقسیم اور قائم بالغیر ہونیکی وجہ سے آلہ نہیں ہو سکتا اس سے فرقہ مانویہ کا بھی قول رد ہو گیا جو نور اعظم کو اللہ کہتے ہیں۔ اسلئے علماء اسلام اس جگہ تاویل کرتے ہیں۔ کہ نور بمعنی منور ہے کہ اُسنے آسمانوں اور زمین کو آفتاب و مہتاب کواکب اور انبیاء و صلحاء و ملائکہ سے منور کر دیا اور یہ قول ابی بن کعب و حسن و ابو العالیہ کا ہے بعض کہتے ہیں بمعنی مدبر السماوات والارض ہے جیساکہ باخبر رئیس کو کہتے ہیں کہ وہ شہر کا نور ہے یعنی مدبر بقول جریر حسن جیساکہ جریر شاعر کہتا ہے ع وانت لنا نور و غیث و عصمۃ۔ یہ مجاہد اور اصم کا قول ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں نور بمعنی ہادی ہے کیونکہ نور سبب ہدایت ہے کہ وہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نور کا اطلاق اسپر مبالغۃً ہو جیساکہ عادل کو عدل کہدیا کرتے ہیں۔ امام **غزالی** رحمۃ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام **مشکوٰۃ الانوار** رکھا ہے اسمیں امام صاحب نے ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً آسمانوں اور زمین کا نور ہے اسپر اس لفظ کا اطلاق حقیقۃً ہے نہ مجازاً بہت سے مقدمات بیان فرماکر یہ کہا ہے کہ ادراک عقلی ادراک بصری سے اشرف ہے اور دونوں کا مقتضٰی ظہور ہے اور خواص نور میں سے ظہور ہی اشرف ہے اسلئے ادراک عقلی ادراک بصری سے بدرجہ اولیٰ نور ہے۔ پھر انوار عقلیہ کی دو قسم ہیں ایک وہ جو سلامۃ الاحوال کے وقت واجبۃ الحصول ہیں یعنی تعقلات فطریہ دوسرے مکتسب اور قسم ثانی میں کبھی غلطی بھی واقع ہو جاتی ہے اسلئے اسکے واسطے ہادی و مرشد کی ضرورت ہوتی ہے اور اس امر میں کلام الٰہی اور کلام انبیاء سے زیادہ اور کوئی ہادی و مرشد نہیں اس لئے یہ بھی نور ہیں اسی وجہ سے قرآن اور نبی کو بھی نور کہا گیا ہے اور اسیطرح ملائکہ بھی نور ہیں پھر ملائکہ بھی درجہ میں متفاوت ہیں یہانتک کہ سب سے بڑھکر نور اعظم وہ روح ہے جو سب ارواح سے اعلیٰ ہے معدن نور ہے پھر یہ سب انوار جسیہ ہوں

خواہ سفلیہ جیسا کہ آگ کا نور یا علویہ جیسا کہ آفتاب ماہتاب کواکب کا نور یا انوار عقلیہ سفلیہ ہوں جیسا کہ ارواح انبیاء و اولیاء یا علویہ ہوں جیسا کہ ملائکہ یہ سب کے سب فی حد ذاتہا ممکن ہیں اور ممکن فی حد ذاتہ معدوم ہیں انکو وجود غیر کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور وجود نور اور عدم ظلمت ہو پس کل ممکنات اپنی ذات میں مظلم ہیں نور فی حد ذاتہ وہی ہے جسکا وجود ذاتی ہے ممکنات کا وجود اور انکے صفات اور اُنکے سب معارف اللہ کی طرف سے آئے ہیں اب ظاہر ہو گیا کہ نور مطلق وہ اللہ سبحانہ ہی ہے اور غیر پر جو اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے تو مجازاً کیونکہ اسکے سوا جو کچھ ہے من حیث ہو ہو ظلمت محضہ ہے کس لئے کہ وہ من حیث ہو عدم محض ہے بلکہ یہ انوار بھی من حیث ہی ہی ظلمت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ وہی نور حقیقی ہے اور جسقدر انوار ہیں اسی کے نور کے پرتوے ہیں واللہ اعلم ؁

بحث دوم نور کو السموٰت والارض کی طرف کیوں مضاف کیا؟ اسلئے کہ سب آسمان اور زمین انوار مجردہ اور مادیہ سے بھرے ہوئے ہیں انوار مادیہ جیسا کہ چاند اور سورج اور ستاروں کی روشنی یہ سب آسمانوں میں ہیں اور زمین پر بھی یہی انوار منعکس ہوتے ہیں کہ جس سے الوان مختلفہ دکھائی دیتے ہیں اور انوار مجردہ عالم بالا میں تو ہے اور وہ انوار مجردہ ملائکہ میں عالم سفلی میں بھی انوار عقلیہ بہت سے ہیں اور وہ قوی نباتیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ ہیں اور نور انسانی سے جس کے سبب یہ خلیفۃ اللہ فی الارض بنایا گیا عالم اسفل کا نظام ہو رہا ہے جیسا کہ نور ملکی سے عالم علوی کا نظام قایم ہے اور یہ جملہ انوار بایکدیگر مرتبط و مسلسل ہیں اور سب کا انتہیٰ نور الانوار کی طرف ہے اور وہ اللہ سبحانہ ہے اسلئے اللہ کو نور السموٰت والارض کہا ؁

بحث سوم مثل نورہ کمشکوٰۃ الخ اپنے نور کو ایسے چراغ سے تشبیہ دی جو شیشہ میں ہو اور شیشہ کسی طاق میں ہو اور چراغ زیتون کے تیل سے روشن کیا گیا ہو اور وہ ایسا صاف ہو کہ جو آگ دکھاتے ہی جل اٹھے اور زیتون بھی ایسا ہو کہ نہ شرقی ہو کہ صبح ہی کے وقت اسپر آفتاب کی شعاع پڑتی ہو پھر نہ پڑیں اور نہ غربی ہو کہ شام کے وقت ہی اسپر دھوپ پڑتی ہو کیونکہ ایسا درخت کچا ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ نہیں بخلاف اسکے کہ جو نہ شرقی ہو نہ غربی بلکہ میدان میں یا پہاڑ کی بلندی پر ہو وہ خوب تناور اور پختہ ہوتا ہے اسکا تیل بھی عمدہ ہوتا ہے۔ جسکے ساتھ تشبیہ دی گئی وہ تو یہ چیزیں ہیں بحیثیت مجموعی اور جسکو تشبیہ دی گئی ہے وہ اللہ کا نور ہے مگر کلام اسمیں ہے کہ اللہ کے نور سے کیا مراد ہے؟ جمہور متکلمین کے نزدیک ہدایت مراد ہے یہ معنی کہ اللہ کی ہدایت ظہور میں ایسی ہے کہ جیسا کوئی چراغ ہو جس کی یہ صفت ہوں کہ جسکی ہر صفت روشنی چراغ کو ترقی دیتی ہے **سوال** آفتاب کے ساتھ کیوں تشبیہ نہ دی **جواب** مقصد اُس روشنی کے ساتھ تشبیہ دینا ہے جو اندھیریوں میں سے ظاہر ہو البتہ ہدایت ایک ایسی روشنی ہے جو شبہات کی اندھیریوں میں سے ظاہر ہوتی ہے سو یہ بات چراغ کے ساتھ تشبیہ دینے سے حاصل ہوتی ہے کہ جسکے ہر طرف اندھیری محیط ہوتی ہے برخلاف آفتاب کے کہ وہ جب جلوہ گر ہوتا ہے تو تمام عالم اسکے نور سے بھر جاتا ہے ظلمت باقی نہیں رہتی۔ بعض کہتے ہیں نور سے مراد قرآن ہے جیسا کہ فرمایا ہے قد جاءکم من اللہ نور یہ حسن و سفیان بن عیینہ و زید بن اسلم کا قول ہے بعض کہتے ہیں اس سے مراد حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی صفت میں سراجا منیرا آیا ہے۔ یہ عطار کا قول ہے۔ بعض کہتے ہیں اس نور سے مراد وہ نور ہے کہ جو مومن کے دل میں ایمان و معرفت کا نور ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو نور اور کفر کو ظلمت سے تعبیر کیا ہے یہ ابی و ابن عباسؓ کا قول ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں انسان کے قویٰ مدرکہ پانچ ہیں قوۃ حسیہ جو حواس خمسہ کو شامل ہے قوت خیالیہ قوۃ عقلیہ جو حقائق کلیہ کا ادراک کرتی ہے قوۃ فکریہ جو معارف عقلیہ میں ترکیب دیکر نا معلوم بات کو دریافت کرتی ہے قوۃ قدسیہ جو انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے جس سے اسرار غیب و لوائح ملکوت ظاہر ہوتے ہیں جس کی نسبت اللہ فرماتا ہے۔ ولکن جعلناہ نورا نہدی بہ من نشاء من عبادنا۔ یہ پانچوں نور ہیں ہر ایک کو ان پانچوں میں سے ایک ایک کے ساتھ تشبیہ ہے روح حساس کو مشکوٰۃ سے الخ ؁

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۙ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ

ان گھروں میں کہ جنکی تعظیم کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور نیز اسکا نام یاد کیا جاتا ہے اسمیں صبح اور شام انکی تسبیح و تقدیس کیجاتی ہے۔ ایسے لوگ تسبیح کیا کرتے ہیں کہ جنکو نہ تجارت اور بیچنا

ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا

ذکر الٰہی سے روکتا ہے۔ اور نہ نماز قائم کرنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جاوینگی۔ تاکہ اللہ انکو انکے عمل کا اچھا بدلہ دے

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

اور انکو اپنے فضل سے اور بھی دے (یعنی جتنے کے وہ مستحق ہیں اور امید بھی رکھتے ہیں) اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔

ترکیب

فی بیوت یا تو صفت ہے زجاجہ کی المصباح فی زجاجۃ فی بیوت یا یوقد سے متعلق ہے اے توقد فی المساجد۔ یا یسبح سے متعلق ہے و ہو القوی۔ رجال یسبح کا فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ لاتلہیہم رجال کی صفت یخافون صفت ثانیہ لیجزیہم یسبح سے متعلق۔

تفسیر

فی بیوت کو جمہور مفسرین نے کلام سابق کا تتمہ قرار دیکر تشبیہ میں شامل کیا ہے یعنی وہ چراغ جو آئینہ میں ہو اور صاف تیل سے روشن کیا ہو کسی گندہ اور ناپاک مکان میں نہ ہو کہ جس کی روشنی صاف باطنوں کی آنکھوں میں بے قدر معلوم ہوتی ہو بلکہ اُن مکانوں میں ہو کہ جن کے بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا یعنی مساجد خانہ کعبہ مسجد نبوی۔ بیت المقدس مسجد قبا یا عام مساجد اور انکے بلند کرنے سے مراد یا حقیقۃً بلند کرنا ہے یا تعظیم کرنا۔ ان مقامات خصوصاً بیت المقدس کے قندیلوں کی روشنی جو زیتون کے عمدہ تیل سے روشن ہوتی تھیں ضرب المثل تھی۔ پھر ان گھروں کی صفت میں فرماتا ہے کہ انمیں ایسے لوگ صبح و شام خدا کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اسکا نام لیا کرتے ہیں لا یہ عام ہے خواہ نماز فرض یا نوافل کے ذریعہ سے ہو خواہ بغیر اسکے صرف ذکر و تسبیح ہو کہ جنکو ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ بیع کرنا۔ تجارت عام ہے خرید اور فروخت دونوں کو شامل ہے مگر فروخت میں نقد حاصل کیا جاتا ہے اسمیں اور بھی لالچ ہے جو انسان کو ذکر الٰہی سے روکدیتا ہے اسلئے اسکو جداگانہ بھی بیان کیا کہ انکو فروخت بھی نہیں روک سکتی۔ اور باوجود اسقدر یاد الٰہی میں مشغول ہونے اور زکوٰۃ و خیرات دینے کے وہ لوگ اپنی عبادت پر نازاں نہیں بلکہ قیامت کے دن سے ڈرتے رہتے ہیں کہ جسدن دل اور آنکھوں کا عجب حال ہوگا دل صدمات کے مارے ہوا ہوگا اور آنکھیں اوپر کو ٹکٹکی باندھے ہوئے ہونگی کہ کیا حکم آتا ہے؟ یہ سب باتیں انکی اس بات کا سبب ہیں کہ اللہ انکے عمدہ اعمال کا عمدہ بدلہ دیگا اور نہ صرف بدلہ بلکہ اعمال کے سوا اپنے فضل سے اور بہشتی بھی عطا کریگا کیونکہ وہ بے نیاز بے پرواہ ہے جسکو چاہتا ہے بے حساب دیتا ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں فی بیوت یسبح سے متعلق ہے اور یہ ایک جداگانہ کلام ہے جسمیں یہ بتلانا مقصود ہے کہ وہ نور کہ جسکو تشبیہ دی گئی ہو کہاں اور کس جگہ پایا جاتا ہے؟ پھر آپ ہی بتلاتا ہے کہ ایسے گھروں میں پایا جاتا ہے کہ جن کے بلند کرنیکا اللہ نے حکم دیا اور جنمیں اُسکی یاد کی جاتی ہے اور وہاں ایسے پاکباز لوگ اُسکی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں کہ جن کو کوئی شغل دنیاوی اُنکے کار سے نہیں روکتا دست بکار دل بیار انکا شیوہ خاص ہے اور انہیں کے دلوں اور سینوں میں نور الٰہی کا وہ چراغ روشن ہے کہ جس سے انکو اللہ نے اس راہ راست اور صراط مستقیم کیطرف ہدایت کی ہے واللہ اعلم باسرار کلامہ۔ رجال کے لفظ میں اس طرف اشارہ ہے کہ مساجد میں حاضر ہونا مردوں کے لئے ہے جمعہ اور جماعت انہیں پر ہے نہ عورتوں پر۔ اور یہ بھی اشارہ ہے کہ دراصل رجال یعنی مرد ایسے ہی لوگ ہیں کیونکہ دنیا مردار کے طالب کتے ہیں اور مولیٰ کے طالب مرد ہیں بڑی مردانگی یہی ہے کہ نہانا سونا جماع کرنا کیسکو مار ڈالنا نفس کا مار ڈالنا اور نفسانی خواہشوں کو اس چراغ ہدایت سے جلا دینا بڑی مردمی ہے۔ اس کلام پاک کی شرح کیلئے ایک دفتر چاہئے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ

اور وہ جو کافر ہیں انکے اعمال ایسے ہیں کہ جیسے جنگل میں چمکتی ہوئی ریت جسکو پیاسا پانی سمجھتا ہے یہانتک کہ جب اُسکے پاس آیا تو اسکو کچھ بھی نہ پایا اور اللہ ہی کو اپنے پاس پایا۔

فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ

اور تڑپ تڑپ کر مرگیا اور اسنے اسکا حساب پورا پورا چکا دیا اور اللہ جلد حساب لینے والا ہو یا ایسی مثال ہو کہ جیسے موجزن دریا میں اندھیریاں ہوتی ہیں کہ جسکو ایک موج دوسری موج نے اور

بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ۝

ڈھانک رکھا ہو۔ اندھیریاں ہیں ایک پر ایک (انسان وہاں) جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسکو کچھ بھی دیکھہ نہ سکے۔ اور جسکو اللہ ہی نے نور نہ دیا ہو تو اُس کے لئے کوئی بھی نور نہیں۔

ترکیب

بقیعۃ موضع جر میں سراب کی صفت یحسبہ بھی سراب کی صفت قیعۃ جمع قاع ای فی فلاۃ والیاء فی قیعۃ بدل من واو لسکونہا وانکسار ما قبلہا لانہم قالوا فی قاع اقواع او کظلمات معطوف ہی سراب پر تقدیرہ او کاعمال ذی ظلمات فیقدر ذی لیعود الضمیر من قولہ اذا اخرج یدہ الیہ ویمکن ان یقال لا حذف فیہ والمعنی انہ شبہ اعمال الکفار بالظلمۃ فی حیلولتہا بین القلب بین ما یہتدی الیہ۔ فی بحر صفت۔ لظلمات لجی نسبت الی اللجۃ ای ذی لجۃ یغشاہ صفۃ اخری۔

تفسیر

اُس نور اور نورانی لوگوں کے بعد ظلمت اور ظلمانی لوگوں کا حال بھی تشبیہ میں بیان فرمایا جاتا ہے۔

فقال والذین کفروا الخ کہ کافروں کے اعمال جنکو وہ نیک اور وسیلہ آخرت سمجھکر کرتے ہیں سراب کی مانند ہیں جسکو جنگل میں دوپہر کے وقت پیاسا دور سے پانی سمجھکر بڑی بیقراری سے اُسکے پاس آتا ہے اور وہاں جاکر کچھ بھی نہیں پاتا یہی حال انکا ہے کہ بوقت مرگ جن جن اعمال پر انکو سہارا تھا انکو کچھ بھی نہ پاوینگے اور اللہ ہی سے انکو وہاں معاملہ پڑیگا سو وہ انکا حساب پورا کر دیگا۔ ازہری کہتے ہیں سراب وہ ہے جو ٹھیک دوپہر میں دور سے پانی سا موجیں مارتے ہوئے دکھائی دیا کرتا ہے یعنی پانی چلتا ہوا دکھائی دیا کرتا ہے یقال سرب الماء یسرب سروبا اذا جری فہو سارب۔ قولہ تعالیٰ ووجد اللہ عندہ ای وجد عقاب اللہ الذی یوعد بہ الکافر عند ذلک یہ انکے اقوال کا بیان ہے جو اسکے بعد انپر عارض ہوگا بطور تکملہ کے۔ تاکہ یہ نہ سمجھا جاوے کہ انکے حال کا اسی پر حصر ہے بلکہ اسکے بعد اور بھی برا حال ہوگا بس لم یجدہ شیئا پر معطوف نہیں (ابو السعود) او کظلمات یہہ دوسری مثال ہو کفار کے حال کی پہلی مثال میں یہہ بتلایا گیا کہ انکے اعمال اگرچہ اچھے بھی ہیں تو عقائد صحیحہ نہونیکی وجہ سراب کی مانند ہیں آخرت میں انسے کوئی نفع نہوگا اور اگر برے ہیں تو وہ ظلمات ہیں یا یوں کہو کہ پہلی مثال میں انکے اعمال کا بیان تھا کہ وہ کچھ بھی فائدہ مند نہیں اور دوسری مثال میں انکے عقائد کا بیان ہو کہ وہ ظلمات سے مشابہ ہیں جیسا کہ فرمایا یخرجہم من الظلمات الی النور لے من الکفر الی الایمان اگلا جملہ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور اسپر دلالت کرتا ہے اسکا خلاصہ یہہ ہے کہ دریا لجی والے ذو اللجۃ التی ہی معظم الماء الغمر البعید القعر یعنی بڑے گہرے اور بہت عمیق کی تہ میں اندھیرا ہوتا ہے پھر جب اسپر موج کا تلاطم ہوتا ہو تو اور بھی اندھیرا زیادہ ہو جاتا ہے اور جبکہ امواج پر بادل اور گھٹا گھنگھور ہوتی ہو تو انتہا درجہ کی اندھیری ہو جاتی ہو تو ایسی حالت میں تہہ میں کہیں کھائی دیتا حالانکہ پاس کی چیز دیکھنے سے جو کوئی دریا کے تلے میں جاتا تہا یہی بہت قریب سمجھا جایا کرتا ہے اسطرح کافر تین اندھیریوں میں مبتلا ہیں اول اعتقاد بد کی ظلمت جو بحر عمیق کے مشابہ ہے اور عقائد کا محل دل ہو جسکو مختلف موجیں بارشیں اور خطرات و شہوات کے تلاطم میں بڑی مناسبت اور کامل تشبیہ ہو دوم قول بد کی ظلمت جو انکی زبان سے نکلکر دریا کی طرح موجیں مارتی ہو سوم عمل بد کی ظلمت جو بادل کی طرح محیط ہے۔ یا اسکے قلب و سمع و بصر کی اندھیریاں مراد ہیں اپنے کفر پر جو اسکا اصل ہو انکی ظلمات مترا کمہ کو دریا اور امواج اور سحاب کی ظلمات مترا کمہ سے تشبیہ دی گئی ہو پس وہ کافر ان اندھیریوں میں مبتلا ہو اب اگر اسکو اللہ ہی اندھیریوں سے نکالے اور نور میں لائے تو کون نکال سکتا اور نور میں لا سکتا اسلئے فرمایا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ وَلِلّٰهِ مُلْكُ

(اے مخاطب) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والے اور پرند جو پر پھیلائے ہیں سب اللہ ہی کی تسبیح کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح سمجھ رکھی ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور اللہ ہی کی

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيرُ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کو ہے اور اللہ ہی کے پاس پھر کر جانا بھی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے کہ مینہ ان کے بیچ میں سے نکلتا ہے

خِلٰلِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ

اور آسمان سے مینہ برساتا ہے اور یعنی آسمانی پہاڑوں کی سی بادلوں میں سے اولے برساتا ہے۔ پھر ان کو جس پر چاہتا ہے گرا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ اس کی بجلی کی چمک ایسی ہے کہ

بِالْأَبْصَارِ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي

آنکھوں (کے نور) کو اچک لے جانا چاہتی ہے اللہ ہی رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے بیشک اس میں آنکھوں والوں کے لئے ایک بڑی عبرت ہے اور اللہ ہی نے تمام زمین پر چلنے والے جانوروں کو پانی سے پیدا کیا پھر

عَلٰى بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلٰى أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَقَدْ

ان میں سے بعض اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعض ہیں کہ اپنے دو پاؤں سے چلتے ہیں۔ اور بعض ہیں کہ چار پاؤں پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

أَنْزَلْنَا آيٰتٍ مُبَيِّنٰتٍ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

البتہ ہم نے کھلی کھلی آیتیں نازل کر دی ہیں۔ اور اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے رستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

ترکیب

الطیر معطوف علی من جمع طائر صافات حال من الطیر اے باسطات اجنحتہن علم کی ضمیر راجع ہے کل کی طرف وہو الاقوی لان القراءۃ برفع کل علی الابتداء یزجی یسوقہ برفق بینہ انما جاز دخول بین علی المفرد لان المعنی بین اجزاء السحاب۔ رکاما متراکما بعضہ فوق بعض الودق المطر من خلالہ اے مخارجہ جمع خلل کجبال فی جبل من السماء من لابتداء الغایۃ من جبال کا من یا زائدہ ہے اور ممکن ہے کہ پہلے من سے بدل ہو علی اعادۃ الجار والتقدیر ینزل من جبال السماء اے من جبال فی السماء من بیان للجبال والمفعول محذوف اے ینزل مبتدأ من جبال فیہا من برد برداً

تفسیر

انوار قلوب المومنین وظلمات قلوب الکافرین کے بعد چند وہ دلائل توحید بیان کرتا ہے جن میں نظر کرنے سے حق سبحانہ اور اس کی توحید کا نور متجلی ہو کر نور پر نور کی کیفیت حاصل ہو جاوے فقال الم تر ان اللہ یسبح الخ یہ اول دلیل ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان ہی پر کیا موقوف ہے۔ جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے ملائکہ اور روحانیات اور جو کچھ کہ زمین پر ہے انسان اور حیوان حجر اور شجر بلکہ جو ان کے درمیان ہیں پرند جو ہواؤں میں پر کھولے معلق اڑتے پھرتے ہیں سب اسی کی تسبیح کیا کرتے ہیں۔ الم تر سے مراد الم تعلم ہے کیونکہ ان چیزوں کی تسبیح آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہاں دل کی آنکھوں سے دکھلائی دیتی ہے یعنی عقل سے معلوم ہو سکتی ہے تسبیح کرنے سے متکلمین کے نزدیک ان چیزوں کا اس پر دلالت کرنا مراد ہے کہ ان کا خالق صفات نقصان سے منزہ اور بری اور صفات کمال اور نعوت جلال سے موصوف ہے یعنی تسبیح بدلالۃ الحال ہے نہ بالمقال بعض کہتے ہیں بعض چیزیں زبان سے بھی تسبیح کرتی ہیں عقلاء انسان ملائکہ جن وغیرہ اور بعض بدلالۃ الحال۔ بعض کہتے ہیں ہر چیز اپنی ایک خاص زبان جو اس کو عطا کی گئی ہے اس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے جمادات اپنی زبان جاری کرتے ہیں کبھی جمادات کی تسبیح بعض روشن ضمیروں کو سنائی دیجاتی ہے چنانچہ ایکبار آنحضرت صلعم کی مجلس میں کنکروں کی تسبیح سنائی دی گئی۔ اور نیز عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یوکل (رواہ البخاری) کہ ہم کھانے

کہا نے کی تسبیح سنا کرتے تھے اور نباتات اپنی زبان حالی سے تسبیح کرتے ہیں چنانچہ مسجد نبوی میں کھجور کا تھم جو مسجد کا ستون تھا جسپر آپ سہارا لگا کر خطبہ پڑھا کرتے تھے حضرت کے فراق میں رویا اور اسکا رونا سبکو سنائی دیا (رواہ البخاری) اور حیوانات پرند اور غیر پرند سوائے عجائب فعال اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حیوانات تک کو ایک گویائی اور ادراک عطا کیا ہے اور وہ اللہ کی تسبیح و تقدیس کیا کرتے ہیں اور اللہ نے ہر ایک کو اپنی نماز اور تسبیح فطری طور پر تعلیم فرمائی ہے کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ اسی لئے بعد میں فرمایا واللہ علیم بما یفعلون۔ اسکے بعد مبدا و معاد کا مسئلہ ظاہر کرتا ہے وللہ ملک السموات والارض کہ ہر چیز کا مبدا اسی کی طرف ہو چکا اور اسی کے قبضہ میں ہے اسی لئے اسکو تسبیح و تقدیس کا استحقاق ہو والی اللہ المصیر اور پھر اسکے پاس جانا بھی ہے اسلئے اسکی تسبیح و تقدیس ضرور ہوا آخرت ہی کام پڑیگا۔ حاصل یہ کہ رب عالم مسخر و مسخری بدیہی الثبوت ہو اسلئے اسکو الم تری سے تعبیر کیا اور جو چیز مسخر اور منقاد ہو وہ خدا نہیں ثابت ہوا کہ عالم میں کوئی چیز بھی قابل پرستش نہیں پھر جو انکو پوجتے ہیں وہ ظلمات متراکمہ میں جو انکے تخیلات باطلہ ہیں گرفتار ہیں الم تر ان اللہ یزجی سحابا یہ **دوسری دلیل** ہو کہ اللہ بادل پیدا کرتا ہو پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جمع کرکے انکو گھنگھور گھٹا بناتا ہے اور ان بادلوں سے کس لطف کے ساتھ مینہ برساتا ہو یہ نہیں ہوتا کہ مشک کے دہانہ کھلنے میں جسطرح بے تحاشا پانی گر پڑتا ہے اسطرح گرے یہ بھی حکیم و قدیر کی عجب قدرت ہو پھر اسپر اور حکمت دیکھو وینزل من السماء من جبال فیہا من برد کہ انہیں بادلوں میں سے جو پہاڑ کی مانند ہیں جسطرح مینہ برساتا ہو اسیطرح جسم جامد اولے بھی برسا دیتا ہے جنکو پتھر کہنا بمناسبت من جبال نہایت مناسب ہے۔ اسپر اور بھی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ قابل غور ہے یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار کہ اس سرد اور تر جگہ سے کہ جہاں سے اولے اور مینہ برستا ہو بجلی بھی ظاہر کرتا ہو جو سخت آتش بلکہ آتش کی روح ہے پھر وہ اسطرح سے کوندتی کہ دیکھنے والے بھی آنکھ بند کر لیتے ہیں آنکھیں چوندھیا جاتی ہیں اسکے دیکھنے کی تاب نہیں لاتیں پھر عاقل بصیر ان سب چیزوں سے اس قادر حکیم کا جلوہ دیکھ سکتا ہے کہ جس سے عقل کی آنکھیں نہیں چوندھیاتیں بلکہ اور بھی اس نور عقلی سے روشن ہو جاتی ہیں کلام میں بلاغت بھی کس درجہ کی ہے کہ مینہ کا سارا سماں باندھ دیا واللہ یقلب اللیل والنہار یہ **تیسری دلیل** ہو کہ اللہ ہی رات دن کو بدلتا ہے رات کے بعد دن دن کے بعد رات لاتا ہے اور پھر ہر ایک کو چھوٹا بڑا بھی کرتا ہے گو یہ آفتاب یا زمین کی حرکت سے ہو مگر انکی حرکت بھی تو اسی کے ید قدرت میں ہو۔ تمام اسباب کا سلسلہ انجام کار اسی کی طرف منتہی ہوتا ہے اسلئے اسکے بعد ارشاد فرماتا ہے ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار کہ ان باتوں میں انہیں کیلئے عبرت ہے جو چشم بصیرت رکھتے ہیں۔ وہی ان دلائل سے بانی عالم کا وجود باکمال سمجھ سکتے ہیں اور اسکے صفات کاملہ سمجھنے کے بعد یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ دنیا میں جسقدر نعمتیں ہیں اسکے ہاں سے آئی ہیں وہی مینہ برسا کر دنیا کو آباد کرتا ہے اور سب کے اسباب وہی مہیا کر دیتا ہے اور نیز یہ بھی کہ رحمت ناشکری کے وقت زحمت بھی ہو جاتی ہے بادلوں میں سے پانی بھی برساتا ہے مگر وہیں بجلی اور اولے بربادی کے بھی سامان مہیا کر رکھے ہیں اور نیز دولت کے بعد افلاس اور زوال کے بعد اقبال صحت کے بعد تندرستی یہ سب باتیں رات دن کی الٹا پلٹی کی طرح وہی الٹا پلٹتا ہے۔ اگر عقل ہے تو پھر غیر کی پرستش کبھی نہ کرے واللہ خلق کل دابۃ من ماء الخ یہ **چوتھی دلیل** ہے کہ اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا پھر کسی کو پیٹ کے بل کسی کو دو پاؤں پر کسی کو چار پاؤں پر چلایا یہ اختلاف اور یہ پیدائش بھی اسی صانع حکیم کا فعل ہے نہ طبیعت کا نہ مادہ کا نہ کسی اور کا +

سوال بہت سے جاندار پانی سے نہیں پیدا ہوئے جن آگ سے ملائکہ نور سے آدم خاک سے اور نیز مواد ارضیہ سے بھی حیوانات کو پیدا ہوتے دیکھا ہے۔

جواب ۔ من ماء صلہ کل دابۃ کا ہے نہ خلق کا یعنی جو جانور پانی سے بنتی ہیں انکو اللہ نے ایسا بنایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اصل جمیع مخلوقات کی پانی ہے پھر اس پانی سے اور عناصر پیدا ہوئے جیسا کہ جلد ثانی میں ہمنے بیان کیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دابۃ سے مراد زمین پر چلنے والے جانور ہیں جنکی پیدائش پانی سے ہے پس جن اور ملائکہ انمیں داخل نہیں۔ من ماء کو نکرہ لاکر یہ بتا دیا کہ ہر نوع دابۃ کو اوس پانی سے پیدا کیا جسکی ساتھ وہ مخصوص ہے۔ بعض جانور پیٹ کے بل چلتے ہیں سانپ وغیرہ بعض دو پاؤں سے انسان وغیرہ بعض چار سے گائے بھینس گھوڑا وغیرہ اور بھی عجائب مخلوقات ہیں یا کسی کے چار سے زیادہ پاؤں ہیں کنکھجورا وغیرہ تو ان سب کی طرف یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر میں اشارہ کر دیا +

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور (لوگ رسول) منافق یہہ تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے اور فرمانبردار بھی ہوگئے مگر اسکے بعد بھی انمیں سے ایک فریق پھر جاتا ہے۔ اور وہ لوگ سرے سے ایمان ہی نہیں رکھتے ہیں اور جبکہ وہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ۝ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ۝ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ

باہم فیصلہ کیلئے بلائے جاتے ہیں تو جہی ایک فریق انمیں سے منہ موڑ لیتا ہے۔ اور اگر انکے لئے حق پہونچتا ہو تو رسول کے پاس گردن جھکائے ہوئے چلے آتے ہیں۔ کیا انکے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں۔

أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن

کہ اللہ اور اسکا رسول انکی حق تلفی کر دیگا (وہ تو ایسا نہیں کریگا) بلکہ خود وہی ظالم ہیں ۔ مومنوں کی بات تو یہی تھی کہ جب انکو اللہ اور اسکے رسول کیطرف اسلئے بلایا گیا تا کہ باہم فیصلہ کر دیا

يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ وَأَقْسَمُوا

(تو یہی) کہتے کہ حکم سن لیا اور مان لیا اور وہی لوگ فلاح پانے والے بھی ہیں اور جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اسکی نافرمانی سے پرہیز کرتا ہے سو وہی کامیاب ہوتا ہے

بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا

اور وہ اللہ کی پکی قسمیں کہا کر کہتے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنے گہر بار چہوڑ کر نکل پڑیں۔ کہدو قسمیں تو نہ کہاؤ دستور کے موافق حکم برداری چاہئے بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکو خوب جانتا ہے کہدو کہ اللہ کا حکم مانو اور

الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

پھر اگر اسپر بھی پہر جاویں تو پیغمبر پر تو وہی ہے جسکا وہ ذمہ دار ہے اور تمپر وہ ہے جو تمہارے ذمہ پر لازم کیا گیا ہے۔ (کہدو) اور اگر اسکا کہا مانو گے تو ہدایت پاؤ گے۔ اور رسول پر تو بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ صاف صاف پہونچا دے

تفسیر

ان دلائل کے بعد جو انسان کے دل میں نور ابدی اور سرور سرمدی پیدا کرتی ہیں چند گمراہ ازلیوں کا تذکرہ کرتا ہے جو ظلمات میں مبتلا ہیں اور ان ظلمات کے سبب ذرا ذرا سی باتوں میں بھی رسول کریمؐ کے اتباع کرنیسے دل چراتے اور حیلہ بہانہ بناتے ہیں۔ یہ چند منافق جو مدینۂ منورہ میں تھے تھے انہیں کیطرف ان آیات میں روئے سخن ہے کہ یہ لوگ مُنہ سے تو ایمان و فرمانبرداری کا اقرار کرتے ہیں اور موقع پر آکر منہ موڑ جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ مومن نہیں اور جب کسی باہمی فیصلہ کے لئے اللہ اور اُس کے رسول کیطرف بلائے جاتے ہیں تو انکار کر جاتے ہیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا تو رسول کے پاس دوڑے چلے آتے ہیں پہر کیا انکے دل میں مرض نفاق ہے یا شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہہ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اسکا رسول انپر ظلم کریگا؟ بلکہ وہی ظالم ہیں جو ایسی بدگمانی رسول اور اللہ کیطرف جائز رکھتے ہیں۔ ایمانداروں کی یہ شان نہیں بلکہ انکی یہہ شان ہے کہ جب انکو اللہ اور رسولؐ کی طرف بلایا جاوے یعنی کوئی حکم دیا جاوے تو سمعنا و اطعنا کے سوا اور کچھ نہ کہیں یعنی یہی کہیں کہ ہم حکم بردار ہیں۔ اس سرزنش کے بعد وہ منافق قسمیں کہا کر کہتے تھے کہ اگر آپ ہمیں وطن سے نکلجانے کا بھی حکم دینگے تو ہم تعمیل کرینگے یعنی ہم دل سے مطیع ہیں فرمایا کہدو کیوں جھوٹی قسمیں کہاتے ہو وطن سے نکلنے کا کوئی حکم نہیں دیتا دستور کے موافق طاعت کا اللہ اور رسولؐ حکم دیتا ہے اسی پہ قایم رہو اور اسپر بھی قایم نہ ہوگے تو رسول پہ کچھ نہیں وہ پہنچا چکا اسکا بار تمہیں پہ ہے۔

اب اسمیں مختلف روایات ہیں کہ ان آیات میں کون منافق مراد ہیں اور کس خاص معاملہ کی طرف اشارہ ہے مقاتلؒ کہتے ہیں بشر منافق مراد ہے اسکا ایک یہودی سے جھگڑا تھا جسمیں وہ حق پر نہ تھا اسلئے کہتا تھا کہ اسکا فیصلہ کعب بن اشرف سردار یہود کریگا یہودی جانتا تھا کہ وہ دغاباز ہے اسلئے وہ کہتا تھا کہ آنحضرتؐ کی طرف چلو ضحاک کہتے ہیں مغیرہ بن وائل منافق اور حضرت علی بن ابیطالبؓ میں ایک زمین کی بابت نزاع تھی علیؓ نے کہا آنحضرتؐ سے فیصلہ کرا لو اسنے انکار کیا واللہ اعلم۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

اللہ نے تم میں سے ایماندار اور اچھے کام کرنیوالوں کیلئے وعدہ کر لیا ہے کہ انکو ضرور ملک کی خلافت (حکومت) عطا کریگا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی اور جس دین کو انکے لئے پسند کیا ہے

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ

انکے لئے اسکو ضرور مستحکم کر دیگا۔ اور انکے خوف کو امن سے بدل دیگا (وہ باطمینان) میری عبادت کیا کرینگے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرینگے۔ اور جو کوئی اسکے بعد بھی ناشکری کرے سو وہی

الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ ع

فاسق ہیں۔ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے۔ کافروں کی بابت یہہ خیال بھی نہ کرنا کہ ملک میں (اپنی تدابیر سے) ہمکو ہرا دینگے اور انکا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے

تفسیر

لیستخلفنهم جواب قسم مضمر وعدہم واقسم لیستخلفنهم۔ یعبدوننی حال من الذین او استیناف۔ لایشرکون حال من الواو ای یعبدوننی غیر مشرکین۔ پہلے فرمایا تھا کہ جو اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں وہی فلاح پاویں گے۔ کامیاب ہیں۔ آخرت کی کامیابی تو متعدد مقامات پر بیان ہو چکی تھی اب یہاں دنیا کی کامیابی بیان فرماتا ہے بقولہ وعد اللہ الخ اور اس وعدہ کے بعد پہر ان مسلمانوں کو کہ جنکے لئے خلافت و امامت اور زمین پر حکومت و شوکت کا وعدہ کیا ہے واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ الخ کا حکم دیتا ہے کہ زمین پر اقتدار پا کر اور سلطنت و شوکت حاصل کر کے بنی اسرائیل کیطرح خدا اور اسکے رسول سے برگشتہ نہو جانا بلکہ نماز و روزہ اور جمیع امور میں اسکے احکام کی پابندی کرنا جسکی طرف واطیعوا الرسول میں اجمالاً اشارہ ہے تاکہ تم پر رحم کیا جاوے ورنہ قہر الٰہی میں مبتلا ہو جاؤ گے شوکت و سلطنت چہین لیجائیگی اور جو دنیا میں اقتدار پا کر خدا سے سرتابی کرتے ہیں اور تکبر میں آ کر دین کی پروا نہیں کرتے انکو نہ سمجھو کہ وہ خدا کے قبضے میں نہیں رہے دنیا میں بھی وہ رسوا ہونگے اور آخرت میں بھی انکا ٹھکانا جہنم ہے اور نیز اس لاتحسبن الخ میں مسلمانوں کو تسلی دیتا اور اپنے وعدۂ خلافت کا وثوق ظاہر کرتا ہے کہ اے مسلمانو آج جو تم کفار کو زبردست دیکھتے ہو اور تمہارے مقابلہ میں روم و ایران وغیرہ بڑی بڑی سلطنتیں ہیں یہہ سب ہمارے بس میں ہیں ہم انکو مغلوب و مقہور کرنے پر قادر ہیں۔

حاکم نے بسند صحیح نیز طبرانی نے بھی ابی ابن کعب سے (اس آیت کے شان نزول میں) یوں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم جب ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو تمام عرب دشمن ہو گیا مسلمان ہر وقت خوف کی حالت میں ہتیار بند رہا کرتے تھے اور آرزو کیا کرتے تھے کہ کبھی ایسے بھی دن آئینگے کہ ہم بھی امن سے رات کو سویا کرینگے کہ بجز خوف خدا اور کسیکا خوف نہوگا ایسی حالت میں انکی تسلی وغیرہ کیلئے یہ آیت نازل ہوئی۔ خصوصاً جنگ احزاب میں تو مسلمانوں پر از حد تکلیف اور سخت خوف طاری تہا ابو العالیہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور ابن ابی حاتم نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس وقت کے مسلمانوں سے جو نیک تھے بطور پیشین گوئی یہ وعدہ کرتا ہے کہ ہم انکو زمین پر اسطرح سے خلیفہ کرینگے یعنی سلطنت و حکومت دینگے کہ جسطرح تم سے پہلے لوگوں کو بھی حضرت سلیمان و داؤد علیہما السلام وغیرہما کو اور انکے حق پسند دین پر انکو قادر کر دینگے کہ آزادی سے وہ اپنے مذہب کی پابندی کرینگے کسی کی روک ٹوک نہو گی ہر طرح سے اس مذہب کے پہیلانے پر قادر ہونگے اور خوف جو انکو دشمنوں کا رہتا ہے اسکو دور کر کے اسکے بدلہ میں امن دینگے کسی سے نہ ڈرینگے کہ دین کو مخفی کریں یعبدوننی میری عبادت کیا کرینگے اور میرے ساتھ کسیکو شریک نہ کرینگے یعنی بے کھٹکے عبادت و توحید کو بجا لائینگے اور نیک ہونگے اور جو اسکے بعد ناشکری کریگا وہ فاسق ہے اسپر حمایت الٰہی کا ہاتھ نہ رہیگا۔ صدق اللہ العلی العظیم اسنے یہ وعدہ پورا کیا آنحضرت کو جنگ احزاب کے بعد غلبہ دیا اور پہر آپکے بعد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے عہد خلافت میں تنہا عرب بلکہ روم و ایران وغیرہ سرسبز سلطنتیں بہی انکے ہاتھ میں دیں اور نہایت امن کے ساتھ انکے زمانہ میں دین اسلام کی اشاعت و ترقی ہوئی۔ اس آیت سے خلفاء اربعہ کی خلافت کا برحق ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے خوارج کا قول باطل ہے جو حضرت عثمانؓ و علیؓ کو خارج کرتے ہیں اسیطرح شیعہ کا قول بھی غلط ہے جو خلفاء ثلثہ کو خارج سمجھتے ہیں کیونکہ فتوحات اسلام تو انہیں حضرات کے عہد میں ظہور میں آئیں اور حضرت علیؓ انکے عقیدہ کے موافق تقیہ کرتے تھے انکو امن حاصل نہوا وہ اس آیت کے مصداق ہو نہیں سکتے اور اسی طرح باقی ائمہ اطہار کو تو سرے سے حکومت ہی نہیں ملی اور وہ بھی خوف سے تقیہ کرتے رہے انکے مہدی تو آجتک ڈر کے مارے کسی غار میں چہپے بیٹھے ہیں۔ افسوس بعد میں مسلمانوں نے فسق و فجور اختیار کیا وہ شوکت و قوت بھی انکی نہ رہی اور اب بھی اگر نہیں تو مسلمانوں کی ترقی اور قومی شوکت کا یہی سبب ہے جس سے آجکل کے ریفارمر غافل ہو کر اور اور اسباب ترقی تلاش کر رہے ہیں اللہم انصر المسلمین ابدا دائماً

پیشین گوئی

ثبوت خلافت خلفاء اربعہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

ایمان والو چاہئے کہ تمہارے غلام اور تمہارے وہ لڑکے جو حد بلوغ تک نہیں پہنچے تمسے ان تینوں وقتوں میں اجازت لے کر آیا جایا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور

وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ

دوپہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہاری بے پردگی کے ہیں۔ انکے بعد نہ تمپر کچھ گناہ ہے نہ انپر کہ آپس میں

طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرے اللہ اپنے احکام اس طرح کہول کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ خبردار حکمت والا ہے۔ اور جب تمہارے لڑکے حد بلوغ کو پہنچ جاویں تو انکو بھی اجازت لیکر آنا چاہئے جیسا

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۞ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِىْ لَا يَرْجُوْنَ

انسے پہلے (یعنی بڑی عمر کے) اجازت لیکر آتے ہیں سو اللہ اس طرح کہول کر تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ علیم حکیم ہے۔ اور وہ بڑی بوڑہی عورتیں کہ جو نکاح کی رغبت نہیں رکہتیں۔

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞

انپر بھی کچھ گناہ نہیں کہ وہ (اپنے گہروں میں) کپڑے اتار دیا کریں بشرطیکہ زینت کی جگہ نہ کہول دیا کریں اور اگر اس سے بھی بچیں تو انکے لئے بہت بہتر ہے۔ اور اللہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے

ثلث مرات فی الاصل مصدر وقد استعملت ظرفا فعلی ہذا انصبہا علی الظرفیۃ والعامل لیستاذنکم والقواعد جمع قاعد عن النکاح واسن القعود فقاعدۃ۔

تفسیر

منجملہ اطاعت اللہ اور اسکے رسول کے ایک استیذان یعنی اجازت کا مسئلہ بھی ہے ان آیات میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو ادب سکہاتا ہے جو تدبیر المنزل کے متعلق ایک بڑا اہم مسئلہ تہا جس سے آجتک تمام کتب الہامیہ خالی تہیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایکبار آنحضرت صلعم نے ایک انصاری لڑکے کو حضرت عمرؓ کے بلانیکو بہیجا دوپہر کا وقت تہا عمرؓ سوتے تہے گہر میں گہس گیا اور عمرؓ کو بیدار کیا عمرؓ کا کپڑا کچھ کہل گیا تہا دل میں خیال آیا کہ ایسے آنے جانے کی بابت بہی کاش خدا تعالیٰ کوئی حکم نازل کرے حضرت صلعم کے پاس آئے تو آتے ہی حضرتؐ نے یہ آیت سنائی۔ شاید اس آیت کے سنانے کے لئے بلایا ہو۔ مقاتل کہتے ہیں۔

اسما بنت مرثد کا ایک بڑا لڑکا تہا وہ گہر میں ایکبار ایسے وقت آیا جو انکو ناگوار معلوم ہوا انہوں نے آنحضرتؐ سے ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی (معالم) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ غیر مرد اور اجانب جوان بالغوں کو تو اجازت لیکر آنیکا پہلے حکم ہو چکا تہا بقولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علیٰ اہلہا الآیۃ اب رہے تو لڑکے باوجود بلوغ تک نہیں پہنچے جنسے عادتاً پردہ نہیں کیا جاتا وہ اپنے گہر کے ہوں یا بیگانے اور اسیطرح اپنے غلام اور لونڈی کہ بے آنے جانے میں وہ نہیں جہکتا کیونکہ یہ خادم ہیں وقت بے وقت آقا کے پاس آتے جاتے ہیں اس بارہ میں کوئی حکم نہیں آیا تہا لیکن مسلمانوں کو بے وقت آنا انکا بہی گوار معلوم ہوتا تہا اور برا بہی چاہئے بہلا کس کا دل چاہتا ہو کہ ایسے وقت جبکہ کپڑے اتار دیے ہوں کوئی ہوشیار لڑکا گو بالغ نہوا ہو خواہ وہ اپنا عزیز ہی کیوں نہ ہو یا اپنا غلام ہو بے محابا چلا آوے؟ اسلئے انکے بارہ میں آیت نازل ہوئی کہ اے ایمان والو چاہئے کہ تمہارے غلام اور نابالغ لڑکے تین وقتوں میں تمسے اجازت لیکر آیا کریں صبح کی نماز سے پہلے اور دوپہر کے وقت جبکہ کپڑے اتار کے جاتے ہیں (دیہ گرمی میں گرم ملکوں میں عام عادت ہے) اور نماز عشا کے بعد ان اوقات کے بعد پہر اور وقتوں میں بے اجازت اور بے اطلاع آنے جانے کی کچھ ممانعت نہیں۔ اور وہ لڑکے جب بالغ ہو جاویں تب انکو ہر وقت اسیطرح سے اذن لیکر آنا چاہئے جسطرح انسے پہلے اور بالغ لوگ اذن لیکر آیا کرتے ہیں کما استاذن الذین من قبلہم سے بہی مراد ہیں کہ پہلی آیت کے لوگ۔ ان خاص وقتوں کے علاوہ جبکہ اذن بے اطلاع آنیکی غلاموں اور لڑکوں کو اجازت دیگئی تو اسکے ساتہ گہر میں عورتوں کو کس حال میں رہنا چاہئے؟ اسکی بہی تشریح کر دی یہ نہیں کہ جوان عورت گہر میں ننگ دہڑنگ رہا کرے یا ستر غلیظہ ڈہانکنے کے لئے کوئی کپڑا باندہکر باقی برہنہ رہا کرے جیساکہ بعض قوموں میں دستور ہے بلکہ گہر میں بہی ستر پردہ کے کپڑے پہنے رہو والقواعد من النساء الخ ہاں بڑی بوڑہی عورتیں تو انکو اوڑہنا یا چادر اتار دینا کچھ مضائقہ نہیں اس طرح پر کہ چہپانیکے اعضا نہ کہلیں اور اگر یہ بہی گہر میں سر کی اوڑہنی وغیرہ نہ اتارا کریں تو بہتر ہے۔ عواقب امور کو اللہ جانتا ہے۔ یہہ پہلے حکم کا تکملہ ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ

نہ تو اندہے ہی پر کچھ گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر اور نہ بیمار پر اور خود تم پر اسبات میں کہ تم اپنے گہروں سے کہانا کہاؤ

اٰبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخَوٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أَخْوَالِكُمْ

یا اپنے باپ کے گہروں سے یا اپنی ماؤں کے گہروں سے یا اپنے بہائیوں کے گہروں سے یا اپنی بہنوں کے گہروں سے یا اپنے چچاؤں کے گہروں سے یا اپنی پہوپہیوں کے گہروں سے یا اپنے ماموؤں کے گہروں سے

أَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ أَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيْعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ

یا اپنی خالاؤں کے گہروں سے یا ان گہروں سے کہ جنکی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہوں یا اپنے دوست کے گہروں سے تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ملکر کہاؤ یا الگ الگ پہر جب گہروں میں جایا کرو تو

بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۟

اپنے لوگوں پر سلام کر لیا کرو جو مبارک اور عمدہ دعا اللہ کی طرف سے ہے اسیطرح سے کہول کہول کر احکام فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ع ۸

ترکیب: تحیۃ مصدر من معنی سلموا لان سلم وحیا بمعنی من عند اللہ ظرف مستقر صفۃ التحیۃ۔

تفسیر

اجازت اور گہروں میں جانیکا ذکر آیا تہا اس لئے اس کے بعد باہم مواکلت اور مشاربت کے مسئلہ کو بہی طے فرمادیا بقولہ العظیم لیس علی الاعمی حرج الخ عبد الرزاق نے مجاہد کا قول نقل کیا ہو کہ مسلمانوں میں یہ دستور تہا کہ کسی اندہے یا لنگڑے یا بیمار کو کہانا کہلانیکے لئے اپنے باپ بہائی وغیرہ اقارب مذکورہ فی الآیت کے گہر لیجاکر کہانا کہلا دیا کرتے تہے مگر وہ لوگ اپنے تقویٰ و دیانت سے اسمیں تردد کرتے تہے کہ ہمکو بیگانہ گہروں میں لیجاکر کہانا کہلاتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں یعنی درست ہے اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ لوگ اندہے اور بیمار اور لنگڑے کے ساتھ ملکر کہانا کہانے میں تامل کرتے تہے اور نیز ان گہروں سے بہی کہانے میں تامل تہا پہر اسکی چند وجہ بیان کی ہیں۔ اندہے کیساتہ اسلئے کہ اسکو کہانے میں اختیار نہیں رہتا اور لنگڑے کیساتہ اسلئے کہ مجلس طعام میں اسکی نشست جسقدر جگہ کا خیال کیجاتی تہی اور بیمار کو تو ستانا طبعی ہوا ہی کرتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے رخصت دی صاف معنی یہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ الخ تو تقویٰ و پرہیزگاری کیوجہ سے لوگوں کو یہ بات پیدا ہوگئی کہ اپنے ہی گہروں سے کہانا کہانا درست جانتے تہے رشتہ داروں دوستوں کے گہر سے کہانا انکا ناحق مال کہانا سمجہتے تہے اور اسی احتیاط سے اندہے کیساتہ اور بیمار اور لنگڑے کیساتہ مشترک کہانا نہ کہاتے تہے کہ اندہے کو اچہا لقمہ نہ سوجہے اور ہم کہا جاویں اور بیمار اپنا پورا حصہ کہا سکیگا اور لنگڑے کے آنیمیں دیر ہونا معمولی بات ہو مبادا اس سے بیشتر کہا جاوے اور نیز اچہی طرح بیٹہ بہی نہیں سکتا کہ پورا حصہ برابر کہاوے اور نیز چند آدمی باہم ملکر بہی اسی خیال سے نہ کہاتے تہے کہ مبادا حصہ سے زیادہ کہا جاوے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ حرج و دقت کی بات ہے شرع نے تمکو تنگ نہیں کیا ہے اسلئے اندہے اور بیمار اور لنگڑے کو اور خود تمکو اجازت ہے کہ حسب دستور قوم اپنے گہروں سے اور اپنے رشتہ داروں کے گہروں سے اور اپنے دوستوں کے گہروں سے اور نیز اسکے گہر سے کہ جسنے تمکو اپنی کنجیاں دیکر مختار کر دیا ہے باہم ملکر کہاؤ یا جدا جدا کسلئے کہ عرب میں عادت اور دستور ہے کہ وہ اپنے عزیزوں دوستوں کے کہانے سے خوش ہوا کرتے ہیں سو یہ اجازت ہے اس سے یہ بات بہی ثابت ہوئی کہ جہاں دستور نہ ہو یا یہ معلوم ہو کہ ہمارے کہانے سے یہ ناخوش ہوگا تو ہرگز جائز نہیں کہ اسکی اجازت بغیر اسکے گہر سے کہائے۔ ان تاکلوا من بیوتکم اپنے گہروں سے کہانیکی جو اجازت دی حالانکہ اجازت کی کوئی بہی ضرورت نہیں تو اسلئے کہ اپنے گہروں سے مراد اپنی بیویوں کے گہر ہیں یا اپنی اولاد کے گہر اور اسلئے بیویوں اور اولاد کے گہروں کا ذکر آیت میں نہیں آیا فاذا دخلتم بیوتا الخ پہر جب تم ان گہروں میں کہانا کہانے جاؤ تو اول سلام کہہ لیا کرو گویہ اجازت مانگنا ہے علی انفسکم سے مراد اپنے لوگ ہیں کیونکہ احباب رشتہ دار بمنزلہ ایک جان کے ہیں اور جو وہاں کوئی نہ ہو تو خود اپنی اوپر سلام کہو السلام علینا من قبل کیونکہ فرشتہ جواب دیتے ہیں اور یہ سلام کہنا جس میں سلامتی کی طرف اشارہ ہے اور نیز یہ اللہ کا نام ہے اور مذہب اسلام سے بہی خبر دیتا ہے تمہارے رب کی طرف سے مبارک دعا اور سلام ہے نہ کہ بندگی و کورنش وغیرہ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

مومن تو وہی ہیں کہ جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے ہیں۔ اور جب وہ رسول کے ساتھ کسی ایسے کام میں ہوتے ہیں کہ جسمیں جمع ہونے کی ضرورت ہے تو جب تک رسول سے اجازت نہیں لیتے تو اٹھکر نہیں جاتے

يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ

جو لوگ تمسے اجازت لیتے ہیں وہ ہی در اصل اللہ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں (اے نبی) پھر جو وہ اپنے کسی کام کے لئے اجازت مانگیں تو ان میں سے جسکو آپ چاہیں اجازت ہی دیدیا کریں اور انکے لئے اللہ سے مغفرت کی

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ

دعا بھی کریں بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے (مسلمانو) رسول کے بلانے کو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے جیسا نہ سمجھو۔ اللہ انکو بھی جانتا ہے کہ جو موقع پاکر سٹک جاتے ہیں

لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

پس جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں انکو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ انپر کوئی آفت آجائے یا انپر اللہ کوئی عذاب دردناک نازل کردے دیکھو اللہ ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور

الْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

زمین میں ہے البتہ اللہ (خوب) جانتا ہے جس حال پر کہ تم ہو اور جسدن کہ وہ لوگ اسکے پاس پھر لائے جائینگے تو وہ انکو بتلا دیگا کہ وہ کیا کیا کرتے تھے اور اللہ کو ہر بات معلوم ہے

ع ۹ ۳ ۱۵

ترکیب

دعاء الرسول المصدر مضاف الی المفعول۔ ثنے دعاء کم الرسول لواذا مصدر فی موضع الحال ویجوز ان یکون منصوبا بیتسللون۔

تفسیر

یہاں سے رسول کی اطاعت کے بارہ میں مدینہ کے منافقوں کی مذمت بیان ہے جو وہ اس سے پہلو تہی کرتے تھے اس مناسبت کے لئے سورہ کا تتمہ اسی قسم کے آداب پر کرنا انکے دل میں کیفیت نورانی کا پیدا کردینا ہے اور ان سب امور کے مصالح اور حکمتوں کی طرف اللہ بکل شیء علیم میں اشارہ کردیا اور علم چونکہ نور ہے اس لئے کلام کو اسکے ساتھ ختم کیا ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں عروہ و محمد بن کعب قرظی وغیرہما سے روایت کی ہے کہ غزوہ احزاب کے ایام میں ابوسفیان قریش کو لیکر چڑھ آیا اور رومۃ الجندل کنوئیں کے پاس آن اترا اور ادھر قبیلہ غطفان نے آکر احد پہاڑ کے نیچے ڈیرہ ڈالدیا مدینہ پر حملہ کرنیکے لئے حضرت صلعم نے خبر پاکر مدینہ کے اردگرد خندق کھودنیکا حکم دیا خود بنفس نفیس اور مسلمان بھی اسمیں شریک ہوئے مگر منافقوں نے پہلو تہی کی ذراسی بات کا بہانہ کرکے بغیر اجازت واذن رسول کریم کے چلے جایا کرتے تھے اور جو کسی مسلمان کو کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو آپ سے اجازت لیکر جاتا اور کام سے فارغ ہوکر پھر شریک ہوجاتا تھا تب اللہ تعالیٰ نے ان مومنین کی مدح میں آیت نازل فرمائی انما المومنون الذین الخ اور ضمناً اسمیں منافقوں کی مذمت ہے کہ وہ جو اسکا خلاف کرتے ہیں حقیقی مومن نہیں ہیں۔ ان اللہ غفور رحیم میں اسطرف اشارہ بھی کردیا کہ اگر ضروری کام میں اذن لیکر جانا گو جائز ہے مگر تب بھی معافی مانگنا چاہئے امر جامع یعنی وہ کام جو اجتماع کو واجب کرے امر کو جامع علی سبیل المجاز کہا گیا پھر اس امر جامع کی تفسیر یوں کیگئی ہے کہ ایسا کام جسمیں مسلمانوں کا جمع ضروری سمجھا جاوے جیسا کہ مخالفین سے لڑائی یا کوئی تعمیر محل کے متعلق ایسا کام کہ جسمیں عام منفعت ہو یا کوئی مشورہ جسمیں جمعہ اور عیدین بھی شامل ہیں جب امر جامع میں سردار کی اطاعت کا حکم دیا اور مخالفت سے منع کیا تو سردار کے متعلق آداب کا بیان کرنا بھی مناسب ہوا کیونکہ سردار کی عظمت بغیر کسی امر جامع کا انتظام نہوگا فقال لا تجعلوا دعاء الرسول الخ یہ گیارھواں حکم ہے اس آیت کے معنی میں تین قول ہیں اول یہ کہ رسول جو تمکو پکارے یعنی بلائے تو انکے بلانیکو آپس کے ایک دوسرے کے بلانے کی طرح سرسری نہ سمجھا کرو بلکہ فی الفور حاضر ہوا کرو اور تعمیل حکم کیا کرو دوم یہ کہ رسول کی دعا کو آپس کی دعاؤں کی طرح نہ سمجھا کرو رسول جسکام کے حق میں دعا دیں تو وہ دعا مستجاب ہے اور جسکو بددعا دیں تو وہ بھی مقبول ہے بخلاف عام لوگوں کی دعائیں کہ وہ ایسی نہیں سوم وہ معنی ہیں جنکو ابونعیم نے ابن عباس سے بطریق ضحاک نقل کیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلعم کو یا محمد یا ابوالقاسم نام لیکر پکارا کرتے تھے کہ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو اسکا نام لیکر پکارا کرتے تھے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کہ اسطرح نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکے پکارو اور اسی طرح اور بزرگان دین کے ساتھ بھی ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے قد یعلم اللہ الخ یہاں تعلیم ادب و مومنوں کی مدح کے بعد منافقوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ آنکھ بچا کر نکل جانے والے ہم سے مخفی نہیں رہ سکتے رسول کی مخالفت کرنیوالوں کو ڈرنا چاہئے کہ دنیا میں انپر کوئی بلا نہ آپڑے بیماری تنگدستی۔ دشمن کا حملہ ہونا مرگ ناگہانی زلزلہ وغیرہ اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہوجاویں اللہ کو تمہارا سب حال معلوم ہے ما انتم علیہ اسکے قبضہ قدرت میں آسمان و زمین ہے عذاب بھیجنے پر بھی قادر ہے

سورۃ الفرقان مکیۃ ہے اسمیں سترّ آیات اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا

اسکی بڑی بابرکت ذات کہ جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کو ڈرستا یا کرے وہ ذات کے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اُس نے نہ کسیکو بیٹا بنایا

وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖۤ اٰلِہَۃً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّہُمْ یُخْلَقُوْنَ

اور نہ کوئی اُسکی سلطنت میں اسکا شریک رہا ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کر کے (ایک) اندازہ پر قایم کر دیا اور لوگوں نے اُسکے سوا اور معبود مقرر کر لئے ہیں کہ جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ وہ خود

وَلَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِہِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

اور وہ نہ خود اپنی ذات کے لئے ضرر کا اختیار رکہتے ہیں اور نہ نفع کا اور نہ موت کا اور نہ زندگی کا اور نہ مرکر زندہ ہونے کا

اب تم زبان سے جو چاہو لاف زنی کرو مگر جس روز تم اُس کے پاس جاؤگے وہ تمکو تمہارا سب کرتوت تبلاویگا واللّٰہ بکل شئی علیم۔

ترکیب

لیکون کا اسم ضمیر جو عبد کی طرف راجع ہو یا فرقان کی طرف یا اللّٰہ کی طرف پہرتی ہو لیکون کا لام نزل سے متعلق ہو الذی یا تو اول الذی سے بدل ہو یا خبر ہو مبتدا محذوف کی یا تعنیذ جملہ کلام سابق پر معطوف واتخذوا جملہ مستانفہ۔

تفسیر

یہ سورہ مکہ میں ہجرت سے پہلے اس وقت نازل ہوئی تھی جب کہ مشرکین مکہ کا آنحضرت صلعم پر ہجوم تہا اور وہ حضرت کی رسالت اور قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر طرح طرح کے شبہات کیا کرتے تھے اور بت پرستی کے دریا میں غرق تھے اور خدا تعالیٰ کو اور اُسکی صفات کو غلط طور پر اپنے اوہام باطلہ کے موافق سمجھ رکہا تھا اس سورہ میں ان سب شکوک کا جواب ہے سورۂ نور کے اخیر میں جملہ قد یعلم ما انتم علیہ الخ کہ اللّٰہ کو معلوم ہے کہ جس حال میں تم ہو جب دنیا سے لوٹ کر تم اُسکے پاس جاؤگے تو وہ تمہیں تبلائیگا کہ تم کیا کیا کرتے تھے اس کلام میں اعمال قبیحہ اُن اعمال فاسدہ کیطرف تنبیہ تہی جن میں وہ شب و روز غرق تھے اور ظلمات میں مبتلا تھے اسکا تدارک تھی اس سورہ کے آخر میں بیان فرمایا اور نیز سورہ نور میں ہی حکمت عملیہ کے متعلق بہت کچھ ارشاد ہو چکا تھا مگر ان کاموں میں سب سے بڑا ایک بد تر بت پرستی تہی دوم اس جملہ میں مر کر خدا کے پاس جانے اور نیک و بد کی جزا و سزا پانے کا اشارہ تھا مگر یہ دو باتیں مشرکوں کے بالکل خلاف تہیں پھر جو ان باتوں کو روکر نیوالی چیز تہی تو وہ نبوت تہی کہ دنیا میں ایک شخص دعویٰ کرکے یہ کہے کہ میں خدا کی طرف سے تمہیں ان باتوں سے منع کرتا ہوں یہ اور بہی انکے نزدیک حیرت انگیز بات تہی اس لئے ان تینوں مسائل کا جو اصول مذہب ہیں اس سورہ کے اول میں ثابت کرنا ضروری ہوا سب سے اول مسئلہ نبوت شروع کیا کس لئے کہ اسی پر زیادہ توحید و معاد کے مسئلہ کی بنیاد ہے مشرکین کے مسئلہ نبوت میں یہ شبہات تھے اول شبہہ اونکا یہ تہا کہ خدا تعالیٰ کو کیا غرض ہے جو اسنے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی دوم اگر نازل ہی کرنا تہا تو اپنے کسی اصلی برکت شخص پر نازل کرنا تہا جسکو اُسنے اپنی سلطنت کے اختیارات دے رکہے ہیں جیسا کہ ہمارے معبود لات منات یا ملائکہ وغیرہ سوم پھر اس قرآن سے کیا فائدہ ہو ان سب باتوں کا جواب ان آیات میں کس لطف و خوبی کے ساتہ دیا جاتا ہے فقال تبارک الذی الخ یہ اول شبہہ کا جواب ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ بڑا برکت والا ہے قال الزجاج تبارک تفاعل من البرکۃ والبرکۃ کثرۃ الخیر و زیادہ بندوں کو خیر و بہلائی پہنچانا اسیکا کام ہے پس اُسنے بندوں کو بہلائی پہنچانے اور سعادت دارین تک لیجانیکے لئے اپنے ایک بندہ پر یعنی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر کتاب کیسی کتاب فرقان یعنی حق و باطل میں فرق کرنیوالی نازل کی اسمیں ضرورت نزول قرآن کی طرف ہی اجمالی اشارہ کیا گیا کہ لوگوں کے عقائد اور افعال سلیمہ اور غیر سلیمہ میں توہمات باطلہ سے امتیاز نہیں رہا تہا یہی کتاب ہے جو اُنمیں فرق کرتی ہے۔ لیکون للعالمین نذیرا میں تیسرے شبہہ کا تفصیلاً جواب ہے کہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عالمین یعنی سب جہان کے لوگوں کو متنبہ کردے کہ تمہارے ان عقائد اور ان افعال پر دنیا و آخرت میں یہ سب مصائب پیش آنیوالے ہیں ان سے پرحذر رہو اُس عہد میں عرب ہند روم شام سب ملکوں میں کفر و شرک و فسق کا دریا طغیانی پر تہا اسلئے سب کا نذیر آنحضرت کو قرار دیا گیا اس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت کل عالم کے نبی ہیں انسانوں کے علاوہ جنوں کے بہی الذی لہ ملک السموات الخ میں دوسرے شبہ کا جواب اور اُنکے عقائد باطلہ کا رد ہے کہ اُسکے قبضہ میں آسمان و زمین ہیں اُسکا کوئی بیٹا ہے نہ اُسکی سلطنت میں کسیکو کچھ حصہ ہے بلکہ ہر ایک شی جسکے ایک خاص اندازہ سے پیدا ہوئی ہے سب مخلوق کو اُس سے رشتہ معبودیت کے سوا اور کوئی رشتہ نہیں پھر کیا وجہ کہ وہ اپنے ایک بندہ پر اپنا کلام نازل نہ کرے اسمیں ضمنا مسئلہ توحید کیطرف بہی اشارہ ہے واتخذوا الخ یہاں سے مسئلہ توحید شروع ہوتا ہے کہ لوگوں نے غلط توہمات سے خدا کے سوا اور معبود بنا رکہے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں اور خدا کے لئے یہ بات ضرور ہے کہ وہ پیدا کرتا ہو اسکو کسی نے پیدا نہ کیا ہو۔ اس سے بڑہ کر یہ ہے کہ خاص اپنے نفع نقصان کا بہی تو انہیں اقتدار نہیں اور نہ کسیکو مار سکتے ہیں نہ جلا سکتے ہیں

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ آخَرُونَ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا وَقَالُوا أَسَاطِيرُ

اور کافروں نے کہدیا کہ یہ قرآن کچھ نہیں مگر جھوٹ کہ جسکو خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اسپر اسکی مدد کی ہے پس وہ ظلم اور جھوٹ پر اتر آئے اور کہنے لگے کہ (قرآن) اگلوں کی کہانیاں ہیں۔

الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَقَالُوا

کہ جنکو اس نے کسی سے لکھوا لیا ہے سو وہی اسپر صبح و شام پڑھی جاتی ہیں (تو اے نبی آپ) کہدو کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں اور زمین کی مخفی باتیں جانتا ہے بیشک بخشنے والا مہربان ہے اور کہتے ہیں

مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ

اس رسول کو کیا ہوا جو کہ کہانا کہاتا اور بازاروں میں پھرتا ہے اسکے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ اسکے ساتھ وہ بھی ڈر سنایا کرتا یا اوسکے پاس کوئی خزانہ آپڑتا

جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا انْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

یا اسکے لئے کوئی باغ ہوتا کہ جس میں سے وہ کہایا کرتا اور ظالموں نے (یہ بھی) کہدیا کہ تم تو بس ایک ایسے شخص کے تابع ہوگئے ہو کہ جسپر جادو کیا ہوا ہے (نبی) دیکھو تو تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں پس بہک گئے سو

سَبِيلًا تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا

رستہ بھی نہیں پاسکتے آسکی بڑی بابرکت ذات ہے اگر چاہے تو (دنیا میں) آپ کے لئے اس سے بھی بہتر ایسے باغ پیدا کردے کہ جنمیں بڑی نہریں بہا کریں اور آپ کے لئے محل بھی تیار کردے۔

ع ۹ / ۱۶

افتراہ کا فاعل ضمیر جو عبد کیطرف راجع ہ ضمیر فرقان کیطرف راجع اعانہ کی ضمیر عبد کیطرف علیہ کی ضمیر افترا کیطرف قوم اخرون اعان کا فاعل ظلما اور زورا مفعول جاؤ کا یا مصدر موضع حال میں ان شاء شرط جعل جوابہ وھو لکونہ ماضیا یجوز ان یکون فی محل الرفع والجزم فما عطف علیہ یجوز ان یکون مرفوعا او مجزوما کما قرء الجمہور ۱۲۔

تفسیر

ان آیات میں اونکے اور چند شبہات کا جواب ہے جو رسالت کی بابت تہے کہ محمدؐ نے قرآن کو از خود بنا لیا ہے اور دیگر لوگ (جس سے انکا اشارہ اہل کتاب کیطرف تہا) اسکے اسکام میں مددگار بنگئے ہیں یہی لوگ انبیاء سابقین کے حالات اور انکے شریعت کے احکام اسکو بتاتے ہیں یا اپنی فصیح عبارت میں جمع کر لیتے ہیں۔ آجکل بھی متعصب لوگ یہی کہا کرتے ہیں اس شبہ کو قال الذین کفروا سے شروع کیا الذین کفروا میں اشارہ کردیا کہ ایسی بیہودہ باتیں کافر ہی بنایا کرتے ہیں پہلے انبیاء کی نسبت بھی اسی سے بڑھکر شبہات کیا کرتے تہے۔ چونکہ یہ شبہ محض بیہودہ ایک بدگمانی پر مبنی تہا اسلئے اسکے جواب میں یہی کہدینا کافی تہا کہ فقد جاؤ ظلما وزورا کہ یہ بڑی بے انصافی اور مکر کی بات ہے کونسا اہل کتاب ہے جو آپ کو تعلیم کرتا ہے؟ اور آپ قبل نبوت بھی عرب میں صداقت اور راستی سے موصوف تہے دنیا کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا بہلا خدا کے معاملہ میں جھوٹ بولکر دنیا کو دشمن بناتے وقالوا اساطیر الاولین الخ یہ ایک دوسرا شبہ ہے جو فی الحقیقت پہلے شبہ کا تتمہ ہے کہ یہ قرآن پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں موسیٰ فرعون عاد و ثمود وغیرہم لوگوں کے تذکروں کی طرف انکا ایماء ہے جو قرآن مجید میں نصیحت و عبرت کیلئے ذکر ہوئے ہیں۔ اوسکے جواب میں فرماتا ہے۔ قل انزلہ الذی الخ کہ اسکو تو اوسنے نازل کیا ہے کہ جو آسمانوں زمین کے اسرار اور مخفی باتوں سے واقف ہے یعنی جبکہ محمدؐ نہ پڑہے لکہے ہیں نہ کسیکے شاگرد ہیں نہ کہیں باہر کے ملکوں میں پہر کر آئے ہیں پہر پہلے لوگوں کے حالات صحیح صحیح جنکو اہل کتاب اور اہل تاریخ بھی اس کیفیت سے نہیں بیان کرسکتے کہاں سے معلوم ہوگئے اور تمکو معلوم نہوئے نہیں بلکہ اسی عالم الغیب نے حضرت کو بتلائے ہیں وہ غفور الرحیم ہے اسمیں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ غفور رحیم ہے ورنہ اس انکار کا مزا دنیا ہی میں معلوم کرا دیتا (۳) شبہ یہ تہا کہ رسول فرشتہ خصال ہونا چاہیے کہ جو نہ کہاوے نہ دنیا کی کاروبار کیلئے بازار میں آوے جاوے یا شاہ مرفہ الحال سا ہو کہ جو ہمارے جیسا کہانا نہ کہاوے بلکہ اسکے پاس کوئی آسمانی خزانہ ہونا چاہیے اور یہی الیہ کنز کا مطلب ہے جس سے عمدہ کہانا کہاتا اور اسکے نوکر چاکر بازار سے خرید و فروخت کیا کرتے یا اسکے پاس کوئی ایسا باغ ہو کہ ہر طرح کے میوے مانند کہایا کرے یہ شبہ سو قالوا مالہذا الرسول سے بالکل نمایاں ہے ولولا انزل الیہ ملک الخ اسی شبہ کی تائید میں ایک تیسرا شبہ تہا کہ اسکی تصدیق کیلئے کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ اسکے ساتھ وہ بھی پیغام پہونچاتا لوگوں کو یقین آجاتا وقال الظالمون الخ یہ انکا ایک اور طعن تہا جب اسکے پاس نہ خزانہ ہے نہ باغ تو دیوانہ ہے اسپر کسی نے سحر کر دیا ہے اور کہتے تہے کہ ایسے دیوانہ کے لوگ تابع ہوگئے ہیں۔ اسکے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت کی تسلی کرتا ہے کہ انظر کیف ضربوا الخ دیکھو یہ بدبخت آپکو کیا کیا کہتے ہیں گمراہ ہیں راست نہیں پاتے۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَن كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝ إِذَا رَأَتْهُم مِّن مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝ وَإِذَا

بلکہ انہوں نے تو قیامت کو جھوٹ سمجھ لیا ہے اور ہم نے بھی قیامت کے جھٹلانے والوں کیلئے دوزخ تیار کر رکھی ہے جب وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ اس کا جوش و خروش سنیں گے اور جب

أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝ لَّا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ أَذَٰلِكَ خَيْرٌ

وہ اسکے کسی تنگ مکان میں ہاتھ پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ (کہا جاویگا) ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔ (اے نبی ان سے) پوچھو کیا یہ

أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۚ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ۝ لَّهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خَالِدِينَ ۚ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُولًا ۝ وَ

بہتر ہے یا وہ جنت کہ جسکا پرہیزگاروں کے لئے وعدہ کیا گیا ہے جو انکا بدلہ اور ٹھکانہ ہوگی۔ وہاں ان کو جو چاہیں گے ملیگا وہ اس میں سدا رہیں گے۔ (اے نبی) اسکا تمہارے رب نے ایسا وعدہ

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَكَ

کرلیا ہے کہ جو پوچھا جا سکتا ہے۔ اور جس دن کہ اللہ ان کو اور ان کے ان معبودوں کو جمع کریگا کہ جنکو وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے تو انسے فرمائیگا کہ کیا تمہیں نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود

مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَٰكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَ

راہ بھول گئے تھے ہم تو ان کے معبود کیسے تو پاک ذات ہے۔ ہمیں یہ کب لائق تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو کارساز بناتے لیکن تو نے انکو اور انکے باپ دادوں کو (دنیا میں) یہاں تک آسودگی دی تھی کہ وہ یاد الٰہی کو بھول گئے

كَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُوكُم بِمَا تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَن يَظْلِم مِّنكُمْ نُذِقْهُ

اور وہ تھے ہی غارت ہونے والی قوم۔ (اللہ فرمائیگا) سو تمہارے معبودوں نے تمہیں جھٹلا دیا پس (اب تم پر سزا ثابت ہوچکی) جسکو تم ٹال سکتے ہو اور نہ کسی سے مدد لے سکتے ہو اور جو تم میں سے ظلم کیا ہوگا اسکو ہم بڑے

عَذَابًا كَبِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا

اور (اے نبی) تم سے پہلے ہم نے ایسا کوئی بھی رسول نہیں بھیجا کہ جو کھانا نہ کھاتے ہوں اور بازاروں میں نہ پھرتے ہوں اور ہم نے تم میں سے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

مسلمانو! کیا اب بھی صبر کرتے ہو اور (اے نبی) آپ کا رب تو دیکھ ہی رہا ہے۔

یعنی بیہودہ بکتے ہیں آپ کچھ خیال نہ کریں۔ تبارک الذی ان شاء الخ وہ بڑی برکت والا ہے اگر چاہے تو اے نبی دنیا میں تمہارے لئے اس سے بھی بہتر باغ بنا دے کہ جنکے نیچے نہریں چلا کریں اور آپکے لئے عمدہ محل رہنے کیلئے تیار کر دے مگر دنیا چند روزہ ہے۔ مصنف میں ابن ابی شیبہ نے اور جریر و ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے کہا گیا تھا اگر آپکی خوشی ہو تو آپکے ہاتھ میں زمین بھر کے خزانوں کی کنجیاں دیجاویں اور اس سے آخرت میں آپکا کچھ بھی نقصان نہ ہو اور مرضی ہو تو یہ سب کچھ آخرت میں دیا جاوے آپ نے فرمایا آخرت ہی میں چاہتا ہوں اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بہت جگہ اسی قسم کا مضمون احادیث صحیحہ میں آیا ہے چونکہ آپکی نظر آخرت پر تھی اور کفار آخرت کے منکر تھے اسلئے جو کچھ انعام و افضال ہوں یہیں ہوں نہ ہوں نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بل کذبوا بالساعۃ کہ وہ آخرت کے منکر ہیں پھر واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا سے لیکر عذابا کبیرا تک مسئلہ معاد اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان ہے اور انکے معبودوں کا ان بت پرستوں سے الگ ہونا بھی ظاہر کرتا ہے کہ جنکو وہاں کا وسیلہ سمجھے ہیں۔ وما ارسلنا قبلک من المرسلین یہاں سے ان کے شبہ کا جواب ثانی دیتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے پیشتر جس قدر دنیا میں رسول آئے تھے ابراہیم و اسحاق و موسیٰ و عیسےٰ علیہم السلام کسی کے پاس بھی نہ خزانہ تھا نہ ان کے لیے باغ نہ ان کی تصدیق کیلئے ان کے ہمراہ فرشتہ رہتا تھا وہ دنیا میں کھانا بھی کھاتے تھے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے بھی جاتے تھے یعنی بشر اور غریب لوگ تھے رہے دنیا کے تجملات اور امارت سو یہ ایک فتنہ ہے یعنی آزمائش کہ دیکھیں امیر و دولتمند شکر کرتا ہے یا کفران نعمت اور غریب مفلس دنیا کی مصائب پر برداشت کرتا ہے کہ نہیں لہٰذا کسیکو کچھ دیا کسی کو کچھ عطا کیا اسلئے مسلمانوں سے فرماتا ہے اتصبرون کیا صبر کرتے ہو یعنی صبر کرنا چاہئے اور تمہارا رب دیکھ رہا ہے اور آخرت میں جزا دیگا۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ۝

اور ان لوگوں نے جو ہمسے ملنے کی امید نہیں رکھتے کہا کیا ہے کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ بھیجے گئے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیتے تو تب یقین آتا البتہ انہوں نے تو اپنے آپکو بہت بڑا سمجھ لیا اور بہت ہی سرکشی کی

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ۝ وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً

جسدن فرشتوں کو دیکھیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی خوشی نہوگی اور کہیں گے دور دور اور جو کچھ عمل انہوں نے کیا ہوگا ہم اسکی طرف توجہ کریں گے

مَنْثُورًا ۝ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ۝ وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ۝

تو اسکو خاک دھول کر ڈالیں گے جنت والوں ہی کا اسروز ٹھکانا بہتر ہوگا اور خوابگاہ بھی عمدہ ہوگی۔ اور جسروز کہ بادلوں سے آسمان کھل جاویں گے اور جوق جوق فرشتے

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ عَسِيرًا ۝ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ

اترنے لگیں تو اسدن حقیقی سلطنت رحمن ہی کی ہوگی اور وہ دن کافروں پر بڑا ہی سخت ہوگا اور اسدن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا کاش

مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ

میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلا ہوتا۔ ہائے میری خرابی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اسنے تو نصیحت کے آئے بعد ہی مجھے بہکا دیا۔

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا ۝ وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ۝

اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی تہا اور رسول کہیگا اے میرے رب البتہ میری قوم نے تو اس قرآن کو زٹل سمجھ رکھا تہا۔

لولا انزل الخ مقولہ ہے قال الذین کا مستقرا تمیز خیر الحق الملک کی صفت یوم کا نصب اذکر محذوف سے۔

تفسیر

منکروں کا یہ ایک اور بہی شبہ تہا جسکو وقال الذین لا یرجون لقاءنا سے شروع کرتا ہے کہ جن کو ہمسے ملنے کی امید نہیں یعنی نہیں سمجھتے کہ مر کر اللہ کے سامنے جانا ہو وہ کہتے ہیں (کیونکہ ایسی باتیں وہی کہا کرتے ہیں ایماندار ہونگے تو کیا مجال) کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہ آئے محمد کے پاس کیوں آتے ہیں یا ایسا ہوتا کہ ہم خدا کو دیکھ لیتے پھر اس سے آپ پوچھ لیتے کہ یہ تیرا بھیجا ہوا نبی ہے کہ نہیں؟ اسکے جواب میں فرماتا ہے لقد استکبروا فی انفسہم الخ کہ انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق سمجھ لیا ہے کہ انکے پاس فرشتے آویں یا دنیا میں خداتعالے کو دیکھیں یعنی یہ شیخی تکبر اور سرکشی کی بات ہے ملائکہ مخصوص لوگوں کے پاس آتے ہیں جنکی روحانیت انکے قریب قریب پہونچی ہوتی ہے سورۂ انبیاء ہیں اسیطرح خداتعالی اللطیف الخبیر کو دنیا میں ہر ایک کب دیکھ سکتا ہے خفاش کو تاب ہے کہ آفتاب کو دیکھے ہاں قیامت میں سب لوگ ملائکہ کو دیکھیں گے پہر اسروز کہ وہ ملائکہ کو دیکھیں گے انکے لئے کوئی خوشی نہوگی عذاب کے فرشتہ سامنے آوینگے جنکو دیکھکر الحذر پکارنے لگیں گے۔ وقدمنا الی ما عملوا من عمل سے اخیر تک اسی مناسبت کے سبب قیامت کا حال اور ان منکروں کا وبال و نکال بیان شروع کردیا جو ملائکہ کے دیکھنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہ بہی تکبر کی راہ سے کہ رسول کا کہنا ہم نہیں مانتے ہمارے پاس خود فرشتے آئیں تب۔ وقدمنا الی ما عملوا یعنی وہ جو دنیا میں بلا ارادۂ ثواب یہ کفار کچھ عمل بہی کرتے ہیں ایمان و اعتقاد صحیح نہونے کی وجہ سے اسدن ہباءً منثورا یعنی نیست و نابود ہوجاوینگے کچھہ کام نہ آوینگے ہاں ایماندار نیکوکار اسروز اچہے مقام میں ہونگے۔

اسکے بعد اسدن کے چند اور حالات ہیبتناک بیان فرماتا ہے (۱) یوم تشقق السماء بالغمام ایک جگہ اور آیا ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام ابر سفید اس سے کیا مراد ہے؟ غالباً ملائکہ اور دیگر روحانیات کے انوار ہوں جو بصورت ابر سفید دکہائی دینگے آسمان کہل کر اس ابر میں سے قیامت کو ملائکہ نمودار ہونگے (۲) الملک الخ اسروز حقیقی بادشاہت اللہ کی ہوگی گو آج بہی اسی کی حقیقی بادشاہت ہے مگر دنیا میں مجازی بادشاہتیں بہی ہیں اور اسروز کسی کی نہوگی اسلئے ظہور کامل اسیروز ہوگا۔ (۳) یوم یعض الظالم قرینہ بات تعمیم پر دلالت کرتا ہے یعنی ہر ظالم اس روز ہاتھ دانتوں سے کاٹے گا افسوس کریگا کہ کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا اس سے مراد اس کی وہ شخص ہوگا کہ جسنے اس کو دنیا میں ہدایت پانے کے بعد ہدایت سے روکنے کے

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيرًا ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ

اور ہم یوں ہی مجرموں کو ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں۔ اور لوگوں کی رہنمائی کرنے کو (انبیاء) مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے اور کافروں نے (یہ بھی) کہا کیا کہ اس پر یکبارگی

الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيلًا ۝ وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ

قرآن کیوں نہ نازل کیا گیا۔ یوں ہی نازل ہونا چاہئے تھا تاکہ اس سے تمہارے دل کو ہم تسکین دیتے رہیں (اسی لئے) اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ سنایا۔ اور (اے نبی) جو سوال یہ لوگ آپ پر پیش کریں گے ہم اس کا جواب ٹھیک اور اسکا بہت ہی بہتر

تَفْسِيرًا ۝ الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلٰى وُجُوهِهِمْ إِلٰى جَهَنَّمَ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

اور بہت عمدہ توضیح بتا دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈالے جاویں گے یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکا بہت ہی برا مقام ہے اور وہ بہت ہی بڑے گمراہ ہیں۔

جملۃ واحدۃ حال من القرآن ای مجتمعاً۔ کذٰلک ای انزل کذٰلک فالکاف فی موضع نصب علی الحال لنثبت اللام متعلق بالفعل المحذوف۔

تفسیر

لیکن بعض مفسرین کہتے ہیں ان عام الفاظ میں کسی شخص خاص کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ ہو سکتا ہے پھر اس شخص خاص سے مراد وہ کہتے ہیں عقبہ بن ابی معیط ہے کہ جب وہ سفر سے آتا تھا تو دعوت دیا کرتا تھا چنانچہ ایکبار اس نے آنحضرت صلعم کو بلایا آپ نے اس کے کفر کی وجہ سے انکار کیا اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا تب آپ تشریف لے گئے اس کی خبر ابی بن خلف کو بھی ہوئی وہ اسکا بڑا دوست تھا اس نے اسکو بڑی ملامت کر کے اسلام سے برگشتہ کرا دیا اور حضرت کی گستاخی پر آمادہ کیا اس قصہ کو معالم التنزیل جلالین وغیرہ کتابوں میں نقل کیا ہے اور ابن جریر نے بھی ابن عباس سے ایسا ہی نقل کیا ہے اس تقدیر پر ظالم سے مراد عقبہ اور فلاں سے مراد ابی بن خلف کافر ہے وقال الرسول الخ جب کفار نے آنحضرت کو طرح طرح سے ستایا تو آپ نے بددعا تو نہ کی کیونکہ رحمۃ للعالمین تھے مگر خدا تعالیٰ سے شکایت کی جس کو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نقل کرتا ہے ابو مسلم اصفہانی کہتے ہیں یہاں قال بمعنی یقول ہے یعنی قیامت میں آنحضرت ان لوگوں کی یوں شکایت کریں گے جیسا کہ آیا ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا مہجور بمعنی متروک اور ہجر بمعنی ہذیان بھی ہو سکتا ہے کہ اس قرآن کی بابت انہوں نے بیہودہ اور لغو باتیں بنائیں کبھی وہ اسکو سحر کہتے تھے کبھی کاہنوں کا بنایا ہوا کبھی اگلے لوگوں کی کہانیاں

وکذٰلک جعلنا الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حضرت کو آپ کی شکایت پر تسلی دیتا ہے اور صبر اور برداشت پر آمادہ کرتا ہے کہ یہ کچھ نئی بات نہیں ہمیشہ سے ہر ایک نبی کے کافر سخت دشمن ہوتے آئے ہیں آپ اطمینان رکھیں اللہ آپ کی مدد کرنے کے لئے اور آپکی قوم کو ہدایت کرنے کو کافی ہے وکفٰی بربک ہادیا ونصیرا۔

وقال الذین کفروا الخ یہ انکا قرآن مجید پر ایک اور شبہ تھا کہ یہ تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً کیوں نازل ہوتا ہے ایک ہی بار مجتمع ہو کر کیوں نہ نازل ہوا؟ پس معلوم ہوا کہ محمد خود سوچ سوچ کر تصنیف کرتے ہیں۔ اسکا جواب دیتا ہے کذٰلک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا کہ اسکے اسطرح نازل کرنے میں چند حکمتیں ہیں جنکی طرف اجمالاً اس جملہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (۱) آنحضرت اور اکثر صحابہ لکھے پڑھے نہ تھے اگر یکبارگی اتنی بڑی کتاب نازل ہوتی تو حفظ نہ رہتی اس لکھے پر اعتماد رہتا سو اگلی کتابوں کی طرح سے اسمیں بھی تحریف و تبدیل ہوتی یا کسی حادثہ میں معدوم ہو جاتی پھر جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا تو دلوں میں جمتا گیا لوح حافظہ پر ثابت ہوتا گیا لنثبت بہ فؤادک کے یہی معنی ہیں۔ اسلئے اسمیں ایک نقطہ کا بھی فرق نہ آیا (۲) یہ کہ تمام احکام جو یکبارگی نازل ہوتے قوم کو انپر ثابت و قائم رہنا شاق ہو جاتا (۳) وقتاً فوقتاً نئے حوادث پیش آتے تھے اور جاہل قوم کی تربیت و تعلیم میں ایسی باتیں پیش آیا ہی کرتی ہیں پس ہر حادثہ میں جبرئیل کا کلام الٰہی لیکر آنا آپ کے لئے تقویت قلبی کا باعث تھا (۴) یکبارگی قرآن نازل ہوتا تو کفار مقابلہ میں کہہ سکتے تھے کہ اتنی بڑی کتاب ہم کیونکر لا سکتے ہیں لیکن جب تھوڑا تھوڑا نازل ہوا اور کسی ٹکڑے کا بھی جواب نہ بن سکا تو حضرت کا دل قوی ہو گیا انکا عذر جاتا رہا (۵) حالت الہامی ایک عجیب حالت ہے تھوڑے تھوڑے نازل ہونے میں آخر عمر تک حضرت کو حاصل رہی جو قلبی تقویت کا باعث ہوا

ولا یأتونک بمثل سب اعتراضات کے جواب کے بعد خاتمہ کے طور پر یہ فرماتا ہے کہ آپ کے پاس وہ جو کوئی مثل لاتے ہیں یعنی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اسکا جواب بھی آپکو خوب اچھی ہوئی بتلا دیتے ہیں الذین یحشرون فرماتا ہے ایسے لوگ اندھے ہو منہ کے بل جہنم میں ڈالے جاوینگے یہ لوگ بڑے شریر و گمراہ ہیں انکا عدم اعتراضات کا نتیجہ ہے جسکی سزا جہنم میں منہ کے بل گرانا ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ

اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو بھی وزیر بنا کر بھیجا تھا سو ہم نے کہہ دیا کہ تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ کہ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے (چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے نہ مانا) تو ہم نے ان کو تباہ کر کے غارت کر دیا

فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟

اور قوم نوح کو بھی ہلاک کیا جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے عبرت کی نشانی بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لئے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے اور عاد و ثمود اور کنوئیں والوں کو بھی ہلاک کیا

وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۡ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ۝ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ

اور ان کے درمیان بہت سی امتیں اور بھی گزریں اور ہر ایک کو مثالیں دے دے کر سمجھایا تھا (آخر) ہر ایک کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور کفار بیشک مکہ اس بستی پر سے بھی گزرے ہیں کہ جس پر بہت بری طرح سے پتھر برسائے گئے تھے۔ پھر کیا یہ لوگ اس کو دیکھا

السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ۭ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ

نہیں کرتے بلکہ وہ مرکر زندہ ہونے کی امید ہی نہیں رکھتے تھے (اسلئے ایمان نہیں لاتے) اور جب بھی یہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر ہی کرتے ہیں کہ کیا یہی ہے کہ جس کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اسنے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا تھا

لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۭ وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ

اگر ہم ان پر جمے نہ رہتے اور ان کو جبکہ عذاب دیکھیں گے تو آپ معلوم ہو جائیگا کہ کون رہ راست سے دور تھا۔ اے نبی! تم نے اسکو بھی دیکھا کہ جسنے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا خدا بنا رکھا ہے پھر کیا آپ

اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ۝ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

ع ۱۰

اسکے ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ اے نبی کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سب یا اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں سو کچھ بھی نہیں یہ تو چوپاؤں جیسے ہیں بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ بہکے ہوئے ہیں۔

ہارون بدل من اخاہ وزیرا مفعول ثان بجعلنا وقوم یجوز ان یکون معطوفا علی دمرنا یا مفعول اذکر محذوف۔ علی ہذا القیاس عادا و ثمود الخ۔

جبکہ توحید و نفی انداد و اثبات نبوت میں کلام ہو چکا اور منکرین کے شبہات رد کر دیئے گئے اور قیامت کا حال اور منکرین کا وبال بھی بیان ہو چکا تو مجملاً انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ان کے دشمنوں پر آخر کار کیا کیا بلائیں نازل ہوئیں کیونکہ آپکی تسلی کے لئے پہلے فرمایا تھا وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا اور قرآن کا یہی طریقہ ہے کہ ایسے موقعوں پر قصص انبیاء بیان ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انکا تذکرہ بار بار آتا ہے۔ فقال ولقد آتینا موسی الخ سب سے پہلے موسیٰ کا ذکر کیا کیونکہ انکی نبوت اور کتاب اہل کتاب میں بہت مشہور تھی کہ دیکھو موسیٰ کیساتھ لوگوں نے کیا کیا تھا اور انکو کسقدر معجزات دیئے گئے اور انکے بھائی ہارون علیہ السلام انکو وزیر بنایا تھا آخر فرعونیوں نے نہ مانا ہلاک ہوئے اور اس سے پیشتر قوم نوح کو دیکھو کہ انہوں نے نہ صرف نوح کی تکذیب کی تھی بلکہ گویا سب رسولوں کے منکر تھے آخر غرق ہو گئے پھر قوم عاد و ثمود کو دیکھو کہ حضرت ہود و صالح کے انکار اور مقابلہ سے ان پر کیا ماجرا گذرا۔ پھر اصحاب الرس کو غور کرو۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں رس کنوئیں کو کہتے ہیں۔ رس کے معنی لغت میں دفن کے بھی ہیں یقال رس المیت اذا دفن دکبیرا ابو مسلم کہتے ہیں کہ ایک ملک کا نام رس ہے اصحاب الرس اس ملک یا وادی کے رہنے والے۔ یا کنوئیں والے اس وادی میں کنواں ہونا انکے نئے اس عہد یا اس نام کیساتھ منسوب ہونے کا سبب ہو گیا مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ کس نبی کی امت تھی؟ اکثر یہی کہتے ہیں کہ یہ ایک بت پرست قوم تھی جنکے بہت سے کنوئیں تھے انسے زراعت کرتے اور مواشی کو پانی پلایا کرتے تھے انکی ہدایت کو حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے گئے تھے انہوں نے انسے بہت سرکشی کی اور ایذائیں دیں آخر قہر آسمانی سے ہلاک ہوئے۔ اس تقدیر پر یہ جگہ عرب کے شمال مغرب میں شام سے ملحق ہے اور دیگر روایات بھی ہیں۔ والعلم عند اللہ اسکے درمیان اور بہت سے قرن یعنی زمانہ گزر گئے ہیں جنمیں انبیاء آئے اور لوگوں نے انکار کیا بلائیں بتلائے ہو پھر فرماتا ہے ولقد اتوا کہ یہ قریش مکہ اس گانو پر سفر شام میں گزر چکے ہیں کہ جس پر پتھر برسے تھے یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی بستیاں جو بحر مردار کے کنارہ جو الٹی پڑی ہیں جنکو سفر شام میں آتے جاتے یہ لوگ دیکھتے ہیں اور عبرت نہیں پکڑتے جب کفار ان سب باتوں سے عاجز آجاتے تھے تو آنحضرت سے تمسخر اور ٹھٹھا کرتے تھے کہ کیا اسیکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے یعنی کسی سردار و دولتمند کو بنانا تھا اس نے تو ہمکو ہمارے معبودوں سے روک ہی دیا ہوتا اگر ہم اس پر جمے نہ رہتے۔ فرماتا ہے انکو عذاب الٰہی کے وقت معلوم ہو جاویگا کہ وہ گمراہ تھے یا راہ پر تھے فرماتا ہے ان کمبختوں نے اپنی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا ہے جو خواہش کرتی ہے اسپر چلتے ہیں پھر انکو آپ فہمائش نہیں کر سکتے آپ جانتے ہیں کہ یہ سنتے سمجھتے ہیں؟ گو ظاہر میں ہر گز نہیں بلکہ یہ چار پایوں سے بھی بدتر ہیں کہ وہ اپنے

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ۝ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا

(اے مخاطب) کیا تو نے اپنے رب کیطرف نہیں دیکھا کہ وہ کیونکر سایہ کو بڑھاتا اور اگر چاہتا تو اُس کو ٹھیرا رکھتا پھر اسکے آفتاب کو رہبر بنا دیا پھر ہم اسکو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں

يَسِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

اور اسی نے تو تمہارے لئے رات کو لباس اور نیند کو راحت بنا دیا اور دن چلنے پھرنے کے لئے (بنا دیا) اور وہی تو ہے کہ جو اپنی رحمت (بارش) سے پیشتر خوشخبری لانے والی ہوائیں چلایا کرتا

رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِّنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

اور ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی اُتارا تاکہ اس سے مرے ہوئے (خشک) شہر کو زندہ کریں اور اُس کو اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو پلائیں اور ہم نے اُس کو اُن میں بانٹ دیا

لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا ۝

تاکہ سمجھیں پس بہت سے آدمی تو ناشکری کئے بغیر نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر گاؤں میں ایک ڈر سنانے والا کھڑا کر دیتے پس (اے نبی) کافروں کا کہنا نہ مانو اور (قرآن) سے اُن کا مقابلہ بہت زور سے کرتے رہو

ترکیب

اناسی اصلہ اناسین جمع انسان کسرحان وسراحین ابدلت النون فیہ یاء وادغمت وقیل جمع انسی علی القیاس صرفناہ الضمیر للماء۔

تفسیر

انکے شبہات رد کرکے اور اس کجروی کا نتیجہ امم گذشتہ کے حالات میں بیان فرما کر اب یہ چند دلائل توحید اور کمال قدرت پر بیان فرماتا ہے فقال الم تر الی ربک کیف مد الظل الخ (اول) یہ کہ اپنے خدا کی قدرت دیکھو کہ اسنے اس عالم حسی میں نورانی اجسام پیدا کئے چاند سورج ستارے آگ وغیرہ جنکی روشنی دوسری اشیاء مظلمہ پر پڑ کر انکو بھی روشن کر دیتی ہے یہ ایک بات ہوئی جسمیں قدرت کا کامل نمونہ ہے کس لئے کہ اگر صانع عالم کوئی قادر مختار نہیں اور طبائع یا مادہ ہی سب کچھ کرتا ہے تو پھر یہ ترجیح بلامرجح کیسی کہ بعض اجسام منور اور منور بھی ایسے کہ جنکے نور کا انعکاس دوسرے اجسام پر پڑتا ہے اور یہ انکا ظل ہے اور بعض غیر منور اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ کفار مکہ یا دیگر حساد نبوت پیارے آنحضرت صلعم کی نبوت پر کلام کرتے ہیں کہ انہیں کیا خصوصیت ہے کہ انکو نبی بنا دیا گیا اور پھر باغ یا دولت ثروت یا ملائکہ ساتھ رہنے کی ظاہری خصوصیت بھی نہیں دکھائی گئی انکا یہ اعتراض بیجا ہے جب اجسام میں اس نے ایسی ایسی خصوصیات ممیزہ پیدا کر دی ہیں تو نفوس بشریہ میں نورانی و ظلمانی خصوصیات پیدا کر دیں تو کون تعجب ہے اور کون پوچھنے والا ہے۔ پھر اس ظل کو بھی یہ حالت نہیں ہے دیا کما قال لو شاء لجعلہ ساکنا بلکہ اول مد الظل اس کو پھیلاتا دراز کرتا ہے یہ دوسری بات ہوئی ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا اگرچہ اور چیزوں کے بھی سائے اور ظل ہیں کیونکہ اس عالم میں اور بھی نورانی نیرات و جواہر ہیں مگر آفتاب سب سے اعلیٰ ہے سایہ کے بڑھنے گھٹنے کا نمونہ آفتاب ہی اس کے ظل میں یہ بات سب سے زیادہ نمایاں ہے یہ تیسری بات ہوئی یہ بھی اسکی قدرت کمال کا پورا نمونہ اور بڑی علامت ہے ثم قبضناہ الینا قبضا یسیرا پھر انبساط کے بعد جہاں تک اس کا بسط مقدر کر رکھا تھا اس ظل کو ہم تھوڑا تھوڑا کر کے نیست و نابود بھی کر دیتے ہیں یا اس کو اسکی حد مقرر تک جو انتہا کی حد ہے پہنچا دیتے ہیں جسطرح ہر شے کے وجود کا انبساط اسکی طرف ہے اسیطرح انتہی اور زوال کا بھی مرجع ہے اس بات کے جتلانے کے لئے قبضناہ الینا فرمایا یہ چوتھی بات بھی بڑی نشانی اسکے کمال و قدرت کی ہے جو عالم کو حدوث اور زوال کے ظل ہے اسمیں اسطرف بھی اشارہ ہے کہ تمام اشیاء کے وجود اور انکے حقائق یہ سب اسکے وجود حقیقی کے ظل یعنی پرتوے ہیں پھر ان کا دراز کرنا عالم عدم سے فضاء وجود خارجی میں لانا ہے سو اسی کا فعل ہے اگر وہ چاہتا تو ٹھہرا دیتا فضاء وجود خارجی میں آنے دیتا پا آنیکے بعد ترقی اور کمال تک پہنچنے دیتا اسباب پر جنمیں آفتاب عقل کو دلیل بنا دیا ہے وہی کہتی ہے کہ یہ اسکے اظلال ہیں۔ پھر ہر ایک کو رفتہ رفتہ فنا کرتے ہیں اور وہ دراصل معدوم محض نہیں ہوتے بلکہ سایہ کیطرح سمٹ کر ہمارے پاس آتے ہیں جسطرح کہ سایہ سمٹ کر جس کا سایہ ہوتا ہے اُسکے پاس آ جاتا ہے لیکن اس مشاہدہ ذوات میں دو مرتبہ ہیں عارفین مقام مشاہدہ نور عقل سے چلکر مشاہدہ صفت کیطرف آتے ہیں پھر وہاں سے مشاہدہ نور ذات کرتے ہیں یہ ایک مرتبہ ہے دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ اول ہی مرتبہ میں مشاہدہ نور ذات کا حاصل ہو پھر اسکے بعد صفات کا پھر ظل کا مشاہدہ امت کے نفع کیلئے کیا جاوے سو یہ مرتبہ خاص خاتم النبیین کا ہے اسلئے حضرت کو الم تر الی ربک میں مشاہدہ ذات کیطرف پھر کیف مد الظل سے مشاہدہ اظلال کیطرف متوجہ کرتا ہے

وھو الذی جعل لکم اللیل (۲) خدا نے تمہاری راحت کیلئے رات اور کام کاج کیلئے دن بنایا والسبات الراحۃ ومنہ یوم السبت لانہ یوم الراحۃ لفراغہ فیہ من الاشتغال صاحب کشاف کہتے ہیں السبات الموت والمسبوت المیت۔ رات آتی ہے تو گویا قیامت آگئی سب جاتے ہیں گویا مر جاتے ہیں گو چہ و بازار میں سناٹا ہوتا ہے پھر صبح ہوتی ہے تو گویا حشر کا دن آ جاتا ہے بستر قبروں سے گویا اٹھتے میں گویا قبروں سے اٹھتے ہیں اسلئے جعل النہار نشورا فرمایا (۳) والذی ارسل الریاح بشرا جمع بشیر رحمت سے مراد بارش یعنی السدر و مقدیر وسدہ کر کے بارش آنیسے پہلے ایک ایسی ہوا چلاتا ہے جو بارش کی خوشخبری دیتی ہے وہ بادل کو جمع کرتی ہے پھر بادلوں سے پاک و ستھرا پانی ہم برساتے ہیں جس سے خشک زمین کو جو بمنزلہ مردہ کے ہوتی ہے شادابی سے حیات بخشتے ہیں اور اس پانی کو چارپائے اور انسان پیتے ہیں یہ بھی ہمارا ہی فضل ہے ورنہ یہ باتیں از خود تو ہو نہیں سکتیں اور کوئی کر نہیں سکتا ولقد صرفناہ بینہم پھر اس پانی کو ہم قوم میں تقسیم کر دیتے ہیں ایک کے قبضہ میں نہیں دیتے کہ تم سمجھو لیکن اکثر لوگ ناشکری کئے بغیر نہیں رہتے ولو شئنا الخ یعنی جس طرح ہم نے باران رحمت کو عام کر دیا ہر جگہ برساتے ہیں اسی طرح نبوت کو بھی جو بارش روحانی ہے عام کر سکتے تھے ہمارے ہاں کچھ بات نہ تھی۔ ہر گاؤں میں رسول بھیج دیتے جیسا کہ منکرین نبوت اسکی استدعا کرتے ہیں مگر حکمت الٰہی کے خلاف تھا۔ انتظام عالم میں خلل آ جاتا پس اے نبی ان کے کہنے پر التفات نہ کرو جاہدہم بہ جہادا کبیرا جہاں تک ہو سکے ان کے سمجھانے کی کوشش کرو

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ

اور وہی تو ہے کہ جسنے دو دریاؤں کو باہم ملا دیا یہ ایک تو نہایت شیریں خوشگوار ہے اور یہ ایک کہاری کڑوا اور ان دونوں میں ایک پردہ اور مستحکم آڑ بنا دی جو باہم ملنے نہیں دیتی اور اسی نے انسان کو

بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَىٰ رَبِّهِ

پانی (منی) سے پیدا کیا پھر اسکے لئے رشتہ نسبی و دامادی قائم کیا اور آپ کا رب تو ہر چیز پر قادر ہے اور وہ اللہ کو چھوڑ کر ان معبودوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ ضرر اور کافر تو اپنے

ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَن شَاءَ أَن يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

رب کے مقابلہ میں کمر باندھے ہوئے ہیں اور (اے نبی) آپکو تو ہمنے محض خوشخبری اور ڈر سنانے کے لئے بھیجا ہے (انسے) کہدو میں اس پر تم سے کوئی اُجرت تو نہیں مانگتا مگر یہی کہ جو چاہے اپنے رب کیطرف راستہ

الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ ۚ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ

اور (اے نبی) تم اپنے اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھئے کہ جسکو کبھی موت نہیں اور اسکی ستایش کیساتھ تسبیح کرتے رہو اور اسکا اپنے بندوں کے گناہوں سے خبردار ہونا بس کافی ہے کہ جسنے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پیدا کیا پھر

عَلَى الْعَرْشِ ۚ الرَّحْمَٰنُ فَاسْأَلْ بِهِ خَبِيرًا ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَٰنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَٰنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۩

پھر تخت (حکومت) پر قائم ہوا وہ رحمٰن ہے پس اسکی شان کو کسی خبردار سے پوچھئے اور جب ان (منکروں) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں کیا ہے رحمٰن کیا تو جسکو کہیگا اسکو ہم سجدہ کرینگے اور انکو اور بھی نفرت ہو گئی

ترکیب

بینہما ظرف لجعل علی ربہ متعلق ہے ظہیرا سے خبر کان۔ الا من شاء استثناء من غیر الجنس الرحمٰن مبتداء فسئل بہ خبر۔

تفسیر

وهو الذی مرج البحرین الخ (۴۴) یہ دلیل ہے کہ اُسنے دو قسم کے دریا رواں کئے۔ یا یوں کہو دو دریا کو باہم ملایا ایک ان میں سے نہایت شیریں خوشگوار اور دوسرا کہاری تلخ اور باہم ملنے نہیں پاتے ان میں قدرتی حد فاصل رکھی ہوئی ہے۔ زمین کے دریا رواں جب سمندر میں گرتے ہیں اور یہ دریا شیریں باہم تو دور تک دونوں کی دو دہار نظر آتی ہیں باہم اختلاط پر امتیاز معلوم ہوتا ہے انہیں سمندر کی دہار کہاری اور زمین کے دریا رواں کی دہار شیریں رہتی ہے سمندر میں پہنچے دونوں سمندر کہلاتے سمندر کو عرب میں بحر کہتی ہیں۔ اصل المرج الارسال والخلط ومنہ قولہ تعالیٰ فہم فی امر مریج ان دونوں میں یا اسی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ انسان مجمع البحرین ہے اسکے اندر دو دریا ہیں ایک تو ملکوتیہ کا دریا جو درحقیقت نہایت شیریں اور خوشگوار اور دوسرا قوی حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے ان دونوں کے درمیان حد فاصل عقل کامل ہے (۵۰) وهو الذی خلق من الماء بشرا کہ اسنے ایک پانی یعنی منی سے بشر پیدا کر دیا وہی موٹی ایک منی ہے کہ اُسی سے مرد پیدا کرتا ہی اور اسی سے عورتیں اور رب قادر ہے۔ نسبا اے ذو نسب ای ذکورا ینسب الیہم فیقال فلان بن فلان و ذوات صهر اے اناثا یصاهرون۔ یا یوں کہو انسان کو بناکر اسکی قرابت و موودت کے دو طریقہ رکھے۔ ایک نسب دوسرا صہر یعنی دامادی فجعلہ اے فجعل لہ نسبا وصہرا۔ ویعبدون من دون اللہ الخ دلائل توحید کے بعد کفار کے اس طریقہ کی مذمت کرتا ہی جو بت پرستی کیلئے انمیں جاری تھا کہ ایسی نکمی چیزوں کو پوجتے ہیں کہ جو انکو نہ کچھ نفع دے سکتی ہیں نہ ضرر اور کافر جس سے مراد اکثر کے نزدیک ابو جہل ہی اپنے رب سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہو جو ایسی باتیں کرتا ہو ابو مسلم کہتے ہیں ظہیرا سے مراد انکا اس قول سے ماخوذ ہے ظہر فلان بحاجتی اذا نبذہا وراء ظہرہ و منہ قولہ تعالیٰ واتخذتموہ وراءکم ظہریا یعنی اسکے معنی پیٹھ پیچھے ڈالنے اور پیٹھ پھیرنے کے ہیں مگر چہ ظہیر بمعنی معاون بھی ہو سکتا ہے جسکے یہ معنی ہونگے کہ کافر اپنے اس رب کا جسکو وہ خدا کے سوا پوجتا ہے مددگار ہے خود اسکو گھڑ کر یا تہہ سے یا خیالات بناتا ہی ایسا خدا بھی کوئی خدا ہے جسکا مددگار اسکا عابد ہو پھر فرماتا ہے وما ارسلناک الخ یعنی اے نبی اگر یہ ہدایت پر نہ آویں تو آپکا کچھ بھی ذمہ نہیں کیونکہ آپکا کام خوشخبری اور خوف دلانا ہے سو آپ کر چکے۔ پھر فرماتا ہے کہ ان حمقاء سے کہدو کہ میں تمسے اس بات پر کچھ مانگتا تو نہیں یہی چاہتا ہوں کہ تمکو راہ راست نصیب ہو یعنی بے غرض خیر خواہ ہوں پھر ایسے شخص سے سرتابی کرنا کس عقل کا مقتضے ہے؟ اسلئے آپکو تسلی دیتا ہے کہ آپ خدا حی لایزال پر توکل کریں اور اسکی ثنا و صفت کیا کریں وہ بندوں کے گناہوں سے واقف ہے آپ سمجھ لیگا وہ کہ جسنے چھ روز میں آسمانوں اور زمین اور درمیان کی سب چیزوں کو بنا دیا پھر تخت حکومت پر قائم ہوا یعنی مخلوقات کو پیدا کرکے انپر حکمرانی شروع کی اور وہ کون ہے؟ رحمان خبیر یعنی بڑے خبر والے سے پوچھو یا یوں کہو رحمٰن خبردار ہے اُس سے پوچھو ان جملوں میں خدا تعالیٰ کی صفات اسطرح ثابت کیے کہ جس سے ضمنا انکے بتوں کی خدائی بھی باطل ہو گئی کیونکہ یہ صفتوں سے بری ہیں وہ بندوں کے گناہوں سے واقف نہیں نہ انہوں نے کوئی چیز پیدا کی ہے اور نہ روز سے یہ بھی بتلا دیا کہ آپ جلدی نہ کریں خدا نے باوجود قدرت کے چھ روز میں مخلوق پیدا کی ایکدن میں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ واذا قیل لہم یعنی جب ان کو کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہیں رحمان کیا ہے ہم اسکو سجدہ نہیں کرتے

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ

اسکی ذات بڑی بابرکت ہے کہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند بھی بنایا۔ اور وہ ہی تو ہے کہ جس نے رات اور دن بنائے جو ایک دوسرے کے پیچھے لگا ہوا ہے اس کیلئے جو

اَرَادَ شُكُوْرًا وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا

غور کرکے سمجھنا یا شکر کرنے کا ارادہ کرے۔ اور رحمان کے (خاص) بندے تو وہی ہیں جو زمین پر جھک کر چلتے ہیں اور جب ان سے جاہل مٹ بھیڑ ہو جاتی ہیں تو سلام کہتے (اور الگ ہو جاتے ہیں) اور جو اپنے رب کے آگے

وَّ قِیَامًا وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا وَ الَّذِیْنَ اِذَا

اور قیام ہی میں رات گزار دیتے ہیں اور وہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی سخت آفت ہے وہ تو بہت ہی برا ٹھکانا اور بہت برا مقام ہے اور وہ جو

اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا

جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگدلی اور ان کا خرچ کرنا اعتدال پر ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور نہ اس جان کو قتل کرتے ہیں کہ جس کو

بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا

اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق سے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا بھی ہے تو سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اسکے لئے قیامت میں دو چند عذاب ہوگا اور اسمیں وہ سدا خوار ہو کر پڑا رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے

صَالِحًا فَاُولٰٓىِٕكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا وَ الَّذِیْنَ

اور ایمان لاوے اور اچھے کام بھی کرے سو اللہ انکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا کرتا ہے اور اللہ غفور الرحیم ہے اور جسنے توبہ کی اور نیک کام بھی کرنے لگا تو وہ در اصل اللہ کی طرف

لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا وَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

رجوع کرتا ہے۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اور وہ جو کبھی بیہودہ جگہ پر گذر ہو جائے تو مونہہ پھیر کر گذر جائیں۔ اور وہ جب انکو انکے رب کی آیات سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اُولٰٓىِٕكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْهَا

اندھے بنکر نہیں گر پڑتے بلکہ غور کرتے ہیں اور وہ جو دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمکو ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمکو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یہی وہ لوگ ہیں کہ جنکو انکے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے

تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا

اور انکا وہاں دعا و سلام کیساتھ استقبال کیا جاویگا وہ وہاں سدا رہا کرینگے (جنت میں وہ) بہت عمدہ ٹھہرنے کی جگہ اور خوب ہی مقام ہے (اے نبی) کہدیجئے کہ میرا رب تمہاری کچھ پرواہ نہیں اگر تم اسکو نہ پکارو تم جھٹلا چکے ہو

تفسیر

تبارک الذی الخ یہ جواب ہے انکے اس قول کا وما الرحمان کہ کیا ہے رحمان وہ بابرکت ہے کہ جسنے آسمان میں برج بنائے اور اسمیں سراج یعنی آفتاب بنایا ہے جو تمام دنیا کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اندھیر ہو جاتا اور رات کیلئے بھی

اسنے چاند چمکتا بنایا ہے مطلب یہ کہ رحمان وہی ہے کہ جسنے دنیا کا گھر بنایا اور اس گھر میں آفتاب ماہتاب کی قندیلیں روشن کیں اس گھر میں تمہارے لئے ہر ایک قسم کا سامان معیشت بہم پہونچایا

پھر کہتے ہو کہ رحمان کون ہے اور اسکے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہو؟ اور اسپر بس نہ کیا بلکہ اسنے رات دن بنائے جو ایک کے بعد دوسرا آتا ہے رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات یا یوں کہو کہ ایک

دوسرے کے مخالف ہے یہ مجاہد و قتادہ و کسائی کا قول ہے یقال لکل شیء اختلفا ہما خلفان نقول خلفۃ ای مختلفین ہذا اسود و ہذا ابیض و ہذا طویل و ہذا قصیر اگر ہمیشہ رات یا دن ہوتا تو نظام عالم نہ رہتا

فرماتا ہے یہ شکر کرنے والوں اور سمجھنے والوں کیلئے ہے جعل فی السماء بروجا آسمان میں تاروں کے اجتماع سے مختلف صورتیں پیدا ہو گئیں کہیں شیر کی کہیں ترازو کی کہیں بیل کی

کہیں مچھلی کی وغیرہ اور آسمان کو حکماء نے بارہ حصوں میں خیالی طور پر اسطرح سے تقسیم کیا ہے کہ جسطرح خربوزہ کی قاشیں اور ہر ایک حصہ کا نام برج رکھا ہے اور جس برج

میں صورت مذکورہ میں سے جو کسی کی صورت آگئی ہے اسکو اسیکے نام سے نامزد کر دیا ہے جسمیں شیر کی صورت ہے اسکو برج اسد کہتے ہیں جسمیں مچھلی کی اسکو برج حوت علی ہذا القیاس اور یہ بات عرب میں ہمیشہ سے

مسلم چلی آتی تھی وعباد الرحمان الخ یہاں سے نیک بندوں کی تعریف کرتا ہے کہ تم رحمان کو کیا جانتے ہو تم تو شیطان کو رحمان سمجھے ہو دیکھو رحمان کے بندے یہ لوگ ہیں جنمیں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یہاں سے پھر احکام اور قوت علمیہ کی تکمیل کا مسئلہ اس خوبی

عباد الرحمٰن کے چند اوصاف حمیدہ ذکر کرتا ہے جس سے عام مسلمانوں کو بھی ان اوصاف کو حاصل کرنیکی ترغیب دلانی مقصود ہے کہ خالی باتیں بنانیسے رحمان کا بندہ خاص نہیں بنتا
جبتک ان باتوں کو اپنے میں پیدا نکرو اور یوں تو رحمان کے سبھی بندے ہیں مگر مراد خاص اور اچھے اور مقبول بندے ہیں صفت اول (۱) الذین یمشون الخ کہ جو زمین پر اکڑتے
اور اتراتے ہوئے نہیں چلتے بلکہ تواضع اور فروتنی سے (۲) واذا خاطبہم الجاہلون جب جاہلوں سے ہمکلامی کا اتفاق پڑتا ہے تو سلام کہتے ہیں یعنی تسلیم اختیار کرتے ہیں۔ یا یہ کہ سلامتی اور
سکوت طلب کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں معاف کیجئے ہم آپسے الجھتے جھگڑتے نہیں کیلئے کہ سفہا کی باتوں سے درگزر کرنا اور مقابلہ نکرنا عقلاً و شرعاً بہتر ہے اور اس میں سلامتی اور
حفظ آبرو بھی ہے۔ یا یہ کہ سلام تودیع کہتے ہیں یعنی سلام کر کے رخصت اور الگ ہو جاتے ہیں سب کا مطلب یہ ہے کہ جہل و فساد کے مقابلہ میں حلم اختیار کرتے ہیں (۳) یہ کہ یہ تو ان کا
دن کا اور یا ہمی تمدن کا برتاؤ تھا اب خدا سے معاملہ اور شب کی کیفیت یہ ہے یبیتون لربہم الخ کہ تمام رات یا اس کا بڑا حصہ خدا کی یاد میں صرف کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں جس میں سجدہ
اور قیام بھی ہے جس کہتے ہیں اللہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور نیاز کے ساتھ اسکے آگے سر رکھدیتے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں یہ نماز تہجد کیطرف اشارہ ہے جو اسلام
کا شیوۂ خاص ہے (۴) والذین یقولون ربنا اصرف الخ یعنی اس عبادت پر ان کو غرور نہیں بلکہ عذاب جہنم سے ڈرتے اور یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے عذاب جہنم کو دور رکھیو کیونکہ
وہ دردناک عذاب ہے اور جہنم بری جگہ ہے (۵) والذین اذا انفقوا الخ کہ خرچ کرنے میں درمیانہ روی کرتے ہیں نہ اسراف ہے نہ اقتار کھانے پینے لباس مکان سب میں میانہ روی مستحسن ہے بعض
ہیں گناہ کے کام میں صرف کرنا اسراف ہے اور حق اللہ میں سست کشی کرنا اقتار یعنی تنگدلی ہے (۷) والذین لا یدعون الخ کہ وہ ہر حال میں شرک سے بچتے ہیں خدا کا کسی کو شریک نہیں سمجھتے اور کسی کو
ناحق قتل بھی نہیں کرتے جن مواقع میں قتل کی رخصت ہے جیسا کہ خون کے بدلہ میں خونی کا خون کرنا یا عین جنگ میں دشمن کا قتل کرنا وہاں تو وہ ہاتھ نہیں روکتے باقی دیگر مواضع میں جن کا خدا
نے حکم نہیں دیا اور جان کا مارنا حرام کیا ہے وہاں ہاتھ روکتے ہیں یہ نہیں کہ آجکل کی خانہ جنگیوں میں یا راہزنی اور چوری وغیرہ امور میں مار ڈالتے ہوں۔ رحم اور عدل لوگوں کی رعایت کیتے ہیں
اور نہ وہ زنا کرتے ہیں پھر فرماتا ہے ومن یفعل ذلک یلق اثاما کہ جو ایسے کام کریگا وہ اس کا بدلہ بھی پاویگا ان الاثام والاثم واحد والمراد ھہنا جزاء الاثام۔ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ
ان کو قیامت میں دو چند عذاب دیا جاویگا ایک شرک کا دوسرا ان گناہوں کا ویخلد فیہ مہانا اور اس عذاب میں ہمیشہ خوار و ذلیل ہو کر رہیگا۔

بخاری و مسلم نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو کسی کو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا میں نے کہا پھر
کونسا ہے؟ فرمایا پھر یہ کہ تو اپنے لڑکے کو اس خوف سے مار ڈالے کہ تجھ پر اس کا خرچ پڑیگا (عرب میں ایسا ہی ہوتا تھا) پھر عرض کیا پھر کونسا فرمایا ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا اسکی تصدیق میں
خداتعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر الآیہ یعنی یہ آیات حدیث کی تائید کرتی ہیں اور دو واقعات میں آیات کا پیش کرنا متقدمین میں نہ فعل ہے تعبیر ہے
بخاری وغیرہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اس آیت کے بعد مشرکین نے کہا ہم نے تو اور معبودوں کو بھی پوجا اور ناحق قتل بھی کیا اور بدکاری بھی کی ہے پس ہمارے لئے مغفرت کا کیا طریق؟
تب آیت نازل ہوئی الا من تاب و امن و عمل عملا صالحا کہ جس نے توبہ کی اور ایمان لا کر عمل صالح کئے فاولئک یبدل اللہ سیاٰتہم حسنات تو اللہ انکے گناہان سابقہ کو مٹا کر نیک کام انکے نامۂ
اعمال میں لکھدیگا اور ممکن ہے کہ اپنے فضل سے انکی حقیقت بدل دے ؏ ہر کہ در سایۂ حمایت اوست ÷ گنہش طاعت است دشمن دوست (۷) والذین
لا یشہدون الزور الخ زور کے معنی ہیں جھوٹی گواہی یعنے جھوٹی گواہی کے پاس بھی نہیں جاتے اور مواضع کذب بھی مراد ہو سکتے ہیں اور ہر نازیبا مجلس بھی مراد ہو سکتی ہے جو خلاف شرع شریف ہے جیسا
ناچ رنگ کی مجلسیں اور کھیل اور تماشوں کے مجامع اسیطرح کفار و مشرکین و مبتدعین کے میلے اور تیوہار۔ ان سب سے اجتناب کرنا عباد الرحمٰن کی شان ہے واذا مروا باللغو مروا کراما اور جو کہیں ایسے بیہودہ
مواقع کے پاس سے گزرنیکا اتفاق بھی ہو تو اعراض کر کے گزر جاتے ہیں نہ ٹھیرنا نہ آنکھ بند کر کے گزرنا انکی طرف متوجہ نہ ہونا بزرگانہ گزرنا ہے (۸) والذین اذا ذکروا الخ کہ جب انکو آیات الٰہی سنائی جاتی ہیں تو بہر
اندھے بہرے ہو کر نہیں گر پڑتے جیسا کہ منافقین کہا کرتے ہیں ایسا کرتے ہیں بلکہ بصیرت اور سمجھنے اور سننے کیساتھ ان پر گر پڑتے ہیں ان سے اعراض نہیں کرتے (۹) والذین یقولون الخ کہ اپنی اولاد اور ازواج کیلئے بھی
دعا کیا کرتے ہیں کہ ان کو صلاح و دینداری میں ایسا کر کہ ان سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہو ویں اپنے خاندان کنبے کا ہم بزرگ رہبر بنجاویں یہ بڑی نعمت ہے کہ انسان کے زن و فرزند اسکے موافق ہوں اور
دین میں چلیں یہی معنی کے مرکر بھی ہم ملیں حاری آنکھیں آخرت میں ان سے ٹھنڈی ہوں۔ اب عباد الرحمٰن کی جزا فرماتا ہے اولئک یجزون الغرفۃ کہ یہ لوگ جنت میں بلند محلوں کی کھڑکیوں میں ہمیشہ بیٹھیں گے اور جس
سے ان کے گے قل ما یعبؤا بکم ربی وہ جو رحمان کے سجدہ کرنے سے نفرت کرتے ہیں ان سے خطاب کیا جاتا ہے کہ کہدو میرے رب کو بھی تمہاری کچھ پروا نہیں جو تم اس کو نہیں پکارتے تم تو جھٹلا چکے عنقریب عذاب آتا ہے

سُوْرَۃُ الشُّعَرَاءِ مَکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ مِائَتَانِ وَّ سَبْعٌ وَّ عِشْرُوْنَ اٰیَۃً وَّ اَحَدَ عَشَرَ رُکُوْعًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحم والا مہربان ہے

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ

یہ آیتیں روشن کتاب کی ہیں شاید (اے نبی) آپ اپنی جان کو گھونٹ کر مار دیں گے اسپر کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ان پر ایک ایسی نشانی نازل کر دیں کہ

لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

اس کے آگے ان کی گردنیں جھک پڑیں اور ان کے پاس رحمان کی طرف سے کوئی نئی بات نصیحت کی ایسی نہیں آئی کہ وہ اس سے منہ نہ موڑ لیتے ہوں

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

معلوم ہو جاوے گی کہ جس سے وہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔ بھلا کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ اس میں کس قدر ہم نے قسم قسم کی عمدہ چیزیں اُگائی ہیں البتہ اسمیں ایک بڑی نشانی ہے

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور ان میں سے بہت تو مانتے ہی نہیں۔ اور البتہ آپ کا رب زبردست اور رحم کرنے والا ہے (جو انکے کفر پر جلد سزا نہیں دیتا)

ان لا یکونوا مفعول لہ ای لئلا خاضعین والقیاس خاضعات انما جاء جمع المذکر لان المراد اصحاب الاعناق رئیس المراد او الرقاب کم انبتنا موضع نصب بانبتنا من ذکر ای قرآن من الرحمان صفۃ ذکر محدث صفۃ اخری۔

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں اُسی وقت نازل ہوئی ہے جبکہ کافروں کا حضرت پر اور مسلمانوں پر ہر طرف سے سخت ہجوم تھا اور اسلام کی روح افزا باتیں اُنکو عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں حضرت کی نبوت پر طرح طرح سے لغو شبہات وارد کیا کرتے تھے اور جب جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اپنی خواہش کے موافق ہر شخص ایک عجیب غریب معجزہ کا طالب تھا کوئی کہتا تھا اس پہاڑ کو یہاں سے ہٹا دو تو جانوں کوئی کہتا تھا کہ اس خشک اور پہاڑی جگہ میں نہر جاری کر دو تو مانوں علی ہذا القیاس حضرت کو دلیس قوم کی خراب حالت کی اصلاح کا جوش تھا اور دردمندی حد سے بڑھی ہوئی تھی انکے نہ ماننے اور کج بحثیاں کرنے سے نہایت رنج ہوتا تھا اس سورہ میں آپکو تسلی دی گئی کہ اگر یہ ایمان نہ لائینگے تو کیا آپ غم میں گھٹ کر اپنے آپ کو ہلاک کر دینگے۔ اور پھر اسکے چند انبیاء اولوالعزم اور انکی سرکش امتوں کا تذکرہ کرکے یہ بتلا دیا کہ پہلے لوگ بھی اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔ اور چونکہ عرب میں شاعری کا بڑا زور شور تھا اور عاجز ہو کر قرآن کو شعر کہا کرتے تھے تسلی کے آخر سورہ میں شعراء کی حقیقت بھی بیان کر دی کہ وہ واہی تباہی باتیں اشعار میں جمع کیا کرتے ہیں ہر وادی سخن میں حیران پریشان پھرا کرتے ہیں برخلاف قرآن مجید کے کہ جس کا سراسر راستی اور مکارم اخلاق و توحید وغیرہ کے مضامین عالیہ ہیں۔ اس مناسبت سے اس سورہ کا نام سورۂ شعراء ہوا۔ اور نیز انکو روحانی بلاغت کا اسمیں ایک جداگانہ لطف دکھا کر ان پر کوڑا سا مار دیا۔ سورہ فرقان کے آخر میں یہ جملہ تھا کہ تم جھٹلا چکے اب دیکھو کیسی سزا ملتی ہے چونکہ انکی تکذیب کے مقابلہ میں بہت سے مواقع پر شہادتیں پیش کی گئی تھیں کہ انہیں غور کرنے کے بعد عاقل کو تکذیب کی گنجائش نہیں رہتی مگر انکے بعد دلائل و اثبات نبوت بیان کر کے اور ساتھ ہی گزشتہ انبیاء اور انکی نافرمان اور سرکش قوموں کے واقعات بیان کرنا اتمام حجت اور اپنے محبوب رسول کے دل کی تشفی اور رفع ملال مقصود تھا جو آپکو اس بد قوم کی بے نصیبی اور آنیوالی مصیبت سے تھا اسلئے سورہ فرقان کے بعد اس سورہ کا آنا مناسب ہوا الٓمٓ کی تفسیر میں حروف مقطعات کی بابت ہم بہت کچھ کہہ آئے ہیں۔ یہاں طسم سے مراد طرب اور س سے سرور دائمی اور میم سے محمد ہیں یعنی محمد کو طرب و سرور ابدی مبارک ہو یہ غم چند روزہ ہے واللہ اعلم تلک ایات الکتاب المبین یہ آیتیں جو اے لوگو تمکو سنائی جاتی ہیں روشن اور کھلی ہوئی کتاب یعنی قرآن کی ہیں جنمیں عقل سلیم کو کچھ بھی تردد نہیں ہاں جو کور دل اور بد نصیب اصلی ہیں اُنکو انپر طرح طرح کے شکوک پیدا ہوتے ہیں یہ مضمون الہامی انکے دلمیں نہیں اترتا اسلئے وہ ایمان نہیں لاتے پھر جب وہ ایسے کور باطن ہیں تو اے نبی آپکو ان کے ایمان نہ لانے سے کچھ رنج نہ کرنا چاہئے پھر آپ کیوں جی میں گھٹتے ہیں لعلک باخع نفسک الخ اب رہا انکا یہ عذر کہ ہمارے سوال کے مطابق حضرت کیوں کوئی نشانی نہیں دکھاتے سو یہ بھی غلط ہے انکو اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا ورنہ ہم قادر ہیں ان نشا ننزل علیہم من السماء آیۃ الخ کہ آسمان سے ان پر کوئی ایسی نشانی اتاریں جس کے آگے انکی گردنیں جھک جاویں مگر انکا تو یہ حال ہے کہ وما یاتیہم من ذکر من الرحمان الخ کہ جب کوئی نئی بات نصیحت کی انکے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے تو اس سے انکار ہی کرتے ہیں فقد کذبوا الخ یہ جھٹلا چکے نہ ماننے پر مانینگے عنقریب اسکی حقیقت انکو معلوم ہو جاویگی۔ اور نشانی دیکھتے ہیں تو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں زمین کی جڑی بوٹیوں کو دیکھیں کہ کس صانع نے کس حکمت سے پیدا کیں ہیں اور اس جڑی بوٹی کے اُگانے میں چند نمونہ قدرت ہیں اول یہ کہ جسطرح ہر سال جڑی بوٹیاں برسات میں پیدا ہو جاتی ہیں اور موسم خزاں میں انکا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا دوسرے سال پھر یہی اسی طرح سرسبز ہوتی ہیں اس میں حشر اور قیامت اور انسانی بقا کا پورا نمونہ ہے دوم جب عالم حسی میں اسکا ایک ادنیٰ سا اثر یہ ہے کہ بار بار یہ فضل ہے کہ وہ آسمانی پانی سے حیوانات بالخصوص انسان

وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ۚ أَلَا يَتَّقُونَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَخَافُ أَن يُكَذِّبُونِ ۝ وَيَضِيقُ صَدْرِي

اور جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا کہ تم ظالم قوم کے پاس جاؤ فرعون کی قوم پاس ڈرتے وہ کیوں نہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں اور میرا سینہ

وَلَا يَنطَلِقُ لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَىٰ هَارُونَ ۝ وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنبٌ فَأَخَافُ أَن يَقْتُلُونِ ۝ قَالَ كَلَّا ۖ فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ ۝ فَأْتِيَا

تنگ ہو جائے اور میری زبان نہ چلے پس ہارون کو پیغام دے۔ اور مجھ پر ان کا ایک گناہ بھی ہے سو مجھے ڈر ہے کہ مار نہ ڈالیں۔ فرمایا ایسا ہرگز نہ ہوگا پس تم دونوں میری نشانیاں لیکر جاؤ ہم تمہارے ساتھ

فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ

سننے والے ہیں۔ تم دونوں فرعون کے پاس جا کر کہو کہ ہم رب العالمین کے رسول ہیں کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ فرعون نے کہا کیا تجھ کو ہم نے اپنے گھر میں بچہ سے نہیں پالا

عُمُرِكَ سِنِينَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنكُمْ لَمَّا

اور تو نے ہم میں اپنی عمر برسوں بھی گذاری ہے۔ اور تو اپنی وہ حرکت کہ جو تو نے کی تھی کر چکا ہے۔ حالانکہ تو ناشکروں میں سے ہے۔ موسیٰ نے کہا جبکہ میں نے وہ کام کیا تھا تو میں بے خبر تھا۔ پس میں تم سے

خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدتَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ قَالَ فِرْعَوْنُ

تمہارے ڈر کے مارے بھاگ نکلا تب مجھ کو میرے رب نے دانائی عطا کی اور مجھ کو رسول بنا دیا۔ اور کیا یہی کوئی احسان ہے کہ جسکو تو مجھ پر جتلاتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون نے کہا

وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

رب العالمین کیا چیز ہے موسیٰ نے کہا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے اندر کی سب چیزوں کا رب ہے۔ اگر تم کو یقین آوے۔ فرعون نے ان اہل دربار سے جو آس پاس تھے کہا کیا تم سنتے نہیں موسیٰ نے کہا وہ تمہارا

آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ إِن كُنتُمْ تَعْقِلُونَ ۝ قَالَ

اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے۔ فرعون نے کہا بیشک تمہارا یہ رسول جو تمہارے پاس بھیجا گیا ہے ضرور دیوانہ ہے۔ موسیٰ نے کہا مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا رب ہے اگر تم عقل رکھو۔

لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۝ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ ۝ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

فرعون نے کہا اگر تو نے میرے سوا اور کوئی معبود قرار دیا تو تجھے قیدیوں میں ڈال دوں گا۔ موسیٰ نے کہا اور جو میں تیرے پاس کھلی ہوئی بات لایا ہوں۔ تو بھی؟ فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو اسکو پیش کر۔

فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ۝ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ ۝

پس موسیٰ نے اپنا عصا ڈالدیا تو وہ فوراً ایک بڑا اژدہا بنکر ظاہر ہو گیا اور اپنا ہاتھ نکالا تو فوراً وہ ناظرین کو چمکتا ہوا دکھائی دینے لگا۔

کے لئے کیا کیا مفید چیزیں پیدا کرتا ہے تو پھر وہ رحیم و کریم اسکی دوسری حیات کیلئے ابر رحمت یعنی نبوت کے فیض سے کیوں محروم کرتا مگر اکثر جاہل ان باتوں پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔

واذ نادی ربک موسیٰ الخ اب یہاں سے انبیاء علیہم السلام کے تذکرہ عبرت انگیز شروع ہوتے ہیں (۱) پہلا قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے جسمیں انکا فرعون کے پاس

تفسیر

جانا اور خدا کا پیغام پہنچانا اور طرح طرح کے معجزات دکھانا اور اسکا نہ ماننا اور انجام کار دریائے قلزم میں مع لشکر غرق ہونا مذکور ہے۔

ولا ینطلق لسانی فرعون کے گھر جب موسیٰ تھے اور انکے فرزندوں کیطرح پرورش پاتے تھے ایکبار فرعون کی ڈاڑھی پکڑلی جس پر خفا ہو کر اس نے قتل کا حکم دیا اسکی بیوی نے سفارش کی کہ نادان بچہ ہے اسکے نزدیک آگ اور جواہرات برابر ہیں دونوں لا کر سامنے رکھے گئے تو آگ مونہہ میں ڈال لی تھی جبسے لکنت زبان پر تھی بعض کہتے ہیں یوں ہی قدرتی طور پر لکنت تھی بعض کہتے ہیں اس جملہ سے لکنت ثابت کرنا بیفائدہ ہے کس لئے کہ مراد یہ ہے کہ میں گویا نہیں ہوں مزاج میں غصہ زیادہ تھا عذر کر دیا کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے میرا سینہ تنگ ہوگا زبان نہ چلیگی ولہم علیّ ذنب یہ گناہ قبطی کو مکا مار کر مار ڈالنا ہے۔ الم نربک فینا کیا تو ہم میں لڑکپن سے ایک عمر تک نہیں پلا رہا و فعلت فعلتک اور تو نے وہ کام کیا جو کیا یعنی قبطی کو جو ہماری قوم کا تھا مار ڈالا یہ فرعون نے بطور طعن کے کہا تھا موسیٰ نے اقرار کر لیا کہ بیشک ایسا کام نادانستگی سے سرزد ہو گیا وانا من الضالین کے یہی معنی کہ مجھے طریقہ فہمایش اسوقت معلوم نہ تھا نہ یہ کہ میں اسوقت گمراہ بت پرست تھا موسیٰ نے فرعون سے کہا انا رسول رب العالمین کہ ہم دونوں بھائی رب العالمین کے رسول ہیں مصر کے لوگ اور فرعون بھی بت پرست ستاروں اور دیگر علویات بت بنا کر پوجا کرتے تھے اور نیز وہ بادشاہ ہونیکی وجہ سے اپنے آپ کو رب یعنی لوگوں کا پرورش کرنیوالا سمجھتا تھا جیسا کہ ہندو راجہ کو ان داتا یعنی رزق دہندہ کہا کرتے ہیں اس لفظ سے جو ان کا جیسا کہ مشرکین کو رحمان کے لفظ سے جو ہوا تو اسنے پوچھا ما رب العالمین کہ کیا ہے رب العالمین؟ موسیٰ نے کہا آسمانوں اور زمین اور انکے اندر جو کچھ ہے سب کا رب۔ فرعون نے تعجب سے اہل دربار سے کہا کیا تم سنتے ہو یعنی ایک شخص سب کا اور ان چیزوں کا رب ہو

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۝ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ۝ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ

فرعون نے اپنے صدر درباریوں سے جو اس کے پاس تھے کہا کہ بیشک یہ بڑا ماہر جادوگر ہے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے تمکو نکال دینا چاہتا ہے پھر تم کیا رائے دیتے ہو وہ بولے اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دیجئے

فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۝ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ ۝ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے۔ کہ آپ پاس بڑے بڑے ماہر جادوگروں کو حاضر کریں۔ پس سب جادوگر ایک دن معین پر جمع کئے گئے۔ اور لوگوں سے کہا گیا کیا تم بھی اکٹھے ہوتے ہو۔ شاید کہ ہم جادوگروں کے

السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالَ لَهُمْ

تبع ہو جاویں اگر وہی غالب ہے۔ پھر جب جادوگر آئے تو فرعون سے کہا بھلا ہمکو کچھ انعام بھی ہے اگر ہم ہی غالب آجاویں اُسنے کہا ہاں بیشک جب تو تم مقربوں میں داخل ہو جاؤ گے۔

مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ۝ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ۝ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا

اُنسے موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو۔ پھر انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں ڈالدیں اور کہنے لگے فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب رہیں گے پھر موسیٰ نے بھی اپنا

يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ

عصیٰ ڈالدیا پھر تو وہ فوراً اُن کے ان شعبدوں کو جو بنا رہے تھے لقمہ کرنے لگا۔ پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے۔ کہنے لگے ہم رب العالمین پر ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔ فرعون نے کہا کیا تم میری اجازت

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝

سے پہلے ہی ایمان لے آئے بیشک یہ تمہارا اُستاد ہے کہ جسنے تمکو جادو سکہایا ہے سو تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ میں تمہارا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کٹوائے ڈالتا ہوں اور تم سب

قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ۝ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

سولی پر چڑہائے دیتا ہوں۔ وہ بولے کچھ مضایقہ نہیں ہمکو تو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ہمکو اُمید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دیگا اسلئے کہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے۔

منکر تھا موسیٰ نے کہا بلکہ تمہارے اگلے باپ دادا کا بھی رب پھر اسکو تاب نہ رہی کہدیا یہ دیوانہ ہے پھر موسیٰ نے اور ترقی کی کہ مشرق اور مغرب کے لوگوں کا رب تمہارے باپ دادا کی کیا خصوصیت ہے اگر تمہیں عقل ہے سمجھو یعنی میں دیوانہ نہیں ہوں تم احمق ہو اسپر فرعون نے کہدیا کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو رب بنایا تو مقرر تجھے قیدخانہ میں ڈالدونگا۔ فرعون کا قیدخانہ بھی معاذ اللہ برا قیدخانہ تھا کسی کنوئیں میں قیدیوں کو ڈالدیا کرتے تھے اوپر سے منہ بند کر دیتے تھے جیسا کہ ہندو راجاؤں کے عہد میں دستور تھا موسیٰ نے کہا اگرچہ میں تجھے کوئی نشانی اپنی صداقت کی دکھاؤں تب بھی تو مجھے قید میں ڈالیگا اس نے کہا وہ نشانی دکہا۔ موسیٰ نے ہاتھ کو بغل میں سے نکالا تو آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نکلا ید بیضا پھر عصیٰ یعنی اپنی ہاتھ کی لکڑی کو ڈالا تو ایک اژدہا ہیبت ناک سانپ بنکر لپکنے لگا فرعون اور درباری ڈر کر مارے بہاگے اُنھے اسکی خدائی کی قلعی تو دم میں کھل گئی موسیٰ نے اسکو پکڑ لیا پھر وہی لکڑی ہو گئی۔ بدنصیب نے معجزہ دیکھکر ایمان نصیب نہ ہوا یہ کہدیا کہ یہ بڑا جادوگر ہے اس کے زور سے تمہارا ملک لینا چاہتا ہے فرعونیوں نے کہدیا کہ جادو کا توڑ تھا چنانچہ اُس عہد کے یادگار مسلمانوں کے ابتدا عہد تک موجود تھے جنکو اہل اسلام کے مورخین نے نقل کیا ہے دیکھو تاریخ مصر۔ درباریوں نے صلاح دی کہ آپ بھی اپنے ملک سے نامور جادوگر ایک دن معین پر جمع کرکے اسکو عاجز کر دیجئے اور عید یا کوئی فرعونیوں کا میلہ ہوتا تھا جس میں سب لوگ شریک ہوتے تھے وہ روز قرار پایا تاکہ سب لوگ موسیٰ کا عجز ملاحظہ کریں چنانچہ اس روز وہ سب جادوگر اور طلسم کار آئے اور ایک میدان میں فرعون اور اسکے امراء اور عام لوگ جمع ہوئے وہاں موسیٰ علیہ السلام اور ہارون بھی تشریف لائے مقابلہ کی ٹہیری موسیٰ نے کہا ڈالو کیا ڈالتے ہو یعنی پہلے تم کچھ کرو انہوں نے اپنی رسیاں اور لکڑیاں میدان میں ڈالیں لوگوں کو سانپ بنکر پہرتی ہوئیں نظر آنے لگیں پھر موسیٰ نے عصا ڈالا وہ اژدہا بنگیا سب کو کھا گیا۔ فرعون کے جادوگروں کو معلوم ہو گیا کہ یہ کام سحر کی طاقت سے باہر ہے یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا نشان ہے فوراً ایمان لائے اور وہیں سجدے میں گر پڑے۔ فرعون بڑا خفا ہوا اور کہا میرے حکم سے پیشتر تم کیوں ایمان لائے یہ موسیٰ تمہارا اُستاد معلوم ہوتا ہے تمہاری باہم سازش پائی جاتی ہے تمکو اب سزا دیتا ہوں کہ ایک طرف کا ہاتھ دوسری طرف کا پاؤں کٹوا کر دار پر چڑہاتا ہوں انہوں نے کہا کچھ مضایقہ نہیں دنیا کی تکلیف چند ساعت کی ہے گزر جاوے گی آخر ہم اپنے اللہ کے پاس جاوینگے ہمکو امید ہے کہ وہ ہمیں بخشدیگا کس لئے کہ سب سے پہلے ہم موسیٰ پر اور اسکے رب پر ایمان لائے چنانچہ فرعون نے ایسا ہی کیا۔ رب العالمین کے بعد رب موسیٰ و ہارون اس لئے کہا کہ فرعون بھی اپنے آپکو رب سمجھتا تھا لعلنا نتبع السحرۃ اسوقت تک فرعونی جادوگروں کو بھی مذہبی امور میں قابل اتباع سمجھتے تھے اگر وہ غالب آگئے تو ہمیشہ انکے کہنے پر چلا کرینگے سحرہ سے موسیٰ اور ہارون مراد نہیں ہو سکتے اول تو سحرہ جمع ساحر ہے جس سے مراد بہت سے ہیں دوم لفظ لعل آرزو کرتا ان کی حالت کے خلاف ہے

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ۝ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَاۗىِٕنِ حٰشِرِيْنَ ۝ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ۝

اور ہم نے موسیٰ کو یہ حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل جاؤ کیونکہ تمہارا تعاقب کیا جاوے گا۔ (سو وہ نکلے) پھر فرعون نے بھی شہروں میں ہرکارے دوڑائے۔ کہ یہ ایک تھوڑی سی جماعت

وَّاِنَّهُمْ لَنَا لَغَاۗىِٕظُوْنَ ۝ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ۝ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ۝ كَذٰلِكَ ۭ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۝

اور یہ ہمارے بڑے دشمن ہیں۔ اور ہم سب اُن سے خطرہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے فرعونیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مقام سے نکال کر یوں ہی

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَاۗءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ۝ فَاَوْحَيْنَآ

اور ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو وارث کر دیا۔ پھر فرعونیوں نے ان کو دن نکلتے ہی آ لیا۔ پھر جب دونوں جماعتیں مقابل ہوئیں تو موسیٰ کے لوگ کہنے لگے ہم تو پکڑے گئے موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں بیشک میرا رب میرے ساتھ ہے

اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ۝ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى

وہ مجھے ابھی راہ بتلائے دیتا ہے پھر ہم نے موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مار (موسیٰ نے عصا مارا) سو دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر ایک ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسا کہ اونچا ٹیلا اور اس مقام پر ہم دوسروں کو بھی

وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

(اور) لا کر ڈبو دیا) اور ہم نے موسیٰ اور اس کے سب ساتھیوں کو بچا لیا۔ اور ان دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ اور ان میں سے اکثر تو مانتے ہی نہ تھے اور البتہ آپ کا رب بھی زبردست رحم کرنیوالا ہے

تفسیر

واوحینا الی موسیٰ باقی تمام قصہ کو حذف کر کے جو موسیٰ کی سرگزشت مصر سے تعلق رکھتا تھا صرف بنی اسرائیل کے مصر سے جانے کا تذکرہ شروع فرمایا کیونکہ نشانی قدرت کا اور ان کے کفر و انکار کا نتیجہ ظاہر کرنا مقصود مقام تھا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے بندوں کو یعنی بنی اسرائیل کو رات میں لے نکل چنانچہ موسیٰ بنی اسرائیل کو مع زن و فرزند کسی عید کے بہانہ سے باجازت فرعون لے نکلے اور اسرائیلیوں نے فرعونیوں سے عید کے بہانہ سے زیورات بھی مستعار لئے تھے جب تب سب نکل گئے تو فرعون کو خبر ملی کہ وہ نکل کر ملک شام چلے جاتے ہیں فرعون نے جا بجا ہرکارے بھیج دیئے کہ لوگ کمک کو آویں اور کچھ خوف نہ کریں کیونکہ ان ہؤلاء لشرذمۃ قلیلون یہ تھوڑے لوگ ہیں اور انہوں نے ہم کو ناخوش کیا ہے ایک تو ہماری حکومت سے نکلے جاتے ہیں دوسرے ہمارے زیورات لیگئے محض بنظر احتیاط تم کو کہلا بھیجا ہے کہ مدد کو آؤ وانا لجمیع حاذرون کہ ہم کو ان سے خطرہ ہے۔

پس فرعون اور اس کے ساتھ بہت سے لوگ ان کے تعاقب میں نکلے اور صبح دن نکلتے ہوئے اسرائیلیوں کو دریائے قلزم کے قریب آ لیا بنی اسرائیل انکو دیکھ کر ڈرے موسیٰ نے تسلی دی کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے خدا نے موسیٰ کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مار اس کے مارنے سے دریا پھٹ گیا اور پانی کی باڑ پہاڑ کی طرح سے دونوں طرف کھڑی ہو گئی بنی اسرائیل خشک زمین سے پر سلامت نکل گئے ان کے پیچھے پیچھے اسی راستہ سے جب وہ یہاں آئے تو دریا باہم مل گیا وہ سب ڈوب کر مر گئے۔ یہ ایک اللہ کی طرف کی بڑی نشانی ہے لیکن وہ اکثر نہیں مانتے کذلک واورثناہا بنی اسرائیل اس مقام پر اکثر لوگوں کو دھوکا ہو گیا ہے کہ اورثناہا بنی اسرائیل ہا کی ضمیر کو فرعونیوں کے خاص جنات (باغوں) وعیون (چشموں) وکنوز ومقام کریم کی طرف پھرایا ہے اور اسکی تفسیر میں کہا ہے کہ فرعونیوں کے غرق ہونے کے بعد ان کے باغوں اور عمدہ مقامات کے بنی اسرائیل پھر لوٹ کر آ کر مالک ہو گئے تھے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی کس لئے کہ تمام اہل تاریخ اس پر متفق ہیں کہ دریائے قلزم کو عبور کر کے بنی اسرائیل چالیس برس تک تیہ میں ٹکراتے پھرے مصر میں واپس نہ آئے اور نیز اس فرعون کے بعد دوسرا فرعون تخت مصر پر بیٹھا ہے ان کی سلطنت کا خاتمہ بابل کے بادشاہ کے ہاتھ سے سینکڑوں برس بعد ہوا صحیح توجیہ جیسا کہ بیضاوی فرماتے ہیں یہ ہے او مثل ولک المقام الذی کان لہم علی انہ صفۃ مقام اس تقدیر پر معنی صاف ہو گئے کہ ایسے مقامات کا ہم نے بنی اسرائیل کو وارث یعنی مالک کر دیا یعنے ملک شام اور فلسطین میں انکو بھی ہم نے ویسے ہی عمدہ مقامات اور باغ اور چشمے اور خزانے عطا کئے جیسا کہ فرعونیوں کے پاس تھے اور ان سے نکال کر ہم نے ان کو دریائے قلزم میں غرق کیا۔ خلاصہ یہ کہ ان عمدہ مقامات سے انکو نکالا اور ایسے عمدہ مقامات بنی اسرائیل کو عطا کئے اور سورۂ دخان میں بھی ایسا ہی آیا ہے کم ترکوا من جنات وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فاکہین کذلک واورثناہا قوماً آخرین۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

اور ان کو ابراہیم کا حال بھی پڑھ سناؤ۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو۔ انہوں نے یہ کہا بتوں کو پوجتے ہیں سو انہیں کے گرد رہا کرتے ہیں ابراہیم نے کہا کیا وہ

إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ۝ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝ قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنْتُمْ

جبکہ تم پکارتے ہو یا تم کو کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا (کچھ نہیں) بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے پایا ہے ابراہیم نے کہا تمکو خبر (کچھ) بھی ہے کہ تم

وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ

اور تمہارے اگلے باپ دادا جس کو پوجتے تھے۔ وہ تو سب میرے دشمن ہیں مگر رب العالمین (کہ وہ بڑا زبردست ہی) وہ کہ جس نے مجکو پیدا کیا پھر مجکو رہنمائی کیا کرتا ہے اور وہ مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۝

تو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا۔ اور وہ کہ جس سے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے گناہ معاف کریگا اے رب مجھے حکمت عطا کر اور مجھے شائستہ لوگوں میں ملا دے

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ۝ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۝ وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ ۝ وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

اور آیندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھیو۔ اور مجکو جنت النعیم کے وارثوں میں سے کر دے اور میرے باپ کو بھی بخشدے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے تھا اور مجکو جی اٹھنے کے دن رسوا نکریو جس

مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ۝ وَقِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ مِنْ

دن کہ نہ مال کام آویگا نہ اولاد مگر اس کو کہ جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آیا اور اس دن پرہیزگاروں کیلئے جنت قریب لائی جائیگی اور جہنم سرکشوں کے لئے ظاہر کیجائیگی اور ان سے کہا جاویگا کہ وہ کہاں ہیں جنکو تم اللہ کے

دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۝ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۝ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۝ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۝ تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي

سوا پوجا کرتے تھے کیا وہ تمہاری کچھ مدد کر سکتے ہیں یا بدلہ لے سکتے ہیں۔ پھر وہ بت بھی اور گمراہ لوگ بھی اور سب شیطانی لشکر جہنم میں اوندھے منہ ڈالدیے جاوینگے وہ وہاں باہم جھگڑتے ہوئے کہیں گے کہ اللہ کی قسم ضرور ہم

ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۝ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ ۝ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً

صریح گمراہی میں تھے جبکہ (اے جھوٹے معبودو) تمکو ہم رب العالمین کے برابر کیا کرتے تھے اور ہم کو کسی نے گمراہ نہیں کیا تھا مگران بدکاروں نے۔ پھر نہ ہمارا کوئی شفاعت کرنیوالا ہے اور نہ کوئی دوست غمگسار ہو کاش ایک بار

فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

تو ہم ضرور ایمان والوں میں شامل ہو جاویں البتہ اسمیں (ایک بڑی) نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں اور بیشک آپ کا رب زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔

ترکیب

کذالک منصوب بہ یفعلون فانہم عدولی المنافر والقیاس اعداء لان العدو جنس یطلق علی الواحد والکثیر۔ اوالمراد ذو عداوۃ الا رب العلمین استثنا جنس اور غیر جنس دونوں سے ہوسکتا ہے الذی مبتدا فہو مبتدا ثان یہدین اسکی خبر اور جملہ الذی کی خبر۔ اور بعد کے الذی پہلے کی صفات ہیں اور صفات میں و کا داخل کرنا جائز ہے یوم لا ینفع بدل ہوا اول یوم سے الا من استثنا متصل اور غیر متصل بھی ہو سکتا ہے +

تفسیر

واتل علیہم نبا ابراہیم الخ (۲) قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے جسمیں حضرت کو کامل تسلی دی گئی ہے کہ ابراہیم کا باپ اور انکی تمام قوم بھی گمراہی میں مبتلا تھی بت پرست تھے پھر ابراہیم کو اپنے باپ کے جہنمی ہونیکا کیا کچھ کم غم نہ تھا مگر بجز دعا کرنے کے اور کچھ نہ کر سکے پھر آپ کیوں اے نبی اسقدر غم کرتے ہیں؟ اور جب ابراہیم کے ساتھ ان بت پرستوں نے نہ صرف مقابلہ ہی کیا بلکہ آگ میں ڈالا اور وہاں سے سلامت آنے پر بھی دیس چھوڑنا پڑا پس آپ پر یہ مصائب کوئی نئی بات نہیں حضرت ابراہیم نے اپنی دعا میں جنت النعیم میں جانا اور قیامت کی رسوائی سے پناہ میں رہنا ذکر کیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ جنت اور دوزخ اور مرنیکے بعد دوسری زندگانی کے اے قریش مکہ تمہارے جد امجد ابراہیم بھی معتقد تھے اسمیں ہم نے کوئی نیا دعویٰ نہیں کیا ہے اسکے بعد اس مناسبت سے مسئلہ معاد یعنی حشر کی کیفیت بھی بیان فرمائی کہ اسروز جہنم بدکاروں کے جنت ابرار کے سامنے لائی جائیگی اسدن مال اور

زرا ولاد کام نہ آئیگی مگر انکے کہ جو خدا کے پاس کفر و معصیت حب شہوات سے پاک دل لیکر آیا ہوگا اسکی اولاد نیک کے اعمال صالحہ جو اسکی ہدایت کا نتیجہ ہیں اور اسیطرح جو مال اسنے اللہ کی راہ میں صرف کیا ہی اسکے کام آئیگا اور اُس روز بت پرستوں سے پوچھا جائیگا کہ تم دنیا میں کسکی عبادت کیا کرتے تھے پھر کیا آج وہ تمہارے معبود کچھ تمکو نفع یا نقصان دیسکتے ہیں۔ اسکے بعد وہ بھی اور انکے وہ معبود خبیث بھی ارواح خبیثہ و شیاطین سب کے سب جہنم میں ڈالدئے جائینگے۔

اور جہنم میں آپس میں لڑینگے اور مشرکین کہیں گے ہم بڑے سخت گمراہ تھے جو تمکو رب العالمین کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے ہائے آج ہمارا نہ کوئی سفارشی ہے نہ حمایتی کاش دوبارہ دنیا میں جانیکی اجازت ملے تو ہم بھی ایمان لائیں ایمان کے نتائج کا مشاہدہ ہوگیا۔ اذقال لابیہ وقومہ ما تعبدون گو حضرت ابراہیم جانتے تھے کہ یہ بتوں کو پوجتے ہیں لیکن سوال اس غرض سے کیا تھا کہ انکی بتوں کی کمزوری ثابت کریں تاکہ انکو شرمندگی حاصل ہو اور پھر یہ انکی پرستش چھوڑ دیں مگر وہ تو ایسے پختہ تھے کہ نعبد اصناما کہنے پر بس نکیا بلکہ فنظل لہا عاکفین بھی کہدیا کہ ہم نہ صرف انکی پرستش ہی کیا کرتے ہیں بلکہ ہم دن بھر انکے گرد رہا کرتے ہیں دوام العکوف الاقامۃ علی الشیٔ وانما قالوا نظل لانہم کانوا یعبدونہا بالنہار دون اللیل۔ کبیر! انکو بت پرستی پر تفاخر تھا اور اسکی وہ مسرت ظاہر کرنا چاہتے تھے (اللہ رے گمرہی)

ابراہیم علیہ السلام کی قوم بابل اور اُسکے اطراف میں تہی وہ لوگ مذہب صابی رکھتے تھے جو ستاروں اور دیگر نورانی اور آسمانی چیزونکی پرستش کیا کرتے تھے پھر اُن معبودوں کے نام سے طرح طرح کے مورتیں بنا رکھیں تہیں۔ تخمیناً پچاس سال ہوئے ہونگے کہ شہر نینوی کے بعض تودوں کو فرانس کی ایک جماعت نے بحکم حضرت سلطان عجائب قدیمہ دریافت کرنیکی غرض سے کھدوایا تو بہت نیچے سے سنگ مرمر کا ایک عجیب وغریب مکان برآمد ہوا جسکی دیواروں پر ہر طرف عجائب مورتیں ترشی ہوئی تہیں اور انکے صدر مقام میں ایک بہت بلند بیل سنگ مرمر کا تھا جسکے پاؤں ہاتھی کے اور بازوؤں پر عقاب کے سے پر اور اُسکی صورت انسان کی تہی دو قد آدم اونچا تھا جسکو اکھاڑ کر فرانس کے عجائب خانہ میں رکھا گیا اور دیواروں پر کچھ کتبہ بھی تھا جو آجتک کسی سے پڑھا نہیں گیا۔ غالباً یہ ابراہیم کی قوم کا بت تھا حضرت ابراہیم نے پھر اُن سے دریافت کیا ہل یسمعونکم اذ تدعون او ینفعونکم او یضرون کہ بھلا جب تم اُنکو پکارتے ہو کچھ تمہاری بات بھی سنتے ہیں یا تمکو کچھ نفع یا نقصان بھی دیتے ہیں؟ اسکا کیا جواب دیتے بجز اس کہنے کے کہ بل وجدنا اٰباءنا کذلک یفعلون ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے انکی تقلید ہم کرتے ہیں ایسی تقلید حرام ہے۔ اسپر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ افرأیتم ما کنتم تعبدون انتم واٰباؤکم الاقدمون۔ اب تم کو معلوم ہوگیا کہ تم اور تمہارے باپ دادا کس بے حقیقت چیز کی عبادت کیا کرتے تھے فانہم عدو لی الا رب العالمین یہ سب میرے دشمن ہیں یعنی مجھے ان سے نفرت و عداوت ہے مگر رب العالمین سے نہیں۔ اسکے بعد رب العالمین کے چند اوصاف ذکر کرتے ہیں جن سے انکو اسکی طرف رغبت پیدا ہو پس فرمایا الذی خلقنی فہو یہدین وہ کہ جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھکو راہ راست کی طرف رہنمائی کیا کرتا ہے والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین کہ صرف یہی نہیں کہ پیدا کرکے ہی اُس نے چھوڑ دیا پھر اُس سے کچھ کام نہیں پڑتا بلکہ جس طرح ابتدا میں اسکی طرف حاجت تہی حال میں بھی ادنی اور اعلی حاجت اُسی سے وابستہ ہے یطعمنی ویسقین سے چھوٹی باتوں کی طرف واذا مرضت فہو یشفین سے امور عظام کی طرف ایما کرگیا والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین زندگی دنیا کے بعد بھی اس سے تعلق ہے وہی موت دیگا پھر قیامت کو دوبارہ وہی زندہ کریگا اُسی سے مجھے گناہوں کے معافی کی اُمید ہے (ہر چند حضرت ابراہیم گنہگار نہ تھے مگر خاصان خدا بمقام عبدیت اپنی ذرا ذراسی فروگذاشت کو بھی بہت بڑا گناہ سمجھا کرتے ہیں) یعنی تمہارے بت بیکار اور میرا معبود یہ یہ کیا کرتا ہے اب دیکھو کون قابل پرستش ہے یہ سب اُسپر تعریض ہے اسکے بعد جو دار آخرت اور دنیا کی بہبودی کے لئے حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے دعا کی اُسکو نقل کرتا ہے رب ہب لی حکما والحقنی بالصالحین حکم سے مراد کمال قوت مدرکہ کا کہ جس سے ادراک حق حاصل ہو والحقنی بالصالحین سے مراد کمال قوت عملیہ کا کہ جس سے خیر کو عمل میں لاوے واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین اور مرنیکے بعد دنیا میں میرا سچائی اور ذکر خیر کیساتھ تذکرہ باقی رہے یعنی توحید کا طریقہ جو مجھے نصیب ہوا ہے میرے بعد میں بھی ہو کہ وہ اس سبب سے مجھے ذکر خیر سے یاد کیا کریں اور دوسروں کے لئے توحید کیطرف رغبت کا باعث ہو واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم اور مجکو جنت نعیم کا وارث کیجیو یہ سعادت آخرت کی دعا تہی جب سعادت دنیا و آخرت کے سوال سے فارغ ہوئے تو اپنے باپ کے لئے بھی دعا کی کیونکہ وعدہ کرچکے تھے اور نیز اپنے حقداروں کو نعمت میں شریک کرنا عالی حوصلوں کا کام ہے ولا تخزنی یوم یبعثون کہ قیامت کے روز مجھے کوئی باز پرس ہی کرنا پھر اسکے بعد قیامت کا حال شروع کردیا کہ اُس روز نہ مال کام آویگا نہ اولاد نفع دیگی مگر قلب سلیم کہ جس میں توحید اخلاص ہو پھر۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

نوح کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا جبکہ انکے بھائی نوح نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تو تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ

اور میں اسپر تم سے کچھ اجرت بھی تو نہیں مانگتا میری مزدوری تو اللہ ہی پر ہے جو تمام جہان کا رب ہے۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ قوم نے کہا کیا ہم تجھے مانیں اور تیرے تابع تو

الْأَرْذَلُونَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ۝ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنْ أَنَا إِلَّا

کمینے لوگ ہو گئے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے تھے ان کا حساب تو میرے رب ہی پر ہے کاش تمہیں اسکا شعور ہوتا اور میں ایمان والوں کو اپنے پاس سے کبھی ہنکانے کا نہیں میں تو بس

نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝ قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ

کھول کر ڈر سنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کیا جائے گا۔ نوح نے دعا کی اے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا پس تو میرے اور انکے درمیان فیصلہ ہی کر دے اور مجھکو اور جو میرے ساتھ

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

النصف ع

ایماندار ہیں ان کو نجات دے۔ پھر ہم نے اسکو اور اسکے ساتھ والوں کو بھی جو بھری کشتی میں تھے بچا لیا۔ پھر بعد میں اور باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر ماننے والے بھی نہیں تھے اور البتہ آپکا رب وہی زبردست مہربان ہے

ترکیب

واتبعک جملہ حال ہے ضمیر نؤمن سے ارذلون جمع ارذل بمعنی ذلیل ماعلمی ظاہر میں ما استفہامیہ ہے محل رفع میں بسبب مبتدا ہونے کے وعلمی اسکی خبر اور ممکن ہے کہ نافیہ ہو بما کی ب دونوں تقدیر پر علمی سے متعلق ہے دوسری تقدیر پر خبر کو مضمر ماننا پڑیگا۔ لعدہ بعد انجائہ۔

تفسیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کا عبرتناک قصہ بیان فرماتا ہے۔ اگرچہ سورۂ اعراف و سورۂ ہود میں یہ قصہ مشرحاً بیان ہو چکا ہے لیکن چونکہ اسلوب قرآن مورخانہ نہیں کہ جنکے نزدیک مکرر بیان کرنا عیب ہے بلکہ واعظانہ کہ جنکے نزدیک عبرتناک قصوں کو بمقتضائے مقام و حالات قوم مکرر بیان فرمانا عین حکمت ہے خصوصاً نئے نئے اسلوب سے اسلئے اسکا پھر یہاں اعادہ کیا۔ حضرت نوح کا ساڑھے نو سو برس تک انمیں وعظ و پند فرمانا اور پھر ان کا ہدایت پر نہ آنا آنحضرت صلعم کے لئے کامل تسلی اور انکے اخیر نتیجہ غرق ہونے سے حضرت کے ہموطنوں سرکش قریش کو کامل تہدید ہے۔

کذبت قوم نوح المرسلین گرچہ قوم نوح کے صرف نوح رسول تھے مگر جبکہ ان کو جھٹلایا تو سب نبیوں کو جھٹلایا کیونکہ دین کی باتوں میں سب یکزبان تھے ایک کی تکذیب سب کی تکذیب اسلئے المرسلین جمع کا صیغہ آیا کہ انکے فعل بد کی پوری شناعت اور کامل قباحت ظاہر ہو جائے اور اسلئے بعد کے قصوں میں یہی صیغہ استعمال ہوا ہے اخوہم نوح انکے بھائی تھے کیونکہ ایک قوم کے تھے۔ نوح نے اوّلاً یہی فرمایا الا تتقون کہ کیوں نہیں خدا سے ڈرتے جو بت پرستی کرتے ہو قوم نوح میں بھی بت پرستی کا رواج تھا یہ تو ان کا وصف تھا اب اپنی حالت ذکر کرتا ہے انی لکم رسول کہ میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے پیغام لیکر آیا ہوں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور میں امانت دار ہوں یعنی اس پیغام رسانی میں کچھ کمی زیادتی نہیں کرتا ہوں جب یہ ہے تو فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو کہ اسکے احکام کی مخالفت نکرو اور میرا کہا مانو وما اسئلکم علیہ من اجر میں تمسے اسپر کچھ مانگتا نہیں یعنی بے غرض ہوں کیونکہ غرضمند کی بات میں وعظ ہوتا ہے۔ البتہ مزدوری تو میری ہے مگر تم پر نہیں رب العالمین پر ہے پھر اسی کلمہ کا اعادہ کیا تاکید کیلئے فاتقوا اللہ واطیعون ان سب باتوں کے بعد ان بدبختوں نے یہ عذر کیا انؤمن لک الخ کہ ہم تجھپر کیونکر ایمان لائیں تجھپر تو یاجی لوگ ایمان لائے ہیں جو احمق اور بدعقل ہوتے ہیں اور کوئی دنیاوی لالچ انکا مقصود ہوتا ہے یعنی دل سے نہیں۔ نوح علیہ السلام پر غریب غربا لوگ ایمان لائے تھے اور ہمیشہ ہر کار میں یہی پیشقدمی کیا کرتے ہیں کیونکہ ان کو حب مال و جاہ و حشم دنیا دامنگیر نہیں ہوتی سو یہ انکی یہاں نہیں تھی اسلئے نوح نے فرمایا وما علمی الخ کہ انکی حقیقۃ حال سے اللہ آگاہ ہے مجھ کو انکے باطن سے کیا کام بظاہر مومن ہیں مومنوں کو دور کرونگا آخر کار نوح نے

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

(اسی طرح) قوم عاد نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا تھا جبکہ اُن سے اُنکے بھائی ہود نے کہا کہ تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے ۔ البتہ میں تمہارے لئے امانت دار رسول (ہو کر آیا) ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ۝ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ۝ وَإِذَا

اس پر کچھ مزدوری بھی تو نہیں مانگتا ۔ میری مزدوری تو رب العالمین پر ہے کیا تم ہر ایک ٹیلہ پر کھیلنے کے لئے بلند عمارت بناتے ہو اور صنعت کے محل تیار کرتے ہو ؟ (اس خیال سے کہ) تم ہمیشہ رہو گے اور جب کسی پر

بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ۝ وَجَنَّاتٍ وَ

ہاتھ ڈالتے ہو تو جبار بنکر پنجہ مارتے ہو ۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۔ اور اُس خدا سے ڈرو کہ جس نے تمہاری اِن چیزوں سے مدد کی ہو کہ جنکو تم بھی جانتے ہو ۔ تمہاری چارپایوں اور اولاد اور باغوں اور

عُيُونٍ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَظْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنَ الْوَاعِظِينَ ۝ إِنْ هَٰذَا إِلَّا خُلُقُ

چشموں سے مدد کی ہے ۔ میں تم پر ایک بڑے سخت روز کے عذاب (آجانے) کا اندیشہ کر رہا ہوں ۔ اور انہوں نے کہا تو نصیحت کرے یا نہ کرے ہمکو تو سب برابر ہے　یہ　تو کچھ بھی نہیں

الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

مگر اگلوں کی عادت ہے اور ہمکو تو عذاب ہوگا نہیں　سو وہ (ہود کو) جھٹلا کر رہے پھر تو ہم نے بھی اُن کو ہلاک ہی کر دیا ۔ بیشک اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے بہت تو ایمان لانے والے ہی نہ تھے اور البتہ آپکا رب بھی وہ زبردست مہربان ہے

تفسیر

یہ حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ ہے اسکے شروع میں بھی وہی الفاظ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کے ابتداء میں تھے اسلئے انکی تفسیر کی بار دیگر ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے ۔ صرف ان کلمات کی تفسیر کی جاتی ہے جو حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے دعوت میں فرمائے تھے اور پھر قوم نے ان کو کیا جواب دیا تھا ؟

(۱) اتبنون بکل ریع آیۃ تعبثون ریع بلند جگہ آیۃ نشان ۔ قوم عاد عرب میں ایک بڑی مالدار قوم تھی انہیں سلطنت بھی تھی ایک زمانہ تو انکی سلطنت و شوکت کا ایسا گذرا ہے کہ یمن سے لیکر ترکستان اور ہند تک ایشیا کے اکثر ملکوں میں انہیں کا پھریرہ ہوا میں اڑتا تھا جب اوج اقبال حد کو پہنچا تو اسکے ساتھ حرام کاری وغیرہ افعال زشت بھی حد کو پہنچے جس خدا نے ان میں ہود علیہ السلام مبعوث کئے منجملہ ان بیفائدہ اور نکمی باتوں کے ایک بات یہ بھی تھی کہ ان کو نام آوری اور اپنے یادگار چھوڑ کر مرنیکا نہ شوق تھا جیسا کہ مالدار لوگوں کو ہوا کرتا ہے اسلئے وہ ایک بلند پہاڑی یا ٹیلے پر اپنی یادگار کیلئے بلند منار بناتے تھے جو ان کے مقبرے خیال کئے جاتے تھے چنانچہ مصر کے بلند منار اب تک انکے منار و نکی نظیر دنیا میں ملتے ہیں ۔ چونکہ یہ عبث کام ہے اس سے دین و دنیا کا کوئی فائدہ نہیں اسلئے سب سے اول ہود علیہ السلام نے اسی پر اعتراض کیا کہ کیا تم ایسا کرتے ہو جیلئے ایسا کرنا نہ چاہئے ۔ مفسرین نے گرچہ اسکی تفسیر میں اور اور توجیہیں بھی لکھی ہیں مگر سیاق و سباق اور تاریخ کے بھی یہ توجیہہ موافق ہے ۔

(۲) وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون ۔ مصانع پانی کے حوض ۔ اور بلند محل جب مقبروں کی تعمیر میں انکا یہ حال تھا تو مکانات کی تعمیر میں کیا کچھ اسراف نہ ہوگا ؟ چنانچہ وہ عجائب و غرائب بلند اور مضبوط محل بنواتے تھے اور انکی تعمیر میں بیشمار روپیہ صرف کرتے تھے اسکو بھی بیجا خرچ اور دنیا فانی کو مقام جاودانی سمجھنے کے خیال سے منع فرمایا یعنی تم جو ایسے استحکام کرتے ہو کیا یہاں ہمیشہ رہو گے ؟ دنیا چند روزہ کے لئے بقدر ضرورت مکان کافی ہے ۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ پہلا کام ہے کہ دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کا ثبوت دکھا دیں ۔

(۳) واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی باوجود اس حب دنیا اور حب جاہ اور علو کے غیروں سے تمہارا جابرانہ معاملہ ہے عدل و انصاف کا نہیں جیسا کہ جبار قوم کی عادت ہوتی ہے جسکو چاہا بیگار میں پکڑ لیا ذرا سا انکار کیا پیٹ ڈالا مار ڈالا کسیکا کچھ دینا ہوا دھمکا دیا یا مار کر نکال دیا کسی کی عورت یا عمدہ چیز کو زبردستی چھین لیا یہ باتیں بھی بربادی کا سبب تھیں اس لئے فرمایا فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو میرا کہنا مانو مگر پھر ان کو خواب غفلت سے مجملاً و تفصیلاً بیدار کرکے عذاب الٰہی سے ڈرایا مجملاً واتقوا الذی امدکم بما تعلمون میں پھر اسکی تفصیل کی امدکم بانعام الخ نکرہ و کب مانتے تھے کہہ دیا آپ وعظ کریں یا نکریں ہم پر کچھ اثر نہ ہوگا یہ پہلوں کی عادت ہے وہ ہمیشہ یوں ہی وعظ کرتے آئے ہیں پس انکی تکذیب کی تو تمام قوم عذاب الٰہی

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

اسیطرح قوم ثمود نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا جبکہ ان سے انکے بھائی صالح نے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا آمِنِينَ ۝ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝

اسپر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا ہوں میری مزدوری تو رب العالمین پر ہے۔ کیا تم یہاں کی نعمتوں میں امن سے چھوڑ دئے جاؤ گے باغوں میں اور چشموں میں اور کھیتیوں میں اور ایسی کھجوروں میں کہ جنکا خوشہ [illegible]

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا فَارِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ الْمُسْرِفِينَ ۝ الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۝

اور کیا تم پہاڑوں میں خوشی خوشی سے گھر تراشا کرتے ہو؟ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور ان بیہودہ لوگوں کی بات پر نہ چلو۔ وہ جو ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝ مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

وہ بولے تو تو جادو کا مارا ہوا ہے۔ تو ہے کیا مگر ہمسا ہی ایک آدمی پس کوئی نشانی لے اگر تو سچا ہے۔ صالح نے کہا یہ اونٹنی ہے اسکے پینے کا ایک دن ہے۔

شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ۝ فَأَخَذَهُمُ

اور ایک دن معین تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسکو برائی سے ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ تمکو بڑے دن کی آفت پکڑیگی۔ سو انہوں نے اسکی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر تو وہ بھی پشیمان ہو کر رہ گئے۔ پس انکو ایک

الْعَذَابُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

آفت نے آلیا البتہ اسمیں بڑی نشانی ہے۔ اور انمیں سے اکثر تو ماننے والے ہی نہ تھے اور البتہ آپکا رب تو بڑا زبردست (اور) مہربان ہے۔

ع ۸ ۱۲

ترکیب

آمنین حال من ضمیر تترکون فی جنات الخ بدل من فیما ہہنا باعادۃ الجار۔ ہضیم لطیف لین۔ تنحتون تراشیدن فارہین حال۔

یہ **پانچواں قصہ** حضرت صالح علیہ السلام کا ہے یہ قوم عاد کے بعد عرب کے شمالی کنارہ میں تھی۔ انکے باغ اور کھیتی اور پانی کے جاری چشمے اور عمدہ کھجوریں پیدا ہوتی تھیں یہ ملک نہایت سرسبز اور شاداب تھا اس قوم کو بڑی فراغبالی حاصل تھی باغوں اور کھیتوں میں عیش کیا کرتے تھے مگر بدبخت بت پرست تھے راہزنی اور غارتگری اور چوری اور دیگر فواحش میں سخت مبتلا تھے قیامت اور روز جزا کے منکر اور انہیں بیہودہ لوگوں کی پیروی تھی جنکی نسبت فرماتا ہے الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ انہیں کے کہنے چلتے تو اس قوم میں خداتعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث کیا حضرت نے فاتقوا اللہ واطیعون کا ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو میں تمہارا امین رسول ہوں میرے کہنے پر چلو۔ آخر مرنا ہے خدا سے کام پڑیگا اسلئے فرماتے ہیں (۱) اتترکون فیما ہہنا آمنین الخ کہ کیا تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہاں کی ان نعمتوں باغوں کھیتوں چشموں کھجوروں میں بحالت امن رہنے پاؤ گے ہمیشہ یہیں رہو گے امن سے مزے اڑاتے رہو گے؟ آدمی جب لذات دنیا میں مستغرق ہو جاتا ہے گو وہ زبان سے نہ کہے کہ میں سدا یہاں رہونگا مگر اسکا برتاوا اور زبان حال یہی کہا کرتی ہے جیسے حضرت صالح علیہ السلام نے انکو اس کام کیساتھ مخاطب فرمایا (۲) وتنحتون من الجبال بیوتا فارہین کہ تم کس امنگ کے ساتھ پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو گویا ہمیشہ یہیں رہنے کا سامان کر لیا ہے اس سے مراد دنیا سے نفرت اور دار القرار کیطرف رغبت دلانا تھا کیونکہ تمام گناہوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے (۳) فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو بری باتوں کو چھوڑو جو میں تمکو ارشاد کروں اسپر عمل کرو نہ کہ بدمعاشوں مفسدوں کے کہنے پر چلو قوم نے جواب میں تین باتیں کہیں (۱) انما انت من المسحرین کہ تجھپر تو کسی نے جادو کر دیا ہے یعنی تو دیوانہ ہے بھلا دنیا کی لذتوں کو چھوڑنا اور ایک موہوم گھر کی طرف موہنہ موڑنا کس عاقل کا کام ہے؟ (۲) اگر یہی خدا کا حکم ہے تو تجھے کسطرح سے معلوم ہو گیا اگر تو نبی ہے تو تجھ میں اور ہم میں کیا فرق ہے جیسے ہم ویسا تو (۳) اگر تو سچا ہے تو کوئی معجزہ دکھا۔ چنانچہ حضرت کی دعا سے معجزہ کے طور پر ایک ناقہ یعنی اونٹنی پیدا ہوئی جسکے لئے پانی پینے کا ایک دن مقرر ہوا اور کھیت کا اسپر قصد بدی کرنا آخرکار انہوں نے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

(اسی طرح) قوم لوط نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا جبکہ ان سے انکے بھائی لوط نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝ وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ

اور میں تم سے اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا ہوں (اسلئے کہ) میری مزدوری تو رب العالمین ہی پر ہے۔ کیا تم دنیا میں لوگوں ہی پر پلے پڑتے ہو اور وہ جو

لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۝ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ

تمہارے لئے تمہارے رب نے تمہاری بیبیاں پیدا کی ہیں انکو چھوڑے دیتے ہو بلکہ تم حد سے گذرنے والے لوگ ہو انہوں نے کہا اے لوط اگر تو ان باتوں سے باز نہ آیا تو ضرور نکال دیا جائیگا لوط نے کہا میں تمہارے کام سے سخت

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا

بیزار ہوں (اور دعا کی) کہ اے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو جو کچھ وہ کیا کرتے ہیں اس کے وبال سے نجات دے سو ہم نے اسکو اور سب اسکے کنبہ کو بچا لیا مگر ایک بڑھیا کہ جو پیچھے رہ گئی تھی پھر اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور

عَلَيْهِمْ مَطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ان پر (پتھروں کا) مینہ برسا دیا۔ سو کیا ہی بری بارش تھی جو خوف دلائے گیوں پر برسی البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر تو ماننے والے ہی نہ تھے اور البتہ آپکا رب زبردست (اور) مہربان ہے

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ

بن والوں نے بھی رسولوں کو جھٹلایا تھا۔ جبکہ ان سے شعیب نے کہا تھا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا

اس پر کچھ اجرت تو نہیں مانگتا۔ میری اجرت تو رب العالمین پر ہے۔ پیمانہ بھر کر دیا کرو اور کسی کو نقصان نہ پہونچایا کرو اور پوری ڈنڈی سے تولا کرو

تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۝

اور لوگوں کو انکی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور نہ ملک میں فساد مچاتے پھرو اور اس سے ڈرو کہ جس نے تمکو اور اگلی خلقت کو بنایا (در جواب اسکے) انہوں نے کہا تو تو جادو کے مارے ہوؤں میں سے ہے

وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّي أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ

اور تو ہے کیا مگر ہم جیسا ایک آدمی اور ہم تو تجھکو جھوٹوں میں سے خیال کرتے ہیں پھر تو ہم پر آسمان سے ٹکڑے برسا دے اگر تو سچا ہے۔ رسول نے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو سو انہوں نے اسکو جھٹلا دیا۔

فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

پس انکو سایہ کے دن کے عذاب نے آلیا بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا بیشک اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور وہ تو اکثر ماننے والے نہیں تھے اور البتہ آپکا رب زبردست (اور) مہربان ہے۔

؎ اسکو زخمی کر دیا اور ذبح کر ڈالا تب انپر آثار عذاب نمودار ہوئے ندامت کرنے لگے مگر اوسوقت کی ندامت سے کیا فائدہ تھا سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام کا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی بھتیجے تھے اور انکے حکم سے اس سرزمین پر بھیجے گئے تھے جو شام کے جنوب مشرق میں ایک جھیل ہوا اسکے قریب سدوم عمورہ وغیرہ اس جھیل کے قریب چند شہر تھے وہاں کے لوگ علاوہ بت پرست ہونیکے لونڈے باز بھی تھے عورتوں سے رغبت نہ رکھتے تھے لڑکوں پر مرتے تھے حضرت لوط علیہ السلام نے انکو اس فعل بد سے منع کیا اسکے جواب میں کہنے لگے کہ اگر تو اس وعظ سے باز نہ آئیگا تو یہاں سے نکال دیا جائیگا حضرت نے فرمایا میں تو منع ہی کرونگا کیونکہ میں اس ناپاک کام سے بیزار ہوں خدا سے دعا کی کہ مجھے اور میرے گھر کے لوگوں کو انکی شامت سے بچائیو مراد یہ کہ جو عذاب آنیوالا ہے میں اس سے پناہ مانگتا ہوں پس ایکروز ان پر عذاب آیا حضرت لوط اور انکے گھر والوں کو حکم ہوا کہ بڑے تڑکے تم شہر چھوڑ کر چلدو پیچھے مڑکر نہ دیکھنا صبح کو بیفاصلہ ہوگا حضرت کی بیوی انہیں لوگوں میں کی تھیں انکو اہل وطن سے تعلق تھا پیچھے مڑکر دیکھا تو وہ بھی ہلاک ہوئیں تمام شہروں پر پتھر برسے الٹ دئے گئے جنکے آثار حضرت نبی آخر الزماں علیہ السلام کے عہد تک باقی تھے اب بھی کچھ کچھ سیاحوں کو معلوم ہوتے ہیں۔ کذب اصحاب الایکۃ یہ ساتواں قصہ بن والوں کا ہے جو مدین کے قریب ہیں کیونکہ ایکہ بن کیلئے تو وہاں خشک بن تھا انکو اصحاب الایکہ کہتے ہیں انکی نبی بھی حضرت شعیب علیہ السلام تھے یہ کمبخت بت پرست تھے اسپر کم تولتے تھے اور بن میں غریب ڈاکہ زنی بھی کرتے تھے اور حضرت ان سب باتوں سے منع کرتے تھے جسکو انہوں نے نہ مانا بلکہ کہنے لگے آپ پر کسی نے جادو کر دیا ہے اگر سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دو یعنی کہ ٹکڑے برسا دو آخر کو سچا ہو چنانچہ انجام کار ایسا ہی ہوا کہ ایک سخت دن ہوا اور آسمان پر بادل سایہ کی طرح نمودار ہوا اور ہوا پیاسی آتش فشانی کی گئی کہ مدت سے گرمی کے بعد بادل کا سایہ دیکھ کر سب اسکے نیچے جمع ہو گئے اس سے آتش نے بطور نمونہ قیامت سب کو ہلاک کر دیا

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۙ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۙ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ؕ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اور یہ قرآن تو رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسکو روح الامین صاف عربی زبان میں آپ کے دل پر لیکر آئے ہیں آپ بھی ڈر سنایا کریں۔ اور البتہ اسکی خبر تو پہلوں کی کتابوں میں بھی ہے۔

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ۙ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ؕ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ

کیا انکے لئے (یہ) نشانی کافی نہیں کہ اس (قرآن کی حقانیت) کو علماء بنی اسرائیل بھی جانتے ہیں۔ اور اگر ہم اسکو کسی عجمی پر نازل کرتے پھر وہ اسکو انکے سامنے پڑھتا تو پھر وہ جب بھی ایمان نہ لاتے اسی طرح ہم نے انکار

فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ؕ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۙ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۙ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝

گناہگاروں کے دل میں بٹھا دیا تھا کہ وہ اس پر عذاب الیم دیکھے بغیر ایمان نہ لاویں گے پھر وہ انپر دفعتاً آجائے گا اور انکو خبر بھی نہ ہوگی (اسوقت) کہنے لگیں کہ بھلا ہم کو کچھ مہلت بھی مل سکتی ہے۔

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۙ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۙ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝

پھر کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں سو دیکھو تو سہی اگر ہم انکو چند برس (دنیا کے بڑے مزے) اٹھانے بھی دیں۔ پھر انکے پاس وہ عذاب آجاوے کہ جسکا انکو خوف دلایا جاتا تو جو کچھ انہوں نے فائدہ اٹھایا تھا کچھ بھی کام نہ آوے گا

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝ ذِكْرٰى ۚ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

اور ہمنے ایسی کوئی بھی بستی ہلاک نہیں کی کہ جسکے لئے آگاہی دینے والے نہ آئے ہوں۔ یہ (قرآن) نصیحت ہے یاد دلانے کو۔ اور ہمنے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

تفسیر

بلسان نزل سے متعلق اور منذرین سے بھی ہو سکتا ہے لم یکن کان تامہ ہے تو فاعل ایۃ ان یعلمہ بدل اور ناقصہ ہو تو آیۃ خبر مقدم ان یعلمہ الخ اسم ان ساتوں قصوں کے بعد چند باتیں ثبوت نبوت ورد منکرین کے لئے ذکر فرماتا ہے (۱) وانہ لتنزیل رب العالمین کہ یہ قرآن رب العالمین کا اوتارا ہوا ہے لفظ رب العالمین بول کر اس طرف اشارہ کرنے کے لئے فرمایا اول یہ کہ جسطرح ہم تمہاری جسمانی پرورش کرتے ہیں رزق روزی دیتے ہیں اسیطرح روحانی تربیت بھی ہمارا کام ہے اور روحانی تربیت کا ذریعہ وحی اور پیغمبر پر کتاب نازل کرنا ہے دوم یہ کہ تم جو اس نعمت آسمانی کا مقابلہ کرتے ہو اور پھر اب تک تم عذاب سے بچے ہوئے ہو یہی سبب ہے کہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جسکا شیوہ رحمت عام ہے ورنہ دیکھتے کیا ہوتا اور اسلئے قصص مذکورہ میں ہر ایک کا مقطع وان ربک لہو العزیز الرحیم پر کیا جس سے آنحضرت صلعم کے مخاطبوں کو یہ جتلایا جاتا ہے کہ ہم زبردست ہیں دم بھر میں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن رحیم بھی ہیں اور سب کے پرورش کرنے والے تم پر ترس کھانیوالے (۲) نزل بہ الروح الامین الی العربی مبین وہ جو فرمایا تھا کہ یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے اس پر یہ شبہ باقی رہتا تھا کہ رب العالمین نے اسکو کسطرح سے نازل کیا ہے کیا لکھی لکھائی کتاب آسمان سے فرشتہ لیکر آیا ہے کیا حضرت کو غیب سے آواز آتی ہے یا آپ سے ہر وقت خدا تعالیٰ باتیں کرتا ہے کیا صورت ہے۔ اسکی کیفیت بیان فرماتا ہے کہ اسکو روح الامین یعنی جبرئیل محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں۔ انکشاف غیبی انسانکے دلپر لیکر آیا ہے صاف عربی زبان میں۔ انکشاف غیبی انسانکے دلپر ہوا کرتے ہیں اور جبرئیل چونکہ روح ہیں انکی سرایت دل تک بخوبی ہوتی ہے اور ایسی روحانی اور لطیف چیزیں اپنے الفاظ سے جو مضمون چاہتے ہیں بشر کے دل پر القاء کر دیتے ہیں۔ جن لوگوں پر جن یا کسی روح ناپاک کا گذر ہوتا ہے باوجودیکہ وہ جن بان سے واقف بھی نہیں ہوتے اس زبان میں انکو وہ دور دراز کی باتیں اور دیگر مطالب القاء کر جاتے ہیں جسکا لوگوں کو بارہا مشاہدہ ہوا ہے چہ جائیکہ روحانیت مقدسہ اور انمیں سے خاص حضرت جبریل امین جو دل پر القا کریں۔ حواریوں پر بعد مسیح کے روح القدس اترا تھا جس سے وہ مختلف زبانیں بولنے لگے تھے (کتاب اعمال) معلوم ہوا کہ حضرت روح الامین صرف معانی نہیں بلکہ الفاظ کیساتھ قرآن کا القاء حضرت کے دل پر کرتے تھے پھر اسکو حضرت جمع کرا دیتے تھے یہ ہے نزول قرآن کی کیفیت (۳) وانہ لفی زبر الاولین نیز اس قرآن اور نبی علیہ السلام کا پہلوں کی کتابوں میں بھی ذکر ہے یہ بھی بڑی دلیل حقانیت کی ہے گو کہ کتب سابقہ بالفعل بعینہا موجود نہیں انمیں بہت کچھ تحریف و تبدیل ہو گئی اور ہوتی ہے مگر تاہم جسقدر پیشین گوئیاں آنحضرت کی بابت انمیں ابتک پائی جاتی ہیں اور کسی نبی کی نسبت نہیں پائی جاتیں (۴) اولم یکن لہم آیۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل میں سے بہت دیندار وں نے آنحضرت اور قرآن کی تصدیق کی اقرار کیا کہ ہماری کتب میں انکا ذکر ہے اور وہ آپکے منتظر تھے یہ بھی ایک بڑی علامت حق ہونیکی ہے عبداللہ بن سلام جیسے علماء یہود نے اقرار کیا (۵) ولو نزلناہ الخ قرآن مجید پر انکا یہ بھی شبہ تھا کہ یہ تو ہماری زبان میں ہے جسکو محمد بخوبی جانتے ہیں اگر کسی اور زبان میں بنا کے لاتے تو جانتے اسکا جواب دیتا ہے کہ اگر غیر عربی زبان میں آتا تو تم ہرگز نہ مانتے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۝ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۝ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

اور قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اترے اور نہ یہ انکا کام ہے اور نہ وہ اسکو کر سکتے ہیں۔ وہ تو سننے کی جگہ سے بھی دور کر دیئے گئے ہیں۔ پس (اے نبی) اللہ کے ساتھ اور کسی معبود کو نہ پکارنا

فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَاِنْ عَصَوْكَ

ورنہ آپ بھی عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اور اپنے نزدیکی قرابت داروں کو بھی ڈراؤ اور جو ایمان والے آپ کے تابع ہیں انکے لئے اپنا بازو جھکائے رکھو یعنی تواضع پیش آیا کرو۔ پھر مشرک نافرمانی کریں

فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ

تو کہدو کہ میں تمہارے افعال سے بری الذمہ ہوں اور (اے نبی) خدائے زبردست مہربان پر بھروسہ رکھو جو آپکو نماز کے وقت اٹھتے دیکھا کرتا ہے اور آپکا نمازیوں کی صف میں پھرنا بھی دیکھتا ہے بیشک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ ۝ تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ ۝

سنتا جانتا ہے۔ میں (کہدو) تمکو بتاؤں کہ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں جن پر کہ شیاطین بے اصل باتیں لا کر ڈالا کرتے ہیں اور بہت تو انمیں سے سرکش جھوٹے ہی ہوا کرتے ہیں

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

اور شاعروں کی بات پر تو بہکے لوگ چلا کرتے ہیں (اے مخاطب) کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ ہر میدان (سخن) میں بھٹکتے پھرا کرتے ہیں۔ اور وہ ایسی (باتیں) کہا کرتے ہیں جو کرتے نہیں مگر وہ شاعر جو ایمان لائے اور انہوں نے

الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝

اچھے کام بھی کئے اور (اپنے کلام میں) انہوں نے اللہ کا بہت ذکر کیا اور اپنے اوپر زیادتی ہونیکے بدلہ لیا کرتے ہیں تو وہ مستثنیٰ ہیں) اور ظالموں کو تو ابھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پڑتے ہیں۔

ع ۱۱ / ۱۵

ترکیب

یہیمون خبران کی اور حال بھی ہوسکتا ہے تب خبر فی کل واد ہوگی۔ منقلب صفت ہے مصدر محذوف کی والعامل ینقلبون لے ینقلبون انقلاب ای منقلب

تفسیر

مگر اسپر بھی وہ یہ شبہہ کرتے تھے کہ جبرئیل نہیں بلکہ شیاطین آنحضرتؐ پر القا کرتے ہیں اور ہر مخالف کہہ سکتا ہے کہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ القا کرنیوالے جبرئیل امین ہیں کوئی شیطان نہیں؟ اسکا کیا ہی تسلی بخش جواب عطا کرتا ہو وما تنزلت به الشیاطین کہ شیاطین نے تو اسکو نازل نہیں کیا ہے کیونکہ وما ینبغی لہم یہ انکی قبضہ قدرت سے باہر ہے کس لئے کہ شیاطین و ارواح خبیثہ کو مضامین خبیثہ سے دلی رغبت ہوتا پاک باتیں انکی خوراک ہیں روحانی مضامین اور توحید و معرفت اور ترک حب دنیا اور آخرت سے محبت اور خدا تعالیٰ سے دلی رغبت اور شہوات لذات فانیہ سے نفرت وغیرہ مضامین عالیہ قرآن مجید میں ہیں انسے انکو دلی نفرت ہے پھر یہ مطلب شیاطین کو اول تو معلوم ہی نہیں انکو تو یہی شہوات و لذات کی باتیں معلوم ہیں کہ جنسے نفس خوش ہوتا اور روح پر تاریکی آتی ہو اور جو معلوم بھی ہوں تو وہ کا ہیکو ایسی باتیں تعلیم و القا کرنے لگا جنسے انکو دلی نفرت ہو بلکہ وما یستطیعون انکو اسکی قدرت بھی نہیں کہ وہ کسی مقدس اور پاکباز نکو دل تک پہونچیں اور پھر ایسی باتیں القا کریں گوہ کے کیڑے کو پھول تک کہاں رسائی خفاش کو آفتاب تک کہاں دسترس اور بالفرض وہاں تک دسترس بھی ہو تو پھر ملاء اعلیٰ اور حظیرۃ القدس تک کہاں رسائی کہ جہاں سے یہ مضامین عالیہ آتے ہیں؟ اسلئے فرماتا ہے انہم عن السمع لمعزولون ترمذی نے سورہ جن کی تفسیر میں ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ پہلے جن آسمان تک چڑھ جایا کرتے تھے وہاں سے کوئی بات سن آتے تھے تو ساحروں کاہنوں کو اسمیں سو جھوٹھ ملا کر کہدیا کرتے تھے مگر جبسے آنحضرت صلعم نبی کئے گئے انکو وہاں تک جانیسے روکدیا گیا۔

جب انکے تمام شبہات کا پورا پورا جواب دیدیا گیا اور قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کردیا گیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے ان بت پرستوں کو شرک سے منع کرتا اور توحید کا حکم دیتا ہے فقال فلا تدع مع اللہ الہاً آخر کہ اللہ کے ساتھ اور کسیکو خدا بنا کر نہ پکارنا اور جو ایسا کریگا تو عذاب دیا جائیگا قوم عرب بلکہ اس عہد تمام بنی آدم ہند و روم ایران و ترکستان والے عیسائی یہودی اسی بلا میں مبتلا تھے اسلئے اس اصلی مقصد کا بیان کرنا مقدم ٹھہرا اور اسکے بعد خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

حاشیہ ۲۴۷ متعلق بآیت وانہ لفی زبر الاولین

انہ کی ضمیر آنحضرت صلعم کیطرف بھی پھرتی ہے اور قرآن مجید کیطرف بھی۔ شق ثانی کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ یہ قرآن یعنی اسکے مطالب بہتیا لوگو نہیں اولین کے کتب کے موافق ہیں نہیں بھی پائے جاتے ہیں باستثناء ان مواضع کے جہاں کتب اولین میں تحریف وقع ہوئی ہے۔ اگر اس مطابقت کیلئے میں نظائر پیش کروں تو یہ تمام کتاب بھی بس نہ کرے جو شخص قرآن مجید اور کتب سابقہ کو دیکھیگا اس بات کی پوری تصدیق کریگا۔ عجب مشکل بات ہے مخالف کو پاتھ سے نجات نہیں اگر قرآن مجید کتب سابقہ کو مطابق ظاہر کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں انسے لیا گیا ہے حالانکہ جانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم امی تھے اور ان کے ہاں بھی عرب میں کوئی کتب خانہ سابقہ کا نہ تھا پھر کسنے وہاں سے نقل کیا اور کب کیا اور کسکی معرفت کیا؟ اسی شبہ کی بنیاد پر ایک پادری صاحب فرماتے ہیں کہ قرآن نازل ہونیکی کیا ضرورت تھی؟ اور جو ان باتوں کو دکھایا جاتا ہے کہ جہاں قرآن مجید نے انکی غلط باتوں کو چھوڑ کر صحیح بات ذکر کی ہے تو کہتے ہیں لو صاحب قرآن کتب سابقہ کا خلاف کر رہا ہے۔

اول شق پر بھی معنی صاف ہیں کیونکہ اب کتب سابقہ بالتحریف میسر نہیں آتیں انکے اہل مذاہب نے اپنی خود غرضیوں سے بھی نہیں ایسی تحریف و تبدیل کی ہے کہ کچھ کا کچھ کر دکھایا اس بات کو علماء اسلام نے کتب مناظرات میں بڑی خوبی کیساتھ ثابت کر دیا ہے۔ مگر تاہم انہیں اب بھی آنحضرت صلعم اور آپ کے دین متین کی بابت اسقدر بشارتیں پائی جاتی ہیں کہ اتنی اور کسی کے لئے نہیں پائی جاتیں۔ اسمقام پر بطور نظیر کے چند بشارات مختصراً نقل کرتا ہوں مفصلاً کتب مناظرات میں ہیں وہاں دیکھو (۱) توریت سفر استثنیٰ کے اٹھارہویں باب میں ۱۸ ورس یہ ہے میں انکے لئے (بنی اسرائیل کے لئے) انکے بھائیوں میں سے (بنی اسماعیل میں سے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی ہیں) (اے موسیٰ) تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اسکے مونہہ میں ڈالونگا انتہی اس خبر کا مصداق نہ تو حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ کے جانشین ہیں جیساکہ علماء یہود کہتے ہیں کیونکہ وہ خود موسیٰ کے تابع تھے کتاب شریعت جدید انکے پاس نہ تھی نہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہے کیونکہ باعتقاد نصاریٰ حضرت عیسیٰ خدا کبھی خدا کے بیٹے کبھی خدا کے ٹکڑے بحکم تثلیث تھے اور حضرت موسیٰ انسان تھے خدا اور انسان میں کوئی بھی مماثلت نہیں اور نیز عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے تھے موسیٰ باپ سے پیدا ہوئے تھے نہ عیسیٰ کی شریعت کے مانند ہے نہ انکا طرز نبوت انکے طرز نبوت سے ملتا ہے موسیٰ کی نبوت حکومت و شوکت کو ساتھ تھی برخلاف عیسیٰ کے اسکے علاوہ حضرت عیسیٰ اور یوحنا یعنی یحییٰ علیہ السلام کے عہد تک اس بشارت کے بموجب لوگونکو اس نبی کا انتظار تھا اور یہ نبی موعود نہایت مشہور رہا چنانچہ انجیل یوحنا کے اول باب میں ہے کہ لوگوں نے یحییٰ سے پوچھا کیا تو الیاس ہے کیا تو مسیح ہے یا وہ نبی ہے۔ وہ نبی سے اشارہ انکا اسی نبی موعود کیطرف تھا جسکو مسیح اور الیاس کے غیر سمجھتے تھے۔ رہی یہ بات کہ بعض حواریوں نے یہود کے مقابلہ میں اس بشارت کا مصداق حضرت عیسیٰ کو قرار دیا ہے جیساکہ کتاب اعمال سے پایا جاتا ہے تو یہ استدلال ہمپر کوئی حجت نہیں البتہ آنحضرت اور موسیٰ کی مماثلت خود کہے دیتی ہے کہ اسکے مصداق آنحضرت ہیں۔ آنحضرت ماں باپ سے پیدا ہوئے تھے جیساکہ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کی قید سے رہا کیا آنحضرت نے عرب کو غیر قوموں کی حکومت سے ابد تک رہائی دی جسطرح حضرت موسیٰ کے بعد یوشع ایک غیر شخص انکا جانشین ہوا اسیطرح حضرت کے بعد ابوبکر صدیق جانشین ہوئے جسطرح موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل میں سردار ہوئے اسیطرح آنحضرت کے بعد خلفاء ہوئے حضرت موسیٰ کی شریعت میں طہارت نجاست حلت و حرمت قصاص وغیرہ کے متعلق احکام تھے اسیطرح آنحضرت کی شریعت میں بھی ہیں اور بہت سی باتیں ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا اسلئے آنحضرت کی نبوت کے آنحضرت کے معاصر علماء یہود بھی قائل تھے ہاں الفت جاہ و مال سے بعض نے دین اسلام قبول نہ کیا بعض نے کیا منجملہ ان کے مخیریق تھا جو جنگ احد میں شریک ہوا اور عبداللہ بن سلام وغیرہ اور لم یکن بہم تہ بہتان لیسوع علمائے بنی اسرائیل (۲) یشعیاہ نبی علیہ السلام کی کتاب میں جو اہل کتاب کے نزدیک کلام الٰہی مانی جاتی ہے آنحضرت اور آپکی امت کا نہایت صراحت کیساتھ ذکر ہے چنانچہ اسکے ساٹھویں باب پہلی آیت یہ ہے اٹھ روشن ہو کہ تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھپر طلوع کیا ہے کہ دیکھ تاریکی زمین پر چھا جائیگی اور تیرگی قوموں پر لیکن خداوند تجھپر طالع ہوگا اور اسکا جلال تجھپر نمودار ہوگا اور قومیں تیری روشنی میں اور سلاطین تیرے

طلوع کی تجلی میں چلینگے (یہ طلوع خداوندی اس پیشین گوئی کے بعد بجز قوم عرب کے اور کسی پر ابتک نہیں ہوا اور اسی طلوع خداوندی کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوا تہا جیسا کہ توریت سفر استثنیٰ کے تینتیسویں باب میں ہر جسکے یہ جملہ ہیں اور اُسنے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے انپر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا اُس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اُسکے داہنے ہاتہہ ایک آتشی شریعت اُنکے لئے تہی۔ کوہ سینا سے خدا تعالیٰ کا آنا حضرت موسیٰ پر تجلی فرمانا اور توریت عطا کرنا مراد ہے اب رہا کوہ شعیر اور کوہ فاران سے آنا جو عرب کے پہاڑوں کے نام ہیں اور دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آنا یہ بجز اسی طلوع خداوندی کے جو آنحضرت صلعم کے وسیلہ سے عرب پر ہوا اور فتح مکہ میں دس ہزار پاکباز تھے اور یوں بھی بدر وغیرہ میں ملائکہ کے لشکر مدد کو آئے اور ملائکہ قدوسی ہیں یہ بات اور کسی پر صادق نہیں آتی اشعیا نبی کے کلام میں تصریح ہی کہ اسوقت تمام قوموں پر ظلمت ہوگی اور دیگر قومیں اس باخدا جماعت کی روشنی میں آئینگے اور شاہان اسکی تجلی میں آدینگے یہ بات بھی بجز آنحضرت کی بعثت کے اور کسی پر صادق نہیں آسکتی۔ آنحضرت کی بعثت سے پہلے تمام عالم پر تاریکی چہائی ہوئی تہی غیر قومیں آپکی روشنی میں آئیں شاہان مطیع اسلام ہوئے پہر آگے اور بہی تصریح ہی کثرت سے اونٹ آ کے تجھے چہا لینگے (یہ شہر یروشلم کیطرف خطاب ہے جسکو حضرت عمرؓ کی خلافت میں اہل اسلام نے اونٹوں پر سوار ہوکر ہر طرف سے محاصرہ کرلیا تھا) مدیان اور عیفہ کے جوان اونٹ وہ جو سب سبا کی ہیں آوینگے (سبا سے قبائل یمن مراد ہیں ہو حمیر وغیرہ اس غزوہ میں وہی بیشتر شریک تہے) وے سونا اور لبان لاوینگے اور خداوند کی تعریف کی بشارتیں سنائینگے قیدار کی ساری بھیڑیں تیرے پاس جمع ہونگی نبیط کے مینڈہے تیری خدمت میں حاضر ہونگے اور وے میری منظوری کیواسطے میرے مذبح پر چڑہائے جاوینگے قیدار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بڑے بیٹے کا نام ہے جسکی نسل سے آنحضرت اور بہت سے قبائل عرب ہیں ان سبکا جمع ہونا اور خدا کی منظوری کیلئے مذبح پر چڑہایا جانا یعنی شہید ہونا بتلائیں بجز آنحضرت کے اور کس پر صادق آتا ہے؟ پہر آگے چلکر اس شہر اور ہیکل کا تعمیر کرنا اور بیت المقدس کی خدمت کرتے رہنا مذکور ہے۔ اب وہ کونسی قوم ہے جسنے طیطس کے ڈہائے ہوئے ہیکل اور یروشلم کی تعمیر کی اور اُسکے بادشاہوں نے اسکی خدمت گذاری کی اور وہاں امن قایم کیا؟ یہہ بجز اسلامیوں کے اور کس پر صادق آتا ہے حضرت عمرؓ نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی پہر بعد میں شاہان اسلام اُسکے ابتک خدمت گزار رہے وہاں جب سے یہود کو امن ہوگیا۔

پہر ۶۱ باب میں یہ ہی تب وے پرانے اجاڑ مکانوں کی تعمیر کرینگے الخ اور انہیں دائمی شادمانی ہوگی۔ الخ اور انکے ساتھ ایک ابدی عہد باندہونگا اور انکی نسل قوموں کے درمیان نامور ہوگی اور انکی اولاد امتوں کے درمیان سب جو انہیں دیکہینگے اقرار کرینگے کہ یہ وہ نسل ہے جسے خداوند نے مبارک کیا ہے عہد ابدی مسلمانوں سے باندہا گیا ابتک یروشلم کے قابض ہیں اور شام کی سرزمین کے بہی پہر ۶۲ باب میں یروشلم کا نئے نام سے نامزد ہونا اور اسکی تعمیر کرنیوالی قوم کا اسکو محترم جاننا مذکور ہے۔ آج بجز یروشلم کو محترم جاننے بجز مسلمانوں کے اور کسنے تعمیر کیا ہے؟ اور انہیں کے عہد میں اسکا نیا نام بیت المقدس مشہور ہوا۔ پہر ۶۵ باب میں مسلمانوں کا یروشلم پر قبضہ پانا اور انکا خدا کے نزدیک مبارک ہونا صراحتاً مذکور ہی کیونکہ انہیں نئی قوم سے ابدی عہد باندہنا منظور ہے پہر ۶۶ باب میں ان لڑائیوں کا ذکر ہے جو مسلمانوں اور عیسائیوں میں بیت المقدس کی بابت ہوئیں اور انجام مسلمانوں کو کامیاب کیا قول خداوند کی بات سنو ای تم جو اسکے کلام کے سبب کانپتے ہو (یعنی مسلمان جنکی نسبت آیا ہے تقشعر جلود ہم) تمہارے بہائی جو تمسے کینہ رکہتے (عیسائی لوگ جو بہ نسبت اور قوموں کے مسلمانوں کے بہائی ہیں کینہ ہی رکہتے تہے) اور میرے نام کیواسطے تمہیں خارج کردیتے ہیں کہتے ہیں خداوند کی تجید کیجائیگی (عیسائی مسلمانوں سے دین کی لڑائی سمجہکر لڑتے تہے کہ یہ بیہ لوگ خانہ خدا کے کیوں مالک ہوگئے؟ آخر ایکبار غالب آکر مسلمانوں کو وہاں سے خارج کردیا ستر برس کے قریب تک مسلمان خارج رہے) پہر وہ اللہ تمہاری خوشی کیلئے دکہائی دیگا اور وے پشیمان ہونگے۔ شہر کیطرف سے غلغلے کی آواز اور ہیکل کیطرف سے ہی آواز یہ خداوند کی آواز ہے جو اپنے دشمنوں کو بدلہ دیتا ہی (پہر ایک جرار لشکر کیساتہہ صلاح الدین یوسف شاہ مصر نے بیت المقدس پر چاروں طرف سے حملہ کیا اور ہر طرف تکبیروں کے نعرے بلند تہے جسکے خدا کے دشمن مغلوب ہوکر نکلے اور بہاگ گئے شہر فتح ہوا جہنڈا کہڑا کیا گیا ہزاروں دشمن مارے گئے) پہر سہ اور بہی اخیر تک یہی تصریح ہی اسکے سوا کتاب دانیال اور زبور حضرت داؤد اور انجیل اور انکی دیگر کتب سابقہ میں کہیں بالاجمال کہیں بالتفصیل آنحضرت صلعم کی بکثرت بشارتیں موجود ہیں جنکو غور کرکے بہت سے خدا ترس اہل کتاب حضرت پر ایمان لائے اور لاتے ہیں اور جنکے دلوں پر خدا تعالیٰ نے مہر کردی ہے وہ کبہی نہیں مانتے کیونکہ جنکو چاہتے ہیں گمراہ کرتے ہیں واللہ الہادی ۱۲ منہ غفر اللہ

حاشیہ: تجلی سے پیشین گوئی سے عیسائی ان پہاڑوں سے ملانے کی تاویل اور جہوٹ گوئی کی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ہم مراد لیا جاوے نور تجلی سہی قائم نہیں ہو سکتی کہ وہ غیر ور سے طاہر ہو اپنا اور فاران کوہ کے پہاڑوں کا نام ہی جس کا سلسلہ دور تک پہیلا ہی ۱۲ منہ

ع خصوصاً حرب صلیب کے وقت کی لڑائی تک فرنگستان سے عیسائی حملہ کرکے مسلمانوں پر آئے ۱۲ منہ

ع بیان کرو معلوم ہوا کہ عیسائی مذہب دشمن خدا کا ہے ۱۲ منہ

یہ حکم دیا وانذر عشیرتک الاقربین (کہ اپنے قرابت داروں کو ڈرا کر تمہارے ان برے افعال پر یہ آفت آنیوالی ہے امام بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم جبل صفا پر چڑھ کر پکارے اور بعید کے قبائل سے شروع کیا اے بنی عدی یہاں تک کہ قریش کے تمام قبائل کا نام لیا اور وہ سب جمع ہوئے اور جو کوئی خود نہ آسکا تو اس نے اپنے کسی آدمی کو بھیجدیا پس قریش کے لوگ اور ابولہب سب آئے آپ نے فرمایا اگر میں تمکو خبر دوں کہ کسی وادی میں تمپر چھاپہ مارنیکو کوئی لشکر جمع ہوا ہے تو تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ بیشک کس لئے کہ ہم نے بارہا تجربہ کر لیا ہے کہ آپ نے کبھی کوئی بات جھوٹی نہیں کہی تب آپ نے فرمایا میں تمہیں مطلع کرتا ہوں کہ ایک سخت عذاب آنیوالا ہے تب ابولہب نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹیں کیا اسلئے ہمکو جمع کیا تھا بخاری نے ابوہریرہؓ سے اسی امر میں یہ بھی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اے قریش تم اپنا بندوبست آپ کر لو میں تمہارے اوپر سے خدا کا عذاب دور نہیں کر سکوں گا اے عبد مناف میں خدا کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آونگا اے عباس بن عبدالمطلب میں تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں کچھ کارآمد نہ ہونگا اے صفیہ (رسول اللہ کی پھوپی) میں تیرے لئے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آونگا اے فاطمہ بنت محمد تو جو چاہے میرے پاس سے مال مانگ لے لیکن خدا کے مقابلہ میں میں تیرے کچھ کام نہ آونگا (افسوس آج ہمکو خاندانوں پر ناز ہے اسکو آخرت کا سرمایہ سمجھے بیٹھے ہیں) جس طرح خاندان اقارب کو ڈرسنانیکا حکم ہوا اسی طرح اسکے مقابلہ میں ایمانداروں کے آگے جھکنے اور تواضع اور مدارات کرنیکا حکم دیا بقولہ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین یہ دوسرا حکم تھا ایمان و اطاعت رسول کا مرتبہ کہاں تک بلند ہے کہ اپنے رسول پاک کو انکی تواضع کا حکم دیا اسی لئے ایمانداروں سے آپؐ تواضع پیش آتے تھے پھر فرماتا ہے اگر ڈرسنانے پر بھی لوگ آپکا حکم نہ مانیں تو کہدو کہ میں تم سے بری ہوں فان عصوک الخ اور انکی اس مخالفت سے کچھ خوف نہ کیجئے بلکہ توکل علی العزیز الرحیم اللہ زبردست مہربان پر توکل کرو وہ زبردست ہے اسکے آگے انکا زور نہ چلیگا اور مہربان بھی ہے اپنی مہربانی سے ہر وقت محفوظ رکھیگا الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین وہ اللہ جو آپکو دیکھتا ہے جبکہ آپ نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نیز نمازیوں میں آپکا پھرنا بھی دیکھتا ہے کہ صفیں قائم کرتے ہو تقلب اٹھنا بیٹھنا بھی ہے کبھی رکوع کرتے ہیں کبھی قیام کبھی سجود سب کو خدا دیکھتا ہے مقاتلؒ کہتے ہیں کہ حین تقوم سے مراد تنہا نماز کے لئے اٹھنا اور تقلب سے مراد جماعت میں نماز پڑھنا ہے ابن عباسؓ کہتے ہیں ساجدین سے مراد مصلین ہے مجاہد کہتے ہیں تقلبک سے مراد آنحضرت کا نماز میں پیچھے کے نمازیوں کو دیکھنا ہے تقلب بصرک فی المصلین کیونکہ موطا میں امام مالک نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں پیچھے سے بھی دیکھا کرتا ہوں تمہارے رکوع اور خشوع مخفی نہیں امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ شیعہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ آنحضرت کے آباء مؤمنین تھے کیونکہ تقلبک فی الساجدین سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے حضرت کی روح پاک کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف نقل کیا۔ اس بات کو امام صاحب نے رد کر دیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ آپکے ان افعال حمیدہ کو وہ دیکھتا ہے جو تمپر مہربانی اور محافظت الٰہی کا سبب ہیں یعنی آپ نیکوکار ہیں اور نیکوں کی حفاظت ہم ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں واللہ اعلم پھر انکے شبہ کا رد کرتا ہے بقولہ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین کفار کہتے تھے کیا عجب ہے کہ محمد پر شیاطین نازل ہو کر اسکو قرآن کی تعلیم کرتے ہوں جیسا کہ کاہنوں کو غیب کی باتیں بتلایا کرتے ہیں اور شاعروں کو شعر کا مضمون القا کرتے ہیں پس خدا تعالیٰ دونوں میں فرق بتلاتا ہے کہ کاہنوں اور شاعروں کی اور حالت ہے پیغمبر کی اور پہلے کاہنوں کا حال بیان کرتا ہے بقولہ تعالیٰ تنزل علی کل افاک اثیم کہ شیاطین تو بڑے جھوٹے بدکاروں پر نازل ہوا کرتے ہیں اور وہ کاہن ہیں جو یلقون السمع جن پر شیاطین کوئی بات لا ڈالتے ہیں۔ واکثرھم کاذبون اور اکثر جھوٹے ہی ہوتے ہیں سفلی عملیات کے عامل اکثر ناپاک اور گندے رہا کرتے ہیں تاکہ شیاطین انکے پاس خوشی خوشی آویں اب رہے شاعر ان کا یہ حال ہے والشعراء الخ کہ انکے پیچھے تو بدراہوں کی جماعت ہوا کرتی ہے جو کوئی مضمون نظم کرتے وہ اسکو نقل کرتے پھرتے ہیں مگر اس سے مراد وہ شاعر ہیں کہ جو آنحضرت کی ہجو کیا کرتے تھے جیسا کہ ہبیرہ بن وہب و امیہ بن ابی الصلت اور لوگوں کو جمع کر کے سناتے تھے اور وہ لوگوں سے بیان کرتے پھرتے تھے الم تر الخ یہ انکی بدراہی کی دلیل ہے کہ ہر میدان سخن میں ٹکراتے پھرتے ہیں کیا کیا جھوٹی اور مبالغہ آمیز مدحیں باندھتے ہیں وانھم یقولون ما لا یفعلون مونہہ سے کہتے ہیں کرتے نہیں ہجو وصال معشوق سب فرضی جھگڑے ہوتے ہیں مطلب یہ کہ مضامین قرآن میں اور ان میں زمین و آسمان کا فرق ہے الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات مگر جو ان میں دیندار ایماندار ہیں وذکروا اللہ کثیرا۔ اور اللہ کو اپنے اشعار میں یا خارج بہت یاد کرتے ہیں وانتصروا من بعد ما ظلموا اور جو کسیکی ہجو بھی کرتے ہیں تو ان پر ظلم ہو چکنے کے بعد کرتے ہیں وہ ایسے نہیں ان جملوں میں حسان بن ثابت کیطرف اشارہ ہے کہ کفار کی ہجو جب کی کہ وہ پہلے آنحضرت اور مؤمنین کی ہجو کر چکے تھے گو یہ بھی ہجو خلاصہ یہ کہ جو شعر برا ہو وہ برا ہے اور اچھا مضمون ہو خدا اور رسول کی مدح میں قوم و ملک کی اصلاح میں تو اچھا ہے۔ وسیعلم الخ ظالموں کو ابھی معلوم ہو جائیگا کہ وہ مر کر کہاں جاتے ہیں اور کس کروٹ پر پڑتے ہیں۔

سورۃ نمل مکیۃ ہے اسکے ترانوے آیات اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

یہ آیتیں ہیں قرآن اور کھلی کتاب کی جو ایمانداروں کے لئے ہدایت اور بشارت بھی ہے۔ (اور) انکے لئے جو نماز ادا کرتے اور

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ اُولٰٓئِكَ

زکوۃ دیا کرتے اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں البتہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے انکے اعمال انکے لئے بھلے کر دکھائے ہیں وہ سرگرداں پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں۔

الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

جن کو بڑا عذاب ہونا ہے اور وہ آخرت میں بڑے ہی خسارہ میں ہونگے اور البتہ آپکو قرآن خدائے دانا اور حکیم کیطرف سے دیا جاتا ہے۔

ترکیب

وکتاب معطوف ہے قرآن مجرور مضاف الیہ پر ہدی وبشری دونوں محل حال میں ہیں آیات یا کتاب سے اور مبتدا محذوف کی خبر بھی ہو سکتے ہیں الذین یقیمون صفت ہے المومنین کی وہم بالآخرۃ الخ تتمہ صلہ کا ہے و حال یا عطف کے لئے اور عطف کی صورت میں جملہ فعلیہ سے اسمیہ کی طرف تغیر کرنا ان کے ثبات اور ایمان پر استمرار ثابت کرنے کے لئے ہے۔

تفسیر

یہ سورہ بھی مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں بھی توحید اور اثبات نبوت کے مباحث اور چند انبیاء علیہم السلام کے تذکرے ہیں اور انپر جو کچھ انعامات ہوئے ہیں وہ بھی بیان ہوئے ہیں جو انکی خدا پرستی کا نتیجہ تھا فرمایا طسٓ ان دو حرفوں سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ ہے جسکو وہی خوب جانتا ہے تلک یعنی یہ آیتیں جو اس سورہ میں ہیں قرآن اور کتاب مبین کی آیات ہیں کسی شاعر کا کلام نہیں کتاب مبین سے مراد بھی قرآن ہے مگر کتاب مبین کہنے سے یہ بات بتلانی مقصود ہے کہ قرآن مجید میں کوئی بات بعید از عقل نہیں سب باتیں اسکی صاف اور ظاہر ہیں جنکو ہر ایک صاحب عقل سلیم تسلیم کرتا ہے ذرا بھی تردد نہیں کرسکتا مگر وہی کہ جسکے دل کی آنکھیں روشن نہیں ہیں وہ رہتے ہیں کے اندھوں اور جنم کے کوروں اور کج طبعوں کو اس میں ہزار ساقیل وقال ہیں اسلئے فرمایا ہدی وبشری للمومنین کہ یہ قرآن ہدایت ہے سب کیلئے مگر نفع اس سے وہی اٹھاتے ہیں جنہیں راستی کا مادہ رکھا ہوا ہے اسلئے بشری کو مومنین کے ساتھ مخصوص کیا پھر آگے یہ بھی کھول دیا کہ زبان سے مومن کہنا کافی نہیں جبتک کہ اس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں (١) الذین یقیمون الصلوۃ کہ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں یعنی اہتمام سے اور اسکی سب شرطوں اور ارکان کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ جو نماز نہ ادا کرے وہ پورا اور کامل مومن نہیں۔ حیف ہے ان لوگوں پر جو خدا پرستی اور دین کی حمایت کا تو دعوی کرتے ہیں مگر نماز سے بیفکر ہیں (٢) ویؤتون الزکوۃ اور جو زکوۃ دیا کرتے ہیں۔ زکوۃ شرع میں مال میں سے چالیسواں حصہ خدا کے نام دینا اور اسکے علاوہ ہر ایک قسم کی خیرات کو بھی زکوۃ کہتے ہیں مالی اور بدنی دونوں عبادتوں کو شامل کر لیا۔ مگر سب کے ساتھ ایک بڑی قید بھی ہے وہ کیا؟ وہم بالآخرۃ ہم یوقنون کہ وہ آخرت پر یقین بھی رکھتے ہوں اس میں ایمان یعنی جملہ اعتقادیات کی طرف ایک اہم جز کے ذکر کرنے سے اشارہ کر دیا کیونکہ مکہ کے لوگ برائے نام خدا تعالیٰ کے اور کچھ کچھ صفات باری تعالیٰ کے معتقد تھے مگر آخرت سے بالکل منکر تھے اور نہ صرف وہ بلکہ اس عہد میں باستثناء بعض سب مذاہب آخرت کے منکر تھے اسلئے اسکی تصریح کی تاکہ قوت عملیہ اور نظریہ کی تکمیل ہو جائے اور اسکے بعد ان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ الخ میں آخرت کے منکروں کا بدنتیجہ بھی بیان فرما دیا کہ لہم سوء العذاب وہم فی الآخرۃ ہم الاخسرون کہ انکو بہت ہی بڑا عذاب ہے اور آخرت میں بھی زیادہ وہ نقصان اٹھائینگے کیونکہ یہ جب اسکو ملنا ہی نہیں تو اسکے لئے کوئی توشہ کیوں جمع کرنے لگے؟ یہی خسارہ ہے اور آخرت کے انکار کا نتیجہ بھی بیان کر دی کہ زینا لہم اعمالہم فہم یعمہون کہ وہ کام جو لذات و شہوات و فراہمی مال و زر اور دنیا کے استحکام کے لئے کرتے ہیں وہ انکو بھلے معلوم ہوتے ہیں قضاء و قدر نے انکی نظروں میں زیبا کر دیئے ہیں اس میں حیران و سرگرداں ہیں آخرت اور مرنے کا تصور بھی برا جانتے ہیں۔ جو دنیا میں اس طرح غرق ہے گویا آخرت کا منکر ہے۔ یہاں تک قرآن کا مبین ہونا ثابت کر کے یعنی دعوی کی دلیل پیش فرما کر پھر اس دعوی کو بطور نتیجہ کے پیش کیا جاتا ہے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی اے نبی تم قرآن کو حکیم و علیم کیطرف سے پا رہے ہو وہی حکیم و علیم جسکی کوئی بات حکمت و علم سے خالی نہیں قرآن وہی و قتاً فوقتاً تمپر نازل کر رہا ہے اسلئے اس جملہ کو ان اور لام تاکید سے صدر کیا اور نیز یہ جملہ اگلے بیان کے لئے تمہید بھی ہے اسکی حکمت کا ثبوت احکام سے جن میں تکمیل قوت نظریہ و عملیہ ہے جسکو ہندی میں گیان و کرم کہتے ہیں جس پر نجات و کمال کا مدار ہے جس میں کوئی بات نہیں چھوڑی بخوبی ثابت ہے اور علم کا ثبوت انبیاء علیہم السلام کے گزشتہ واقعات سے جو ابھی بیان ہوتے ہیں اسی طرح ہو جائیگا کس خوبی کیساتھ توحید کے مسئلہ کو نبوت کے مسئلہ سے اور نبوت کے مسئلہ کو معاد کے مسئلہ سے اور پھر ان سب کے احکام کی پابندی

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ

(یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے ابھی میں تمہارے پاس وہاں کی خبر لاتا ہوں یا کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہوں تاکہ تم تاپو پھر جب موسیٰ اسکے پاس آئے تو آواز آئی کہ جو آگ میں

مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ

اور اسکے پاس ہے وہ بابرکت ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہان کا رب ہے اے موسیٰ بیشک میں ہوں اللہ زبردست حکمت والا اور اپنی لاٹھی تو ڈال دو پھر جب اسکو دیکھا کہ وہ سانپ کی طرح چل رہی ہے

وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ

تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ہم نے کہا) اے موسیٰ ڈرو مت کیونکہ میرے حضور میں رسول ڈرا نہیں کرتے لیکن جسنے ظلم کیا ہو پھر برائی کے بعد اسنے اسکو نیکی سے بدل دیا ہو تو میں غفور رحیم ہوں

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ ۖ فِي تِسْعِ آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ

اور اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو (پھر نکالو تو) وہ سفید نکلے گا بے عیب یہ ایک نشانی ہے منجملہ اور نشانیوں کے جو فرعون اور اسکی قوم کے پاس بھیجی جاتی ہیں کیونکہ وہ ایک بدکار قوم ہے۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ۚ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ

ع ١ / ١٦

پھر جب انکے پاس آنکھیں کھول دینے والی نشانیاں آئیں تو کہنے لگے کہ یہ تو صاف جادو ہے اور ان نشانیوں کا ظلم و تکبر سے انکار کر دیا حالانکہ دل میں مان چکے تھے پھر دیکھو مفسدوں کا کیا برا انجام ہوا۔

نیک روی کو ثابت کیا ہے اور خلاف ورزی اور شہوات اور لذات کی پیروی کے قصص انبیاء سے کیا برے نتائج دکھائے ہیں یہ ہے وہ قرآن کا اعجاز جس کا معارضہ ناممکن ہے نہ صرف مقفے و مسجع عبارت۔ اب قصص انبیاء علیہم السلام شروع ہوتے ہیں فقال۔

ترکیب

اذ کا عامل اذکر محذوف اور منہا سے بہی متعلق ہو سکتا ہے نودی کا مفعول مالم یسم فاعلہ یا تو ضمیر ہے جو موسیٰ کیطرف راجع ہے یا ان بورک علی الاول ان بمعنی ای تفسیر کے لئے من مرفوع ہے بورک سے انہ ضمیر شان انا مبتدا اللہ خبر تہتز حال ہے راٰہا مفعول سے کانہا حال ہے ضمیر تہتز سے الا من ظلم استثناء منقطع موضع نصب میں اور ممکن ہے کہ محل رفع میں ہو فاعل سے بدل ہو کر بیضاء من غیر سوء فی تسع تینوں حال ہیں الی محذوف سے متعلق تقدیرہ مرسلا الی فرعون مبصرۃ حال ہے مبصرۃ بھی پڑھا ہے تب یہ مفعول لہ ہے ظلما و علوا حال ہیں ضمیر جحدوا سے مفعول لہ بھی ہو سکتے ہیں۔

تفسیر

اذ قال موسیٰ الخ یہ حضرت موسیٰ کا وہاں سے قصہ ہے کہ جب وہ اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر سے دس برس کے بعد اپنی بیوی کو لیکر پھر مصر میں جا رہے ہیں سردی کا موسم تھا رات کو رستہ میں دور سے آگ کی چمک نظر آئی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں جا کر تمہارے تاپنے کو آگ لاتا ہوں یا وہاں جو کوئی ہوگا اس سے رستہ کی خبر پوچھونگا کیونکہ رستہ بھی بھول گئے تھے پھر جب وہاں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سبز درخت آگ کا شعلہ ہو رہا ہے یعنی منور ہو رہا ہے تجلی حق کی روشنی تھی جسکو حکیمانہ خیال کے لوگ کہا کرتے ہیں کہ وہ ایک مادہ ہے جو رات کو چمکتا ہوا نظر آیا کرتا ہے وہ گھاس میں بھی ہوتا ہے جانوروں میں بھی ہوتا ہے کرم شب تاب جسکو جگنو یا پٹ بیجنا کہتے ہیں اسی مادہ سے چمکتا ہے سمندر میں بھی رات کو آگ کی چنگاریاں نظر آیا کرتی ہیں یہ کیا ضرور ہے کہ ہر جگہ وہی مادہ مان لیا جایا کرے بغیر اسکے تجلی حق کی رنگ کیا محال بات ہے؟ الغرض اسکو دیکھکر حیرت میں کھڑے تھے یہاں سے آواز آئی کہ حیرت نہ کرو اس آگ میں جو ہیں یعنی فرشتے اور جو اسکے اردگرد ہیں وہ بھی فرشتے بابرکت ہیں اور آگ کا یہ نور ہے اور اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا سبحان اللہ رب العلمین کہ اللہ جو رب العلمین ہے جسکے تربیت یافتوں میں سے یہ نورانی ملائکہ بھی ہیں وہ آگ میں نظر آنے سے پاک ہے یعنی اس آگ اور روشنی کو اور اسکے آس پاس لوگوں کو اللہ نہ سمجھ لینا بلکہ یہ مقام اللہ کی تجلی کا ہے اور یہ ملائکہ اسکے جلوے ہیں خدا نہیں ہیں یا موسیٰ انہ انا اللہ الخ خدا جو ہوں تمہیں زبردست حکمت والا ہوں پھر موسیٰ سے خدا تعالیٰ کا کلام شروع ہوا یہ آواز کچھ معمولی آواز نہ تھی جسکو لوگ حروف اور جہت تجویز کرتی پڑے بلکہ ایک روحانی ندا تھی جسکی حقیقت ہم نہیں جان سکتے اور وہ اسکی ذات پاک کے لائق ہے واللہ اعلم پھر خدا نے فرمایا اپنا عصا زمین پر ڈالدو موسیٰ نے ڈالدیا تو وہ سانپ بنکر لہرانے لگا موسیٰ ڈر کر بھاگے فرمایا ڈرو مت میرے حضور میں انبیاء ڈرا نہیں کرتے موسیٰ علیہ السلام کے دل میں آ نکلے ہاتھ سے قبطی کے مارے جانیسے گناہ کا کھٹکا بھی تھا اسکی صفائی کیلئے یہ بھی اطمینان دلایا کہ الا من ظلم الخ لیکن جو کوئی گناہ کے بعد نیکوکاری کرتا ہے میں اسکے لئے غفور رحیم بھی ہوں پھر ایک معجزہ دیا اور حکم کے نیچے فرمایا وادخل یدک کہ اپنی بغل میں ہاتھ دبا کر باہر نکالو وہ بغیر کسی آسیب کے کسی برص کی سفیدی چمکتا ہوا نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ منجملہ نو نشانیوں یعنی معجزات کے یہ دو نشانیاں ہیں انکو لیکر فرعون اور اسکی قوم کی طرف جاؤ وہ بدکردار لوگ ہیں حسب الحکم

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا

اور البتہ ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا تھا اور ان دونوں نے (خوش ہو کر) کہا سب تعریف اس اللہ ہی کو ہے کہ جس نے ہمکو اپنے بہت سے ایماندار بندوں پر فضیلت عطا کی اور سلیمان داؤد کے وارث ہوئے اور کہنے لگے کہ

النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۝ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَ

لوگو ہمکو پرندوں کی بولی بھی سکھائی گئی اور ہمکو ہر ایک قسم کے سامان عطا کئے گئے ہیں بیشک یہ اس کا صریح فضل ہے اور سلیمان کے لئے اس کا لشکر (دار الخلافہ) سے جمع کیا گیا جن اور آدمیوں اور پرندوں کے

الطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

لشکر صف بستہ (با ترتیب) لائے جاتے تھے یہاں تک کہ جب وہ لشکر چیونٹیوں کے جنگل میں آئے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے بلوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ تم کو سلیمان اور اس کا لشکر روند ڈالے اور انکو خبر بھی نہ ہو

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

پھر سلیمان چیونٹی کی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے رب مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر کیا کروں کہ جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر عطا کی ہیں اور ایسا اچھا کام کروں کہ جسکو تو پسند کرے اور اپنی رحمت سے مجھکو اپنے نیک بندوں میں داخل کیا

حضرت موسیٰ انکے پاس گئے معجزات دکھائے وہ دل میں تو قائل ہو گئے مگر اپنی سرکشی اور غرور سے انکار کیا پھر دیکھو انکا کیا انجام ہوا غرق ہوئے قصہ کو یہاں مختصر کر دیا یہاں اسیقدر کافی تھا۔

ترکیب

ضاحکا حال مؤکدۃ لان التبسم مبداء الضحک او مقدرۃ یقرر ضحکا علی انہ مصدر والعامل فیہ تبسم لانہ بمعنی ضحک حشر کا مفعول مالم یسم فاعلہ جنودہ۔

تفسیر

یہ دوسرا قصہ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا ہے جو اس تفصیل سے یہود و نصاریٰ کو بھی معلوم نہ تھا اسی حکیم و علیم نے حضرت کو بتلایا ہے فرماتا ہے ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا انکا علم اور دانش مشہور اور ضرب المثل ہے جسکے شکریہ میں وہ الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین کہتے تھے یہ مجمل تھا پھر اس علم کی آگے تفصیل فرماتا ہے فقولہ ورث سلیمان داؤد اس وراثت میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کوئی علم و دانش و نبوت کی وراثت کہتا ہے۔ یہ چیزیں ورثہ میں نہیں آتیں مبدء غیب سے عطا ہوا کرتی ہیں پھر سلیمان کے وارث ہونیکے یہ معنی کہ جو کمالات انکے باپ کو عطا ہوئے تھے وہی اس فرزند رشید کو بھی یعنی سلیمان کے کمالات نئے نہیں کہ انہیں کو عطا ہوئے ہوں بلکہ خاندانی ہیں۔ خاندانی اہل کمال کی نسبت انکے کمالات کا اپنے بزرگوں سے ورثہ پانا محاورہ میں آتا ہے اور یہی قول جمہور کا پسند ہے بعض کہتے ہیں کہ ملک و سلطنت کا ورثہ ہے وفیہ ما فیہ وقال یا ایہا الناس یہ اس علم اور ورثہ کی تفصیل شروع ہوتی ہے کہ سلیمانؑ نے کہا کہ ہمکو جانوروں کی بولی بھی خدا تعالیٰ نے سکھائی اور ہمکو ہر ایک نعمت عطا کی ہے پھر ہر ایک نعمت کے مجموعہ میں سے بعض بعض خاص نعمتوں کا خدا تعالیٰ ذکر کرتا ہے (۱) وحشر لسلیمان الخ کہ سلیمانؑ کے پاس تین قسم کا لشکر جمع تھا جنوں کا آدمیوں کا پرندوں کا جو تخت سلیمان کے اوپر سایہ کرتے تھے یا کبوتر وغیرہ ہونگے جو خطوط اور فرامین پہنچانیکا کام دیتے ہونگے جیسا کہ آگے ہد ہد کا ذکر آتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا خط لیکر بلقیس شاہزادی کے پاس گیا تھا (۲) حتیٰ اذا اتوا الخ ایکبار سلیمانؑ کا لشکر کسی ایسے مقام پر سے گزرا کہ جہاں چیونٹیوں کے بلے تھے اور وہ زمین پر چل رہی تھیں تب ایک چیونٹی نے کہا کہ اپنے بلوں میں گھس جاؤ کہیں بیخبری میں لشکر کے پاؤں کی روندن میں نہ آجاؤ یہ بات حضرت سلیمانؑ کو معلوم ہو گئی کیونکہ خدا نے انکو بہت سے علوم عطا کئے تھے اسپر آپ ہنسے اسلئے کہ چیونٹی نے سلیمان کو بیخبری کا الزام لگایا تھا ہو دم اسلئے کہ اسکو یہ معلوم نہیں کہ حضرت کو کیا کیا علم دیئے گئے ہیں سوم خدا تعالیٰ کی عنایت اور رحمت پر خیال کر کے کہ اسنے مجھے ایسا بلند مرتبہ کیا اسلئے اسکے بعد سلیمانؑ نے خدا سے دعا کی کہ مجھے شکرگزاری کی توفیق دے اور اس جاہ و حشم پر مغرور و متکبر نہ کرنا بلکہ اس بلند اقبالی پر اچھے کام کیا کروں اور جماعت صالحین سے باہر نہوں۔ یہ قصہ گو بائبل میں نہیں مگر اسکی تصدیق کرنیوالی باتیں اول کتاب السلاطین کی چوتھے باب میں بہت کچھ ہیں جنمیں سے بعض جملہ یہ ہیں ۲۹۔ اور خدا نے سلیمان کو دانش اور خرد نہایت دی تھی اور دل کی وسعت بھی عنایت کی ایسی جیسے سمندر کے کنارے کی ریت اور سلیمان کی دانش اہل مشرق اور اہل مصر کی دانش سے کہیں زیادہ تھی الخ اور اسنے درختوں کی کیفیت بیان کی سرو کے درخت سے کیکر جو لبنان میں تھا اس زوفے تک جو دیواروں پر اگتا ہے اور چارپایوں اور پرندوں اور رینگنیوالوں اور مچھلیوں کا حال بیان کیا۔ منطق الطیر بیضاوی کہتے ہیں نطق کو معنی عرف میں ان الفاظ کا استعمال کرنا جو دلی بات کو ظاہر کریں خواہ وہ مفرد ہوں خواہ مرکب اور نطق کا مجازاً اطلاق کبھی اس حالت پر بھی ہوتا ہے کہ جس سے کوئی بات ظاہر کیجاوے حیوانات کا نطق اسی طرح کا ہے کہ انکی آواز ان کے تخیلات کے تابع ہیں جو ضرورتاً عبارات کے ہوتی ہیں اور شاید سلیمان علیہ السلام قوت قدسیہ سے ہر حیوان کا وہ خیال دریافت کر لیتے تھے کہ جس خیال سے اسنے وہ آواز نکالی ہے انہی سمجھانا حکماء خیال کو بھی کوئی توجیہ کرنیکی ضرورت نہیں کیونکہ یہ بات انکے نزدیک ناممکن نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت کو چیونٹی کا خیال معلوم ہو گیا ہوگا جو وہ اپنی جماعت کے آگے ظاہر کر رہی تھی۔ خدا نے حیوانات کو بھی علم اور ادراک دیا ہے انکے باہم ہمکلامی اور اطلاع دینے کے ذریعے پیدا کئے ہیں یہ اور بات ہے کہ ہم نہیں جانتے اس تقدیر پر کیا ضرورت ہے کہ نملہ کسی قبیلہ کا نام رکھا جائے اور جن سے قوم عمالیق مراد لی جائے۔ ایسی توجیہیں دور از کار ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ

اور سلیمان نے پرندوں کی حاضری لی تو کہا کہ کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا ہوں کیا وہ غیر حاضر ہے ہاں اگر ایسا ہے تو میں اسکو سخت سزا دونگا یا اسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ میرے پاس کوئی صاف عذر پیش کرے

مُبِينٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ۝ إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن

بیان کرے پھر تھوڑی دیر کے بعد ہدہد حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو حضور کو معلوم نہیں اور سبا سے آپکے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں یعنی میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ ان پر حکمرانی کر رہی ہے اور اس کو

كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۝ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

ہر قسم سے ساز و سامان بھی دے رکھے گئے ہیں اور اس کے پاس ایک بڑا تخت بھی ہے۔ میں نے اسکو اور اسکی قوم کو اللہ کے سوا آفتاب کو سجدہ کرتے ہوئے پایا اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے آراستہ کر دکھایا ہے اور انکو راہ راست سے روک دیا

فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ

پھر انکو یہ بھی نہیں سوجھتا کہ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں کہ جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں نکالتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب کو جانتا ہے اس اللہ کو کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں

الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ قَالَ سَنَنظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝ اذْهَب بِّكِتَابِي هَٰذَا فَأَلْقِهْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۝

وہ بڑے تخت کا مالک ہے سلیمان نے کہا ہم ابھی دیکھتے ہیں تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹا ہے۔ جا میرے اس خط کو لیجا کر ان پر ڈالدے پھر ان سے الگ ہٹ جا پھر دیکھ کر وہ کیا جواب دیتے ہیں اور اسکو پڑھکر

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۝ إِنَّهُ مِن سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ أَلَّا تَعْلُوا عَلَيَّ وَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝

بلقیس نے کہا کہ اے دربار والو یہ میری طرف ایک فرمانِ محترم ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرے سامنے تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلی آؤ۔

(۳) وتفقد الطیر کہ پرندوں کی حاضری لی تو ان میں ہدہد کو نہ پایا فرمایا کہ اسکو سزا دونگا ورنہ کوئی عذر معقول بیان کرے تھوڑی دیر کے بعد ہدہد بھی آ حاضر ہوا اور اسنے سبا کی شہزادی بلقیس کا حال بیان کیا کہ اسکے پاس سب ساز و سامانِ سلطنت حاصل ہیں اور ایک عمدہ تخت بھی ہے کہ جس پر وہ جلوس کرتی ہے مگر یہ لوگ آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور یہ لوگ آفتاب پرست تھے یا تو صابی ہونگے یا کوئی اور مذہب مروج ہوگا جو شیطانی مذہب تھا) اور اللہ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے آسمان کی چھپی ہوئی ستارے آفتاب ماہتاب چھپ جاتے ہیں پھر انکو اللہ ہی ظاہر کرتا ہے پھر انکو کیا سجدہ کرنا چاہئے اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں طرح طرح کی جڑی بوٹیاں اور اناج وغیرہ اس میں ہدہد نے اپنی خوش بیانی ظاہر کر دی اور وہ اللہ جو دل کی مخفی اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے وہ اللہ جو بڑے تخت کا مالک ہے یعنی اسکے تخت کے آگے انکے تخت کی کیا حقیقت ہے یہاں تک ہدہد کی گفتگو تھی جو تمام ہوئی اب سلیمان علیہ السلام اسکے جواب میں فرماتے ہیں سننظر اصدقت ام کہ ہم دیکھتے ہیں تو جھوٹا ہے کہ سچا ہے اچھا تو میرا یہ نامہ لیجا اور جا کر اوپر سے ڈالدینا پھر چھپ کر دیکھنا کہ وہ آپس میں کیا کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے نامہ لکھا جس کا یہ عنوان تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین۔ اللہ کے نام سے جو رحمٰن رحیم ہے۔ اسکے بعد واضح ہو کہ تم میرے پاس مطیع ہو کر حاضر ہو جاؤ اور تکبر نہ کرو اب یہ کچھ ضرور نہیں کہ سلیمان نے بعینہٖ یہی لکھا ہو بلکہ ممکن ہے کچھ اور ہو جس کا خلاصہ خدا تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا لیکن سرنامہ پر بسم اللہ لکھی تھی یہ نامہ عبرانی زبان میں تھا۔ ہدہد نامہ لیکر گیا اور اوپر جا کر ڈالدیا یعنی بلقیس کے تخت پر اسنے پڑھا اور اپنے ارکانِ دولت سے ذکر کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے ہم سلیمان کے پاس جائیں یا نہ جائیں۔

سبا یشجب کا بیٹا اور وہ یعرب کا اور وہ قحطان کا جو تمام قبائل یمن کا باپ تھا پھر سبا کی بہت سی اولاد تھی پھر اسی کے نام سے یمن میں ایک شہر سبا بسا جو صنعاء سے تین دن کے فاصلہ پر ہے سبا سے مراد اگر قبیلہ ہے تو غیر منصرف ہے ورنہ منصرف (ک) بلقیس الہدہاد کی بیٹی وہ شرحبیل کا بیٹا وہ ذی الاذعار کا وہ افریقیس کا وہ ذی المنار کا جسکو ابرہہ بھی کہتے تھے وہ صعب کا جسکو ذو القرنین کہتے تھے وہ حارث الرائش کا جسکو تبع اول کہتے تھے کئی پشت آگے چلکر اس کا نسب نامہ حمیر سے ملتا ہے جو سبا مذکور کا بیٹا تھا۔ اسی سبا نے مآرب کی زمین پر ایک پختہ بند بندھا کر تالاب کے طور پر پانی جمع کیا تھا جس سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکلتی تھیں ملک میں بڑی سرسبزی تھی۔ آخر لوگوں کی ناشکری سے وہ بند ٹوٹا اور ملک برباد ہو گیا جیسا کہ سورۂ سبا میں مذکور ہے شداد بن عاد بن ملطاط بن سبا بھی سبا کی نسل میں تھا۔ بلقیس ان ہی کے تخت پر بیٹھی تھی اس قوم کی بڑی شان و شوکت کی سلطنت ہو چکی ہے۔ ان کے آثار اب تک ملک یمن میں پائے جاتے ہیں۔ از تاریخ ابو الفدا ناقلاً عن ابی سعید المغربی ۱۲ منہ۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ ۝ قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ

بلقیس کہنے لگی کہ اے سردارو میرے معاملہ میں رائے دو میں کوئی بات تمہارے حاضر ہوئے بغیر طے نہیں کرتی انہوں نے کہا ہم لوگ زور آور اور بڑے (سخت) لڑنے والے ہیں (آگے) سرکار کو اختیار ہے

إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۝ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۝

جو کچھ حکم دیں ہم اسکو غور کرلیں بلقیس نے کہا جب کسی شہر میں بادشاہ زبردستی داخل ہوا کرتے ہیں تو اس کو اجاڑ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کر ڈالتے ہیں اور وہ یوں ہی کیا کرتے ہیں۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِم بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِّمَّا آتَاكُم بَلْ

اور میں (دولوں) انکے پاس کوئی تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ ایلچی کیا جواب لیکر آتے ہیں۔ پس جب ایلچی سلیمان کے پاس پہنچا تو سلیمان نے کہا کہ کیا تم میری مدد مال سے کرنا چاہتے ہو سو جو کچھ مجھکو اللہ نے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے

أَنتُم بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ۝ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُم بِجُنُودٍ لَّا قِبَلَ لَهُم بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُم مِّنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ۝ قَالَ يَا أَيُّهَا

بلکہ تم ہی کچھ اپنے تحفہ سے خوش ہوتے ہوگے انکے طرف واپس جاؤ ہم اُن پر ایسا لشکر بھیجتے ہیں کہ جس کا وہ مقابلہ نہ کرسکیں گے اور ہم انکو وہاں سے ذلیل و خوار کرکے نکالدینگے سلیمان نے کہا

الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَن يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ

اے سردارو تم میں ایسا کوئی ہے کہ اُس کے حاضر ہونیسے پہلے میرے پاس اسکا تخت لا حاضر کرے۔ ایک زورآور جن بول اٹھا کہ آپکے دربار سے اٹھنے سے پہلے ہی میں اسکو لا حاضر کرتا ہوں اور میں اسپر قوی بھی ہوں

أَمِينٌ ۝ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي ۝

امانت دار اُس شخص نے کہ جسکے پاس کتاب کا علم تھا عرض کیا کہ میں اُسکو حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا حاضر کرتا ہوں پھر جب اُس تخت کو سلیمان نے اپنے پاس رکھا پایا تو کہنے لگے کہ یہ میرے رب کی عنایت ہے

لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝

تاکہ مجھے آزمادے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرتا ہے تو اپنے بھلے کو اور جو کوئی ناشکری کرتا ہو تو میرا رب بھی بے پروا عزت والا ہے ۔

اُنہوں نے کہا ہم بڑے قوی اور بڑے لڑنیوالے لوگ ہیں سلیمان سے کچھ خوف نہیں مگر تاہم جو آپکی رائے ہو وہی ٹھیک بلقیس بڑی عقلمند عورت تھی سوچی کہ لڑائی کا انجام بُرا ہے اگر غالب آ گیا تو اُلٹ پلٹ دیگا عزت داروں کو ذلیل کردیگا اور بادشاہوں کا یہی دستور ہے صلح کرلینی بہتر ہے۔ اول مرتبہ اُسکے پاس جانا تو مصلحت نہیں تحفہ تحائف دیکر ایلچیوں کو بھیجنا چاہیے اس سے سلیمان کی پوری کیفیت معلوم ہو جاویگی یہ بات سبکو پسند آئی بڑے بڑے بیش قیمت ہدیے دیکر ایلچیوں کو بھیجا تاکہ سلیمان اس مال کو دیکھکر نرم ہو جاویں مگر سلیمان علیہ السلام کا مقصد اس بت پرست بادشاہزادی کو اسلام میں لانا اور برائی سے بچانا تھا اسلئے ان تحفوں کو کچھ بھی خاطر میں نہ لاکر یہ فرمایا کہ اللہ کا دیا میرے پاس بہت کچھ ہے ایسے ہدیوں سے تمہیں خوش ہو جاؤ جاکر کہدو کہ حاضر ہوں ورنہ میں ایسا بھاری لشکر بھیجتا ہوں کہ جس کا کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا اور میں اُنکو وہاں سے ذلیل و خوار کرکے نکالدونگا۔ ایلچی تو اُدھر روانہ ہوئے اُدھر حضرت سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کوئی ہے کہ اُسکے آنے سے پیشتر میرے پاس اُس کا تخت اٹھا لاوے؟ ایک بڑے قوی جن نے کہا میں اُسکو حضور کے پاس آپ کے دربار کے رخصت ہونیسے پہلے لے آتا ہوں میں قوی بھی ہوں امانتدار بھی ہوں اسمیں کچھ خیانت نہ کرونگا مگر اُس شخص نے کہ جسکو کتاب الٰہی کا علم تھا اسم اعظم جانتا تھا یہ کہا کہ میں آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں چنانچہ اُسنے لاکر سلیمان کے سامنے اُسکو کھڑا کر دیا سلیمان نے اسپر خدا کی عنایت کا بڑا شکر ادا کیا ومن شکر فانما الخ یہی کہدیا کہ جو کوئی خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے تو اپنے لئے یعنی اللہ کو اس کا کچھ فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بندے کو کہ وہ اور بھی نعمتیں اُسکو عطا کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ کو کچھ بھی پروا نہیں (یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو دولت و حکومت کا کچھ بھی نشہ نہیں چڑھتا) قال نکروا لها الخ یہاں سے پھر اصل قصہ شروع ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اسکے تخت میں کچھ ایسا تغیر و تبدل کردو کہ اسکی پہلی صورت بدل جاوے تاکہ میں جب بلقیس آوے اسکی عقل کا امتحان کروں کہ ۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَتْ قِیْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ

سلیمان نے حکم دیا کہ اس کے تخت کو متغیر کر دو اُس کے امتحان کے لئے تاکہ ہم دیکھیں کہ وہ راہ پاتی ہے یا اُن میں سے ہوتی ہے جو راہ نہیں پاتے پھر جب وہ آئی تو کہا گیا کہ کیا آپ کا تخت بھی ایسا ہی ہے بولی کہ گویا یہ

هُوَ ۚ وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ ○ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ○ قِیْلَ لَهَا ادْخُلِی الصَّرْحَ ۚ

(وہی ہے) (بھی ہمارا یہ ہم کو تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ برگزیدہ نبی ہیں) اور ہم تو فرمانبردار ہو چکے ہیں اور اسنے خدا کے سوا جو غیر معبودوں کو پوجا کرتی تھی اس نے اسکو باز رکھا کیونکہ وہ کافروں میں کی تھی ملکہ کو کہا گیا کہ محل میں چلئے

فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَیْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِیْرَ ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

پھر جب اسنے اسکو دیکھا تو اسکے صحن بلوری کو پانی سمجھی اور اپنی دونوں پنڈلیوں سے کپڑا اٹھا دیا سلیمان نے کہا کہ یہ تو ایک حوض ہے جو شیشوں سے پٹا ہوا ہے بولی کہ اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ کی حکم بردار ہوتی ہوں

ترکیب

ننظر بالجزم علی الجواب وبالرفع علی الاستیناف وصدہا الفاعل اما الضمیر الراجع الی اللہ تعالیٰ او الی سلیمان ای وصدہا عما کانت الخ عبادتہا الشمس عن التقدم الی الاسلام انہا بالکسر علی الاستیناف وبالفتح علی البدل من ما یکون ما علی ہذا مصدریۃ الصرح القصر وقیل عرصۃ الدار۔

تفسیر

دنیاوی چیزوں کی پہچان میں جب یہ حال ہو تو خدا کی ذات و صفات کے پہچاننے میں تم نے کتنی غلطی نہ کی ہوگی چنانچہ وہ آئی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کا ایسا ہی تخت ہے اسکو پہچان نہ سکی دھوکے میں آگئی کہا ایسا ہی میرا تخت ہے۔ اُسکو اسکے مشابہ تبلایا یہ نہیں کہا کہ یہ وہی ہو۔ مگر تھوڑی دیر بعد بلقیس کو معلوم کرایا گیا کہ یہ وہی تخت ہے اسپر اُس نے بطور معذرت کے کہا واوتینا العلم الخ کہ حضور ہمکو کیا آزماتے ہیں ہم کو تو اس حالت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ آپ بڑے طاقتور ہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ ہیں وکنا مسلمین اور ہم یہاں حاضر ہونے سے پہلے ہی آپکے فرمانبردار ہو چکے ہیں جس لئے حاضر ہوئے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ حضرت سلیمانؑ کا کلام ہے کہ ہمکو پہلے ہی معلوم تھا کہ تو نہ بتلا سکے گی اور ہم ہمیشہ سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور بلقیس کو ایمان لانے سے آفتاب پرستی نے روک رکھا تھا اور یہ اسلئے کہ وہ بھی کافر قوم میں کی تھی وصدھا الخ کے یہ معنی ہیں۔ یا یہ کہ سلیمان نے اُسکو عبادت غیر اللہ سے روک دیا۔

پھر دوسرا امتحان اور کیا گیا قیل لہا ادخلی الصرح الخ صرح قصر کو بھی کہتے ہیں یعنی محل اور اُسکے صحن کو بھی کہتے ہیں حضرت سلیمان نے ایک ایسا محل بنایا تھا کہ جس کا صحن پانی کا حوض تھا جس میں رنگ برنگ کی مچھلیاں تھیں مگر اُسکو اُوپر سے صاف بلور یا سفید شیشے سے پاٹ دیا تھا اُسکے اوپر سے اُتے جاتے تھے جب بلقیس کو دربار میں بلایا تو اُس محل کے صدر میں تخت بچھوا کر اُسپر بیٹھے اور بلقیس کو آنیکا حکم دیا جس کا راستہ اُسی حوض پر سے تھا شیشہ و بلور میں پانی لہرانا اور مچھلیوں کا پھرنا دیکھکر یہ سمجھی حوض ہے اسلئے پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھایا وہ سمجھ گئی تھی کہ گھٹنے سے کم ہی کم پانی ہے کپڑا اُٹھانا تھا کہ سلیمان نے فرمایا انہ صرح ممرد من قواریر یہ حوض پانی کا شیشوں سے پٹا ہوا ہے کپڑا اُٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ عورت تھی اور اُسپر بادشاہ ملک کے عین دربار میں اسکی بیعقلی اور گنوار پن ثابت ہو جانیسے اُسکو سخت ندامت ہوئی اور سمجھ گئی کہ میری عقل خاک بھی نہیں سلیمان علیہ السلام کے روبرو صاف کہدیا ربِ انی ظلمت نفسی الخ کہ اے رب اسوقت تک میں بڑی خطا دار تھی اب سلیمان کیساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لائی۔ سلیمان کے ساتھ سے یہ مراد کہ سلیمان کی ہدایت اور رہنمائی سے یا یہ کہ جس طرح سلیمان لائے ہیں اسیطرح میں بھی کیونکہ رب العالمین کے پہچاننے میں پہلے سے قاصر تھی۔

قصہ تمام ہوا اب قرآن میں اس بات کا کچھ ذکر نہیں کہ سلیمان کے ساتھ اُسنے شادی کی اور وہیں رہ گئی یا پھر یمن میں چلی گئی نہ یہ کہ اُس وقت تک اُسکی شادی ہو چکی تھی کہ نہیں اور پھر شادی یمن میں کسکے ساتھ ہوئی؟ ان باتوں کا ثبوت تواریخ سے ہوگا ہم کو ان سے کچھ سروکار نہیں۔ نہ یہ بات قرآن سے ثابت ہو کہ بلقیس پر سلیمان غائبانہ عاشق تھے اور بلقیس کسی پری یا جنیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی اس لئے مشہور تھا کہ اُسکی پنڈلیوں پر بال ہیں اس بات کے دریافت کرنیکو سلیمانؑ نے

یہ تدبیر کی تھی۔ یہ سب افسانے ہیں جو اپنے خیالات کے مطابق لوگوں نے قرآن واحادیث میں شامل کر دیئے ہیں واللہ اعلم

فوائد (۱) قرآن مجید سے صرف یہ ثابت ہوا کہ ہدہد نے حضرت سلیمان سے بلقیس کی مفصل کیفیت بیان کی اور حضرت سلیمانؑ نے ہدہد کو نامہ دیکر بھیجا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ بلقیس مطیع ہوکر یہاں آوے۔ بلقیس کے آنے سے پیشتر سلیمانؑ نے اس کا تخت منگا لیا جسکے لانیکی بابت عفریت جن نے یہ کہا تھا کہ میں آپکے اٹھنے سے پیشتر اسکو لاسکتا ہوں مگر ایک شخص کہ اسکو کتاب کا علم تھا وہ اسکا قرآن میں نام بتلایا ہے نہ یہ کہ کونسی کتاب کا اسکو علم تھا نہ یہ کہ کتاب کے علم سے کیا مراد ہے۔ ہاں مفسرین نے اس کا نام آصف بن برخیا بتلایا ہے اور اسکو سلیمان کا وزیر کہا ہے اور علم کتاب سے مراد اسم اعظم کا علم بتلایا ہے اسکو لاموجود کیا بلقیس آئی اور اسلام لائی (۲) ان باتوں پر عقلی قاعدہ سے کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا مگر تاہم مخالفوں نے دو قسم کے اعتراضات کئے ہیں اول اہل کتاب نے کہ یہ قصہ ہماری کتابوں میں نہیں اسلئے غلط ہے۔

اس کا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ بہت سی کتابوں کے بائیبل میں حوالے ہیں اور اب وہ کتابیں مفقود ہیں تو پھر اہل کتاب کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ واقعہ ان میں نہ ہوگا ملاحظہ ہو اول سلاطین کا باب (۱۱) پھر سلیمانؑ کے جملہ حالات کا حصر صرف کتاب سلاطین وغیرہ کتب بائیبل پر کیونکر سمجھ لیا؟ دوسرا اعتراض فلسفیانہ خیالات کا ہے (۱) یہ کہ اگر ہدہد جانور ہے تو اول اسکی رفتار میں ایسی سرعت کہاں کہ تھوڑی سی دیر میں شام کے ملک سے اڑکر یمن میں پہنچ جائے اور وہاں سے لوٹ کر آجائے دوم اس جانور کو خدا پرستی اور آفتاب پرستی میں کیا فرق اور پھر اسنے اسقدر لمبی چوڑی گفتگو سلیمانؑ سے کیونکر کی؟ یہ باتیں بعید از قیاس ہیں (۲) سلیمان شام کے بادشاہ تھے کیا انکو بلقیس کا حال معلوم نہ ہوا ہوگا جو وہ بھی ایک بڑی سلطنت کی مالک تھی باوجودیکہ تم کہتے ہو جن شیاطین انکے تابع تھے پھر صرف ہدہد وغیرہ سے خبر ہوئی؟ (۳) سینکڑوں کوس کے فاصلہ سے بلقیس کا تخت پلک جھپکنے سے پہلے سلیمان کے پاس کیونکر آگیا اور علم بالکتاب سے یہ قدرت کب حاصل ہوسکتی ہے کیا اب ایسے لوگ نہیں کہ ایک کتاب تو کیا سینکڑوں کتابوں کو دھوئے بیٹھے ہیں وہ تو دو کوس سے بھی اتنی جلدی تخت تو کیا کوئی تختہ بھی نہیں لاسکتے۔ یہ باتیں پرانے افسانے ہیں۔

انکے **جواب** معتزلہ اور انکے پیروان مریدان نے بذریعہ تاویل کے یوں دیئے ہیں کہ الطیر جمع طائر پرند کو بھی کہتے ہیں اور تیز گھوڑے کے سوار کو بھی جیسا کہ کسی حدیث میں آیا ہے کہ بہتر وہ شخص ہے کہ جو گھوڑے کی لگام کو اللہ کی راہ میں تھامے ہوئے تیار ہو یطیر جہاں کھٹکا پائے اڑ جائے الغرض کلام عرب میں طائر تیز گھوڑے کے سوار کو بھی کہتے ہیں تفقد الطیر جمع طائر یعنی سواروں کی فوج کو دیکھا ان میں ہدہد کو نہ پایا جو ان کا سپہ سالار تھا اور ہدہد کا سپہ سالار ہونا کتاب السلاطین سے ثابت ہے وہ ممالک اطلاع سلطنت تھا بغیر اطلاع یمن کیطرف بلقیس کے حالات دریافت کرنے چلا گیا اور سلیمان کو آکر خبر دی فمکث غیر بعید کے یہ معنی نہیں کہ اسی وقت آموجود ہوا بلکہ بہت زمانہ نہیں گزرا معمولی زمانہ سفر سے بہت جلد آگیا لوگوں نے ہدہد کو سچ مچ کا ہدہد جانور سمجھ لیا اور تفصیلی خبر سلیمانؑ کو معلوم نہ تھی اور یہ ممکن ہے کیونکہ اس عہد میں تار اور ریل نہ ہونیکی وجہ سے غیر ملکوں کے حال تفصیل سے بمشکل معلوم ہوتے تھے اب رہا تخت کا طرفۃ العین میں حاضر ہونا سو یہ قرآن مجید سے ثابت نہیں صحیح ثابت ہے کہ جب سلیمانؑ نے اسکو اپنے روبرو دیکھا تو شکر کیا کہ ایک بادشاہ کا تخت میرے روبرو خدا کی عنایت سے موجود ہے ہاں ایک عفریت یعنی قوی جن یعنی جاہلی آدمی نے یہ کہا تھا اور قوی اور سخت آدمیوں کو جن سے تعبیر کیا کرتے ہیں جسطرح نیک کو فرشتہ سیرت اور خوبصورت کو پری سے اور ایک اہل علم نے بھی کہا تھا کہ میں طرفۃ العین میں لا حاضر کرتا ہوں اب یا تو وہ انکی زیادہ گوئی تھی یا ایک محاورہ کی بات ہے جلدی کام کرنیکو کہدیا کرتے ہیں کہ یہ کام طرفۃ العین میں پلک جھپکنے میں ہو گیا یا کر دونگا لیکن خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ پلک جھپکنے میں تخت آگیا یہاں تک کہ اسکے لانیوالے کا نام بھی نہیں بتلایا بلکہ یہ کہا ہے فلما راٰہ مستقرا عندہ ممکن ہے کہ یہ اہل علم کسی حکمت عملیہ سے تخت کو لایا ہو اور جلد لایا ہو۔

صحیح جواب یہ ہے کہ جانوروں کا خطیبانہ کچھ مشکل بات نہیں طوطے اور مینا کی گفتگو اور مالک کو باتوں پر مطلع کر دینا بارہا مشاہدہ میں آیا ہے پھر ہدہد نے ایسا کیا ہو تو کیا محال بات ہے؟ اور جبکہ یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ جن ایک جداگانہ مخلوق ہے اسکے افعال قوی انسانی افعال و قوی سے کہیں زیادہ قوی ہیں تو پھر اسکی ایسی بات کیا بعید ہے اسیطرح اسماء الٰہی اور روحانیات کی طاقتیں حد سے باہر ہیں جو اس زمانہ میں مفقود ہیں پھر سلیمان علیہ السلام کے پاس اگر کوئی ایسا شخص ہو تو کیا بعید ہے انسان کی عادت ہے جن باتوں کو آنکھ سے نہیں دیکھتا اور وہ اسکے نزدیک محال معلوم ہوتی ہیں تو انکار کر دیتا ہے تار برقی اور ریل جاری ہونے سے پیشتر جو کوئی انکے حالات بیان کرتا تو مجنون شمار کیا جاتا تمام عالم خدا کے عجائب اسرار کا مجموعہ ہے اسوقت تعلیم یافتوں نے سمجھ لیا کہ ہم سب کا احاطہ کر لیا ہے حالانکہ اسرار روحانیات اور انکی تاثیرات اور نفوس قدسیہ کی قوتیں جو کرامت یا معجزہ کہلاتی ہیں ابھی تک انکے ذہن بلید تک بھی نہیں پہنچیں ان نفوس سے ناآشنا محض ہیں اسلئے انکار کرتے ہیں نہ کہ ہم پیش آتے ہیں واللہ اعلم

مخالفوں کے اعتراضات کا جواب

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ

اور البتہ قوم ثمود کی طرف بھی ہم نے انکے بھائی صالح کو بھیجا (یہ حکم دیکر) کہ اللہ کی بندگی کیا کرو پھر تو وہ دو فریق ہو کر باہم جھگڑنے لگے صالح نے کہا کہ اے قوم تم کس لئے نیکی سے پہلے برائی کے لئے جلدی کرتے ہو

الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝

تم اللہ سے معافی کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جاوے انہوں نے کہا ہم کو تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست معلوم ہوئی صالح نے کہا تمہاری نحوست خدا کی طرف سے ہے بلکہ تم ایک ایسی قوم ہو کہ جو آزمائش میں ڈالی گئی

وَكَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ۝ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ

اور اس شہر میں نو شخص ایسے تھے کہ جو زمین پر فساد مچاتے پھرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا باہم اللہ کی قسم کھاؤ کہ صالح اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں پھر اس کے وارث سے کہدینگے

لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ

کہ ہم تو اس کے کنبہ کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے اور ہم بیشک سچے ہیں اور انہوں نے ایک داؤ کیا تھا اور ہم نے بھی ایسا داؤ کیا کہ انکو خبر بھی نہوئی پھر دیکھو انکے مکر کا کیسا انجام ہوا کہ ہم نے ان کو۔

وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ وَلُوْطًا اِذْ

اور انکی تمام قوم کو غارت کر دیا پھر یہ انکے گھر ہیں کہ خالی پڑے ہوئے ہیں انکے ظلم سے البتہ اس میں ایک بڑی نشانی ہو انکے لئے جو جانتے ہیں اور جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کیا کرتے تھے انکو بچا لیا اور ہم نے لوط کو بھی بھیجا

قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۚ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ

دیکھ (بھال) کر بھی بےحیائی کے کام کرتے ہو کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر خواہش کرکے آتے ہو (کچھ نہیں) بلکہ تم جاہل قوم ہو پھر اسکی قوم کا اور کوئی جواب

قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ قَدَّرْنٰهَا

نہ تھا بجز اسکے کہ یہ کہدیا لوط کے گھرانے کو اپنی بستی سے نکالدو کیونکہ یہ لوگ بڑے ستھرے ہیں پھر ہم نے لوط اور اسکے گھرانے کو تو بچا لیا مگر اسکی بیوی کو (کہ) ہم نے اس کو

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝

پیچھے رہ جانے والوں میں سے ٹھیرا چکے تھے اور (باقی) سب پر (پتھروں) کا مینہ برسایا پھر ڈرائی ہوئی قوم کا کیا ہی برا مینہ تھا

ع ۴ ۱۹

ولقد ارسلنا الی ثمود اخاہم صالحا یہ تیسرا قصہ حضرت صالح علیہ السلام کا ہے اسکی شرح ہو چکی مگر اس جگہ عبارت کا حل کرنا ضروری ہے فاذا ہم الخ جب صالح علیہ السلام نے وعظ و دعوت اسلام شروع کی تو دو فریق ہو گئے ایک اہل توحید کا دوسرا ہی گمراہوں کا اور باہم جھگڑنے لگے لم تستعجلون حضرت صالح نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ مانوگے تو عذاب الٰہی نازل ہوگا وہ کہنے لگے عذاب کیوں نہیں آتا اسپر صالح نے فرمایا خدا سے بدی کیوں مانگتے ہو بھلائی خیر و برکت مانگو ایمان لاؤ استغفار کرو قالوا اطیرنا حضرت صالح کی دعوت کے بعد ان پر کچھ خشک سالی نمودار ہوئی تھی اسپر وہ صالح سے کہنے لگے یہ تو تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے نحوست آئی ہے صالح نے فرمایا یہ تمہارے اعمال کی نحوست خدا کے ہاں مقدر تھی اور تمکو اس سے آزمایا جاتا ہے بل انتم قوم تفتنون۔ شہر میں نو شخص بڑے بدمعاش تھے باہم قسم کھائی کہ رات کو گھر میں گھسکر صالح اور اسکے کنبے کو قتل کر ڈالو اور پھر اسکے وارثوں سے کہدینا کہ وہاں ہم موجود نہ تھے۔ آخر خدا نے صالح علیہ السلام کو محفوظ رکھا اور وہ تمام قوم آسمانی بلا سے ہلاک ہوئی اور انکے گھر خالی ہو گئے انکا داؤ غلط ہوا خدا کی تدبیر صادق ہوئی انکے مکر اور فریب کی پاداش کو مکر و فریب سے تعبیر کرنا ایک محاورہ ہے بدی را بدی سہل باشد جزا حالانکہ بدی کی جزا بد نہیں گو چونکہ دونوں فعل ایک قسم کے ہوتے ہیں اس لئے علی سبیل المشاکلہ اس پر بھی وہی لفظ بولا جاتا ہے جو لوگ ایسے محاورات نہیں سمجھتے وہ قرآن پر الزام لگاتے ہیں کہ اس میں خدائے قدوس کو برے صفات سے متصف بنایا ہے ولوطا الخ یہ چوتھا قصہ حضرت لوط کا ہے وانتم تبصرون یعنی تم جانتے ہو کہ یہ بےحیائی کا کام ہے پھر اسکو کئے جاتے ہو اسبات کا انکی طرف سے یہی جواب تھا کہ لوط کو شہر سے نکالدو یہ بڑی پاکیزگی ظاہر کرتے ہیں ائنکم لتاتون استفہام انکاری ہے یعنی تمکو ایسا نہ کرنا چاہیئے کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے یعنی لڑکوں سے شہوت رانی کرو۔ قدرناہا من الغابرین حضرت لوط کو حکم ہوا تھا کہ بڑی رات سے شہر چھوڑ کر چلے جانا جو پیچھے رہیگا ہلاک ہوگا۔ بیوی پیچھے رہ گئی تو وہ ہلاک ہوئی فرماتا ہے کہ ازل میں ٹھہر گیا تھا کہ وہ پیچھے رہے گی

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ

کہو سب تعریف اللہ کو ہے اور سلام اُسکے برگزیدہ بندوں پر ہے بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ کہ جنکو وہ شریک بناتے ہیں بھلا کس نے آسمان و زمین بنائے اور کس نے تمہارے لئے

مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ؕ اَمَّنْ جَعَلَ

آسمان سے پانی اتارا ہے ؟ پھر ہم نے ہی اُس سے ترو تازہ باغ اُگائے تمہیں کیا مقدور تھا کہ تم اُنکے درخت اُگاتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ بلکہ یہ وہی لوگ کجروی کر رہے ہیں بھلا وہ کون ہے کہ جس نے

الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

زمین کو ٹھیرنے کی جگہ بنایا اور اس میں نہریں جاری کیں اور زمین کے لئے لنگر بنائے ، اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ بلکہ وہ اکثر بے علم ہیں ۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

بھلا کون ہے جو بیقرار کی دعا قبول کیا کرتا ہے اور برائی کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی خدا ہے ؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو وہ کون ہے جو تم کو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں

وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ؕ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

رستہ بتلایا کرتا ہے اور کون خوش خبری کی ہوائیں چلایا کرتا ہے اپنی رحمت سے پہلے ، کیا کوئی اور بھی معبود اللہ کے ساتھ ہے اللہ انکے شرک کرنے سے بالاتر ہے بھلا وہ کون ہے جو اول مرتبہ خلقت کو پیدا کرتا ہے پھر اُسکو دوبارہ بنائیگا اور کون تمہیں

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ

آسمان اور زمین سے روزی دیا کرتا ہے ؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے ؟ کہو اپنی سند تو لاؤ اگر تم سچے ہو کہو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین کا کوئی بھی رہنے والا غیب کی بات نہیں جانتا ۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

اور اسکی بھی انکو کیا خبر کہ وہ کب اٹھائے جائینگے بلکہ آخرت کے باب میں تو انکی سمجھ گم ہو گئی ہے بلکہ وہ تو اس سے شک ہی میں ہیں ۔ بلکہ وہ تو اس سے اندھے ہی ہیں ۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے قصے بیان فرما کر اور مخالفوں پر ہلاکت کا آنا ظاہر کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف خطاب کرتا ہے کہ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی کہدو کہ سب تعریف اللہ کو ہے کہ جسنے اپنے پاکباز بندوں کو بچا لیا اور سرکشوں کو ہلاک کیا اور ان تمام برگزیدوں پر سلام و صلوٰۃ کہ جنہوں نے خدا کی راہ میں مخالفوں کے کیسے کیسے جور و جفا اٹھائے یہ کلام گویا قصص سابقہ کا خاتمہ ہے پر کس خوبی کا خاتمہ کہ جس کا بیان نہیں اور نیز یہ کلام آیندہ باتوں کے لئے تمہید بھی ہے کہ اللہ کی تعریف اور برگزیدوں پر سلام کر کے کوئی نصیحت یا عمدہ کام شروع کرنا چاہیئے اسکے بعد مشرکین کو اپنے عجائب قدرت ملاحظہ کرایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ بتلاؤ اللہ کے سوا یہ کسکے کام ہیں ؟ اول تو مجملاً یہ فرمایا کہ تمہارے معبود بہتر ہیں یا اللہ پھر اسکے بعد یہ چند دلائل اللہ کے بہتر اور قادر مطلق وحدہ لاشریک ہونے پر بیان فرماتا ہے (۱) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا پھر اوپر سے پانی برسا کر اس سے عمدہ عمدہ اور رنگا رنگ باغ اور درخت اُگانا یعنی اسنے تمہارے لئے آسمان و زمین کا گھر بنایا اور اُس میں تمہارے لئے روزی بھی پیدا کی (۲) زمین کو ٹھیرنے کے لئے بنایا اور اُس میں پہاڑ اور نہریں بنائیں جو انسان کی راحت کے سامان ہیں دو دریاؤں میں پردہ رکھا (۳) بیقراری کے وقت انسان کی فریاد رسی وہی کرتا ہے نہ کہ اور تم کو زمین کا خلیفہ بناتا ہے ایک کے بعد دوسرا وارث و مالک ہوتا آتا ہے یعنی اسی کا احسان تم پر پشت در پشت ہے (۴) تمکو جنگل اور دریا کی اندھیریوں میں رستہ وہی بتاتا ہے جنگل میں درختوں کی اندھیری پھر رات کی پھر ابر کی اسیطرح سمندر کے سفر میں جب رستہ بھول جاتے ہیں وہاں وہی رہنمائی کرتا ہے (۵) بارش کے آنے سے پیشتر خوشخبری دینے کو ہوائیں بھی چلاتا ہے (۶) وہی ابتدا پیدا کرتا ہے وہی مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کریگا مبدء و معاد کے ذکر کے بعد معاش کی طرف اشارہ کر دیا (۷) آسمان سے پانی کا نزول اور زمین سے نباتات کے واسطے سے وہی تمکو روزی دیا کرتے ہیں یہ سب کام اللہ کرتا ہے یا کوئی اور بھی ؟ اور کوئی معبود نہیں تمہارے بتوں کے معبود ہونے پر کیا دلیل ہے ؟ آسمانوں اور زمین کی مخفی بات اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا پھر وہ خدا کے شریک کس بات سے ہو گئے بلکہ انکو یہ بھی معلوم نہیں کہ مر کر کب زندہ ہونگے بل ادارک علمہم اے انتہی و تکامل یعنی باوجود یکہ مشرکین کو معلوم کرا دیا گیا کہ آخرت برحق ہے مگر پھر بھی اسکے شک میں ہیں یا یہ معنی کہ ادارک بمعنی انتہی و فنی من قولہم ادرکت الثمرۃ لان تلک غایتہا التی عندہا العدم کہ انکا علم آخرت کے بارہ میں نیست ہو گیا ہے جس وہ شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں ان تین باتوں کے لئے تین ضرب ہوئے کہ انکو حشر کا وقت معلوم نہیں بلکہ اسکو جان بھی نہیں سکتے بلکہ اس سے شک میں ہیں بلکہ اس سے اندھے ہیں ۔ واللہ اعلم

٥ بارش ہمز ف ٥ الاٰیۃ ع ۹ علم غیب ۱ علامات کا مضمون شروع ہوتا ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

اور منکروں نے کہہ دیا کہ کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا مر کر مٹی ہو گئے تو کیا ہم پھر زمین سے نکالے جاوینگے ہم کو تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ تو صرف پہلوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ وَيَقُوْلُوْنَ

کہانیاں ہیں (رسول) کہو تم زمین میں پھر چل کر دیکھو کہ کیا انجام ہوا گنہگاروں کا اور (اے نبی) تم ان پر کچھ غم نہ کھاؤ اور نہ انکے مکر کرنے سے دل تنگ ہوا کرو اور وہ یہ بھی کہتے ہیں

مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ

اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ وہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ کہدو شاید بعض وہ چیزیں کہ جنکی تم جلدی کر رہے ہو تمہاری پیٹھ کے پیچھے آ لگی ہوں اور البتہ آپ کا رب تو لوگوں پر فضل کرتا ہے لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝

ان میں سے اکثر شکر بھی نہیں کرتے۔ اور البتہ آپ کا رب جانتا ہے جو کچھ کہ انکے دلوں میں مخفی ہے اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں ایسی کوئی بھی مخفی بات نہیں کہ جو کتاب مبین میں درج نہ ہو

ترکیب

اذا کا عامل لمخرجون کا مدلول ہو نخرج نہ خود لمخرجون کس لئے کہ ہمزہ وان ولام اسکے عمل کرنیسے مانع ہیں ہمزہ کا مکرر آنا انکار کی تاکید کے لئے ہے روف لکم تبعکم و لحقکم لام تاکید کے لئے زیادہ کیا گیا بعض الذی روف کا فاعل غائبۃ صفات غالبہ سے ہے تا مبالغہ کے لئے جیسا کہ راوی کو مبالغہ راویہ کہتے ہیں یا اسم ہے تا ایسی ہے جیسے کہ عاقبۃ میں +

تفسیر

آپ انکے قصور علم او ناندھے ہونیکا بیان کیا جاتا ہے اور اس مناسبت سے مبدء میں کلام منکرین کے معاد میں کلام واقع ہوتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قیامت میں شک دو ہی بات پر مبنی ہے ایک یہ کہ خدائے تعالیٰ کو اسبات پر قادر نہ سمجھا جائے دوسرے یہ کہ ممکنات اور انکے حالات کے علم اور یاد داشت سے اسکو عاری سمجھا جاوے کہ مرنیکے بعد ہر ایک کے منتشر اجزا کو اسی بدن میں جمع کرنا خوب جانتا ہے انہیں بنا دل پر وہ حشر کے برپا ہونے میں کلام کرتے تھے۔ اپنا کمال قدرت تو آیات گزشتہ میں ثابت کر دیا تھا کہ ہمنے آسمان و زمین اور سب چیزیں بنائیں اور تمہاری رزق کی کیسی تدبیر سامان کئے اسکے بعد انکی قدرت میں شک کرنا کمال حماقت تھا اسلئے انکے اعتقاد شبہ کو اسکے بعد نقل کرتا ہے وقال الذین کفروا الخ یہ شبہ انہیں دونوں باتوں پر مبنی ہے کہ آیا جب ہم مر گئے اور ریزہ ریزہ ہو گئے پھر انکو کیونکر جمع کیا جائیگا ؟ گویا اسکی قدرت کا بھی انکار کیا اور علم کا بھی کہ ہر ایک بدن کے اجزا اسکو کیونکر معلوم ہونگے ؟ یہ تو اصلی شبہ تھا ولقد وعدنا الخ یہ انکی فضول گفتگو تھی کہ یہ ناممکن اور غلط بات ہے نہ صرف ہم سے بلکہ ہمارے باپ دادا سے بھی پہلے انبیاء اور انکے نائب ایسی باتیں کہتے چلے آئے ہیں یہ کہانیاں اور افسانے ہیں اسکے بعد قل سیروا سے اس انکار کا دنیاوی بد نتیجہ بتلاتا ہے کہ ملک میں پھر کر دیکھو ایسے منکروں کا کیا انجام ہوا الٹی ہوئی بستیاں اوندھے گرے ہوئے قصور عالیہ انکے حال زار پر کیا کیا حسرت بہا رہے ہیں اس آنیوالی مصیبت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم کا رنج و ملال ہونا ضروری تھا آپ سراسر رحمت الٰہی تھے اسپر آپ کو تسلی دیجاتی ہے ولا تحزن علیہم کہ آپ ان ازلی بدنصیبوں پر کچھ رنج نہ کیجئے ولا تکن فی ضیق مما یمکرون اور نہ انکے مکر و فریب جو آپکے ساتھ کرتے ہیں تنگدل ہوں اس حشمت الٰہی کو اپنی تدابیر کی ریتلی مٹی سے یہ بند نہ کر سکیں گے بلکہ اس سے تو وہ اور بھی چاروں طرف پھوٹ نکلیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اسکے بعد وہ بے نصیب بجائے خوف کرنے اور ایمان لانیکے دلیرانہ یہ پوچھا کرتے تھے متیٰ ہذا الوعد الخ کہ سچے ہو تو بتاؤ کہ قیامت یا عذاب پھر کب آئیگا اس کا جواب دیتا ہے قل عسیٰ الخ کہ ان سے کہدو جسکی تم بہت جلدی کر رہے ہو شاید تمہارے بہت ہی قریب آ لگا ہو چنانچہ قحط اور بدر کا واقعہ بہت جلد پیش آیا اور یوں موت تو سر پر ہی کھڑی ہے جو قیامت کا دروازہ ہے مگر خدا کا فضل و کرم ہے جو جلدی سزا نہیں دیتا اسپر شکر کرنا چاہیئے نہ کہ دلیر ہونا مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ قدرت کی بابت تو پہلے کلام ہو چکا گو وہاں سے علم کامل بھی سمجھا جاتا تھا لیکن وہ لوگ بلید الذہن تھے اسلئے علم کا اثبات صراحۃً کرنا پڑا فقولہ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون کہ خدا ہی انکی دلی باتیں جنکا وجود ذہنی ہے وہ باتیں بھی تو اس سے مخفی نہیں چہ جائیکہ جنکا وجود خارج میں ہے اور انکے جمیع افعال و حرکات و حالات سے واقف ہے یعنی اعراض کہ جو غیر قار ہیں اور موجود ہوئے اور پھر مٹ گئے چہ جائیکہ وہ چیزیں جو عرصہ تک قائم رہتی ہیں پھر تعمیم کرتا ہے وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین کہ انکا کیا موقوف ہے جو چیزیں آسمان و زمین میں مخفی ہیں ابھی تک میدان ظہور میں نہیں آئی ہیں وہ سب کتاب مبین یعنی علم الٰہی میں ہیں جسکو کسی خاص اعتبار سے کتاب مبین اور کبھی لوح محفوظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس میں انکے مکر اور مخفی تدابیر پر بھی تہدید ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ یَقْضِیْ

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کو اکثر وہ باتیں سناتا ہے کہ جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور البتہ یہ قرآن ہدایت اور رحمت ہے ایمان والوں کے لئے بیشک آپ کا رب ان میں

بَیْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِیْنِ ۝ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا

اپنے حکم سے آپ فیصلہ کر دیگا اور وہ زبردست (اور) خبردار ہے (پس اے نبی) آپ اللہ پر توکل کئے رہو کیونکہ تم صریح حق پر ہو البتہ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو جبکہ وہ

مُدْبِرِیْنَ ۝ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا

بھاگ کھڑے ہوں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتے ہیں آپ تو ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں سو وہی مان بھی لیتے ہیں اور جب ان پر وعدہ پورا ہوگا تو انکو ہم زمین سے

لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ ۝

ایک جانور نکالیں گے جو ان سے کلام کریگا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے

ترکیب

اکثر یقص کا مفعول ہادی العمی علی الاضافۃ وبالتنوین والنصب علی اعمال اسم الفاعل عن ضلالتہم ہادی سے متعلق اور ممکن ہے العمی سے متعلق والمعنی ان العمی صدر عن ضلالتہم تکلمہم من الکلام او من الکلم اذ اقری تکلمہم ان الناس بالفتح لے تکلم بان الناس وبالکسر علی الاستیناف۔

تفسیر

مبدء و معاد میں کلام کر کے پھر نبوت میں کلام شروع ہوتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بڑی کامل اور روشن دلیل قرآن مجید ہے اسلئے سب سے پیشتر قرآن مجید اور ان کے کمالات کا ذکر کرتا ہے جو اسکے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے صاف شواہد ہیں از انجملہ ان ہذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ہم فیہ یختلفون کہ اہل کتاب کو شرائع و حالات انبیاء و دیگر امور دینی کے جاننے کا بڑا دعویٰ تھا اور اب بھی انکے بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو کچھ عمدہ مطالب ہیں ہمارے ہاں سے لئے گئے ہیں اور عرب کے لوگ بھی انکو علوم کا سرچشمہ جانتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجودیکہ علوم رسمیہ نہیں جانتے تھے لکھے پڑھے نہ تھے پھر حضرت پر وہ قرآن مجید نازل ہوتا جو یقص علی بنی اسرائیل بنی اسرائیل کو بھی ان مواقع میں (کہ جہاں وہ خود گرداب اختلاف باہمی میں غوطے کھا رہے ہیں اور تردد ات گوناگوں) اور شکوک وشبہات بوقلموں میں گرفتار ہیں) رہنمائی کرتا ہے اور جو ٹھیک اور صحیح بات ہو وہ بتلا رہا ہے اسکو الہامی ہونیکی صاف دلیل ہے آپ دیکھنا چاہیئے کہ جو تمام علوم کا سرچشمہ خیال کیجاتی تھی جب قرآن انکو صحیح بات بتلاتا ہے تو اب بجز اسکے اور کیا خیال ہو سکتا ہے کہ قرآن اس کا کلام ہے کہ جو تمام جاننے والوں سے زیادہ اور صحیح بات جاننے والا ہے اور وہ بجز اللہ کے اور کون ہے پس قرآن اسی کا کلام ہے اب بطور نظیر کے میں چند وہ مقامات بتلاتا ہوں کہ جہاں قرآن مجید نے علماء بنی اسرائیل اور انکی کتب معروفہ توراۃ و اناجیل کو انکی غلطی پر متنبہ کیا ہے (۱) خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے باب میں بہت سی غلطیاں ان میں تھیں جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی **اول** یہ کہ توراۃ موجودہ میں ہے کہ خدا نے چھ روز میں آسمان و زمین کو بنایا اور ساتویں روز آرام کیا۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے کیونکہ خدا تھکتا نہیں جو آرام کرے اس لئے قرآن میں فرماتا ہے وما مسنا من لغوب کہ ہم کو آسمانوں اور زمین کے بنانے میں تکان نہیں ہوا **دوم** یہ کہ توریت سفر پیدائش اول باب کے ۲۶ درس میں ہے تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اور اپنی مانند بناویں حالانکہ خدا کا کوئی مانند نہیں ہو سکتا اور نہ اسکی کوئی صورت و شکل ہے۔ یہ باتیں جسمانی چیزوں کے لئے ہوتی ہیں۔ اس لئے قرآن نے اصلاح دی لیس کمثلہ شیء کہ اس کے مشابہ اور اس کے مانند کوئی چیز نہیں ہے (**سوم** حضرت آدم کے قصہ میں عجیب خلط ملط کیا ہے سفر پیدائش کے باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے عدن کے پورب طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو وہاں رکھا اور اس باغ کے بیچ میں ایک درخت لگایا جو حیات کا اور نیک و بد کی پہچان کا درخت تھا اور آدم کو اس درخت کے کھانے سے منع کر دیا (یہ بیں خیال کہ ہمارے برابر نہ ہو جائے) اور پھر آدم نے اسکو کھا لیا تو اسی رشک و حسد میں کہ باغ سے نکال دیا جیسا کہ اسی سفر کے ۳ باب کے ۲۲ جملہ میں ہے اور خداوند خدا نے کہا دیکھو کہ انسان نیک و بد کی پہچان میں سے ایک کی مانند ہو گیا اور اب ایسا نہ ہو کہ ہاتھ بڑھاوے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ کھاوے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لئے خداوند نے اسکو باغ عدن سے باہر کر دیا۔ اس قصہ کو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کس خوبی کے ساتھ صحیح

بیان کیا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر اسی سفر کے باب ۶ درس ۵۔ ۶ میں ہے تب خداوند زمین پر انسان پیدا کرنے سے پچتایا اور نہایت دلگیر ہوا معاذ اللہ خدا تعالیٰ کو کیا ناعاقبت اندیش اور جاہل سمجھا پھر کتاب خروج کے باب ۱۳ اور باب ۱۹ اور کتاب احبار کے باب ۲۶ و دیگر مقامات میں ہے کہ خدا تعالیٰ بدلی میں اترا اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑا رہا اور اسکے منہ سے آگ اور نتھنوں سے دھواں نکلا اور وہ ایک کروبی پر سوار ہو کر اڑا اور اسرائیل کے ستر لوگوں نے موسیٰ اور ہارون کے ساتھ میں خدا کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور کھایا اور پیا۔ اور اس کا لباس برف سا سفید تھا اور اسکے سر کے بال صاف اور ستھرے اون کی مانند تھے اور نیز کتاب خروج کے باب ۲۰ درس ۵ اور باب ۳۴ درس ۷ اور کتاب یرمیاہ کے باب ۳۲ درس ۸ میں تصریح ہے کہ خدا تعالیٰ باپ دادوں کے گناہ کی سزا انکی تیسری چوتھی پشت کو دیتا ہے۔ اس کا بھی خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں فیصلہ کر دیا و لاتزر وازرۃ وزر اخریٰ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اس کی نیکی بدی اسی کے لئے ہے (۲) ملائکہ کی بابت اور حضرت انبیاء علیہم السلام کی بابت زناکاری بت پرستی شراب خوری دغابازی قتل وغیرہ کی سینکڑوں تہمتیں انکی توریت و اناجیل میں ہیں چنانچہ انجیل میں مسیح علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ مجھ سے پہلے جسقدر انبیاء آئے تھے چور و قزاق تھے۔ ان سب باتوں سے قرآن مجید میں انبیاء کو پاک اور بہتر بتلایا وانہم عندنا لمن المصطفین الاخیار (۳) تاریخی واقعات میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اور طرز بیان میں بدعنوانیاں ہیں کہ جنکو جب موقع قرآن مجید نے درست کیا اور ٹھیک ٹھیک بات کو بتلا دیا۔

(۴) خود یہودیوں میں صدوقی اور فریسی وغیرہ کئی فرقے تھے اس سبب سے کہ جب بار دیگر توریت بنائی گئی تو اس میں آخرت کا کچھ حال نہ لکھا گیا صدوقی فرقہ آخرت کا منکر ہو گیا اور باہم بڑی قیل و قال جوتی پیزار ہوا کرتی تھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بہت صاف صاف بیان فرما دیا (۵) باہم عیسائیوں کے فرقوں میں سخت اختلافات تھے یعقوب حواری کہتے تھے کہ بغیر عمل کئے ایمان معتبر نہیں جیسا کہ انکے خط میں مذکور ہے برخلاف اسکے پولوس شریعت کی پابندی کو لعنت اور خدا کی ناراضی کا سبب بتلاتا تھا جیسا کہ اسکے نامجات میں متعدد جگہ مذکور ہے اور اسی قسم کے صدہا اختلافات ہیں کہ جنکی قرآن مجید نے اصلاح کی اگر ہر ایک کو مفصل بیان کروں تو ایک دفتر کی حاجت پڑے انشاءاللہ اگر فرصت ملی تو اسی ایک آیۃ کی تفسیر ایک ضخیم کتاب میں لکھوں گا۔ ازانجملہ یہ کہ قرآن ہدی و رحمۃ للمؤمنین کہ قرآن ایمانداروں کے لئے ہدایت ہے مبدء و معاد علم اخلاق و احکام قتل و قصاص و نماز و روزہ وغیرہا میں سے کوئی بات اسنے باقی نہیں چھوڑی اور دوسرا لطف یہ ہے کہ یہ رحمت بھی ہے یعنی احکام میں جو سختیاں پہلے تھیں سب دور کر دی گئیں سہولت کے لباس سے شریعت کو ملبوس کر دیا گیا۔ پھر ایسی کتاب دنیا میں کسی نبی کے بھی ہاتھ پر ظاہر نہیں ہوئی چہ جائیکہ امی کے ہاتھ پر ظاہر ہو پھر اسکے الہامی اور اسکے خاتم النبیین ہونے میں کون شک ہے؟ پھر اس پہلی بات کی طرف رجوع کرتا ہے کہ ان ربک یقضی بینہم بحکمہ وھو العزیز العلیم کہ انکے باہمی اختلاف میں تیرا رب اپنے حکم سے فیصلہ کرتا ہے نہ انکی خواہش اور رائے سے کیونکہ وہ زبردست ہے کسی سے نہیں دبتا اور خبردار ہے ہر ایک بات اسکو ٹھیک معلوم ہے اے نبی فتوکل علی اللہ۔ اللہ پر بھروسہ رکھو جو فریق فیصلہ الٰہی سے ناخوش ہوگا تو آپ کا کیا کریگا؟ انک علی الحق المبین آپ تو صاف حق پر ہیں اور حق کا حامی اللہ ہے ان دلائل کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے انک لاتسمع الموتٰی الخ کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے حس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مردوں اور بہروں کے سنانے کے لئے نہیں آئے ہو نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ تو انہیں کو سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو کہ جنمیں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے الا من یؤمن بآیاتنا سے یہی مراد ہے اس آیت سے یہ ثابت کرنا ہے کہ مردے زندوں کی بات سن سکتے ہیں یا نہیں؟ تکلیف ہے اسکو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتیٰ سے مراد یہاں کفار ہیں واذا وقع علیہم القول الخ یہ قرآن مجید کے لئے ایک اور دلیل ہے جس میں قریب قیامت ایک دابہ یعنی جانور کے نکلنے اور کفار سے کلام کرنے کا ذکر ہے اور نیز اب یہاں سے پھر قیامت کا حال شروع کرتا ہے اور قیامت سے پیشتر اسکی بڑی علامت بیان فرماتا ہے کہ اذا وقع علیہم القول جب بات پوری ہو جاویگی یعنی انکے گناہوں کا اخیر الزام قائم ہونیکا وقت آئیگا تو ہم انکے لئے

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا

اور (اے رسول) یاد دلاؤ جس دن کہ ہر جماعت میں سے ان لوگوں کو جمع کریں گے کہ جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے وہ سب ترتیب وار کر دیئے جائیں گے یہاں تک کہ جب حاضر ہو چکیں گے تو اللہ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کا بغیر

عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لِيَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

سمجھے بوجھے انکار کیا یا کیا کرتے تھے اور ان کے ظلم سے ان پر الزام قائم ہو جائیگا پھر وہ بات بھی نہ کر سکیں گے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ہم نے انکے سکون کے لئے رات کو اور دیکھنے کے لئے دن کو بنایا ہے۔

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝

البتہ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں اور جس روز کہ صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے سب ہی تو گھبرا اٹھیں گے مگر وہ کہ جسکو اللہ چاہے اور سب اسکے پاس عاجز ہو کر

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللَّهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

اور اے مخاطب تو جو پہاڑوں کو جمے ہوئے دیکھ رہا ہے یہ تو بادلوں کی طرح اڑتے پھرینگے اس اللہ کی کاریگری ہے کہ جسنے ہر شے کو ٹھیک کر دیا بیشک وہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو جو کوئی نیکی لاویگا سو اسکو اس سے

خَيْرٌ مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

بہتر بدلہ ملیگا اور وہ لوگ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہونگے اور جو بدی لیکر آئینگے سو وہ منہ کے بل آگ میں ڈالے جائیں گے (کہا جاویگا) تمکو وہی بدلہ مل رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ رَبَّ هَٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَأَنْ أَتْلُوَ الْقُرْآنَ فَمَنِ

(اے نبی کہدو) مجھکو تو یہی حکم ہوا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے اس رب کی عبادت کیا کروں کہ جس نے اسکو محترم کیا ہے اور سب کچھ اسی کا ہے اور مجھے یہ بھی حکم ہوا کہ میں فرمانبردار ہو کر رہوں اور یہ بھی کہ قرآن سنایا کروں پھر جو کوئی

اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنْذِرِينَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝

راہ پر آیا تو وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو کہدو کہ بس میں بھی ڈرانے والوں میں سے ہوں اور کہو الحمد للہ وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا تم انکو پہچان لوگے اور آپ کا رب لوگوں کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے

ترکیب

یوم منصوب ہے اذکر محذوف سے من کل امۃ من تبعیض کے لئے ممن یکذب بیان ہے فوجا مفعول نحشر کا ولم تحیطوا جملہ حال کی لئے اسلئے بتم بہا بادی الرای غیر ناظرین فیہا نظر تعمق اماذا ام ای شئی کنتم تعملونہ تحسبہا جملہ حال ہے جبال سے یا ضمیر تری سے وہی تمر حال ہے ضمیر منصوب سے جو تحسبہا میں ہے ای تمر مرا مثل مر السحاب صنع اللہ مصدر موکد لنفسہ وہو مضمون الجملۃ المتقدمۃ کقولہ تعالی وعد اللہ وان اتلو معطوف ہے ان اکون پر۔

تفسیر

ہم لوگوں کے لئے زمین سے ایک ایسا جانور یا چارپایہ نکالیں گے کہ جو لوگوں سے کلام کریگا اسلئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے سواب یکھو خدا کی عجیب و غریب نشانی ظاہر ہوئی مگر اب کیا ہوتا ہے یا معنی کہ لوگوں سے وہ دابہ یہ کہیگا کہ یہ لوگ ہماری یعنی اللہ کی آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے یعنی ان پر الزام قائم کریگا۔ **دابۃ الارض** مسلم نے عبداللہ بن عمر سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا آپ فرماتے تھے قیامت کی اول نشانیوں میں سے آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور دابۃ الارض کا لوگوں پر دن چڑھے ظاہر ہوتا ہے اور ان میں سے جو کوئی پہلے ہو تو دوسری علامت اسکے ساتھ ہی ساتھ ہوگی اور بھی احادیث صحیحہ میں اسکا ذکر آیا ہے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے صرف قریب قیامت کے ایک دابہ کا نکلنا ثابت ہوتا ہے جو لوگوں سے کلام کریگا اور قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگا اب قرآن میں یہ نہیں کہ وہ دابۃ الارض کس شکل کا ہوگا کوئی چارپایہ ہوگا یا دو پاؤں کا ہوگا انسان کی صورت ہوگی یا کسی اور چیز کی؟ یہ باتیں علماء نے ثابت کی ہیں معالم التنزیل

میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہو کہ وہ ایسا جانور نہ ہوگا کہ جسکے دم ہو بلکہ ڈاڑہی ہوگی مراد آپکی یہ کہ وہ ایک انسان ہوگا۔ عام خیال یہ ہو کہ وہ جانور ہوگا کہ جو کوہ صفا کے زلزلہ آنے کے بعد اسکی کسی کھوہ میں سے نکلیگا اور لوگوں سے کلام کریگا اور اُس کا عام چرچا ہوگا۔ دابۃ الارض کی حقیقت بوجہ اختلاف اقوال علماء اسلام معلوم نہیں مگر قرب قیامت میں کوئی زمین پر چلنے والی چیز ایسی نمودار ہوگی کہ جو قدرت الٰہی کا نمونہ ہوگی۔ آپ خواہ وہ کوئی انسان ہو جو ملک میں دورہ کرکے قدرت کے آثار دکھائے یا کوئی عجیب وغریب جانور ہو جو لوگوں سے باتیں کرے اور مشرکین اور منکرین کو الزام دے والعلم عند اللہ آمنا باللہ۔

علامت قیامت کے بعد حشر کی کیفیت بیان فرماتا ہے ویوم نحشر من کل امۃ فوجا کہ قیامت کے روز ہم ان لوگوں میں سے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے ایک جماعت کو جمع کرکے پوچھیں گے کہ تم نے بے سمجھے بوجھے میری آیتوں کو کیوں جھٹلایا؟ انکو وہاں کچھ جواب نہ آئیگا۔ اولم یروا الخ یہ منکرین کے لئے الزام دیا جاتا ہے کہ دنیا میں ہم نے اپنی قدرت وکمال کے بہت سے نشان دکھائے تھے منجملہ اُنکے رات اور دن تھے جو کسی سے بھی مخفی نہ تھے ان میں ہماری قدرت اور یکتائی کے بہت سے نمونہ تھے۔ اوّل یہ کہ زمانہ یعنی رات دن بھی کسی کے قبضہ قدرت میں تھے جن میں جس طرح چاہتا ہو تصرف کرتا ہے۔ زمانہ کا ہر چیزوں پر اثر ہے بڑھاپا جوانی زمانے کے آثار ہیں مگر زمانہ اُسی کے بس میں ہی۔ برخلاف انکے معبودوں کے کہ وہ زمانے کے بس میں ہیں دوم یہ کہ دن اور رات قیامت اور فنا کا نمونہ ہے رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ دوست دشمن سب دوسرے عالم بیخودی میں ہوتے ہیں پھر صبح ہوتے بیدار اور شور وغل برپا ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ رات میں ظلمت دن میں نور ہے جس میں اشارہ ہے کہ دنیا ظلمت کدہ ہے شہوات کی اندھیری محیط ہیں نیک وبد کچھ نہیں معلوم ہوتا صبح قیامت میں سب روشن ہو جائیگا اور اگر کچھ بھی نہ سمجھا تھا تو ادنیٰ بات یہ تو جانتے تھے کہ رات میں آرام اور دن میں کام ہوتا ہے یہ کسی طرف سے نشان ہیں ویوم ینفخ فی الصور الخ یہاں سے پھر حشر اور اسکی ابتدا تفصیل کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کیونکہ اجمال کے بعد تفصیل خوب دل میں جم جاتی ہے۔ صور پھونکنے کا آلہ تریٔی یا بگل کی مانند ہے۔ قیامت کی ابتدا یہیں سے ہوگی کہ اسرافیل فرشتہ اُسکو منہ سے لگا کر بجا دیگا اسکی آواز اس شدت کی ہوگی کہ اول حیوانات مرجائینگے پھر نباتات فنا ہونگے پھر جمادات اور اسکی ہیبتناک آواز سے آسمان وزمین کے سب لوگ گھبرا اُٹھیں گے مگر جنکو اللہ چاہیگا نہ گھبرائیں گے۔ وہ کون لوگ ہونگے بعض کہتے ہیں ملائکہ حور ان جنت بعض کہتے ہیں اہل اللہ انبیاء اولیاء وشہداء حدیث میں آیا ہے کہ موسیٰ بھی انہیں میں ہونگے وکل اتوہ داخرین اور سب اللہ کے پاس عاجز ہو کر چلے آئینگے یہ جب ہوگا کہ مرکر زندہ کرنے کے لئے دوبارہ صور پھونکا جائیگا۔ اسلئے علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ ویوم ینفخ فی الصور سے دوسری بار کا صور مراد ہے اور پہلے صور کا اظہار کرنے کے لئے یہ جملہ ہے وتری الجبال کہ یہ پہاڑ جو تمکو جمے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بادلوں کی طرح اُڑتے پھرینگے اسپر جو وہم ہو کہ یہ کیونکر ہوگا تو فرماتا ہے صنع اللہ الخ کہ یہ کام اُسی اللہ کا ہوگا کہ جسنے ہر شے کو مستحکم کیا ہے پس جو مستحکم کرنا جانتا ہے وہ اسکو اُکھیڑنا بھی جانتا ہے اُسکو تمہارے سب کام معلوم ہیں۔ یہ تمہید ہے میدان حشر کے بیان کی۔ اس لئے فرماتا ہے کہ اُس روز اس قانون پر عمل ہوگا من جاء بالحسنۃ الخ کہ جو کوئی نیکی لیکر آویگا (ایمان وعمل نیک) وہ اس کا اس سے بہتر بدلہ پاویگا اور اُس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں رہیگا اور جو برائی لیکر آویگا کفر وشرک تو جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ فرشتے کہیں گے یہ تمہارے عمل بد کی سزا ہے اور کچھ نہیں۔

انما امرت ان اعبد رب ہذہ البلدۃ الخ مبدء ومعاد ونبوت میں کلام کرکے سورہ کو کس عمدہ خاتمہ پر تمام کرتا ہے جو تمام اگلے مضمون کا خلاصہ ہے اول یہ کہ لوگوں کو کہدو کہ مجکو صرف اس شہر کے رب کی عبادت کا حکم ہوا ہے یعنی مکہ کے رب کی۔ صرف اللہ کی عبادت پر مامور ہوں توحید خالص میرا وظیفہ ہے۔ اگرچہ خدا تعالیٰ صرف مکہ کا رب ہے بلکہ تمام شہروں کا اور کل مخلوقات کا لیکن ہذہ البلدۃ کہنے سے قریش کو انفعال دلانا مقصود تھا کہ وہ رب کہ جسنے تمہارے اس شہر کو متبرک کیا حرمت دی جسکی بدولت تم عرب کی مار دھاڑ سے امن میں ہو

اور اسی پر کیا منحصر ہے وہ کل شئ اسکی اور بہت خوبیاں ہیں اور ہر شے اسکے قبضہ میں ہے پس وہی پرستش کے قابل ہے دوم امرت ان اکون من المسلمین کہ توحید کے بعد خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری نیک باتوں کا بجالانا بری باتوں سے بچنا ہی میرا فرض ہے سوم وان اتلوا القرآن کہ تمکو قرآن سناؤں تبلیغ احکام کروں پھر جو ہدایت پر آویگا اپنا بھلا کریگا نہ مانیگا اپنا برا کریگا اس ترتیب میں یہ بھی اشارہ ہے کہ تبلیغ اسی کا کام ہے جو خود توحید اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہو اسی کی بات اثر بھی کرتی ہے پھر اس خاتمہ کو کس عمدہ جملہ سے تمام کرتا ہے۔ قل الحمد للہ۔ سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں وہ تمکو اپنی وہ نشانیاں ابھی دکھاتا ہے جسکی تمکو جلدی ہے سو ان کو پہچان لوگے چنانچہ بدر اور قحط کا وقت دیکھ لیا وما ربک بغافل عما تعملون اور اللہ تمہارے کام سے غافل نہیں ہر ایک عمل کا بدلہ دیگا۔ وللہ الحمد اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ المصطفین الاخیار خصوصاً علی محمد سید الابرار وآلہ الاطہار واصحابہ الاخیار

فقط

کتب مصنفہ شمس العلماء ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم و مغفور

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت بلا جلد	قیمت مجلد	محصول
۱	۲	۳	۴	۵
۱	بڑا قرآن شریف مترجم حمائل ترجمہ بین السطور۔ کاغذ سفید چکنا ولائتی۔ سطور پر حنائی رنگ معہ فہرست مضامین و فرہنگ الفاظ اردو صفحہ تقطیع ۲۲ + ۲۹ اٹھ صفحہ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲	جامع المصاحف مترجم۔ ترجمہ بین السطور۔ کاغذ سفید چکنا ولائتی۔ سطور پر حنائی رنگ معہ فہرست مضامین و فرہنگ الفاظ اردو صفحہ تقطیع ۲۲ + ۲۹ چو صفحہ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	غرائب القرآن۔ اس میں ایک صفحہ متن پر کلام مجید ہے مقابل کے صفحہ پر ترجمہ۔ حاشیہ پر حل لغات عربی کاغذ سفید چکنا ولائتی صفحہ ۱۱۴۵ تقطیع ۲۲ + ۲۹ چو صفحہ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	حمائل شریف ترجمہ بین السطور۔ سطور پر حنائی رنگ معہ فہرست مضامین و فرہنگ الفاظ اردو۔ سفر و حضر میں ساتھ رکھنے کے قابل۔ کاغذ سفید چکنا ولائتی صفحہ ۱۰۶۴ تقطیع ۱۹ + ۲۲ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵	دہ سورۃ فی احسن صورۃ۔ مترجم۔ پنجسورہ کی جگہ وظیفہ پڑھنے والوں کے لئے بہت ضروری ہے صفحہ ۱۴۴ تقطیع ۱۹ + ۲۲ ۔۔۔۔۔۔	۱۰ ار	+	[illegible]
۶	ادعیۃ القرآن۔ قرآن شریف کی ساری دعائیں معہ ترجمہ و خواص صفحہ [illegible] تقطیع [illegible] ٹائٹل سادہ رنگین	۱۰ ار	رنگین [illegible]	[illegible]
۷	الحقوق والفرائض۔ مذہب اسلام کے سارے مسائل کا مجموعہ قرآن شریف کی آیات اور احادیث کے ترجمہ کے ساتھ ہر مسلمان کے گھر میں جو مذہب سے واقفیت رکھنا چاہتا ہو وہ اس کتاب کا ہونا لازمات میں سے ہے صفحہ ۱۰۲۶ تقطیع ۲۲ + ۲۹ چو صفحہ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	•	[illegible]
	حصہ اول حقوق اللہ صفحہ ۲۲۴ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	•	[illegible]
	حصہ دوم حقوق العباد صفحہ ۵۰۰ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	•	[illegible]
	حصہ سوم اخلاق و آداب صفحہ ۳۰۶ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	•	[illegible]
۸	اجتہاد اسلام کی حقانیت کا دلائل و براہین قطعیہ سے اثبات۔ جو مسلمان اپنے عقیدے میں پکا ہونا چاہے وہ اس کتاب کو ضرور دیکھے صفحہ ۱۹۰ تقطیع ۲۲ + ۲۹ چو صفحہ ۔۔۔۔۔۔	[illegible]	•	[illegible]

پتہ دار الاشاعت تفسیر حقانی۔ حقانی بک ڈپو۔ بلی ماران دہلی